زبدۃ النظایر ہفتہ وار

یعنی

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

سنہ ۱۸۹۵ء

جونپور — اپیل فرمان شاہی نمبر ۸۴ سنہ ۱۸۹۳ء — منفصلہ ۲ دسمبر — صفحہ ۱ انگریزی ۲

سمیرا کنور وغیرہم (مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام بہگونت سنگہ (مدعی) رسپانڈنٹ

رہن - ڈگری بلحقص ثالث کے عملت مین مرتہن کا جایداد مرہونہ نیلام خرید کرنا در حالیکہ بروقت نیلام سے مرتہن کے کفالت کا اعلان ہوا تہا - نالش مابعد منجانب مرتہن بغرض ایصال کل قرضہ رہن بذریعہ نیلام بقیہ نصف جایداد کے -

تجویز ہوئی کہ جس مرتہن نے نصف وہ جایداد جو اوس کے پاس رہن تہی شخص ثالث کے ڈگری زر نقد کے اجرا مین نیلام خرید کی کہ جس نیلام مین اعلان اوس مواخذہ کا کر دیا گیا تہا جو اوس کے رہن سے پیدا ہوا تہا تو وہ بعد ازان واسطے بیباقی کل زر رہن یافتنی اپنی بذریعہ نیلام بقیہ نصف جایداد مرہونہ کے بلالحاظ اوس نصف جایداد کے جو وہ خرید کر چکا ہے نالش نہین کر سکتا

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

عبد المجید منجانب اپیلانٹان — بشنو چندر منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - یہہ اپیل حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی اوس نیلام کی نالش سے ظہور پذیر ہوا ہے جو بربنا رہن مورخہ ۲ مارچ سنہ ۱۸۸۶ء کے تہی - ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۹۱ء کو نالش دایر ہوئی تہی - استدعا نالش کی واسطے ڈگری نیلام

نصف جایداد مرہونہ کے ہے۔ مدعی مرتہن نے استدعا ء دادرسی کی بمقابلہ دیگر نصف جایداد مرہونہ کے نہین کی تہی۔ دیگر نصف جایداد یہہ مدعی مرتہن ۲۰ جولائی ۱۸۸۹ء کو ایک شخص ثالث کے ڈگری زر نقد کے اجرا مین خرید کرچکا تہا۔ اوس نیلام مین رہن جسکا نفاذ اب مطلوب ہے مشتہر کردیا گیا تہا اور یہہ اعلان کردیا گیا تہا کہ جو جایداد اوسوقت نیلام طلب تہی وہ اس مدعی مرتہن کے تابع رہن ہے۔ وہ اعلان یہہ تہا کہ جو شخص اوس نیلام مین جایداد خرید کریگا وہ بہ تبعیت اوس رہن کے خرید کریگا جو اس مدعی نے نصف وہ جایداد جو اوس نیلام مین فروخت ہوئی تہی بعوض مبلغ ۹ کے خرید کی تہی۔ عدالت ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ قیمت بازاری اوس نصف جایداد کے جو اوس نیلام مین فروخت ہوئی تہی بلا مواخذہ اوسکو تصور کرکے مبلغ ۱۱ ہے۔ اب مدعی مرتہن اوس تفاوت کو اپنے جیب خاص مین رکہنا چاہتا ہے جو درمیان اوس قیمت کے جو اوس نے ادا کی ہے یعنی ۹ اور مبلغ ۱۱ دوسو روپیہ کے ہے جو غالباً جایداد سے حاصل ہوتا بشرطیکہ وہ بلا بار رہن مدعی کے نیلام کیجاتی اور وہ اس نالش مین صرف اوس دوسری نصف جایداد کو ذمہ دار قرضہ رہن باقی اپنے کا کرنا چاہتا ہے اگرچہ جو تفاوت درمیان قیمت بازاری اوس نصف جایداد جو اوس نے خرید کی ہے اور اوس قیمت کے جو اوس نے ادا کی ہے بہت زیادہ اوس کل قرضہ رہن سے ہے جو اوسکو باقی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص ثالث اوس نیلام مین خرید کرتا تو وہ اوس شرط پر خرید کرتا کہ جایداد خریدہ اوسکی ذمہ دار ادا کرنے قرضہ رہن باقی اس مدعی کے جہانتک کہ وہ ہوسکے ہوگی۔ اگر اوس نیلام مین زر باقی دیگر مدارسے کچھہ توفیر ہوتی تو اس مدعی مرتہن کو بحیثیت مرتہن کے اوس توفیر مین حصہ نہ لایا جاتا کیونکہ وہ جایداد تابع اوس کے رہن کے نیلام ہوئی تہی۔ وہ ضمن (الف) دفعہ ۲۹۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین اجاتا ہے۔ اصل غرض نالش کی یہہ ہے کہ راہن پر فریب کیا جاوے مدعی اپنا قرضہ رہن اوس نصف جایداد کے نیلام سے بیباق کرانا چاہتا ہے جو پہلی نیلام مین نہین ہوئی تہی۔ اور بلاوجہ تبلا سکے اپنی جیب مین قیمت کے اوس تفاوت کو رکہنا چاہتا ہے جو درمیان اوس رقم کے جو اوس نصف دیگر جایداد سے حاصل ہوئی ہے جب کہ وہ نیلام ہوئی اور اوس نے بہ تبعیت اپنے رہن کے خرید کی تہی اور اوسکی قیمت بازاری کے ہے کہ گویا جایداد بلا مواخذہ ہے۔ ہمارے روبرو حوالہ مقدمہ کرک وڈ بنام ٹامسن (ہیم دایم جلد ۲ صفحہ ۳۹۲)

وشا بنام بنی (ریپورٹ پیون صاحب جلد ۲۳ صفحہ ۴۹۴) اور اوسی مقدمہ کی رپورٹ بر طبق اپیل (دی جی ابنے جلد ۲ اور اس صفحہ ۲۴۶ ہوئی اور مقدمہ شیو ناتہہ بر اس بنام جانکی پرساد سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۱۳۲) کا دیا گیا ہے - انگریزی مقدمات محولہ بالا کو کچہہ تعلق اُس مقدمہ سے نہین ہے جو ہمارے روبرو پیش ہے - اونمین بیان لیسے مرتہن ثانی کا ہے جو بذریعہ بیع یا اور طرح سے منتقل الیہ مرتہن اول کا ہو گیا ہے - مقدمہ مندرجہ انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۱۳۲ - اسمقدمہ سے متعلق نہین ہے جو ہمارے روبرو پیش ہے - اوسمقدمہ مین جو جایداد نیلام ہوئی تہی اور مرتہن نے خرید کی تہی وہ بموجب ڈگری نیلام بر بنا اوسکے رہن کے نیلام ہوئی تہی اور بہ تبعیت اوس رہن کے نیلام نہین ہوئی تہی - ایک اور بحث ہے - مسٹر شبو چندر نے منجانب مدعی رسپانڈنٹ کے ہمارے روبرو اس امر پر اصرار کیا ہے کہ ایک اور دوسرا مرتہن بہی ہے جسکا رہن اوس جایداد پر ہے جو اونکی موکل کے پاس رہن ہوئی تہی اور اسمقدمہ کے تجویز کرنے مین ہمکو اوس قرضہ کا بہی لحاظ کرنا چاہیے جو اوس دوسرے رہن کے بابت واجب ہے - مسٹر شبو چندر کا یہہ بیان ہے کہ وہ دوسرا رہن رجسٹری شدہ رہن ہے جو اونکی موکل کے رہن سے مقدم ہے - اگر یہہ بیانات صحیح ہین اور ہم یہہ خیال کرنیکو آمادہ ہین کہ وہ صحیح ہین تو اونکی موکل کو جب اوس نے یہہ نالش بموجب ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دایر کی تہی اوس رہن مقدم کا علم تہا اور وہ دفعہ ۸۵ - ایکٹ مذکور کے تعمیل کرنے مین قاصر رہا - ہم اس اپیل مین اون حقوق پر توجہ نہین کر سکتے ہین جنکی تجویز ہمکو اوسحالت مین کرنا پڑتی کہ جب مدعی رسپانڈنٹ نے تاکید کل شرایط دفعہ ۸۵ - ایکٹ مذکور کے تعمیل کی ہوتی - بہرکیف ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ واضح ہوتا ہے کہ اگر وہ مرتہن اس نالش مین فریق بہی ہوتا تو جو تفاوت درمیان اوس قیمت کے جو مدعی نے نصف جایداد مرہونہ خریدہ اپنے کے ادا کی تہی اور قیمت بازاری اوس جایداد بلا مواخذہ کے ہے وہ خود اوس کے رہن یا در رسدی ذمہ داری بہ نسبت اوس رہن مظہرہ بالا خریداری نیلام کے ادا کرنیکو کافی ہوتا اور اوس کے ماتہہ کچہہ رقم باقی رہجاتی -

ہم یہہ اپیل منظور کرتے ہین اور منسوخی ڈگری عدالت ہذا کے ہم ڈگری عدالت ماتحت کو معہ خرچہ کل عدالتون کے بحال کرتے ہین اسکا اثر یہہ ہے کہ نالش معہ خرچہ کل عدالتون کے ڈسمس کیجاتی ہے -

آعظمگڈہ — اپیل اول نمبر ۱۸۲ سنہ ۱۸۹۳ء — منفصلہ ۱۰ دسمبر

حشمت بی بی و یک کس دیگر (مدعیان) اپیلانٹان بنام محمد عسکری و یک کس دیگر (مدعاعلیہم) رسپانڈنٹان

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۳۹ - نالش متعلق خیرات عام - نالش واسطے استقرار اس امر کے کہ فلان جایداد وقف ہے -

مدعیان نے اپنی نالش ان بیانات سے دایر کی تھی کہ وے مسلمان اہل غرض کسی خاص وقف نامہ کے شرایط کی تعمیل قرار واقعی مین جو انکی مورث متوفی نے لکھا تھا اور منجملہ مدعاعلیہم کے ایک شخص متولی اوس جایداد کا ہے جو اوس دستاویز کے ذریعہ سے وقف کی گئی ہے اور اوس نے جایداد وقف کو دوسرے مدعاعلیہ کے پاس رہن کردیا ہے جو اوسکو بہ نفاذ اپنی رہن کے نیلام کرانا چاہتا ہے - مدعیان نے اس امر کے استقرار کی استدعا کی ہے کہ جایداد متنازعہ وقف ہے اور اسوجہ سے بتعلق اوس ڈگری کے جو مدعاعلیہ مرتہن نے حاصل کی ہے قابل نیلام کے نہین ہے - تجویز ہوی کہ نالش احکام دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل ہے اور چونکہ اس ارجاع کے بارہ مین حسب اقتضاء دفعہ مذکور کے اجازت حاصل نہین کی گئی تھی نالش ساقط ہوگی -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت مین کافی طور پر درج ہین -

عبدالرؤف منجانب اپیلانٹان پورٹر و جوگندرناتھ منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - مدعیان نے جو اپیلانٹان اپیل ہذا ہین اپنی نالش اس بیان سے دایر کی ہے کہ ۱۸ دسمبر ۱۸۵۵ء کو ایک شخص سید تحسین بخش نے کل موضع متذکرہ عرضی نالش کو وقف کردیا تھا اور مدعاعلیہ نمبر ۱ اوس مسجد کا متولی تھا اور اوس نے بخلاف ورزی اپنے خدمت کے جایداد وقف کو مدعاعلیہ نمبر ۲ کے پاس رہن کردیا - عرضی نالش مین یہہ بھی بیان ہوا ہے کہ مدعاعلیہ نمبر ۲ نے اپنی رہن کے ڈگری حاصل کی ہے اور اپنی ڈگری کے اجرا مین اوس جایداد کو نیلام کرانا چاہتا ہے - مدعیان مستدعی ڈگری بدین استقرار کے ہین کہ موضع متنازعہ جایداد وقف از روے اقرارنامہ مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۸۵۵ء کے ہے اور مدعی نمبر ۲ کے ڈگری کے اجرا مین قابل قرقی و نیلام کے نہین ہے -

عدالت مرافعہ اولی نے نالش بدین تجویز ڈسمس کی کہ دستاویز مستدلہ نالشی ہے اور یہہ ثابت نہین ہوا کہ کوئی وقف پیدا ہوا ہے -

مدعیان نے اپیل کیا ہے - مسٹر پورٹر نے منجانب رسپانڈنٹان کے یہہ بحث پیش کی ہے

کہ جو عدالت ماتحت مین بہی پیش ہوئی تہی کہ دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی مانع دعوے مذکور ہے کیونکہ کوئی رضامندی تحریری عہدہ دار مناسب کی بموجب دفعہ مذکور در بارہ ارجاع نالش کے حاصل نہین کی گئی تہی۔

صاف ظاہر ہے کہ مدعیان نے اپنی دعوے مین امانت واسطے اغراض مذہبی کے بیان کی ہے اور اونہون نے امانت کے خلاف ورزی بیان کی ہے اور جو شخص بطور ٹرسٹی کے نامزد کیا گیا ہے اور وہ شخص جسکے پاس ٹرسٹی مظہرہ نے وقف کو رہن کیا ہے پابند اوس ڈگری کا کرنا چاہتے ہین کہ وہ جایداد وقف ہے اور ڈگری بر بنا رہنامہ کے علت مین قرق ونیلام نہین ہو سکتی ہے۔ یہہ ایسا مقدمہ ہے جو عبارت یا دادخواہی یا اور کسی طرح کی ایسی دادخواہی کرنا جو بنظر نوعیت مقدمہ کے ضروری ہو موقوعہ دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل ہے

چونکہ مسلما کوئی اجازت تحریری حاصل نہین کی گئی تہی ہم یہہ اپیل اس بنیاد پر ڈسمس کرتے ہین کہ نالش بلا ایسی رضامندی تحریری کے قابل قایم رہنے کے نہین ہے۔

اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

بنارس — اپیل اول نمبر ۱۹۴ سنہ ۱۸۹۳ء — منفصلہ ۱۱ دسمبر

دوارکاداس (مدعی) اپیلانٹ بنام کامیشر پرشاد و یک کس دیگر (مدعاعلیہم) رسپانڈنٹان

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۸۳ – اختیار سماعت – مالیت نالش – ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۷ء دفعات ۱۹ و ۲۱

جب کسی نالش متعلقہ دفعہ ۲۸۳ – ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء مین دعویدار جنکے دارمدیون ڈگری یا اوس کے قایمقام کو بطور مدعا علیہ کے فریق مقدمہ بناتا ہے تو جایداد متروقہ بطور شے متنازعہ مقدمہ کے متصور ہوگی اور مالیت نالش کی حسب منشا دفعات ۱۹ و ۲۱ – ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۷ء کے مالیت نالش جایداد متروقہ کی ہوگی عام اس سے کہ مالیت مذکور اوس رقم سے زیادہ یا کم ہو جسکا وصول کرنا بذریعہ نیلام جایداد اجرائے ڈگری مین مطلوب ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت مین کافی طور پر درج ہین۔

مادہو پرشاد منجانب اپیلانٹ — جوگندر ناتہہ منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس – یہہ اپیل بابو دوارکاداس مدعی مقدمہ نے بنارامنی ڈگری جج ماتحت بنارس کے جو مشعر ڈسمسی نالش معہ خرچہ کے ہے دایر کی ہے۔

ابتدأً یادداشت اپیل عدالت ضلع جج بنارس مین پیش کیا گیا تہا۔ ضلع جج نے یادداشت اپیل مدعی کو بغرض پیش کرنے عدالت ہذا کے بدین تجویز واپس کیا تہا کہ اپیل اس عدالت مین ہو سکتا ہے اور نہ عدالت ضلع جج مین۔ اوسپر مدعی نے یادداشت اپیل عدالت ہذا مین پیش کیا اور یادداشت اپیل منظور ہوا تہا اور بموجب دفعہ ۵۴۸ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع کے اپیل درج رجسٹر ہوا تہا بر طبق پیشی ہونے اپیل بغرض سماعت کے مسٹر مادہو پرشاد وکیل اپیلانٹ نے یہہ حجت کی کہ اپیل عدالت ضلع جج مین ہو سکتا تہا اور ہمکو یادداشت اپیل اپیلانٹ کو واپس کر دینا چاہیے کہ وہ عدالت ضلع جج بنارس مین پیش کرے۔ بجانب دیگر مسٹر جوگندر ناتہہ چودہری نے منجانب رسپانڈنٹ کے یہہ حجت کی کہ اپیل اسی عدالت مین ہو سکتا ہے۔

واقعات ضروری متعلق بحث اختیار سماعت کے حسب ذیل ہین۔

بابو کاشی پرشاد رسپانڈنٹ نے ۲۰ اگست سنہ ۱۸۸۱ع کو عدالت جج ماتحت بنارس سے ڈگری زر نقد بنام پورن مل جواب فوت ہو گیا ہے اور دارومل کے حاصل کی تہی اور اوس ڈگری کے اجرا مین نامبردہ نے ۳ دسمبر سنہ ۱۸۸۵ع کو ایک مکان اور ایک بنگلہ جسکی نسبت اوسکا بیان ہی کہ پورن مل کے حیات مین اوسی کی تہے اور حسب بیان اوسکی اوسوقت سہودرا بی بی رسپانڈنٹ کے قبضہ مین بحیثیت قایممقام پورن چند کے تہے قرق کرایا تہا۔ بابو دوارکا داس نے عذرداری بہ نسبت قرقی کے اس بیان سے داخل کی تہی کہ وہ جایداد اوسکی ہے اور بابو کاشی پرشاد کے ڈگری مین قابل قرقی اور نیلام کے نہین ہین جج ماتحت نے دعوے بابو دوارکا داس کا نامنظور کیا اور اوسکی بعد بابو دوارکا داس نے بموجب دفعہ ۲۸۳ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع کے یہہ نالش جس سے یہہ اپیل ظہور پذیر ہوا ہے بابو کاشی پرشاد ڈگریدار اور مسماۃ سہودرا بی بی کو بحیثیت قایمقام پورن چند متوفی کے مدعا علیہما کر کے دایر کی ہے۔

اپنی عرضی نالش مین بابو دوارکا داس نے یہہ بیان کیا ہے کہ بذریعہ بیعنامہ رجسٹری شدہ نوشتہ پورن چند مورخہ ۴ مارچ سنہ ۱۸۸۲ع کے پورن چند نے مکان اور بنگلہ متنازعہ بقیمت مبلغ [illegible] کے اوسکی ہاتہہ بیع کر دیا ہے اور اوس نے یعنی مدعی نے کل زرثمن ادا کرنیکے بعد مکان اور بنگلہ کے دخل مالکانہ پایا اور اب بہی مکان اور بنگلہ پر بطور اپنی جایداد کے قابض ہے۔ نامبردہ نے یہہ واقعہ بیان کیا ہے کہ بابو کاشی پرشاد نے وہ ڈگری حاصل کی تہی جس کے علت مین جایداد قرق ہوئی تہی اور واقعہ قرقی اور اپنی عذرداری اور اپنی عذرداری کے نامنظوری کا بیان کیا اور یہہ استدعا کی ہے

(۱) عدالت سے یہہ استقرار کر دیا جاوے کہ بذریعہ خریداری متذکرہ بالا کے مدعی مالک

اور قابض ہمکانات پختہ خشتی اور سنگی مسقف چار طبقہ اور پختہ ساخت انگریزی معہ دروازہ و دیگر لوازمات دونون کے ۔ موقوعہ محلہ نیل کنٹھ مہادیو شہر بنارس محدودہ ذیل کا ہے اور جاید اد ڈگری مذکور سے اجرا مین قابل قرقی اور نیلام کے نہین ہے ۔ مالیت نالش عـــــــ سر ہے ۔

(۲) خرچہ نالش معہ سود آیندہ مدعاعلیہم پر عاید کیا جاوے ۔

مدعی نے دراصل دو استقرار کے استدعا حسب منشا فیصلہ مقدمہ موتی سنگہ بنام گولسنلا (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۳۰۸) کے کیا ہے جسمین استقرار اخرالذکر مین باعتبار واقعات مبنیہ عرضی نالش خواہ مخواہ استقرار اول الذکر متعلق ہے اگرچہ اول الذکر مین خواہ مخواہ استقرار اخرالذکر متعلق نہین ہے ۔

مسماۃ سہودرا بی بی مدعاعلیہا نے جوابدہی نالش کی نہین کی دوسرے مدعاعلیہ بابو کامیشر پرشاد نے بیان تحریری داخل کیا اور جوابدہی نالش کی کی ۔ بیان تحریری مین منجملہ دیگر امور نامبردہ نے یہہ بیان کیا کہ کل کارروایات متعلقہ بعینامہ متنازعہ مورخہ ۴ ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۸۲ع فرضی مین بعینامہ متنازعہ سے کسی جایداد کے منتقل کرنیکا مقصود نہین تہا اور نہ کوئی جایداد واسطے ذریعہ کے مدعی کیطرف منتقل ہوئی ہے ۔ بعینامہ مذکور بلامعاوضہ بنظر تحفظ جایداد پورن چند عرف راجہ مدیو متوفی کے لکہا اور مکمل کیا گیا تہا ۔

تائید اس حجت کے کہ یہہ اپیل عدالت ضلع جج مین ہو سکتا ہے مسٹر مادہو پرشاد نے منجانب مدعی اپیلانٹ کے مقدمہ گلذاری لال بنام جادون رائے (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۷۹۹) و درگا پرشاد بنام رچپال کنور (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۴۰) و کرشناما چاریار بنام سری نواس اینگر (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۳۳۹) و مدہو سودن کنور بنام رکہال چندر رائے (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۱۰۴) و دیاچند نیم چند بنام ہیم چند دہرم چند (انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۵۱۵) پر استدلال کیا ہے ۔

بابو جوگندر ناتہہ چودہری نے منجانب بابو کامیشر پرشاد مدعاعلیہ رسپانڈنٹ کے تائید اس حجت کے کہ اپیل عدالت ہذا مین ہو سکتا ہے مقدمہ مہابیر سنگہ بنام بہاری لال (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۳۲۰) و مادہو داس بنام رامجی پاٹہک (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۲۸۶) پر استدلال کیا ہے ۔

ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ فیصلہ مقدمہ دیاچند نیم چند بنام ہیم چند دہرم چند (انڈین لارپورٹ

سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۱۵۰) کو کسیقدر یا کچھہ تعلق اوس بحث سے نہین ہے جو ہمکو تجویز کرنا ہے۔
مقدمہ گلزاری لال بنام جادون رائے (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۲ صفحہ ۷۹۹
(جسکی فیصلہ کی توضیح اوس مقدمہ مین ہوئی تہی جسکا ابہی ہم ذکر کرینگے) درگا پرشاد بنام رجہلا کنور (انڈین
لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۱۴۰) و کرشنا چاریار بنام لسری نواس ایانگر (انڈین لارپورٹ سلسلہ
مدراس جلد ۴ صفحہ ۳۳۹) و مدہوسودن کنور بنام رکہال چندر رائے (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ
جلد ۵ صفحہ ۱۰۴) مین جہانتک ہم رپورٹون سے دریافت کرسکے ہین نالشات یا تو محض میان
ڈگریدار اور دعویدار عذرددار ایک یا دیگر جانب تہے یا اگر مدیون ڈگری بطور مدعا علیہ کے فریق
تہا تو اوس نالش کے فیصلہ کے اثر پر کہ جایداد ڈگریدار کے قرقی مین قابل نیلام نہین ہے جو اوسکی
استحقاق پر یا اون کل لوگون کے استحقاق پر جو اوسکی توسط سے دعویدار ہون نہ بحث پیش
کی گئی اور نہ تجویز ہوئی۔

ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ جب نالش مقتضیہ دفعہ ۲۸۳ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع مین فریق صرف
ڈگریدار یا اوسکا قایمقام ایک جانب بطور مدعی یا مدعا علیہ اور دعویدار عذرددار یا اوسکا قایمقام
بجانب دیگر فریق ہوتے ہین اور اوس نالش کے فریقین مین فقط یہہ بحث ہوتی ہے کہ آیا جو جایداد ڈگریدار
کے اجراے ڈگری مین قرق ہوئی ہے وہ اوس ڈگریدار کے اجراے ڈگری مین قابل قرقی اور نیلام کے ہے
یا نہین تو مالیت نالش کی حسب منشاء دفعہ ۱۹ و ۲۱ ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ع جسکی مراد از روے ضمن (۳۱)
دفعہ ۴ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۷ع تعداد یا مالیت شے متنازعہ مقدمہ۔ سے ہے مالیت جایداد نیلام طلب
صیغہ اجراے ڈگری کے ہے درحالیکہ زر ڈگری مالیت جایداد سے زیادہ ہو اور مالیت اوسقدر جایداد
نیلام طلب کے جو واسطے بیباقی زر ایصال طلب بذریعہ نیلام کے کافی ہوسکے اور جب مالیت جایداد
مقرقہ کی زر وصول طلب سے زیادہ ہو اور اس صورت اخر الذکر مین جو رقم بذریعہ نیلام بعلت ڈگری
مذکورہ کے وصول طلب ہے بطور مالیت اوس جزو جایداد کے متصور ہونا چاہئے جسکا نیلام تعبیراً
اگرچہ عملی طور پر نہین واسطے بیباقی زر وصول طلب بذریعہ نیلام کے کافی ہوگا۔ اوسی قدر ہماری
راے ہے کہ جو قاعدہ مقدمات مندرجہ رپورٹ انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۲ صفحہ
۷۹۹ اور انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۱۴۰ و انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس
جلد ۴ صفحہ ۳۳۹ اور انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۰۴ سے قابل الاخذ ہے صحیح
ہے جبکہ زمرہ فریقین مین ڈگریدار یا اوس کے قایمقام ایک جانب اور دعویدار عذرددار یا اوس کے

اسما حکام ہائیکورٹ

انریبل سرجان ایج صاحب چیف جسٹس نایٹ کیوسی۔
— جی۔ ای۔ ناکس صاحب سی۔ ایس۔
— ایچ الیف بلیر صاحب بیرسٹرایٹ لا۔
— پی سی۔ بنرجی۔ بی۔ اے۔ بی۔ ایل۔
— ڈبلیو آر برکٹ صاحب۔ ایم۔ اے۔ سی۔ ایس۔
— آر۔ ایس۔ ایکمین صاحب۔ ایم۔ اے۔ سی ایس (قایمقام)۔
ڈبلیو جی۔ ہوس صاحب۔ سی۔ ایس۔ رجسٹرار۔
جے کلارک صاحب ڈپٹی رجسٹرار
اے اسٹریچی صاحب بی اے ایل ایل بی بیرسٹرایٹ لا پبلک پراسیکیوٹر و ممبرین جج ہائیکورٹ [illegible]
ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹرایٹ لا قایمقام رپورٹر۔
منشی رام پرشاد صاحب گورنمنٹ پلیڈر۔

زبدة النظائر ہفتہ وار

۷ جنوری سنہ ۱۸۹۵ع

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگہبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ / اسٹیشن مفصلات	فہرست مقدمات	جلد ۵ / نمبر ۱

فہرست مضامین

اطلاع مراسلات وزر چندہ پاس منشی رگہبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہیے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ نہوگی۔ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اوس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت مل سکینگے]۔

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۴ جنوری ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹرایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		جلد ۱۵
اسٹیشن منفصلات		نمبر ۲

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

[جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہئے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ ہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ویسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اوس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت مل سکینگے]۔

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۲۱ جنوری ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ دبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹرایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف

و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۲
اسٹیشن معفیلات		جلد ۱۵

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

[اطلاع] ترسیلات وزر ہائے چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہئے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ نہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اوس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت مل سکینگے۔

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

۴ فروری سنہ ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ [illegible]	# فہرست مقدمات	نمبر ۵
[illegible]		جلد ۱۵

فہرست مضامین

[جملہ مراسلات وزر چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہیے۔ کوئی شکایت بنسبت عدم رسی کسی نمبر اخبار کے قابل لحاظ نہ ہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اوس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت مل سکینگے]۔

زبدۃ النظائر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۴ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۹
اسٹیشن مفصلات		جلد ۱۵

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

[جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہیے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ نہ ہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت ملینگے]

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ الانتظار ہفتہ وار

۱۸ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ	فہرست مقدمات	نمبر ۱۰
اشتہ بہ مفصلات		جلد ۱۵

فہرست مضامین

[جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہئے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ نہو گی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اوس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت ملینگے]

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

۱۸ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیوسہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۱۱		قیمت سالانہ
مجلد ۱۵		اسٹیشن مفصلات

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

[جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہیے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ نہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اوس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت ملینگے]

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

۲۵ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہاے منصف
و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۱۲
جلد ۱۵

قیمت سالانہ
[illegible]

فہرست مقدمات

استصواب بموجب دفعہ ۲۲ ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء	۱۵۹	بیٹھل داس بنام شنکر دت دوبی	۱۶۲

فہرست مضامین

[جملہ مراسلات و زر سالانہ چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہئے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ نہ ہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت منظور ہوگی بجز اس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران قیمت ملسکینگے]

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

یکم اپریل سنہ ۱۸۹۵ع

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب برسٹرایٹ لا در پورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہاے منصف

و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ	فہرست مقدمات	نمبر ۱۳
اسٹیشن مفصلات		جلد ۱۵

فہرست مضامین

[جملہ مراسلات و زر بابت چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہئیے - کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ نہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اوس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو - بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت ملینگے

زبدۃ الاخبار ہفتہ وار

۱۸ اپریل ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو سکے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف

و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ	# فہرست مقدمات	نمبر ۱۴
اسپیشن مفصلات		جلد ۱۵

فہرست مضامین

جملہ مراسلات و زر آئندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہیے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ نہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اوس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت ملینگے

زبدة النظائر ہفتہ وار

۱۵ اپریل سنہ ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے مصنف
و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		فہرست مقدمات	نمبر ۱۵
اسٹیمپ	محصول ڈاک		جلد ۱۵

فہرست مضامین

[جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہئے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ ہو گی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہو گی بجز اوس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت ملسکینگے]

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۲۲ر اپریل ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف
و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ اسٹیشن مفصلات		نمبر ۱۶ جلد ۱۵

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

[جملہ مراسلات و زر ہائے چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہئے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ ہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اوس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت مل سکینگے]۔

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدة النظایر ہفتہ وار

۲۹ اپریل ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۱۷ — جلد ۱۵

قیمت سالانہ — اسٹیشن منفصل

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

[جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہیئے کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ نہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اوس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت مل سکینگے]۔

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

۶ مئی ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف ومنشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۱۸		قیمت سالانہ
جلد ۱۵		اسٹیشن مفصلات

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

[جملہ مراسلات وزر چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہئے۔ کوئی شکایت بنسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ ہو گی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے بنسبت متصور ہو گی بجز اوس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت مل سکینگے]

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۳ مئی سنہ ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۱۹
اسٹامپ بن مع محصول		جلد ۱۵

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

[جملہ مراسلات و زر ہائے چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہیے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ نہو گی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اوس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دیگئی ہو۔ بعد گذرجانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت ملسکینگے]۔

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

۲۰ مئی سنہ ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی
مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف
و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۲۰
اشتہار منفصلات	## فہرست مقدمات	جلد ۱۵

فہرست مضامین

[تمام مراسلات و زرہائے چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہیے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ نہ ہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسے عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اس صورت کے جبکہ اس کی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دیگئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت ملیںگے]۔

زبدة النظائر ہفتہ وار

۲۷ مئی ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۲۱ جلد ۱۵	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ اسپیشن مفصلہ

فہرست مضامین

[التجملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہئے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ نہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اوس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت ملینگے]

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۲۳ جون ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی

مرتبۂ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف

و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۲۲
اسٹیشن بمفصلات		جلد ۱۵

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہیئے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ نہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اوس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت مل سکینگے۔

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

۱۷ جون ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۲۴
اشتہارات علیحدہ (؟)		جلد ۱۵

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہئے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسیدگی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ نہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسیدگی کے نسبت متصور ہوگی بجز اس صورت کے کہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت ملینگے

زبدۃ النظائر پریس الہ آباد

زبدۃ الانظار ہفتہ وار

۲۴ جون ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو شیو سہائے منصف

و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ ۔۔	# فہرست مقدمات	نمبر ۲۵
اسٹیشن مفصلات		جلد ۱۵

فہرست مضامین

[جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہئے کسی کی شکایت بابت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ ہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اس صورت کے جبکہ اسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو ۔ لوبگذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت ملینگے]۔

زبدۃ الانظار پریس الہ آباد

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

یکم جولائی ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا اور رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ [illegible]	فہرست مقدمات	نمبر ۲۶ جلد ۱۵

فہرست مضامین

[جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہئے۔ کوئی شکایت بنسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ نہ ہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اس صورت کے جبکہ اسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت ملسکینگے]۔

زبدۃ النظائر پریس الہ آباد

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

۸ جولائی ۱۸۹۹ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ	فہرست مقدمات	نمبر ۲۷
اسٹیشن مفصلات		جلد ۱۵

فہرست مضامین

[جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہیے۔ کوئی شکایت بنسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ نہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے بنسبت متصور ہوگی بجز اس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت مل سکینگے]۔

زبدۃ النظائر پریس الہ آباد

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

۱۵ جولائی سنہ ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹرایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف

و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۲۸	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ
جلد ۱۵		اسٹیشن مفصلات

فہرست مضامین

[جملہ ارسالات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہیے۔ کوئی شکایت بہ نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ ہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے بہ نسبت متصور ہوگی بجز اوس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت مل سکینگے]۔

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۲۲ جولائی سنہ ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف
و منشی رگھبیر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۲۹
جلد ۱۵

قیمت سالانہ
مع محصول

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

ایجنٹ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبیر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہئیے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ نہ ہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت ملینگے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

۲۹ جولائی ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی

مرتبہ مسٹر بلیو کے رپورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا اور رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف

و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ مع محصولات اسٹیشن	فہرست مقدمات	نمبر ۳۰ جلد ۱۵

فہرست مضامین

[جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہیے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ نہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اس صورت کے جبکہ اسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت ملسکینگے]

زبدۃ النظائر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۵/ اگست ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		فہرست مقدمات	نمبر ۳۱
معہ محصولڈاک	اشتہارات		جلد ۱۵

فہرست مضامین

[کل] جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہئے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ نہو گی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کی نسبت متصور ہو گی بجز اوس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت ملینگے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

۱۲ اگست ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لاء رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ اباد

نمبر ۳۲ — جلد ۱۵

قیمت سالانہ — آٹھ [illegible] مع محصول

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

[جملہ مراسلات وزرہائے چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہئے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ نہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اوس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بالقیمت ملینگے]۔

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

۱۹ اگست ۱۸۹۵ع

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و ریپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی [illegible] سہائے منصف

و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۳۳
[illegible] مع مفصلات		جلد ۱۵

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

[ایڈیٹر [illegible] مسلسلات مذکور [illegible] پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہئے کوئی [illegible] عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ نہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اوس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت ملینگے]

زبدۃ [illegible] آخر ہفتہ وار

۲۶ اگست ۱۸۹۵ع

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۳۴		قیمت سالانہ
جلد ۱۵		اسٹامپ [illegible] محصولات

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

[جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہیئے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ ہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی [illegible] منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے [illegible] قیمت ملیگے]-

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

۶ ستمبر ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف
و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ
اسپیشل [illegible] مفصلات

نمبر ۳۵
جلد ۱۵

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

[بجز ارسالات مندرجہ چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہئے [illegible] نمبر یا نمبران کے قابل ادا ہونگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی [illegible] منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت مل سکینگے]

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۸ نومبر ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف
و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الٰہ آباد

نمبر ۳۹ — جلد ۱۵

قیمت سالانہ — اسٹیشن مع مفصلات

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

اطلاع: مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الٰہ آباد آنا چاہئے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسیدگی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ نہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسیدگی کے نسبت متصور ہوگی بجز اس صورت کے جبکہ اسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت مل سکینگے

زبدۃ الانتظار ہفتہ وار

۱۲ دسمبر ۱۸۹۵ع

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لاء و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف

و منشی گہبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۴۰	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ
جلد ۱۵		اسٹیشن منفصلہ

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

[جملہ مراسلات و زر چندہ بنام منشی گہبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہئے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل غور نہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اوس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب موصوف کو بعد پہنچنے فہرست سالانہ کے دیگئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت مل سکینگے]۔

زبدۃ الانتظار پریس الہ آباد

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

۹ دسمبر ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹرایٹ لا اور لورٹ ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف
و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۴۹ جلد ۱۵	## فہرست مقدمات	قیمت سالانہ اسٹیشن مفصلات

فہرست مضامین

جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہئے۔ کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبران کے قابل لحاظ نہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اس صورت کے جبکہ اسکی اطلاع صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت ملسکینگے]

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

۲۶ لغایت ۳۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹرایٹ لا ادیٹر ہائیکورٹ رپورٹ مترجمہ منشی شیو سہاے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۴۲		قیمت سالانہ
جلد ۱۵		زر پیشگی مع محصول ڈاک

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

اجلاس اسلات و زر [illegible] چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہیے کوئی شکایت نسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ ہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے نسبت متصور ہوگی بجز اس صورت کے [illegible] منیجر صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو۔ بعد گزرجانے میعاد مقررہ کے [illegible]

زبدة النظائر ہفتہ وار

۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ ڈبلیو سکے پاونٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا و رپورٹر ہائیکورٹ مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۴۳	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ
جلد ۱۵		اشتہارات مفصلات

فہرست مضامین

[چندہ مراسلات وغیرہ کا چندہ پاس منشی رگھبر دیال صاحب وکیل عدالت دیوانی الہ آباد آنا چاہیئے - کوئی شکایت لنسبت عدم رسی کسی نمبر یا نمبران کے قابل لحاظ ہوگی اور نہ کوئی ذمہ داری ایسی عدم رسی کے لنسبت متصور ہوگی بجز اوس صورت کے جبکہ اوسکی اطلاع منشی صاحب کو قبل پہونچنے فہرست سالانہ کے دی گئی ہو - بعد گذر جانے میعاد مقررہ کے نمبر یا نمبران بقیمت ملینگے -]

فہرست اسماء

بہ ترتیب حروف تہجی

مقدمات

ہائی کورٹ

اسمائے	صفحہ	اسمائے	صفحہ
اچھن کنور بنام ٹھاکر داس	۶۵	انکادت بنام رام اودت پانڈے	۴۱۷
احمد علی بنام نجابت خان	۴۴۴	اندر [illegible] بنام دومکت رائے	۱۹
ادہار سنگھ بنام ابلاکھ سنگھ	۴۱۱	ایسٹ انڈین ریلوے کمپنی بنام حبیب علی	۴۲۷
ارتھر لین بنام ہدایت الخلن	۳۵۸	ایگلن ملس کمپنی بنام میور ملس کمپنی	۳۲۰
اسعد ال بنام جے ای ہورگو	۲۵۲	انتاسی بنام ہرپداس	۳۸۹
استصواب بموجب دفعہ ۲۸ ایکٹ	۱۵۹	انبہل داس بنام شنکر دت دوبی	۱۶۲
۴۹ ایکٹ	۱۶۳	بدیع النسا بنام شمش الدین	۵۲
اکبارہ پنچائیتی بنام صوبا لال	۴۹۱	برجموہن پانڈے بنام گہور ہورائے	۶۳
امام الدین بنام سور جنتی	۴۴۲	برکت النسا بنام محمد اسد علی	۲۲۷
امانت النسا بنام بشیر النسا	۱۶	بلدیو مہا رتھی بنام ہوشیار سنگھ	۱۲۳
امجد علی بنام مشتاق احمد	۲۷۱	بل زور رائے بنام مادہورائے	۲۲۲
امداد علی بنام جگن لال	۲۰۰	بمعاملہ درخواست اندرمن رحمت اللہ	[illegible]
امرائو چند بنام بندرابن چند	۲۹۷		

مقدمہ	صفحہ
گھورے بنام مان سنگھ	۱۹۹
گیندا مل بنام پربھو لال	۴۵
لچھمن سنگھ بنام ہاکھیت پال	۲۳۳
لچھمی نراین بنام محمد یوسف	۱۳
لچھمی چند بنام بلم داس	۲۳۴
لیکھا بنام بہونا	۵۱۴
مکھن لال	۲۶۱
مادھو پرشاد بنام دریائی بی بی	۳۰۷
مان رائے بنام جے رام رائے	۲۱۹
مانک راج کنوری بنام امینہ بی بی	۱۳
محمد حسین بنام بدری پرشاد	۲۵۱
علیخان بنام ٹھاکر دھرم سنگھ	۴۰۷
محمد کریم اللہ خان بنام امانی بیگم	۴۱
مدن موہن لال بنام اکھینی لال	۱۲۸
مرداری بنام مریم بی بی	۳۹۶
مقرب حسین بنام حرمت النسا	۴۳۵
ممن بنام کنور سین	۲۴
منشی لال بنام بھجا سنگھ	۳۹۵

مقدمہ	صفحہ
منگل سین بنام روپ چند	۴۹۳
منوہر سنگھ بنام سمرتا کنور	۲۶۵
مہادیو نراین سنگھ بنام شیو نندن سنگھ	۱۲۷
مہابیر سنگھ بنام سایرہ بی بی	۲۲۹
نتھو رام بنام محمد علیخان	۳۳۹
سنگھ بنام گلاب سنگھ	۹۹
نجو خان بنام امتیاز الدین	۵۲۷
نراین کنور بنام مکھن لال	۳۰۴
نریندر بہادر پال بنام خادم حسین	۳۶۶
نند کشور بنام احمد عطا	۴۵۲
واجد علی شاہ بنام نول کشور	۱۲۴
ولسن بنام الف	۴۴۹
ہرچرن سنگھ بنام ہر شنکر سنگھ	۴۶۵
ہر سروپ بنام بالگوبند	۳۷۵
ہری سنگھ بنام دیبی سرن سنگھ	۲۲۴
ہمالیہ بنک لمٹیڈ زیر تصفیہ حساب بنام الف ڈبلیو کوارسی	۲۷۷
ہیرا لال بنام صاحب جان	۵۲۴

فہرست مضامین

قایم مقام بجانب دیگر پر محدود ہے اور صرف یہہ امر تجویز طلب ہوکہ آیا ڈگریدار کے اجراے ڈگری مین جایداد قابل قرقی اور نیلام کے ہے یا نہین۔

ہماری راے مین مختلف خیالات پیدا ہوسکتے ہین جن پر غور ہونا چاہیے اور جن کو موثر کرنا چاہیے جب کہ نالش مقتضیہ دفعہ ۲۸۳ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء مین مدیون ڈگری یا اوسکا قایم مقام بطور مدعاعلیہ نالش کے فریق بنایا جاوے اور بحث اختیار سماعت کا بہ نسبت اوس عدالت کے تجویز کرنا ضروری ہی کہ جب مین نالش یا اوس نالش کا اپیل دایر کیا جا سکے۔

نالش مقتضیہ دفعہ ۲۸۳ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء مین جس مین دعویدار عذردار مدعی اور ڈگریدار مدعاعلیہ ہے اور جس مین مدیون ڈگری بطور مدعاعلیہ فریق نہین ہے بحث استحقاق مدیون ڈگری کی جسکا تجویز کرنا ضروری ہوتا ہے محض فیمابین فریقین نالش مذکور کے تجویز ہوتی ہے اور فیصلہ اوس استحقاق کے بحثون کا یا متعلق اون بحثون کا بموجب دفعہ ۱۳ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے بطور امر تجویز شدہ کے موثر ہوگا گو وہی استحقاق کسی نالش مابعد مین فیمابین کسی شخص منجملہ اشخاص فریق نالش مقتضیہ دفعہ ۲۸۳ کے اور اوس شخص کے جو مدیون ڈگری اون کارروایات کا ہو جس سے نالش مقتضیہ دفعہ ۲۸۳ متعلق ہتی یا اون اشخاص کے دیر تنقیح ہو جو بعد ازان اون شخصون کے توسط سے دعویدار ہون۔

برعکس اسکے جب دعویدار عذردار مدیون ڈگری کو اپنی نالش مقتضیہ دفعہ ۲۸۳ مین مدعاعلیہ بناتا ہے اور اپنی دعوے کو محدود نہین کرتا ہے اور وہ شکل اور حیثیت دونون مین بمقابلہ مدیون کے دعوے استقرار اپنے استحقاق بہ نسبت کل جایداد کے کرتا ہے کہ جو استحقاق نالش مین زیر تنقیح ہے۔ تو ایسی نالش کی ڈگری نتیجہ مشعر استقرار اس امر کے کہ جایداد ڈگریدار اجرا کنندہ ڈگری کے اجرا مین قابل قرقی و نیلام کے ہے یا نہین بجز اوس صورت کے کہ فیصلہ نالش کا کسی ایسی بنیاد پر ہو جس کے سے فیصلہ بحث حقیت کا متعلق ہو خواہ مخواہ تصفیہ اور تجویز اون کل امور استحقاق کا ہو جاتا ہے جسکی بنا پر اوس نالش مین مدعی ایک جانب اور مدیون ڈگری دلمیشہ حق جانب اوس مقدمہ مین استدلال کرتے ہین اور ایسا

فیصلہ ہر نالش اینده مین جو انہین دو فریقون کے یا اون شخصون کے درمیان ہو جو انکی توسط سے دعویدار ہون بموجب دفعہ ۱۳ - ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء کی اون حقیت کے بابت بطور امر تجویز شده کے عمل پذیر ہوگا اگرچہ نالش مابعد مذکور متعلق اوس جایداد کے نہو جو نالش محکومہ دفعہ ۲۸۳ مین متنازعہ تھی الا شرط یہہ ہے کہ جس عدالت مین نالش محکومہ دفعہ ۲۸۳ دایر اور فیصل ہوی تھی۔ وہ عدالت ذی اختیار مجاز سماعت نالش مابعد کی تھی۔ مقدمہ حال سے ہمارے منشار کی تمثیل ظاہر ہوتی ہے۔ مدعی دعوے اس استقرار کا کرتا ہے کہ مکان و بنگلہ متنازعہ بابو کامیشر پرشاد کے ڈگری کے اجرا مین قابل قرقی و نیلام کے نہین ہے۔ دوسرا استقرار جسکا مدعی دعویدار ہے یعنی یہہ کہ مکان اور بنگلہ اوسکو از روے بیعنامہ مورخہ ۲ ستمبر ۱۸۸۲ء کے حاصل ہو چکا ہی ایسا ہے جس مین خواہ مخواہ یہہ استقرار متعلق ہے کہ مکان اور بنگلہ قابل قرقی اور نیلام کے نہین ہے کیونکہ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اوسی بیعنامہ مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۲ء پر مدعی بہ نسبت اپنی حقیت اور اس استقرار کے استدلال کرتا ہے کہ جایداد مذکور بابو کامیشر پرشاد کے ڈگری مین قابل قرقی اور نیلام کے نہین ہے۔ اس ڈگری مین کہ یہہ جایداد قابل قرقی و نیلام کے نہین ہے خواہ مخواہ یہہ فیصلہ دربارہ حقیت کے متعلق ہے کہ بیعنامہ دستاویز فرضی ہے جسکے روسے کوی استحقاق منجانب پورن چند کے مدعی کے طرف منتقل نہین ہوا یا یہہ کہ وہ دستاویز اصلی موثر معاملہ بیع اصلی اور ناقابل اعتراض کے ہے اور جسکی روسے حقیت منجانب پورن چند کے مدعی کے طرف منتقل ہوی ہے کیونکہ کوی بحث مانع تقریر مخالف یا میعاد سماعت کے نہین ہے - چونکہ قایمقام پورن چند متوفی کا مدعا علیہ مقدمہ ہذا ہے اور بلحاظ اختیار سماعت اوس عدالت کے جس مین نالش دایر ہوی تھی ڈگری مشعر بدین استقرار کہ بابو کامیشر پرشاد کے ڈگری مین جایداد قابل قرقی و نیلام کے نہین ہے - ہر نالش مابعد مین جو درمیان مدعی حال یا کسی شخص کے جو بتوسط اوسکی دعویدار ہو ایک جانب اور مسماۃ سہودرا بی بی یا کسی شخص کے جو اوس کے توسط سے بربناء اوس کے اوس استحقاق کے دعویدار ہو جو اوس نے پورن چند سے حاصل کیا ہے بجانب دیگر مسماۃ سہودرا بی بی اور کل اون اشخاص کو جو اوس کے توسط یا اوس کے استحقاق سے بطور قایمقامان پورن چند کے دعویدار ہون دربارہ مخاصمت کرنے صحت اور اثر

دربارہ منتقل ہونے بعنا مہ کے مانع ہوگی لیکن یہہ امر قابل ملحوظی ہے کہ مدعی مستحق ایسے استقرار
کا بمقابلہ مساۃ سہودرانی بی کے ہوسکتا ہے اگرچہ اسکا نا واقعات ایسے ثابت کیا سکتے
مین جو مدعی کو بمقابلہ بابو کامشیر پرشاد کے اس امر کے بیان کرنے مین مانع ہونگی کہ جایداد
مقروقہ بابو کامشیر پرشاد کے ڈگری کے اجرا مین قابل قرقی اور نیلام کے نہین ہے
اسوجہ سے ہماری یہہ راے ہے کہ جب نالش مقتضہ دفعہ ۲۸۳ - ایکٹ نمبر ۱۴
سنہ ۱۸۸۲ء مین دعویدار مقدار مدیون ڈگری یا اوسکے قایمقام کو فریق بطور مدعاعلیہ
مقدمہ کے کرتا ہے تو جایداد مقروقہ کو بطور شے دعوے کے تصور کرنا چاہئے اور
مالیت نالش کی حسب منشاء دفعہ ۲ - ۱۹۱ - ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۷ء مالیت جایداد مقروقہ کی
تصور کرنا چاہئے عام اس سے کہ مالیت مذکور اوس رقم سے کم یا زیادہ ہو جسکا ایصال اجراے
ڈگری مین نیلام جایداد سے مطلوب ہے۔
ہمنے جو راے اوپر ظاہر کی ہے وہ کسیطرح فیصلہ مقدمہ مہابیر سنگہ بنام ہربلی
(انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۳۲۰) اور مدہو داس بنام رام جی پاٹھک
(انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۲۸۶) خلاف نہین ہے۔ ہمنے اپنی راے
مین وہ شے ظاہر کی ہے جو واسطے اغراض اختیار سماعت کے مالیت نالش مقتضیہ دفعہ
۲۸۳ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے ہے جب مدیون ڈگری یا اوسکا قایمقام فریق نالش بطور
مدعاعلیہ کے بنایا جاتا ہے یا نہین بنایا جاتا ہے۔ انمین سے ہر صورت مین مالیت نالش کی
واسطے غرض اختیار سماعت کے وہ مالیت ہے کہ جو مالیت مدعی نے اپنی عرضی نالش مین
بیان کی ہے بشرطیکہ مالیت مذکور اس غرض سے کم یا زیادہ نہ بیان کی گئی ہو کہ نالش اوس
عدالت مین منظور کرایجاوے کہ جس عدالت مین بوجہ صحیح مالیت نالش اور دفعہ ۱۵
ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء نالش مذکور نہوسکتی ہو نالش حال مین بفرض اس امر کے اور
اسمین حجت نہین ہے کہ مبلغ ـــــ مالیت جایداد کی ہے تو یہہ اپیل عدالت ہذا
مین ہوسکتا ہے اور نہ عدالت ضلع جج مین۔
بوقت اختتام بحث دربارہ اختیار سماعت کے ہمنے مسٹر مادہو پرشاد سے
کہا تہا کہ اپنی موکل کے اپیل کی تایید باعتبار روداد کے کرین اسپر انہون نے تسلیم
کیا کہ وہ ایسا نہین کر سکتے ہین۔ اندرینحالات ہمکو کوئی راے بہ نسبت اس امر کے ظاہر کرنا

ضرورت نہین ہے کہ بالفعل عرضی نالش سے کوئی بنا رفع عصمت بمقابلہ مسماۃ سہودرا بی بی کے ظاہر ہوتی ہے یا نہین ہوتی ہے - ہم قیاس کرتے ہین کہ مسٹر یادہو پرشاد کی غرض بحث اختیار سماعت کے پیش کرنے اور ہم سے یہہ استدعا کرنے سے کہ اونکی موکل کو یادداشت اپیل واپس کر دین یہہ تھی کہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس ہونے سے بچ جاوے اور اونکا موکل اوس اپیل کے خرچہ کے ادا کرنے سے محفوظ رہے، جسکی تائید نہین ہو سکتی ہے چونکہ اپیل کی تائید روداد پر نہین ہو سکتی ہے تو یہہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یادداشت اپیل اگر عدالت ہذا سے واپس دیا جاوے تو پھر عدالت ضلع جج مین داخل نہ کیا جاوے گا -

ہم اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین -

گورکہپور — منفصلہ ۲۳ دسمبر ۱۸۹۴ء — مطبوعہ انگریزی

اپیل دوم نمبر ۷۶۴ سنہ ۱۸۹۳ء

مانک راج کنوری (مدعیہ) اپیلانٹ بنام امینہ بی بی (مدعا علیہا) رسپانڈنٹ

شفع۔ واجب العرض۔ حصہ دار قریبی۔

تجویز ہوئی کہ منجملہ تین حصہ داران محال کے ایک حصہ دار نے بذریعہ خریداری نصف حصہ دوسرے حصہ دار کے استحقاق مرجح شفع تیسرے حصہ دار کے معاملہ مین بہ نسبت بقیہ نصف حصہ مذکور کے حاصل نہین کیا۔

واقعات اسمقدمہ کے ایکمین صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

سمین منجانب اپیلانٹ ودیاچرن سنگہ منجانب رسپانڈنٹان ۔

ایکمین صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل نالش شفع سے ظہور پذیر ہوا ہے۔ موضع سکر بزرگ مین تین زمیندار جس مین سے ہر ایک قابض حصص جداگانہ کے تہوک واحد مین ہین یعنی گوری راے رانی مانک راج کنوری اور مسماۃ امینہ بی بی ہین سنہ ۱۸۹۲ء مین گوری راے نے اپنے حصہ کا ایک جزو رانی مانک راج کنوری کے ہاتھہ بیع کر دیا تہا۔ چند مہینہ بعد نامبردہ نے اپنا بقیہ جزو مسماۃ امینہ بی بی کے ہاتھہ بیع کر دیا۔ رانی مانک راج کنوری نے نالش بنام امینہ بی بی اور گوری راے کے واسطے نفاذ حق شفع بابت جزو ثانی مبیعہ کے دایر کی۔ عدالت مرافع اولی یعنی منصف بانس گانون نے ڈگری بحق مدعی صادر کی جو اپیل مین جج ماتحت گورکہپور نے منسوخ کی ہے۔ اب مدعیہ عدالت ہذا مین بصیغہ اپیل دوم آئی ہے۔ امر تجویز طلب یہہ ہے کہ آیا بموجب شرایط واجب العرض کے مدعیہ کو کوئی دعوے مرجح جایداد کا بمقابلہ امینہ بی بی کے حاصل ہے یا نہین۔ یہہ مسلمہ ہے کہ اگر گوری راے نے اپنی جایداد کلیتاً بیع کر دی ہوتی تو ان عورتون مین سے کسی کو دعوی فایق بمقابلہ دوسرے کے حاصل نہوتا۔ لیکن منجانب مدعیہ کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ چونکہ اوس نے ایک جزو اوسکی جایداد کا گوری راے سے خرید کر لیا ہے تو وہ اوسی کے روسے نامبردہ کے نسبت حصہ دار قریبی حسب منشاء واجب العرض کے ہو گئی ہے۔ یہہ امر واسطے تجویز کے بالکل آسان نہین ہے لیکن بعد غور اوپر تقریر ذی علم وکلاء مقدمہ کے مین اپنے اوپر ذمہ اس کہنے کا نہین لے سکتا ہون کہ جج ماتحت کی راے اوس نتیجہ کے اخذ کرنے مین غلط ہے جو اونہون نے اخذ کیا ہے۔ اس حجت مین قوت ہے کہ جب گوری راے نے ایک جزو اپنی جایداد کا بیع کیا تہا تو وہ جزو مدعیہ کے کہاتہ جداگانہ کا ایک جزو ہو گیا تہا اور حصص فریقین کے اوسی طرح سے

جدا گانہ رہے کہ جس طرح وے قبل اوس کے بیع جزوی کی ہتے۔ مین یہہ اپیل معہ خرچہ کے مسترد کرتا ہون

صفحہ ۲ انگریزی — علیگڈہ

منفصلہ ۲ دسمبر — اپیل اول نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۳ء

چہمین نراین وغیرہم (مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام محمد یوسف (مدعی) رسپانڈنٹ

رہن۔ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۶۰۔ کفالت کا شکست ہونا۔ مرتہن کا راہن کو قرضہ رہن جزوًا ادا کرنے دینا اور جزو جایداد مرہونہ کا واگذاشت کرنا۔

مرتہن اپنی راہن کو قرضہ رہن جزوًا ادا کرنے دینے اور جزو رسدی جایداد مرہونہ کے واگذاشت کر دینے سے راہن کو یا اوسکی قایمقام کو اوس وجہ سے حق انفکاک کرانے بقیہ جایداد مرہونہ کا تجزیہ کے ساتھ نہین کر دیتا ہے۔ مارانا اماتا بنام پنڈیلا بردیو تلو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۳ صفحہ ۲۳۰) اور سرا متیا بنام منداین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۳۰۴) کی تقلید نہین ہوئی۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

سندر لال ورتن چند منجانب اپیلانٹان۔ حمید اللہ وعبد المجید منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس وبنرجی صاحب جسٹس۔ اس اپیل مین ہمارے روبرو صرف یہی ایک امر پیش ہے کہ آیا مدعا علیہم اپیلانٹان نے راہن سے نصف قرضہ رہن وصول کر لینے اور اوس وصول پر نصف جایداد مرہونہ واگذاشت کر دینے اپنی رہن کو اوس ذریعہ سے ایسا شکست کر دیا ہے کہ مدعی اوس جزو جایداد مرہونہ کو جسمین وہ حقدار ہے بذریعہ ادا کرنے رسدی قرضہ رہن کے جو اب تک مدعا علیہم اپیلانٹان کو واجب یا فتنی ہے فک الرہن کرا سکتا ہے یا نہین۔ قاعدہ انفکاک رہن جزو جایداد مرہونہ باداے زر رہن رسدی کے جسپر عملدرآمد ممالک ہذا مین بعد صدور ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے ہوتا آیا ہے فقرہ اخیر دفعہ ۶۰۔ ایکٹ مذکور سے برآمد کیا جا سکتا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہین کہ قبل صدور ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے جو اصول فقرہ اخیر دفعہ ۶۰ سے اخذ کیا جا سکتا ہے کہ جسکا ہم نے ذکر کیا ہے جہانتک ہم واقف ہین وہی اصول تہا جو ممالک ہذا مین متعلق کیا جاتا تہا اور استحقاق انفکاک مخالفانہ جزو جایداد مرہونہ کا باداے جزو رسدی زر رہن کے درحالیکہ معاہدہ مین شرط نہوئی ہو اون مقدمات پر محدود تہا جسمین مرتہن یا مرتہنان نے حصہ راہن کا کلیتاً یا جزوًا حاصل کر لیا ہو۔ مسٹر عبد المجید نے منجانب مدعی کے یہہ حجت کی ہے کہ جب کبھی

مرتہن جزواً قرضہ رہن وصول کرتا ہے اور بعوض وصول مذکور کے جزو جایداد مرہونہ کو رہن سے واگذاشت کر دیتا ہے تو وہ معاہدہ رہن کو شکست کر دیتا ہے اور راہن یا کوئی دوسرا شخص جو جایداد مرہونہ مین حقدار ہو مستحق فک الرہن کرانے جزو یا اجزا ٹکرہ ٹکرہ کا بادائے بقیہ زر قرضہ واجب رسدی کے ہو جاتا ہے اور مشار الیہ نے بطور اسناد اوس حجت کے مقدمات مارانا امانا بنام ہنڈیلا پردو تو لو (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۳۰ اور سبرامنیان بنام منداین (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۴۰۳) پر حوالہ کیا ہے۔ بہ نسبت مقدمہ مارانا امانا بنام ہنڈیلا کے جو کچھ ہمکو کہنے کی ضرورت ہے وہ کل یہہ ہے کہ وہ مقدمہ قبل صدور ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے فیصل ہوا تہا۔ اور فیصلہ مقدمہ سبرامنیان بنام منداین مین ظاہرا فیصلہ مقدمہ مارانا امانا بنام ہنڈیلا کے تقلید ہوئی تہی ہماری راے مین یہہ تجویز کرنا خلاف مصلحت عامہ کے ہوگا کہ مرتہن نے راہن کو جزواً قرضہ رہن ادا کرنے دینے سے اور اسطرح جزو جایداد مرہونہ کو واگذاشت کر دینے سے معاہدہ رہن کو اسطرح شکست کر دیا ہے کہ جس سے راہن یا اور شخص حقدار کو بقیہ جایداد مرہونہ کو ٹکرہ ٹکرہ فک الرہن کرنیکی اجازت دیجاوے۔ اگر قانون ایسا ہو تو راہنون پر ایک سختی ہو جاویگی کیونکہ مرتہنان بلاشبہ راہنون سے جزواً قرضہ کا اس شرط پر وصول کرنے سے انکار کرینگے کہ جزو جایداد مرہونہ واگذاشت کیجاوے۔ اسمقدمہ مین مدعی کو ان مدعا علیہم اپیلانٹان کے رہن کا انفکاک کرانا ضروری ہے کیونکہ وہ مرتہن مابعد ہے۔ عدالت ماتحت نے یہہ متحقق کر لیا ہے کہ ۱۹ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء کو جس تاریخ کو نالش دایر ہوئی تہی کل رقم بقیہ واجب یافتنی ان مدعا علیہم اپیلانٹان کی بابت اونکی رہن کے مبلغ [illegible] تہی اور اوسکی بنیاد پر رقم [illegible] وہ رقم ہے جو بطور رسدی اوس رقم کے مقرر کیجاوے جو مدعی کو ادا کرنا چاہئے۔ مدعی نے اون رقوم پر اعتراض نہین کیا ہے جو عدالت ماتحت نے متحقق کی ہین اور اس لیے ہم اون رقوم کو بطور بنیاد اپنی ڈگری کے قبول کرتے ہین

ہم ڈگری عدالت ماتحت کی جہانتک اوسکو مدعی اور مدعا علیہم اپیلانٹان سے تعلق ہے بعد دراس ڈگری کے ترمیم کرتے ہین کہ مدعی مستحق انفکاک رہن مورخہ ۱۱ فروری سنہ ۱۸۸۸ء کا جواب مدعا علیہم اپیلانٹان کو پہونچ گیا ہے ۵ جون سنہ ۱۸۹۵ء کو یا اوسکی قبل عدالت مین مبلغ [illegible] معہ سود بالای رقم مذکور بشرح ۶ فیصدی سالانہ ابتداے ۱۹ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء لغایت

تاریخ ادا جمع کرکے فک الرہن کرالیوین اور اوس ادائی پر یہہ مدعا علیہم اپیلانٹان مدعی کو یا کسی شخص کو جسے وہ مقرر کرے کل دستاویزات جو اونکی قبضہ واختیار مین بہ نسبت جایداد مرہونہ کے ہون حوالہ کردیوین اور مدعی کے نام رہنامہ مورخہ ۱۱ فروری ۱۸۸۰ء نمبرا اون کل ذمہ داریون سے جو مدعا علیہم اپیلانٹان نے یا کسی شخص نے جو اونکی توسط سے دعویدار ہو یا اون لوگون نے پیدا کی ہون جن کے توسط سے وے سب یا اونمین سے کوئی بطور مرتہن کے دعویدار ہون منتقل کردیوینگے اور اگر ۵ رجون ۱۸۹۵ء کو یا اوسکے قبل زر مذکور ادا نکیا جاوے تو مدعی کل استحقاق انفکاک رہن ان مدعا علیہم اپیلانٹان سے یا جو جایداد اوسکی پاس رہن ہے اوس کے کسی جزو کے نیلام کرا لینے سے قطعاً ممنوع ہوجاویگا۔

مدعا علیہم اپیلانٹان اپنا خرچہ اس اپیل کا پاوینگے اور اونکا خرچہ عدالت ماتحت کا مدعی ادا کریگا

سہارنپور　　اپیل اول نمبر ۲۱۲ سنہ ۱۸۹۳ء　　منفصلہ ۱۲ دسمبر

امانت النسا و یک کس دیگر (مدعیان) اپیلانٹان بنام بشیر النسا و یک کس دیگر مدعا علیہم ریسپانڈنٹان

شرع محمدی - بیوہ - کفالت بیوہ بابت دین مہر - ایسے کفالت کو بیوہ نے بروقت قابض ہونیکے خلاف رضامندی دیگر ورثا کے حاصل نہین کیا تہا۔

اگر کسی مسلمان بیوہ مستحق دین مہر نے قانوناً یعنی بذریعہ معاہدہ اپنی شوہر یا بذریعہ شوہر کے قابض کرادینے یا اوس کی وفات پر برضامندی ورثا کے وہ قابض ہونے دی گئی ہے بعوض اپنے دین مہر کے قابض ہوجاوے اور اسطرح پر بغرض حصول کفالت کے قابض ہوجاوے تو بیوہ مذکور وہ کفالت دیگر ورثا کے مخالفانہ اوس جایداد پر قابض ہوجانیسے حاصل نہین کرسکتی ہے کہ جس جایداد مین وے اور وہ بیوہ بہ نسبت اپنی حصہ وراثت کے مستحق ہین۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت مین کافی طور پر درج ہین۔

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - یہہ اپیل اوس نالش سے ظہور پذیر ہوا ہے جو ایک مسلمان متوفی فرقہ سنی کے دو وارثون نے بنام دو بیوگان متوفی مذکور واسطے دخلیابی اپنی حصہ وراثت کے دایر کی ہتی جو اونکو مسلمان متوفی مذکور کے وفات پر پہونچے تہے۔ اپنی عرضی نالش مین مدعیان نے اپنی امادگی دربارہ رسدی ادا لینے اوس دین مہر کے ظاہر کی ہتی جسکا وجود بحق مدعا علیہم ثابت تجویز کیا جاوے۔

منجملہ مدعا علیہم کے ایک سے اقبال دعوے کیا تہا- فریقین مقدمہ کو یہہ تسلیم ہے کہ مقدار دین مہر کی بحق مسماۃ امانت النسا کے ا[illegible] ہے لیکن جج ماتحت نے نالش اس بنیاد پر ڈسمس کی ہے کہ چونکہ مدعا علیہا مسماۃ خدیت النسا یہہ بیان کرتی ہے کہ اوسکا دخل بعیوض اوس کے دین مہر کے ہے جو اب تک متوفی سے واجب الادا ہے تو یہہ تسلیم ہونا چاہیے کہ وہ جایداد پر بعیوض اپنے دین مہر کے قابض ہے - ایسی صورت مین یہہ تسلیم ہونا چاہیے کہ جب تک اوسکا دین مہر ادا نہو جاوے وراثت نافذ نہین کیجا سکتی ہے اور نہ مدعیان اپنے اپنے حصص پر دخل پا سکتے ہین - بنا راضی اوس دگری مشعر ڈسمس نالش کے یہہ اپیل دایر کیا گیا ہے - باعتبار اپنی کل تجربہ کے جج ماتحت نے بہ نسبت اسکے کہ فیصلہ مین بیان کیا گیا ہے زیادہ ترجان سکتے تھے کہ اونہون نے فریقین مین سے ایک کے بیان پر بہ نسبت ایسے واقعہ کے عمل کیا ہے کہ جسکو فریق ثانی نے تسلیم نہین کیا اور باعتبار شہادت کے سچا ثابت نہین ہوا ہے -

بہ نسبت اس امر کے کہ آیا مسماۃ خدیت النسا بعیوض اپنے دین مہر کے قابض ہے یعنے یہہ کہ آیا وہ اپنے دین مہر کے کفالت سے مستفید ہوئی ہے کوئی شہادت بہ ثبوت اس امر کے نہین ہے کہ بذریعہ معاہدہ اپنے شوہر متوفی یا بذریعہ اوسکے کسی فعل یا اوسکی دیگر ورثا کے فعل یا اونکی رضامندی کے ذریعہ سے وہ جایداد پر بغرض رکہنے کفالت اپنے دین مہر کے اوسپر قابض ہوئی - اوس کے طرف سے عدالت مال کے چند کارروائیون پر بثبوت اس امر کے استدلال ہوا تہا کہ اوسکو واقعی کفالت جایداد بر بابت اپنے دین مہر کے حاصل ہو گئی ہے - اون کارروائیون مین عدالت مال نے مخالفانہ بمقابلہ ورثا کے مسماۃ خدیت النسا کو بعیوض اوسکے دین مہر کے قابض کرا دیا تہا - عدالت مال کو کوئی اختیار یا اختیار سماعت اس عورت کے یا کسی اور شخص کے بعیوض دین مہر کے قابض کرانیکا یا دربارہ اوس کے استحقاق منظرہ کفالت کے تجویز کرنیکا حاصل نہ تہا - جہانتک اس امر کو جو ہمارے روبرو پیش ہے تعلق ہے حکم عدالت مال کا نہ صرف تجویزانہ نہین ہے بلکہ بلا تعلق اوس امر کے ہی جسکی ہمکو تجویز کرنا ہے -

بموجب فیصلہ جج ماتحت کے مسلماً جو کچہہ وقوع پذیر ہوا تہا وہ یہہ ہے کہ بروقت وفات اپنے شوہر کے یہہ عورت قابض نہین تہی لیکن اوسکی وفات پر فوراً اوس کی جایداد پر اس لئے قبضہ کر لیا کہ اپنے دین مہر کی کفالت حاصل کر سکے - ہم اوسکی قبضہ

اسپر اوس قبضہ کے بقصور نہین کر سکتے ہین جو قانوناً حسب منشا رفیصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل مقدمہ مساۃ بی بی بچھن بنام شیخ حامد حسین بصفحہ ۳۴۸ - اپیل ہند مولفہ جلد ۱۲ کے حاصل کیاجاتا ہے - جہانتک ہم کو واقف ہین نہ مسلمان بیوہ اور نہ کوئی دوسرا داین بلارضامندی یا اختیار اشخاص مستحقین کے اپنے آپ کو کفالت اوس جایداد پر قبضہ حاصل کر لینے سے عطا کر سکتا ہے جسکیلئے وہ اور لوگ مستحق ہین - اگر کسی مسلمان بیوہ مستحق دین مہر نے قانوناً حاصل نہین کیا ہے یعنے بذریعہ معاہدہ اپنے شوہر کے یا خود اوسی کے اوسکو قبضہ ویدینے یا اوس کی وفات پر اوسکی ورثا کی رضامندی سے بعوض دین مہر اوسکو قابض ہوجانے دینے سے کفالت حاصل نہین کی ہے تو وہ کفالت مذکور برخلاف اون دیگر ورثا کے اوس جایداد پر قبضہ کر لینے سے حاصل نہین کر سکتی ہے جسکے وے اور وہ بلشنبع اپنی حصہ کے وراثتاً مستحق ہین - اگر ورثا اوسکے قبضہ اس لیے کر لینے پر رضامند ہون کہ وہ کفالت حاصل کر لیوے تو صورت برعکس ہوگی - ایسی صورت مین مسلمان بیوہ قبضہ حاصل کر لینے سے کفالت اپنے دین مہر کے حاصل کر سکیگی - البتہ عام اس سے کہ اوسکو کفالت حاصل ہو یا نہو اگر اوسکا دعوے خارج المیعاد ہوگیا ہو تو وہ ورثا سے اوسقدر رسدی بالیفا اوسقدر اپنے دین مہر کے پاسکتی ہے جو رسدی برابر اوس کے قبضہ وراثت کے ہو جو خود اوسکو پہونچا ہے -

نتیجہ بالا کی رہبری ہمکو اوس نتیجہ سے ہوئی ہے جو مقدمہ مساۃ وحید النسا بنام مساۃ شبراتن مندرجہ بنگال لارپورٹ جلد ۶ صفحہ ۵۴ سے اور فیصلہ مذکور کی پسندیدگی سے جو حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ سید لضاعت حسین بنام دولی چند (لارپورٹ اپیل ہند جلد ۵ صفحہ ۲۱۱) مین ظاہر فرمائی ہے مستنبط ہوتا ہے - جو رائے ہمنے قایم کی ہے اوسکی تائید فیصلہ عدالت ہذا مقدمہ مساۃ میرن بنام مساۃ نجیبن (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی ۱۸۶۸ء صفحہ ۳۳۵) اور مقدمہ علی محمد خان بنام عزیز اللہ خان (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ) اور نیز فیصلہ مقدمہ بی بی مہرن بنام مساۃ کبیرن (ویکلی رپورٹ جلد ۱۳ فیصلجات دیوانی صفحہ ۲۷۹) سے ہوتی ہے - ہم اسمقدمہ مین یہہ تجویز کرتے ہین کہ مساۃ خدیجۃ النسا یہہ ثابت کرنے مین قاصر رہی ہے کہ اوسکو کفالت جائز جایداد متروکہ اپنے شوہر متوفی پر حاصل ہوئی تھی - مسٹر عبد الروف نے جو منجانب رسپانڈنٹ کے حاضر ہوے ہین ہمکو مقدمات دولت الفاطمہ

بنام میرن من النساء خانم (ویکلی رپورٹ جلد ۹ فیصلجات دیوانی صفحہ ۳۱) اور احمد حسین بنام مسماۃ خدیجہ (ویکلی رپورٹ جلد ۱۰ فیصلجات دیوانی صفحہ ۳۶۹) اور بلند خان بنام مسماۃ جانی (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۶۸ء صفحہ ۳۱۹) پر متوجہ کیا تہا لیکن اون مقدمات سے یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ بیوہ نے بلا رضامندی اور اختیار اشخاص حقدار کے دخل پالیا تہا۔

ہم ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ کرتے ہین اور چونکہ مقدمہ اسی امر ابتدائی پر فیصل ہوا تہا ہم اوسکو بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے تجویز روداد کے واپس کرتے ہین۔

خرچہ عدالت ہذا اور جو ابتک عاید ہوا ہے نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

غازیپور — اپیل دوم نمبر ۴۸۲ ۱۸۹۴ء — منفصلہ ۱۴ دسمبر ۱۸۹۴ء

اندر ۳۰۰ (مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام دولت رائے وغیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان

شفع۔ واجب العرض۔ معنی حصہ کے۔

لفظ حصہ مین جیسا کہ اوسکا استعمال عموماً ہوتا ہے کل اور ہر قسم کی حقیت حصہ دار اوس محال کے شامل ہے جسمین وہ حصہ واقع ہے۔ لہذا اوسمین جداگانہ قطعات اراضی داخل ہین اور وہ کل یا وہ کسر اتی حصہ حصہ دار پر محدود نہین ہے۔

وقعات اس مقدمہ کے برکٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

مادہو پرساد منجانب اپیلانٹ — عبد الرؤف منجانب رسپانڈنٹان

برکٹ صاحب جسٹس۔ میری راے مین فیصلہ عدالت ماتحت کا اس بارہ مین صحیح ہے۔ یہہ اپیل نالش شفع مین ہے اور جایداد مشفوعہ مین بعض کہیت مع رقبہ جنکا نمبر اور رقبہ معین ہے اور چہند درختان موجود ہین شامل ہے لیکن ملکیت درختان کی بالخصوص انتقال سے مستثنی رکہی گئی ہے اور اس لیے مدعا علیہم کیطرف منتقل نہین ہوئی ہے۔ میرے روبرو اس اپیل مین صرف یہی ایک امر پیش کیا گیا ہے کہ ہرگاہ حسب منشاء بموجب واجب العرض کے شفع ہو سکتا ہے وہ کسی خاص حصہ دار کا حصہ ہونا چاہیے اور چونکہ اس مقدمہ مین کل حصہ یا حصہ کسراتی معین حصہ کا نہین ہے بلکہ چند کہیت

منجملہ رقبہ مشمولہ حصہ کے ہے لہذا مستوجب شفع کے نہین ہے - اس بحث کو مین قبول نہین کرسکتا ہون - مجھے زیادہ تر یہہ وہی حجت معلوم ہوتی ہے، جو بمقدمہ نعمت علی بنام عظمت بی بی (انڈین لار پورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۷ صفحہ ۶۲۶) مین بہ نسبت لفظ حقیت کے پیش کی گیی تہی - میری راے مین لفظ حصہ مین جیسا کہ اوسکا استعمال عموماً ہوتا ہے کل اور ہر قسم کی حقیت مقبوضہ حصہ دار اوس محال کے شامل ہے کہ جس محال مین وہ حصہ واقع ہے - منجملہ اون حقوق اور استحقاق کے حق مالکانہ بالیع بابت اون کہیتون کے ہے جو شے دعوے نالش ہذا ہے - وہ اوسکی حصہ کے اجزا ہین اور اوس حیثیت سے میری راے مین وے حیطہ ضمن شفع واجب العرض مین داخل ہین مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون -

سہارنپور — اپیل فوجداری نمبر ۸۰۸ سنہ ۱۸۹۲ء — منفصلہ ۲۹ نومبر

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام مہری

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۵۶ (۱) (الف) - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۶۱ء دفعہ ۳۷۶ - تحقیقات مقدمہ کی انسپکٹر پولیس سے کم درجہ کے افسر کا کرنا - بیضابطگی کا موثر روداد ہونا -

تجویز ہوئی کہ جب کسی جرم کی سماعت مجسٹریٹ ضلع نے کی ہو جس سے احکام دفعہ ۱۵۶ (۱) (الف) مجموعہ ضابطہ فوجداری متعلق ہیں تو یہ امر کہ تحقیقات جرم مذکور کی ایسے کسی افسر نے کی تھی جو انسپکٹر پولیس سے کم رتبہ کا تھا ایسی بیضابطگی نہیں ہے جس سے کارروائی بعد ناقص ہوجاۓ

واقعات اس مقدمہ کے ناکس صاحب جج کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں

سیتا چند منجانب اپیلانٹ — گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار

ناکس صاحب جسٹس - اپیلانٹ کے نسبت بتجویز ثبوت جرم بموجب دفعہ ۳۷۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر ہوئی ہے - ایک معتبر گواہ کی شہادت مسل میں موجود ہے جسکی تائید بہ نسبت اجزا ضروری کے دوسرے گواہ وزیرن سے ہوتی ہے چند اور بھی واقعات ہیں جو کماحقہ ثابت ہوے ہیں مثلاً عورت بیادری کا تھانہ پر جانا اوسکا رپورٹ کرنا یہہ امر کہ مسماۃ جسودا کا دائی کی رپورٹ پر ملاحظہ ہونا اور شہادت ڈاکٹری ان کل مجموعی حالات سے بتجویز ثبوت جرم اپیلانٹ کی بابت اوس جرم کے جو اوس کے مقابلہ میں قائم کیا گیا ہے مناسب ہے - میرے روبرو اس امر کے بابت بہت تقریر ہوئی ہے کہ ذی علم سشن جج نے اون بیانات کو استعمال کیا ہے جو ملزم کے مقابلہ میں شہادت نہیں ہیں اور نہ مقبول ہوسکتی ہیں - اون بیانات کو مین نے نہیں پڑہا ہے اور نہ اس تجویز کے دوران میں میرے روبرو پیش کئے گئے ہیں یہہ بھی حجت ہوئی ہے کہ افسر پولیس نے جسکو قانوناً اختیار نہیں تھا اسمقدمہ میں تحقیقات کی تھی اور مجسٹریٹ نے اوس تحقیقات پر اور رپورٹ مندرجہ اوسکے پر سماعت جرم کی کی ہے - یہہ حجت ہوئی ہے کہ یہہ بات بیضابطگی اہم روداد مقدمہ پر موثر ہے - مجسٹریٹ ضلع کو اختیار سماعت کرنے جرم مکومہ دفعہ ۳۷۶ مجموعہ تعزیرات ہند کا ہر قسم کی ایسے اطلاع پر حاصل ہے جو اونکی روبرو ہو جسکو وہ اس لئے کافی تصور کرین کہ اونکو کارروائی مزید کرنا لازم ہے - اس امر سے کہ وہ اطلاع کسی تحقیقات خلاف قانون پر مبنی ہے جرم مذکور اختیار سماعت مجسٹریٹ سے خارج

ہوجاویگا۔ جس غرض سے دفعہ ۱۲۱ ہ (الف) مجموعہ ضابطہ فوجداری وضع کیا گیا تہا وہ یہہ
تہی کہ پولیس افسرون کو قانوناً اختیار نہین ہے اونکو تحقیقات کرنے سے روکے اور جو افسر
پتہ لگانے اور مجرمون کے گرفتار کرنیکا کام انجام دیتے ہین اونکو تحقیقات کرنیکا اختیار دیا جاوے۔ یہہ کہنا غیر ممکن ہے کہ آیا اس
مقدمہ مین مجسٹریٹ ضلع نے رپورٹ اول پر عمل کیا تہا جو اونکو روزنامچہ پولیس مین
دستیاب ہوئی ہوگی یا اوس رپورٹ پر عمل کیا ہے جو بذریعہ تحقیقات کے کی گئی تہی۔ قانون
کا ہرگز یہہ منشا نہین تہا کہ جن شخصون پر اس قسم کے جرم کا ارتکاب ہوا ہو وہ اوس دادرسی
سے ممنوع کیجاوین جو ہر خفیف مقدمہ مین عطا کیا گیا ہے اور مجبور کیجاوین کہ مجسٹریٹ ضلع
یا ایسے افسر پولیس کی تلاش کرتے پہرین کہ جس سے وہ ابتدائی رپورٹ کرین اور تاہم یہہ
بات دراصل وہی ہے جسکی کونسل سائل حجت کرتے ہین۔ جرم بخوبی ثابت ہے۔ حکم
سزا بلاضرورت سخت نہین ہے۔ اپیل ڈسمس کیا جاتا ہے اور تجاویز اور حکم سزا بحال کیجاتی ہے۔

منفصلہ ۱۲ دسمبر اپیل اول احکام نمبر ۱۱۱ سنہ ۱۸۹۴ء الہ آباد صفحہ ۹ انگریزی

علی جان (مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام بہیکو (مدعی) رسپانڈنٹ

شفع۔ واجب العرض۔ تعبیر دستاویزات۔ شخص غیر۔

ایک واجب العرض مین بہ نسبت شفع کے شرط ذیل درج تہی۔ بصورت انتقال
حقیت کسی حصہ دار کے اوس قیمت پر جو شخص غیر دے استحقاق خریداری اول شرکاء کجدی
بعدہ شرکاء محال کا شخص غیر پر مقدم ہوگا۔ تجویز ہوئی (ناکس صاحب جسٹس مشکوک الرائے)
کہ عبارت شخص غیر سے مضمون مندرجہ بالا مین وہ شخص مراد ہے جو منتقل کنندہ کے خاندان کا نہین
ہے اور خواہ مخواہ علاوہ شریک حصہ دار کے کوئی شخص مراد نہین ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

رام پرشاد و دتی لال منجانب اپیلانٹ بلدیو رام منجانب رسپانڈنٹ

ایکمین صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل بموجب ضمن ۲۸ دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی
بناراضی حکم جج ماتحت الہ آباد مشعر واپسی مقدمہ بموجب احکام دفعہ ۵۶۲ مجموعہ مذکور کے
ہے۔ اپیلانٹ کی یہہ حجت نہین ہے کہ جس حکم کی ناراضی سے اپیل ہے وہ فی نفسہ خلاف
قانون ہے بلکہ یہہ بحث کی گئی ہے کہ جس بنیاد پر جج ماتحت نے حکم مذکور صادر کیا ہے وہ

قابل قبول نہین ہے۔ یہہ امر مقدمہ شفع مین پیدا ہوا تہا۔ منجانب مدعا علیہ مشتری کے
یہہ بحث ہوئی ہے کہ واجب العرض کے جس ضمن کے روسے مدعی شفیع عدالت مین ایا
ہے اوس کے روسے حسب حالات متعلقہ بیع کے کوئی استحقاق شفع کا پیدا نہین ہوتا ہے
عدالت مرافعہ اولی اور جج ماتحت نے اوس تعبیر مین اختلاف کیا ہے جو مشار الیہم نے
اوس ضمن کے قایم کی ہے۔ اگر مدار اوس بنیاد کا جس کے روسے جج ماتحت نے مقدمہ
واپس کیا تہا تجویز واقعاتی پر ہوتا تو مین ضرور یہہ تجویز کرتا کہ ہمکو اوسمین دست اندازی
نکرنا چاہیے کیونکہ ایسا کرنیسے خلاف ورزی قاعدہ مندرجہ دفعہ ۵۸۴ مجموعہ کے ہوتی
ہے۔ لیکن اس عدالت کا دستور اون اپیلہای دوم کے منظور کرنیکا ہے جنکا انحصار محض
خاص خاص دستاویزات کے تعبیر پر ہوتا ہے۔ اس مقدمہ مین مین اوسی دستور کی تعمیل
کرتا ہون اور اس امر کو اسطرح طے کرتا ہون کہ آیا تعبیر نسبت واجب العرض کے
عدالت اپیل ماتحت کی صحیح ہے یا عدالت مرافعہ اولی کی صحیح ہے فقرہ مندرجہ واجب العرض
جو واسطے فیصلہ اس اپیل کے ضروری ہے حسب ذیل ہے۔ بصورت انتقال حقیت کسی حصہ دار
کے اوس قیمت پر جو شخص ذی استحقاق خریداری اول شرکاء ملیجدی بعدہ شرکاء محال کا
شخص غیر پر مقدم ہوگا۔ منجانب اپیلانٹ کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ اس فقرہ سے مقصود یہہ ہے
کہ شفع صرف اوس صورت مین پیدا ہوگا جب انتقال کسی شخص بیرونی کے حق مین ہو جسکا
موضع مین کچہہ حصہ نہو۔ یہی راے منصف نے قایم کی ہتی۔ بجانب دیگر مدعی رسپانڈنٹ کا یہہ
اصرار ہے کہ اس فقرہ سے باہم شرکاء موضع کے یہہ درجہ قایم کیا گیا ہے کہ جب کوئی حصہ
بیع کیا جاوے تو بایع کسی ایسے حصہ دار کو جو اوس کے خاندان کا ہو اختیار خریداری کا
دیگا اور اگر وہ انکار کرے تو کسی دوسرے حصہ دار موضع کو اختیار خریداری کا دیگا۔ فقرہ
کے نسبت یہہ راے عدالت اپیل ماتحت نے اختیار کی ہے۔ عبارت اوس فقرہ کی کسیقدر
صاف نہین ہے لیکن باحتیاط اوسپر اور اون وجوہ پر غور کرنیکے بعد جو ذیعلم جج ماتحت
نے اوس راے کے لئے تحریر کئے ہین جو اونہون نے قایم کی ہے مین یہہ کہنیکو امادہ
نہین ہون کہ وہ راے غلط ہے۔ اگر اوس دستاویز کے مرتب کرنیوالون کا صرف یہی مقصود
ہوتا کہ استحقاق شفع صرف بصورت انتقال بنام شخص بیرونی کے دیا جاویگا تو ایسا لکہنا بہت
اسان تہا۔ لیکن اوس فقرہ پر بطور کلیہ کے نظر کرکے میری یہہ راے ہے کہ اس خاص

واجب العرض کا مقصود یہہ تہا کہ انتقال کی صورتون مین اول استحقاق موجہ بایع کے اہل خاندان کو دیا جاویگا اور الفاظ شخص غیر سے مراد اوس حصہ دار شریک کی متصور ہو سکتی ہے جو اہل خاندان بایع کا نہو - مطابق ڈکشنری شکسپیر صاحب کے اصلی معنی لفظ غیر دوسرا و مختلف اور اوسکی درجہ دوم کی معنی بیرونی و اجنبی ہین - مین مسٹر بلدیو رام کی اس حجت کو کہ شریک حصہ دار جہانتک خاندان بایع کے رشتہ دارون کو تعلق ہے شخص غیر کہلا سکتا ہے مستحق وقعت سمجھتا ہون - بدین وجوہ مین یہہ اپیل ڈسمس کرونگا -

ناکس صاحب جسٹس - امر تجویز طلب یہہ ہے کہ آیا عدالت اپیل ماتحت نے فقرہ واجب العرض متعلقہ شفعہ کے غلط تعبیر کی ہے اور آیا بطور نتیجہ کے حکم والیسی مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے حکم جایز ہے یا خلاف قانون ہے - تحت تعبیر کی ہے جس فقرہ کی تعبیر کرنا ہے وہ چند سطرون مین ہے اور بلاشبہ بعیدہ عبارت مین ہے - ساتھہ ہی اس کے خود الفاظ مذکور پر نظر کرکے معمولی تعبیر اون الفاظ کی وہی ہے جیسا کہ اونکا استعمال عام گفتگو مین اون لوگونکے ہوتا ہے کہ جنکے لیے وہ واجب العرض مرتب ہوا ہے - مجھکو اوسپر وہ تعبیر قایم کرنیمین بہت دقت معلوم ہوتی ہے جو اوسپر عدالت ماتحت نے قایم کی ہے - مین یہہ نہین قیاس کرتا ہون کہ کسی محال کے شرکا او ہی محال کے کسی شریک کو شخص غیر کہینگے اور مین یہہ بھی خیال کرتا ہون کہ لفظ مقدم سے مقصود تہا کہ ترجیح بحق شریک یکجدی و شریک محال کے شخص غیر پر یعنی شخص بیرونی پر قایم کیجاوے - اور جب کہ مین خود اپنا تحفظ بہ نسبت اوس تعبیر کے کرتا ہون جسکا قایم کرنا اوس فقرہ پر اسمقدمہ مین بہی مجھے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ عدالت ماتحت جسمین ایک خود رئیس ملک ہذا اجلاس کرتے ہین وہ تعبیر قایم کر سکی ہے اور جیسا کہ خود میرے بہائی ایکمین صاحب اوسی تعبیر کے تقلید کر کے اوسکو اختیار کرتے ہین اور کل اپیل جو میرے روبرو پیش ہے اگرچہ بشکل اپیل اول ہے لیکن در اصل اگر کچہہ ہے تو اپیل دوم ہے - مین حکم مجوزہ سے اتفاق کرتا ہون اور حکم عدالت کا یہہ ہوگا کہ یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس متصور ہو -

---

اپیل فرمان شاہی نمبر ا سنہ ۱۸۹۴ء منفصلہ ۱۳ جنوری

کنور سین (مدعی) اپیلانٹ بنام ممن وغیرہم (مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان

صفحہ ۱ انگریزی

حق اسایش - حق مروجہ - واقعات ضروری واسطے قایم کرنے وجود حق رواجی کے -

مدعی نے نالش دخلیابی ایک قطعہ اراضی جس کے نسبت اوسکا بیان ہے کہ اوس کے کوٹھی کے صحن کا ایک جزو ہے اور واسطے انہدام ایک چبوترہ کے جو اوسپر ہے دعوی کیا ہے۔ مدعاعلیہم نے استحقاق مدعی سے انکار کیا اور یہہ بیان کیا کہ وہ ہمیشہ سے چبوترہ کو بطور نشست گاہ کے استعمال کرتے رہے ہیں اور ایام محرم مین تعزیہ اور علم چبوترہ پر رکہے جاتے تھے اور ایک تخت اوسپر رکہا جاتا تہا۔ عدالت مرافعہ اولی نے یہہ تجویز کی تہی کہ مدعاعلیہم کو استحقاق استعمال کرنے چبوترہ کا محرم مین حسب متدعویہ اونکی حاصل ہے۔ عدالت اپیل ماتحت نے بہ نسبت استحقاق مدعاعلیہم دربارہ استعمال کرنے اراضی مذکور حسب طریقہ متدعویہ اونکی کے حسب ذیل تجویز کی ہے۔ بہت سے میراثی جنکے آپس مین کچہہ تعلق ثابت نہین ہے اکثر بیس سال یا اوسیقدر زمانہ مین اس اراضی پر تعزیہ رکہتے رہے اور وہان گاتے تہے۔ تجویز ہوئی کہ اس تجویز واقعاتی سے خواہ مخواہ قانوناً اس نتیجہ کی رہبری نہین ہوتی ہے کہ کوئی رواج مقامی ہے جس کے رو سے وہ حق آسایش جسکا دعوی اب مدعاعلیہم کرتے ہین حاصل ہو گیا ہو۔

جب کوئی رواج مقامی مشعر اخراج یا محدود ہونے عام قواعد قانون کے بیان کیا جاوے تو عدالت کو یہہ تجویز کرنا چاہیئے کہ وہ رواج موجود ہے اولاً عدالت موصوف کو اوسکی معقولیت اور اوسکی صحت دربارہ وسعت اور تعلق سے کے اطمینان ہو جاوے اور شہادت سے یہہ بہی اطمینان ہو جاوے کہ استفادہ استحقاق مذکور کا اجازتاً سے یا چوری سے یا جبر سے نہین تہا بلکہ استحقاق مذکور سے علانیہ اور اسقدر عرصہ تک استفادہ ہوتا رہا ہے کہ جس سے یہہ ایما ہوتا ہے کہ ابتداءً بذریعہ اقرار کے یا اور طرح پر رواج مذکور قانون مروجہ اوس مقام کا بہ نسبت اون شخصون اور اشیا کا ہو گیا ہے جن سے اوسکو تعلق ہے۔

یہہ اپیل بموجب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے بنا راضی فیصلہ اکمین صاحب جسٹس اپیل دوم نمبر ۲۸۰ سنہ ۱۸۹۳ء مندرجہ زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۴ء صفحہ ۲۱ کے ہے۔ واقعات مقدمہ فیصلہ عدالت سے ظاہر ہوتے ہین۔

بنرجی و جوگندرناتہہ منجانب اپیلانٹ امیرالدین منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ مدعی نے جو اپیلانٹ ہے اپیل حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کا ہے اپنی نالش واسطے دخلیابی قطعہ اراضی جسکو وہ بیان کرتا ہے کہ وہ صحن اوس کے کوٹہی کا ہے اور واسطے انہدام ایک چبوترہ کے جو اوسپر ہے

اور جس کے قایم رکہنے اور استعمال کرنیکا مدعا علیہم دعوے کرتے ہین دایر کی ہتی - مدعا علیہم نے اپنے بیان تحریری مین استحقاق مدعی سے انکار کیا اور یہہ بیان کیا کہ وے ہمیشہ چبوترہ کو بطور نشست گاہ کے استعمال کرتے رہے ہین اور محرم مین چبوترہ پر تعزیہ اور علم وغیرہ لگائے جاتے تہے اور ایک تخت اوسپر رکہا جاتا تہا - عدالت منصفی مین تجویز کے وقت منجانب مدعا علیہم کے یہہ زبانی عذر ہوا تہا کہ اونکو بذریعہ قبضہ مخالفانہ کے اراضی اور چبوترہ پر استحقاق حاصل ہوگیا ہے -

منصف نے یہہ تجویز کی ہتی کہ اراضی متنازعہ مدعی کی ہے اور اوس کے کوٹھی کے صحن کا ایک جزو ہے اور مدعا علیہم نے بذریعہ قبضہ مخالفانہ کے کوئی استحقاق حاصل نہین کیا ہے - بہ نسبت بحث قبضہ مخالفانہ کے منصف نے اپنے فیصلہ مین جو کچہہ کہا ہے وہ یہہ ہے

مین یہہ خیال کرنیکو آمادہ ہون کہ مدعا علیہم اور دیگر میراثی لوگ اوس مقام سے اس اراضی پر محرم مین اپنی تعزیہ رکہتے رہے ہین - صرف یہی وہ استحقاق ہے جو مدعا علیہم نے مدت دراز اور بلا خلل استعمال کے ذریعہ سے حاصل کیا ہے - مین یہانتک تجویز نہین کرسکتا ہون کہ ایسا قبضہ بمنزلہ قبضہ مخالفانہ کے ہے - اسکے آگے فیصلہ مین منصف نے چند فیصلون پر مباحثہ کرنیکے بعد تجویز حسب ذیل کی ہے - لہذا مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ مدعا علیہم نے بروے رواج قدیم کے اس مقام پر صرف محرم مین اپنی تعزیہ رکہنے کا اور اوس کے متعلق رسمیات کرنیکا استحقاق حاصل کیا ہے اور منصف نے مدعی کو ڈگری دخل اراضی اور انہدام چبوترہ کے عطا کی لیکن استحقاق مدعا علیہم دربارہ تعمیر کرنے چبوترہ عارضی دو روز قبل ہر محرم کے اوس قطعہ اراضی پر اور استعمال چبوترہ کا اوسپر اپنے تعزیہ رکہنے اور رسمیات ضروری ابتداے یکم لغایت ۱۲ تاریخ محرم ہر سال کے محفوظ و قایم رکہا - بنا راضی اوس ڈگری کے مدعی نے اور نیز مدعا علیہم نے عدالت ضلع جج بریلی مین اپیل کیا - ذلیعلم ضلع جج نے یہہ تجویز کی کہ اراضی متنازعہ مدعی کی ہے اور مدعا علیہم نے کوئی استحقاق بروے قبضہ دربارہ استعمال کرنے اراضی یا چبوترہ کے حاصل نہین کیا اور کوئی رواج اراضی یا چبوترہ کے استعمال کرنیکی ثابت نہین ہوئی - بعد بیان کرنے اپنے وجوہ مشرحہ ذیل تجویز اوجن سے ہم اتفاق کرتے ہین کہ مدعا علیہم نے کوئی حق آسایش بروے قبضہ حاصل نہین کیا ہے مشارٌ الیہ نے بہ نسبت رواج کے اس طرح پر بحث کی ہے -

آیا مدعا علیہم اور دیگر میراثیوں کو حق رواجی دربارہ استعمال کرنے اراضی واسطے رکہنے اپنے تعزیہ اور علم تو اصحت محرم کے حاصل ہے یا نہین ۔ ایسے ایسے حقوق امکانا مقابلہ مالکان اراضی عامہ خلایق سے صرف کسی خاص فرقہ کو حاصل ہو سکتی ہون مین خیال کرتا ہون کہ ثبوت اس امر کا مطلوب ہوتا ہے کہ استعمال استحقاقا ہو اور نہ محض اجازت کی بنیاد پر اور دعوی استحقاق مذکور بالتصریح بذریعہ رواج کے ہونا چاہیے ۔ اب دیکھنا چاہیے کہ اسمقدمہ مین بجز محض اس امر کے کہ بہت سے میراثی جنکے اسمین کوئی تعلق ثابت نہین کیا گیا ہے اندر عرصہ بیس سال یا اوسیقدر کے اس اراضی پر تعزیہ رکہتے رہے ہین اور وہان گاتے رہے ہین مجہے کوئی شہادت استحقاق کی نہین معلوم ہوتی ہے ۔ معلوم نہین ہوتا ہے کہ یہہ خاص حصہ بڑی کا بہت مدت سے آباد ہے اور ابتداے استعمال کا صرف ایک نشان چودہری شب لال گواہ مدعا علیہم کے اس بیان سے پایا جاتا ہے کہ اوس کے مورث نے جب وہ زمیندار تہا اجازت دی ہوگی ۔ لیکن بجز اس کے مدعا علیہم نے کوئی دعوے استعمال رواجی کا پیش نہین کیا ہے بلکہ عذر حق مالکانہ کا کیا ہے جسکے ثابت کرنے مین وہ قاصر رہے ہین ۔ ضلع جج نے مدعی کی اپیل منظور کی اور ڈگری منصف کی بدین حکم ترمیم کی کہ چبوترہ بلا اجازت تعمیر کردہ عارضی طور پر بحق مدعا علیہم کے دور کرادیا جاوے ۔

بنا براں منی ڈگری جج ماتحت کے مدعا علیہم نے اس عدالت مین اپیل کیا ۔ ہمارے بہائی ایکمین صاحب نے اپیل کی سماعت کی تہی اونکی یہہ راے قرار پائی تہی کہ مدعا علیہم نے اپنے بیان تحریری مین دعوے حق رواجی کا دربارہ استعمال اراضی و چبوترہ واسطے رسمیات محرم کے کیا تہا ۔ ہمارے بہائی ایکمین صاحب نے اپنے فیصلہ مین یہہ کہا تہا ۔ اسمقدمہ مین شہادت اس امر کی ہے کہ میراثی لوگ کہ جس قوم کے مدعا علیہم ہین بیس برس کے زمانہ تک یا اوسقدر زمانہ تک قطعہ متنازعہ پر تعزیہ رکہتے تہے اور وہان گاتے تہے ۔ ایک ایسا یہہ ہوا تہا کہ یہہ بات باجازت زمیندار کے ہوئی تہی لیکن اسکی تائید مین کوئی شہادت نہین ہے ۔ میری راے مین واقعات ثابت قرار دادہ ضلع جج رواج پیش کردہ اپیلانٹ کے ثابت کرنیکو کافی ہین اور معزی الیہ نے ڈگری منصف کو بحال کیا تہا ۔ ہمارے بہائی ایکمین صاحب کے اوس ڈگری کے ناراضی سے مدعی نے یہہ اپیل دایر کیا ہے ۔

ضلع جج کی تجاویز سے یہہ ظاہر ہے کہ کوئی حق آسائیش بروے قبضہ اسمقدمہ مین ثابت نہین ہوا ہے کوئی حقیت اعلی نہین ہے۔ یہہ ثابت نہین ہوا تھا کہ مدعاعلیہم نے یا اونمین سے کسی نے استحقاقاً اور بلا مزاحمت اور بیس سال تک استحقاق استعمال اراضی یا چبوترہ سے کسی غرض کے لئے استفادہ کیا ہے۔ بموجب تجاویز ضلع جج کے جو کچھہ ثابت ہوا تھا وہ کل یہہ ہے کہ بہت سے میراثی جنکے الپس کا تعلق ثابت نہین ہے اندر عرصہ بیس سال یا اوسیقدر عرصہ کے اراضی پر تعزیہ رکھتے ہے اور وہان گاتے ہے۔ عدالت اپیل ماتحت کے تجاویز واقعاتی کے ہم پابند ہین لیکن عدالت اپیل ماتحت کے نتایج قانونی کے ہم پابند نہین ہین۔ ہمکو جو امر غور طلب ہے وہ یہہ ہے کہ آیا اس واقعہ سے جو ضلع جج نے ثابت تجویز کیا ہے کہ بہت سے میراثی جنکے الپس کا تعلق ثابت نہین کیا گیا ہے اندر عرصہ بیس سال کے یا اوسیقدر عرصہ مین اراضیات پر تعزیہ رکھتے تھے اور وہان گاتے تھے۔ جسکی وجہ نہین تبلائی گئی خواہ مخواہ قانوناً اس نتیجہ کے رہبری ہوتی ہے کہ کوئی رواج مقامی ایسا تھا جسکے روسے حق آسائیش جسکا اب مدعاعلیہم دعوے کرتے ہین حاصل ہوگیا یا نہین۔

اگر اوس واقعہ سے جو ضلع جج نے ثابت تجویز کیا ہے اور جسکی وجہ نہین تبلائی گئی ہے خواہ مخواہ قانوناً رہبری اوس نتیجہ کی ہوتی ہے تو ڈگری ضلع جج کی بوجہ دفعات ۵۸۴ و ۵۸۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قطعی اور ناقابل اپیل ہے۔

دفعہ ۱۸۔ ایکٹ حق آسائیش ہند ۱۸۸۲ء (ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۸۲ء) مین یہہ بحث قانونی فرو گذاشت ہوگئی ہے کہ کیونکر رواج مقامی ثابت کیجا سکتی ہے۔ چونکہ ایسے رواج مقامی سے جسکا دعوے اب مدعاعلیہم کیطرف سے ہوا ہے تاثیر اس عام قاعدہ قانون کی خارج یا محدود ہوتی ہے کہ مالک یا کوئی دوسرا شخص کو جو قانوناً قابض اراضی کا ہو وہ جسکے حقوق صریحاً یا معنیاً کسی قانون اسٹیٹوٹ کے روسے محکوم یا محدود نہین ہین بذریعہ عطیہ یا معاہدہ کے تنہا استحقاق استعمال کرنے یا فایدہ اوٹھانے کا اپنے اراضی کا واسطے اون اغراض کے حاصل ہے جو اوس کے پروسی کے حقوق کو مضر نہو تو ضرور ہے کہ جو لوگ ایسے رواج کو پیش کرتے ہین جیسا کہ اسمقدمہ مین ہے اونسے ثبوت اوس رواج کا لینا چاہئے جو وہ بیان کرتے ہین۔

رواج مقامی جسکی تاثیر سے عمل عام قواعد قانونی کا خارج یا محدود ہوتا ہے وہ معقول اور یقین ہونا چاہیے - بطور عام قاعدہ کے رواج مقامی استعمال کے شہادت معقول سے ثابت ہونا چاہیے جسکو قوت قانونی کسیقدر خاص ضلع شہر یا محلہ یا گانون یا کسی خاص مقام کی بہ نسبت اون شخصون یا اشیاء کی حاصل ہوگئی ہو جس سے اوسکو تعلق ہے - جس صورت مین کوئی ایسا رواج مقامی ثابت کرنا ضروری ہے جس سے باشندگان یا اونمین سے کوئی فرقہ کسی خاص ضلع شہر یا موضع یا مقام کے ایسی اراضی پر ایسے افعال کے ارتکاب کرنیکی مستحق ہون جو اونکی نہین ہے یا مقبوضہ اونکی نہین ہے جو افعال بحالت نہونے ایسے رواج کے افعال مداخلت بیجا کے ہوتے تو رواج مذکور کو بذریعہ شہادت معتبر ایسے افعال متواتر کے ثابت کرنا چاہیے جو علانیہ کئے گئے ہون جنکی نسبت رضامندی اور منظوری ہوئی ہو اور جس سے اس نتیجہ کے رہبری ہو کہ استعمال بذریعہ معاہدہ کے یا اور طرح پر قانون مختص المقام اوس مقام کا نسبت اوس شخص یا اشیاء کے ہوگیا ہے جس سے اوسکو تعلق ہے - بغرض ثابت کرنے استحقاق رواجی دربارہ کرنے اون افعال کے جو اور صورت مین افعال مداخلت بیجا کے دوسرے کی جایداد پر ہوتے استفادہ استحقاقاً ہونا چاہیے اور نہ بذریعہ جبر وسختی یا چوری کے ذریعہ سے اور نہ بذریعہ اجازت کے ہونا چاہیے جو وقتاً فوقتاً مانگی گئی ہو - ہم ممالک ہذا مین یہہ اصول انگریزی کامن لا کا متعلق نہین کرسکتے ہین کہ اگر رواج بیرون از یادداشت ثابت نکیا جاوے تو وہ رواج ثابت نہین ہے - ایسے اصول کے متعلق کر دینے جسکی متعلق کرنیکا ہمسے کونسل اپیلانٹ کو اصرار ہے بہت سے ایسے رواجی حقوق کا جو زمانہ حال مین مواضعات اور اور مقامات مین پیدا ہوگئے ہین معدوم کرنا ہے - قانون اسٹیٹوٹ ہندوستان مین کوئی زمانہ استفادہ کا معین نہین کیا گیا ہے کہ جس زمانہ مین بغرض ثابت کرنے رواج مقامی کے یہہ ثابت کرنا چاہیے کہ جس استحقاق کے استفادہ کا دعوی ہے اوسکا بطور رواج مقامی کے استفادہ ہوتا رہا ہے - اور ہماری راے مین کسی ایسے زمانہ کے معین کرنیکی کوشش کرنا غیر مناسب ور اس خطرہ سے مامول ہے کہ جن مقامی استعمالات کو کل اشخاص متعلقین نے نہایت معقول اور مفید بطور رواج کے متصور اور ملحوظ کیا ہے اوسمین خلل اندازی ہوجاویگی -

ہماری راے مین عدالت کو یہہ تجویز نکرنی چاہیے کہ کوئی ایسا رواج مقامی جیسا کہ

اسمقدمہ مین بیان کیا جاتا ہے موجود ہے الاّ عدالت موصوف کو اوسکی معقولیت اور اوسکی صحت و بابت وسعت اور تعلق کے اطمینان ہو جاوے اور شہادت سے یہہ بھی اطمینان ہوئے کہ استفادہ استحقاق مذکور کا اجازت عطا شدہ یا چوری سے یا جبر سے نہین تھا لکہ استحقاق مذکور سے علانیہ اور اسقدر عرصہ تک استفادہ ہوتا رہا ہے کہ جس سے یہہ ایما ہوتا ہے کہ ابتدأً بذریعہ معاہدہ کے یا اور طرحپر رواج مذکور قانون مروجہ اوس مقام کا بہ نسبت اون شخصون اور اشیاء کے ہوگیا ہے کہ جن سے اوسکو تعلق ہے۔

جیساکہ ہم فیصلہ ضلع جج کو سمجھتے ہین جو کچھہ مشار الیہ نے شہادت سے یہہ ثابت تجویز کیا ہی وہ یہہ ہے کہ مختلف میراثی لوگ اندر عرصہ بیس سال قبل نالش کے محرم مین تعزیہ اوس اراضی پر رکھتے تھے اور وہان گاتے تھے لیکن کسی طرحپر اونکی اطمینان کے لائق یہہ بات ثابت نہین ہوئی تھی کہ ان مختلف میراثیون مین کچھہ تعلق تھا یا وہ بریلی کے میراثیون کے یا اوس خاص محلہ یا حصہ بریلی کے میراثیون کے قایمقام تھے کہ جہان مدعی کی اراضی واقع ہے۔ ہم یہہ نہین کہہ سکتے ہین کہ جو شہادت اونکی روبرو پیش تھی اوسکے اعتبار پر ضلع جج کو اپیل اول مین یہہ تجویز کرنا لازم تھا کہ کوئی رواج مقامی جسکے ذریعہ سے مدعا علیہم قانوناً اور مخالفانہ مدعی کے اوسکی اراضی پر جا سکتے ہین یا چبوترہ قایم رکھہ سکتے ہین یا تعمیر کر سکتے ہین ثابت ہوا۔

ایسے حالات مین ہم یہہ اپیل معہ خرچہ منظور کرتے ہین اور منسوخی ڈگری عدالت ہذا کے ہم ڈگری ضلع جج کو بحال اور قایم کرتے ہین۔

اگرہ اپیل فوجداری نمبر ۱۰۶۵ سنہ ۱۸۹۵ء منفصلہ ۱۰ جنوری

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام تیجا و یک کس دیگر

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعہ ۳۹۰ ڈکیتی جسکے دوران مین ارتکاب قتل عمد کا ہوا ہی واقعات ضروری واسطے ثابت کرنے جرم محکومہ دفعہ ۳۹۶

جس صورت مین ارتکاب ڈکیتی مین ارتکاب قتل عمد کا ہوا ہے تو اسکا کچھہ مضایقہ نہین ہے کہ وہ خاص ڈکیت جسپر الزام دفعہ ۳۹۶ ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء کا قایم کیا گیا ہے اندر مکان کے تھا یا مکان کے باہر تھا یا یہہ کہ ارتکاب قتل عمد کا اندر مکان کے ہوا یا باہر مکان کے جب تک قتل عمد کا ارتکاب صرف اوس ڈکیتی کے دوران مین ہوا ہو۔ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام امراو سنگھ (انڈین لا رپورٹ

سلسلہ الہ اباد جلد ۶ اصفحہ ۳۴۳ سے امتیاز کیا گیا۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

کسی فریق کے طرف سے کوئی حاضر نہین ہوا۔

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ تیجا اور ظہریا نے بنار افضلی احکام سزاے موت کے جو اونپر بجرم ڈکیتی مع قتل عمد محکومہ دفعہ ۳۹۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر ہوے ہین اپیل کیا ہے۔ یہہ صاف طور پر ثابت ہوا ہے کہ ۲۹ اپریل ۱۸۹۲ء کو موضع ملتہ کانٹ مین ارتکاب ڈکیتی کا ہوا تہا کہ جس ڈکیتی کے ارتکاب مین ایک دہقانی مسمی جانکی پرشاد ایک ڈکیت کے گولی سے مارا گیا تہا۔ شہادت بہ ثبوت اس امر کے موجود ہے کہ جس شخص نے گولی چلائی تہی وہ ظہریا ہے۔ جانکی پرشاد اور وہ ڈکیت جس نے واقعی اوسکو مار ڈالا مکان سے باہر تہے۔ اوسوقت تیجا مکان کے اندر تہا اور اوسکو لوٹ رہا تہا۔ شہادت سے کوئی شبہہ باقی نہین رہتا ہے کہ یہہ دونون ادمی اوس ڈکیتون کے گروہ مین شریک تہے جو واقعی اوس ڈکیتی مین مشغول تہے۔ بہ نسبت ظہریا کے کوئی بحث نہین ہے کہ وہ خود دفعہ ۳۹۶ مجموعہ تعزیرات ہند مین داخل ہوگیا ہے۔ لیکن بہ نسبت تیجا کے یہہ غور کرنا ضروری ہے کہ ایا اس امر سے کہ ارتکاب قتل عمد کا مکان کے باہر اوسوقت ہوا تہا جب وہ مکان کے اندر تہا اوسکا مقدمہ دفعہ ۳۹۶ سے باہر ہو جاتا ہے یا نہین۔ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام امراو سنگہ مین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۶ صفحہ ۳۴۳) عدالت ہذا کے ایک جج نے اپنے فیصلہ مین یہہ کہا تہا۔ ہماری یہہ راے ہے کہ واسطے ثابت کرنے ذمہ داری سزا محکومہ دفعہ ہذا (۳۹۶) کے یہہ ثابت ہونا ضروری ہے کہ جو شخص ذمہ دار بیان کیا جاتا ہے وہ منجملہ اون اشخاص کے ایک شخص ہے جو مشترکا ارتکاب ڈکیتی مین شریک تہے اور اوسوقت موجود تہا جب فعل قتل عمد کا ڈکیتی مین ارتکاب ہوا تہا۔ اوسکے آگے یہہ کہا گیا تہا۔ موقع ایسے شبہہ کا خصوصاً گرور سنگہ اور رگہو بر سنگہ کے مقدمہ مین ہے کیونکہ کوئی شہادت ایسی نہین ہے جس سے وہ ہیرالال کے مکان کے نزدیک پاے جاتے ہون جب ارتکاب قتل عمد کا ہوا تہا۔

اگر یہہ دونون بیانات جنکا ہمنے اوپر ذکر کیا ہے بطور عام تعلق کے تصور کیجاوین تو ہم اوس کی صحت سے بطور بیانات قانونی کے اختلاف کرتے ہین۔ یہہ قرینہ غالب ہے کہ اوس خاص مقدمہ مین جسمین وہ فیصلہ صادر ہوا تہا گرور سنگہ اور رگہو بر سنگہ

کا مشترکا اور ممکے ساتھہ ڈکیتی مین مرتکب ہونا ثابت نہین ہوا تھا بہرکیف اوسے ظاہر کرنیکی ضرورت نہین ہے۔ ہماری راے مین اوس سے کچہہ مضایقہ نہین ہوتا ہے جب ارتکاب ڈکیتی مین قتل عمد کا ارتکاب ہوتا ہے تو عام اس لیے کہ وہ خاص ڈکیت جسپر الزام دفعہ ۳۹۶ کا قایم کیا گیا ہے اندر مکان کے تہا یا باہر مکان کے تہا یا یہ کہ ارتکاب قتل عمد کا اندر مکان کے ہوا تہا یا باہر مکان کے ہوا تہا جب تک ارتکاب قتل عمد کا صرف اوس ڈکیتی کے دوران مین ہوا ہے۔ ہماری راے مین ان دونون شخصون کے نسبت تجویز ثبوت جرم لعلت اوس جرم کے جو بموجب دفعہ ۳۹۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے صحیح طور پر صادر ہوئی ہے۔ ہم اونکا اپیل ڈسمس کرتے ہین اور بہ بحالی تجاویز ثبوت جرم اور احکام سزا کے ہم حکم دیتے ہین کہ وہ احکام سزا موثر کیجاوین۔

الہ آباد ۔ اپیل اول نمبر ۹۰ سنہ ۱۸۹۴ء منفصلہ ۱۹ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء صفحہ ۱۴۳ انگریزی

حکیم ولایت علی (ڈگریدار) اپیلانٹ بنام عبد السلام وغیرہم (مدیونان ڈگری) رسپانڈنٹان

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۱۴ - اجرائے ڈگری شفع - بموجب ڈگری شفع کے عدالت مین روپیہ کا جمع ہونا - زر مذکور کا فوراً ملکیت اوس شخص کا ہوجانا جس کے بابت وہ جمع کیا گیا تھا

جس صورت مین ڈگری شفع کی اس شرط سے دی گئی ہو کہ ایک رقم معین کسی خاص تاریخ کو یا اوس کے قبل ادا ہو جاوے تو جبکہ مدعی شفیع شرائط اپنی ڈگری کی بذریعہ عدالت مین جمع کر دینے اوس رقم کے جو اوس سے واجب یا منتنی ہے تعمیل کر دیتا ہے اوسیدم استحقاق جایداد پر حاصل کرتا ہے اور وہ روپیہ اوسی شخص کا ہوجاتا ہے جسکو ادا ہونیکے لئے وہ جمع کیا جاتا ہے

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین ۔

سندر لال و بیجارام منجانب اپیلانٹ غلام مجتبیٰ منجانب رسپانڈنٹان

ایکمین صاحب جسٹس ۔ یہہ اپیل اوس کارروائی سے ظہور پذیر ہوا ہے جو ڈگری شفع مصدرہ بحق حکیم ولایت علی اپیلانٹ عدالت ہذا کے اجرا مین ہوئی تہین ۔ اپیلانٹ نے ڈگری جایداد متنازعہ کی اس شرط پر پائی تہی کہ مبلغ ۱۱ الف ۵ روپیہ ۲۴ فروری سنہ ۱۸۹۰ء کو یا اوس سے پہلے عدالت مین جمع کر دے ۔ ۱۴ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء کو ڈگریدار نے یہہ کل روپیہ عدالت مین جمع کر دیا ۔ مدعا علیہ مشتری نے عدالت ہذا مین اپیل کیا تہا ۔ ۲۳ مئی سنہ ۱۸۹۲ء کو وہ اپیل فیصل ہوا تہا ۔ ہائیکورٹ نے در اصل ڈگری عدالت ماتحت کو بحال کیا تہا ۔ عبارت ہائیکورٹ کے ڈگری کی حسب ذیل ہے ۔ یہہ ڈگری اور حکم ہوا کہ یہہ اپیل ڈسمس ہو اور ڈگری ایڈیشنل جج مراد آباد کی بدین شرط بحال ہو کہ جب مدعی رسپانڈنٹ مذکور الصدر عدالت مین مبلغ ۱۱ الف ۵ روپیہ زر ثمن اور مبلغ عہ زر خرچہ رسدی جملہ ۱۱ الف ۵ روپیہ عدالت مین ۲۳ مئی سنہ ۱۸۹۲ء تاریخ صدور ڈگری عدالت ہذا سے بتیس روز مین یا اوس سے پہلے ادا کر دیوے تو وہ جایداد متنازعہ حسب مفصلہ و مصرحہ ڈگری عدالت ماتحت پر دخل پاوے اور یہہ کہ اپیلانٹان مذکورہ بالا اور دیگر مدعا علیہ مقدمہ مدعی رسپانڈنٹ کو مبلغ ۱۱ روپیہ خرچہ جو بابت عدالت ماتحت کے اوسکو واجب الوصول ہے ادا کر دیوین ۔ اور یہہ بہی حکم ہوا کہ اگر مدعی رسپانڈنٹ مذکور بالا مبلغ ۱۱ الف ۵ روپیہ متذکرہ صدر کے اندر میعاد سابق الذکر کے ادا کرنے مین قاصر رہے تو اوسکی نالش ڈسمس متصور ہوگی اور نامبردہ کو مبلغ ۳ روپیہ مدعا علیہم اپیلانٹان کا جو اون کو

عدالت ہذا اور عدالت ماتحت مین عاید ہوا ہے ادا کرنا پڑیگا۔ ڈگریدار نے مبلغ صہ ۹/ یہہ رقم خفیف لقایا کی داخل نہین کی بلکہ وہ دعوی مستحق ہونے اسبات کا کرتا ہے کہ وہ رقم اوس خرچہ مین منہا کر دیجادے جو اوسکو دلایا گیا ہے۔ جب کہ اپیل مقدمہ شفع کا عدالت ہذا مین دایر تہا ایک شخص مسمی شادی رام نے جسکے پاس ڈگری الہ آباد مورخہ ۱۵/ اپریل ۱۸۹۳ء کی بنام حکیم ولایت علی خان کے تہی درخواست اجرا اپنی ڈگری کی بذریعہ قرقی زر مذکور منجملہ مبلغ صہ/ الف کے جو شفیع نے واسطے ادا کرنے مشتری کے داخل کیا تہا گذرانی۔ ضلع جج نے حکیم ولایت علی خان کو اس درخواست کے مضامین کے بابت کچہہ اطلاع دینے کی بغیر یہہ حکم دیدیا کہ شادی رام کے ڈگری کا روپیہ منجملہ اوس روپیہ کے ادا کر دیا جاوے جو مشتری کے ادا کرنیکو جمع ہوا ہے شادی رام کی درخواست کی اطلاع مشتری کو دی گئی تہی لیکن اوس نے اوس درخواست کے منظور ہونے مین کچہہ عذر نہین کیا۔ جب شفیع نے درخواست دخلیابی اوس جایداد کی جسکے بابت اوس نے ڈگری پائی تہی کی تو مشتری نے ان دو امور کی بنا پر اعتراض کیا۔

(۱) شفیع کا قصور در بارہ ادا کرنے مبلغ عہ ۹/ رقم خفیف لقایا کے اور

(۲) اس بنیاد پر کہ زر شفع بوجہ اسکے کہ اوسمین سے زر ڈگری شادی رام کا ادا کیا گیا ہے کم ہو گیا ہے۔

ذیعلم ضلع جج نے یہہ تجویز کی ہے کہ حسب متذکرہ بالا شفیع شرط مندرجہ ڈگری ہائیکورٹ کے تعمیل کرنیمین قاصر ہوا ہے اور اسوجہ سے مشارالیہ نے درخواست اجرا ڈگری شفیع کو نامنظور کیا۔ بناراضی اس حکم کے شفیع نے عدالت ہذا مین اپیل کیا ہے۔ میری راے مین اپیل کامیاب ہوگا۔ بہ نسبت لقایا خفیف مبلغ عہ ۹/ کے جو ادا نہین کیا گیا شفیع مجرا کرے اوس رقم کا رقم کثیر اوس خرچہ سے ہے جو اوسکو دلایا گیا ہے۔ تبایید اس راے کے مین مقدمہ الیشری بنام گوپال سرن انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۵۰۳ پر حوالہ کرونگا یہہ امر کہ آیا استحقاق شفیع کا اسوجہ سے ضایع ہو گیا ہے کہ زر مجتمعہ مین سے ڈگری شادی رام کی ادا کر دی گئی ہے کسیقدر زیادہ دشوار ہے لیکن اسصورت مین بہی مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ کوئی امر ایسا وقوع پذیر نہین ہوا ہے جس سے استحقاق شفیع کا زایل ہو گیا ہو۔ مجہے یہہ تحریر کرنیکا موقع ہے کہ ضلع جج کا فعل در بارہ صادر کرنے اوس حکم کے جو اوسنے واسطے قرقی ایک جزو اوس روپیہ کے جو شفیع نے جمع کیا تہا بلا اسکے کہ اوسکی اطلاع شفیع

کو دی گئی ہو بدرجہ اقل خلاف عقل ہتا۔ لیکن قطع نظر کبث اطلاع کی مین بلحاظ مضامین دفعہ ۲۱۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے یہہ تجویز کرتا ہون کہ شفیع بسبب تعمیل اوس ڈگری کی شرائط کی جو اوسکی حق مین ہے بذریعہ عدالت مین ادا کرنے اوس رقم کے جو اوس سے واجب یافتنی ہے کردیتا ہے اوسی وقت سے وہ استحقاق جایداد پر حاصل کرتا ہے اور وہ رقم اوس شخص کی ہوجاتی ہے جسکے ادا کرنیکے لئے وہ جمع کیجاتی ہے۔ اگر وہ شخص اوس رقم کے بلا عذر کچھہ رقم ادا ہو جانیسے تو یہہ اوسی کا قصور ہے۔ مین سمجھتا ہون کہ چونکہ شرائط ڈگری کی تعمیل ہوگئی ہے شفیع اپیلانٹ اپنی ڈگری جاری کرانیکا مستحق ہے۔ مین یہہ اپیل معہ خرچہ منظور کرتا ہون اور بمنسوخی حکم عدالت ماتحت کے عدالت مذکور کو مین حکم دیتا ہون کہ مقدمہ اجراے ڈگری کو اپنی فہرست مین پہر قایم کرے اور اوسکا فیصلہ مطابق قانون کے کرے

بنارس   اپیل اول احکام نمبر ۹۸ سنہ ۱۸۹۴ء   منفصلہ ۲۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء   صفحہ ۱۴ انگریزی

چہیدی لال وغیرہم (مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام کنور جی دیچہت (مدعی) رسپانڈنٹ

اجراے ڈگری۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۸۴ و ۲۸۶ و ۲۸۷۔ قرقی زر مجتمعہ عدالت۔

لفظ مال مستعملہ دفعات ۲۸۳ و ۲۸۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی اس لئے وسیع ہے کہ اوسمین ہر قسم کا مال منقولہ وغیر منقولہ شامل ہے عام اس سے کہ مدعا علیہ کے قبضہ واقعی مین ہو یا اوس کیطرف سے کسی اور شخص کے قبضہ مین ہو اور الفاظ عدالت اوسکو حکم دے کہ عدالت مین پیش کرے اور عدالت کے تحت تصرف مین رہے صرف ایسے مال سے متعلق ہین جو عدالت مین پیش ہونیکے قابل ہو۔

جب وہ مال جسکے قرقی کا حکم ہوا ہے اوسی عدالت مین جمع ہے جس نے حکم قرقی کا صادر کیا ہے تو وہی حکم اطلاع کافی اوس عدالت کو اس امر کی ہے کہ جس مال کے قرقی کا حکم ہوا ہے وہ تابع احکام مزید عدالت مذکور کے ہے اور یہہ ضرور نہین ہے کہ حکم باضابطہ جداگانہ مرتب کیا جاوے۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

سندر لال منجانب اپیلانٹان   جوالا پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

ناکس صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ اپیلانٹان کی ایک ڈگری بنام

ایک شخص مسمی شیومنگل سنگہ نے بہی اور اوس کے اجرامین عدالت جج ماتحت بنارس سے
ایک حکم قرقی کچہہ روپیہ کا جو عدالت جج ماتحت مرزاپور مین جمع تہا حاصل کیا گیا
وہ روپیہ بجواسطہ خبر قرق کیا گیا تہا عدالت جج ماتحت بنارس مین بہیجدیا گیا تہا اور اوس
عدالت مین ۳۱ جولائی ۱۸۸۸ء کو جمع ہوا تہا۔

رسپانڈنٹ نے ایک نالش عدالت جج ماتحت بنارس مین بنام شیومنگل سنگہ
و دو دیگر اشخاص کے دایر کی اور درخواست قرقی قبل فیصلہ زر متذکرہ بالا بطور ملکیت
اپنے مدعا علیہم کے کی۔ ۸ اگست ۱۸۸۸ء کو عدالت نے حکم قرقی بموجب فقرہ دوم دفعہ
۴۸۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر کیا۔ رسپانڈنٹ نے ۲۴ اگست ۱۸۸۸ء کو ڈگری
پائی اور درخواست دلاپانے اوس روپیہ کے کی جسکی قرقی کا حکم ۸ اگست ۱۸۸۸ء کو حاصل
کیا تہا اوسکی درخواست نامنظور ہوئی تہی اور اوس کے بعد اوس نے یہہ نالش بدعوے
دلاپانے دو ثلث زر مذکور بطور جایداد اپنے مدیونان علاوہ شیومنگل سنگہ کے دایر کی ہے۔

عدالت مرافعہ اولے نے نالش اس بنیاد پر ڈسمس کی ہے کہ حکم قرقی مصدرہ
۸ اگست ۱۸۸۸ء موثر نہین کیا گیا تہا اور کوئی قرقی جایز زر متدعویہ رسپانڈنٹ کی نہین
ہوئی تہی۔ عدالت اپیل ماتحت نے ڈگری جج ماتحت کی منسوخ کی ہے اور مقدمہ واسطے
تجویز روداد کے واپس بہیجا ہے۔ بنا راضی اسی حکم واپسی مقدمہ کے یہہ اپیل دایر کیا گیا ہی
ہم ضرور یہہ تحریر کرینگے کہ ہم مسٹر جوالا پرشاد کی منجانب رسپانڈنٹ کے یہہ حجت
قبول نہین کر سکتے ہین کہ اگر قرقی زر متدعویہ اوس کے کی نہ بہی ہوئی ہوتا ہم رسپانڈنٹ
یہہ نالش قایم رکہہ سکتا ہے۔ حسب بیان رسپانڈنٹ کے وہ روپیہ اوسکی مدیونان کا تہا
اور اوسکو کوئی استحقاق اوسمین سے کسی جزو کے دعوے کرنیکا نہین ہے بجز اوس
صورت کے کہ بوجہ قرقی کے جو قبل یا بعد صدور فیصلہ کے ہوئی ہو اوس نے اوس کے وصول
کرنیکا استحقاق حاصل کیا ہے۔ لہذا یہہ تجویز ہونی چاہئے کہ آیا زر متدعویہ رسپانڈنٹ
پر اوس تاریخ کو قرقی تہی یا نہین کہ جب اوس نے اپنی نالش دایر کی تہی۔

یہہ صاف ظاہر ہے کہ ۸ اگست ۱۸۸۸ء کو عدالت نے حکم قرقی شرطی
زر متنازعہ کا بموجب فقرہ اخیر دفعہ ۴۸۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر کیا تہا۔ مسٹر
سندرلال نے منجانب اپیلانٹ کے یہہ بحث کی ہے کہ تین وجوہ سے قرقی جایز نہین تہی

اوہنون نے اول یہہ حجت کی ہے کہ دفعات ۲۸۳ و ۲۸۴ مین صرف جایداد منقولہ مقبوضہ مدعاعلیہ سے مقصود ہے اور نہ ایسی جایداد سے مقصود ہے جو اوس کے قبضہ مین نہو اور تائید اپنی بحث کے اوہنون نے احکام دفعہ ۲۸۴ پر استدلال کیا ہے جسمین یہہ حکم ہے کہ بذریعہ اوس نوٹس کے جو مدعاعلیہ کے نام اوس دفعہ کے روسے جاری ہوا ہو اوس کو یہہ ہدایت ہو کہ مال قرقی طلب کو پیش کرے اور عدالت کے تحت و تصرف مین رکہدے۔
ہماری یہہ راے ہے کہ لفظ مال مستعملہ دفعہ ۲۸۳ و ۲۸۴ اس لئے کافی طور پر وسیع ہے کہ اوس مین ہر قسم کی جایداد منقولہ و غیر منقولہ شامل ہوسکے عام اس سے کہ وہ قبضہ واقعی مدعاعلیہ مین ہو یا اوسکی طرف سے کسی دوسرے شخص کے قبضہ مین ہو اور یہہ کہ الفاظ موقوعہ دفعہ ۲۸۴ مستدلہ مسٹر سندر لال صرف ایسی جایداد سے متعلق ہین جو عدالت مین پیش ہوسکتی ہے۔

بعدہ مسٹر سندر لال نے یہہ حجت کی ہے کہ کوئی نوٹس وجہ دکہلانے کی حسب اقتضاء دفعہ ۲۸۴ کے جاری نہین ہوئی تہی لہذا قرقی جایز نہین ہوئی ہتی اس حجت کا یہہ جواب ہے کہ قرقی شرطیہ متذکرہ فقرہ اخیر دفعہ مذکور قبل اجراے نوٹس وجہ دکہلانے کی ہونی چاہئے لہذا امتروکی اجراے نوٹس سے حکم قرقی شرطیہ کا ناجایز نہین ہوسکتا ہے۔

تیسری اور اصل حجت جسپر مسٹر سندر لال نے اصرار کیا ہے یہہ ہے کہ کوئی قرقی شرطیہ یا اور طرح کی عدالت نے حسب طریقہ مقتضیہ قانون کے نہین کی تہی۔ دفعہ ۲۷۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین جو بوجہ احکام دفعہ ۲۸۶ کے قرقی مال مجتمعہ عدالت سے متعلق ہے یہہ حکم ہے کہ قرقی بذریعہ نوٹس بنام ایسے عدالت کے بدین درخواست ہوگی کہ مال مذکور بپابندی احکام مزید اوس عدالت کے رکہا رہیگا جس نے حکم قرقی کا صادر کیا تہا۔ ہماری راے مین جب وہ مال جس کے قرقی کا حکم ہوا ہے اوسی عدالت مین جمع ہو جس نے حکم قرقی کا صادر کیا ہے تو وہی حکم خود اوسی عدالت کے لئے کافی اطلاع اس امر کی ہے کہ وہ بپابندی احکام مزید عدالت کے رکہا رہیگا اور یہہ ضرور نہین ہے کہ باضابطہ نوٹس جداگانہ مرتب کیا جاوے۔ بلاشبہ یہہ مناسب ہے کہ کل مقدمات مین نوٹس باضابطہ مرتب ہونا چاہئے اور اوس مقدمہ کے مسل مین

رکہا جانا چاہئے جس سے وہ مال مجتمعہ متعلق ہے لیکن ہماری یہہ راے ہے کہ ایسے نوٹس کے ہونے سے جب مال اوسی عدالت مین جمع ہے جس نے حکم قرقی کا صادر کیا ہے قرقی ناجایز نہین ہو جاتی ہے۔ اس مقدمہ مین حکم قرقی شرطی کا بموجب فقرہ اخیر دفعہ ۴۹۰ کے عدالت سے قلمبند کیا تہا۔ ہماری راے مین یہہ واسطے پیدا کرنے قرقی جائز اوپر زر مجتمعہ عدالت مذکور کے کافی تہا اور ہم ذیلعلم جج عدالت ماتحت سے اس امر کے تجویز کرنے مین اتفاق کرتے ہین کہ رسپانڈنٹ کو استحقاق نالش حاصل تہا۔ ہم یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

نمبر ۱۵ انگریزی | بریلی | اپیل اول نمبر ۶ سنہ ۱۸۹۴ء | منفصلہ ۹ جنوری

شفاعت بیگم (ڈگریدار) اپیلانٹ بنام حرمت سلطان بیگم وغیرہ (عذرداران) رسپانڈنٹان

اجراے ڈگری — امر تجویز شدہ — عذرداری متعلق اجراے ڈگری کا بوجہ غیر حاضری کے ڈسمس ہونا۔ درخواست اجراے ڈگری مابعد۔

درخواست عذرداری متعلق درخواست اجراے ڈگری کا بوجہ غیر حاضری کے ڈسمس ہونا کیونکہ تاریخ سماعت پر کوئی فریق حاضر نہ تہا بطور امر تجویز شدہ کے اس طرح پر موثر نہ ہوگا کہ اوسی قسم کی عذرداری متعلق درخواست اجرا مابعد اوسی ڈگری کے سماعت کا مانع ہو۔

واقعات اسمقدمہ کے ایکمین صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

غلام مجتبیٰ منجانب اپیلانٹ حمید اللہ منجانب رسپانڈنٹان

ایکمین صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل منجانب ڈگریدار بنارا ضی حکم ذیلعلم جج ماتحت بریلی مشعر منظوری عذرداری پیش کردہ مدیون ڈگری مقدمہ اور صدور حکم برخاستگی قرقی اوس ڈگری کے ہے جو کسی دوسرے مقدمہ مین بحق مدیون ڈگری صادر ہوئی تہی۔ اپیلانٹ مقدمہ ہذا ایک بیوہ منجملہ اون دو بیوگان کے ہے جو سید اولاد حسین متوفی چہوڑ گیا تہا۔ رسپانڈنٹ اول حرمت سلطان بیگم دوسری بیوہ ہے اور رسپانڈنٹ ثانی منتقل الیہ اوس کے جزو حقوق کا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ۲۹ جون سنہ ۱۸۸۵ء کو

حرمت سلطان بیگم نے عدالت جج ماتحت الہ آباد سے ایک ڈگری بحق اپنے بابت مبلغ صہ ... کے جو بابت دین مہر کے اوسکو یافتنی تہا حاصل کی ہتی - بعدہ شفاعت بیگم ایپلانٹ مقدمہ ہذا نے ایک نالش عدالت جج ماتحت بریلی مین واسطے دلاپانے دین مہر تعدادی مبلغ صہ ... کے دایر کی ہتی - حرمت سلطان بیگم رحمۃ اللہ علیہا اوس مقدمہ مین ہتی - دوران نالش مین شفاعت بیگم اور حرمت سلطان بیگم نے ایک صلحنامہ کیا جس کے روسے حرمت سلطان بیگم اپنی جوابدہی سے اوس نالش مین جو اوس کے مقابلہ مین دایر ہوئی ہتی دست بردار ہوگئی اور اپنی مقابلہ مین ڈگری صادر ہوجانے دی - اسی صلحنامہ کے مضامین کی بنا پر یہہ بات ہے کہ رسپانڈنٹان ایپلانٹ کو اوس کے اپنے ڈگری کے اجرا کی کوشش مین روکتے ہین بذریعہ اوس صلحنامہ کے ایپلانٹ شفاعت بیگم نے یہہ معاہدہ کیا تہا کہ جو ڈگری صادر ہونیوالی ہتی اوس کے جزو کا دعوے حرمت سلطان بیگم سے اوسوقت تک نکریگی کہ جب تک حرمت سلطان بیگم اوس ڈگری کا روپیہ وصول نہ کرلیوے جو اوس کے حق مین صادر ہوچکی ہتی - میری راے مین یہی معنی ان الفاظ کے ہین - مدعیہ (شفاعت بیگم) اوس مین تا الیفا مطالبہ حرمت سلطان بیگم بابت اپنے ڈگری سے رسدی خواہ کہو گی - بانحراف اس صلحنامہ کے ایپلانٹ اوس ڈگری کے اجرا مین جو بحق اوس کے (شفاعت بیگم کے) بعد اسکے کہ حرمت سلطان بیگم نے بہ نتیجہ صلحنامہ مذکور کے فیصلہ اپنے خلاف ہونے دیا تہا صادر ہوئی ہتی حرمت سلطان بیگم کی ڈگری کو قرق کرانا چاہتی ہے - جج ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ از روے شرائط اس صلحنامہ کے شفاعت بیگم حرمت سلطان بیگم کی ڈگری قرق کرانے مین ممنوع ہے - ایپلانٹ اس مشکل سے بذریعہ اس عذر کے نجات پانیکی کوشش کرتی ہے کہ وہ رسپانڈنٹ کی ڈگری کو اوس زر اصل کے اجرا مین قرق نہین کراتی ہے جسکے اوسکے حق مین ڈگری ہوئی بلکہ اوس رقم کی علت مین قرق کراتی ہے جو اوس کو بابت خرچہ کے دلائی گئی ہے - میری راے مین عبارت صلحنامہ سے ایسا کوئی فرق نہین نکالا جا سکتا ہے - ڈگری خرچہ کی اوسی قدر جزو ڈگری ہے جیسی کہ ڈگری زر اصل متدعویہ کی ہوتی ہے - اگر شفاعت بیگم کا یہہ ارادہ ہوتا کہ اپنا استحقاق دربارہ وصول کرنے خرچہ کے محفوظ رکہے تو

صلحنامہ مین ایسے الفاظ کا درج کرنا آسان تہا لیکن ایسے الفاظ ظاہر نہین ہوسکتے ہین۔ مجہے یہہ تجویز کرنے مین کچہہ تامل نہین ہے کہ درخواست اپیلانٹ بابت فرقی ڈگری حرمت سلطان بیگم کے اوس ڈگری کے اجرا مین جس کو حرمت سلطان بیگم نے اوس مفہوم کے اعتبار پر جو صلحنامہ مین قایم ہوا تہا اپنے مقابلہ مین ہونے دیا تہا ایک صریحی بے ایمانی ہے اور اوسکو روا نہ رکہنا چاہئے۔

لیکن اپیلانٹ اپنے اپیل کی تایید دیگر وجوہ پر کرتی ہے۔ اسمین سے اول وجہ یہہ ہے کہ چونکہ اوس کے ڈگری کا اجرا عدالت جج ماتحت بریلی سے عدالت جج ماتحت مرادآباد کو بموجب احکام دفعہ ۲۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منتقل ہو گیا تہا تو عدالت جج ماتحت بریلی کو کوئی اختیار اوس عذر کے منظور کرنے کا حاصل نہ تہا جو مدیون ڈگری نے پیش کیا تہا۔ اس کے لئے یہہ کہنا جواب کافی ہے کہ مدیون ڈگری نے اول اول اپنا عذر عدالت جج ماتحت مرادآباد مین پیش کیا تہا اور جیسا کہ مجہے معلوم ہوتا ہے بہت مناسب طور پر ہدایت عدالت صادر کنندہ سے کی گئی تہی۔ منطبقہ مندرجہ فیصلہ عدالت ماتحت یعنے سری ہری مندل بنام مراری چودہری (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۷) سند اس امر کے تجویز کرنے کے لئے ہے کہ باوجود انتقال ڈگری حسب دفعہ ۲۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی عدالت صادر کنندہ ڈگری کو اختیار پذیرا کرنے ایسے عذر کا جو درخواست اجرا ڈگری کے صحت کے بنیاد تک پہونچتا ہو حاصل ہے۔

واضح ہوتا ہے کہ عذرات پیش کردہ مدیون ڈگری عدالت بریلی سے ابتدا ً نامنظور ہو گئے تہے۔ برطبق اپیل بہ عدالت ہذا حکم عدالت بریلی کا منسوخ ہوا تہا اور مقدمہ بموجب احکام دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے تجویز روداد کے واپس بہیجا گیا تہا۔ ۲۹ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو عدالت جج ماتحت بریلی نے عذرات مدیون ڈگری عدم پیروی مین ڈسمس کئے تہے کیونکہ اوس تاریخ کو کوئی فریق حاضر نہین ہوا تہا۔ واضح ہوتا ہے کہ اس کے بعد ڈگریدار نے تدابیر مزید اپنی ڈگری جاری کرانے کی کین۔ ۳ جنوری ۱۹۱۴ء کو رسپانڈنٹان نے مجدداً وہی عذرات پیش کئے جو پہلے عدم پیروی مین ڈسمس ہوئے تہے اور اسمرتبہ اون کے عذرات

منظور ہوئے۔

منجانب اپیلانٹ کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ حکم ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۲ء کا معاملہ مین بطور امر تجویز شدہ کے موثر ہے۔ مین اس حجت کو قبول نہین کرسکتا ہون کوئی تصفیہ روداد عذرات کا نہین ہوا تہا۔ ڈگریدار کے کارروائی مابعد کرنے سے مدیون ڈگری کو مجدداً عذرداری کرنا مناسب ہوا اور ذیعلم وکیل اپیلانٹ مجھے کوئی قانون یا فیصلہ ایسا نہین بتلاسکا جو موید اوس کے اس عذر کا ہو کہ حسب حالات متذکرہ بالا حکم مذکور مانع درخواست مابعد کا ہے۔ وکیل موصوف نے حوالہ فیصلہ عدالت ہذا (رامو راے بنام دیال سنگہ انڈین لار پورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴۲ صفحہ ۹۰۳) پر کیا ہے لیکن جن ذیعلم ججون نے وہ مقدمہ فیصل کیا تہا اونہون نے بالصراحت اس امر کے تجویز کرنے سے اجتناب کیا تہا کہ درخواست مقدمہ اجراے ڈگری مین جو عدم پیروی مین ڈسمس ہوئی تہی بطور امر تجویز شدہ کے موثر ہوگی۔ مین یہہ بہی تجویز کرتا ہون کہ اگر مدیون ڈگری کے کوئی درخواست نہ بہی ہوتی تاہم عدالت پر فرض تہا کہ اپنی کارروائی کو بیجا استعمال ہونے دینے کو نامنظور کرتی جبکہ کارروایات سے بادی النظر مین یہہ ظاہر ہوتا تہا کہ ڈگریدار بانحراف اوس اقرار کے عمل کرتا ہے کہ جس اقرار کی بنا پر ڈگری صادر ہوئی تہی۔ نتیجہ تجاویز بالا کا یہہ ہے کہ یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس ہونا چاہئے اور اس تجویز کے رو سے ڈسمس کیجاتی ہے۔

مراد آباد۔ اپیل فرمان شاہی نمبر ۲۳ سنہ ۱۹۴۴ء منفصلہ ۱۴ جنوری

محمد کریم اللہ خان (مدعی) اپیلانٹ بنام امانی بیگم وغیرہم (مدعاعلیہم) رسپانڈنٹان

شرع محمدی - مہر - بیوہ کے کفالت بابت مہر کے - بار ثبوت -

جب کوئی مسلمان بیوہ اوس جایداد پر قابض ہو اور کچھہ عرصہ تک بلافصل قابض رہی ہو جو اوس کے شوہر کی اوس کے حیات مین تہی اور دین مہر تسلیم ہے یا اوسکا واجب ہونا ثابت کیا گیا ہے تو جو وارث بلا ادا ے اپنی

حصہ رسدی دین مہر کے تقسیم کا دعویدار ہے اوسی کو یہہ ثابت کرنا چاہئے کہ اوس
مسلمان بیوہ کو اوس کے شوہر نے بعوض دین مہر قابض نہین کرایا تہا یا بعد وفات
اوس کے شوہر کے برضامندی یا برضامندی بالسکوت وارثان کے دخل بعوض دین
مہر کے حاصل نہین کیا گیا تہا۔

واقعات اسمقدمہ کے جہانتک واسطے اغراض اس رپورٹ کے ضروری ہین
فیصلہ عدالت سے ظاہر ہوتے ہین۔

مادہو پرساد منجانب اپیلانٹ عبدالمجید منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل اوس
نالش سے ظہور پذیر ہوا ہے جو منجملہ وارثان مسلمان متوفی کے ایک وارث نے
واسطے دخل بذریعہ تقسیم کے دایر کی ہے۔ جایداد متنازعہ ایک مکان ہے جس مین وہ
مسلمان رہتا تہا۔ منجملہ مدعا علیہم رسپانڈنٹان کے دو بیوہ مسلمان متوفی کے ہین
اور بعد اوس کے وفات کے ایک سال سے زیادہ وے اوس مکان مین بلا خلل
قابض رہین ہین۔ اوہنون نے جوابدہی نالش کی اس بنیاد پر کی ہے کہ بعوض
دین مہر کے وے قابض ہین۔ یہہ ثابت ہوا ہے کہ فی الواقع مہر واجب ہے
مقدمہ ہمارے بہائی برکٹ صاحب کے روبرو برطبق اپیل منجانب مدعا علیہم
کے پیش ہوا تہا۔ معزی الیہ نے اپیل منظور کیا تہا اور نالش مدعی کی ڈسمس کی
تہی۔ یہہ اپیل مدعی نے دایر کیا ہے۔ جج ماتحت نے اپیل اول مین بہ نسبت
دخل بعوض دین مہر کے جو کچہہ تجویز کیا ہے وہ یہہ ہے۔ شہادت موجودہ مسل
سے قطعی طور پر یہہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ مدعا علیہم برضامندی و اجازت وارثان
کے بعوض مہر کے قابض ہوے ہین۔ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ جب مسلمان بیوہ
قابض ہو اور مہر تسلیم ہو یا اوسکو واجب ہونا ثابت کیا جاوے تو جو وارث
بلا ادا اپنے حصہ رسدی مہر کے دعوے تقسیم کا کرے اوسی کو یہہ ثابت کرنا
لازم ہے کہ اوس مسلمان بیوہ کو اوس کے شوہر نے بعوض مہر کے قابض نہین کرایا
تہا یا بعد وفات اوس کے شوہر کے برضامندی یا برضامندی بالسکوت وارثان
کے دخل نہین پایا ہے۔ ہماری راے مین جج ماتحت نے بار ثبوت غلط فریق

پڑا ہے - ہم اپنے اوسی فیصلہ پر قایم ہین جو بہ مقدمہ امانت النسا بنام تبشیر النسا اپیل اول نمبر ۲۱۲ ۳ ۱۸۹۳ع منفصلہ ۱۲ دسمبر ۱۸۹۴ع (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۵ع صفحہ ۴۷) بہ نسبت اس امر کے صادر کیا گیا ہے کہ آیا جس مسلمان بیوہ کی نسبت یہہ ثابت ہوا ہے کہ اوس نے دخل بعوض دین مہر کے خواہ اپنے شوہر سے خواہ برضامندی یا برضامندی بالسکوت وارثان کے نہین پایا ہے تو جایداد پر اوس کو کفالت حاصل ہے یا نہین - ہمین معلوم ہوتا ہے کہ وہ فیصلہ اس مقدمہ سے متعلق نہین ہوتا ہے - پھر ہم کو ایک فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل بہ مقدمہ مسماۃ بی بی بچن بنام شیخ حامد حسین (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۴ صفحہ ۳۷۷) پر حوالہ دیا گیا ہے اور یہہ حجت کی گئی ہے کہ معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے بھائی برکٹ صاحب نے اس مقدمہ مین قیاس کیا ہے کہ اوس مقدمہ مین مسلمان بیوہ نے بعد وفات اپنے شوہر کے دخل بعوض اپنے دین مہر کے پایا تھا ہماری راے مین یہہ امر رپورٹ سے ظاہر نہین ہوتا ہے - ۱۸۵۱ع مین اوس مقدمہ کے مسلمان بیوہ نے کلکٹر کے روبرو کارروائی اپنے نام کے داخل خارج کے کی تھی کیونکہ اوسکا شوہر مہینہ گذشتہ مین فوت ہوا تھا - رپورٹ مین یہہ بیان درج ہے - اوس نے اپنے سوال مین یہہ بیان کیا تھا کہ وہ باستحقاق وراثت اور نیز بابت اپنے مہر کے قابض ہے - اس فقرہ سے یہہ بحث کیجاتی ہے کہ خواہ مخواہ اس کا نتیجہ یہہ ہے کہ اوس نے یہہ دعوے کیا تھا کہ بعد وفات شوہر کے بعوض مہر کے دخل پایا ہے - ہماری راے مین اوس سے یہہ نتیجہ برآمد نہین ہوتا ہے - اگر اپنے شوہر کے حیات مین اوس کو بعوض دین مہر کے دخل ملگیا ہوتا تو غالباً اپنے دخل کو اوس کے وفات کے بعد بطور دخل باستحقاق وراثت اور نیز بابت دین مہر کے بیان کرتی اس مقدمہ مین چونکہ بطور امر واقعہ کے یہہ ثابت نہین ہوا ہے کہ ان عورتون کو برضامندی یا برضامندی بالسکوت وارثان کے دخل نہین ملا ہے تو مدعی دربارہ

ثابت کرنے لئے استحقاق تقسیم بلا ادای حصہ رسدی دین ہر کے قاصر رہا ہے
اگرچہ ہم اپنے بھائی برکٹ صاحب کے توضیح قانون سے
اتفاق نہین کرتے ہین تاہم حسب وجوہ بالا ہم یہہ اپیل معہ خرچہ
ڈسمس کرتے ہین -

صفحہ انگریزی

بریلی منفصلہ ۱۴ جنوری

اپیل فرمان شاہی نمبر ۸ ۱۸۹۴ء

گیندا مل وبکس وبگر (مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام پربہو لال (مدعی) رسپانڈنٹ

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۷۳ - حکم - ڈگری - اپیل -

حکم متقضیہ دفعہ ۳۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی مشعر اس امر کے کہ مدعی کو اجازت دست برداری اپنی نالش سے بدین اختیار دی جاوے کہ اوسی بنا مخاصمت کے بنا پر نالش جدید دایر کرے قابل اپیل نہیں ہے کیونکہ حکم مذکور حسب منشاء دفعہ ۲ مجموعہ کے ڈگری نہیں ہے اور نہ منجملہ اون حکموں کے ایک حکم ہے جسکی ناراضی سے ازروے دفعہ ۵۸۸ کے اپیل کی اجازت ہے۔ کلیان سنگہ بنام لیکہراج سنگہ (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۲۱۱) جگدیش چودہری بنام تلشی چودہری (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۹۱) ظہوری بنام دینا ناتہہ (زبدۃ الانتخاب ہفتہ وار ۱۸۹۳ء صفحہ ۵۵) وجوگندر ناتہہ بنام سارت سندری دیبی (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۳۲۲) پر حوالہ ہوا - گنگا رام بنام داتا رام (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۸۲) کی تقلید نہیں ہوئی۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

سیمین منجانب اپیلانٹ گوبند پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - یہہ اپیل مدعا علیہم مقدمہ نے بموجب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے دایر کیا ہے - منصف کی عدالت مین مدعی نے درخواست اجازت دست برداری نالش کی باختیار ارجاع مجددا کے کی تہی - منصف نے اجازت مذکور کے دینے سے انکار کیا تہا اور بالاخر ڈگری مشعر ڈسمسی نالش کے صادر کی تہی - اوس ڈگری کے ناراضی سے مدعی نے اپیل کیا تہا اور عدالت اپیل اول مین اوس نے یہہ اصرار کیا تہا کہ وجوہ کافی اوسکو یہہ اجازت دینے کے لئے موجود ہین کہ نالش سے باختیار ارجاع نالش مجددا کے دست بردار ہوجاوے - عدالت اپیل اول کے جج نے وہی راے قایم کر کے بموجب دفعہ ۳۷۳ - ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء کے مدعی کو نالش سے دست بردار ہونے کی اجازت باختیار ارجاع نالش جدید کے عطا کی اور یہہ بیان کیا کہ نتیجہ یہہ ہوگا کہ منصف کی ڈگری منسوخ ہوگی - بوجہ دفعہ ۵۸۲ مجموعہ کے وہ حکم عدالت اپیل اول کے اختیار مین تہا - بنا راضی اوس حکم کے جس کے رو سے اجازت دی گئی تہی مدعا علیہم نے اس عدالت

مین اپیل کیا تہا۔ وہ اپیل جج واحد کے اجلاس مین ہوسکتا تہا اور ہمارے بہائی بلیر صاحب
نے یہہ راے قایم کرکے کر بنا راضی حکم متقضیہ دفعہ ۳۷۲ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع کے اپیل
نہین ہوسکتا ہے اپیل ڈسمس کیا۔ ہمارے بہائی بلیر صاحب کے اوس ڈگری کے ناراضی
سے مدعا علیہم نے یہہ اپیل لٹرس پیٹنٹ کیا ہے۔ مسٹر سیمین نے اپیلانٹان کیطرف سے مسٹر جسٹس اسٹریٹ صاحب
کے فیصلہ مقدمہ گنگا رام بنام داتا رام (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۸۲) پر کہ
جو مقدمہ نسبت ہمشکل اسمقدمہ کے ہے استدلال کیا ہے کیونکہ اوسمقدمہ مین فیصلہ عدالت
مرافعہ اولی کا تہا اور اجازت حسب دفعہ ۳۷۲ عدالت اپیل اول کی تہی نیز بجواد دیگر مسٹر ودیا چرن سنگہ نے فیصلہ
مسٹر جسٹس اولڈفیلڈ صاحب اور مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب بمقدمہ کلیان سنگہ بنام لیکہج
سنگہ۔ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۶ صفحہ ۱۱۴) نسبت فیصلہ ہمارے بہائی برکٹ صاحب
بمقدمہ جگدیش چودہری بنام تلشی چودہری (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۶ صفحہ
۲۱۹) اور فیصلہ ہمارے بہائی ایکمین صاحب بمقدمہ ظہوری بنام دینا ناتہہ (زبدۃ النظایر
ہفتہ وار سنہ ۱۸۹۳ع صفحہ ۵۵) اور فیصلہ مسٹر جسٹس ترلویلین صاحب و مسٹر جسٹس جی بنرجی
صاحب بمقدمہ جگدیندر ناتہہ بنام سارت سندری دیبی (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ
جلد ۱۸ صفحہ ۳۲۲) پر استدلال کیا ہے۔ اپیل کی تائید مین محض فیصلہ مسٹر جسٹس اسٹریٹ صاحب
کا ہے جس مقدمہ مین اونہون نے یہہ راے ظاہر کی تہی اوسمین مسٹر جسٹس ٹرل صاحب
نے جو اونکی ہم جلیس تہے اسبارہ مین کوئی راے ظاہر نہین کی تہی - اسطرحپر راے مخالف
کی تائید مین فیصلہ مسٹر جسٹس اولڈفیلڈ صاحب و مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب و مسٹر جسٹس
ٹرلویلین صاحب و مسٹر جسٹس جی بنرجی صاحب و مسٹر جسٹس برکٹ صاحب و مسٹر جسٹس
ایکمین صاحب اور فیصلہ حال زیر اپیل مسٹر جسٹس بلیر صاحب کا ہے۔ وزن اسناد کا بلا
شبہہ مفید رسپانڈنٹ کے ہے۔ جب بموجب دفعہ ۳۷۲ کے اجازت دی گئی ہو تو کوئی
باضابطہ یا دوسرا اظہار تصفیہ کا بہ نسبت کسی استحقاق متدعویہ یا جوابدہی پیش کردہ کے
نہین ہوتا ہے اور ایسی اجازت سے فیصلہ نالش کا یا اگر اجازت دوران اپیل مین دی گئی
ہو تو فیصلہ اپیل یا نالش کا نہین ہوتا ہے۔ لہذا حکم مشعر دیجانے اجازت کے ڈگری
حسب تعریف مندرجہ دفعہ ۲ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع کے نہین ہے - بہرکیف وہ حکم مشعر
عطاے اجازت کے ہے لیکن وہ منجملہ اون احکام کے ایک حکم نہین ہے جو بموجب دفعہ

۵۰۰ - ایکٹ مذکور کے قابل اپیل ہین - جب کوئی حکم بموجب دفعہ ۳۷۴ دوران اپیل مین مشعر دیجانے اس اجازت کے مدعی کے حق مین صادر کیا جاوے کہ مدعی اپنی نالش سے باختیار ارجاع نالش جدید کے دست بردار ہوجاوے تو اوس حکم کے روسے کوئی تفصیل روداد ڈگری عدالت مرافع اولی کے نہین ہوتا ہے بلکہ محض اوس کے روسے وہ ڈگری بوجہ واپس اوٹھا لینے مقدمہ کے رفع ہوجاتی ہے - ہم یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین

کانپور — اپیل فرمان شاہی نمبر ۹۳ سنہ ۱۸۹۴ء — منفصلہ ۱۴ جنوری — صفحہ ۱۸ انگریزی

زبردست خان (عذردار) اپیلانٹ بنام کامتا پرشاد (ڈگریدار) رسپانڈنٹ

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۵ - اجراء ڈگری - ڈگریدار کو ازروے ڈگری کے جو کچھہ یافتنی ہے اوس سے زیادہ درخواست اجرا مین بیان کرنا -

محض یہہ امر کہ ڈگریدار نے اپنی ڈگری کے درخواست اجرا کے کرنے مین اوس نقد اوسے زیادہ زر یافتنی اپنا بیان کیا ہے جو ازروے ڈگری کے واجب تھا مانع ڈگریدار مذکور کا حصول اجرا مین ہوگا بشرطیکہ اور طرحپر وہ اوسکا مستحق ہو اور نہ بموجب احکام دفعہ ۲۴۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اوسپر اپنی درخواست کا ترمیم کرنا لازم ہے -

یہہ اپیل بموجب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی بنا راضی فیصلہ برکٹ صاحب جسٹس بمقدمہ اپیل اول نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۹۳ء منفصلہ ۴ مئی سنہ ۱۸۹۴ء کے ہے - اوسمقدمہ مین فیصلہ سابق بابت عذر ابتدائی کے رپورٹ زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۹۴ء صفحہ مین مندرج پایجاویگی فیصلہ مابعد اپیل کا حسب ذیل ہے -

دراصل یہہ معاملہ اسان ہے واضح ہوتا ہے کہ مبلغ لما للعہ بابت خرچہ کے ڈگریدار کو مدیون ڈگری سے یافتنی تھی اور نیز یہہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اسی طرح سے مبلغ ما لعہ ڈگریدار سے مدیون ڈگری کو یافتنی تھے - عدالت ماتحت کے سررشتہ کے کسی اہلکار نے بجاے اسکے کہ ان دونون رقمون مین سے رقم قلیل رقم کثیر سے منہا کردیجاتی اور نتیجہ اوسکا اوس رقم مین ازدیاد کردیا جاتا کہ جسکے بابت ڈگریدار ڈگری جاری کر سکتا یہہ دونون رقمین یکجا جوڑ دی گئی ہین اور اسطور پر مبلغ الما للعہ بطور خرچہ کے مطالبہ ڈگریدار مین بجاے مبلغ اما للعہ کے ازدیاد کردے گئے ہہے - پس اسطرحپر حکم نیلام سے

ڈگریدار مستحق وصول کرنے مبلغ الصہ کا جو واجب یافتنی ڈگریدار سے زیادہ ہے ثابت
ہوتا ہے - اپنی اخیر درخواست اجراے ڈگری مین ڈگریدار نے اپنی درخواست مطابق اوس حکم
کے مرتب کی جو مسل عدالت سے ظاہر ہوتی تھی اور اسطرح استدعا دلا پانے مبلغ الصہ
کے کی جو اوس سے زیادہ ہے جسکی وہ استدعا کر سکتا تھا - اسی بنیاد پر عدالت ماتحت نے
درخواست اجراے ڈگری نامنظور کی ہے - اوس عدالت نے بہت مناسب طور پر یہہ تجویز
کی ہے کہ درخواست اجراے ترمیم قایم نہین رہ سکتی تھی اور بعد اوس کے یہہ تجویز کی کہ ترمیم
کرنیکا وقت منقضی ہوگیا ہے - ان الفاظ اخیر سے جو کچھہ مراد عدالت موصوف کی ہو اوس کو
مین نہین سمجھہ سکتا ہون - مسل مین کوئی ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ عدالت نے ڈگریدار
کو حکم یا اجازت دی تھی کہ درخواست ترمیم کی کرے اور معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] کی بابت
میعاد سماعت کی پیدا نہین ہوتی ہے - عملی طور پر باہم فریقین کے اب کوئی نزاع بہ نسبت
اس رقم مبلغ الصہ کے نہین ہے - ڈگریدار کو تسلیم ہے کہ وہ اوسکا مستحق نہین ہے
لہذا جو حکم مین صادر کرتا ہون وہ یہہ ہے کہ مبلغ الصہ اوس رقم سے منہا کر دیا جاوے
جسکے وصول کرنیکے لئے ڈگریدار نے درخواست نیلام جایداد مکفولہ کی کی ہے - حکم عدالت
ماتحت کا منسوخ کیا جاتا ہے اور یہہ حکم دیا جاتا ہے کہ مسل واسطے کارروائی مزید اجراے ڈگری
کے کہ جسمین عدالت ماتحت کا یہہ فرض ہوگا کہ جو تنقیح ابتک بلا تجویز رہگئی ہو اوسکی تجویز کرے
واپس ہو - بہ نسبت خرچہ کے مین کچھہ حکم صادر نہین کرتا ہون -

برطبق اپیل منجانب مدیون ڈگری

کاملن منجانب اپیلانٹ   سندر لال منجانب رسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس وبنرجی صاحب جسٹس - یہہ اپیل متعلق کارروائی
اجراے ڈگری کے ہے - ڈگریدار نے اپنی ڈگری کے جاری ہونیکی درخواست کی ہے - مدیون
ڈگری نے عذرداری کی ہے - معمولی طور پر بموجب اوس عملدرامد کے جو اوسوقت رائج تھا فوراً
دو مسل قایم ہوگئین - مدیون ڈگری کا عذر منظور ہوا تھا - وہ حکم ایک مسل مین درج کیا گیا
اوس عذر کے منظوری کا نتیجہ یہہ ہوا کہ درخواست اجراے ڈگری کی ڈسمس کی گئی - وہ حکم
دوسرے مسل مین درج ہوا -
اپیل مین یہان یہہ بحث کی گئی ہے کہ یہہ دو حکم جو دراصل واحد ہین جداگانہ

احکام ہین اور جداگانہ قابل اپیل ہین اور چونکہ بنا راضی حکم ڈسمسی درخواست اجراے ڈگری کے اپیل نہین ہوا لہذا یہہ اپیل قایم نہین رہ سکتا ہے۔ ہم اپنے بہائی برکٹ صاحب سے اتفاق کرتے ہین کہ حکم منظوری عذرداری اور حکم ڈسمسی درخواست اجراے ڈگری کو بطور ایک اور واحد حکم کے تصور کرنا چاہئیے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ڈگریدار نے اپنی درخواست محکومہ دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین زر یافتنی اپنا بربنا ڈگری کے اوس سے زیادہ بیان کیا تھا جو واقعی اوسکو واجب یافتنی تہا۔ مدیون ڈگری اپلانٹ عدالت ہذا نے یہہ حجت کی ہے کہ ڈگریدار بلا ترمیم درخواست کے اوس درخواست کے بنا پر تو ڈگری جاری نہین کراسکتا تہا اور درخواست مذکور کی ترمیم بجز اس کے کہ بروقت اوس کے ادخال کے ہوئی نہین ہوسکتی تہی۔ اور دفعہ ۲۴۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے الفاظ ذیل پر وہ اس حجت کو مبنی کرتا ہے۔ اور اگر اوسکی تعمیل نہوئی ہو تو عدالت کو جائز ہے کہ درخواست کو نامنظور کرے یا وہین اور اوسی وقت اوسکی ترمیم کی اجازت دے یا اندر میعاد معینہ عدالت کے اوس کے ترمیم کی اجازت دے۔ حسب منشاء دفعہ ۲۴۵ کے جنکی تعمیل ہونی چاہئیے تہی وہ اقتضایات دفعات ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ کے ہین جہانتک کہ وہ مقدمہ سے متعلق ہوسکین۔ ہماری راے مین منشاء فقرہ اول دفعہ ۲۴۵ کی یہہ ہے کہ عدالت کو یہہ دیکہنا چاہئیے کہ آیا اقتضایات دفعہ ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ کی یا اونمین سے بعض ایسے اقتضایات کی تعمیل ہوئی ہے یا نہین جو مقدمہ سے متعلق ہین اور یہہ منشا نہین ہے اور نہ یہہ منشا ہوسکتا ہے کہ بروقت وصول ہونے درخواست کے اوس کے نسبت عدالت اون اندراجات کے صحت کا تصفیہ کر دے جو حسب فقرات (ہ) (و) (ز) اور (ح) دفعہ ۲۳۵ کے ہین۔ ممکن ہے کہ سایل اجراے ڈگری اوس تعداد کو زیادہ بیان کرے جسکو وہ وصول کرنا چاہتا ہے لیکن عدالت کو یہہ ضرور نہین ہے کہ اوس بنیاد پر درخواست کو نامنظور کرے یا اجرا سے انکار کرے۔

ہم یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

کانپور	اپیل فرمان شاہی نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۴ء	منفصلہ ۱۸ جنوری

جانکی کنور (مدیون ڈگری) اپیلانٹ بنام سروپ رانی و یکسکس دیگر (ڈگریداران) رسپانڈنٹان

اجرائے ڈگری ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۵۳ و ۵۰۲ و ۵۴۳ و ۵۸۳ ۔ ضمانت لتعمیل ڈگری عدالت اپیل ۔ طریقہ نفاذ ضمانت مذکور ۔

جب کسی اپیل مین واسطے تعمیل اوس ڈگری کے جو عدالت اپیل صادر کرے ضمانت عدالت اپیل مین دیجاوے تو ڈگریدار ضمانت مذکور کو حسب طریقہ محکومہ دفعہ ۲۵۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نافذ کر سکتا ہے ۔ جنبس بہادر سنگہ بنام مغلا بیگم (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۶۰۴) کی تقلید ہوئی ۔ تہر و ملی بنام راما ایارہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۱) اور ونکاپا پامک بنام لسن لنگاپا (انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۴۱۱) مقبول ہوئی کا لیچرن سنگہ بنام بالگوبند سنگہ (کلکتہ لارپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۹۰۷) و تو کمن سنگہ بنام اودنت سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۵) سے اختلاف کیا گیا ۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین ۔

بیچارام منجانب اپیلانٹ　　　رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس ۔ یہہ اپیل کارروائی اجرائے ڈگری مین ہے ۔ ڈگریدار نے عدالت جج ماتحت کانپور سے ڈگری حاصل کی تہی ۔ اوس کے مخالفین نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا تہا ۔ ڈگری جج ماتحت کے ہائیکورٹ سے موخرجہ بحال ہوئی تہی ۔ بعدہ ڈگریدار نے ڈگری عدالت مرافع اولی کے اجرا کی درخواست کی تہی ۔ حکم اجرا کا صادر ہوا تہا اور کارروائی اجرائے ڈگری کی ہوئی تہی ۔ یہہ درخواست مابعد واسطے اجرائے مزید اوسی ڈگری کی منجانب منتقل الیہ ڈگریدار کے ہے ۔ مدیون ڈگری یہہ عذر کرتا ہے کہ جو ڈگری جاری ہوسکتی تہی وہ ڈگری جج ماتحت کی نہین تہی بلکہ ہائیکورٹ کی ڈگری ہے ۔ کامل طور پر یہہ بات سچ ہے کہ جج ماتحت کی ڈگری ہائیکورٹ کی ڈگری مین مخلوط ہوگئی ہے لیکن اس امر پر اب مدیون ڈگری اصرار نہین کرسکتا ہے ۔ یہہ ایسا امر ہے جسکو مدیون ڈگری درخواست سابق مین پیش کرسکتا تہا ۔ اوس نے ایسا نہین کیا تہا اور اصول امر تجویز شدہ کا متعلق ہے اور اب وہ یہہ کہنے کے مستحق نہین ہے کہ ڈگری جج ماتحت کی وہ ڈگری نہین ہے جو جاری ہوسکتی ہو ۔ مسٹر بیچارام نے یہہ بحث کی ہے کہ اصول امر تجویز شدہ کا متعلق نہین ہے کیونکہ اوسکی موکل نے اوس درخواست پر وہ عذر پیش کرنا مناسب نہین سمجہا تہا ۔ اصول امر تجویز شدہ کا

مدار اہل مقدمہ کے اسالیش استحقاق یا وجہ تحریک پر نہین ہے۔ اوسکا مدار اس امر پر ہے کہ آیا اہل مقدمہ اوس امر کو موقع سابق پر پیش کر سکتا تہا یا نہین اور چونکہ اوسوقت اوس نے اوسکو پیش نہین کیا تہا وہ اب اوسکو پیش نہین کر سکتی ہے۔ اجرا ڈگری مین دائنیان یعنی ڈگریداران حال نے عدالت سے استدعا جاری کرنے ڈگری کی بذریعہ نیلام جایداد مشمولہ اوس ضمانت نامہ کے کی تہی جو واسطے تعمیل اوس ڈگری کے دیا گیا تہا جو ڈگری اپیل مین ہائیکورٹ صادر کرے مسٹر بیچا رام نے یہہ بحث کی ہے ازروے دفعہ ۹۹۔ ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ء کے حقوق ان ڈگریدارون کے جہانتک ضمانت نامہ کو تعلق ہے ایک نالش پر محدود ہین اور دفعہ ۲۵۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی مقدمہ سے متعلق نہین ہو سکتا ہے۔ ہماری راے مین دفعہ ۹۹۔ ایکٹ انتقال جایداد کو اوس ضمانت کے نفاذ سے جو بذریعہ حکمنامہ عدالت کے ہو کچہہ تعلق نہین ہے جو واسطے تعمیل ڈگری عدالت موصوف کے دیا گیا ہو۔ ہماری یہہ بہی راے ہے کہ جو ضمانت نامہ عدالت اپیل کے حوالہ کیا جاوے وہ اوسی طریقہ سے نافذ کیا جا سکتا ہے جیسی کہ ضمانت نامہ مقتضیہ دفعہ ۲۵۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا نافذ کیا جاتا ہے ہمارے اوس راے کی تائید فیصلہ ہائیکورٹ مدراس مقدمہ تہرو ملئی بنام راما یار (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۱) اور فیصلہ ہائیکورٹ بمبی مقدمہ ولکا یا یانگ بنام لسبن لنگا پا (انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۴) اور فیصلہ کثرت راے اجلاس کامل عدالت ہذا بمقدمہ بلبسن بہادر سنگہ بنام مغلا بیگم (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۶۰۴) سے ہوتی ہے۔ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ حیثیت کہ عدالت اپیل کو قانوناً اختیار ضمانت نامہ لینے کا جو واسطے تعمیل اوس حکم کے ڈگری کے دیا جاوے حاصل ہو مثلاً حسب دفعہ ۲۵۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۸۸۲ء کے تو واضعان قوانین کا یہہ مقصود نہین ہے کہ وہ ضمانت نامہ ایک فریق دوسرے فریق کے حوالہ کرے یا یہہ کہ جو ضمانت نامہ عدالت کے حوالہ کیا جاوے اوسکا نفاذ بذریعہ معمولی حکمنامہ کے مسل اوس ضمانت نامہ کے ہو سکے جو حسب دفعہ ۲۵۳ کے نالش کی صورت مین ہوتا ہے اور یہہ مقصود نہین ہو سکتا ہے کہ عدالت اوس ضمانت نامہ کی بنا پر نالش دایر کرے یا عدالت کو یہہ ضرور ہو کہ اوس ضمانت نامہ کو کسی دوسرے شخص کے نام اس لئے منتقل کر دیوے کہ وہ اوسکی بنا پر نالش دایر کرے۔ ہماری راے مین ازروے دفعہ ۵۸۲ اور دفعہ ۵۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی اوس ضمانت نامہ کی

صورت سے جو عدالت اپیل کے حوالہ کیا جاوے دفعہ ۲۵۳ مجموعہ مذکور کا متعلق ہوتا ہے یہہ حکم قانونی مندرجہ دفعہ ۳۳۶ مجموعہ کا کہ ضمانت کی صورت مین ضمانت مذکور حسب طریقہ محکومہ دفعہ ۲۵۳ کے وصول کیجا سکتی ہے۔ ضروری ہے کیونکہ دفعہ ۳۳۶-۳ اون حالات سے متعلق ہوتا ہے جو بعد صدور ڈگری عدالت مرافع اولی کے ظہور پذیر ہوتے ہین اور دفعہ مذکور باب متعلقہ اختیارات عدالتہاے اپیل مین نہین ہے۔ ہماری توجہ مقدمہ کالیچرن سنگہ بنام بالگوبند سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۷) پر جس کی تقلید مقدمہ لوکمن سنگہ بنام اودنت سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۲۵) مین ہوئی بہی مایل کی گئی تہی۔ ہماری راے مین راے قانونی منظرہ مقدمات مدراس اور بمبئی اور کثرت راے اجلاس کامل عدالت ہذا صحیح ہے۔ دیگر عذرات محض اصطلاحی ہین اور بنظر امر اصطلاحی کے بہی اونمین کچہہ وقعت نہین ہے۔ ہم یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

صفحہ ۲۰ انگریزی | الہ آباد | اپیل خارج شاہی نمبر ۳۴ سنہ ۱۸۹۴ء | منفصلہ ۲۱ جنوری

بدیع النسا (مدیونہ ڈگری) اپیلانٹ بنام شمش الدین وغیرہم (ڈگریداران) رسپانڈنٹان

ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹۔ میعاد سماعت۔ تاریخ ڈگری اخیر یا حکم اخیر عدالت اپیل۔ اجراء ڈگری۔

چند مدعیون نے ڈگری شفع بہ نسبت چار مواضعات کے پائی تہی۔ مدعاعلیہ نے اپیل کیا تہا اور عدالت اپیل ماتحت نے اپیل ڈسمس کیا تہا۔ مدعاعلیہ نے پہر اپیل کیا لیکن اپنے اپیل مین فیصلہ عدالت اپیل ماتحت پر اعتراض صرف بہ نسبت دو موضع متنازعہ نالش کے کیا تہا۔ اپیل دوم مین دعوی مدعیان کا بہ نسبت ایک موضع منجملہ اون مواضعات کے جنکی نسبت اپیل دایر ہوا تہا ڈسمس ہوا اور مدعاعلیہ کا اپیل بہ نسبت دوسرے موضع کے ڈسمس ہوا تہا۔

تجویز ہوئی کہ بہ نسبت کل تینون موضعون کے جنکی بابت ڈگری اخیر بحق مدعی کے ہتی میعاد سماعت بمقابلہ ڈگریداران تاریخ ڈگری اپیل دوم سے شروع ہوئی اور نہ بہ نسبت اونمین سے دو کے تاریخ ڈگری عدالت اپیل ماتحت سے۔ ہردے پرساد راے بنام عنایت حسین (کلکتہ لارپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۱۷۴) دسنگرام سنگہ بنام بوجہارت سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۴ صفحہ ۳۶)

ومنت النسا بنام رانی (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۱) سے استناد کیا گیا۔

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

رام پرشاد منجانب اپیلانٹ — دلی لال منجانب رسپانڈنٹان

اِیج ملکا صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس — مدعا علیہ رسپانڈنٹان عدالت ہذا نے

ایک ڈگری شفع بابت چند حصص واقع چار موضعوں کے جنکو ہم نمبر ا و ۲ و ۳ و ۴ علی الترتیب نامزد کرینگے حاصل کی تھی۔ اپیلانٹ نے جو مدعا علیہ مقدمہ تھا اوس ڈگری کا اپیل عدالت ضلع جج میں کیا اور ضلع جج نے ۹ دسمبر ۱۸۸۹ء کو اپیل ڈسمس کیا اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کی بحال کی تھی۔ ضلع جج کی اوس ڈگری کے ناراضی سے مدعا علیہ نے عدالت ہذا میں بہ نسبت صرف مواضعات نمبر ا و ۳ کے اپیل کیا تھا۔ بذریعہ اپنے اپیل کے اوس نے جہانتک مواضعات نمبر ۲ و ۴ کو تعلق تھا ڈگری پر اعتراض نہیں کیا تھا۔ ۱۰ نومبر ۱۸۹۲ء کو عدالت ہذا نے ڈگری عدالت ماتحت کی بذریعہ ڈسمسی اپیل مدعا علیہ جہانتک موضع نمبر ا کو تعلق تھا ترمیم کی اور اپیل مدعا علیہ کا بہ نسبت موضع ۳ کے ڈسمس کیا۔ ۲۹ مارچ ۱۸۹۳ء کو مدعیان نے درخواست جاری ہونے اپنی ڈگری کے بہ نسبت مواضعات نمبر ۲ و ۳ و ۴ کے گذرانی۔ اوس درخواست پر مدعا علیہ نے بہ نسبت موضع نمبر ۲ و ۴ کے یہہ اعتراض کیا کہ ڈگری میں میعاد سہہ سالہ عارض ہے۔ عدالت اجرا کنندہ ڈگری نے اوس اعتراض کو نامنظور کیا۔ جج ماتحت نے بصیغہ اپیل ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو منسوخ کیا اور اعتراض منظور کیا۔ مدعی نے اس عدالت میں اپیل کیا اور مسٹر جسٹس ٹرل صاحب نے اپیل میں ڈگری جج ماتحت کی منسوخ کی اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کی بحال کی۔ مسٹر جسٹس ٹرل صاحب کی اوس ڈگری کے ناراضی سے یہہ اپیل بموجب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے دایر ہوا ہے۔

منشی رام پرشاد نے منجانب اپیلانٹ کے یہہ حجت کی ہے کہ ڈگری ضلع جج کی بہ نسبت مواضعات نمبر ۲ و ۴ کے قطعی ہوگئی تھی اور میعاد سہ سالہ معینہ از روے دفعہ ۱۷۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء جہانتک مواضعات نمبر ۲ و ۴ کو تعلق ہے ۹ دسمبر ۱۸۸۹ء سے شروع ہوئی کہ جو تاریخ ڈگری ضلع جج بصیغہ اپیل مقدمہ کے ہے۔ اونہوں نے مقدمات ذیل پیش کئے ہیں۔ ہر دو پرشاد راے بنام عنایت حسین (کلکتہ لاء رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۷۴) سنگرام سنگہ بنام بوجہارت سنگہ (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۶) اور منت النسا بنام رانی (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۱)

اظہار قلمبند کیا اور اسباب کا اطمینان کیا کہ تمسک واجب طور پر لکہا گیا تہا اور دعوی مدعی ڈگری کیا۔ شہادت بقیہ دیگر گواہان پیش کردہ مدعی کے قلمبند نہین کئے گئے تہے۔ کیونکہ جہانتک ایک حکم مشتبہ ظاہری اوس کاغذ کے جسکے روسے مدعی نے اپنی گواہان واسطے اظہار کے پیش کئے ہہے ہم تجویز کرسکتے ہین عدالت نے یہہ خیال کیا تہا کہ شہادت اوس ایک گواہ کی جسکا اظہار عدالت نے قلمبند کیا تہا واسطے ثبوت تنقیح مذکور کے کافی ہے۔ ہم یہہ نہین سمجہتے ہین کہ عدالت مرافع اولی کیونکر کوئی حکم مقدمہ پر پہلی سے رائے قایم کرکے قبل اسکے کہ وہ جوابدہی پیش کردہ مدعا علیہ کی سماعت کرلیوے صادر کرسکتی ہے بجز اسکے کہ اس فعل مین گنجایش کسی وجہ توضیح کی ہو کہ جو ہمارے روبرو نہین ہے ہمکو یہہ کہنے مین کچہہ تامل نہین ہے کہ منصف کا ایسا فعل نہایت نامناسب تہا اور اوسکا اعادہ ہرگز ہونا چاہیے۔ منصف نے مدعی کے حق مین ڈگری صادر کی تہی۔

برطبق اپیل مرجوعہ مدعا علیہم کے عدالت اپیل ماتحت نے تصفیہ اوس تنقیح کا جو اوس کے روبرو پیش تہی یعنی تنقیح تحریر یا عدم تحریر تمسک کا ایسے طریقہ سے کیا ہے جسکو ہم بجز ناقابل اطمینان کے اور کسی قسم کا قرار نہین دے سکتے ہین عدالت موصوف بمنصب عدالت اپیل ایک امر واقعاتی کی تجویز کررہی تہی اور اوسکا فیصلہ اوس کے بابت قانوناً قطعی ہے بشرطیکہ واقعی کوئی ایسی غلطی یا سقم ضابطہ کا ہو جس سے امکاناً کوئی غلطی یا سقم مقدمہ کے فیصلہ رودادی مین پیدا ہوتا ہو۔ اسمقدمہ مین اور دیگر مقدمات مین جو ہمارے روبرو آئے ہین ہمکو وجوہ قوی اس امر مین شبہ کرنیکی حاصل ہوئے کہ آیا عدالتہاے اپیل اول ان ذمہ داری عظیم کو پورے طور پر سمجہتے ہین یا نہین جو قانوناً اونپر قایم ہوئی ہین۔ مقدمہ حال کے صورت مین یہہ سمجہنا دشوار ہے کہ ذیلعلم جج نے خود کیونکر اس امر واقعاتی کا جو اون کے روبرو پیش تہا مختتم طور پر تصفیہ کرنا اس تحریر سے سمجہہ لیا ہوگا۔ مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ مدعی نے خود اپنی شہادت سے دعوے ثابت کردیا ہے۔ یہہ نہ تجویز اوس تنقیح کی ہی جو اون کے روبرو پیش تہی اور نہ فیصلہ مناسب بموجب دفعہ ۵۷۴ مجموعہ کے ہے لہذا ہمارے روبرو اپیل دوم مین ایسا مقدمہ ہے جسمین ہماری راے مین کوئی تجویز نسبت صرف ایک تنقیح کے جو مقدمہ مین پیش ہوئی تہی عدالت اپیل ماتحت نے

نہین کی ہے کہ جس کے روبرو تنقیح مذکور پیش ہوئی ہتی - کامل طور پر ظاہر ہے کہ ہرگاہ
فریقین مستحق تجویز تنقیح مذکور کے ہین اور چونکہ تجویز تنقیح مذکور کی ایک طرح یا دوسرے
طرح پر نہین ہوئی ہے تو تجویز تنقیح مذکور کی اب بہی ضرور ہونی چاہئے بحیثیت عدالت
اپیل دوم کے اجلاس کرکے ہم امور واقعاتی کے تجویز کرنے سے ممنوع ہین اور تجویز اس
تنقیح کی جو مقدمہ مین تنہا ایک تنقیح ہے اور جسکی تجویز واسطے صحیح فیصلہ رودادی مقدمہ
کے ضروری ہے عدالت یا عدالتہاے ماتحت سے ضرور ہونی چاہئے ذیعلم وکیل اپیلانٹ
نے ہم سے یہہ تحریک کی ہتی کہ ڈگری عدالت اپیل ماتحت کی منسوخ کردیجاوے اور مقدمہ
واسطے فیصلہ ثانی کے واپس کردیا جاوے - اسکی تائید مین وکیل موصوف نے مقدمات
کہنی لال بنام منوربہہ رام (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۴ع صفحہ ۴۵) وماد ہوسنگہ
بنام کاشی سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۶ صفحہ ۳۴۲) اور درگا دیہل داس
بنام انوراجی (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۴ع صفحہ ۵۱۲) پیش کئے ہین - ہم نے ان
کل تینون فیصلون پر باحتیاط غور کیا ہے اور جیسا کہ ہمارے فیصلہ سے ظاہر ہوتا
ہے وہی مشکلات پیش آئی ہین کہ جن مشکلات کا اون ذیعلم ججون نے اپنے اوپر دباؤ
سمجہا تہا جنہون نے اون مقدمون کا فیصلہ کیا تہا - ہرگاہ یہہ غور کرتے ہین کہ
آیا ہم ضابطہ قراریافتہ مقدمات مذکور کو اختیار کرسکتے ہین یا نہین ہمکو معلوم ہوتا ہے
کہ اسمقدمہ مین ہمارے روبرو وہی دقت پیش ہے جو ازروے نہایت تاکیدی اور
امتناعی احکام دفعہ ۵۶۴ مجموعہ کے پیدا ہوتی ہے - اوس دفعہ کے روسے عدالت
اپیل صریحاً مقدمہ کو واسطے فیصلہ ثانی کے بہیجنے سے بجز حسب منشاے دفعہ ۵۶۲ کے ممنوع
ہے - پس ہمارے روبرو جو مقدمہ پیش ہے اوسمین یہہ تجویز کرنا غیر ممکن ہے کہ عدالت
اپیل ماتحت نے فیصلہ اپیل کا جو اوس کے روبرو پیش تہا کسی امر ابتدائی کے بنا پر کیا
تہا - ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ احکام دفعہ ۵۶۶ مین داخل ہوتا ہے - ہم اوپر اظہار
کرچکے ہین کہ عدالت اپیل ماتحت نے تجویز تنقیح کی جو واسطے صحیح فیصلہ رودادی مقدمہ
کے ضروری ہتی نہین کی ہے - لہذا ہم وہ تنقیح واسطے تجویز کے اوس عدالت مین
بہیجتے ہین اور چونکہ اوس عدالت نے اوسکی تجویز نہین کی ہتی قانوناً تجویز اوس تنقیح
کی نہین کرسکتے تہے ہم عدالت اپیل ماتحت کو حکم دیتے ہین کہ کل شہادت جو فریقین

پیش کرین لیوے اور بجویزاوس تنقیح کی کرے جو اوس کے روبرو پیش ہتی اور عدالت
ہذا مین اپنی تجویز اوس کے بابت موہ شہادت کے بہجدیوے۔ بعد واپسی کے دس
روز کی مہلت دیجاوے گی جسکے اندر ہر فریق جو چاہے یادداشت عدالت ہذا بہ نسبت
تجویز مذکور کے داخل کرے۔

منفصلہ ۱۰ جنوری اپیل فوجداری نمبر ۱۰۰۵ ۱۸۹۴ء غازیپور

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام اجودہیا

ایکٹ ۴۵ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعات ۵۱۱ و ۴۵۷ و ۷۵ - اقدام
ارتکاب نقب زنی بخانہ بوقت شب بعد ماخوذی سابقہ کے - حکم سزا -

دفعہ ۷۵ ایکٹ ۴۵ ۱۸۶۰ء اوس جرم کے ارتکاب کے اقدام سے
متعلق نہین ہوتا ہے جو بموجب دفعہ ۴۵۷ مجموعہ کے قابل سزا ہین بعد ماخوذی سابقہ
بعلت اون جرایم کے جو باب ۱۲ یا باب ۱۷ مین داخل ہین کیونکہ جرم مذکور بموجب دفعہ
۵۱۱ کے قابل سزا ہے - شیوسرن تالو بنام ملکہ معظمہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹
صفحہ ۸۷۷) قیصر ہند بنام رامدیال (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۰۷) قیصر ہند
بنام تانا رحیم (انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۵ صفحہ ۱۴۰) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام سری
چرن بادری (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۳۳۲) پر حوالہ ہوا -

واقعات استغاثہ کے بنرجی صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار

بنرجی صاحب جسٹس - اجودہیا اپیلانٹ عدالت سشن غازیپور مین بعلت
جرم نقب زنی بخانہ بوقت شب بغرض ارتکاب جرم سرقہ کے جو بموجب دفعہ ۴۵۷ مجموعہ تعزیرات
ہند کے قابل سزا ہے سپرد ہوا تہا - وہ پہلے چار مرتبہ ماخوذ ہوچکا تہا -

صاف اور ناقابل اعتراض شہادت سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اجودہیا مکان
رام لکہن سونار کے دیوار مین سوراخ کہودنے کے فعل مین گرفتار ہوا تہا - اسمین شبہ نہین
ہوسکتا ہے کہ اوس کے نیت سرقہ کے ارتکاب کرنیکی تہی - چونکہ وہ مکان مین داخل نہین
ہوا تہا وہ مجرم اوس جرم کے ارتکاب کے اقدام کا ہوا ہے جو از روے فقرہ اخیر دفعہ ۴۵۷

مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے اور مناسب طور پر اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم
اوسوقت کے قائمقام سشن جج نے صادر کی ہے۔

بہ نسبت حکم سزا کے ذیعلم سشن جج کی یہہ راے قرار پائی ہے کہ چونکہ اجودھیا
پہلے چار مرتبہ بعلت اون جرائم کے ماخوذ ہو چکا ہے جو قید سخت سہ سالہ اور زاید میعاد کے
بموجب باب ۱۷ المجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہین تو دفعہ ۷۵ مجموعہ مذکور کی اوس کے
مقدمہ سے متعلق ہے۔ اونکی یہہ راے ہے کہ مضامین دفعہ ۷۵ کے اونکو اب حکم
سزا حبس بعبور دریاے شور صادر کرنیمین مانع ہین جو زندگی سے کم میعاد کا ہو۔ اونہون نے
یہہ بہی خیال کیا ہے کہ۔ ازانجا کہ دفعہ ۴۵۷ مین کم سے کم میعاد چودہ سال ہے قید اول
ہی جرم کے لئے معین ہے اور دفعہ ۷۵ مجموعہ تعزیرات ہند کے جو دوم سزایابون
سے متعلق ہے کم سے کم دس سال کے قید سخت پر محدود ہے۔ اور مشار الیہ نے یہہ تجویز
کی ہے کہ اگرچہ وہ بموجب دفعہ ۵۱۱ کے وہ ملزم کے نسبت سات سال قید سخت کا حکم
صادر کرسکتے ہیے بشرطیکہ اوسکی ماخوذی سابقہ نہوتین لہذا از روے احکام دفعہ ۷۵
کے اونکا اختیار ملزم کے نسبت حکم سزا صادر کرنیکا صرف پانچ سال قید سخت کی میعاد پر اس
وجہ سے محدود ہوگیا ہے کہ ملزم کے نسبت متواتر پہلے موقعون پر تجویز ثبوت جرم صادر
ہو چکی ہین۔ چنانچہ ذیعلم سشن جج نے اجودھیا کے نسبت حکم سزا پانچ سال قید سخت کا
صادر کیا اور حسب تجویز ذیعلم جج کے غایت درجہ کی وہ سزا ہے جس کی قانوناً اجازت ہے

ان کل امور متذکرہ بالا کے نسبت صاف طور پر راے سشن جج کی غلط ہے۔ دفعہ
۷۵ کے روسے عدالت کو چند جرائم متذکرہ دفعہ مذکور کے صورت مین اوس سے زیادہ
سخت حکم سزا کا دوم ماخوذی مین صادر کرنیکا اختیار دیا گیا ہے جسکا مجرم دوسری صورت
مین مستوجب ہوتا۔ جیسا کہ مقدمہ شیو سرن تالو بنام قیصر ہند (انڈین لا رپورٹ سلسلہ
کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۵۷۷) مین تجویز ہوئی تہی کہ غرض یہہ ہے کہ حکم سزا مزید کا ماخوذی دوم کیلیے
ضابطہ معین کیا جاوے نہ اوس حکم سزا کے لئے جو کم سخت ہے اور دفعہ مذکور پر رجوع نہ کرنا
چاہیے بشرطیکہ سزا جرم مرتکبہ فی النفسہ کافی ہے۔ واضعان قوانین کا یہہ مقصود نہین
ہو سکتا ہے کہ ماخوذی دوم مین سزا کسی جرم کے اوس سے کم ہو جو ماخوذی اول مین
ہو سکتی ہے۔ لہذا اگر دفعہ ۷۵ مقدمہ سے متعلق ہے تو دفعہ مذکور کے احکام کے روسے

ذیلعلم جج اوس سے زیادہ سخت حکم سزا صادر کرنیمین ممنوع نہین ہتے جسکی اوس دفعہ کے
روسے گنجایش ہتی بشرطیکہ ماخوذی اول مین اوس جرم کے بابت اوس سے زیادہ سزا دیجا سکتی
ظاہرا ذیلعلم جج نے احکام دفعہ ۵۹ مجموعہ تعزیرات ہند کو یہہ نتیجہ اخذ کرتے وقت
نظر انداز کر دیا تہا کہ ازروے احکام دفعہ ۷۵ کے وہ ایسا حکم سزا حبس بعبور دریاے شور
کے صادر کرنیمین ممنوع ہتے جو زندگی سے کم میعاد کا ہو۔ بموجب دفعہ ۷۵ کے جب وہ متعلق ہو
مجرم مستوجب حکم سزا علی السبیل البدل میعادی دس سال قید سخت کا ہوتا ہے۔ ازروے
دفعہ ۵۹ کے جرم سات سال یا اوس سے زیادہ میعاد کا قابل سزا ہے تو عدالت مجاز صادر
کرنے حکم سزا حبس بعبور دریاے شور بجاے قید کے ہے اور حکم حبس بعبور دریاے شور
کا سات سال سے کم اور اوس میعاد قید سے زیادہ نہو جو اوس جرم کے بابت دیجا سکتی ہے
اسمقدمہ مین ذیلعلم سشن جج نے دفعہ ۷۵ مجموعہ تعزیرات ہند کے متعلق کرنیمین
غلطی کی ہے۔ وہ دفعہ اون جرایم کے ماخوذی دوم کے صورت سے متعلق ہوتا ہے جو بموجب
باب ۱۲ یا باب ۱۷ مجموعہ مذکورہ کے قابل سزا ہوتے ہین۔ اقدام ارتکاب کسی جرم کا فی نفسہ
ایک جرم حسب تعریف فقرہ دوم مندرجہ دفعہ ۴ کے ہے اور جب کوئی حکم صریحی مجموعہ کے
کسی دوسرے حصہ مین ایسے جرم کی سزا کے لیے نہوا ہو تو وہ بموجب دفعہ ۵۱۱ کے قابل
سزا ہے۔ اقدام ارتکاب جرم نقب زنی بخانہ وقت شب صرف بموجب دفعہ ۵۱۱ کے ہے
وہ دفعہ مجموعہ کے باب ۲۳ مین ہے۔ لہذا اگرچہ جرم نقب زنی بخانہ وقت شب بموجب
دفعہ ۴۵۷ کے قابل سزا ہے جو باب ۱۷ مین ہے تاہم جرم اقدام ارتکاب نقب زنی بخانہ
وقت شب اوس باب کے بموجب قابل سزا نہین ہے بلکہ صرف بموجب باب ۲۳ کے قابل
سزا ہے۔ چونکہ دفعہ ۷۵ بجز اون جرایم کے اور جرم سے متعلق نہین ہے جو بموجب باب ۱۲
یا باب ۱۷ کے قابل سزا ہے تو ذیلعلم سشن جج کی راے دفعہ مذکور کو اسمقدمہ سے متعلق
کرنیمین غلط ہے۔ اس راے مین میری تائید فیصلجات عدالت ہذا مقدمہ قیصر ہند بنام رامدیال
(انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۷۷۳) اور ہائیکورٹ بمبی مقدمہ قیصر ہند بنام
تانا رحیم (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۵ صفحہ ۱۴۰) اور ہائیکورٹ کلکتہ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام سرکی چرن باوری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۳۵۷) سے ہوتی ہے
اجودہیا اپیلانٹ کے نسبت بجویز ثبوت جرم بعلت اقدام نقب زنی بخانہ

بوقت شب بہ نیت ارتکاب سرقہ کے صحیح طور پر صادر ہوئی ہے۔
بعلت اس جرم کے نامبردہ بموجب دفعہ ۵۱۱ کے مستوجب حکم سزا قید سخت میعادی سات سال کا ہے اور یہہ ایک نصف اوس بڑی میعاد قید کا ہے جو کہ درستے فقرہ اخیر دفعہ ۴۵۷ کے واسطے جرم نقب زنی بخانہ وقت شب بہ نسبت ارتکاب سرقہ کے ہے لہذا حکم سزا قید سخت میعادی پانچ سال جو اجودہیا کے نسبت صادر ہوا ہے جائز ہے اور میری رائے مین مناسب ہے۔ اپیل ڈسمس کیا جاتا ہے۔

غازیپور — اپیل فوجداری نمبر ۹۲۸ ۱۸۹۴ء — منفصلہ ۹ جنوری — صفحہ ۶ انگریزی

ملکہ معظمہ قیصر ہند — بنام — بہروسا

ایکٹ ۴۵ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعات ۷۵، و ۵۱۱ - اقدام ارتکاب جرم بعد سزایابی سابقہ - حکم سزا -

دفعہ ۷۵، مجموعہ تعزیرات ہند اون مقدمات سے متعلق نہین ہین جو دفعہ ۵۱۱ مجموعہ مذکور پر محدود ہین - جو جرائم دفعہ ۵۱۱ مین داخل ہین - اونکی سزا بالکل بلا تعلق دفعہ ۷۵، کے ہونی چاہیے
ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام اجودہیا (صفحہ ۵۸ ماسبق) منظور ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔
نہ اپیلانٹ کیطرف سے کوئی حاضر ہوا اور نہ سرکار کیطرف سے

ایج صاحب چیف جسٹس۔ بہروسا بہار نے بنا راضی بجویز ثبوت جرم بعلت اقدام ارتکاب اوس جرم کے جو بموجب دفعہ ۳۹۰ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے اور حکم سزائے تین سال قید سخت کے جو اوسکی بابت صادر ہوا تہا اپیل کی ہے۔ اوسکو نوٹس دی گئی تہی کہ وجہ اس امر کی دکہلاوے کہ کیون اوسکے نسبت بجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۵۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر نہ کیجاوے اور بموجب اوسکے کیون اوسکا حکم سزا بڑہایا نجاوے۔ اوسکی مقابلہ مین مقدمہ بہت صاف ہے۔ ایک رنڈی اور اوسکا بہائی اور اوسکا نوکر اپنے مکان کے برامدہ مین سوتے تہے جسکو عملی طور پر اوس چک یعنی پردہ کے ذریعہ سے اوس نے مکان کا ایک جزو بنالیا تہا جو باہر سے علیحدہ ہوگیا تہا۔ اس محیط برامدہ مین جہان یہہ لوگ سورہے تہے ایک صندوق جسمین چہہ سو روپیہ کے مالیت کا زیور اور کپڑے بہرے رکہا ہوا تہا۔ قیدی اوس صندوق

ہٹانیکی کوشش کرتے ہوے گرفتار کیا گیا تہا۔ اوسپر الزام اوس جرم کے ارتکاب کا قایم کیا گیا
تہا جو از روے دفعہ ۴۵۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے۔ قایمقام سشن جج نے یہہ
خیال کیا تہا کہ اوس کے نسبت تجویز ثبوت جرم اوس دفعہ کے روسے صادر نہین ہوسکتی ہے اور
تجویز ثبوت جرم اوسکی نسبت بموجب دفعہ ۵۱۱ جسکے ساتہہ دفعہ ۳۷۹ مجموعہ تعزیرات ہند سے
پڑہنی چاہئے صادر کی۔ سشن جج نے کیقدر اون ماخوذی ہاے سابقہ پر بحث کی ہے جو قیدی
کے مقابلہ مین قایم ہین۔ جرم مرتکبہ قیدی پر اوسی خیال سے نظر کرکے جو اونہون نے قایم کیا ہے
دفعہ ۷۵ مجموعہ تعزیرات ہند امکاناً متعلق نہین ہوسکتا ہے۔ دفعہ ۷۵ اون مقدمات سے
متعلق نہین ہوتا ہے جو دفعہ ۵۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند پر محدود ہین۔ جو جرایم دفعہ ۵۱۱ مجموعہ
تعزیرات ہند مین داخل ہین اونکی سزا بالکل بلالحاظ دفعہ ۷۵ مجموعہ مذکور کے ہونی چاہئے
مجہکو اپنے بہائی بنرجی صاحب کا فیصلہ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام اجودہیا (۵ صفحہ سبق)
کے پڑہنے کا موقع ملا ہے جہان اونہون نے بحث متعلق ہونے دفعہ ۷۵ کو متعلق کیا ہے اور مین
کہہ سکتا ہون کہ مین اوس راے قانونی سے پورا اتفاق کرتا ہون جو اوس فیصلہ مین ظاہر کی
گئی ہے۔ حکم سزا مصدرہ سشن جج خلاف قانون تہا۔ غایت درجہ کا حکم سزاے قید جو پوری جرم
محکومہ دفعہ ۳۷۹ کے پاداش مین صادر ہوسکتا ہے تین سال قید سخت معہ جرمانہ یا بلا جرمانہ کے
ہے۔ جبکہ جرم مرتکبہ صرف اقدام ارتکاب جرم سرقہ کا ہے تو دفعہ ۵۱۱ متعلق ہے اور انتہائی حکم سزا
وقید جو بپاداش اوس جرم کے صادر ہوسکتا ہے وہ اوسکا ایک نصف ہے جو پورے جرم کے پاداش
مین صادر ہوسکتا ہے۔ جو حکم سزاے قید پورے جرم سرقہ کی پاداش مین دیا جاسکتا ہے وہ تین سال
قید سخت سے صرف اوس حالتمین متجاوز ہوسکتا ہے جبکہ ملزم کے نسبت پہلی تجویز ثبوت جرم بابت
کسی ایسے جرم کے صادر ہوچکی ہو جسسے دفعہ ۷۵ متعلق ہو لیکن چونکہ دفعہ ۷۵ جرایم محکومہ باب
۲۳ سے متعلق نہین ہے جسمین دفعہ ۵۱۱ ہے تو حکم سزا بپاداش اقدام ارتکاب جرم کا بذریعہ
متعلق کرنے دفعہ ۷۵ کے نہین بڑہایا جاسکتا ہے۔ ہماری راے مین ملزم نے بلاشبہ ارتکاب
جرم مداخلت بیجا بخانہ بہ نیت ارتکاب سرقہ کے کیا ہے۔ ہم تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا جو ملزم
کے نسبت صادر ہوا ہے منسوخ کرتے ہین اور اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم بعلت اوس جرم کے
صادر کرتے ہین جو از روے ضمن اخیر دفعہ ۴۵۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے۔ ملزم کو ماخوذی
سابقہ بعلت جرم محکومہ دفعہ ۳۸۰ مجموعہ تعزیرات ہند تسلیم ہے کہ جس کے نسبت حکم سزا اوو د

سال قید سخت اور ۲۰ ضرب بید کا صادر ہوا تہا۔ ہم اوسکی نسبت حکم سزا بموجب دفعہ ۴۵۱ مجموعہ تعزیرات ہند پانچ سال قید سخت رہنے کا صادر کرتے ہین جسقدر قید وہ ابتک بہگت چکا ہے وہ اوس کے حکم سزا کا ایک جزو ہوگا۔ ہم یہہ اپیل ڈسمس کرتے ہین۔

بنرجی صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

آصفطہ ۔۔۔ ۔۔۔ منفصلہ ۲۲ جنوری ۱۸۹۵ء

اپیل فرمان شاہی نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۴ء

برجموہن پانڈے (مدعی) اپیلانٹ بنام گہور بہورا وغیرہم (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۲۔ اشتمال بیجا مدعا علیہم کا۔ ضابطہ۔

مدعی نے گیارہ شخصون پر مشترکاً بدین استقرار اپنی حق مالکانہ کی نسبت چند درختان کے کیا تہا۔ اوس نے اپنی عرضی نالش مین یہہ بیان کیا ہے کہ اوس نے پہلی عدالت مال مین درخواست اندراج اپنی نام کا بہ نسبت انہین درختون کے کی تہی اور اوسکی درخواست پر مدعا علیہ نمبر ا اور ۲ نے عذر کیا تہا کہ جنہوں نے خود اپنا استحقاق مالکانہ بیان کیا تہا اور مدعی کے استحقاق مالکانہ سے انکار کیا تہا۔ اوس نے یہہ بہی بیان کیا تہا کہ عدالت مال نے اوس کی درخواست نامنظور کی تہی اور منجملہ درختان متدعویہ کے صرف ۔۔۔ درختان کی بابت اوسکا نام درج کیا تہا۔ اوس نے یہانتک بیان کیا تہا کہ وہ کل درختان متنازعہ پر بذریعہ اپنی استحقاق ملکیت اور استحقاق ۔۔۔ نصب کرنیکے قابض ہے اور مدعا علیہم کو اوس سے کچہہ سروکار نہین ہے اور بتقویت حکم عدالت متذکرہ بالا کے درختان مذکور پر دست اندازی کرتے ہین۔

تجویز ہوئی کہ نالش جس حیثیت سے مرتب ہوئی ہے احکام دفعہ ۴۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل ہے اور عدالت کو بمقابلہ ایک یا دیگر مدعا علیہم کے فیصلہ صادر کرنا چاہئے تہا جو موجب اپنی اپنی ذمہ داریون کے ذمہ دار ثابت ہوتے بلا ترمیم یا بلا اجازت دینے مدعی کو ترمیم کی فیصلہ صادر کرتے لیکن نالش کلیتاً ڈسمس نکرنی چاہئے تہی۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

عبد الروف منجانب اپیلانٹ رسپانڈنٹان کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

اِیچ صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل بموجب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے تہے۔ اسمقدمہ کے مدعی نے جسمین یہہ اپیل ظہور پذیر ہوا ہے استقرار اپنے

حق ملکیت بہ نسبت متعدد درختان کے چاہا تہا - اپنی عرضی نالش کے فقرہ چہارم مین اوسنے یہہ بیان کیا تہا کہ ۱۳ مئی ۱۸۹۱ء کو اوس نے عدالت مال مین درخواست اندراج اپنی نام کے بہ نسبت اون درختون کے گذرانی تہی اور اوس نے یہہ بیان کیا ہے - اس درخواست پر مدعا علیہ نمبر۱ و ۲ نے اعتراض کیا تہا جنہون نے خود اپنا حق مالکانہ بیان کرکے مدعی کے استحقاق مالکانہ سے انکار کیا تہا بعدہ وہ یہہ بیان کرتا ہے کہ عدالت مال نے اوس عذر پر عمل کرکے اوسکی درخواست نامنظور کی اور منجملہ مالکان متدعویہ درختون کے صرف ... درختون کے نسبت درج کیا اور فقرہ پنجم مین وہ یہہ بیان کرتا ہے - مدعی کل درختان متنازعہ مذکورہ بالا پر بذریعہ اپنی ملکیت اور باستحقاق اونکو نصب کرنیکے قابض ہے - مدعا علیہم کو اوس سے کچہہ واسطہ نہین ہے اور وے محض بہ تقویت حکم متذکرہ بالا در بارہ غلط اندراج کے بہ نسبت مالکان درختون کے دست اندازی کرتے ہین -

بلاشبہ مدعی نے اپنی عرضی نالش مین بمقابلہ کل مدعا علیہم کے مشترکا دعوے دادرسی کا کیا ہے -

ہماری رائے مین اوسکا مقدمہ دفعہ ۲۸ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء مین داخل ہے اور لہذا اپیل جج ماتحت پر فرض تہا کہ فیصلہ بمقابلہ ایسے ایک یا دیگر مدعا علیہم بلاکسی ترمیم کے صادر کرتے جو بموجب اپنی اپنی ذمہ داریون کے ذمہ دار ثابت ہوتے - اگر یہہ مقدمہ فریق یا بنا کے مخاصمت کے اشتمال بیجا کا بہی ہو جسپر دفعہ ۲۸ جاری ہو سکتا ہو تاہم جج ماتحت کو کل نالش ڈسمس نکرنی چاہیے تہی بلکہ مدعی کو یہہ موقع اس امر کے تجویز کرنیکا دیتے کہ مدعا علیہم مین سے کس کے مقابلہ مین وہ نالش چلانا چاہتا ہے جج ماتحت نے نالش بربنا اشتمال بیجا کے ڈسمس کی ہے اور بر طبق اپیل عدالت ہذا نے وہ ڈگری بحال رکہی تہی ہم ڈگری عدالت ہذا اور جج ماتحت کے ڈگری کو معہ خرچہ منسوخ کرتے ہین اور مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی عدالت جج ماتحت مین واسطے تصفیہ روداد کے واپس کرتے ہین -

صفحہ ۴ انگریزی

بریلی — اپیل اول نمبر ۴۴ سنہ ۱۸۹۲ء منفصلہ ۱۱ جنوری

اچھن کنور وغیرہ دیگر (مدعاعلیہم) اپیلانٹان بنام ٹھاکرداس وغیرہم (مدعیان) رسپانڈنٹان

شاستر ہند و بیوہ ۔ بیوہ لاپسر کا اختیار درباره رہن کرنے جایداد موروثی کے ۔ شرایط ضروری درباره تحریر دستاویز جایز منجانب عورت پردہ نشین ۔ امید وراثت رہن اوس جایداد کا ظاہر ہونا جسمین نویسندگان منظہرہ مین سے ایک کو صرف حق امید وراثت اینده کا حاصل ہو ۔

ایک شخص مسمی راجہ خیراتی لال قابض جایداد کثیر دونون منقولہ و غیر منقولہ کا سنہ ۱۸۶۶ء مین فوت ہوا تہا ۔ اوس نے اپنے بعد ایک بیوہ رانی ہلاس کنور جو سنہ ۱۸۸۱ء مین فوت ہوئی تہی اور ایک دختر رانی اچھن کنور جو راجہ لال جی کو بیاہی تہی اور دو نواسے پسران اچھن کنور کنور عنایت سنگہ و کنور شمشیر بہادر چہوڑی تہی جسمین سے شخص اخیر الذکر بعد سنہ ۱۸۸۱ء کے کسیوقت فوت ہوا تہا اور اوسکا باپ راجہ لال جی بہی فوت ہوا تہا ۔

دسمبر سنہ ۱۸۸۰ء مین ایک رہننامہ بعض جایداد موروثی خاندان راجہ خیراتی لال کا لکہا گیا تہا جس کے ظاہری نویسندگان راجہ لال جی خود و رانی ہلاس کنور و اچھن کنور اور عنایت سنگہ بذریعہ لال جی اپنے مختار عام کے تہے ۔ یہہ وثیقہ واسطے اطمینان قرضہ ـــــ کے تہا جسکی نسبت بیان ہوا تہا کہ کسی قدر زر نقد پیشگی دیا گیا تہا اور بقیہ بابت چند قرضجات سابق اور اوسکی سود کے ہے ۔ بتاریخ تحریر اس وثیقہ کے عنایت سنگہ و شمشیر بہادر دونون نابالغ تہے ۔

اپریل سنہ ۱۸۸۱ء مین چونکہ اس عرصہ مین رانی ہلاس کنور فوت ہوگئی تہی اور عنایت سنگہ بالغ ہوگیا تہا لیکن شمشیر بہادر وسوقت بہی نابالغ تہا ایک دوسرا وثیقہ ہمشکل وثیقہ سابق الذکر کے منجانب لال جی و اچھن کنور و عنایت سنگہ بابت مبلغ ـــــ کے لکہا گیا تہا جسکا ذکر یہہ ہوا تہا کہ اوسمین مختلف قرضجات تاریخ متقدم کے مع اوس کے سود کے اور زر پیشگی بابت ادا کرنے مالگذاری سرکار اور زر پیشگی بابت خرچاجات شادی دختر لال جی اور ایک بہت خفیف رقم زر نقد کی شامل ہین ۔

یہہ ثابت نہین کیا گیا تہا کہ جن قرضون کا اطمینان ان دونون دستاویزون کے روسے کیا گیا تہا وہ ایسے قرضہ ہین جو واسطے کسی ضرورت جایز کے بیوہ یا دختر خیراتی لال نے عاید کیے تہے یا یہہ کہ مرتہنان کو بعد تحقیقات کما حقہ کے اس امر کے باور کرنیکی وجہ معقول

حاصل تہی کہ ایسی ضرورت موجود ہے اور نہ یہہ ثابت کیا گیا تہا کہ معاہدہ ان رہنون کے
برضامندی کل رشتہ داران شوہری کے ایسی حالت مین منعقد ہوئے تہے جن سے یہہ قیاس جایز
پیدا ہو سکتا ہے کہ جن قرضون کا اطمینان اونکی رو سے ہوا تہا وہ مناسب طور پر عاید ہوئے تہے
یہہ بہی ثابت نہین کیا گیا تہا کہ جس مختارنامہ کے ذریعہ سے لال جی کو کامل
کرنا در بارہ تحریر کرنے تمسک ۱۸۸۰ء کے منجانب ہلاس رائے و اچہن کنور اور عنایت سنگہ
کے معلوم ہوتا ہے وہ مختارنامہ کبہی مناسب طور پر نویسندگان منظرہ کو سمجہا دیا گیا تہا یا یہہ
کہ اوس کے مضمون کو اونہون نے سمجہہ لیا تہا اور نہ یہہ ثابت کیا گیا تہا کہ ان تمسکون
مین سے کوئی تمسک بجز خود لال جی کے دیگر نویسندگان منظرہ کو بموجب اوس طریقہ مقتضہ
قانون کے سمجہا دیا گیا تہا یا اونہون نے سمجہہ لیا تہا جو دستاویزات نوشتہ عورات
پردہ نشین کے صورت مین ضروری ہوتا ہے - اگرچہ بتاریخ تحریر تمسک ثانی کے عنایت سنگہ
بالغ ہو چکا تہا تاہم یہہ ثابت نہین ہوا کہ نامبردہ نے بعلم مناسب اوس کے مضامین
کے یا اوس ذمہ داری کے جو اوسکے رو سے وہ عاید کرتا ظاہر کرتا ہے یا بجز دباو کے ذریعہ
سے جو اوسکا باپ لال جی اوسپر ڈالتا تہا اوس نے اوس تمسک پر دستخط کیے تہے -

برطبق نالش منجانب مرتہنان واسطے نیلام کرانے اوس جایداد کے جو موروثی
جایداد غیر ان لال کی اوسکے حیات مین تہی بنفاذ کفالت بر دو رہن ہاے متذکرہ بالا کے یہہ
تجویز ہوئی کہ رہن ہاے مذکور نویسندگان منظرہ یا اوس جایداد موروثی پر جو بتاریخ
نالش مقبوضہ اچہن کنور کی تہی واجب التعمیل نہین ہین -

قبل تجویز کرنے اس امر کے کہ کوئی عورت پردہ نشین یا اوس کی جایداد
ذمہ دار اوس معاہدہ کی ہے جسکا منعقد ہونا اوس کے جانب سے یا بوجہ اوسکی تحریر کردینے
مختارنامہ عام منظرہ کے بیان کیا جاتا ہے معقول طور پر اس امر کا اطمینان ہونا قطعی
ضروری ہے کہ جو ذمہ داری وہ عاید کرتی ہے وہ اور نوعیت معاملہ کی اوسکو سمجہا دی گئی تہی
اور زیادہ خصوصیت کے ساتہہ یہہ مقدمہ ہے اگر بوجہ اوسکے لکہہ دینے دستاویز مذکور
کے اوسپر یا اوسکے جایداد اپنا اوپر قرضہ کے ادا کرنیکی ذمہ داری قایم کرنا مطلوب ہے جو بشرط
اوسکے نہ لکہنے دستاویز مذکورہ اوسکے ایسے مختار کے کہ جسکو باختیار کافی اوس نے
مقرر کیا تہا بمقابلہ اوسکے یا اوسکی جایداد کے نافذ نہین کیا جا سکتا ہے - جب

زر نقد قرض دہندگان اس ملک کے ایسے معاہدہ رہن کو بمقابلہ جایداد ہندو خاندان کے نافذ کرانا چاہتے ہین جو کسی ایسے مستحق مالبعد نے کیا ہے جو اگرچہ اوسوقت بالغ تہا تاہم کمسن اور کاروبار سے ناتجربہ کار رہتہا اور بحیث اسبابات کی پیش آوے تو عدالت کو یہہ بہی اطمینان کرلینا ضروری ہے کہ مستحق مالبعد مذکور نے نوعیت معاہدہ اور تاثیر اوس معاہدہ کو سمجھہ لیا تہا جو اوس سے لیا گیا تہا یا یہہ کہ مستحق مالبعد مذکور یا وہ جایداد خاندانی جسمین اوس مستحق مالبعد کو صرف امید وراثت حاصل ہے ذمہ دار اوس رقم کی ہے جس کی نسبت نفاذ رہن کا مطلوب ہے اور یہہ کہ مستحق مالبعد کے کم سنی یا ناتجربہ کاری سے استفادہ نہین کیا گیا ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت مین پورے طور پر درج ہین۔

کانلن و بنرجی منجانب اپیلانٹان کالون و جوگندر ناتہہ منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ اسمقدمہ کے مدعیان نے جسمین یہہ اپیل مدعا علیہم نے دایر کیا ہے اپنی نالش عدالت جج ماتحت بریلی مین واسطے دلاپانے مبلغ [illegible] معہ خرچہ نالش و سود دوران مقدمہ اور سود اینده بذریعہ نیلام بعض جایداد موروثی مدعا علیہم کے دایر کی تہی اور نامبردگان نے استدعا صدور ڈگری بمقابلہ ذات مدعا علیہم کے بہی کی تہی۔ نالش مذکور بربنا دو رہنامجات مورخہ ۴ دسمبر ۱۸۷۵ء و یکم اپریل ۱۸۸۰ء کے دایر ہوئی تہی۔ رہنامہ مورخہ ۲ دسمبر ۱۸۷۵ء کے نسبت بیان ہوا ہے کہ راجہ لال جی نے خود اپنے طرف سے اور رانی بلاس کنور و رانی اچہن کنور اور کنور عنایت سنگہ نے بذریعہ راجہ لال جی اپنے مختار عام کے تحریر کیا ہے۔ رہنامہ مین معاوضہ مبلغ [illegible] بیان کیا گیا ہے جسکی تفصیل رہنامہ مین حسب ذیل درج ہے۔

بابت ہنڈویات . . . . [illegible]

بابت سود بالاے ہنڈویات . . . . [illegible]

بابت سود بمتمسک مورخہ ۲۵ مئی ۱۸۷۵ء بابت ادا سہ ماہی دوم [illegible]

نقد . . . . [illegible]

میزان . . . . [illegible]

مدعا علیہم نے منجملہ دیگر امور کے یہہ عذرات کئے ہین کہ تمسک مورخہ ۴ دسمبر ۱۸۷۵ء صرف راجہ لال جی نے کنور عنایت سنگہ مدعا علیہ کی نابالغی مین اور بلا علم مدعا علیہم کے لکھا تھا اور جس جایداد کا از روے تمسک مذکور کے مکفول ہونا بیان کیا جاتا ہے وہ ایسی جایداد ہے جو راجہ خیراتی لال کی تھی اور تاریخ تحریر تمسک کو رانی ہلاس کنور اوسکی بیوہ کے قبضہ مین تھی اور مدعا علیہم کو اوسوقت کوئی حق جایداد مین بجز استحقاق امید وراثت کے حاصل نہتا اور اگر وہ تمسک رانی ہلاس کنور کا تمسک تہا تو اوسکو جایداد پر علاوہ اپنے حق حیاتی کے اور موا خذہ قایم کرنیکا استحقاق حاصل نہتا -

مدعا علیہم نے تسلیم کیا ہے کہ اونہون نے تمسک یکم اپریل ۱۸۸۱ء کا لکھا تہا لیکن منجملہ دیگر امور کے اونکا یہہ عذر ہے کہ اونہون نے وہ تمسک بد با ؤ اور حسب درخواست راجہ لال جی کے لکھا تہا اور معاملہ او نکو سمجھایا نہین گیا تھا اور یہہ کہ اونہون نے دستاویز کو سمجھا نہین تہا یا یہہ نہین سمجھا تہا کہ جو قرضہ اوس تمسک کے رو سے تسلیم کیا جاتا ہے یا علیہ ہوتا ہے وہ ایسا ہے کہ جسکی ذمہ داری جایداد متروکہ خیراتی لال پر پیدا ہوجاویگی اور جو بروقت تحریر تمسک کے باستحقاق وراثت رانی اچہین کنور کے قبضہ مین تھی جس وقت دو لڑکے کنور عنایت سنگہ اور کنور شمشیر بہادر مدعا علیہم زندہ موجود تھے - بیان تحریری مدعا علیہم کا کسیقدر نا صاف اور مبہم عبارت مین ہے لیکن ہم نے اوپر وہی لکھا ہے جو ہم نے معنی اون فقرات بیان تحریری کے ہمکو سمجھے ہین جو منظر اوس رائے کے جو ہم اس مقدمہ کے قایم کرتے ہین ہمارے فیصلہ کے واسطے ضروری ہین -

جج ماتحت نے اسپر بطور اسان مقدمہ کے اوس غور کے بعد جو ہمکو بپروا ہا معلوم ہوتا ہے ڈگری نیلام کی مدعیان کو عطا کی لیکن اونکا دعوے بابت ڈگری بمقابلہ ذات مدعا علیہم کے ڈسمس کیا - بنا بر اصنی اوس ڈگری نیلام کے مدعا علیہم نے یہہ اپیل دایر کیا ہے -

جایداد مشمولہ تمسکات مناط نالش وہ جایداد موروثی ہے جو اوس خاندان مشترکہ کی ہے جسکی افسر اپنے حیات مین راجہ خیراتی لال بریلی کے تھے - راجہ خیراتی لال کی شادی رانی ہلاس کنور سے ہوئی تھی اور اون سے ایک بچہ یعنی دختر یعنی اچہین کنور مدعا علیہا پیدا ہوئی تھی - رانی اچہین کنور کی شادی راجہ جگل لال جی سے ہوئی تھی اور اونکی اولاد تین لڑکے ہوئے تھے جنمین سے سب سے بڑا لڑکا بہت سال پہلے مرگیا تہا اور اور دو کنور عنایت سنگہ

اور کنور شمشیر بہادر مدعا علیہم ہین۔ راجہ خیراتی لال ۱۸۶۶ء مین فوت ہوئے ہتے۔ رانی ہلاس کنور ۲۲ جون ۱۸۷۱ء کو فوت ہوئی ہتی۔ چہہ یا سات سال ہوئے جب راجہ لال جی فوت ہوئے ہتے اور بعد یکم اپریل ۱۸۸۱ء اور قبل آغاز اس نالش کے کنور شمشیر بہادر فوت ہوئے ۲ دسمبر ۱۸۷۸ء کو کنور عنایت سنگہ اور کنور شمشیر بہادر نابالغ ہتے یکم اپریل ۱۸۸۱ء کو چونکہ کنور عنایت سنگہ ابین اونیس اور بیس سال کے عمر کا ہتا لہذا وہ بالغ ہتا لیکن کنور شمشیر بہادر اوسوقت بہی نابالغ ہتا۔ رانی اچہین کنور اور کنور عنایت سنگہ مدعا علیہم مقدمہ ہین۔ اس مقدمہ پر غور کرنیمین یہہ امر ذہن نشین رکہنا چاہئے کہ راجہ لال جی کو کبہی کوئی حق یا استحقاق جایداد مشمولہ تمسکات مین حاصل نہین ہتا ۱۸۷۸ء مین رانی ہلاس کنور کا استحقاق محض وہی استحقاق ہتا جو ہندو بیوہ لاولد کا ہوتا ہے۔

ایک لحہ یہہ فرض کرکے کہ تمسک مورخہ ۲ دسمبر ۱۸۷۸ء تمسک رانی ہلاس کنور کا ہے اور مدعا علیہم کا تمسک نہین ہے اور خود اپنے افعال سے اس امر سے انکار کرنے مین ممنوع نہین ہوگئے ہین کہ جایداد خاندانی قابل نیلام بلفاذ اوس تمسک کے ہے مدعیان کو بہ نظر ثابت کرنے اوسکی جواز بطور اوس رہن کے جو حقیت رانی اچہین کنور اور کنور عنایت سنگہ واقعہ جایداد مذکورہ پر جو راجہ خیراتی لال کی ہتی موثر ہو یہہ ثابت کرنا لازم ہے کہ واسطے بہم رسانی زر نقد معاوضہ تمسک مذکور کے بذریعہ مواخذہ قایم کرنے اوپر جایداد خیراتی لال کے ہتی ضرور جایز ہتی یا یہہ کہ تمسک کے مرتہنان نے اپنا زر نقد پیشگی دیتے وقت بوجوہ معقول ان بیانات پر اعتبار کیا ہتا کہ ایسی ضرورت کے لیے روپیہ مطلوب ہے (لالہ امرناتہہ ساہ بنام رانی اچہین کنور لارپورٹ اپیل ہند جلد ۱۹ صفحہ ۱۹۶ لغایت صفحہ ۲۰۱)۔

اگر تمسک مورخہ ۲ دسمبر ۱۸۷۸ء محض راجہ لال جی کا تمسک ہے اور مدعا علیہم یا رانی ہلاس کنور کا تمسک نہین ہے تو وہ بطور رہن جایز کے کسی جایداد مشمولہ تمسک مذکور پر موثر نہین ہوسکتا ہے کیونکہ راجہ لال جی کو بحیثیت داماد رانی ہلاس کنور و شوہر رانی اچہین کنور و پدر کنور عنایت سنگہ کے شاستراً اوس جایداد پر جو راجہ خیراتی لال کی ہتی کسی قرضہ ادا کرنیکا مواخذہ قایم کرنیکا اختیار حاصل نہتا عام اس سے کہ وہ قرضہ راجہ لال جی نے خود اپنی ذاتی اغراض کے لئے عاید کیا ہتا یا وہ قرضہ خواہمخواہ واسطے اغراض خاندان اولاد خیراتی لال کے عاید ہوا ہتا۔ ذمہ داری قانونی ہندو پسر کی دربارہ ادا کرنے قرضہ پدری کے جو بد تہذیبی

سے ملوث نہو صرف اوس جایداد خاندانی تک وسعت پذیر ہوتی ہے جسمین اوسکو اور اوس کے باپ کو بطور شرکا ہندو خاندان کے حقیت مشترکا حاصل ہوتی ہے اور ایسی جایداد مکسوبہ ذات خاص پدر تک وسعت پذیر ہوتی ہے جو لڑکے کی قبضہ مین آئی ہو۔ یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ راجہ لال جی کی کوئی خاص ذاتی جایداد تھی یا نہین۔ اگر اوسکی کوئی جایداد تھی تو تیہہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ کوئی جایداد راجہ لال جی کی مدعا علیہم یا اوسمین سے کسی کے قبضہ مین آئی تھی اور ایسی کوئی جایداد ملشاء نالش نہین ہے جو راجہ لال جی کی رہی ہو۔

رانی ہلاس کنور کے حیات مین رانی اچھن کنور کو کوئی استحقاق جایداد خاندانی مین بجز امید آیندہ کے حاصل نہین تھا۔ بعد وفات رانی ہلاس کنور موقوعہ ۱۸۷۸ء کے اور ۱۸۸۱ء مین رانی اچھن کنور کا حق و استحقاق محض حق و استحقاق دختر لاولد پسر ہندو متوفی کا تھا۔ بموجب شاستر متاکشرا کے جو اسمقدمہ سے متعلق ہے ملکیت دختر کی اوس جایداد مین جو باپ سے ورثتاً ملی ہو ٹہیک ہکل ملکیت ہندو بیوہ کے دو لحاظ مین ہے یعنی دربارہ اختیار محدود منتقل کرنیکے اور اوسکی وراثت بعد اوس کے وفات کے اوس کے باپ کے وارثان کی۔ اور نہ خود اوس کے وارثان کی۔ (مین صاحب کا ہندو لا اینڈ یوسیج فقرہ ۵۲۶ طبع سیوم) ۱۸۷۸ء مین اور اوسوقت سے ابتک کنور عنایت سنگہ کا تہا حق و استحقاق مستحق مابعد کا حق و استحقاق ہے۔ جہانتک کنور عنایت سنگہ کے استحقاق واقعہ جایداد خاندانی کو تعلق ہے کیونکہ وہ ۱۸۷۸ء اور ۱۸۸۱ء مین قابض نہتہا بلکہ منجملہ دو کے صرف ایک مستحق بالبعد تہا جو بروقت وفات رانی اچھن کنور کے اگر وہ اوس کے بعد زندہ رہین مستحق قبضہ کے ہونگے اون سالون مین سے کسی سال مین اوسکو کوئی اختیار شاستراً رہن یا مواخذہ جایداد خاندان پر قایم کرنیکا حاصل نہین تہا۔ کنور عنایت سنگہ کے استحقاق واقعہ جایداد خاندانی متنازعہ پر بذریعہ رہنامہ مورخہ ۲ اپریل ۱۸۸۱ء کے صرف اس ثبوت پر اثر ہو سکتا ہے کہ قرضہ فی الواقعہ ایسا تہا یا زر نقد قرض دہندگان نے معقول تحقیقات سے یا جو بیانات اون سے کیے گئے تہے اون سے اونہون نے اوسکو ایسا باور کیا تہا جسکی بابت اوسکی ماں رانی اچھن کنور بحیثیت ہندو دختر قابض کے جایداد خاندانی پر اپنی اوس استحقاق سے زیادہ رہن یا مواخذہ قایم کر سکتی ہے جو اوسکو اوسوقت اوسمین حاصل تہا یا اس امر کے ثبوت پر اسکتا ہے کہ اوس نے بحیثیت ایکے از مستحقین مابعد اپنی ماں کے ساتھہ تحریر دستاویز رہن مین شریک ہونیکے

زر نقد قرض دہندگان کو یہہ باور کرنیکی ترغیب کی کہ قرضہ کی ایسی ضرورت موجود ہے جس سے ہندو دختر رہن جایز جایداد خاندانی پر اپنے استحقاق میں حیاتی سے زیادہ استحقاق قایم کر سکتی ہے۔ بمقدمہ کلکٹر مسولی پاٹم بنام کویلی ونکٹا نراین پاہ (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۸ صفحہ ۵۲۹) مین حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بہ نسبت اوس انتقال کے جو ہندو بیوہ نے اپنے شوہر متوفی کی جایداد کا کیا تہا یہہ فرمایا ہے (بصفحہ ۵۵۱) برعکس اسکے یہہ امر بطور طے یافتہ کے متصور ہو سکتا ہے کہ انتقال منجانب اوس کے جو دوسری صورت مین جایز نہوتا جایز ہو سکتا ہے بشرطیکہ برضامندی اوسکی شوہری رشتہ داران کے ہوا ہو ......
انتقال برضامندی اس قیاس قانونی پر مشتمل ہو سکتا ہے کہ جب وہ رضامندی دیجاتی ہے تو جس غرض سے وہ انتقال کیا جاتا ہے وہ ضرور معقول ہو گی۔ مقدمہ راج لکہی دیبا بنام گوکل چندر چودہری (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۳ صفحہ ۲۰۳ بصفحہ ۲۲۸) حکام عالیمقام نے بہ نسبت انتقال منجانب ہندو بیوہ کے یہہ فرمایا ہے۔ حکام عالیمقام کا منشا اون اسناد پر اعتراض کرنیکا نہین ہے جنکے رو سے یہہ قرار پایا ہے کہ اس قسم کا معاملہ بوجہ رضامندی رشتہ داران شوہری کے جایز ہو سکتا ہے لیکن ایسی صورت مین عموماً رشتہ داران کل وہی متصور ہوتے ہین جنکو اوس معاملہ مین نزاع کرنیکی غرض ہوتی ہے۔ کل صورتون مین ایسا اتفاق الرائے اہالیان خاندان کا ایسا ہونا چاہیے جو یہہ قیاس پیدا کرنیکے لئے کافی ہو کہ معاملہ صاف اور شاستر امناسب ہے۔ حکام عالیمقام ایسا نہین خیال کرتے ہین جیسا کہ معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر فیلڈ صاحب نے اوسکو قیاس قانونی منشا قیاس قانونی اور اتفاق کے قایم کیا ہے۔ بلاشبہ یہہ ایک جزو قابل غور اور لایق وقعت عظیم دربارہ غور اوپر کل شہادت معاملہ کے ہے۔ اسمقدمہ مین کنور عنایت سنگہ کا بہائی کنور شمشیر بہادر ۴ اپریل ۱۸۸۱ء کو زندہ تہا اور جایداد مین اوسکو اوسی قدر حق حاصل تہا کہ جسقدر کنور عنایت سنگہ کو حاصل تہا۔ کنور شمشیر بہادر کسی طرح پر مشتک ۴ اپریل ۱۸۸۱ء مین فریق نہین تہا۔ یہہ ایما نہین ہوتا ہے کہ کنور شمشیر بہادر رہن کرنے مین راضی ہوا تہا اور فی الحقیقت وہ راضی نہین ہو سکتا تہا کیونکہ اوسوقت وہ نابالغ تہا۔

اگر رہنامہ مورخہ یکم اپریل ۱۸۸۱ء بمقابلہ رانی ناچہن کنور کے جایز نہین ہے تو کنور عنایت سنگہ کے اوس رہن مین شریک ہونیکی واقعہ سے وہ رہنامہ بمقابلہ اوس کے

استحقاق امید وراثت آئندہ کے جایز نہین ہو سکتا ہے کیونکہ بموجب شاستر متاکشرا کے جبکہ
وہ ممالک ہذا مین سمجھا گیا ہے اور اوسپر عمل ہوتا آیا ہے وہ تنہا خود اپنی ہی حصہ کو بلا رضامندی
کل دیگر شرکا کے بجز واسطے اغراض ضروری خاندان کے رہن یا بیع نہین کر سکتا تھا گو کہ
اوسکو پورا استحقاق مشترکہ قبضہ جایداد مین حاصل بھی رہا ہو اور جو شاستر ممالک ہذا مین رایج
ہے اوسکی رو سے کوئی اختیار مستحق مالعبد کا دربارہ بیع یا رہن کرنے اپنی حیثیت واقع
امید وراثت کے درحالیکہ وہ ولی عہد بھی کیون نہو تسلیم نہین ہوا ہے۔ دفعہ ۲ ضمن (الف)
ایکٹ انتقال جایداد سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) اگرچہ بجز امور ضابطہ کے اون انتقالات
سے متعلق نہین ہوتا ہے جو قبل صدور ایکٹ مذکور کے وقوع پذیر ہوئی ہین اوسمین ایک
اصول ایسا مشتمل ہے جو بطور قانون کے مدت سے بدرجہ اقل ہند کے اس جزو مین
ہندون سے متعلق ہوتا آیا ہے۔

رانی اچھن کنور عورت پردہ نشین ہے جو سختی دستور پردہ کا حفظ کرتی ہے
قبل تجویز کرنے اس امر کے کہ کوئی عورت پردہ نشین یا اوسکی جایداد ذمہ دار اوس معاہدہ
کے ہے جسکا منعقد ہونا اوسکی جانب سے یا بوجہ اوسکی تحریر کردینے مختارنامہ عام مظہرہ کے
بیان کیا جاتا ہے معقول طور پر اس امر کا اطمینان ہونا قطعی ضروری ہے کہ جو ذمہ داری وہ معاہدہ
کرتی ہے وہ اور نوعیت معاملہ کی اوسکو سمجھا دی گئی تھی اور زیادہ خصوصیت کے ساتھ
یہہ مقدمہ ہے اگر بوجہ اوس کے لکھدینے دستاویز مذکور کے اوسپر یا اوسکی جایداد پر اوس قرضہ
کے ادا کرنیکی ذمہ داری قایم کرنا مطلوب ہے جو بشرط اوسکے نہ لکھنے دستاویز مذکور یا اوسکے
اپنے مختار کے جسکو اوسنے باختیار کافی مقرر کیا تھا بمقابلہ اوسکے یا اوسکی جایداد کے
نافذ نہین کیا جا سکتا ہے۔ جب زر نقد قرض دہندگان اس ملک کے ایسے معاہدہ رہن
کو بمقابلہ جایداد ہنود خاندان کے نافذ کرنا چاہتے ہین جو کسی ایسے مستحق مالعبد نے کیا ہے
جو اگرچہ اوسوقت بالغ تھا لیکن کمسن اور کاروبار سے ناتجربہ کار رہتا اور بحث اس
بات کی پیش آوے تو عدالت کو یہہ اطمینان کر لینا بھی ضروری ہے کہ مستحق مالعبد مذکور نے نوعیت
معاملہ اور تاثیر اوس معاہدہ کو سمجھہ لیا تھا کہ جو وہ کرتا ہے یا یہہ کہ مستحق مالعبد مذکور یا وہ جایداد
خاندانی جسمین اوس مستحق مالعبد کو صرف امید وراثت حاصل ہے ذمہ دار اوس قرضہ کا ہے جس کے
نسبت نفاذ رہن کا مطلوب ہے اور یہہ کہ مستحق مالعبد کے کمسنی یا ناتجربہ کاری سے استفادہ نہین کیا گیا ہے

اب ہم اون معاملات پر غور کرینگے جو ہر دو دستاویزات مین سے ہر دستاویز سے متعلق اسمقدمہ مین ہین۔ یہہ مسلمہ ہے کہ تمسک مورخہ ۲ دسمبر ۱۸۸۴ء نوشتہ راجہ لال جی کا ہے۔ منجانب مدعیان کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ راجہ لال جی نے اوس تمسک کو بحیثیت مختار عام رانی ہلاس کنور و رانی اچپن کنور و کنور عنایت سنگہ کے تحریر کیا تہا۔ تمسک مذکور کو رانی ہلاس کنور و رانی اچپن کنور و کنور عنایت سنگہ نے اصالتاً تحریر نہین کیا تہا مختارنامہ مستدلہ مدعیان مختارنامہ مورخہ ۲ مارچ ۱۸۸۳ء (دستاویز نمبری ۴۲) ہے۔ اوس مختارنامہ پر حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بمقدمہ لالہ امرناتہہ ساہ بنام رانی اچپن کنور (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۱۹ صفحہ ۱۹۶) مین نکتہ چینی کی تہی۔ عبارت ظہر سے سب رجسٹرار سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوس مختارنامہ کی رجسٹری کرنیسے پہلے اونہون نے اون دونون عورتون اور کنور عنایت سنگہ کو پڑہکر سنا دیا تہا اور اونہون نے اوسکو تصدیق کیا تہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سب رجسٹرار نے اس امر کے دریافت کرنیکی تکلیف گوارا نہین کی تہی کہ اوس وقت کنور عنایت سنگہ نابالغ تہا یا پوری عمر کا تہا۔ کنور عنایت سنگہ کی عمر اوس وقت ۱۶ یا ۱۷ سال کے درمیان مین تہی۔ اسمین شبہہ ہو سکتا ہے کہ آیا کوئی عورت پردہ نشین جو عورت معاملہ دار اور کاروبار سے علم نرکہتی ہو نوعیت اور حیطہ اوس اختیار کا سمجہی ہوگی جو وہ ایسے مختارنامہ کے ذریعہ سے عطا کر رہی ہے جیسا کہ مختارنامہ اسمقدمہ مین ہے۔ اوس کے روسے نہ صرف راجہ لال جی کے کل سابق کے عملون کا جایز ہونا ظاہر کیا گیا ہے بلکہ اوس کے روسے ظاہر ہوتا ہے کہ راجہ لال جی قرض لینے دستاویزات کے لکہنے اور جایداد منقولہ و غیر منقولہ کے مکفول و رہن و بیع کرنے اور کسی موضع کا کلاً یا جزواً حسب صوابدید اپنی پٹہ پر دینے اور یا ایسے افعال کے کرنیکا اختیار بلا مشورہ عورات یا کنور عنایت سنگہ کے دیا گیا ہے۔ یہہ ایسی دستاویز تہی بشرطیکہ ان عورتون نے اوسکی تاثیر کو کلیتاً سمجہہ لیا ہوتا کہ جسکے روسے راجہ لال جی اون عورتون کو ہر جزو جایداد مقبوضہ اونکے سے محروم کر سکتا تہا۔ ہمارے روبرو کوئی شخص اس امر کے ثابت کرنیکو نہین ہے کہ نوعیت اور تاثیر اوس مختارنامہ کی اون عورتون مین سے کسی کو سمجہا دی گئی تہی۔ اسمقدمہ مین رانی اچپن کنور کا اظہار ہوا تہا اور ہم اوسکی شہادت کو باور کرتے ہین جس کے ہر ایک لفظ ضرورت کی معلوم ہوتی ہے۔ اوس نے یہہ بیان کیا ہے۔ مواضعات عمارات اور دیگر جایداد ارضی واقعہ

بریلی وشاہجہانپور ولکہنو میرے ہین - وہ جیسے رانی بلاس کنور اپنی مان سے پائی ہین جسکے
اونکو اپنے شوہر راجہ خیراتی لال سے وراثتاً پایا تہا - اونکی (راجہ خیراتی لال کے) وفات
پر اونہون نے بہت سے جایداد منقولہ وغیر منقولہ دونون اور نیز قرضجات چہوڑے ہتے
- راجہ لال جی میرا شوہر تہا - اونکی نام مختار نامہ کا لکہنا بغرض انتظام دیہات کے مجہے یاد ہی
مجہے نہین معلوم تہا کہ میری جایداد پر بار مواخذہ کا تہا - وجود قرضہ کا علم مجہے اوس وقت
ہوا تہا جب پہاڑ والون نے نالش دایر کی ہتی - اور اوسکی بعد - راجہ لال جی نے انتظام
دیہات کے امور مین مجہسے کبہی مشورہ نہین کیا - وہ میرے بڑے اعلےٰ مالک تہے اور اونکی
ادب سے مین دست اندازی نہین کر سکتی ہتی - راجہ خیراتی لال اپنی وفات کیوقت مقروض
نہین تہے اونکی پاس بہت روپیہ تہا وہ کیون قرض لیتے - پہاڑ والون کی جس نالش
کا اوس نے ذکر کیا تہا وہ نالش جولالہ امرناتہہ ساہ وغیرہ نے بربنا تمسک موسومہ
موتی رام ساہ مورخہ ۲۳ مارچ ۱۸۷۳ء (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۹ صفحہ ۱۹۲) دایر کی ہتی کنور عنایت سنگہ
کا اظہار (دستاویز نمبرہ ۲۴۲) اسمقدمہ مین ہوا تہا - ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اونکی شہادت
اور نیز شہادت رانی اچہن کنور کے بسہولیت ادا کی گئی ہتی اور خیال صداقت کا اوس سے
پیدا ہوتا ہے - بہ نسبت راجہ لال جی کے اونہون نے یہہ بیان کیا تہا - ان دو تمسکات
مین سے کسی کے بابت مینے ایک کوڑی بہی نہین پائی ہتی (تمسک مورخہ ۴ دسمبر ۱۸۷۸ء
و یکم اپریل ۱۸۸۱ء) ممکن ہے کہ اونکا زر راجہ لال جی نے لیا ہو - اور اوسکے بعد - راجہ لال جی
اور میرے درمیان مین کوئی عداوت نہین ہتی - وہ میرا اور میرے مان کا خیر خواہ متصور
ہو سکتا ہے - بیٹا اپنے باپ کو اپنا خیر خواہ سمجہتا ہے اگرچہ باپ دل سے ایسا نہی ہو - اسی طرح
نالش کی واقعات سے اور ملاحظہ تمسکات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بیجا طور پر عمل کرتا رہا - اس کے
سوا اور کچہہ ظاہر نہین ہوتا ہے - تمسک مناط نالش ہا اور دیگر تمسکات مناط نالش سابق سے
ظاہر ہوتا ہے کہ اوسکی کارروایات بدنیتی کے ساتہہ ہوتی رہی ہین - اور اسکے بعد بہی راجہ
لال جی کے وفات کے بعد سے انتظام جایداد کا راجہ لال جی اسطرح کرتا تہا کہ گویا اوسی کو
تنہا اختیار حاصل تہا - وہ رانی اچہن کنور یا مجہسے بہ نسبت انتظام جایداد کے مشورہ نہین
کرلیتے تہے - اونکی وفات پر یعنی راجہ خیراتی لال کے وفات پر ریاست پر کچہہ قرض نہین
تہا بلکہ برعکس اسکے چند شخصون سے ہمکو قرضہ پانا تہا - بہ نسبت مختار نامہ کے کنور عنایت سنگہ

نے یہہ بیان کیا تہا۔ راجہ لال جی میرے طرف سے مختار عام تہے۔ مین شرائط متعلقہ مختار عام یا مختار خاص کے اچہی طرح سے نہین سمجہتا ہون لیکن وہ کل کام کیا کرتے تہے اور اگر مختار عام کے یہی معنی ہین تو عدالت اونکو ایسا ہی تصور کرے اور مین تحریر مختار نامہ کو جو بنام راجہ لال جی کے ۱۸۷۲ء مین لکہا گیا تہا تسلیم کرتا ہون لیکن اوسوقت مجہکو بلوغ کافی واسطے سمجہنے نوعیت اوس تحریر کے جو مین کر رہا تہا نہین حاصل تہا۔

جس شہادت کا ہمنے ذکر کیا ہے اور جسکو ہم باور کرتے ہین اوسکا نتیجہ یہہ ہے کہ راجہ خیراتی لال نے جو ۱۸۶۶ء مین فوت ہوا تہا اپنی وفات پر بہت سی جایداد ارضی و دیگر جایداد بلا مواخذہ چہوڑی تہی اور کچہہ قرضہ نہین چہوڑا تہا اور جب رانی اچہن کنور نے مختار نامہ ۵ مارچ ۱۸۷۲ء کا لکہا تہا یہہ سمجہا تہا کہ وہ ایسی دستاویز لکہہ رہی ہی جس کے رو سے اپنے شوہر راجہ لال جی کو بطور مختار اور کارندہ خاندان انتظام دیہات مین عمل کرنیکا مثلاً پٹہ دینے لگان مقرر و وصول کرنے اور رسید دینے اور مالگذاری سرکار ادا کرنے اور ایسے ہی دیگر دیگر امور کے عمل مین لانیکا اختیار دے رہی ہے۔ شہادت متذکرہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے کہ جسوقت مختار نامہ مورخہ ۵ مارچ ۱۸۷۲ء دیا گیا تہا رانی اچہن کنور یا کنور عنایت سنگہ کو ذرہ بہی وجہ اس امر کے شبہ کرنیکی نہین ہی کہ روپیہ قرض لینے یا کوئی جزو جایداد خاندان کے رہن یا بیع کرنیکی ضرورت ہے یا ہوگی اور یہہ قیاس بلا خطر کیا جا سکتا ہے کہ اونکے ذہنون مین کسی ایسے شرط کے امکان یا اوسکی درج کرنیکی اتفاقاً پیش آنیکی ضرورت موجود نہ تہی اور اونکو یہہ نہین معلوم تہا کہ مختار نامہ مین ایسے ضروریات کے اتفاقاً پیش آنیکا مضمون درج کرنا ضروری ہے جہانتک وہ جانتے تہے اونکے پیش آنیکا موقع اوسوقت نہین تہا۔ اس سے زیادہ کوئی وجہ اس امر کے قیاس کرنیکی نہین ہے کہ ان دونون عورات پردہ نشین اور کنور عنایت سنگہ نے یہہ سمجہہ لیا تہا کہ مختار نامہ سے راجہ لال جی کو بزمان استقبال اونکی جایداد خاندانی کے رہن یا بیع کرنیکا اختیار دیا جانا مقصود ہے بہ نسبت اس امر کے قیاس کرنیکے کہ اونہون نے یہہ سمجہہ لیا تہا کہ مختار نامہ سے یہہ مقصود ہے کہ جو رہن اور بیع راجہ لال جی نے اونکی جایداد خاندانی کے بابت اوسوقت گذشتہ زمانہ میں کئے تہے وہ منظور اور جایز ہو جاوین۔ بجانب دیگر چونکہ رانی بلاس کنور اور رانی اچہن کنور دونون عورات پردہ نشین تہین اور چونکہ ہر دو ذکور اہالیان خاندان

خیراتی لال کے یعنی کنور عنایت سنگھ اور کنور شمشیر بہادر اوسوقت نابالغ تھے اور چونکہ
جایداد خیراتی لال مین زیادہ جایداد دیہاتی تھی یہہ قرین اسایش تھا گو قطعاً ضروری نہو
کہ کسی شخص کو اختیار کام کرنیکا بطور کارندہ یا مختار عام خاندان کے انتظام جایداد دیہاتی
مین دیا جاوے اور معمولی طور پر جو شخص واسطے انتظام جایداد دیہاتی کے منتخب ہو سکتا
تھا وہ اندرین حالات راجہ لال جی ہو سکتا ہے کہ جو بمقابلہ اشخاص ذی حق ریاست راجہ
خیراتی لال کے بحیثیت داماد و شوہر و باپ کے تھا - یہہ ثابت نہین ہوا ہے اور نہ
شہادت مین اسکا کچھہ ایما ہوا ہے کہ حیطہ اور تاثیر اوس مختارنامہ کے منجملہ تین اشخاص
نویسندگان کے کسی کو سمجہا دی گئی تھی - نہ رانی ہلاس کنور اور نہ رانی اچھن کنور اور نہ
کنور عنایت سنگھ کے نسبت جو اوسوقت سولہ یا سترہ برس کی عمر کا تھا یہہ ثابت ہوا ہے
کہ اونکو کاروبار کا کچھہ علم تھا - راجہ لال جی ہی وہ شخص ہے کہ جو بعد وفات راجہ خیراتی لال کے
راجہ خیراتی لال کے جایداد کا انتظام کرتا تھا اور نہ وے لوگ - وے لوگ . راجہ لال جی کے ہاتھون
مین تھے کہ جس کا غرض خود اپنے اغراض کے لئے اور نہ اونکی فایدہ کے لیے اون سے مختارنامہ
اوس شکل سے لکھا یا کہ جس شکل سے وہ ظاہر ہوتا ہے - بجز اس امر واقعہ کے کہ رانی اچھن کنور
اور کنور عنایت سنگھ نے تمسک یکم اپریل ۱۸۸۱ء کا لکھا جسمین بہت عام اور مبہم عبارت
مین ذکر تمسک ۴ دسمبر ۱۸۸۷ء کا کیا گیا ہے بطور ثبوت اس امر کے مان لیا جاوے کہ
یکم اپریل ۱۸۸۱ء کو اونہین معلوم تھا کہ راجہ لال جی نے تمسک ۴ دسمبر ۱۸۸۷ء کا لکھا
ہے بجز اسکے کہ شہادت نند کشور کی جسپر ہم کچھہ اعتبار نہین کرتے ہین باور کیجاوے
کسی امر سے یہہ ایما نہین ہوتا ہے کہ رانی اچھن کنور یا کنور عنایت سنگھ قبل اغاز اس نالش
کے یا نالش بربنا تمسک موتی رام شاہ کے واقف تھے کہ راجہ لال جی بحیثیت اون کے
مختار عام کسی اختیار کی بناپر اونکی جایداد خاندانی کے رہن کرنیمین عمل کر رہے ہین تمسک
۲۵ مئی ۱۸۸۷ء کا ہمارے روبرو شہادت مین نہین ہے اور ہم بہ نسبت اوس معاملہ
کے اور بہ نسبت اوس شخص یا اشخاص کے تاریکی مین ہین جنہون نے اوسکو لکھا تھا ہمکو
یہہ اطلاع نہین دی گئی ہے کہ آیا انتظام سنگھ نے رہننامہ پایا تھا یا نہین یا اگر اوس نے
پایا تھا تو اوسکو کس نے لکھا تھا - اگر اونکی فایدہ کو کا ہوتا تو اونکو شہادت بہ نسبت اون معاملات
کے بغرض ثبوت اس امر کے پیش کرنی چاہئے تھی کہ رانی ہلاس کنور و رانی اچھن کنور یا

کنور عنایت سنگہ یہہ جانتے تھے کہ راجہ لال جی اونکی اعتبار کو گروی یا اونکی جایداد کو رہن کرتے تھے بشرطیکہ ایسی شہادت سے کوئی بات اس قسم کی ثابت ہو سکتی تو سب سے بڑا رکو کوئی وجہ اس امر مین شبہ کرنیکی نہ بہی رہی ہو کہ راجہ لال جی ضرور جانتے تھے کہ اونکا بیٹا جسکا دستخط اونہون نے مختار نامہ پر کرایا تہا نابالغ ہے اور نہ اوسکی زوجہ کو اور نہ اونکی بیٹے کو اوسوقت بجز امید وراثت اینده کے جایداد خاندان مین [illegible] اصل نہین کہ جسمین خود اوسکو کوئی استحقاق کسی قسم کا حاصل نہین تہا اور تاہم باستعمال اوس دباؤ کے جو اوسکو بحیثیت داماد و شوہر و باپ کے حاصل تہا اور ظاہرا بلا سمجہانے تاثیر مختار نامہ کے اوس نے اوسپر دستخط ان دونون عورات پردہ نشین اور اپنی پسر نابالغ کے کرائے۔ اندرینحالات ہمکو یہہ تجویز کرنا غیر ممکن ہے کہ رانی اچہن کنور یا کنور عنایت سنگہ اپنی تحریر مختار نامہ ۵ مارچ ۱۸۷۸ء کے پابند ہوگئے تھے۔

چونکہ رانی ہلاس کنور ۲۲ جون ۱۸۷۸ء کو فوت ہوگئی تہی تو اس امر پر غور کرنا ضروری ہے کہ وہ اپنی اوس مختار نامہ کی تحریر کے پابند تھے بجز اس کے اور تاوقتیکہ یہہ ثابت ہو کہ رہنامہ مورخہ ۲ دسمبر ۱۸۷۸ء کے لکہنے کی ضرورت تہی یا یہہ کہ زر نقد قرض دہندگان نے بذریعہ تحقیقات واجب کے معقول طور پر اطمینان کر لیا تہا کہ ایسی ضرورت موجود تہی

ہندوستان مین یہہ قانون بخوبی طی یافتہ ہے کہ جایداد خاندانی کے رہنامہ مین جو کسی عورت نے جسکو ملکیت محدود حاصل ہوتی ہے لکہا ہو یہہ تذکرہ کہ زر رہن واسطے اغراض ضروری مثلاً واسطے ادا سے مالگذاری سرکار کے پیشگی دیا گیا ہے بمقابلہ مستحقین مابعد شہادت اس امر کے نہین ہے کہ فی الواقع کوئی ضرورت قرضہ کی تہی۔ ایسی تذکرہ سے ہمارے ذہنون مین یہہ ایسا بہی نہین ہوتا ہے کہ ۲ دسمبر ۱۸۷۸ء کے مرتہنان نے کوئی تحقیقات معقول درباره وجود پذیر ہونے کسی ضرورت قرضہ کے کی تہی۔ اوس رہنامہ مین یہہ ذکر ہے کہ مبلغ [illegible] واسطے اغراض ادا کرنے مالگذاری سرکار و اخراجات تخم و تقاوی وغیرہ کے قرض لئے گئے ہین مگر تفصیل جو رہنامہ کے اخیر مین لکہی ہے اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مبلغ [illegible] نقد دئے گئے تھے اور بقایا بابت زر ہنڈویات اور بابت سود کے تہا۔ جو حسابات شہادت مین پیش ہوئی ہین اونمین سے کسی سے یہہ ایسا نہین ہوتا ہے کہ اوس [illegible] کا کوئی جزو بغرض ضرورت فی الحال کے پیشگی دیا گیا تہا۔ جس

ایک شہادت زبانی سے بشرطیکہ وہ صحیح ہو یہہ ایما ہوتا ہے کہ کوئی جزو اوس ــــــ کا
بالغرض ضرورت خاندان کے قرض لیا گیا تہا وہ نند کشور کی شہادت (دستاویز نمبر ۱۵)
ہے۔ وہ وکیل ہین بریلی مین کام کرتے ہین اور گوبند پرشاد کے باپ ہین جو منجملہ اون
اشخاص کے ایک شخص ہین جنکے نام تمسک ۲ دسمبر ۱۸۷۸ء و یکم اپریل ۱۸۸۱ء کے لکہے گئے
تہے۔ ظاہری طور پر نند کشور اون تمسکون مین سے کسی مین کوئی فریق یا اونمین سے حقدار
نہین تہا۔ گوبند پرساد بتاریخ تحریر تمسک ۱۸۷۸ء کے اٹہارہ یا اونیس سال کا تہا
اور یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ کیونکر اوس کم سنی مین اوس نے بذریعہ رہن کے قرض
دینے کے لیے روپیہ حاصل کر لیا تہا لیکن بموجب تفصیل مندرجہ تحت تمسک کے ــــــ کا
ایک نصف گوبند پرشاد نے پیشگی دیا تہا۔ گوبند پرشاد (دستاویز نمبر ۵) نے یہہ بیان
کیا ہے۔ مین ہر دو تمسکات کے حالات سے جنکی بنا پر مبنی یہہ نالش دایر کی ہے بخوبی واقف
نہین ہون۔ حالات مذکور میرے مہتمم منشی نند کشور وکیل سے جو میرے باپ ہین دریافت
ہو سکتے ہین۔ یہہ قرضہ اونہین کے معرفت دیا گیا تہا۔ اور سوالات جرح مین منشی نند کشور
خرچہ اس مقدمہ کا میرے طرف سے اوٹہاتے ہین۔ ظاہرا گوبند پرشاد بابت تمسکات کے یا بابت
اپنی نالش کے کم واقف تہا یا کچہہ بہی واقف نہین تہا۔ نند کشور نے اپنی شہادت مین ایک
بیان بہ نسبت تمسک مورخہ یکم اپریل ۱۸۸۱ء کے جسمین ظاہرا وہ فریق نہ تہا کیا ہے کہ جس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ وہی قرضہ دہندہ تہا اور نہ گوبند پرشاد۔ اوس نے یہہ بیان کیا ہے۔
اوسکے بعد بنئے روپیہ دینے سے انکار کیا۔ تب اونہون نے تمسک ــــــ کا میرے نام
لکہدیا۔ نند کشور کی شہادت پر غور باحتیاط کرنے سے ہمکو اطمینان ہوتا ہے کہ وہ ایسی
شہادت ہے جسکو کوئی بے احتیاط اہل قانون جو رانی اچہن کنور و کنور عنایت سنگہ
اور اونکی جایداد خاندان پر ذمہ داری قایم کرنیکی مشکل سے واقف ہو گیا ہو دیویگا۔ ہماری
راے مین اوسکی شہادت پر بہت اشتباہ کے ساتہہ لحاظ ہونا چاہیے۔ بہ نسبت تمسک
۲ دسمبر ۱۸۷۸ء کے اوس نے یہہ بیان کیا ہے۔ مبلغ ــــــ بوجہ خشک سالی کے
مالگذاری ادا کرنیکے لئے قرض لیا تہا۔ پانچ شخصون نے تمسک ــــــ کا بتوسط راجہ
لال جی مختارنامہ کے لکہا تہا کچہہ روپیہ نقد دیا گیا تہا اور کچہہ روپیہ دروجہ سود بابت تمسک
سابق کے مجرا دیا گیا تہا۔ رانی ہلاس کنور اوسوقت زندہ نہین تہین۔ اونکی طرف سے تمسک بذریعہ

راجہ لال جی کے لکھا گیا تھا۔ آگے بڑہکر اوس نے یہہ بیان کیا ہے۔ مین موجود نہین تہا جب
تمسک ۱۸۷۶ء کا لکھا گیا تہا۔ سوالات جرح مین نندکشور نے یہہ بیان کیا تہا۔ تمسک
کے تمسک پر جو بنا دعوے ہے کنور عنایت سنگہہ نے دستخط نہین کیے تہے۔ مجھے زبانی یاد
نہین ہے کہ کسقدر نقد روپیہ اس تمسک کے بابت دیا گیا تہا۔ اوسکی تفصیل تمسک مین
درج ہے۔ تمسک ... کے تمسک کا روپیہ میرے روبرو نہین دیا گیا تہا۔ موہن لال نے دیا
تہا لیکن میرے روبرو نہین دیا تہا۔ مین جانتا ہون کہ تمسک ... کے تمسک کے معاملہ کی
گفتگو مجھسے اور موہن لال سے ہوئی تھی لیکن بہ نسبت میرے موہن لال سے زیادہ گفتگو
ہوئی تہی۔ راجہ لال جی اور کنور عنایت سنگہہ سے مینی بات چیت کی تہی۔ نواب عبدالعزیز خان
وکیل اوسوقت بیٹھے تہے۔ موہن لال سے گفتگو میرے روبرو نہین ہوئی تہی۔ ۱۸۷۶ء
مین خشک سالی ہوئی تہی۔ اون سے اور دیگر رؤسا سے مالگذاری طلب تہی۔ راجہ لال جی نے
مجھسے کہا تہا کہ مالگذاری طلب ہے اور مین اونکو کچھہ روپیہ دیون اور مین روپیہ کا انتظام
کردون۔ موہن لال مرگئے اور راجہ لال جی بہی مرگئے۔ کنور عنایت سنگہہ نے بحلف یقیناً بیان
کیا ہے کہ راجہ لال جی نے بہ نسبت انتظام جائداد کے مجھسے کچھہ مشورہ نہین کیا تہا اور نہ مینے
تمسکات مناط دعوے مین سے کسی کے بابت ایک کوڑی بہی پائی تہی۔ اوس سے سوالات
جرح بہ نسبت کسی گفتگو کے جو ساتہہ نندکشور کے ہوئی ہو نہین کیے گئے تہے۔ باستثنار محض تذکرہ
مندرجہ تمسک ۲ دسمبر ۱۸۷۶ء کے ایک رمق بہی شہادت کی تائید بیان نندکشور کے ہمارے
روبرو پیش نہین ہے جس سے یہہ ایما ہوتا ہو کہ مبلغ ... یا اوسکا کوئی جزو واسطے ادا
کرنے مالگذاری سرکار کے پیشگی دیا گیا تہا۔ نندکشور کی شہادت سے ہمکو اطمینان نہین ہوتا
ہے اور ہم تجویز کرتے ہین کہ یہہ ثابت نہین ہوا ہے کہ کوئی ضرورت واسطے تمسک ۲ دسمبر
۱۸۷۶ء کے تہی یا یہہ کہ جن لوگون نے ... روپیہ پیشگی دیا تہا اونہون نے کوئی
تحقیقات بہ نسبت ضرورت قرضہ کے کرلی تہی۔

ذیعلم کونسل مدعا علیہم اپیلانشان نے بہ نسبت تمسک ۲ دسمبر ۱۸۷۶ء کے اور بہی بحثین پیش
کی تہین جنپر بلعتبار روداد اس رائے کے جو ہم ظاہر کرچکے ہین ہم کوئی رائے انکا ظاہر کرنا ضروری نہین سمجھتے
ہین۔ اون بحثون مین سے ایک بحث یہہ ہے کہ آغاز تمسک سے وہ راجہ لال جی داماد ورانی
ہلاس کنور زوجہ و راجہن کنور دختر اور کنور عنایت سنگہہ نواسہ اور وارثان راجہ خیراتی لال

متوفی کا معلوم ہوتا ہے۔ تمسک مذکور کو صرف راجہ لال جی نے لکھا تھا اور تمسک مین کسی جگہہ یا اوسکی تحریر مین کسی جگہہ اوسکا لکھا جانا منجانب راجہ لال جی کے بحیثیت مختار یا کسی کے طرف سے بجز خود اونکی طرف کے نہین معلوم ہوتا ہے اور اوسکی نسبت تمسک مین بطور رہنکے ازوارثان راجہ خیراتی لال کے جلو نتھہ بیان ہوا ہے۔ یہہ ثبوت ہوئی ہے کہ وہ تمسک راجہ لال جی نے بموجب مختارنامہ ۵؍ مارچ ۱۸۷۵ء کے نہین لکھا تھا۔ ہمارے روبرو حوالہ اوپر رسالہ اسٹوری صاحب دربارہ کارندگری فقرات ۱۴۵ لغایت ۱۵۰ اور فقرہ ۱۶۰ الف۔ رسالہ بیلی صاحب دربارہ کارندگری طبع سوم صفحہ ۱۸۰ و ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲ و ۳۴ و ۵۴ وکٹوریا باب ۱۴ دفعہ ۲۴ و تحریرات کاٹن صاحب ایل جے بمعاملہ وہلی پارٹنرز لمٹیڈ (لا رپورٹ چینسری دویژن جلد ۲۲ صفحہ ۳۳۳) اور رسالہ لیک صاحب دربارہ معاہدہ طبع سوم صفحہ ۴۰۰ پر دیا گیا ہے۔ یہہ ثبوت ہوئی ہے کہ عبارت ظہری منجانب سب رجسٹرار مورخہ ۷؍ دسمبر ۱۸۷۷ء تعبیر دستاویز پر موثر نہین ہوسکتی ہے اور بمقابلہ مدعا علیہم کے شہادت اس امر کی نہین ہوسکتی ہے کہ راجہ لال جی نے تمسک بحیثیت کسی کے مختار کے تحریر کیا تھا۔

منجانب مدعا علیہم کے یہہ بھی حجت ہوئی ہے کہ ہرگاہ تمسک ۲؍ دسمبر ۱۸۷۷ء فی الواقع عطاکنندگان مختارنامہ مورخہ ۵؍ مارچ ۱۸۷۵ء نے نہین لکھا تھا راجہ لال جی کو کوئی اختیار بذریعہ اختیارات خاص دربارہ رجسٹری کرانے دستاویزات مندرجہ مختارنامہ مذکور کے بہ نسبت رجسٹری کرانے تمسک مذکور منجانب کسی کے بجز اپنے بحیثیت ذاتی اپنے کے حاصل نہین تھا اور رجسٹری بمقابلہ مدعا علیہم کے ناجائز ہے اور اسوجہ سے دفعہ ۳۴۔ ایکٹ رجسٹری ہند ۱۸۷۷ء (ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۷۷ء) متعلق ہے۔

اب ہم معاملہ متعلقہ تمسک یکم اپریل ۱۸۸۱ء پر غور کرینگے۔

تمسک یکم اپریل ۱۸۸۱ء کا راجہ لال جی اور کنور عنایت سنگھ نے اپنی اپنی دستخط اوسپر کرینے اور رانی اچہین کنور نے اوسپر اپنی مہر کرا دینے لکھا تھا۔ وہ تمسک بابت سود تعدادی سمہ ... بابت تمسک ۲؍ دسمبر ۱۸۷۷ء اور دوسرا تمسک مورخہ ۲۵؍ مئی ۱۸۷۸ء اور بابت رقوم ذیل کے معلوم ہوتا ہے۔

بابت رقعہ یکم دسمبر ۱۸۸۰ء

زر اصل . . . . [illegible]

بابت سود بالاے زر رقعہ . . . . [illegible]

نقد . . . . [illegible]

میزان . . . . [illegible]

خلاصہ تفصیل [illegible] مندرجہ تمسک مذکور حسب ذیل ہے۔

۲۲ جون ۱۸۷۹ء کو بابت ادائے مالگذاری . . . . [illegible]

۵ نومبر ۱۸۷۹ء کو واسطے ادا کرنے سود انتظام بیگم کے . . . [illegible]

۱۷ مئی ۱۸۸۰ء کو واسطے مصارف اخراجات شادی دختر کے . . . [illegible]

۲ اگست ۱۸۸۰ء کو واسطے ادا کرنے سود موتی رام ساہ کے . . . [illegible]

۹ اکتوبر ۱۸۸۰ء کو واسطے ادا کرنے سود انتظام بیگم کے . . . . [illegible]

تمسک مورخہ ۲ مئی ۱۸۷۸ء کی بنا پر نالش نہین ہوئی ہے اور نہ اوس کے بابت یا انتظام بیگم کے معاملہ کی بابت جسکا ذکر تفصیل متذکرہ بالا مین ہوا ہے کچھ اطلاع ہمکو نہین ہے بجز اوس کے جو نند کشور کی شہادت مین شامل ہے۔

جو واقعات ہمنے اوپر ظاہر کی ہین اگر وہ صحیح ہین تو نہ رانی اچھن کنور اور نہ کنور عنایت سنگہ اور نہ جایداد خاندانی جو راجہ خیراتی لال کی تہی ذمہ دار بموجب تمسک ۲ دسمبر ۱۸۸۰ء کے ہین۔ بابت سود یافتنی موتی رام ساہ کے نہ رانی اچھن کنور اور نہ کنور عنایت سنگہ اور نہ اونکی جایداد خاندانی ذمہ دار تہی مبلغ [illegible] اوس تمسک کے روسے واجب الادا تہے جسکی بنا پر مقدمہ لالہ امرناتھ بنام اچھن کنور (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۱۹ صفحہ ۱۹۶) نالش ہوئی تہی۔ بہ نسبت رقوم [illegible] اور مبلغ [illegible] کے کل اطلاع جو اوس مسل سے ظاہر ہوتی ہے جو ہمارے روبرو پیش ہے وہ بیان ذیل نند کشور کا ہے ''راجہ لال جی اور کنور عنایت سنگہ نے مجھسے کہا تہا کہ کچھ اور روپیہ اونکو پیشگی دلادیا جاوے۔ چنانچہ مبلغ [illegible] مینے اونکو عثمان خان کی زوجہ سے پیشگی دلادیا تہا اونکی زوجہ کا نام انتظام بیگم ہے اور اوس نے ڈگری حاصل کرلی ہے۔'' سوالات جرح مین کنور عنایت سنگہ سے ایک سوال بہی ایسا نہین کیا گیا جس سے

یہہ ایسا ہوتا کہ اوس سے نند کشور سے کوئی ایسی درخواست کی تہی یا یہہ کہ وہ کسطرح سے
انتظام بیگم کے قرضہ کا بذریعہ تمسک کے یا بذریعہ ڈگری کے ذمہ دار ہے یا نہیں نند
کشور کی شہادت پر کچھہ اعتبار نہیں کرتے ہیں اور بجز اوس شہادت کے
اور اس امر کے کہ کنور عنایت سنگہ نے تمسک یکم اپریل ۱۸۸۱ء کا لکھا تہا کوئی امر ہمارے
روبرو ایسا پیش نہیں ہوا ہے جس سے ثابت ہوتا تو درکنار یہہ ایسا ہی ہوتا ہو کہ
کنور عنایت سنگہ انتظام بیگم کا کسطرح پر ذمہ دار تہا یہہ کل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ قرضہ
اور اوسکی بابت ذمہ داری صرف راجہ لال جی ہی کی ہے۔ بجز اس امر کے کہ پردہ
کے ایک جانب سے وہ تمسک کسی کو پڑہکر سنا دیا گیا تہا کہ جسکو اوس نے دیکہا نہیں
تہا اور جو پردہ کے دوسرے جانب تہا اوس کے بعد اوس تمسک پر رانی اچہن کنور کی مہر کی
گئی تہی نند کشور کی شہادت سے یہہ ایسا نہیں ہوتا ہے کہ رانی اچہن کنور پر انتظام بیگم
کے کسی قرضہ کے ذمہ داری ہے یا وہ یہہ جانتی بہی تہی کہ کچہہ روپیہ انتظام بیگم کا کسی
کے ذمہ باقی رہا ہے۔

روپیہ جو ۔۔۔ مئی ۱۸۸۱ء کو واسطے مصارف شادی دختر راجہ
لال جی کے پیشگی دی گئی تہی تو ان اخراجات کا معمولی طور پر اوسکی باپ راجہ لال جی کو
متحمل ہونا چاہیئے اور نہ راجہ جیرائی لال کے جایداد کو اور یہہ ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ کیون
رانی اچہن کنور یا کنور عنایت سنگہ یا اونکی جایداد بہ نسبت اوس شادی کے اخراجات
کے کسی طرح وہ درحقیقت پابند ہوتے ہوں ذمہ دار ہونگے۔ بجز اندراج تفصیل ذیل مندرجہ
تمسک یکم اپریل ۱۸۸۱ء کے کہ سود بالائے سود بہ نسبت تمسک تعدادی ۔۔۔ مورخہ
۵ مئی ۱۸۷۷ء لغایت اخیر مارچ ۱۸۸۱ء صہ ۔۔۔ اور تذکرہ مندرجہ تمسک یکم
اپریل ۱۸۸۱ء کے کہ مبلغ ۔۔۔ ذمہ راجہ لال جی و رانی اچہن کنور و کنور عنایت سنگہ
بابت دو تمسکات کے واجب برآمد ہوئے جسمیں سے ایک تمسک مورخہ ۵ مئی ۱۸۷۷ء
تمسک مورخہ یکم اپریل ۱۸۸۱ء میں بیان کیا گیا ہے اور بیان ذیل نند کشور کے کہ
۱۸۷۷ء میں مین نے منجانب گوبند پرشاد کے بشمول بیجناتہ دیہر کہا منگنی پر رام
موہن لال کے ۔۔۔ چار شخصوں کو یعنی ہلاس کنور اچہن کنور عنایت سنگہ
اور راجہ لال جی کو پیشگی قرض دیا تہا۔ ہمارے روبرو کوئی ثبوت بہ نسبت سود

تمسک ۲۵ مئی ۱۸۷۸ع کے ایسا نہین ہے جس سے کوئی ایما بہ نسبت ذمہ داری
رانی اچہن کنور و کنور عنایت سنگہ یا اونکی جایداد کے بہ نسبت اوس قرضہ عہ کے
یا اوسکی سود کے ثابت ہو۔ ۲۵ مئی ۱۸۷۸ع کو رانی ہلاس کنور زندہ تہی اور جایداد
خاندانی پر بطور مالک بیوہ ہند و لااولد کے قابض تہی۔ اور حقیقت رانی اچہن کنور اور
کنور عنایت سنگہ کی محض بامید آیندہ تہی اور کنور عنایت سنگہ نابالغ تہا اور مزید برآن
کچہہ ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ رانی ہلاس کنور یا رانی اچہن کنور ۲۵ مئی ۱۸۷۸ع
کے قرضہ سے واقف تہین یا یہہ کہ وہ معاملہ اونکو سمجہا دیا گیا تہا یا یہہ کہ اونکو یا کنور
عنایت سنگہ کو یا جایداد خاندان کو کوئی قسم کا فایدہ اوس عہ کے قرضہ ۲۵ مئی ۱۸۷۸ع سے ہوا تہا

جن رقموں سے رقم مبلغ عہ تمسک مورخہ یکم اپریل ۱۸۸۱ع کے مرکب
ہوئی ہے اوسمین سے ایک دوسری رقم مبلغ عہ کی ہے جو بموجب تمسک کے
۲۲ جون ۱۸۷۹ع کو واسطے ادا کرنے مالگذاری سرکار کے پیشگی دی گئی تہی۔ تمسک
یکم اپریل ۱۸۸۱ع کے علاوہ کوئی شہادت ہمارے روبرو اس امر کے ثبوت مین پیش
نہین کی گئی ہے کہ وہ عہ یا اوسکا کوئی جزو ۱۸۷۹ع مین واسطے ادا کرنے
مالگذاری کے ضروری تہا یا یہہ کہ فی الحقیقت کوئی ایسی رقم کسی ایسے غرض کے لئے
پیشگی دی گئی تہی یا یہ کہ لگان جایداد خاندانی سے مالگذاری سرکار ادا نہین ہو سکتی تہی
بہ نسبت معاوضہ تمسک یکم اپریل ۱۸۸۱ع کے نند کشور نے جو کچہہ کہا ہے یہی ہے کہ مجملہ
زر تمسک تعدادی عہ کے نویسندگان نے کچہہ لکہنو کی ہندویان واسطے ادا
کرنے قرضہ مانکی ساہ بدری داس کے لی تہین کیونکہ وہ مقروض تہے اور اونہون
نے یہہ بہی بیان کیا تہا کہ کچہہ روپیہ لڑکی کے شادی کے اخراجات کے لئے مطلوب
ہے اور ایک جزو اوس روپیہ کا بابت سود واجب ازروے تمسکات سابق کے مجرا
کیا گیا تہا اور مالعہ کچہہ انہ نقد ادا کئے گئے تہے۔ بسلسلہ اوس تمسک کے نند کشور
نے دربارہ ادا ے مالگذاری سرکار کے کچہہ بہی نہین بیان کیا ہے اگر تفصیل مندرجہ
تمسک یکم اپریل ۱۸۸۱ع پر کچہہ اعتبار کیا جاوے تو کوئی جزو معاوضہ کا بجز مبلغ
مالعہ کے بعد ۹ اکتوبر ۱۸۸۰ع کے کچہہ بہی پیشگی نہین دیا گیا تہا۔ مبلغ الیسار
بموجب تفصیل مندرجہ تمسک کے سود رقعہ یکم دسمبر ۱۸۸۰ع بابت اون رقوم کے

پیش نہین ہوئی ہے کہ تمسک یکم اپریل ۱۸۸۱ء یا اوسمین کی کوئی رقم کبھی رانی اچہن کنور کو سمجھائی گئی تھی۔ وہ ایسا تمسک تھا جس کے سمجھانے کی زیادہ ضرورت تھی اور باحتیاط سمجھانیکی ضرورت تھی بشرطیکہ راجہ لالجی اور نند کشور یہہ چاہتے کہ رانی اچہن کنور اور اوسکا لڑکا کنور عنایت سنگہ اوس معاملہ کو سمجہہ لین جو اوس سے متعلق تھا اور اوس ذمہ داری کو سمجہہ لیوین جس کے اوسکی لکہنے سے وہ متحمل ہونگے۔ ایک استعمال اوس تمسک کا عدالت ہائے ماتحت مین اور نیز ہمارے روبرو اس اپیل مین جو کیا گیا تھا وہ یہہ ہے کہ بنیاد اس بحث کی قایم ہو کہ رانی اچہن کنور اور کنور عنایت سنگہ نے اوس تمسک کے لکہنے سے ذمہ داری اپنی اور اپنی جایداد کے جو از روے تمسک ۲ دسمبر ۱۸۷۷ء کے ہے قبول کر لی ہے اور فی الحقیقت تمسکات یکم اپریل ۱۸۸۱ء اور ۲ دسمبر ۱۸۷۷ء کے مقابلہ سے ہمکو یہہ نتیجہ اخذ کرنیکی رہبری ہوتی ہے کہ تمسک مورخہ یکم اپریل ۱۸۸۱ء مین تمسک مورخہ ۲ دسمبر ۱۸۷۷ء کے ذکر کرنے اور سود تمسک ۲ دسمبر ۱۸۷۷ء جزو معاوضہ تمسک یکم اپریل ۱۸۸۱ء کو باقی مین ڈالنے سے یہہ غرض تھی کہ بذریعہ لکہانے تمسک یکم اپریل ۱۸۸۱ء منجانب رانی اچہن کنور اور کنور عنایت سنگہ کی شہادت اس امر کی حاصل کیجاوے کہ اونہون نے اپنی اور اپنی جایداد کی ذمہ داری جو از روے تمسک مورخہ ۲ دسمبر ۱۸۷۷ء کے ہے قبول کر لی ہے۔ از روے تمسک مورخہ ۲ دسمبر ۱۸۷۷ء کے معمولی سود واجب الادا بشرح یک روپیہ فیصدی ماہانہ تھا اور شرط سود بالاے سود حسب ذیل تھی۔ بحالت نہ ادا ہونے سود کسی سہ ماہی کے زر سود اصل مین شامل ہوجاویگا اور دائنیان مستحق لینے (قایم کرنے) سود بالاے سود بشرح عہ فیصدی ماہوار بلا لحاظ تاریخ وجوب یا بعد انقضاے میعاد وغیرہ حسب خوشی خاطر اپنے کے ہون گے۔ بموجب اوس شرط کے زر سود مبلغ [illegible] لقایا اسم مارچ ۱۸۸۱ء از روے تمسک ۲ دسمبر ۱۸۷۷ء پر سود بشرح عہ فیصدی ماہوار قایم ہونا چاہیے تھا حالانکہ اوس زر سود مبلغ [illegible] کو جزو معاوضہ زر اصل تمسک یکم اپریل ۱۸۸۱ء کا قایم کرنے سے جیسا کہ قایم کیا گیا ہے اوس پر صرف معمولی سود بشرح ۱۴ فیصدی ماہوار قایم ہوگا اور سود بالاے سود بالاے لقایا ششماہی بابت تمسک مورخہ یکم اپریل ۱۸۸۱ء پر سود بشرح عہ فیصدی ماہوار قایم ہوگا۔ نند کشور جسنے منجانب زر نقد

قرض دہندگان معاملہ یکم اپریل سنہ ۱۸۸۱ء کے گفتگو ملے کی ہتی کوئی تشریح اون وجوہ کی
نہین کی اِن کے رو سے سنہ ۱۸۸۱ء کی قرض دہندگان کو اوس سے زیادہ تر فایدہ مند شرایط
سود سے بہ نسبت مبلغ ۳۲۰۵ر کے دست بردار ہونیکی ترغیب ہوئی ہتی اور ہم
یہہ نہین سمجھہ سکتے ہین کہ بجز اس کوشش کے اور دوسری کون وجہ ہوسکتی ہتی کہ
رانی اچہن کنور اور کنور عنایت سنگہ اور اونکی جایداد خاندانی پر ذمہ داری بابت
تمسک ۲ دسمبر سنہ ۱۸۸۰ء کے قایم کیجاوے۔ اگر اونکی یہی غرض ہتی تو غالباً وہ غرض
فسخ ہوجاتی اگر تمسک یکم اپریل سنہ ۱۸۸۱ء کا رانی اچہن کنور اور کنور عنایت سنگہ کو
سمجہا دیا جاتا۔ رانی اچہن یا کنور عنایت سنگہ کو کونسا موقع سمجہنے یا آزادانہ مشورہ
کا حاصل تہا۔ راجہ لال جی کا کوئی فایدہ نہین تہا کہ اوسکی زوجہ کو یہہ سمجہا دیا جاوے
کہ وہ اپنی موروثی جایداد پر مواخذہ عاید کر رہی ہے۔ اگرچہ شنکر سہاے کارندہ خاندان
کا تہا تاہم جیسا کہ از روے تحریر ظہری سب رجسٹرار شبتہ تمسک ۲ اپریل سنہ ۱۸۸۱ء
جو اتنی زمانہ ماضیہ سے ہے جیسا کہ سنہ ۱۸۸۱ء کو گذرا ہے ثابت ہوتا ہے کہ وہ راجہ
لال جی کا کارندہ تہا اور غالباً وہ ایسی اطلاع یا وجہ ظاہر نہ کرسکیگا کہ جو اطلاع
اور وجہ غالباً راجہ لال جی ندیتا یا ظاہر نہ کرتا۔ اگرچہ شنکر سہاے کارندہ خاندان کا تہا تاہم ظاہراً
ملازم معتمد رانی اچہن کنور کا نہین تہا۔ اوس کے مقابلہ مین وہ پردہ نشین عورت
ہتی اور کنور عنایت سنگہ ہم سے یہہ کہتا ہے کہ رانی اچہن کنور شنکر سہاے کے سامنے
نہین نکلتی ہے۔ نند کشور کے بیان سے بہی ثابت ہے کہ جب شنکر سہاے تمسک
مورخہ یکم اپریل سنہ ۱۸۸۱ء کسی کو پڑہکر سناتا تہا جو پردہ کے دوسری جانب تہا وہ پردہ
کے ایک جانب باہر کہڑا ہتا۔ کیا یہہ قرین قیاس ہے کہ رانی اچہن کنور کو دستاویز
مورخہ یکم اپریل سنہ ۱۸۸۱ء کنور عنایت سنگہ نے سمجہا دیا ہوگا۔ کنور عنایت سنگہ ٹہیک
اوسوقت بالغ ہوا تہا اوسوقت اوسکی ۱۹ یا ۲۰ سال کی عمر ہتی۔ ہماری راے
مین وہ اس معاملہ مین اوسی طرح سے آنکہہ بند کرکے شریک ہوگیا جیسی کہ رانی اچہن کنور
شریک ہوئی ہتی۔ اوسکو کاروبار کا تجربہ نہین تہا۔ راجہ لال جی ہر کام کا انتظام کرتا
تہا۔ کنور عنایت سنگہ نے یہہ بیان کیا ہے۔ مین نے دستاویز مورخہ ۲ سنہ ۱۸۸۱ء پر

دستخط کردی ہتی کیونکہ قرض سعادتمندی نے مجہے اونکی اور راجہ لال جی سے حکم

کی نافرمانی کرنے سے روکا تہا۔ اوسکا دباو پدری بہی اوسکی حکم عدولی کرنے مین مانع ہوا ہم نند کشور کے اس بیان کو باور نہین کرتے ہین کہ عنایت سنگہ نے اپنی دستخط دستاویز کے دیکہنے اور کل حساب کے سمجہنے کے بعد کئے تہے یہہ ممکن ہے کہ کنور عنایت سنگہ نے یہہ دیکہہ لیا ہو کہ عدد کی تفصیل تمسک مین درج ہے لیکن ہم یہہ باور نہین کرتے ہین کہ اوس نے حسابون کو یا یہہ کہ وہ تفصیل کیا ہے یا یہہ کہ تمسک ہکی غرض کیا ہے یا یہہ کہ اوس تمسک کے لکہنے سے کیا نتیجہ اخذ ہو سکیگا سمجہہ لیا تہا۔ ہماری راے مین کنور عنایت سنگہ نے حسب فرمایش اپنی باپ لال جی کے آنکہہ بند کرکے تمسک لکہہ دیا تہا۔ نند کشور جس نے مرتہنان کے طرف سے اوس معاملہ کو طے کیا تہا ضرور بخوبی جانتا تہا کہ وہ ایک لاچار عورت اور بدرجہ مساوی اوس کے لاچار لڑکے سے یہہ معاملہ کر رہا ہے۔ کوئی اوسکو مشورہ دینے والا نہین ہے۔ بجز مبلغ مالعہ کے جسکا ہم ذکر کر چکے ہین ایک کوڑی بہی بروقت تحریر تمسک یکم اپریل ۱۸۸۱ء کے پیشگی نہین دی گئی ہی۔ بقایا عدد ہین اگر تفصیل مندرجہ تمسک کی غرض کے لئے بطور شہادت قابل اعتبار کے سمجہی جاوے تو وہ زر پیشگی ہاے شامل ہین جو درمیان ۲۲ جون ۱۸۷۹ء اور ۹ اکتوبر ۱۸۸۰ء کے دیے گئے تہے ہماری راے مین ان مدعاعلیہم کو یا اونکے جایداد کے فایدہ کے لئے نہین دیے گئے تہے اور بقایا سود قرضون کا ہے جنمین سے بعض قرضہ کے بابت مدعاعلیہ ذمہ دار ہین اور نہ اون کی جایداد ذمہ دار ہے اور جس قرضہ کے بقیہ کے بابت ہماری راے مین یہہ ثابت نہین ہوا ہے کہ یہہ مدعاعلیہم یا اونکی جایداد ذمہ دار ہے۔ یہہ بات کہ مدعیان یا وہ لوگ جنکے وہ قایمقام ہین یا تو یہہ جانتے تہے کہ جس جایداد کو وہ اپنی پاس رہن کرانا چاہتے تہے وہ راجہ لال جی کی جایداد نہین ہے اور خاندانی جایداد متروکہ راجہ خیراتی لال کی ہے یا وہ اس امر سے واقف تہے کہ کوئی ضرورت قرضجات عاید کرنیکی نہین ہے نتیجہ معقول اس امر سے معلوم ہوتی ہے کہ اونہون نے ایک بیوہ عورت قابض اور مستحقین مابعد قریبی مین سے ایک کو فریق تمسکات مذکور کا کرنا چاہا جس مین بشرط ممکن اونکو اون زرہاے پیشگی کا پابند کرلیوین جو پہلے سے دیے گئے تہے۔ اونہون نے اس سے بہی تجاوز کیا تہا کیونکہ نند کشور

سنے بروقت تجویز کے یہہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہتی کہ کنور عنایت سنگہ ۱۸۸۱ء
مین پوری عمر کا تہا۔ یہہ ثابت ہوا ہتا کہ وہ اوس وقت نابالغ ہہت اور تنقیح
دوم مرتبہ جج ماتحت کے تجویز سے معلوم ہوتا ہے کہ لیدہ یہہ تسلیم ہوا ہے
کہ بتاریخ تحریر تمسک ۲ دسمبر ۱۸۷۷ء کو کنور عنایت سنگہ نابالغ تہا اگر یہہ
بہی مان لیا جاوے کہ کنور عنایت سنگہ نے حیطہ اور تاثیر تمسک یکم اپریل ۱۸۸۱ء
کو سمجہہ لیا تہا تو ہماری راے مین اس امر سے مدعیان اوس کو دادرسی
کے مستحق ہونگے جسکا اونہون نے دعوے کیا ہے۔

جس تہنا دادرسی کے وہ مستحق ہوسکتے ہین بشرطیکہ مطلقاً وے مستحق ہون
وہ دادرسی ڈگری نیلام جایداد مرہونہ ہر دو تمسکات کے ہین جنکی بنا پر انکی نالش مبنی
ہے۔ بلحاظ قانون میعاد سماعت کے وے مستحق ڈگری بمقابلہ ذات کسی مدعاعلیہ
منجملہ ہر دو مدعاعلیہم کے نہین ہین۔ جیسا کہ ہم اوپر ثابت کرچکے ہین تمسک ۲ دسمبر
۱۸۷۷ء کا رانی اچہن کنور پر قابل پابندی کے نہین ہے۔ یہہ ثابت نہین ہوا ہے
کہ اوس نے تمسک یکم اپریل ۱۸۸۱ء کا [illegible] اوس کے مضامین اور مادہ کو اوس نے لکہا ہتا
جو اوسکی جایداد پر ہوسکتا تہا۔ لہذا جہانتک اوس کے حقوق واقعہ جایداد کو تعلق
ہے وہانتک وہ رہن جنپر مدعیان استدلال کرتے ہین بمقابلہ اون حقوق کے
نافذ نہین کیجا سکتے ہین۔

کنور عنایت سنگہ کو حق موجودہ حال جایداد مین حاصل نہین ہے اوس
کے حقوق وہ ہین جو مستحق مابعد کو حاصل ہوتے ہین جنکی امید بروقت وفات اوس کی
ملکن رانی اچہن کنور کے ہے۔ رہن ایسے حق کا رانی اچہن کنور کے حیات مین
جایداد مقبوضہ رانی اچہن کنور پر موثر نہین ہوسکتا ہے۔ ہم نے اس تجویز کے کسی
جزو آغاز مین یہہ جتلا دیا ہے کہ بموجب شاستر مروجہ ممالک ہذا کے مستحق مابعد کو
کوئی اختیار بیع یا رہن کرنے اپنے حقوق امید وراثت آیندہ کے حاصل نہین ہے
بموجب معمولی قانون ممالک ہذا کے بہی اوسکو کوئی ایسا اختیار حاصل نہین ہے
مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۸۸۲ء کے دفعہ ۲۶۶ ضمن (ک) کے رو سے اس قسم کا
استحقاق مشروطہ اجراے ڈگری مین نیلام کے ذمہ داری سے مستثنی کیا گیا ہے

اور روسے مجموعہ [illegible] کے بہی یہی قاعدہ تہا۔ بموجب ایکٹ [illegible] کے بہی بقدمہ رام چندر تہنشرداس بنام دہرم نراین چکربتی (ویکلی رپورٹ جلد ۱۵ اجلاس کامل صفحہ ۱۷) یہہ تجویز ہوئی ہی کہ استحقاق وارث شاستری کا جسکی امید ہو قابض کے وفات پر ہو ملکیت نہین ہے اور اجرائیکر گری مین بموجب دفعہ ۲۰۵ ایکٹ مذکور کے قابل قرقی اور نیلام کے نہین ہے۔ لہذا کنور عنایت سنگہ بذریعہ رہن بلم اپیل [illegible] کے کوئی استحقاق مدعیان کے طرف منتقل نہین کرسکتا تہا اور باہر نظر سے اونکی نالش قابل مغلوبی کے ہے۔

خلاصہ یہہ کہ ہم تجویز کرتے ہین کہ [illegible] مین کنور عنایت سنگہ نابالغ تہا اور اسوجہ سے اپنی تحریر مختارنامہ مورخہ ۵ مارچ [illegible] کا یا تمسک ۲ دسمبر [illegible] کا پابند نہین ہے۔

ہم یہہ تجویز کرتے ہین کہ مختارنامہ ۵ مارچ [illegible] کا رانی اچہن کنور کو سمجہایا نہین گیا تہا اور نیز اوس نے یہہ سمجہا تہا کہ مختارنامہ کے روسے راجہ لالجی کو محض اختیار عمل کرنیکا بطور کارندہ خاندان کے انتظام جایداد دیہی مین عطا کیا گیا ہے اور یہہ نہین سمجہا تہا کہ اوسکے روسے اوسکو اختیار رہن یا بیع کرنے جایداد خاندان کا عطا کیا جاتا ہے اور یہہ کہ وہ اوسکی پابند نہین ہے۔

ہم یہہ تجویز کرتے ہین کہ راجہ لالجی کو اختیار لکہنے تمسک ۲ دسمبر [illegible] کا منجانب رانی اچہن کنور یا کنور عنایت سنگہ کے یا اونکی بابت قرض لینے کا اختیار حاصل نہین تہا۔

ہم یہہ تجویز کرتے ہین کہ یہہ ثابت نہین ہوا ہے کہ روپیہ یعنی معاوضہ تمسک ۲ دسمبر [illegible] کے قرض لینے کے لیے کوئی ضرورت خاندانی یا جایداد خاندانی کے رہن کرنیکی ضرورت تہی۔

ہم یہہ تجویز کرتے ہین کہ یہہ ثابت نہین ہوا ہے کہ مرتہنان تمسک ۲ دسمبر [illegible] نے بربنائے تحقیقات معقول کے یہہ اطمینان کرلیا تہا کہ کوئی ضرورت خاندانی واسطے اوس تمسک کے لکہنے کی ہے۔ ہم تجویز کرتے ہین کہ رانی اچہن کنور یا کنور عنایت سنگہ یا اونکی جایداد خاندانی تمسک ۲ دسمبر [illegible] کے پابند نہین ہین۔

ہم تجویز کرتے ہین کہ تمسک یکم اپریل سنہ ۱۸۹۱ء کا رانی اچھین کنور کو سمجہایا نہین گیا تہا اور یہہ ثابت نہین ہوا ہے کہ اوس نے اوس تمسک کو یا اون فقرہ ذیل کو جنکا پیدا ہونا یا گنجایش رکہنا ظاہر ہوتا ہے سمجہہ لیا تہا۔

ہم تجویز کرتے ہین کہ یہہ ثابت نہین ہوا ہے کہ کوئی ضرورت خاندانی تمسک مورخہ یکم اپریل سنہ ۱۸۹۱ء کے لکہنے کی تہی یا یہہ کہ مرتہنان تمسک مذکور نے باعتبار تحقیقات معقول کے اپنا یہہ اطمینان کرلیا تہا کہ کوئی ضرورت خاندانی اوس تمسک کے لکہنے کی ہے۔

ہم تجویز کرتے ہین کہ یہہ ثابت نہین ہوا ہے کہ رانی اچھین کنور یا کنور عنایت سنگہ یا اونکی جایداد خاندانی پر کوئی ذمہ داری بہ نسبت کسی جزو اوس روپیہ کے ہے جو معاوضہ اوس تمسک کا بیان کیا جاتا ہے یا یہہ کہ اونہون نے یا اونمین سے کسی نے کوئی معاوضہ اوس تمسک کے لکہنے کا پایا تہا۔

ہم تجویز کرتے ہین کہ تمسک یکم اپریل سنہ ۱۸۹۱ء ایسا تمسک ثابت نہین ہوا ہے جو رانی اچھین کنور یا اوس کے استحقاق بطور ہندو بیوہ واقعہ جایداد خاندانی پر قابل پابندی ہو اور ایسے حالات مین اور چونکہ اوسوقت کنور شمشیر بہادر زندہ تہا اور چونکہ مساوی استحقاق جایداد خاندانی مین کنور عنایت سنگہ کے ساتہہ اوسکو حاصل تہا اور چونکہ کنور عنایت سنگہ کو محض استحقاق وراثت آیندہ جایداد خاندانی مین حاصل تہا۔ اور چونکہ شاستر اپنا استحقاق وراثت آیندہ کے بیع یا رہن کرنیکے قابل نہ تہا لہذا کوئی رہن جایز جایداد خاندانی کا بذریعہ تمسک مورخہ یکم اپریل سنہ ۱۸۹۱ء کے موثر نہین ہوسکتا تہا اور نہ کوئی ایسا رہن جایز موجود تہا جس کے کرنے مین وہ بطور مستحق مابعد کے رضامند ہوسکتا۔

ہم یہہ بہی تجویز کرتے ہین کہ راجہ لال جی نے یا تو باعانت یا بعلم مساہمت نند کشور کے جو مرتہنان تمسک یکم اپریل سنہ ۱۸۹۱ء کے طرف سے عمل کرتا تہا استفادہ ناجایز اپنے حیثیت پدری کا اسے کم سن یا ناتجربہ کار یا کم واقفیت کاروبار کنور عنایت سنگہ کا تمسک یکم اپریل سنہ ۱۸۹۱ء کے لکہانے مین کیا ہے اور یہہ کہ جب کنور عنایت سنگہ نے وہ تمسک

لکہا تہا وہ اوس کے غرض اور اوسکی تاثیر کو نہین سمجہا تہا۔

جج ماتحت نے میعاد سماعت کے بنا پر دعوے مدعیان بابت ڈگری بمقابلہ ذات رانی اچہن کنور و کنور عنایت سنگہ کے ڈسمس کیا ہے بنا راضی اوس حکم ڈسمسی کے کوئی اپیل نہین ہوا ہے۔

ہم یہہ اپیل منظور اور معہ خرچہ او مقدمہ نالش مدعیان کے ڈسمس کرتے ہین جو جج ماتحت نے ڈسمس نہین کی تہی۔

علیگڈھ — درخواست متفرقہ ۱۸۹ سنہ ۱۸۹۵ء — منفصلہ ۱ جنوری

صفحہ انگریزی ۳۴

بمعاملہ درخواست عنایت بیگ

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۹۲ - اپیل مفلسانہ - نامنظوری درخواست اجازت اپیل مفلسانہ جداگانہ نامنظوری اپیل ہے - فرض عدالت اپیل کا دربارہ غور کرنے اوپر فیصلہ عدالت ماتحت کے -

جس عدالت مین درخواست استجازت اپیل مفلسانہ داخل ہوئی ہے اوسکو بعض حالات مین اوپر سرسری طور پر نامنظور کردینے درخواست مذکور کا حاصل ہے لیکن ویسے ہی حالات مین اوسکو اختیار خود اپیل کے نامنظور کردینے کا حاصل نہین ہے -

جس عدالت مین درخواست استجازت اپیل مفلسانہ داخل ہو اوسپر فرض ہے کہ خود آپ اوس فیصلہ او ڈگری پر غور کرے جسکی ناراضی سے اپیل کرنیکی درخواست ہے اور نہ محض اپیل کا منظور کرنا اور عدالت ماتحت کے وجوہ کا اعادہ کرنا فرض ہے -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

ناکس صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس - اس درخواست کو عنایت بیگ نے اصالتاً باستدعاے اجازت ارجاع اپیل مفلسانہ کے پیش کی ہے - بموجب احکام دفعہ ۵۹۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ایسے کل درخواستین تابع قواعد مشمولہ باب ۲۶ وہیند دیگر ابواب مجموعہ مذکور کے ہین جہانتک وہ قواعد متعلق ہو سکین - ازروے دفعہ ۴۰۴ کے کہ جو دفعہ جزو باب ۲۶ کا ہے اس درخواست مین فہرست جایداد منقولہ وغیر منقولہ ازان سایل معہ اوسکی مالیت کے شامل ہونا چاہئیے اور اوسپر دستخط اور عبارت تصدیق اوسی طریقہ سے ثبت ہونی چاہئیے کہ جس طرح پر قانون مین واسطے دستخط کرنے اور عبارت تصدیق لکھنے عرایض نالش کے حکم ہے - اگر درخواست مذکور باضابطہ نہو تو دفعہ ۴۰۵ کی روسے عدالت کو بجز نامنظور کردینے درخواست کے دوسرا چارہ نہین ہے - اب دیکھنا چاہئیے کہ جو درخواست ہمارے روبرو پیش ہے اوسمین فہرست شامل نہین ہے ابتداً اوسپر سایل کی دستخط نہین ہوے تھے اور اوسوقت تک

اوسپر اونسے عبارت تصدیق نہین لکھی ہے - لہذا ہم اوسکو مجبوراً نامنظور کرتے ہین
ساتھہ ہی اسکے بہت تامل کے ساتھہ اوسکو نامنظور کرتے ہین اور بجز اس امر کے وجہ سے
کہ سایل کی درخواست بعدالت اپیل ماتحت مین بہی یہی نقایص تہے اور ایسی نقایص تہے
جنکو ذیعلم جج اور اونکی عدالت کے عملہ دونون نے نظرانداز کیا ہے ہم اسمقدمہ کو
ایسا تصور کرتے جسمین ہم استعمال اوس اختیار کا کرتے جو ہمکو از روے دفعہ ۶۲۲
مجموعہ ضابطہ دیوانی سے عطا ہوا ہے - ہم بہت تعجب کے ساتھہ یہہ تجویز کرتے ہین
کہ ذیعلم جج نے اوس درخواست کے طے کرنیمین جو اونکے روبرو پیش ہئی اوسکو
ایسے طریقہ سے طے کیا ہے جو طریقہ قانوناً لازم نہین آتا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ اونہون
نے درخواست استجازت اپیل مفلسانہ کو خود درخواست اپیل کے ساتھ مخلوط کر دیا
چند صورتون مین قانوناً اونکو اختیار سرسری طور پر نامنظور کر دینے ایسی درخواست کا
دیا گیا ہے - اونمین حالات مین اور بوجوہ علانیہ اونکو اختیار نامنظور کر دینے خود
اپیل کا نہین دیا گیا ہے - لیکن اونہون نے ایسا ہی کیا ہے - جب درخواست بموجب
دفعہ ۵۹۲ کے نامنظور کیجاوے تو سایل کو اوسوقت بہی اختیار ہے بشرطیکہ وسایل
حاصل ہو سکین اور مین المیعاد ہو کر بعد ادا کرنے رسوم عدالت مقتضیہ قانون کے
اپیل داخل کرے یہہ ایسی دادرسی ہے کہ جس سے وہ محروم ہو جاویگا بشرطیکہ جج کو
ایسا اختیار دیدیا جاوے جیسا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ان جج نے خیال کیا ہے کہ وہ
اسطرحپر عمل کر سکتے ہین -

ایک دوسرا اور عظیم الہی بادی النظر مین حکم مصدرہ جج سے ظاہر ہوتی ہے
یہہ سچ ہے کہ درخواست مقتضیہ دفعہ ۵۹۲ کے طے کرنیمین عدالت کو درخواست
وفیصلہ وڈگری کا ملاحظہ کرنا اور اوس درخواست کا نامنظور کرنا لازم ہے بجز اوس
صورت کے کہ اونکو وجوہ معقول اس امر کے خیال کرنیکی نظر آوین کہ جس ڈگری کی
ناراضی سے اپیل ہے وہ خلاف قانون ہے یا کسی ایسی رسم ورواج کے خلاف
ہے جو حکم قانون کا رکہتا ہے یا اور طرحپر غلط اور بیجا ہے لیکن عدالت بران مختلف امور
غور کرنا لازم ہے اور نہ محض یہہ لازم ہے کہ اپنے فیصلہ مین اون وجوہ کو جنکی بنا پر
عدالت مرافع اولی نے اپنا فیصلہ اخذ کیا ہے بلا غور کرنے اس امر کے داخل کر دیوے

کہ وجوہ مذکور معقول ہین یا بیجا ہین - ذیلعلم جج نے دربارہ نامنظوری اپیل کے صرف حسب ذیل تحریر کیا ہے -

یہہ اپیل مفلسانہ بموجب دفعہ ۵۹۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے اور یہہ نامنظور ہونی چاہیے بجز اوس صورت کے کہ بعد ملاحظہ تجویز کے عدالت کی یہہ رائے قرار پاوے کہ جس ڈگری کی ناراضی سے اپیل ہے وہ خلاف قانون ہے یا غلط ہے یا نامناسب ہے - میری یہہ رائے ہے کہ ڈگری عدالت ماتحت کی نہ خلاف قانون ہے نہ غلط ہے اور نہ نامناسب ہے - دعوی مدعی اپیلانٹ ڈسمس ہوا تہا کیونکہ

(۱) اوسین دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی عارض ہے اور

(۲) باعتبار روداد کے دعوی پذیرا نہین ہو سکتا ہے

اپیل نامنظور

اگر ذیلعلم جج نے فیصلہ عدالت ماتحت پر کچہہ غور کیا ہوتا تو وہ اس امر پر لحاظ کرتے ہمین قاصر ہوتے کہ عدالت ماتحت نے احکام دفعہ ۱۳ کو غلط پڑہا ہے اور اوسکے فیصلہ روداد ی پر بدرجہ اقل اعتراض اہم وارد ہوتا ہے - ہماری دفعہ ۵۶۲ پر عمل کرنے سے اجتناب کرنیکی صرف وہی وجہ ہے کہ اگر ہم درخواست کو واپس بہی بہیجین تو عدالت اپیل ماتحت پر بوجہ نقایص مشمولہ درخواست مذکور کے اوسکا نامنظور کرنا لازم آویگا لیکن ہمنے واسطے ہدایت آیندہ کے اور اس نظر سے کہ انسداد اوس امر کے اعادہ کا ہو جسکو ہم ڈرتے ہین کہ اسمقدمہ مین ہوا ہے یعنی ناانصافی کا ان تحریرات کا لکہنا ضروری سمجہا ہے -

---

جونپور — اپیل اول نمبر ۴۸ ۲ سنہ ۱۸۹۲ء — منفصلہ ۲۸ جنوری — صفحہ انگریزی ۵۹

عبدالرحمان (ڈگریدار) اپیلانٹ بنام شنکردت دوبے (عذردار) رسپانڈنٹ

اجراء ڈگری - درخواست قایم کرایا نے نام قابمقامان مدیون ڈگری دوران قرقی مین جو بحالت حیات مدیون ڈگری کے ہوئی تہی - قرقی

مقدمہ اجراء ڈگری مین اگر ڈگریدار بعد وفات مدیون ڈگری کے کارروائی بمقابلہ ایسی جایداد کے کرنا چاہے جو مدیون ڈگری کے حیات مین قرق نہین تہی

تو اوسکے لئے مناسب طریقہ وہ ہے جسکا نشان دفعہ ۲۳۴ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء
مین دیا گیا ہے لیکن اگر وہ جایداد مدیون ڈگری کی حیات مین قرق ہو چکی ہے
تو وہ علاقہ قانون مین قبائی ہے اور مدیون ڈگری کے وفات سے وہ قرقی
ساقط نہین ہو جا سکتی ہے اور اوسکے مقابلہ مین کارروائی کرنیکی غرض سے یا
بشرط ضرورت اوس جایداد کے نیلام کرنیکی غرض سے یہ ضرور نہین ہے کہ کوئی
شخص بطور قایمقام قانونی کے فریق گردانا جاوے -

واقعات استقدمہ کے بلیر صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے مین -

غلام مجتبیٰ بجانب اپیلانٹ   کابلی و عبد المجید و سندر لال بجانب رسپانڈنٹ

بلیر صاحب جسٹس - استقدمہ مین ایک شخص مسمی عبد الرحمان نے ڈگری زر نقد بنام
راجہ ہری ہردت دوبے کے ۳۰ اپریل سنہ ۱۸۹۰ء کو بابت مبلغ للعہ ۸ کے حاصل کی تھی -
۱۵ نومبر سنہ ۱۸۹۰ء کو دو صندوق محولہ شال ہاے کے قرقی کا حکم ہوا تھا اور دسمبر کے
مہینہ مین قرقی ہوئی تھی - بموجب حکم عدالت ضلع کے تا تصفیہ ایک مقدمہ کے جسمین
مدیون ڈگری ایک فریق اور اوسکا بھائی شنکر دت جو کہ از رسپانڈنٹان حال دوسرا فریق تھا
نیلام ملتوی ہوا تھا - ۲۲ جون سنہ ۱۸۹۱ء کو ایک درخواست مشعر اخراج مقدمہ اجراے ڈگری
لیکن بہ بحالی قرقی و با جازت درخواست کرنے واسطے تدابیر معاون اجراے ڈگری کے
گذری تھی - مقدمہ کے خارج کیجانے اور قرقی بحال رہنے اور اجازت مستدعیہ کے
دیجانیکا حکم ہوا تھا بر وقت وفات مدیون ڈگری تک جو ۱۳ جنوری سنہ ۱۸۹۱ء کو واقع ہوئی تھی -
ایک اور درخواست اوسی قرقی کے سلسلہ مین گذری تھی قرقی موجود رہی تھی - ایک اور
درخواست اجراے ڈگری مین واسطے قرقی مبلغ ایک ہزار کے جو بموجب ایکٹ اقرارنامہ کے
جو فیمابین مدیون ڈگری متوفی اور رسپانڈنٹ حال کے ہوا تھا اوسوقت بابت ماہ
نومبر سنہ مذکور کے واجب الادا تھا گذری تھی - عدالت نے حکم امتناعی بنام راجہ
شنکر دت کہ وہ روپیہ مدیون ڈگری متوفی کو ادا نکرین صادر کیا تھا - وہ حکم مدیون ڈگری
کی وفات تک قایم تھا - ۱۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء کو ایک یہ درخواست ہوئی تھی کہ راجہ شنکر دت
کو حکم ہو کہ مبلغ صمار جو اوس سے مدیون ڈگری کو واجب الادا ہے عدالت مین جمع کردیوین
ایک حکم مشعر منظوری درخواست مذکور کے صادر ہوا تھا - راجہ شنکر دت کے کارندہ پر

اطلاعنامہ کی تعمیل ہوئی تھی - ۱۹ جنوری ۱۸۹۲ء کو واسطے ترقی روپیہ (قریب ۹ کے) کی جو اوسوقت عدالت مال مین اور اوسکے حساب مین جمع تھا گذری تھی چنانچہ حکم ترقی کا صادر ہوا تھا - اون تاریخون کے بعد اور جب کہ وہ تینون ترقیان قایم تھین کسی تاریخ کو راجہ ہیرادت فوت ہوا تھا - یہ اپیل اوس درخواست سے ظہور پذیر ہوا ہے جو اوس عدالت مین جسمین اوسوقت مقدمہ اجرا ڈگری تھا واسطے سل مین قایم کرانے نام اوسکے بھائی راجہ سنکردت اور اوسکی زوجہ سہودیہ کنور بطور قایمقام قانونی مہاراجہ متوفی کے گذری تھی - منجانب راجہ شنکردت کے عذر داری ہوئی تھی لیکن منجانب بیوہ کے نہین ہوئی تھی - عدالت نے بحوالہ ایک فیصلہ کے جو صادر ہوچکا تھا اور جو متعلق اوس ڈگری کے اجرا کے تھا جو کسی دوسرے مدعی نے مدیون ڈگری مقدمہ ہذا پر حاصل کی تھی سل مین قایمقامون کے نام قایم کرنیسے بدین بیان انکار کیا کہ اونھون نے حسب وجوہ مندرجہ مقدمہ سابق کے انکار کیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ جج نے غالباً اس امر پر لحاظ نہین کیا کہ ایک مقدمہ کسی منشاء مین ہر پہلو سے مشابہ دوسرے مقدمہ کے نہین ہے - اوس مقدمہ مین جایداد زمینداری کے مقابلہ مین اجرا مطلوب تھا اور وہ جایداد بروقت وفات مدیون ڈگری کے زیر قرقی نہین تھی - عدالت نے اون نامون مین سے کسی ایک کے نام قایم کرنیسے انکار کیا تھا - ہمارا اصلی حکم کے یہہ بات ہے کہ مسٹر غلام مجتبے اپیل کرتے ہین ہمین معلوم ہوتا ہے کہ فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا بمقدمہ شیو پرشاد بنام ہیرا لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۴۴۰) سند قابل پابندی بابت اوس امر کے ہے جو اس معاملہ مین زیر تنقیح ہے - تفصیل وار اون غلط وجوہ کا تقلید کرنا فضول ہوگا جو جج عدالت ماتحت نے اسمعاملہ کے طے کرنیمین تحریر کیے ہین ہمکو صاف ظاہر ہے کہ یہہ مقدمہ ایسا ہے جو از روے فیصلہ متذکرہ بالا در اصل فیصل ہوا ہے - اوسمقدمہ مین اجلاس کامل نے یہہ تجویز کی تھی کہ دفعہ ۲۳۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی صرف اون مقدمات سے متعلق ہوتا ہے جسمین بعد وفات مدیون ڈگری کے ڈگریدار وہ جایداد نیلام کرانا چاہتا ہے جو مدیون ڈگری کے اوسکی حیات مین تھی اور جو اوسکی حیات مین مقدمہ ڈگریدار مین زیر قرقی نہین تھی - بنظر خیال اوس عدالت کے

جسنے وہ مقدمہ فیصل کیا تہا دفعہ ۲۳۴ کا یہ مقصود ہے کہ جو جایداد مدیون ڈگری کی اوسکی حیات مین نہتی وہ نہ صرف قایمقام مدیون ڈگری کے قبضہ مین آئی ہو بلکہ قبل ہونے درخواست حسب دفعہ مذکور کے قایمقام مذکور نے واجبی طور پر تصرف کیر ڈالا ہو۔ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اس مقدمہ مین کوئی جز و جایداد متروکہ کا قایمقام کے قبضہ مین نہین آیا ہے جسکی ذمہ داری بموجب دفعہ ۲۳۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی اوسکے مرتہن اوسقدر جایداد مدیون ڈگری پر محدود ہے جو اوسکے قبضہ مین آئی ہو اور اوسنے واجبی طور پر صرف نکیا ہو۔ چونکہ کیفیت یہ ہے ہم خیال کرتے ہین کہ عدالت ماتحت کی راے گو بوجوہ غلط مسل مین نام رسپانڈنٹان کا بطور قایمقامان مدیون متوفی کے قایم کرنیسے انکار کرنیمین کامل طور پر صحیح ہے۔ یہ طے یافتہ قانون معلوم ہوتا ہے کہ مسل مین ایسے قایمقام قایم کرنیکی ضرورت نہین ہے۔ ہماری راے مین غلام مجتبے مستحق اجراے ڈگری مین ایسی تدابیر فرید کے عمل مین لا سکتے ہین جنکا اونکو مشورہ دیا جاوے اور اس امر سے کوئی اونکا سدراہ نہین ہوسکتا ہے کہ مسل مین کوئی قایمقام جایز مدیون متوفی کا نہین ہے۔ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

برکٹ صاحب جسٹس۔ جو فیصلہ صادر ہوا ہے اوس سے مین اتفاق کرتا ہون اور صرف چند الفاظ اضافہ کرنا چاہتا ہون درخواست ڈگریدار مورخہ ۱۸ فروری ۱۸۹۲ء اور ۵ مارچ ۱۸۹۲ء دربارہ مسل اجراے ڈگری مین قایم کرایا ہے نام شنکردت ورانی سہو درا کنور کے ضلع جج نے صحیح طور پر نامنظور کی تہین نہ اون وجوہ کی بنا پر جو اونہون نے تجویز کئے ہین کہ جنکو میری راے مین معاملہ سے کچہ تعلق نہین ہے بلکہ اس وجہ سے کہ جو درخواست اسطرح پر ہوئی تہین وہ ایسی درخواستین نہین کہ جنکے لئے کسی قانون مین کسی قسم کا کوئی حکم نہین ہے۔ ظاہرا وہ درخواستین بسلسلہ دفعہ ۳۶۸ کے داخل ہوئی تہین جسمین واسطے قایم ہونے نام بجاے مدعاعلیہ متوفی مقدمہ کے ضابطہ معین ہوا ہے لیکن بموجب ایکٹ ۶ ۱۸۹۲ء و فیصلجات حکام عالیمقام پریوی کونسل کے ایسا ضابطہ مقدمہ اجراے ڈگری مین اختیار نہین کیا جاسکتا ہے۔ ایسے مقدمہ مین اگر ڈگریدار بعد وفات مدیون ڈگری کے ایسی جایداد کے مقابلہ مین کارروائی کرنا چاہتا ہے جو مدیون ڈگری کی حیات مین قرق نہین ہوئی تہی تو اوسکے لئے طریقہ مناسب وہ ہے جسکا نشان دفعہ ۲۳۴

ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے روسے دیا گیا ہے لیکن اگر وہ جایداد مدیون ڈگری کی حیات مین قرق ہو چکی ہے تو وہ علاقہ قانون مین آجاتی ہے اور مدیون ڈگری کی وفات پر قرقی ساقط نہین ہو جاتی ہے اور اوس جایداد کے مقابلہ مین کارروائی کرنیکی غرض سے یا بشرط ضرورت اوسکے نیلام کرنیکی غرض سے انکو بطور قایمقام قانونی کے فریق کرنیکی ضرورت نہین ہے۔ لہذا اسمقدمہ مین درخواست صدور حکم واسطے سل مین قایم کرانے نام بہائی اور بیوہ مدیون ڈگری متوفی کے فضول تہی۔ یہ ایسا حکم ہے جسکے صادر کرنیکا عدالت کو اختیار نہین تہا اور اوس حکم کے صادر کرنے سے انکار کرنے مین عدالت کی راے صحیح ہے اگرچہ جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون کہ جو وجوہ اوس انکار کے عدالت نے لکہی مین غلط اور غیر متعلق ہین۔

علیگڈہ اپیل اول نمبر ۳۹ سنہ ۱۸۹۳ء منفصلہ ۵ر فروری

تہوسنگہ (مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام گلاب سنگہ (مدعی) رسپانڈنٹ

میعاد سماعت۔ نالش دخلیابی جایداد مین ضمناً ضرورت تنسیخ یا استقرار ناجوازی تبنیت کے پیش آجانا۔ ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۱۱۸۔

مد ۱۱۸ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ میعاد سماعت ہند صرف اس استقرار کی نالش سے متعلق ہے کہ تبنیت ناجایز ہے یا فی الواقع کبھی وقوع پذیر نہین ہوئی مد مذکور نالش دخلیابی جایداد سے محض اسوجہ سے متعلق نہین ہے کہ بغرض موثر کرنے دادرسی مندرجہ نالش مذکور کے یہہ تجویز کرنا ضروری ہوگا کہ تبنیت بینہ ناجایز ہے۔ باسدیو بنام گوپال (انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۶۴۴) گندہرپ سنگہ بنام لچھمن سنگہ (انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۴۸۵) باداجی راؤ بنام رام راؤ (انڈین لاریورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۱۶۰) وللہ پر بہو لال بنام مائین (انڈین لاریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۴۰۱) پر حوالہ ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین
عبد الروف منجانب اپیلانٹ رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - اس اپیل کی سماعت ساتھ اپیل اول نمبر ۱۱۷ سنہ ۱۸۹۳ء کے ہوئی تھی - اپیل اول نمبر ۹۳ سنہ ۱۸۹۳ء مین نتھو سنگہ مدعاعلیہ اپیلانٹ ہے اور اپیل اول نمبر ۱۱۷ سنہ ۱۸۹۳ء مین گلاب سنگہ مدعی اپیلانٹ ہے نالش واسطے دخلیابی حصص ایک موضع کے ہے جو وقت اغاز نالش ہمکے نتھو سنگہ مدعاعلیہ کے قبضہ مین تھے مدعی مستحق اوس ڈگری کا ہے جو اوس نے عدالت ماتحت سے پائی تھی بشرطیکہ نتھو سنگہ متبنی ترسی رام کا حسب بیان اپنی نہو - ترسی رام منجملہ پانچ پسران زور آور سنگہ کے ایک پسر تہا - گلاب سنگہ مدعی منجملہ اون پسران کے ایک پسر ہے - نتھو سنگہ کا یہہ بیان ہے کہ ترسی رام اور اوسکی اوسوقت کی زوجہ سماۃ لچھو نے نتھو سنگہ کو دو برس قبل وفات ترسی رام کے متبنی کیا تہا - مدعی کا بیان بالکل نفی اوس تبنیت کے ہے سنہ ۱۸۶۴ء مین اس تبنیت کا وقوع پذیر ہونا بیان کیا جاتا ہے سنہ ۱۸۷۶ء مین رکیونکہ زور آور سنگہ سنہ ۱۸۶۴ء مین فوت ہوگیا تہا اسماۃ لچھو بیوہ ترسی رام نے جو اپنے باپ زور آور سنگ کے پہلے مرگیا تہا ایک درخواست عدالت مال مین بدین درخواست داخل کی تہی کہ موضع مین کسی حصہ کی نسبت نتھو سنگہ کا نام داخل خارج کیا جاوے - سماۃ نے اوس درخواست کی کارروائی مین یہہ بیان کیا تہا کہ اوسکے شوہر متوفی نے نتھو سنگہ کو متبنی کیا تہا جب شخص آخرالذکر ایک سال کی عمر کا ہوچکا تہا بطور امر واقعہ کے اوس درخواست پر منجملہ دیگر اشخاص کے مدعی مقدمہ ہذا نے اعتراض کیا تہا اور سماۃ لچھو کا نام کاغذات مال مین درج ہوا تہا اور نتھو سنگہ کا نام داخل نہین ہوا تہا - سنہ ۱۸۷۶ء مین اوس درخواست کے گذرنے اور مدعی حال کے اعتراض کرنیکے واقعہ پر مسٹر عبدالروف نے منجانب نتھو سنگہ مدعاعلیہ کے یہہ حجت کی ہے کہ نالش مین میعاد سماعت عارض ہے - وہ مد ۱۱۸ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت سنہ ۱۸۷۷ء پر استدلال کرتے ہین اور تائید اپنی حجت کے فیصلجات حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ جگدمبا چودہرائن بنام دکہنا موہن رائے چودہری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۸) و مہیش نراین منشی بنام تارک ناتہہ مترا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۴۸۷) اور ایک فیصلہ عدالت ہذا مقدمہ اندا بنام جہانگیرا (زبدۃ النظائر ہفتہ وار سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ) پر بہی استدلال کرتے ہین مقدمہ آخرالذکر بلا شبہہ باعتبار مد ۱۱۸ ضمیمہ ۲ - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے فیصل ہوا تہا - ہر دو مقدمات روبرو حکام عالیمقام پریوی کونسل کے باعتبار ایکٹ میعاد سماعت نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء کے فیصل ہوئے تہے

جس مدمین بالخصوص ذکر تبنیت کا ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء مین ہے وہ مد ۱۲۹ ضمیمہ ۲ کا ہے
وہ مدات ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۷۱ء کے جنمین بالخصوص ذکر نالشات متعلقہ تبنیت کا ہے
وہ مد ۱۱۸ و ۱۱۹ ضمیمہ ۲ کے ہین سد ۱۲۹ - ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء عبارتاً متعلق نالشات اثبات
یا تنسیخ تبنیت کے ہے - یہ سچ ہے کہ جن مقدمات کا ہمنے اوپر ذکر کیا ہے اونمین حکام عالیمقام
پریوی کونسل نے الفاظ واسطے منسوخی تبنیت مندرجہ مد مذکور کو بطور متعلق اون نالشات کے
متصور کیا ہے جو واسطے استقرار اس امر کے ہوتی ہین کہ تبنیت ناجائز ہے - ہم یہہ بھی تجویز
کرتے ہین کہ جب واضعان قوانین نے ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء صادر کیا تھا اوسوقت اونہونے
عبارت مد ۱۲۹ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء کو استعمال نہین کیا بلکہ عبارت مدات ۱۱۸ و ۱۱۹ کو
استعمال کیا تھا جسکے رو سے بموجب معمولی تعبیر کے ایک صورت مین وہ مدات اون نالشات
پر محدود ہونگے جنمین یہہ استقرار حاصل ہوگا کہ تبنیت مظہرہ ناجائز ہے بافی الواقع کبھی وقوع
پذیر نہین ہوئی اور دوسری صورت مین یہہ استقرار حاصل ہوگا کہ تبنیت جائز ہے - وضعان
نے ضمیمہ کے دیگر اجزا مین مثلاً مد ۹۱ ضمیمہ ۲ - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء مین تقلید عبارت مد ۹۲
ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء کی کی ہے جو متعلق نالشات تنسیخ یا منسوخی دستاویز کے ہون جبکہ لئے دوسری
طور پر حکم نہین ہوا ہے - ہم قیاس کرتے ہین کہ عبارت مد ۱۲۹ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء سے
اختلاف کرنے اور عبارت مدات ۱۱۸ و ۱۱۹ ضمیمہ ایکٹ حال کے استعمال کرنیسے جو صرف
نالشات استقرارات سے متعلق ہے یہہ مقصود تہا کہ وہ مدات صرف اون نالشات سے
متعلق ہونگے جنمین ایسے استقرارات کی استدعا کیجاتی ہے - ہماری اس راے کی تائید
فیصلہ عدالت ہذا مقدمہ باسدیو بنام گوپال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۶۴۴)
دیگر ہر پسنگہ بنام لچھمن سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۴۸۵) اور فیصلہ
ہائیکورٹ بمبئی مقدمہ باداجی راؤ بنام رام راؤ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۶۰)
اور نیز ہائیکورٹ کلکتہ مقدمہ لالہ پربہولال بنام مائلن (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴
صفحہ ۴۰۱) سے ہوتی ہے - چونکہ کیفیت یہہ ہے اور چونکہ نالش ہذا واسطے ایسے استقرار کے
نہین ہے لہذا ہم تجویز کرتے ہین کہ مد ۱۱۸ متعلق نہین ہے اور نالش خارج المیعاد نہین ہے -
اب ہم روداد مقدمہ پر غور کرتے ہین - زور آور سنگہ افسر اس خاندان کا سنہ ۱۸۶۷ء مین
فوت ہوا تھا - اوسکا لڑکا ترسی رام جسکی بیوہ مسماۃ لچھوتھی زور آور سے پہلے مرگیا تھا - جسوقت

مسماۃ لچھو کا نام کاغذات مال مین جایداد متروکہ زورآور کے پنجم حصہ پر داخل ہوا تہا تبعید آور
کالڑ کا شب سنگہ زندہ تہا ۔ شب سنگہ تین لڑکونکا باپ تہا جنمین سے ایک نتہو سنگہ ہے جو بنسبت
ترسی رام کا بیان ہوتا ہے - یہہ باور کرنا غیر ممکن ہے کہ اگر یہہ تبنیت وقوع پذیر ہوئی تہی ۔ تو شب
زورآور سنگہ کی وفات پر خود اپنی اصلی بیٹے نتہو سنگہ کے استحقاق داخل کرایا نے اپنے نام
بطور پوتے زورآور سنگہ اور بطور پسر متبنی ترسی رام کے اصرار کرتا - اوسنے اس قسم کا کوئی اصرار
نہین کیا - سماۃ لچھو کا نام داخل ہوا تہا - ایک اور امر ہے جو ہماری راے مین اس تبنیت
مظہرہ کے لئے قاطع ہے - اگر یہہ تبنیت فی الواقع وقوع پذیر ہوئی تہی تو نتہو سنگہ کوئی حصہ
اپنے اصلی باپ شب سنگہ کی حیثیت سے نہ پاسکتا لیکن شب سنگہ کی وفات پر نتہو سنگہ نے حصہ
مساوی جایداد شب سنگہ کا اپنے بہائیونکے ساتہہ لیا تہا اور شب سنگہ کی سیر کی کاشت
کرتا رہا - ایک دوسرا واقعہ جو تبنیت کے خلاف ہے یہہ ہے کہ سماۃ لچھو کا نام اوسکی وفات
تک جو ۱۸۹۱ء مین ہوئی تہی [illegible] ایک خمس حصہ [illegible] اور واقعی وہ اوسکو کاشت کراتی رہی تہی -

مسلمین شہادت موجود ہے جسکو ہم باور کرتے ہین اور جس سے ثابت ہوتا ہے
کہ چند سال قبل پیدایش نتہو سنگہ کے ترسی رام فوت ہوگیا تہا - نتہو سنگہ کے مقدمہ کا مدار اوسکے اس امر کے
ثابت کرنے پر ہے کہ جو تبنیت وہ بیان کرتا ہے وہ ترسی رام کے حالت حیات مین
وقوع پذیر ہوئی تہی - سماۃ لچھو کے نام کو بحیثیت بیوہ ترسی رام کے بنسبت ایک خمس حصہ
کے بعیوض اوسکے نان ونفقہ کے خاندان والون نے کاغذات مال داخل ہوجانے دیا
اگرچہ وہ مستحق نہتی کہ اسطرحپر اوسکا نام داخل کیا جاتا - بہت ممکن ہے کہ ۱۸۷۶ء مین - بوجہ
کسی رنجش باہم اہالیان خاندان کے وہ نتہو سنگہ کو بطور پسر متبنی ترسی رام کے ظاہر کرنیکو
امادہ ہوگئے - اوسوقت اوسکے طریق عمل کی جو کچہہ وجہہ رہی ہو لیکن اوسکا طریق عمل
مابعد وقوع تبنیت کے مغایر ہے - بدین وجوہ ہم اپیل اول ۹۳ ۱۸۹۲ء معہ خرچہ
ڈسمس کرتے ہین -

کانپور نگرانی فوجداری نمبر ۶۰۸ سنہ ۱۸۹۴ع منفصلہ ۱۴ جنوری صفحہ ۳ انگریزی

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام کیلی

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ع (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۴۰۹ – خیانت مجرمانہ –

تجویز ثبوت جرم متعلقہ خیانت مجرمانہ بابت عام کمی حساب کے –

شخص ملزم پر الزام خیانت مجرمانہ کا بہ نسبت عام کمی کے قایم ہو سکتا ہے اور کل صورتون مین یہہ ضرور نہین ہے کہ ملزم پر الزام تغلب کسی خاص رقم کا جو کسی تاریخ معین کو کسی خاص شخص سے وصول ہوئی ہو قایم کیا جاوے سرکار بنام لائیڈ جونز (دسی ایڈر لی جلد ۸ صفحہ ۲۸۸) و سرکار بنام چیپین (دسی انیڈ کے جلد ۱ صفحہ ۱۱۹) و سرکار بنام رولشتن بوتھم (کاکس جلد ۱۴ صفحہ ۴۳) و ملکہ معظمہ بنام لیمبرٹ (کاکس جلد ۲ صفحہ ۳۰۹) پر حوالہ ہوا –

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین –

راسٹمن منجانب سایل – گورنمنٹ پلیڈر رام پرشاد منجانب سرکار

ایکمین صاحب جسٹس – یہہ درخواست نگرانی بنا راضی حکم صیغہ اپیل مورخہ ۔۔ ۔۔ ذیعلیت شد ۔۔ رز جج کانپور مشعر بحالی تجویز ثبوت جرم سایل متعلق جرم خیانت مجرمانہ بحیثیت کارندہ کی ہے جو بموجب دفعہ ۴۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے سایل ا ۔ کیلڈ کیلی بمقام کانپور کوٹہی مسرس اولین و ہر شارن اینڈ کمپنی کا ایجنٹ تہا جسکا صدر دفتر مقام لندن مین ہے اوسکی شاخ کلکتہ مین ہے جو مختلف اسباب سوت وغیرہ اس ملک مین لاتے ہین اور بتوسط اپنے ایجنٹون کے بیچتے ہین – کیلی کا یہہ کام تہا کہ جو اسباب اوس کے پاس کانپور مین کلکتہ کی شاخ سے بہیجا جاوے اوسکو بیچے اور اوسکی آمدنی کلکتہ کو بہیجدے – اوس پر یہہ بہی لازم تہا کہ خلاصہ حساب زر نقد کا جس سے اوس کے معاملات ظاہر ہوتے ہون کلکتہ کو بہیجا کرے – وہ اپنے حساب کے بہیجنے مین توقف کرتا رہا – اسوجہ سے مسٹر مالمین منیجر شاخ دہلی اور مسٹر ساندر یگر اسسٹنٹ شاخ کلکتہ کانپور مین یکجا ہوے اور ۲۸ اگست گذشتہ کو کیلی کا حساب جانچا – بموجب ان حسابون کے جو خاص اوسی کے دست و قلم کے ہین اوسکے ہاتھہ مین بقایا زر نقد مبلغ ہمہ لعہ رموجود ہونا چاہیے تہا – لیکن جو کچھہ

اوسکی صندوق مین پایا گیا وہ مابعد پایا گیا اور اسطرح پر اوسکے حساب کی کمی ہے۔ اسی
کمی کے بابت یہہ بات ہے کہ اوسپر تجویز ثبوت جرم صادر ہوئی ہے۔

مقدمہ سایل کی بحث مسٹر راس السٹن نے بہت اچھی طرحسے کی ہے۔ اصل
دلیل جسپر ذی علم کونسل سایل نے استدلال کیا ہے یہہ ہے کہ تجویز ثبوت جرم خیانت مجرمانہ
بابت بقایا عام حساب کے قانوناً بیجا ہے۔

اسکی تایید مین اونہون نے مقدمہ سرکار بنام لائڈ جونز (دسی انڈ لی جلد ۸ صفحہ
۲۸۸) پر حوالہ کیا گیا ہے۔ اوسمقدمہ مین الدرسن صاحب بی نے یہہ تحریر کیا ہے۔
بروقت تجویز کے حساب کی عام کمی کے ثابت کرنا کافی نہین ہے کوئی خاص رقم کا تغلب
ہونا اوسی طرح پر ثابت کرنا چاہیے کہ جسطرح پر چوری کے مقدمہ مین کسی خاص مال کا چوری جانا
ثابت ہونا چاہیئے۔ مقدمات سرکار بنام جیمین (دسی اینڈ کے جلد ا صفحہ ۱۱۹) اور سرکار بنام
ہوڈسٹن ہیم (کاکس جلد ۳ صفحہ ۱۳) پر بہی استدلال ہوا تہا۔

ان فیصلون کی صحت پر انگلستان مین بہی شبہہ ہوا تہا۔ بہ نسبت فیصلہ مقدمہ
سرکار بنام لائڈ جونز کے تحریرات ذیل شہادت فوجداری اسکو صاحب طبع دہم صفحہ ۴۶۴
مین ہوئی ہین۔ جب کوئی شخص روپیہ کے وصول کرنے اور ادا کرنیکے لیے مقرر ہوتا ہی تو حساب
کی کمی سے زیادہ ثابت کرنا قریب قریب غیر ممکن ہے اور اگر کلمات الدرسن صاحب بی کے
جو مقدمہ سرکار بنام جونز (ماسبق) اونکی ٹہیک معنی مین تصور کیجاوین تو تغلب کے علت
مین حصول تجویز ثبوت جرم کا جب فریقین مین حساب چل رہا ہو بہت غیر ممکن ہوگا۔ اور
مصنف یہانتک ایما کرتے ہین کہ مقدمہ متذکرہ بالا مین کچہہ غلط نہی اوس اصول قانونی
کے ہوئی ہی جو متعلق بحث کے تہا۔ مین مقدمہ ملکہ معظمہ بنام لیمبرٹ (کاکس جلد ۲ صفحہ ۳۰۹
منفصلہ سنہ ۱۸۴۷ء) پر بہی حوالہ کرتا ہون۔ اوسمقدمہ مین جب نقد مقبوضہ ملزم کا جو ملازم
کسٹم ڈیپارٹمنٹ کا تہا جانچا گیا تو ۲۷۰ پونڈ اوس رقم سے کم پائے گئے جو بموجب اوس کے
کتابون کے اوس کے قبضہ مین ہونا چاہیے ہتی۔ بذریعہ ملازمت کے ملزم کو سرکار کے
بابت لینے و دینے دونون کا کام رہتا تہا اوسکی طرف سے یہہ حجت ہوئی تہی کہ بحالت ہونے
شہادت بہ ثبوت تصرف کسی خاص رقم کے جو کسی خاص شخص سے وصول کی ہتی الزام
قایم نہین رہ سکتا ہے۔ ارل صاحب جنکنس نے یہہ فرمایا تہا۔ مین خیال کرتا ہون کہ

حسب منشار قانون کے جرم کافی طور پر ثابت کیا گیا ہے بشرطیکہ جوری کو یہہ اطمینان ہو کہ قیدی نے اجمالاً ... رقم وصول کی تہی جو اوس کے خود سپردگی مین آگئی تہی اور کسی ایک جزو کلیہ اوس رقم کی ... کر وہ مفرور ہوگیا یا جب اوس سے حساب طلب ہوا تب اوس نے حساب دینے سے انکار کیا۔ ہمیشہ ناانصافی ہوا کرے گی اگر اور طرح فیصلہ کیا جاوے کیونکہ اس قسم کے مقدمون مین جسمین بے شمار مختلف رقوم روپیہ کی وصول ہوتی ہین یہہ تخصیص کرنا غیر ممکن ہوتا ہے کہ کونسی رقم یا رقوم یا کس رقم یا رقوم کے جزو کا تغلب ہوا لیکن انگلستان مین جو قانون ہو سو ہو مجھے یہہ تجویز کرنے مین کچھہ تامل نہین ہے کہ بموجب قانون ہند کے شخص ملزم پر بہ نسبت عام کمی کے جرم خیانت مجرمانہ کا قایم ہوسکتا ہے اور کل مقدمون مین جرم بہ تغلب کسی خاص رقم کا جو کسی تاریخ معین مین کسی خاص شخص سے وصول ہوئی قایم کرنا ضروری نہین ہے۔ اگر شخص ملزم کو اطلاع کافی اوس اتہام کی جسکا جواب اوسکو دینا ہے ہو تو یہی کافی ہے اور اسمقدمہ مین یہہ اطلاع اوسکو تہی۔

برعکس اسکے تجویز کرنا باستعمال الفاظ اول صاحب جسٹس کے نتیجہ بہ ناانصافی دوامی ہوگا۔ ذلیعم کونسل سایل نے بہ تقویت فیصلہ مقدمہ سرکار بنام ایڈورڈ ... جسمین (سی اینڈ پی جلد ۳ صفحہ ۴۲۲) یہہ بحث کی ہے کہ چونکہ حساب قیدی کا غلط ثابت نہین کیا گیا ہے لہذا کوئی تغلب نہین ہے بلکہ محض نادہندی ہے۔ لیکن باعتبار حساب کے یہہ بات نہین ہے کہ ایسے مقدمات مین الزام لگایا جاتا ہے یہ بات بہ نسبت غایب ہوجانے بعض رقم روپیہ کے ہوتی ہے۔ جایز ہے کہ حساب صحیح طریقہ سے رکہا جاوے اور غبن ہوتا رہے برعکس اسکے یہہ قیاس کرنا ممکن ہے کہ حساب بے سلیقگی سے رکہا جاوے اور اوسمین بہت سی فروگذاشت ہوجاوے تاہم کوئی شبہہ بددیانتی کا نہو۔ جس مقدمہ پر ذلیعم کونسل نے حوالہ کیا ہے اوسمین یہہ کہا گیا تہا اگر قیدی باقاعدہ وصول ہونا روپیہ کا تسلیم کرتا ہے تو محض اوسکے نہ ادا کردینے جرم سنگین نہین ہوتا ہے۔ یہہ محض معاملہ حساب کا ہے لیکن اسمقدمہ مین محض نہ ادا کرنے لگایا ہے کچھہ زیادہ معاملہ ہی مسٹر تالمین اور مسٹر سانڈر ریگر کی شہادت سے واضح ہوتا ہی کہ جب اس کمی کے بہ نسبت سوال کیا گیا تو کیلی نے تسلیم کیا تہا کہ اوس نے وہ روپیہ لیا ہے اور اون کی شہادت مضامین ایک خط دکاغذ جی کی نوشتہ کیلی موسومہ مسٹر سانڈر ریگر مورخہ ۳۰

اگست ۱۸۹۴ء ثابت ہوئی ہے۔
ذیعلم کونسل سایل نے عدالت سے تخفیف حکم سزا کی بحث بھی کی تھی۔ جو سزا بحال رکھی گئی ہے وہ دو برس قید سخت کا حکم سزا ہے۔ بہ لحاظ حالات مقدمہ کے میری یہہ رائے ہے کہ سزا مذکورہ بھی سخت نہین ہے۔ یہہ ایسے ملازم کا مقدمہ نہین ہے جو ایک ہی مرتبہ ترغیب مین آگیا ہو۔ زر کثیر غبن ہوا ہے اور مسٹر ہانڈ رگر کی شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ غبن اٹھارہ مہینہ سے ہو رہا ہے۔ جس لحاظ سے جو عذر ہی سایل نے پیش کی ہے وہ اوس کے مفید نہین ہے کیونکہ وہ تبرا اس دم بازی کہ ہے کہ زر گمشدہ کو مسٹر ٹالمین اور مسٹر سانڈر گر نے لیا ہے یہہ ایسی دم بازی ہے جسکو مین عدالت ماتحت کے ساتھہ بے بنیاد خیال کرنیمین اتفاق کرتا ہون۔
بدینوجوہ مین درخواست نامنظور کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ مسل واپس ہو۔

غازیپور — نگرانی فوجداری نمبر ۲۶۵ ۱۸۹۴ء — منفصلہ ۲۳ جنوری

قادر بخش بنام شیخ عبد اللہ

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۳۶۔ اختیار سشن جج دربارہ دست اندازی حکم مجسٹریٹ ضلع بموجب دفعہ ۴۳۷۔

سشن جج دفعہ ۴۳۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری پر عمل کر کے مجاز صادر کرنے حکم تحقیقات مزید کے باوجود اوس کے ہین کہ مجسٹریٹ ضلع نے ایسا کرنے سے انکار کیا ہے
ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام پرتھی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۲۴۳) سے امتیاز کیا گیا

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔
کالون و جوگندر ناتھہ منجانب سایل — السٹن منجانب فریق ثانی
گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار
ایکمین صاحب جسٹس۔ یہہ درخواست بجوز ثانی حکم مصدرہ ذیعلم سشن جج غازیپور مشعر حکم تحقیقات مزید بمقدمہ فوجداری کے ہے جسکو ایک عدالت فوجداری ماتحت نے بموجب احکام دفعہ ۲۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ڈسمس کیا تھا۔
معلوم ہوتا ہے کہ ۳ اپریل ۱۸۹۴ء کو ایک شخص عبد اللہ نے عدالت جنٹ

مجسٹریٹ غازیپور مین استغاثہ بنام ایک شخص مسمی قادر بخش کے بجرم محکومہ دفعہ ۴۱۱ مجموعہ
تعزیرات ہند کا قایم کرکے دایر کیا تہا۔ جنٹ مجسٹریٹ نے مقدمہ پولس مین بغرض تحقیقات
بہیجدیا اور یہہ حکم دیا تہا کہ بعد موصول ہونے رپورٹ پولس کے ۱۶ اپریل کو وہ نالش پیش ہو
۱۵ اپریل کو مجسٹریٹ نے رپورٹ پولس کے سننے کے بعد یہہ نتیجہ اخذ کیا کہ نالش جہوٹہی
ہے اور حکم دیا کہ عبداللہ پر مقدمہ فوجداری بموجب دفعہ ۱۸۲ و دفعہ ۲۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند
کے قایم کیا جاوے۔ دوسرے روز مجسٹریٹ نے بجا لا اپنے حکم روز گذشتہ کے نالش
مذکورہ ۱۶ اپریل کو ڈسمس کیا۔ اوس پر عبداللہ نے مجسٹریٹ ضلع سے واسطے صدور
حکم تحقیقات مزید بموجب دفعہ ۴۳۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے درخواست کی۔ مجسٹریٹ
ضلع نے دست اندازی کرنے سے انکار کیا۔ تب عبداللہ نے اوسی دفعہ کے بموجب
سشن جج سے درخواست صدور حکم مذکور کی کی۔ اپنے درخواست مین اوس نے
کہی ذکر اس امر کا نہین کیا تہا کہ ایسی درخواست مجسٹریٹ ضلع کے یہان سے نامنظور
ہو چکی ہے قطعی طور پر یہہ نامناسب تہا۔ سشن جج نے یہہ نتیجہ اخذ کیا کہ حکم مجسٹریٹ
مشعر انکار صدور حکم تحقیقات مزید مانع اونکی صادر کرنے اس حکم کا ہی کہ تحقیقات مزید کیجاوے
بہرکیف ۴ اگست ۱۸۹۴ء کو سشن جج نے برطبق درخواست مجدد عبداللہ بغرض نگرانی
حکم مجسٹریٹ ضلع کے حکم تحقیقات مزید کا صادر کیا۔ قادر بخش جسکو عبداللہ نے اپنی استغاثہ
مین ملزم قرار دیا تہا عدالت ہذا سے درخواست نگرانی حکم سشن جج مورخہ ۴ اگست
۱۸۹۴ء کے کرتا ہے۔ یہہ حجت کی گئی ہے (۱) کہ سشن جج کو اختیار تجویز ثانی کرنے حکم
مجسٹریٹ ضلع کا حاصل نہ تہا (۲) چونکہ یہہ ثابت نہین کیا گیا تہا کہ شہادت مزید موجود
ہے حکم تحقیقات مزید کا بموجب دفعہ ۴۳۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے صادر نہین ہو سکتا
تہا۔ بہرکیف عذر دوم پر اصرار نہین کیا گیا تہا اور وہ خلاف فیصلجات حال کے ہے۔
(۳) یہہ حجت ہوئی ہے کہ باعتبار روداد مقدمہ کے سشن جج کو حکم تحقیقات مزید کا صادر
نہین کرنا چاہیے تہا۔

مین خیال کرتا ہون کہ عذر اول معقول ہے سشن جج کو قانوناً اختیار تجویز
ثانی کرنے حکم مجسٹریٹ ضلع کا حاصل نہین ہے۔ اگر اونہون نے یہہ سمجہا تہا کہ وہ حکم
نامناسب تہا تو اونکو اختیار تہا کہ رپورٹ مقدمہ کی بموجب احکام دفعہ ۴۳۸ مجموعہ

ضابطہ فوجداری واسطے صدور حکم ہائیکورٹ کے کرے۔ ذلعلم کونسل نے جس نے مقدمہ سایل کے بحث کی ہے یہہ حجت کی تہی کہ اگر مجسٹریٹ ضلع نے حکم تحقیقات مزید بموجب دفعہ ۴۳۶ کے صادر کرنے سے انکار کیا تہا تو سشن جج یہہ حکم صادر نہین کرسکتے ہین کہ ایسی تحقیقات مزید کیجاوے اور اونکو صرف یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے تہا کہ رپورٹ مقدمہ کی واسطے صدور حکم ہائیکورٹ کے کرتے۔ مین یہہ نہین تجویز کرسکتا ہون میری رائے مین سشن جج یہہ حکم صادر کرسکتے ہین کہ تحقیقات مزید ایسی مقدمہ مین کیجاوے جسمین مجسٹریٹ ضلع نے ایسکے تحقیقات کے حکم صادر کرنیسے انکار کیا تہا۔ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام پرہتی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۲ صفحہ ۴۲۴) مین اسٹریٹ صاحب جسٹس نے یہہ کہا تہا۔ اگرچہ مین یہہ کہنے کو امادہ نہین ہون کہ عبارت دفعہ ۴۳۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے رو سے مجسٹریٹ ضلع قطعاً بلا اختیار چہوڑدی گئی ہین جبکہ ایک مرتبہ تصفیہ معاملہ کا جج ضلع نے کردیا ہو تاہم میری یہہ رائے ہے کہ یہہ امر بہت غیر اسالیش کا ہے کہ جب ایک مرتبہ کوئی معاملہ اس قسم کا ضلع جج کے حضور مین جاچکا ہے اور اونہون نے ایکطرح یا دوسرے طرح احکام صادر کردے ہین اوسوقت مجسٹریٹ ضلع اوس معاملہ کو اپنے ہاتہہ مین لے لیوین اور بالکل خلاف قسم کے احکام صادر کرین۔ اس سے یہہ بات صاف ظاہر ہے کہ مسٹر جسٹس اسٹریٹ نے یہہ خیال کیا تہا کہ مجسٹریٹ ضلع کا حکم تحقیقات مزید کا صادر کرنا خلاف قانون نہین ہے گو ضلع جج نے ایسے حکم کے صادر کرنے سے انکار ہی کیا ہو لیکن یہہ بات اونہون نے لطور ادب عدالتانہ کے تصور کیا تہا کہ ایسا حکم مجسٹریٹ ضلع کو صادر نکرنا چاہیے جب کہ ایسی عدالت نے جسکے وہ ماتحت ہین دوسری رائے مقدمہ کی بابت قائم کردی ہو۔ اعتراض بے ادبی عدالتانہ کا سشن جج سے متعلق نہوگا جب وہ ایسا حکم صادر نہ کرین جو خلاف حکم کسی اونکی ماتحت عدالت کا ہو۔ لہذا میری یہہ رائے ہے کہ سشن جج حکم تحقیقات مزید کا باوجود اس کے صادر کرسکتے ہین کہ مجسٹریٹ ضلع نے ایسا کرنیسے انکار کیا تہا جو حکم اونہون نے صادر کیا تہا وہ ایسا ہے جسکے صادر کرنیکا اختیار اونکو بذریعہ اپنی مساوی اختیار الحکومہ دفعہ ۴۳۶ کے حاصل تہا اگرچہ حسب تحریر بالا مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ حکم مذکور بطریق تجویز ثانی کے صادر کرسکتے تہے۔ یہہ اعتراض محض اصطلاحی ہے اور اسوجہ سے اگر وہ دیگر وجوہ سے حکم صحیح ہے تو مین اوس مین

دست اندازی نکرونگا - مجھکو شک نہین ہے کہ حسب حالات متذکرہ بالا وہ حکم صحیح ہے - مین خیال کرتا ہون کہ جنٹ مجسٹریٹ نے ۲۱ اپریل واسطے تجویز استغاثہ سایل کے مقرر کرنیکے بعد خلاف سایل کے اور اوسکی غیبت مین اور قبل تاریخ معینہ کے حکم سنا یہین بیجا عمل کیا ہے - اس بنیاد پر بلحاظ روداد مقدمہ کے مین خیال کرتا ہون کہ اسسٹنٹ سشن جج کی اس امر کے خیال کرینمین صحیح ہے کہ مقدمہ ایسا ہے جسمین تحقیقات کیجا وسے - لہذا مین درخواست نگرانی نامنظور کرتا ہون - مزید بران بموجب عام اختیارات نگرانی کے جو عدالت ہذا کو عطا ہوے ہین مین حکم جنٹ مجسٹریٹ مصدرہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۹۴ء مشعر حکم ارجاع استغاثہ فوجداری بنام سایل کے منسوخ کرتا ہون اگر بہ نتیجہ تحقیقات مزید یہہ ثابت ہو کہ نالش سایل کی جھوٹی نہین ہتی تو پھر اوسپر مقدمہ قایم ہوسکیگا - بجانب دیگر اگر بعد تحقیقات مزید کے مجسٹریٹ کو اپنی اوس راے کے تبدیل کرنیکی وجہ نظر نہ آوے جو اوس نے مقدمہ کے نسبت قایم کی ہتی تو اونکو اختیار ہے کہ حکم جدید واسطے سایل پر مقدمہ قایم ہونیکے صادر کرین -

---

مراد آباد نگرانی فوجداری نمبر ۴۰ سنہ ۱۸۹۴ء منفصلہ ۲۴ جنوری صفحہ ۴۰ انگریزی

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام رام چرن لال

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۲۵۶ و ۲۵۷ - استحقاق ملزم دربارہ طلبی مکرر گواہان ثبوت واسطے سوالات جرح کے -

احکام دفعہ ۲۵۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے دفعہ ماسبق سے متعلق نہین ہین دفعہ ۲۵۶ مجموعہ کے روسے ملزم کو قطعی استحقاق دیا گیا ہے کہ جب وہ اپنی صفائی کرتا ہو حسبوقت چاہے گواہان جانب ثبوت موجودہ عدالت یا اوس کے قرب وجوار کو مکرر طلب کراوے اور سوالات جرح کرے - دفعہ ۲۵۷ - ان گواہان جانب ثبوت کے طلبی مکرر بغرض سوالات جرح کے سے متعلق ہے جو عدالت مین یا اوس کے قرب وجوار مین موجود نہون - ملزم کو ان گواہو نکے طلب کرنیکا استحقاق قطعی حاصل نہین ہے - اگر مجسٹریٹ یہہ خیال کرے کہ درخواست بغرض تکلیف دہی یا توقف یا تکمیل انصاف مین خلل اندازی کے غرض سے ہے تو وہ مستحق ہین کہ اوسکو نامنظور کردین لیکن اونکو اپنی وجوہ ایسے خیال کرنیکے قلمبند کرنا چاہئے -

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین
کالون و موتی لال منجانب سایل گورنمنٹ پلیڈر، (رام پرشاد) منجانب سرکار
ایکمین صاحب جسٹس - یہہ درخواست واسطے نگرانی حکم ... اپیل مصدرہ
ذیعلم سشن جج مراد اباد مشعر بحالی تجویز ثبوت جرم سایل بعلت اوس جرم کے جو ازروی
دفعہ ۴۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے اور جس کی پاداش مین اوسکی نسبت
حکم سزاے قید سخت بمیعاد مجموعی چار سال کے صادر ہوا تہا ہے -

جس عذر کی بنیاد پر اس درخواست کی تایید کیگیی ہے یہہ ہے کہ قیدی کو
اپنی جوابدہی مین اوس ضابطہ سے بہت مضرت پہونچی ہے جو عدالت مجسٹریٹ مین اختیار
کیا گیا تہا کہ جہان بیان کیا جاتا ہے اوسکو موقع اوس جرم کے جوابدہی کا نہین دیا
گیا تہا جو اوس کے مقابلہ مین قایم کیا گیا تہا -

مین ایسا حکم صادر کرنے سے نہایت ناخوش ہون جسکا یہہ اثر ہو کہ مقدمہ سرنو شروع
کیا جاوے اور مجسٹریٹ اور اسکا نا سشن جج کو اوان ... مین غور کرنا ضروری
ہوجاوے جو مقدمہ مین دوبارہ پیش کیجاوین لیکن بعد سماعت ذیعلم کونسل سایل اور گورنمنٹ
پلیڈر منجانب سرکار کے اور بعد ملاحظہ مسل مقدمہ کے میری یہہ راے ہے کہ مجھکو بجز اسکے اور کچھہ
اختیار نہین ہے کہ حکم صیغہ اپیل مصدرہ جج اور تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا مصدرہ مجسٹریٹ
ضلع کو منسوخ کرون اور یہہ حکم صادر کرون کہ مقدمہ اوس نوبت سے اوٹہایا جاوے کہ
جس نوبت کو وہ اوسوقت پہونچا تہا جب ملزم کے مقابلہ مین فرد جرم مرتب ہوی تہی - اس
نتیجہ کے اخذ کرنے مین جو وجوہ مجہپر موثر ہوے ہین اونکی تشریح کرنیکے لیے طوالت اوس تواریخ
کا بیان کرنا ضروری ہے جو وقوع پذیر ہوتی ہے -

سایل رام چرن اجنٹ مشہور کوٹہی راے برادران کا بمقام چندوسی تہا -
۱۴ جولائی ۱۸۹۴ء کو اوس کے اوپر مسٹر تہوڈر راے ایک ممبر کوٹہی مذکور نے اوس پر
الزام خیانت مجرمانہ کا بہ نسبت رقوم زرکثیر کے قایم کرکے نالش کی تہی - اوسی روز رام چرن
بذریعہ وارنٹ کے گرفتار ہوا تہا اور ضمانت بہ تعداد کثیر پر رہا کیا گیا تہا - ۱۸ جولائی ۱۸۹۴ء
کو ایک درخواست منجانب ملزم بدین استدعا گذری تہی کہ اجنٹی چندوسی کی کتابین
جو اوس سے ۱۶ جون ۱۸۹۴ء کو لے لی گیین تہین عدالت مین پیش کیجاوین مستغیث کو

اون کتابون کے پیش کرنیکا حکم ہوا تہا - اوسی روز ضمانت سایل کی جو ابتدا ً ... کی قایم کی گئی تہی ا لـــــ سر تخفیف کر دی گئی تہی - یکم اگست ۱۸۹۴ء کو سماعت مقدمہ کی شروع ہوئی تہی - اوس تاریخ کو رانی صاحب سے سوالات فریق اول کے طولانی کیے گئے مجسٹریٹ کے مسل شہادت مین ۲۰ تختون کے صفحوں شامل ہے - دوسری روز تک اونسے سوالات فریق اول کے ہوتے رہے اور مجسٹریٹ کا خلاصہ اوسکا ۱۲ صفحہ ہوئے - اظہار مین تفصیل حساب کی بہت زور بہت سے کاغذون سے متعلق ہے -

۲ اگست کو مجسٹریٹ کے خلاصہ مین یادداشت اول مجسٹریٹ کے تحریر مین ہے - یہہ کہدینے کے بعد کہ اونکو موقع سوالات جرح لے کرنیکا بعد ازین نہین دیا جاویگا بجز اوس صورت کے کہ بعد مرتب ہو جانے فرد قرار داد جرم کے سرشتہ رانی بموجب دفعہ ۲۵۶ و ۲۵۷ کے طلب کیجاوین بجانب صفائی سے اسوقت سوالات جرح کے کرنیسے انکار ہوا ہے -

۲ اگست کو مجسٹریٹ نے ملزم کو ضمانت صمار زاید کی داخل کرنیکا حکم دیا اور یہہ بھی حکم کیا کہ ۳ تاریخ تک اوسکو مـــــ ر کی ضمانت دینا ہوگا -

۴ تاریخ کو سوالات فریق اول کے رانی صاحب سے قایم رہے اور اٹھ صفحہ سے زیادہ خلاصہ مجسٹریٹ کے تحریر مین ہے - یہہ امر عجیب ہے کہ ۲ اگست کا مجسٹریٹ کا حکم بہ نسبت انکار منجانب صفائی دربارہ سوالات جرح کے کرنیکی جو اوسوقت ہوئی تہی اونکی مسل کے نوین صفحہ پر جو چوتہی تاریخ کا ... رانی صاحب کے اظہار کا ہے پایا جاتا ہے -

۷ اگست کو گواہان مزید ثبوت کا اظہار قلمبند ہوا تہا اور اوسی تاریخ کو چونکہ ملزم وہ بہاری ضمانت مطلوبہ داخل نکر سکا حوالات مین بہیجا گیا تہا - ۸ اگست کو رانی صاحب سے سوالات فریق اول قایم رہے اور ختم ہوئے - اوسی تاریخ کو افراد جرم مرتب ہوئے تہے اور ملزم کا اظہار قلمبند ہوا تہا - ۹ اگست کو منجانب ملزم کے ایک درخواست بدین استدعا داخل ہوئی تہی کہ ۱۵ روز کیواسطے مقدمہ اسلئے ملتوی کیا جاوے کہ اوسکو موقع اپنی جوابدہی کی طیاری کرنیکا ملے - اوس نے یہہ بیان کیا تہا کہ وہ اظہارون کے نقل حاصل نہین کرسکا اور نہ اپنی وکیل کو وہ متعدد حسابات جو داخل ہوئے ہین سمجہا سکا ہے - اوس نے یہہ بہی استدعا کی تہی کہ گواہان ثبوت بغرض سوالات جرح کے پہر طلب کیجاوین اور یہہ بیان کیا تہا کہ اپنے گواہون کو وہ بعد ازان نامزد کریگا - ۹ اگست کو مجسٹریٹ نے ۱۷ تاریخ مقدمہ کی مقرر ہونیکا حکم صادر

کیا تھا۔ میری راے مین مہلت (۵ روز کی) جو ملزم نے واسطے طیاری جوابدہی کے
مانگی تھی بلحاظ نوعیت مقدمہ کے کسی طرح غیر معقول نہین تھی۔ اظہار مسٹر رانی کا سوالات
فریق اول مین لکھے ... سے کم نہین ہے۔ بہر کیف مجسٹریٹ نے مقدمہ کی ۱۷ مارچ مقرر
کی اور ملزم کو حکم دیا کہ فہرست اول گواہان ثبوت کی داخل کرے جنکو وہ طلب کرانا چاہتا ہے
اور یہہ فضول تھا کیونکہ وہ اونمین سے سب کو طلب کرانا چاہتا تھا اور خرچہ گواہان کا ...
مین داخل کرنیکا حکم دیا کہ وہ ... تعمیل ... دینا۔

۱۱ اگست کو فہرست گواہان کی منجانب ملزم کے داخل کی گئی اور صرف واسطے خرچہ
گواہان کے جمع کئے گئے۔ اوسپر مجسٹریٹ نے اس عذر سے حکم صادر کیا کہ چونکہ ملزم کو پورا موقعہ سوالات
جرح کے کرنیکا دیا گیا تھا مسٹر رانی اور مسٹر ... اس ... طلب نہ کئے جاوینگے الا یہہ کہ عدالت مین ...
مبلغ ... واسطے خرچہ گواہان کے داخل کیا جاوے۔ ۱۴ اگست کو وکیل ملزم نے درخواست
اجازت معاینہ کرنیکی شہادت دستاویزی مقدمہ کے ہمراہ اپنی موکل کے کی جو ۱۷ اگست کو ...
مین بند کردیا گیا تھا چونکہ ملزم کو کتب حساب کے اپنی وکیل کو سمجھا دینا ضروری تھا یہہ درخواست
معقول معلوم ہوتی ہے لیکن مجسٹریٹ نے اوسکو نامنظور کیا۔ ۱۷ اگست کو ملزم نے دوسری درخواست
مشعر عطاے مہلت بغرض طیار کرنے اپنی جوابدہی کے کی لیکن یہہ درخواست نامنظور ہوئی تھی

۲۰ اگست کو دوسری درخواست منجانب ملزم کے بدین بیان داخل ہوئی تھی کہ
اوسکے ایک دوست نے کانپور سے اوسکے پاس پانسو روپیہ واسطے خرچہ گواہان کے بھیجدیا
ہے اور ایک بیرسٹر الہ آباد سے اوسکی جوابدہی کرنیکے لیے مقرر کیا گیا ہے اور استدعا التواء
مقدمہ کے کی۔ یہہ نامنظور ہوئی اور نیز ایک درخواست ... التواء کی جو بذریعہ تار کے الہ آباد
بیرسٹر نے بھیجی تھی نامنظور ہوئی تھی۔ اوسی تاریخ کو ایک دوسری درخواست منجانب ملزم کے
بدین بیان داخل ہوئی کہ مقدمہ اوسکی مقابلہ مین صرف حساب کے بابت ہے۔ اور اعادہ درخواست
سابق مشعر طلبی مسٹر رانی کے بغرض سوالات جرح کے کیا تھا اور اپنی امادگی دربارہ ادا کرنے
رقم معقول طلبی جملہ گواہان کے ظاہر کی تھی۔ مجسٹریٹ نے اسکو بھی بدین وجہ ذیل کے نامنظور کیا
تھا۔ ملزم کو ہر ایک موقع سوالات جرح کے کرنے اور اپنے گواہونکے اظہار قلمبند کرانیکا دیا گیا تھا
اگلی تاریخ واسطے صادر کرنے تجویز کے مقرر تھی۔ بہر کیف وہ ملل نہین ہے لیکن حکم صادر کیا گیا تھا کہ
اندرین حالات مین التواء مزید منظور نہین کرسکتا ہون۔ اگر مجھے یہہ اطمینان ہوتا کہ ملزم کو

پورا موقع سوالات جرح کے کرنیکا دیا گیا تھا اور اوس نے اوس موقع سے مستفید ہونے سے
انکار کیا تھا اور مجھکو اوسکی درخواست کے نامنظور کرنے مین کچھہ تامل نہوتا۔ لیکن اسمقدمہ کے
کارروائی پر غور کامل کرنیسے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکو وہ موقع نہدیا گیا تھا جو اوسکو
ملنا چاہیے تھا۔ مین خیال کرتا ہون کہ دوسرے روز کے سوالات فریق اوّل کے جو اصل گواہ سے
ہوئے ختم ہوئے پر فوراً وکیل سے اونکی سوالات جرح مین مصروف ہونیکے لیے کہنا معقول
نہین تھا۔ مثلاً میری سمجھہ مین اوسے سوالات جرح کے طیار کرنیکے لیے مہلت دینی چاہیے تھی
مین دیکھتا ہون کہ مجسٹریٹ اور ڈسٹرکٹ جج دونون کا یہہ خیال معلوم ہوتا ہے کہ احکام
دفعہ ۲۵۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ اسبق سے متعلق ہین یا تعلق رکہتی ہے۔ اس رائے سے
مین اتفاق نہین کرسکتا ہون۔ از روے دفعہ ۲۵۶ کے ملزم کو استحقاق قطعی دیا گیا ہے کہ جب
وہ اپنی صفائی کرتا ہو جب چاہے کسی گواہ ثبوت کو جو عدالت مین یا اوسکے قرب وجوار مین ہو
واسطے سوالات جرح کے طلب کراوے۔ دفعہ ۲۵۷ اون گواہان ثبوت کے بغرض سوالات جرح
پھر طلب کرانے سے متعلق ہے جو عدالت مین یا اوسکے قرب وجوار مین موجود نہین ہین ملزم کو
استحقاق قطعی ان گواہون کے طلب کرانیکا حاصل نہین ہے مجسٹریٹ مستحق انکار کرنے دربارہ
اجراے حکمنامہ کے ہے بشرطیکہ وہ یہہ خیال کرے کہ درخواست بغرض تکلیف یا توقف یا نہ
مکمل ہونے دینے انصاف کے ہے لیکن اپنی ایسا خیال کرنیکی وجوہ اونکو قلمبند کرنا چاہیے
مجسٹریٹ اسمقدمہ مین یہہ تجویز نہین کرتے ہین کہ ان متعدد درخواستون مین جو واسطے
پھر طلب کیجانے گواہان کے ہوئی تھین کوئی درخواست کسی ایسی غرض سے ہوئی تھی۔
بہرکیف وہ مستحق اس خواہش کے کرنیکے ہے کہ غیر معقول گواہونکا عدالت مین جمع کردیا جاوے
لیکن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب طلب کرنا بہت کثیر رقم ہے۔ ایک گواہ مسٹر ٹرینڈ اس جسکی
شہادت کسی طرح بہت ضروری نہین ہے اور نہ اوسقدر طول وطویل ہے کہ جسقدر مسٹر رائی
کی شہادت ہے کہا جاتا ہے کہ سراج گنج یا رنگپور واقع آسام کو چلا گیا ہے۔ اوس گواہ کے
معاملہ مین اگر مجسٹریٹ اوسکو ضروری سمجھتے بموجب احکام دفعہ ۵۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے
عمل کرسکتے تھے۔

جیسا کہ مین شروع مین کہہ چکا ہون کہ تامل یہہ بات ہے کہ مین اسمقدمہ مین بخیال
امکانی تکلیف اور توقف کے جسکا باعث میرا حکم ہوگا مین دست اندازی کرتا ہون لیکن مین

خیال کرتا ہون کہ مجھے کوئی دوسرا چارہ نہین ہے۔ مقدمہ اپیل کہنہ سنگہ بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۷۶۹) مین ذی العلم ججون نے جنہون نے وہ مقدمہ تجویز کیا تہا بنسبت دفعہ ۵۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے یہہ کہا تہا۔ یہہ دفعہ فایدہ مندی اور یہہ بہت ضروری بات ہی کہ ادنی اختیارات کی عدالتون کو شہادت گواہان ثبوت کے ازمایش واجب اور مناسب بذریعہ سوالات جرح کے کسی طرحپر روکنے کی اجازت نہین چاہیے۔ یہہ ایسا استحقاق ہے جسکے حفاظت حسد امکن قیدی ہونی چاہیے لیکن بسوء اتفاق یہہ ایسا استحقاق ہے جسکی تعمیل کبھی کبھی اس ملک کے ہماری عدالتون مین ایسے طوالت کے ساتھ ہوئی ہے کہ وہ بہت اہم طور پر بیجا استعمال کی حد تک پہونچتا ہے۔ اس خاص مقدمہ مین مجھے کوئی وجہ اس امر کے خیال کرنیکی نظر نہین آتی ہے کہ کوئی بیجا استعمال اوس استحقاق کا ہوا ہے جو اوس دفعہ کے رو سے عطا ہوا ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ واسطے عدالت کسری کے نہایت مناسب ہی کہ ملزم کو گواہان ثبوت سے سوالات جرح کرنیکا اور یہہ ثابت کرنیکی کوشش کرنیکا موقع بشرطیکہ وہ ثابت کرسکے دیا جاوے کہ کسی جرم کا ارتکاب نہین ہوا ہے اور مقدمہ صرف حساب کا ہے۔

حسب وجوہ بالا مین حکم صیغہ اپیل ذی العلم سشن جج کا اور تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا مجسٹریٹ ضلع کا منسوخ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ تجویز مقدمہ از سر نو اوس نوبت سے شروع کیجاوے جو اوسکو یہہ ہوچکی یعنی جب فرد قرار داد جرم تحریر ہوئی تہی ملزم کو موقع اون گواہون کی طلب کرنیکا دیا جاوے جنکا دوبارہ اظہار یا سوالات جرح بموجب احکام دفعہ ۲۵۷ مجموعہ کے کرانا چاہے۔

نظر ثانی ۔۔۔ | فرخ آباد | نگرانی فوجداری نمبر ۱۰۷ سنہ ۱۸۹۴ء | منفصلہ ۱۴ فروری

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام سری لال وغیرہم

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعات ۱۵۹ و ۱۶۰۔ ہنگامہ۔ جگہہ عام۔

تجویز ہوئی کہ چبوترہ جسپر نہ عامہ خلایق کو استحقاق آمد و رفت حاصل تہا اور نہ ایسا ہی کہ جسپر عامہ خلایق کو جاز آمد و رفت کی دیگئی تہی اگرچہ ملحق شارع عام کے ہو حسب منشاء دفعہ ۱۵۹ مجموعہ تعزیرات ہند جگہہ عام نہین ہے

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

روشن لال وستیا چند بجانب سایلان۔ گورنمنٹ پلیڈر رام پرشاد منجانب سرکار

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ یہہ درخواست نگرانی حکم سشن جج فرخ آباد مشعر ڈسمسی اپیل سایلان بنارامنی تجویز ثبوت جرم معرضہ دفعہ ۱۶۰ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہے واضح ہوتا ہے کہ لڑائی ایک چبوترہ پر ہوئی تہی جسکے بنسبت شہادت جو عدالت ماتحت

مین ہولی رہتی ظاہر ہوتا ہی کہ جایداد خانگی ملحق شارع عامہ کے ہی۔ ہم اوس شہادت سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ وہ چبوترہ ایسی جگہہ نہین ہے جسپر عامہ خلایق کو استحقاق آمدرفت کا حاصل ہو اور نہ ایسا مقام ہی جسپر عامہ خلایق کو کبھی اجازۃً آمدرفت کی دی گئی ہو اگرچہ وہ ملحق سڑک سرکاری کے ہے ہمین دفعہ ۱۵۹ مجموعہ تعزیرات ہند کا اس نظر سے دیکھنا چاہئے کہ جرم ہنگامہ کیلئے اجزا ضروری کیا ہین۔ عبارت دفعہ ۱۵۹ کی حسب ذیل ہی

جبکہ دو یا زیادہ شخص آمدرفت کے کسی عام جگہہ مین لڑنے سے آسودگی عامہ خلایق مین خلل ڈالین تو کہا جاویگا کہ وے ہنگامہ کے مرتکب ہوے۔ یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ اس دفعہ کے روسے عامہ خلایق مین لڑنا جو غالباً عامہ خلایق کے آسودگی مین خلل انداز ہوسکتا ہی ہنگامہ نہین قرار پاتا ہی۔ عامہ خلایق کے اسودگی مین لڑنے سے خلل ڈالنا جو ہنگامہ ہوتا ہے وہ ایسا لڑنا ہی جو آمدرفت کے کسی عام جگہہ مین وقوع پذیر ہو۔ بلا شبہہ اسمقدمہ کی لڑائی چبوترہ پر ایک لڑائی عامہ خلایق مین ہوئی ہی کیونکہ جو کچھہ ہورہا تھا اوسکو عامہ خلایق دیکھہ سکتی تھی انگلستان مین چند قوانین کے روسے ایسے افعال تعزیری ہوجاتے ہین جو عامہ خلایق مین کیجاتے ہین اور دیگر قوانین کے روسے وہ افعال تعزیری ہوتے ہین جو کسی عام جگہہ مین کیجاتے ہین لیکن یہ امر قابل لحاظ ہی کہ انگلستان مین درمیان اوس فعل کے جو عامہ خلایق مین کیا جاوے اور اوس فعل کے جو عام جگہہ مین کیا جاوے فرق ہی چونکہ چبوترہ ایسی جگہہ نہین ہی جسپر عامہ خلایق استحقاقاً یا اجازۃً تا از روے رواج کے یا اور طرح آمدرفت رکہتی ہون لہذا ہم یہہ تجویز کرینگے کہ وہ عام جگہہ نہین ہے اگرچہ عامہ خلایق کا کوئی ممبر سڑک پر چلتے ہوا وہیر جاسکے لیکن ایسا کرنے مین وہ مرتکب مداخلت بیجا کا ہوگا۔

اندرینحالات ہم تجویز ثبوت جرم کو منسوخ کرینگے۔ ہم سایلان کو بری کرتے ہین اور حکم دیتے ہین کہ اگر جرمانہ ادا ہوگیا ہو تو واپس کردیا جاوے۔

شاہجہانپور اپیل اول احکام نمبر ۱۲۳ سنہ ۱۸۹۴ء منفصلہ ۱۱ فروری

صفحہ ۲۲ انگریزی

حمیدہ بی بی (مدعیہ) اپیلانٹ بنام علی حسین خان (مدعا علیہ) رسپانڈنٹ

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۶۶ و ۵۸۸۔ نالش کا ساقط ہونا۔ اپیل۔

بنا راسنی حکم مقتضیہ فقرہ اول دفعہ ۳۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اپیل ہوسکیگا کیونکہ حکم مذکور نہ بمنزلہ ڈگری کے ہی اور نہ بالخصوص بموجب دفعہ ۵۸۸ کے قابل اپیل ہی۔ بسکہاجی بنام پرسوتم (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۲۲) امتیاز ہوا

واقعات اسمقدمہ کے حسب ذیل ہین۔

مدعی نے عدالت جج ماتحت شاہجہانپور مین واسطے دلاپانے مبلغ ۱۸۹ روپیہ اپنی دین مہر کے نالش کی تہی لیکن تہوڑے عرصہ بعد داخل ہونے نالش اور قبل قرارداد امور تنقیح طلب کے ۱۴ نومبر

۱۸۹۰ء کو وہ مرگئی تھی۔ بہت سی التوایات کے بعد جو اس غرض سے ہوے تھے کہ وارثان مدعیہ متوفیہ کے آوین مقدمہ کی تاریخ ۵ امی ۱۸۹۰ء مقرر ہوئی تھی۔ ۱۰ جنوری ۱۸۹۰ء کو مسماۃ حمیدہ بی بی ان مدعیہ نے یہہ درخواست کی کہ وہ مسل مقدمہ مین بطور قایمقام مدعیہ کے بہ نسبت کچہہ جایداد متنازعہ کے قایم کیجاوے لیکن وہ درخواست نامنظور ہوئی تھی کیونکہ اوسمین فہرست جایداد کی شامل نتھی اور نہ اوسپر دستخط اور نہ عبارت تصدیق تھی۔ ۱۹ مئی ۱۸۹۰ء کو حمیدہ بی بی نے یہہ درخواست کی کہ مسل مین بطور قایمقام قانونی مدعیہ متوفیہ کے قایم کیجاوے لیکن یہہ درخواست بھی نامنظور ہوئی تھی کیونکہ اوسپر دستخط اور تصدیق نتھی اور نیز یہہ کہ خارج المیعاد بھی ہے۔ چنانچہ مدعیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہے۔

موتی لال و درگا پرشاد منجانب اپیلانٹ عبد المجید و غلام مجتبی منجانب رسپانڈنٹ

ناکس صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس۔ بہ نسبت سماعت اس اپیل کے مسٹر غلام مجتبی نے ایک اعتراض ابتدائی اس بنیاد پر کیا ہے کہ جس حکم کی ناراضی سے اپیل ہے وہ حکم بموجب فقرہ اول دفعہ ۳۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر ہوا ہے اور ایسے حکم کے لئے بموجب دفعہ ۵۸۸ مجموعہ مذکور کے ضابطہ اپیل کا معین نہین ہے۔ مقدمہ کے بحث کے دوران مین ہماری توجہ مقدمہ بھکاجی رام بنام پرسوتم (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۰) پر مایل کیگئی تھی جسمین یہہ تجویز ہوئی تھی کہ ایسا حکم قابل اپیل ہے۔ جس ڈسٹرکٹ جج نے اوس اپیل کو تجویز کیا تھا اونہون نے یہہ تجویز کی تھی کہ تاثیراً ایسا حکم ایک ڈگری حسب منشاء دفعہ ۲ ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء کے ہے کیونکہ اوس کے رو سے دعوے مدعی اوسی طرح پر مکمل طور پر تصفیہ ہوجاتا ہے کہ گویا نالش ڈسمس ہوئی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ جس ڈسٹرکٹ جج نے اوس اپیل کو فیصل کیا تھا اونہون نے بہت ضروری احکام دفعہ ۳۶۷ کو نظرانداز کردیا تھا جسکے رو سے جس شخص دعویدار قایمقام ہونے شخص متوفی کا کرے اوسکو اختیار دیا گیا ہے کہ درخواست صدور حکم واسطے منسوخی حکم سقوط مقدمہ کے کرے۔ لہذا یہہ نہین کہا جاسکتا ہے کہ حکم مقتضیہ فقرہ اول دفعہ ۳۶۶ ایسا تصفیہ ہے کہ جسکے رو سے فیصلہ نالش یا اپیل کا ہوجاتا ہے جہانتک کہ اوس عدالت کو تعلق ہے جس نے اوسکو ظاہر کیا ہے۔ علاوہ برین از رو سے ضمن ۲۰ دفعہ ۵۸۸ مجموعہ کے یہہ حکم ہے کہ جس سایل کی درخواست واسطے صدور حکم سقوط مقدمہ کے نامنظور ہو وہ اوس حکم نامنظوری کے ناراضی سے اپیل کرسکتا ہے۔ ہم اعتراض کو قایم رکھتے ہین اور اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

میرٹھہ اپیل اول احکام نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۹۳ء منفصلہ ۲۴ جنوری صفحہ ۲۴۳ انگریزی

حافظ سید حیدر شاہ (سایل) اپیلانٹ بنام جمنا داس وغیرہم (فریق ثانی) ریسپانڈنٹان

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۵۰ و ۳۵۹ - النسالونسی - اختیار عدالت قابل استعمال ازروے دفعہ ۳۵۹ - سایل کا درخواست سے بلا اجازت تجدید کے دست بردار ہونا - عدالت کا ادا اے خرچہ کو بشرط مقدم دربارہ عطا اجازت دست برداری کے قایم کرنیکا مجاز ہونا

عدالت دفعہ ۳۵۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی پر عمل کرکے بر طبق تحریک کسی درخواہ کے بعض حالات مین حکم قید سایل استقرار النسالونسی کا صادر کر سکتی ہے یا بعض حالات مین خود اپنی تحریک سے سایل کو واسطے تجویز کے مجسٹریٹ کے پاس بہیج سکتی ہے لیکن اگر ایسی تحریک ہو تو عدالت ایسا حکم قید کا بموجب دفعہ مذکورہ کے صادر نہین کر سکتی ہے اور اگر کسی زرخواہ کے درخواست پر حکم قید سایل کا صادر کر دیا ہے تو ابتدا وہ بموجب فقرہ اخیر دفعہ ۳۵۹ کے عمل نہین کر سکتی ہے - قادر بخش بنام بہوانی پرشاد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۱۲۵) پر حوالہ ہوا -

جب درخواست استقرار النسالونسی داخل ہو جانیکے بعد سایل نے درخواست اجازت دست برداری قطعاً یعنی بلا اجازت تجدید درخواست مذکورہ کے کی اور اجازت حاصل کی تو یہہ تجویز ہوئی کہ عدالت یہہ شرط مقدم دربارہ عطا ایسی اجازت کے کہ سایل خرچہ زرخواہان مذکوران کا ادا کرے دربارہ عطا کرنے ایسی اجازت کے قایم نہین کر سکتی ہے کیونکہ جس مین عدالت ابتداً اوس کارروائی کو سرنو قایم کر سکے جو سایل نے رجوع کی ہتی بلکہ ایسی کارروائی سایل کی دست برداری سے مختتم طور پر ختم ہو چکی ہے -

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت مین کافی طور پر درج ہین -

عبد المجید و سندر لال منجانب اپیلانٹ جوگندر ناتہہ و جوالا پرشاد منجانب ریسپانڈنٹان

ناکس صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس - حافظ سید حیدر شاہ نے ۴ فروری سنہ ۱۸۹۱ء کو حضور مین ضلع جج میرٹھہ کے بموجب دفعہ ۳۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے درخواست استقرار النسالونٹ ہونے کی کی ہتی - اپنی درخواست کے ساتہہ اوس نے ایک فہرست باندراج تعداد و تفصیل اپنی جایداد اور دیگر امور کے جنکا اندراج ایسی درخواست مین قانوناً مطلوب ہے شامل کی ہتی - ایک تاریخ واسطے سماعت درخواست مذکور کے مقرر ہوئی ہتی اور ...

سنہ ۱۸۹۱ء کو درخواست مذکور کی سماعت ہوئی تھی اور سایل کا اظہار قلمبند ہوا تھا۔ ۲۴ جون ۱۸۹۱ء
کو سایل نے عدالت سے یہہ بیان لیا کہ وہ اپنی درخواست استقرار النسالونٹ سے دست بردار
ہوگا اور یہہ استدعا کی مقدمہ النسالونسی کا خارج کردیا جاوے۔ اسپر ضلع جج نے حکم ذیل صادر
کیا۔ برطبق درخواست اصالتاً سایل درخواست النسالونسی کی اس شرط پر خارج ہونے کی
اجازت دیجاوے کہ خرچہ قرضخواہان عذرداران کا ادا کردیا جاوے۔ ۱۲ نومبر ۱۸۹۲ء تک اور
کچھہ کارروائی نہین ہوئی جب منجملہ قرضخواہان کے ایک نے یعنی بنک آف اپر انڈیا واین نے
جس کے مواجہ مین حکم ۲۴ جون ۱۸۹۱ء کا صادر ہوا تھا عدالت سے یہہ عرض کیا تھا کہ خرچہ جسکے
ادا ہونیکا حکم ہوا تھا ادا نہین ہوا ہے اور یہہ درخواست کی کہ کارروائی از سر نو شروع کیجاوے۔
بنا بیدان درخواست کے مجموعہ کے کسی دفعہ کا حوالہ نہین ہوا تھا بلکہ سایل عدالت ہذا کے
نام ایک حکم واسطے حاضر ہونے اور اس امر کے وجہ دکھلانے کے لئے صادر ہوا تھا کہ کیون اوسکی
درخواست استقرار النسالونٹ کے از سر نو قایم نہ کیجاوے۔ میعاد معینہ کے اندر کوئی وجہ نہین
دکھلائی گئی تھی اور ۲۹ نومبر ۱۸۹۲ء کو عدالت نے یہہ حکم دیا تھا کہ درخواست استقرار
النسالونٹ سر نو قایم کیجاوے اور مقدمہ اوسی موقع سے شروع کیا جاوے کہ جس موقع کو
وہ ۲۰ جون ۱۸۹۱ء کو پہونچا تھا (اور نہ جون گذشتہ جیسا کہ جج نے بیان کیا تھا) فریقین
اور اونکی گواہون کو اوس تاریخ کو حاضر ہونیکا حکم ہوا تھا کہ جو تاریخ اونکی حاضری کے لیے مقرر
کی گئی تھی۔ اپیلانٹ حاضر نہین ہوا تھا لیکن بنک آف اپر انڈیا کے طرف سے ایک بیان
حلفی بدین اظہار داخل ہوا تھا کہ حافظ سید حیدر شاہ نے ۱۱ جون ۱۸۹۲ء کو اپنی کل جایداد
اپنی زوجہ کے نام بعوض دین مہر کے بغرض فریب دہی قرضخواہان کے منتقل کردی ہے معلوم
ہوتا ہے کہ اور کوئی شہادت کسی قسم کی نہین لی گئی تھی لیکن عدالت نے ایک حکم باندراج
اس تحریر کے قلمبند کیا تھا کہ چونکہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ انتقال بمنزلہ انتقال فریبانہ بغرض
فریب دہی دائنیان کے ہے اور سایل مجرم اخفاے قرضہ کا ہوا ہے لہذا عدالت حکم دیتی
ہے کہ سایل کو حکم ہو کہ بروز شنبہ تاریخ ۲۴ ماہ حال کو بوقت گیارہ بجے دن کے حاضر ہو
اور وجہ اس امر کی دکھلاوے کہ وہ کیون بموجب ضمن ۵ دفعہ ۳۵۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی
کے حسب درخواست دائنیان عذرداران سپرد جیلخانہ نہ کیا جاوے۔ اس تاریخ ملتوی
شدہ پر حیدر شاہ کے طرف سے حاضری ہوئی اور یہہ بحث کی گئی تھی کہ دفعہ ۳۵۹ متعلق ہوگی

کیونکہ فیصلہ بموجب دفعہ ۵۰۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہین ہوا تہا۔ یہہ بہی حجت ہوئی تہی کہ کوئی فریب کسی قسم کا منجانب حیدر شاہ کے ثابت نہین کیا گیا تہا اور اختیار سماعت عدالت پر دربارہ از سر نو قایم کرنے کارروائی کے کیونکہ کیا تہا جو ۴ جون سنہ ۱۸۹۱ء کو ختم ہو چکی تہی اعتراض کیا گیا تہا۔ یہہ عذرات نامنظور ہوے ہیے کیونکہ ڈسٹرکٹ جج نے یہہ تجویز کی تہی کہ کوئی فیصلہ بموجب دفعہ ۵۰۳ کے ضروری نہین ہے اور جو کچھہ ضروری تہا وہ کل یہہ ہے کہ سماعت محکومہ دفعہ ۵۰۳ کے دوران مین ہر وقت یہہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ انتقال فریبانہ یا کوئی فعل بدنیتی کا سرزد ہوا ہے۔ برطبق بیان حلفی مذکرہ بالا کے اور برطبق تسلیم وکیل حیدر شاہ کے کہ ۱۲ جون سنہ ۱۸۹۲ء کو اونکی موکل نے کچھہ جزو اپنی جایداد کا اوس شخص کے نام منتقل کیا ہے جسکو جج نے بطور اوس داین کے نامزد کیا ہے جسکا نام سایل نے اپنی فہرست داینان مین درج نہین کیا تہا یہہ تجویز ہوئی تہی کہ انتقال فریبانہ اور فعل بدنیتی کا بہ نسبت معاملہ درخواست کے ہوا ہے۔ عذر بہ نسبت اختیار سماعت عدالت کے بہی نامنظور ہوا تہا۔ جج نے یہہ تجویز کی تہی کہ اونکا حکم مشعر اجازت دست برداری کے صرف شرطی تہا اور چونکہ شرط کی تعمیل نہین ہوئی اجازت مختتم طور پر نامنظور ہوئی تہی اور سماعت محکومہ دفعہ ۵۰۳ ابتک ۱۴ جون سنہ ۱۸۹۲ء کو قایم ہے۔ بعدہ جج اس حکم کے صادر کرنے مین مصروف ہوے کہ حسب درخواست داینان حاضر کے اور اونکی خرچہ سے حیدر شاہ جیلخانہ دیوانی مین ایک سال تک یا اور اسقدر جلد عرصہ تک قید رکہا جاوے کہ جب وہ داینان عذرداران اور حاضرین کو بیباق کر دیوے۔ اوسی تاریخ کو اور برطبق عرض معروض وکیل اون داینان کے جو حاضر تہے حکم متذکرہ بالا ترمیم کیا گیا تہا اور حکم جدید بدین حکم جاری ہوا کہ سایل بموجب دفعہ ۳۵۹ گرفتار کیا جاوے اور واسطے بہگتنے قید محض میعادی چہہ ماہ کے جیلخانہ کو پہونچایا جاوے۔ یہی حکم اخیر وہ حکم ہے جسکی ناراضی سے یہہ اپیل دایر کیا گیا ہے۔ لیکن اس حکم کے بعد ایک حکم مزید بدین حکم صادر ہوا کہ چونکہ حیدر شاہ مفرور ہو گیا ہے۔ لہذا بموجب فقرہ اخیر دفعہ ۳۵۹ مجموعہ کے مقدمہ مجسٹریٹ ضلع کے پاس اس غرض سے بہیجا جاوے کہ حیدر شاہ کے نسبت کارروائی بموجب دفعہ ۲۰۷ اور دفعات مابعد مجموعہ ضابطہ فوجداری کے عمل مین لائی جاوے۔ بمشکل یہہ بتلانا ضروری ہے کہ وہ حکم مطابق قانون کے نہین تہا۔ جو کچھہ ازروے فقرہ اخیر دفعہ ۳۵۹ کے بعض حالات

مین اختیار دیا گیا ہے کہ جو حالات اسمقدمہ مین ظہور پذیر ہوئین ہین کیونکہ بموجب فقرہ اول دفعہ مذکور کے حکم صادر ہوچکا تہا کل یہہ ہے کہ عدالت کسی سایل النسالوسنی کو جو اوسکے روبرو ہو مجسٹریٹ کے پاس بموجب قانون کے کارروائی ہونیکے لئے بہیج سکتی ہے۔ اسمقدمہ مین منجملہ دو طریقہ معینہ دفعہ ۳۵۹ کے عدالت طریقہ اول کو اختیار کرچکی تہی اور طریقہ علی سبیل البدل پر رجوع کرنیکا اوسکو اختیار حاصل نہتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس دفعہ کے معنی کے نسبت کسیقدر غلط فہمی ہوئی ہے اقتضاء دفعہ مذکور کا جو کچہہ ہے وہ یہہ ہے کہ اگر عدالت ایسے دائن تحریک کرین تو حسب حالات مندرجہ دفعہ مذکور سایل کے نسبت حکم قید کا صادر کریگی۔ جب عدالت کو حسب درخواست قرضخواہان (؟) تحریک پہیجاوے تو عدالت کو صرف یہی طریقہ اختیاری ہوتا ہے۔ اگر منجانب قرضخواہان کے کوئی درخواست نہو تاہم عدالت کو یہہ اختیار دیا گیا ہے بشرطیکہ وہ مقدمہ مین اسکی ضرورت سمجہے اور خود کارروائی کرے اور سایل کو مجسٹریٹ کے پاس بہیجدیوے اور بجز اوس صورت کے کہ قرضخواہان کی درخواست ہو وہ حکم قید کا صادر نہین کرسکتی ہے۔ مقدمہ قادر بخش بنام بہوانی پرشاد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۱۴۵) (ایج صاحب چیف جسٹس و اسٹریٹ صاحب جسٹس) پر دوران بحث مین ہمارے روبرو حوالہ ہوا تہا۔ اوس مقدمہ کی تجویز مین چند اظہارات راے کے ایسے ہین جو اوس راے کے مخالف معلوم ہوتے ہین جو ہم قایم کرتے ہین اسٹریٹ صاحب جسٹس نے اوسمقدمہ مین یہہ تجویز کی ہے کہ جب کسی دائن کیطرف سے عدالت سے درخواست استعمال اوس کے اختیار مقتضیہ دفعہ ۳۵۹ کے کی ہووے تو عدالت کو اختیار ہے کہ یا تو خود سایل النسالوسنی کو سزا دیوے یا اوسکو مجسٹریٹ کے پاس مطابق قانون کے کارروائی ہونے کو بہیجدیوے۔ ہماری راے مین عبارت دفعہ کی خلاف اس تعبیر کے ہے۔ بہتر ہوگی اون الفاظ کے جو فیصلہ امر پیش شدہ کے لئے غیر ضروری ہین دفعہ مذکور حسب ذیل ہے

جب حسب دفعہ ۳۵۰ کے مقدمہ کی سماعت ہونیکے وقت سایل کے نسبت

ثابت ہو کہ (الف) کہ وہ قصوروار ہے وغیرہ۔ تو عدالت کو لازم ہوگا کہ عند التحریک

اوس کسی قرضخواہ کے اوسکی نام کسی میعاد تک قید رہنے کا حکم بذریعہ تحریری دیوے جو قید

مین جانیکی تاریخ سے ایک سال تک ہوسکتی ہے یا اگر عدالت مناسب سمجہے تو جایز ہے کہ

شخص مذکور کو مجسٹریٹ کے پاس بہیجدے تاکہ اوسکی نسبت قانون کے بموجب عمل

کیا جاوے۔

فقرہ اخیر مین اعادہ الفاظ عدالت سے اور اوس واقعہ سے کہ لفظ (ترجمہ انگریزی) لازم ہی کا ایک فقرہ مین استعمال ہوا اور لفظ (may) جایز ہی کا استعمال دوسرے فقرہ مین ہوا ہے ہمکو یہہ خیال کرنیکی ترغیب ہوتی ہے کہ ایک طریقہ سے یہہ مقصود نہین ہے کہ وہ دوسرے طریقہ کا نائب ہو۔ اوس حال مین سبیل البدل ہے تب عدالت سے کوئی قرضخواہ تحریک کرے۔ اگر مقصود یہہ ہوتا کہ سبیل البدل ہو تو ہم ایسا کرسکتے ہین کہ لفظ لازم ہی دونون فقرون مین ہوتی یا لفظ جایز ہی کا دونون فقرون مین ہوتا۔

الفاظ عند التحریک اوسکی کسی قرضخواہ کے جو درمیان الفاظ لازم اور حکم منزہ کے درج ہین اونسے بھی اوسی راے کی تائید ہوتی ہے۔

ظاہر منشاء واضعان قوانین کا یہہ تھا کہ عدالتکو اس ایک طریقہ پر محدود کردے کہ سایل کو مجسٹریٹ کے پاس بھیجدے تاکہ اوسکی نسبت مطابق قانون کے عمل کیا جاوے جب کہ از خود اور بلا استدعا مین تحریک منجانب کسی دائن کے اوس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ سایل کو بپاداش کسی فعل بدنیتی کے جسکا مرتکب ہونا اوسکی نسبت ثابت ہوا ہے سزا دیجاوے اور غالباً اوسکی وجہ یہہ ہے کہ ایسی صورت مین گویا عدالت خود ہی مستغیث ہوتی ہے ہمکو سند ذیعلم جیف جسٹس کی یہہ کہنے کے لیے حاصل ہے کہ وہ اس تعبیر سے اتفاق کرتے ہین جو ہم نے اس دفعہ کی نسبت قایم کی ہے۔

اوس حکم پر عود کرتے ہین جسکی ناراضی سے اپیل داخل ہوا ہے یہہ حجت ہوئی ہے کہ وہ حکم اور کل کارروائیات جو بعد ۲۲ جون ۱۸۹۰ء کے ہوئی ہین بلا اختیار ہوئی ہین اور جج کارروائی کو مجدداً قایم نہین کرسکتے تھے اور سایل کا کوئی فریب بروقت سماعت حسب دفعہ ۳۵۰ کے ثابت نہین کیا گیا ہے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ یہہ حجت معقول ہے اور سرسبز ہوتی چاہئے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین جو صرف ایک اختیار دربارہ دستبرداری اوس کارروائی سے جو ایک مرتبہ کسی عدالت دیوانی مین شروع ہو چکی ہے وہ دفعہ ۳۷۳ مین شامل ہے اور جو کارروائیات مقتضیہ باب ۲۰ سے ازروے دفعہ ۳۶۴ کے متعلق تسلیم کیا گیا ہے۔ اوس دفعہ کے رو سے مدعی کو اور اوسی طرح پر سایل مقدمہ ہذا کو جو ہمارے روبروپیش ہے اختیار دیا گیا ہے کہ نالش یا

درخواست سے باجازت یا بلا اجازت اوس عدالت کے جس کے حضور مین اوس کی نالش یا درخواست پیش ہے دست بردار ہوجاوے۔ کوئی قید کسی قسم کی اوسکی دست برداری پر جو بلا اجازت عدالت کے ہو قایم نہین کی گئی ہے اگر وہ اس طرح پر دست برداری کرے تو مستوجب اوس خرچہ کا ہوگا جو عدالت دلادیوے اور اوسی معاملہ مین نالش جدید یا درخواست جدید دایر کرنے سے ممنوع ہوجاتا ہے یہہ بالکل مخالف اوس اختیار کے ہے جو عدالت کو مجموعہ کے دیگر دفعات کے روسے دیا گیا ہے کہ ادا ے خرچہ کو شرط مقدم اوس حکم پر قایم کرے جو عدالت صادر کرنیکا ارادہ کرتی ہے۔ صرف ایک صورت جسمین عدالت بموجب اس دفعہ کے اوس مدعی پر شرط قایم کرسکتی ہے جو دست بردار ہونا چاہتا ہے اوس حال مین ہوتی ہے جس مین مدعی عدالت سے صرف دست برداری کی اجازت چاہتا ہے بلکہ اوسی شے دعوے کے نسبت نالش مجدداً دایر کرنیکے اختیار کی بھی اجازت چاہتا ہے۔ اس مقدمہ مین سایل نے بیان کردیا تھا کہ وہ بلا کسی ایسے خیال یا ارادہ مزید کے دست بردار ہوا ہے کہ وہ درخواست جدید دایر کرنیکا ارادہ رکھتا ہے یا وہ دایر کرنا چاہتا ہے۔ مقدمہ فقرہ دوم دفعہ ۳۷۳ مین داخل ہے اور حکم عدالت کا اس مضمون سے صادر ہونا چاہیے تھا کہ چونکہ سایل درخواست سے دست برداری کی درخواست کرتا ہے لہذا اوسکو خرچہ قرضخواہان عذرداران کا ادا کرنیکو حکم ہونا چاہیے۔ لہذا نتیجہ یہہ برآمد ہوتا ہے کہ کوئی شرط جو جج نے دوبارہ ادا کرنا خرچہ کے لطور شرط مقدم اوپر اجازت دست برداری کے قایم کی ہو وہ بلا اختیار ہے اور لطور محض فضول کے متصور ہوگی۔ کارروائی ۲۲ جون ۱۸۹۱ء کو ختم ہوگئی اور لبعد تاریخ مذکور کے کسی قسم کے غرض کے لیے پہر قایم نہین رہی۔ بروقت کرنے کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ سایل الشالوسنی پہر دیکھکر کہ مقدمہ اوس کے خلاف چل رہا ہے اور قرضخواہان کی دوبارہ ثبوت فریب کے تکلیف گوارا کرنیکے لبعد اگر بلا شرط دست برداری کرسکیگا تو ایسا کرنے سے وہ لعزیرات محکومہ قانون سے جو بموجب دفعہ ۴۵۹ کے واسطے سزاے مدیونان فریبی کے معین ہین گریز کرسکیگا۔ ایسی بحث سے مجموعہ مین وجود دفعہ ۲۴۳ کا نظر انداز ہوجاتا ہے جسکے روسے ہماری

را سے مین ضابطہ اورجواب ایسے ضرورت اتفاقیہ کا معین ہے۔ بنظر تجاویز بالا کے ہمکو بحث فریب کا اوٹھانا غیر ضروری ہوجاتا ہے اور ہم اسموقع پر صرف یہی تحریر کرینگے کہ ۲۲ جون سنہ ۱۸۹۱ء تک کوئی فریب ثابت نہین کیا گیا ہے اور نہ کوئی شہادت فریب کی اوس تاریخ کے بعد بھی دی گئی ہے۔ بیان حلفی مدخلہ منک اور بہت مشرڈ تسلیم وکیل حافظ سید حیدر شاہ بمنزلہ ثبوت فریب کے نہین ہین۔ بدین وجوہ ہم یہ اپیل منظور کرتے ہین اور حکم عدالت ماتحت منہ خرچہ منسوخ کرتے ہین ایک درخواست بہ سلسلہ اس درخواست کے منجانب شنکرلال کے داخل ہوئی تھی۔ اوسکی تائید نہین کی گئی تھی اور اس لیے وہ ڈسمس متصور ہوگی۔

سہارنپور — اپیل اول نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۳ء — منفصلہ ۴ فروری (ضمیمہ انگریزی)

بلدیو بہارتی (مدعی) اپیلانٹ بنام ہوشیار سنگھ وغیرہم (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان

رہن۔ نالش بنیلام بربنار رہن۔ استحقاق خریدار نیلام از روے ڈگری ناقبل رہن کا دربارہ استعمال کرنے لطور سپر کے اوس کفالت کو جبذریعہ اوس مسلمنامہ کے پیدا ہوئی ہے جسپر ڈگری مذکور مبنی ہے۔

۲۷ ستمبر سنہ ۱۸۶۶ء کو منقہ زمین نصفیت ہوشیار سنگھ اور بدھو نے ایک رہن بنام بلدیو بہارتی کے کیا تھا۔ سنہ ۱۸۷۵ء مین جایداد مرہونہ لعیت ڈگری مورخہ ۲۴ ستمبر سنہ ۱۸۵۵ء کے نیلام ہوئی تھی۔ وہ ڈگری زر نقد کی تھی لیکن بربنار ایک صلحنامہ کے صادر ہوئی تھی جسکے روسے ایک رقم معین فیما بین فریقین کے واجب یافتنی مدعی کے بابت حساب طے یافتہ کے قرار پائی تھی اور بذریعہ اقساط کے واجب الادا قرار پائی تھی اور جایداد متنازعہ مقدمہ واسطے اطمینان ادا کامل اقساط کے مکفول ہوئی تھی۔ اوس جایداد کو ایک شخص گوردیال جتی نے جو ڈگریدار تھا خرید کی تھی۔ بر طبق نالش نیلام منجانب مرتہن رہن سنہ ۱۸۶۶ء کے۔ یہہ تجویز ہوئی تھی کہ قایمقامان خریدار نیلام از روے ڈگری سنہ ۱۸۷۵ء کے مستحق استعمال کرنے لطور سپر اوس کفالت کے جو اوس صلحنامہ سے پیدا ہوئی تھی جسکے بنا پر ڈگری مذکور صادر ہوئی تھی بقدر اوس قیمت کے ہین جو گوردیال نے ادا کی تھی لیکن اوس سے زیادہ نہین۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین ۔
رام پرشاد و جوگندر ناتھہ و راجندر ناتھہ منجانب اپیلانٹ ۔ کالن و موتی لال منجانب ریسپانڈنٹ
اے ج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس ۔ مدعی نے جو اپیلانٹ عدالت
ہذا ہے نالش نیلام بربنا رہن مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۸۶۷ء کے جو دو شخصون نے جن کے
قائمقام ہوشیار سنگھ و بدہو مدعا علیہم ہین کی تھی دایر کی ہے ۔ دیگر مدعا علیہم قائمقام
ایک شخص مسمی گور دیال جیتی کے ہین انھون نے جایداد متنازعہ کو ۱۸۸۵ء مین اجرای
ڈگری مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۸۸۵ء (دستاویز نمبر ۳۲ موجودہ مسل) نیلام خرید کیا تھا ۔
اول دو مدعا علیہم نے جوابدہی نالش کی نہین کی تھی ۔ دیگر مدعا علیہم کا مقدمہ یہہ
تھا کہ جس ڈگری کے علت مین گور دیال جیتی نے نیلام خرید کیا تھا وہ ادای ڈگری نیلام
کی تھی اور اسوجہ سے انکا استحقاق بمقابلہ استحقاق مدعیان کے فایق ہے
ڈگری مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۸۸۵ء ایسی ڈگری ہے جو اوس نالش مین بربنا صلحنامہ
کے صادر ہوئی تھی کہ جو واسطے دلاپانے زر اصل و سود بابت اوس قرضہ کے دایر
ہوئی تھی کہ جس قرضہ کے نسبت یہہ بیان کیا گیا تھا کہ بابت حساب کے یافتہ کے
واجب ہے اور جس کے بابت کوئی اطمینان بذریعہ رہن اس جایداد کے نہین ہوا
تھا ۔ اوس نالش مین صلحنامہ ہوا تھا اور فریقین نے ایک صلحنامہ داخل کیا تھا
جسکے رو سے دیگر مالکان اس جایداد نے یہہ اقرار کیا تھا کہ مبلغ الصہ ۔ مدعیان
کو یافتنی ہے اور اوسکے رو سے یہہ اقرار کیا تھا کہ زر مذکور بذریعہ قسطبندی [illegible]
سالانہ بلاسود اور بحالت نادہندی کے وے کل زر یکمشت معہ سود بشرح [illegible]
فیصدی ماہانہ کے ادا کرینگے ۔ صلحنامہ مین ضمن ذیل شامل ہے ۔ بعیوض اس
روپیہ کے ہماری حقیت واقعہ مواضعات بہوری و میرپور اور بہاور [illegible] تا ادای
زر مذکور مکفول و مرہون رہیگی ہم اوسکو کسی شخص کے نام منتقل نکرینگے یا اگر ہم
منتقل کرین تو انتقال مذکور ناجایز قرار پاویگا جو ڈگری اوس صلحنامہ کے بنا پر صادر
ہوئی تھی وہ جہانتک ضروری ہے حسب ذیل ہے ۔ بموجب صلحنامہ مذکور مدعا علیہم
نے مبلغ الصہ کی ڈگری بحق مدعی بمقابلہ مدعا علیہم بابت کل دعوے و خرچہ
و سود کے ڈگری ہو اور مدعا علیہم زر ڈگری مدعی کو بموجب شرط مندرجہ صلحنامہ

اوراکرین - بموجب اوس ڈگری کے حسب متذکرہ بالا جایداد ۱۸۸۱ء مین نیلام ہوی تہی اور گوردیال جتی نے جو ڈگریدار تہا بعیوض مبلغ ۵۹۱ روپیہ کے خرید کی تہی اور جایداد خریدہ نیلام مین موضع متذکرہ صلحنامہ مذکور اور متنازعہ مقدمہ ہذا ہے - جج ماتحت نے اسمقدمہ مین یہہ تجویز کی تہی کہ ڈگری مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۸۸۵ء ایک ڈگری نیلام کی ہے اور نالش ڈسمس کی ہے - بخوبی ظاہر ہے کہ ڈگری نیلام کی عطا نہین ہوسکتی ہے محض اسوجہ سے کہ نالش جو بنا رہن کے نہین تہی بلکہ اوسکے والیا نے ایسے قرضہ کے تہی جسکا اطمینان نہین کرایا گیا تہا - یہہ بہی بخوبی ظاہر ہے کہ ڈگری فی الواقع ڈگری نیلام کی نہین تہی بلکہ ڈگری زرنقد کی تہی جو بطریقہ ڈگری زرنقد کے قابل نفاذ کے تہی -

اگرچہ رائے جج ماتحت کی اوس امر کے نسبت غلط ہے جسکی بنا پر اونہون نے نالش ڈسمس کی ہے اور جس امر کے نسبت ہم نے اونکی غلطی کو صحیح کیا ہے اوس سے فیصلہ اسمقدمہ کا نہین ہوتا ہے - وہ ڈگری بابت نیلام کے نہین ہے اور نہ وہ بطور ایسی ڈگری کے متصور ہوسکتی ہے کہ جس سے جایداد متذکرہ صلحنامہ پر کفالت پیدا ہوتی ہے - اوس سے کسی ایسے کفالت کا پیدا ہونا ظاہر نہین ہوتا ہے اور اسی وجہ سے مدعاعلیہم اوس ڈگری پر اسطرح پر استدلال نہین کرسکتے ہین کہ اوس سے کفالت بحق گوردیال جتی کے جسکے توسط سے وہ دعویدار ہین پیدا ہوی تہی - جب ہم صلحنامہ پر عود کرتے ہین تو ہماری یہہ رائے ہوتی ہے کہ فریقین کی یہہ نیت تہی اور اوس نیت کی تعمیل ہوی تہی کہ کفالت پیدا کیجاوے - ہماری یہہ رائے ہے کہ صلحنامہ کے روسے کفالت بحق گوردیال جتی بابت اوس کے زرڈگری کے پیدا ہوگئی تہی - مسٹر موتی لال نہرو منجانب مدعاعلیہم قائمقامان گوردیال جتی کے یہہ حجت کی ہے کہ چونکہ گوردیال نے خرید کیا ہے وہ مستحق استعمال کرنے اوس کفالت کا جو اوس صلحنامہ سے پیدا ہوی تہی بقدر اوس کل روپیہ کے ہے جسکے بابت وہ کفالت دی گئی تہی - ہماری رائے مین یہہ امر بالکل غیر اہم ہے کہ گوردیال اتفاقاً اوس مقدمہ مین ڈگریدار تہا - اوسکے حقوق جو اوسکی خریداری موقوعہ ۱۸۸۱ء سے ظہور پذیر ہوے ہین اون حقوق سے زیادہ نہین ہوسکتے ہین جو کوئی شخص ثالث حاصل کرتا بشرطیکہ وہ اوس نیلام

نیلام کو خرید کرتا۔ فیصلجات مقدمہ ماتادین کسوندھن بنام کاظم حسین (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۴۳۲) اور تلشا بنام خوب چند (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد
جلد ۱۳ صفحہ ۵۸۱) کو اسمقدمہ سے متعلق کرکے ہمکو یہہ بہی واضح ہوتا ہے کہ خریدار اوس
نیلام کا جو سنہ ۱۸۸۱ع مین ہوا تہا مستحق اوس کفالت کے استعمال کرنیکا جو از روے تمسک
کے پیدا ہوئی تہی بغرض اپنی حفاظت کے بمقابلہ مواخذہ دار مابعد کے ہوگیا تہا
سوال یہہ ہے کہ کس مقدار تک وہ اوس کفالت کے استعمال کرنیکا مستحق ہوگیا تہا
مسٹر موتی لال نہرو نے یہہ بحث کی ہے کہ خریدار مذکور مستحق استعمال کرنے کفالت کا
بغرض خود اپنی حفاظت کے نہ محض بقدر اوس قیمت کے ہوگیا تہا جو اوس نے ادا کی
تہی بلکہ مستحق استعمال کرنے کفالت کا بطور سپر بقدر اوس کل روپیہ کے ہوگیا تہا
جسکی ادا کرنے کی اطمینان کے غرض سے وہ کفالت پیدا کی گئی تہی۔ یہہ ایسا مسئلہ
ہے جس سے ہم اتفاق نہین کرتے ہین۔ مثلاً یہہ ظاہر ہے کہ اگر یہہ تین موضع مختلف
تین شخصون کے نام فروخت ہوے ہوتے تو ان شخصون مین سے ہر شخص دعوی
کفالت کا بطور سپر اپنے مقدمہ کے بابت اوس کل روپیہ کے نہ کرسکتا جو از روی
ڈگری کے واجب تہا۔ پہر یہہ ظاہر ہے کہ اگر بوقت نیلام کے زر واجب از روے
ڈگری مورخہ ۲۴ ستمبر سنہ ۱۸۸۵ع کے اوس زر ثمن نیلام سے بہت زیادہ ہوتا جو بوقت
نیلام ادا ہوا تہا تو خریدار نیلام حفاظت کفالت سے صرف بقدر اوس روپیہ کے حاصل
کرتا جو اوس نے ادا کیا تہا اوسی قدر رہن بیباق ہوتا اور وہ قایمقام مرتہن کا بابت
زر بقیہ واجب کے نہو سکتا۔ پورے حقوق مرتہن کے جو دربارہ وصول کرنے
زر بقایا یافتنی کے تہی وہ بوجہ وصول جزو زر یافتنی اپنی بذریعہ نیلام جایداد مرہونہ
کے بابت بقایا زر یافتنی کے خریدار نیلام کے طرف منتقل نہین ہوسکتے ہین اور وہ
حقوق ایک ہی وقت مین دو شخصون کو حاصل نہین ہوسکتے ہین۔

ایک بحث ہمارے روبرو یہہ ہے کہ آیا سود تمسک مدعی کا تعزیری
ہے یا نہین۔ اوس امر پر ہم کو غور کرنیکی ضرورت نہین ہے کیونکہ یہہ ایسا نہین
ہوا ہے کہ آغاز معاہدہ مین کوئی فریب ہوا ہے یا یہہ کہ وہ ناحق شناسی کا معاہدہ
ہے۔ معہذا فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا مقدمہ بانکی بہاری بنام سندر لال

(انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۲) متعلق ہے۔

چونکہ جج ماتحت نے یہہ نالش پہلی تجویز ڈسمس کی ہے کہ ڈگری مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۸۵۵ء ڈگری نیلام کی ہے دیگر تنقیحات کی تجویز نہین کی ہے نظر بران ہم تنقیحات ذیل بموجب دفعہ ۵۶۶ - ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء کے ادن کے پاس واپس بھیجتے ہین۔

(۱) تاریخ نالش کو بابت اصل وسود تمسک مدعی کے کیا ... تہا۔

(۲) بتاریخ نیلام موقوعہ ۱۸۷۱ء بموجب ڈگری مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۸۵۵ء کے کسقدر واجب تہا۔

جج ماتحت وہ شہادت مزید لینگے جو واسطے فیصلہ ان تنقیحات کے ضروری ہو۔ بعد واپس آنے تجاویز کے دس روز کی مہلت واسطے عذرداری کے دیجاوے گی۔

عدالت ہیوہر — اپیل دوم نمبر ۲۲ ۱۸۹۳ء — منفصلہ ۱۵ فروری ۱۸۹۵ء

مہاراج نرائن سنگہ وغیرہم (مدعاعلیہم) اپیلانٹان بنام شیونندن سنگہ (مدعی) رسپانڈنٹ

ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۱۰ - شفع -

میعاد سماعت - نالش شفع بابت حصہ غیر منقسمہ محال کے -

جب نالش شفع مین جاید ادشفع طلب حصہ غیر منقسمہ کسی محال کا ہو تو میعاد سماعت بنسبت ایسی نالش کے تاریخ رجسٹری اوس بیعنامہ سے شروع ہوجاتی ہے جسکے وجہ سے دعوے شفع کا کیا جاتا ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے جہانتک واسطے اغراض اس رپورٹ کے وہ ضروری ہین فیصلہ عدالت سے ظاہر ہوتے ہین۔

رئیڈ منجانب اپیلانٹان۔

بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس - یہہ مقدمہ آسان ہے مسٹر رئیڈ منجانب اپیلانٹان کے ایک امر پیش کرتے ہین جسکی وجہ سے او نکی

راے مین اونکو اپنی دیگر وجوہ اپیل پر اصرار کرنا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے - وہ کہتے ہین کہ یہہ نالش منشاء مد ۱۰ ضمیمہ ۲ - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء مین داخل ہے جایداد مبیعہ اس مقدمہ کی ایک غیر منقسمہ حصہ محال غیر منقسمہ کا ہے لہذا قابل قبضہ واقعی حق کے نہین ہے - مسٹر زید یہہ حجت کرتے ہین کہ زمانہ میعاد سماعت کا رجسٹری دستاویز سے شروع ہوگیا - معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ یہی ہے کہ اس مقدمہ کے بیعنامہ کی رجسٹری ۱۲ / جنوری سنہ ۱۸۸۷ء کو ہوی تھی - مدعی نے اپنی نالش ۲۴ / اپریل سنہ ۱۸۹۱ء تک شروع نہین کی تھی - یہہ ایک سال سے کہین زیادہ ہے کہ جس کے اندر نالش شفع کی دایر ہوجانی چاہیے تھی - لہذا ہم یہہ اپیل منظور اور ڈگری عدالت ماتحت منسوخ اور نالش مدعی کی معہ خرچہ کل عدالتون کے ڈسمس کرتے ہین -

---

۲۶ فروری | بریلی | اپیل اول احکام نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۴ء | منفصلہ ۲۶ / فروری

مدن موہن لال و بلک کسن و دیگر (مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام کہنی لال (مدعی) رسپانڈنٹ

ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مدات ۵۷ و ۱۲۰ - میعاد سماعت - قرضہ بکفالت جایداد منقولہ - نالش دلایا نے زر نقد بذریعہ نیلام جایداد مرہونہ اور نیز ذات مدعا علیہ سے -

جب مدعی جس نے زر نقد بہ کفالت جایداد منقولہ کے قرض دیا تھا نالش دلاپانے زر مذکور بذریعہ نیلام جایداد گرو شدہ اور نیز بذریعہ استدعای صدور ڈگری بمقابلہ ذات مدعا علیہ یعنی دونون ذریعہ سے وصول پانے کے دایر کی ہے بشرطیکہ جو روپیہ نیلام سے وصول ہو وہ ناکافی ہو تو یہہ تجویز ہوئی کہ جہان تک عرضی نالش مین استدعا صدور ڈگری بمقابلہ ذات مدعا علیہ کے ہے مد ۵۷ ضمیمہ ۲ - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء متعلق ہے لیکن جہان تک مدعی نے درخواست نفاذ اپنی کفالت کی بمقابلہ جایداد گرو شدہ کے کی ہے نالش مد ۱۲۰ مین داخل ہے - نیم چند بابو بنام جگ بندھو گھوس (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۲۱) کی تقلید ہوئی -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

روشن لال منجانب اپیلانشان بنام جوگندر ناتھہ وشیو چرن لال منجانب رسپانڈنٹ

ناکس صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس - یہہ اپیل بنا بر ارضی حکم مصدرہ جج ماتحت بریلی بصیغہ اپیل مشعر واپسی مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی بغرض تجویز کے ہے - دعوے جیسا کہ مدعی نے پیش کیا تھا واسطے دلاپانے اوس روپیہ کے ہے جو اوس سے چند زیورات پر قرض لیا گیا تھا اور وہ زیورات اوس کے پاس گرو کردے گئے تھے - بہرکیف عرضی نالش مین محض استدعا دلاپانے زرواجب بذریعہ نیلام جایداد گروی شدہ ہی کے نہین ہے - اوس مین استدعا مزید واسطے دلاپانے زربقایا واجب کے جو بعد نیلام زیورات کے ہو بذریعہ کارروائی کرنے بمقابلہ ذات مدعا علیہم اپیلانشان حال کے بھی ہے - دعوے اوس تاریخ سے تین سال کے بعد جب روپیہ قرض دیا گیا تھا اور زیور گروی ہوا تھا دایر کی گئی تھی - عدالت مرافعہ اولے نے یہہ تجویز کی تھی کہ نالش مد ۱۰۸ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت ۱۸۷۷ء کے محکوم نہین ہے اور نالش ڈسمس کی تھی - جج ماتحت کی یہہ راے قرار پائی کہ ایکٹ میعاد سماعت مین کوئی مد خاص متعلق نالش کے نہین ہے لہذا مد ۱۲۰ متعلق ہے - جو بحث ہمارے روبرو پیش ہے اوسپر ہائیکورٹ نے مقدمہ نیم چند بابو بنام ٹھگ بندہو گھوس (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۱۷۱) مین غور کیا تھا - جن ذیعلم ججون نے اوس مقدمہ کو فیصل کیا تھا اونکی راے یہہ قرار پائی تھی کہ جہانتک عرضی نالش مین استدعا صدور ڈگری زرنقد قرض دادہ بمقابلہ ذات مدعا علیہم کے ہے وہ بموجب مد ۵۷ کے خارج المیعاد ہے لیکن جہانتک مدعی نے استدعا نفاذ اپنے مواخذہ کے بمقابلہ جایداد گروی شدہ کے کی ہے نالش مد ۵۷ مین داخل نہین ہے بلکہ مد ۱۲۰ ضمیمہ مذکور مین داخل ہے لہذا خارج المیعاد نہین ہے - جو راے اوس مقدمہ مین ظاہر کی گئی ہے

اوس سے ہم اتفاق کرتے ہین - لہذا درحالیکہ ہم یہہ اپیل ڈسمس کرتے
ہین ہم اسقدر حکم عدالت اپیل ماتحت کو بدین حکم ترمیم کرتے ہین کہ بعد انفصال
مرافعہ اولے تجویز کو دادی مقدمہ کے بلحاظ تحریرات مندرجہ بالا کے عمل کر
رسپانڈنٹان اپنا خرچہ پاوینگے -

فقرہ اول دفعہ ۱۳- ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے نہین کہا جاسکتا ہے بجز اوس صورت کے اور اوس وقت تک کہ واسطے فیصلہ مقدمہ کے اوسکی تجویز کا ہونا اہم ہے یا ہوجاوے بموجب دفعہ ۱۴۶- ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے اون تنقیحات کا قرار دیا جانا جنپر مقدمہ کی اوس نوبت پر مقدمہ کے صحیح فیصلہ کا مدار معلوم ہوتا ہے فی نفسہ وہ امر جسے تنقیح مذکور متعلق ہے حسب منشا دفعہ ۱۳ کے امر تنقیح طلب اور زیر تنقیح نہین ہوجاتا ہے اگرچہ جب کسی ایک یا زیادہ تنقیحات کی تجویز واسطے فیصلہ مقدمہ کے کافی ہو تو مناسب ہے کہ عدالت اپنے فیصلہ مین اوسکی تجویز یا ہر ایک تنقیح قرار دادہ کی تجویز جداگانہ بیان کرے -

مقدمات ذیل کا حوالہ ہوا تھا- کرشن بہاری راے بنام برجیسوری چودہرانی (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۲ صفحہ ۲۸۳) سور جومنی دی بنام سدانند مہاپاتر (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ماسبق صفحہ ۲۱۲) راجہ رن بہادر سنگہ بنام مساۃ لچہو کنور (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۱۲ صفحہ ۲۳) رادہا مادہب ہلدار بنام منوہر مکرجی (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۱۵ صفحہ ۹۷) شیخ عنایت الله بنام شیخ امیر بخش (ویکلی رپورٹ جلد ۲۵ فیصلجات دیوانی صفحہ ۲۲۵) نعمت خان بنام پہادو بلدیا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۱۳۹) جمعیت النسا بنام لطف النسا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۷ صفحہ ۶۰۴) مان سنگہ بنام نراین داس (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱ صفحہ ۴۸۹) لچہمن سنگہ بنام موہن (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد صفحہ ۵۰۰) راحم غلام بنام شیو ٹہل (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱ صفحہ ۲۶۶) السنو یابائی بنام سکہارام پاندورنگ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۴۶۴) دلوار گوند انا رہاما بنام دلوار گوند اکیلا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۱۴۳) گہیلا بائی اچہارام بنام سکلچند جیٹہا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۵۹۷) تاراکانت بنرجی بنام پدمنی داسی (ویکلی رپورٹر جلد ۵ پریوی کونسل صفحہ ۶۳) رامینسن بنام دلیپ سنگہ (لا رپورٹ چینسری ڈویزن جلد ۱۱ صفحہ ۷۹۸)

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - رگہو ناتہہ نے جو رسپانڈنٹ

اپیل ہذا سے عدالت منصفی بدایون شرقی مین یہہ نالش دایر کی ہتی جس سے یہہ اپیل بطور ندیر
ہوا ہے - اور چہید الال ورامجی لال وسندر لال وشب چرن لال کو مدعا علیہم بنایا تہا
شب چرن لال اپیلانٹ عدالت ہذا ہے -

اپنی عرضی نالش مین رگہونا تہہ نے یہہ بیان کیا تہا کہ ایک پختہ مکان
ملکیت ایک شخص مسمی منکہہ متوفی کی ہتی اور منکہہ بلا اولاد ذکور کے مرگیا تہا
اور دو دختر یعنی مساۃ کرشنا اور مساۃ بیبا اپنی پیچہے زندہ چہوڑ مرا تہا کہ جو اپنی استحقاق
سے اوس مکان پر مسل دختران ہندو لا پسر متوفی کے قابض ہوی ہتین - رگہونا تہہ
نے یہہ بہی بیان کیا تہا کہ وہ مساۃ بیبا کا لڑکا ہے جو ۱۸۹۱ء مین فوت ہوی ہتی
اور چہید الال ورامجی لال اور سندر لال پسران مساۃ کشنا کے ہین اور وقت وفات
مساۃ بیبا کے جسکے نسبت رگہونا تہہ نے بیان کیا ہے کہ وہ اپنی بہن مساۃ کشنا کے
بعد تک زندہ ہتی وہ یعنی رگہونا تہہ اور مدعا علیہم چہید الال ورامجی لال وسندر لال
بطور وارثان منکہہ کے مستحق مکان مذکور بقدر ایک ایک ربع کے فی کس ہوے -

عرضی نالش مین یہہ بہی بیان ہوا ہے کہ مساۃ کشنا نے بشمول مدعا علیہم
چہید الال ورامجی لال اور اونکی سازش سے اور بلا ضرورت کے ۱۹ ستمبر ۱۸۸۷ء
بذریعہ دستاویز کے مکان مذکور کو شب چرن لال مدعا علیہ کے نام رہن کردیا اور
شب چرن لال نے بعدہ بر طبق اپیل کے اوس نالش مین جو اوس نے ۱۸۹۱ء
مین بمقابلہ چہید الال ورامجی لال وسندر لال بربناء رہننامہ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۸۸۷ء کے دایر
کی ہتی ڈگری نیلام کی بمقابلہ مدعا علیہم چہید الال ورامجی لال بابت اونکی استحقاق
واقعہ مکان مذکور کے حاصل کی ہتی کہ جو استحقاق اوس ڈگری کے رو سے بقدر دو
ثلث کے قرار پایا تہا اور شب چرن لال کی نالش بابت نیلام بمقابلہ سندر لال کے
ڈسمس ہوی ہتی -

عرضی نالش مین یہہ بیان ہے کیونکہ واقعہ ہے کہ رگہونا تہہ مدعی نے
۱۸۹۳ء مین بعدالت منصفی شرقی بدایون ایک نالش انہین مدعا علیہم شب چرن
لال و چہید الال ورامجی لال وسندر لال پر واسطے استقرار اس امر کے دایر کی ہتی کہ
منجملہ چار وارثان منکہہ کے وہ ایک وارث ہے اور اس حیثیت سے وہ مستحق ایک

ربع حصہ مکان مذکور کا ہے اور منصف نے بدین تجویز کہ رگہوناتہہ مدعی مکان پر قابض نہین ہے نالش ڈسمس کی ہتی۔

عرضی نالش مین یہہ بہی بیان ہوا تہا کہ شیب چرن لال مدعا علیہ نے ۱۸۹۳ء مین اپنی ڈگری نیلام کی جاری کرائی ہتی۔ عرضی نالش استدعاے ذیل کے ساتہہ ختم ہوتی ہے۔ مدعی مستدعی فیصلہ کا ہے کہ باستقرار اس امر کے کہ مدعی مالک و مستحق ایک ربع مکان محدودہ ذیل واقعہ بدایون محلہ سدوارہ کا ہے اور وہ ایک ربع حصہ مذکور الصدر بر شمول مدعا علیہ نمبر ۱ و ۲ و ۳ (چہیدا لال و رام جی لال و سندر لال) کے محفوظی حصہ مذکور مطالبہ ڈگری عدالت اپیل نمبری ۱۲ ۸ سنہ ۱۸۹۲ء ڈگری نیلام (ڈگری عدالت ابتدائی نمبری ۲۱۵ سنہ ۱۸۹۱ء کے) سے قابض کرا دیا جاوے۔

چہیدا لال و رام جی لال و سندر لال مدعا علیہم نے اس نالش کی جوابدہی نہین کی ہتی۔ شیب چرن لال مدعا علیہ نے اپنے بیان تحریری مین منجملہ دیگر امور کے یہہ عذر کیا کہ اس نالش مین دفعہ ۴۳۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء عارض ہے اور رگہوناتہہ مدعی کی مان مسماۃ گورا ہی مسماۃ بیبا نہین ہتی اور نہ مسماۃ بیبا اور نہ مسماۃ گورا دختر متسکہہ کی ہتی۔

مدعی حال کی نالش سنہ ۱۸۹۳ء مین اوس نے بیان کیا تہا اور شیب چرن لال مدعا علیہ نے انکار کیا تہا کہ رگہوناتہہ مدعی پسر مسماۃ بیبا کا ہے اور مسماۃ بیبا منجملہ دو دختران متسکہہ کے ایک دختر ہتی اور رگہوناتہہ مدعی بحیثیت پسر مسماۃ بیبا کے مستحق ایک ربع حصہ مکان متنازعہ کا ہے۔ اوس مقدمہ مین منصف نے اپنی فیصلہ مین تجویز تنقیح متعلقہ استحقاق کے بحق رگہوناتہہ کے کی ہتی لیکن چونکہ رگہوناتہہ نے دعوی ڈگری دخل کا نہین کیا تہا منصف نے بموجب شرط دفعہ ۴۲۔ ایکٹ داد رسی خاص سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۷ء) بدین تجویز ڈسمس کی کہ مدعی مشتر گایا اور طرح پر قابض مکان متنازعہ پر نہین ہے۔

اسمقدمہ مین اوسی منصف نے یہہ تجویز کی ہے کہ بوجہ اونکی تجویز مقدمہ سابق بابت استحقاق کے بحیثیت استحقاق رگہوناتہہ مدعی بطور ایک وارث منجملہ چار وارثان متسکہہ کے بموجب دفعہ ۱۳۔ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے امر تجویز شدہ ہے

اور بطور امر واقعہ کے یہہ بہی تجویز کی کہ قطع نظر بحث امر تجویز شدہ کے رکہو ناتہہ
مدعی نے اس مقدمہ مین اپنا استحقاق بطور ایک وارث منجملہ چار وارثان سنگہہ کے
ثابت کر دیا تہا اور دیگر تنقیحات کو بحق مدعی تجویز کر کے اوسکا دعوی ڈگری کیا۔ بہ نسبت
اس ... کے کہ اس نالش مین دفعہ ۴۳ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع عارض ہے منصف
نے فیصلہ عدالت ہذا مقدمہ موہن لال بنام بلاسو (انڈین لاریورٹ سلسلہ
الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۵۱۲) پر استدلال کیا ہے اور اوسکی تقلید کی ہے - بنار اضی
اس ڈگری کے شب چرن لال مدعا علیہ نے عدالت ضلع جج مین اپیل کیا تہا
اور عذرات اپیل مین اوسی منصف کے تجاویز واقعاتی پر اعتراض کیا تہا - اوسکی
اپیل کا عذر بحم یہہ ہے - یہہ کہ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے متعلق نہین ہے
کیونکہ مقدمہ سابق مین دعوی مدعی کا ڈسمس ہوا تہا - ایک ڈگری کے نار اضی سے
ہوتا ہے اور نہ وجوہات کے بنا پر - جب اوس فیصلہ کو تاثیر امر تجویز شدہ (دفعہ ۱۳) تمنا
فریقین سے حاصل نہین ہے تو وہ حایل نہین ہوسکتا ہے - اوس اپیل مین ضلع جج
شاہجہانپور نے یہہ تجویز کی تہی کہ بحث استحقاق رکہو ناتہہ مدعی سے امر تجویز شدہ
نہین ہے اور دفعہ ۱۳ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع متعلق نہین ہے اور بطور امر واقعہ
کے یہہ تجویز کر کے کہ مدعی نے اپنا استحقاق بطور وارث سنگہہ کے ثابت نہین
کیا ہے مشار الیہ نے ڈگری منصف کی منسوخ کی اور نالش ڈسمس کی - بنار اضی
اوس ڈگری کے مدعی نے عدالت ہذا مین اپیل کیا تہا - اوس کے اپیل کی سماعت جج واحد نے
کی تہی جس نے بدین تجویز کی کہ بحث استحقاق کی بوجہ تجویز منصف مقدمہ سابق
دربارہ استحقاق کے بموجب دفعہ ۱۳ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع کے امر تجویز شدہ ہے
ڈگری ضلع جج کو منسوخ کیا اور بموجب دفعہ ۵۶۲ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع کے حکم
والپسی مقدمہ کا صادر کیا - بنار اضی اوس حکم والپسی مقدمہ کے یہہ اپیل بموجب
دفعہ ۱۰ فرمان شاہی عدالت ہذا شب چرن لال مدعا علیہ نے دایر کیا ہے۔

ہمارے روبرو صرف امر تجویز شدہ کے نسبت بحث ہوئی ہے - مسٹر عبد المجید
نے منجانب شب چرن لال مدعا علیہ کے شرط متعلقہ دفعہ ۴۲ - ایکٹ داد رسی خاص
سنہ ۱۸۷۷ع (ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۷ع) پر استدلال کیا ہے اور یہہ بحث کی ہے کہ تجویز

استحقاق مندرجہ مقدمہ سابق واسطے فیصلہ اوسمقدمہ کے غیر ضروری ہتی اور چونکہ
ڈگری اوسمقدمہ کی بالکل بحق شب چرن لال کے ہوی ہتی اور اپیل بناراضی
ڈگری کے ہو سکتی ہے اور نہ بناراضی تجویز مندرجہ فیصلہ کے جو ڈگری مین
مندرج نہو وہ اوس تجویز پر بذریعہ اپیل کے اعتراض نہین کرسکتا تہا اور جس
تجویز پر بذریعہ اپیل کے اعتراض نہو سکتا ہو وہ نالش مالعدین بطور امر تجویز شدہ
کے عمل پذیر نہین ہو سکتا ہے۔ مسٹر عبد المجید نے مقدمات ذیل پیش کئے تہے
امرولال بنام بہاری سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۲ صفحہ ۲۹۷) رام
سیوک سنگہ بنام انچہید سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۴ صفحہ ۲۶۱) تپالی
مہتی بنام تلجا (انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۳ صفحہ ۲۲۳) للسنو بابای بنام سکہارام
پاندورنگ (انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۷ صفحہ ۴۶۴) کہیلا اچہارا م بنام
سنکلچند جیٹہا (انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۱۰ صفحہ ۵۹۷) دیوارا کوندا نارا سامابنام
دیوارا کوندا کسنیا (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۱۳۴) نندو لال
بہٹاچارجی بنام بدہو کہی دیبی (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۷) ٹہاکر
مگندیو بنام ٹہاکر مہادیو سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۶۴۷) راجہ رن
بہادر سنگہ بنام مسماۃ لچہو کنور (لارپورٹ اپیل ہند جلد ۱۲ صفحہ ۲۳ - اور وہی مقدمہ
انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۳۰۱) اور نراین داس بنام فیض شاہ (پنجاب
ریکارڈ جلد ۲۴ صفحہ ۱۵۵ فیصلجات دیوانی)۔

مسٹر ودیا چرن سنگہ نے منجانب رگہو ناتہہ مدعی رسپانڈنٹ کے یہہ حجت
کی ہے کہ تجویز استحقاق کی تجویز اہم ہتی اور اگر واسطے فیصلہ مقدمہ سابق کے نہ
بہی اہم ہو تو تجویز تنقیح کی درمیان فریقین کے ہوئی ہتی اور چونکہ عدالت نے اوسکی
بابت ارادے ظاہر کردی ہتی تو وہ معاملہ امر تجویز ہو گیا عام اس سے کہ اپیل بناراضی
ڈگری مقدمہ سابق کے منجانب شب چرن لال کے ہو سکتا ہو یا نہین اور
شب چرن لال بناراضی اوس ڈگری مقدمہ سابق کے اپیل کرسکتا تہا کیونکہ
وہ ڈگری ناقص ہتی اسوجہ سے کہ اوس ڈگری مین تجویز متعلقہ استحقاق ڈگری
مین درج نہتی اور اگر بناراضی اوس ڈگری کے جس حیثیت سے کہ وہ موجود ہتی

شب چرن لال کے طرف سے اپیل نہ ہی ہو سکتا ہو وہ بموجب دفعہ ۶۲۲ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے عدالت سے اوس ڈگری کو ترمیم کرا سکتا تہا کہ جسمین وہ ڈگری اوس تجویز کے اوسمین درج ہو ہیئے مطابق فیصلہ کے ہو جاوے اور اوسوقت بنا راضی ڈگری ترمیم شدہ کے اپیل کر سکتا تہا - اوہنون نے مقدمات ذیل پیش کئے ہین کرشنا بہاری رائے بنام برو جیسبری چودہرانی (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۲ صفحہ ۲۸۳) اور وہی مقدمہ ویکلی رپورٹر جلد ۲۵ صفحہ ۱ فیصلجات دیوانی) شیخ عنایت الہ بنام شیخ امیر بخش (ویکلی رپورٹ جلد ۲۵ صفحہ ۲۲۵) نعمت خان بنام بہادر بلدیا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۳۱۹) رام غلام بنام شیو ٹہل (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۲۶۶) مان سنگہ بنام نراین داس (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۴۸۰) پہمن سنگہ بنام موہن (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۴۹۷) موہن لال بنام رام دیال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۸۴۳) جمعیت النسا بنام لطف النسا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۶۰۲) اور مقدمہ وچنز آف گنگسٹن (لیڈنگ کیسز مولفہ اسمتہ صاحب جلد ۲ صفحہ ۸۱۲ طبع نہم) - اوہنون نے رسالہ حکم چند درباره قانون امر تجویز شدہ فقرہ ۶۰ صفحہ ۱۳۱ پر بہی حوالہ کیا تہا -

ہمارے روبرو مشر و دیا چرن سنگہ نے بہت زور سے یہہ حجت کی تہی کہ مقدمہ کرشن بہاری بنام برو جیسری چودہرانی (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۲ صفحہ ۲۸۳ اور وہی مقدمہ ویکلی رپورٹ جلد ۲۵ صفحہ ۱) شیخ عنایت الہ بنام شیخ امیر بخش (ویکلی رپورٹ جلد ۲۵ فیصلجات دیوانی صفحہ ۲۲۵ نعمت خان بنام بہادر بلدیا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۳۱۹) اور فیصلہ محمود صاحب جسٹس بمقدمہ جمعیت النسا بنام لطف النسا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۶۰۲) اسناد اس مسئلہ کے ہین کہ تجویز مندرجہ فیصلہ جو اوس ڈگری مین شامل ہو جو اوس فیصلہ کی بنا پر صادر ہوئی ہو مابین فریقین کے بطور امر تجویز شدہ کے عمل پذیر ہوسکتی ہے بشرطیکہ وہ عدالت جس نے وہ تجویز اپنے فیصلہ مین ظاہر کی ہے مجاز تجویز کرنے مقدمہ مابعد کے ہو - ہماری راے مین اوس مسئلہ کی تائید فیصلہ

حکام عالیمقام پریوی کونسل مقدمہ کرشن بہاری راے بنام بہوجیسوری چودہرانی
سے نہین ہوتی ہے۔ اوسمقدمہ مین بنواری لال نے ایک نالش منسوخی بعض پٹہ جات
پتنی کے جو منجملہ مدعا علیہم کے ایک مدعا علیہ گورسندر کی بیوہ نے دیئے تہے جس کے
نسبت بنواری لال نے بیان کیا تہا کہ اوسکو اوسکی بیوہ نے بطور پسر کے اوسکا
متبنی کیا تہا کرشن بہاری راے نے اوسمقدمہ مین اس بیان سے مداخلت
کی تہی کہ وہ وارث گورسندر راے کا ہے اور نہ بنواری لال۔ منجملہ جوابدہیون کے
ایک جوابدہی یہہ تہی کہ بنواری لال کی تبنیت جایز طور پر نہین ہوی تہی۔
صدر امین اعلی نے یہہ تجویز کی تہی کہ بنواری لال جایز طور پر متبنی کیا
گیا تہا لیکن نالش بدین تجویز ڈسمس کی تہی کہ پٹہ جات پتنی منسوخ نہین ہوسکتی
ہین۔ کرشن بہاری راے نے سول جج کے حضور مین اپیل کیا تہا جنہون نے
بہ بحالی فیصلہ صدر امین اعلی کے اپیل ڈسمس کیا تہا۔ بنارامنی اوس ڈگری
سول جج کے کرشن بہاری راے نے ہایکورٹ مین اپیل کیا تہا۔ بموجب فیصلہ
حکام عالیمقام پریوی کونسل کے ہایکورٹ نے۔ بعد سماعت کامل مقدمہ بابت
تنقیح متعلقہ تبنیت کے فیصلجات عدالتہاے ماتحت کے بحال کیے تہے۔ لہذا ایک ختمی
اور مکمل فیصلہ بہ نسبت تنقیح تبنیت کے موجود ہے جو یا تو حسب خواہش کرشن بہاری
کے پیدا ہوی تہی یا جسکو اوسی امر کے بنا پر کہ جسکو وہ اسمقدمہ مین پیدا کرنا
چاہتا ہے اختیار کیا تہا اور حکام عالیمقام نے یہہ تجویز کی تہی کہ کرشن بہاری
راے از روے اصول امر تجویز شدہ کے صحت تبنیت بنواری لال پر اسمقدمہ
مابعد مین جو حکام عالیمقام کے حضور مین بصیغہ اپیل پیش تہا اعتراض کرنے
سے ممنوع ہے۔ کرشن بہاری راے نے مقدمہ مین مداخلت بہ نظر تائید نالش
بنواری لال بابت منسوخی پٹہ جات پتنی کے نہین کی تہی بلکہ واسطے مغلوب کرنے
نالش مذکور کے اس بیان سے کہ بنواری لال کو کوئی استحقاق جایداد پر حاصل
نہین ہے مداخلت کی تہی اور اسوجہ سے وہ نالش کو قایم نہین رکہہ سکتا ہے
بنارامنی ڈگری صدر امین اعلی کے پتنی دار نے اپیل نہین کیا تہا اور ڈگری
ہایکورٹ کی مشعر ڈسمسی اپیل کرشن بہاری کے اس بنیاد پر صادر ہوئی تہی کہ

بنواری لال جایز طور پر مبنی کیا گیا ہے اور یہی وہ تجویز ہایکورٹ کی ہے جو اوس
ڈگری منسوخ شدہ سے اپیل کرشن بہاری راے مین موثر کی گئی ہتی - نظر بران ہم کو
معلوم ہوتا ہے کہ صرف یہی وجہ ہے کہ تجویز متعلق صحت تبنیت بنواری لال سے
ہایکورٹ کے ڈگری مین موثر کی گئی ہتی کہ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے اوس
تجویز کو بطور امر تجویز شدہ کے بابت صحت تبنیت کے تجویز کیا ہے - مسٹر ودیا چرن
سنگہ کی اوس حجت کو جسکا ہم ذکر کر رہے ہین اس امر سے تائید پہونچتی ہے کہ مارکبی
صاحب جسٹس ور امیش چندر متر صاحب جسٹس نے بمقدمہ شیخ عنایت الله بنام
شیخ امیر بخش (ویکلی رپورٹ جلد ۵ فیصلجات دیوانی صفحہ ۲۲۵) اور مارس صاحب
جسٹس نے بمقدمہ نعمت خان بنام بہادر ولد یاد انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶
صفحہ ۱۱۹) صریحاً اور ظاہرا دیگر ممبران اجلاس کامل نے مقدمہ اخر الذکر مین ہماری
راے مین یہہ غلط قیاس کیا ہتا کہ فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ کرشن
بہاری راے بنام برجیسوری چودہرانی (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۲ صفحہ ۲۸۳ اور
نیز مقدمہ ویکلی رپورٹ جلد ۲۵ فیصلجات دیوانی صفحہ ۱) کا محض صدر امین اعلی کے
تجویز پر مبنی ہتا - مارکبی صاحب جسٹس نے بصفحہ ۲۲۶ ویکلی رپورٹ جلد ۵ فیصلجات
دیوانی یہہ فرمایا ہتا - اسی طرح مقدمہ مندرجہ ویکلی رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱ مین ڈگری
مقدمہ سابق جسکی تجویز پر استدلال ہوا ہتا پریوی کونسل کے روبرو پیش نہ ہتی اور نہ
ہم اوسکو ملاحظہ کر سکتے ہین کیونکہ وہ ڈگری اس عدالت کی نہین ہے لیکن ہم ملاحظہ
یہہ کہہ سکتے ہین کہ تجویز مستدلہ ڈگری مین نہین ہے کیونکہ نالش ڈسمس ہوئی ہتی
مارس صاحب جسٹس نے بصفحہ ۳۲۴ انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ مین بہ نسبت
مستردگی اس تجویز کے کہ اراضی مقبوضہ مستوجب اضافہ کے ہے جو منصف نے اپنی ڈگری
مین کی ہتی اور جس تجویز پر بطور امر تجویز شدہ موثر کے استدلال ہوا ہتا یہہ فرمایا ہے
ڈگری مین اس تجویز کی مستردگی اہم نہین ہے کیونکہ جیسا کہ مسٹر مارکبی صاحب جسٹس نے
مقدمہ شیخ عنایت الله بنام شیخ امیر بخش مین یہہ بتلایا ہے کہ حکام عالیمقام پریوی کونسل
کے روبرو جب حکام ممدوح نے اپنا فیصلہ بمقدمہ سورج مُنی دیی صادر فرمایا ہتا ڈگری
پیش نہین ہتی اور نہ اوس مقدمہ مین اور نہ ایک دوسرے مقدمہ مین جو بہت مشکل

تہا یعنی کرشن بہاری رائے بنام بنواری لال رائے مین حکام ممدوح نے یہہ ضرور خیال کیا کہ ڈگری اوسکی پیش ہونی چاہیئے بطور امر واقعہ کے اونہین نے کسی مقدمہ مین تجویز مستدلہ ڈگری مین مندرج نہین ہے۔

بمقدمہ شیخ عنایت الله بنام شیخ امیر بخش (ویکلی رپورٹ جلد ۸ فیصلجات دیوانی صفحہ ۵۲۲) بحث عام جو مقدمہ سابق اور اوسمقدمہ مین تہی یہہ تہی کہ آیا اراضی مقبوضہ کاشتکار کی ایسی ہے جسکے روسے زمیندار کو لگان اضافہ کرنیکی اجازت ہے یا ممانعت ہے۔ مقدمہ سابق مین منصف نے یہہ تجویز کی تہی کہ اراضی مقبوضہ اضافہ سے محفوظ نہین تہی مگر بدین تجویز کہ جن وجوہ کی بناپر دعوی اضافہ کا کیا گیا تہا وہ ثابت نہین ہوئی ڈگری لگان کی بشرح لگان سابق کے دیتی تہی۔ اوسمقدمہ مین مارکبی صاحب جسٹس و رامیشر چندر متر نے یہہ تجویز کی تہی کہ تجویز مقدمہ سابق بر نسبت بحث استحقاق عام اس سے کہ وہ ڈگری مین شامل ہو یا نہین مقدمہ مابعد جو اونکی روبرو اپیل مین پیش تہا اسطرحپر استدلال ہوسکتا ہے کہ گویا وہ مابین فریقین کے اس امر کے نسبت قابل پابندی کے ہے کہ آیا اراضی مقبوضہ ایسی ہے جسکے لگان کا اضافہ ہوسکتا ہے یا نہین۔ مارکبی صاحب جسٹس و رامیشر چندر متر صاحب جسٹس نے ظاہرا وہ نتیجہ جزواً اوس نظر سے اخذ کیا تہا جو اونہون نے بہ نسبت اوس بنیاد کے قائم کیا تہا کہ جسپر حکام عالیمقام پریوی کونسل نے فیصلہ بحث امر تجویز شدہ کا مقدمہ کرشن بہاری رائے بنام برجیسوری چودہرانی مین کیا تہا اور جسکو حکام ممدوح نے اوس فقرہ مین ظاہر کیا تہا جسکی نقل اونکی فیصلہ مقدمہ شیخ عنایت الله سے ہم کرچکے ہین اور جزواً اوس خیال سے اخذ کیا تہا جو معزی الیہم نے بہ نسبت بنیاد فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل مقدمہ سورجومنی دیبی بنام سدانند مہاپاترا (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ضمیمہ صفحہ ۲۱۲ اور وہی مقدمہ بنگال لا رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۴ اور ویکلی رپورٹ جلد ۲۰ صفحہ ۳۷۷) کے قائم کیا تہا۔ بہ نسبت اوسمقدمہ کے معزی الیہم نے یہہ فرمایا ہے۔ ایک مقدمہ مندرجہ ویکلی رپورٹ جلد ۲۰ صفحہ ۳۷۷ مین چند استقرارات حقیت مشمولہ فیصلہ عدالت ہذا مصدرہ مقدمہ سابق کے پریوی کونسل سے قطعی قرار پائی تہی کیونکہ عدالت ہذا اون استقرارات کے صادر کرنیکی مجاز تہی بحالیکہ ڈگری اوسمقدمہ کی پریوی کونسل کے روبرو

پیش نہین تہی اور یہہ معلوم نہین ہوتا ہے کہ پریوی کونسل نے اوسکو ضروری شامل
کیا تہا اور فی الواقع جو ڈگری عدالت ہذا کی مسل مین موجود ہے اور جسکو ہم نے جانچ لیا

ہے۔ اوسمین کوئی ایسی استقرارات شامل نہین ہین جنپر پریوی کونسل نے استدلال کیا ہے
وہ نقل ڈگری خرچہ کی ہے۔ جس مقدمہ پر حکام عالیمقام پریوی کونسل نے استدلال کیا تہا
وہ مقدمہ سدانند مہاپاتر بنام بنومالی زرپورٹ مارشل صاحب جلد ۱ صفحہ ۳۱۳ اور وہی
مقدمہ رپورٹ ہیز صاحب جلد ۱ صفحہ ۲۰۵ کا ہے۔ بموجب رپورٹ فیصلہ ہائیکورٹ مقدمہ
مذکور کے ہائیکورٹ نے اپنے فیصلہ مین وہ استقرارات صادر کئے تہے جنپر حکام عالیمقام
پریوی کونسل نے اوس مقدمہ مین استدلال کیا ہے جو حکام ممدوح کے روبرو پیش تہا۔ یہہ
ظاہر نہین ہوتا ہے کہ کسی حکام عالیمقام سے یہہ اسا کیا تہا یا اونکو یہہ اطلاع کی
گئی تہی کہ وہ استقرارات مندرجہ فیصلہ ہائیکورٹ کے اوسکی ڈگری سے متروک کئے گئے
ہین اور یہہ قیاس ہوسکتا ہے کہ حکام عالیمقام نے اوس مقدمہ کے فیصل کرنے مین
یہہ قیاس کرلیا تہا کہ استقرارات مصدرہ ہائیکورٹ مندرجہ اوسکی ڈگری کے اوسکی
ڈگری مین مندرج ہین۔ لہذا ہم فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل مقدمہ سورجومتی
دیبی بنام سدانند مہاپاتر کو ایسا مقصور نہین کرسکتے ہین کہ اوسکی رو سے یہہ
فیصلہ پایا ہوجاتا ہے کہ تجویز مندرجہ فیصلہ جو ڈگری مین موثر نہین کی گئی ہے مابین
فریقین کے بطور امر تجویز شدہ کے عمل پذیر ہوتی ہے۔ اس امر سے کہ حکام عالیمقام
پریوی کونسل نے مقدمہ سورجومتی دیبی بنام سدانند مہاپاتر اور کرشن بہاری رائے
بنام برجیسوری چودہرانی مین حوالہ اوپر فیصلجات ہائیکورٹ کے کیا ہے اور ڈگریات
مصدرہ پر حوالہ نہین کیا ہے ہمکو اس نتیجہ کا ایما نہین ہوتا ہے کہ حکام عالیمقام
نے یہہ خیال کیا تہا کہ تجویز مندرجہ فیصلہ جو ڈگری مین موثر نہین کی گئی ہے بطور امر
تجویز شدہ کے عمل پذیر ہوسکتی ہے کیونکہ بہت سے مقدمات مین صرف فیصلہ کا جانچنا
بلکہ سوال و جواب کا جانچنا بنظر دریافت کرنے اس امر کے قطعاً ضروری ہوتا ہے کہ مابین
فریقین یا اونکی قائممقامان کے کن امور کے بابت ڈگری قطعی ہے اور یہہ بات
کہ ایسا جانچنا نہ صرف اجازتی ہی ہے بلکہ بعض مقدمات مین ضروری ہے فیصلہ حکام
عالیمقام بمقدمہ کالی کرشن ٹاگور بنام دی سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا ان کونسل

(لاءرپورٹ اپیل ہند جلد ۵ صفحہ ۱۸۶) اور وہی مقدمہ انڈین لاءرپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۸) سے مستنبط ہوتی ہے چونکہ ہر دو اسناد مستدلہ عدالت مقدمہ شیخ عنایت اللہ سے ہماری راے مین تایید بابت متعلقہ امر تجویز شدہ کی جو اوس عدالت نے ظاہر کی ہے نہین ہوتی ہے لہذا ہم فیصلہ مقدمہ شیخ عنایت اللہ کو مستند نہین تصور کرتے ہین ۔

بلحاظ حکم استصواب اور فیصلہ مقدمہ نعمت خان بنام بہادر و بلدیا (انڈین لاءرپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۳۱۹) کے واضح ہوتا ہے کہ اجلاس کامل کلکتہ نے بہ سند فیصلجات حکام عالیمقام مقدمہ سورج مونی دیبی بنام سدانند مہا پاتر اور کرشن بہاری راے بنام برجلبوری چودہرانی کے وہی راے قایم کی تھی جو مارکبی صاحب جسٹس و اینسلی صاحب جیسٹس نے شیخ عنایت اللہ کے مقدمہ مین قایم کی تھی اور یہہ قیاس کیا تھا کہ پریوی کونسل نے اون مقدمات مین یہہ فیصلہ کیا تھا کہ تجویز امر مندرجہ فیصلہ جو ڈگری مین موثر نہین کی گئی ہے بطور امر تجویز شدہ کے عمل پذیر ہو گی۔ مقدمہ عبید النسا بنام لطف النسا (انڈین لاءرپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۶۰۶) مین محمود صاحب جسٹس نے یہہ خیال کیا تھا کہ فیصلجات حکام عالیمقام پریوی کونسل مقدمہ کرشن بہاری راے بنام برجلبوری چودہرانی (لاءرپورٹ اپیل ہند جلد ۲ صفحہ ۲۸۳) و سورج مونی دیبی بنام سدانند مہا پاتر (لاءرپورٹ اپیل ہند جلد ضمیمہ صفحہ ۲۱۲) کے رو سے نا شایستہ فیصلہ اجلاس کامل کلکتہ مقدمہ نعمت خان بنام بہادر و بلدیا کی ہوئی ہے ۔

مقدمہ نندولال ٹہاچارجی بنام بدہومکہی دیبی (انڈین لاءرپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۱۷۰) اور ٹھاکر مگندیو بنام ٹھاکر مہاولو سنگہ (انڈین لاءرپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۶۴۷) مین ایک ڈویزن بنچ ہائیکورٹ کلکتہ نے فیصلہ اجلاس کامل عدالت موصوفہ مقدمہ نعمت خان بنام بہادر و بلدیا کی تقلید کرنے سے انکار کیا تھا

رپورٹ مقدمہ مان سنگہ بنام نراین داس (انڈین لاءرپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۴۸۰) سے یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ آیا تجویز متعلقہ تمسک جسپر بطور امر تجویز شدہ کے استدلال ہوا تھا وہ بذریعہ استقرار کے یا اور طرح پر نالش کے کسی ڈگری مین موثر کی گئی تھی یا نہین جسمین منصف نے خلاف تمسک کے تجویز کی تھی ۔ بلحاظ اس تجویز مقدمہ مذکور کے کہ ڈگری بربناء اوس تمسک کے جسکے رو سے جایداد متنازعہ کے نیلام کرانیکی درخواست تھی

بلا اختیار صادر ہوی ہتی جہانتک جایداد کو تعلق ہتا تو یہہ تجویز کہ وہ بمستک جایز تمسک نہتا واسطے مقدمہ کے تجویز غیر اہم اور غیر ضروری معلوم ہوتی ہے - لہذا ہم اوسمقدمہ کے فیصلہ کو بطور سند حجت مشہور دیا جیسے سنگہ کے قبول نہین کر سکتے ہین -

رپورٹ مقدمہ موہن لال بنام رام دیال (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۸ صفحہ ۴۰۲) سے واضح ہوتا ہے کہ جس تجویز کی بطور امر تجویز شدہ کے استدلال کیا جاتا ہے وہ ڈگری مین بذریعہ حکم ڈسمسی نالش کے موخر کی گئی ہتی ہم اوسمقدمہ کا کچہہ آگے چلکر ذکر کرینگی -

فیصلہ سر رابرٹ اسٹوارٹ صاحب چیف جسٹس بمقدمہ لچہمن سنگہ بنام موہن (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۲ صفحہ ۵۰۰) اور فیصلجات ۱۰ لڈ فیلڈ صاحب جسٹس و محمود صاحب جسٹس مقدمہ جمعیت النسا بنام لطف النسا (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۷ صفحہ ۶۰۲) سے واضح ہوتا ہے کہ اون ذیعلم ججون نے یہہ خیال کیا ہتا کہ جس فریق کے حق مین ڈگری ہے اوسکو استحقاق اپیل بنار لفظی ڈگری کے حاصل ہے کیونکہ وہ مطابق فیصلہ کے اسوجہ سے نہین ہے کہ اوسمین وہ تجویز شامل نہین کی گئی ہے جو فیصلہ مین ظاہر کی گئی ہے بشرطیکہ وہ تجویز خلاف اوس فریق کے ہے جسکی حق مین ڈگری ہے - اون ذیعلم ججون کے اوس رای کے بابت ظاہرا یہہ وجہ ہتی کہ ایسی تجویز بطور امر تجویز شدہ کے عمل پذیر ہوسکیگی اور اسوجہ سے جو فریق اوس کے رو سے اپنے آپ کو ناراض سمجہتا ہے اوسکو استحقاق اپیل حاصل ہونا چاہئے -

ظاہرا رائے مخالف بہ نسبت قانون متعلقہ امر تجویز شدہ کے قایم کر کے ٹرنر صاحب جسٹس و اسپنکی صاحب جسٹس نے بمقدمہ رام غلام بنام شیو تہل (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱ صفحہ ۲۶۶) یہہ تجویز کی ہتی کہ جس فریق کے حق مین ڈگری ہو اوسکو استحقاق اپیل بنار اضی ڈگری مذکور اس نظر سے حاصل ہوتا ہے کہ جو تجویز عدالت مرافعہ اولی کے اوسکی خلاف ہے اور جسکی بنا پر اوسکی حق مین ڈگری صادر نہین ہوئی ہے اوس تجویز پر اپیل مین غور کرا دے اور منتہی فیصلہ کرالیوے کہ جسمین اوسکا فریق مخالف اوس امر کو پہر پیش کرنے سے ممنوع ہو جاوے -

اسبارہ مین رائے اسٹوارٹ صاحب چیف جسٹس و ٹرنر صاحب و اسپنکی صاحب

واد لاڈ فیلڈ صاحب و محمود صاحب جسٹسان کی جسکا ہم نے ابہی ذکر کیا ہے خلاف اون
ارا کے معلوم ہوتی ہین جو حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ راجہ رن بہادر سنگہ
بنام مسماۃ لچہمی کنور (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۱۲ صفحہ ۲۳) مین ظاہر کی ہین اور جسکا ہم آگے
چلکر ذکر کرینگے۔

بتائید اس حجت کے کہ کوئی تجویز بطور امر تجویز شدہ کے کسی فریق کے مقابلہ
مین عمل پذیر نہین ہوسکتی ہے بشرطیکہ اوس فریق کو کوئی موقع اوس تجویز پر اعتراض کرنیکا
بذریعہ اپیل بنا راضی ڈگری مذکور کے حاصل نہو مسٹر عبد المجید نے در اصل چند اقوال
مندرجہ فیصلہ مقدمہ السنو بابائی بنام سکہارام پانڈورنگ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی
جلد ۲ صفحہ ۴۲۶) پر استدلال کیا ہے۔ اوسمقدمہ مین وسٹ صاحب جسٹس و نانا بہائی
ہریداس صاحب جسٹس نے یہہ فرمایا ہے مقدمہ جینیا گا بلنام ہولیا وارو مین یہہ کہا گیا
تہا کہ تجویز ضمنی عدالت ضلع کے بابت بحث استحقاق کے ایسی مقدمہ مین جسمین گنجائش
اپیل مزید کی نہین ہے مقدمہ آئندہ مین اوس امر کے نسبت امر تجویز شدہ نہین
ہے لہذا بہ نسبت امر ضمنی کے ختم نہین ہے۔ وہی اصول اوس حالت مین متعلق
ہوتا ہے جب اپیل از روے ڈگری خارج ہو جاتا ہے کسی امر کی تجویز ختم طور پر کسی
ایسے فریق کے مقابلہ مین نہین ہوتی ہے جسکو اوس فیصلہ پر اعتراض کرنیکا موقع
باستثناء خاص امور کے مثلاً مطالبات خفیفہ مین بہ نسبت اوس فیصلہ کے نہین دیا
جاتا ہے جسکو قانوناً خاص قسمی عطا ہوتی ہے۔

بہرکیف ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ عمل دفعہ ۱۴۰ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع کا اس
امر پر منحصر نہین ہوسکتا ہے کہ آیا فریقین کو یا اون مین سے کسی کو موقع اعتراض
کرنیکا فیصلہ پر بہ نسبت کسی خاص امر کے بذریعہ اپیل بنا راضی ڈگری مقدمہ کے
ہے یا دیا گیا ہے یا نہین اگر یہہ صحیح مسئلہ قانون کا ہے کہ کسی امر کا فیصلہ قطعی طور
خلاف کسی ایسے فریق کے نہین ہوسکتا ہے جسکو فیصلہ پر اعتراض کرنیکا موقع نملا ہو
تو تجویز واقعاتی ضلع جج کی بصیغہ اپیل جس کے روسے تجویز واقعاتی اوسی امر
کے بابت منصف کی منسوخ ہوئی ہے بطور امر تجویز شدہ کے موثر نہین ہوسکتی
ہے اگرچہ ضلع جج نے صحیح طور پر اوس تجویز کے اخذ کرنے مین قانون کو متعلق

کیا ہوا اور صحیح طور پر قانون کو اوس واقعہ سے متعلق کیا ہو جسکو اونہون نے ثابت
تجویز کیا ہے - از روے دفعہ ۵۸۴ و ۵۸۵ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے اپیل بنا راضی ڈگری
ضلع جج کے ایسے مقدمہ مین ممنوع ہے - یہہ دقت قانونی ہوگی کہ کوئی امر اور
ضروری تجویز کسی منصف کی بشرطیکہ اوسکی ڈگری قابل اپیل ہو لیکن اوسکی بنا راضی
سے اپیل نہوا ہو بوجہ دفعہ ۱۳ تشریح چہارم کے بطور امر تجویز شدہ کے عمل پذیر ہوگی
لیکن مخالف تجویز واقعاتی ضلع جج کی اوسی امر کے بابت اسوجہ سے بطور امر تجویز
شدہ کے عمل پذیر نہوگی کہ اپیل دوم کی بوجہ دفعہ ۵۸۴ و ۵۸۵ کے کسی خاص
مقدمہ مین اجازت نہین ہے - ہماری راے مین تشریح چہارم دفعہ ۱۳ - ایکٹ
نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے روسے فقرہ اول دفعہ ۱۳ کا ضلع جج کے فیصلہ سے اوس امر
کے بابت متعلق ہوگا اور ایسے متعلق ہونیسے ہمکو اطمینان ہوتا ہے کہ عمل امر تجویز
شدہ کا از روے قانون برٹش انڈیا کے اس امر پر منحصر نہین ہے کہ بنا راضی فیصلہ امر متنازع
کے اپیل ہو سکتا ہے یا نہین - برعایت اس تحریر کے یہ فیصلہ اور سوال وجواب
بنظر دریافت کرنے اس امر کے دیکھنا ضروری ہے کہ از روے ڈگری کے کون امور کا
فیصلہ ہو چکا ہے یا نہین ہو چکا ہے ہم خیال کرتے ہین کہ فیصلہ ہائیکورٹ مدراس مقدمہ
دیورا کوندا نارا ساما بنام دیوارا کوندا کمنیا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴
صفحہ ۱۳۴) مین قانون امر تجویز شدہ کی اوس سے زیادہ صحیح طور پر صراحت ہوئی ہے
کہ جو اوسکی صراحت مقدمہ السنو یا بائی بنام سکہارام پانڈورنگ مین ہوئی ہے -
مقدمہ دیورا کوندا نارا ساما بنام دیوارا کوندا کمنا مین ولنس صاحب جسٹس اور متوسامی
ایار صاحب جسٹس نے یہہ فرمایا ہے - مدعا علیہ اول کو جسکے طرف سے مسٹر شا حاضر ہوے ہین
یہہ اندیشہ ہے کہ اظہار راے جج کا فیصلہ مین بہ نسبت اوس ہبنیت کے جسکا اوسکو
کرنا بیان کیا جاتا ہے بہ نسبت اوس امر کے ہر نالش مابعد مین امر تجویز شدہ قرار
پا سکتا ہے - اسبارہ مین ہماری یہہ راے ہے کہ اس امر کے دیکھنے کے لیے کہ کوئی
امر تجویز شدہ ہے انکو ڈگری سابق دیکھنا چاہیے - اگر اوس ڈگری کے روسے اوس
امر کا فیصلہ نہین ہوا ہے تو وہ امر تجویز شدہ نہین ہے - معلوم ہوتا ہے کہ چند حال
کے فیصلون کے روسے یہہ قرار پایا ہے کہ فقرہ اول دفعہ ۱۳ ضابطہ دیوانی

کے روسے تجویز مکرر مابین اونہین فریقین کے ایسے امور کے بابت ممنوع ہے جو
مقدمہ سابق مین زیر تجویز تھے اور جنکی نسبت جج نے راے ظاہر کی تھی ۔ ہم اس راے سے
اتفاق نہین کرتے ہین یہہ عبارت کہ عدالت موصوف سے ممنوع اور مختتم طور پر فیصل
ہو چکے ہین ۔ اظہار راے مندرجہ فیصلہ سے متعلق نہین ہے بلکہ اوس سے متعلق ہے
جو از روے ڈگری فیصل ہوا ہو ۔ مقدمہ گہیلا بھا بام سانکل چند جیتا (انڈین
لا رپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۱۸ صفحہ ۵۹۷) مین سر چارلس سرجنٹ چیف جسٹس و فولٹن
صاحب جسٹس نے یہہ فرمایا ہے ۔ لیکن جس صورت مین مدعا علیہم نے دو وجوہ
جوابدہی کے بہ نسبت دادرسی مستدعیہ مدعی کے پیش کئے ہین اور ایک کی بنا پر کامیاب
ہون جو باعث ڈسمسی عرضی نالش کے ہو تو فیصلہ بہ نسبت دوسرے تنقیح مفید مدعی
کا واسطے تجویز نالش کے ضروری نہین کہا جا سکتا ہے لہذا وہ فیصلہ امر تجویز شدہ
نہین ہے اور اوسکی ناراضی سے اپیل نہین ہو سکتا ہے ۔ کیونکہ حسب تحریر پریوی
کونسل بمقدمہ راجہ رن بہادر سنگہ بنام مسماۃ لچہو کنور کے وہ ڈگری اوسپر مبنی نہین
ہے بلکہ برخلاف اوس کے صادر ہوئی ہے ۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بحث کہ آیا کوئی فریق نالش جسکے حق مین کلیتاً ڈگری ہے بناراضی اوس ڈگری کے یا بناراضی ایک
تجویز مندرجہ فیصلہ کے جو نہ ڈگری مین درج ہے اور نہ جو ڈگری مین موثر کی گئی ہے
اپیل کر سکتا ہے یا نہین اور یہہ بحث کہ تجویز مندرجہ فیصلہ جسپر ڈگری مذکور مبنی
نہین ہے اور جس کے خلاف وہ ڈگری صادر ہوئی ہے از روے فقرہ ذیل مندرجہ
فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ راجہ رن بہادر سنگہ بنام مسماۃ لچہو کنور
(لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۱۲ صفحہ ۲۳) کے ختم ہو چکی ہے ۔ صفحہ ۴۲ مین یہہ رپورٹ
ہوئی ہے کہ حکام عالیمقام نے یہہ فرمایا ہے ۔ بیوہ نے بناراضی ڈگری کے اپیل
نہین کیا ہے اور نہ وہ کر سکتی تھی کیونکہ وہ اوس کے حق مین ہے لیکن اوس نے
بناراضی اس تجویز کے اپیل کیا ہے کہ سب بھائی جایداد مین شامل و شریک تھے ۔
یہہ قیاس مین آ سکتا ہے کہ اوس بیوہ کے مشیرون کو یہہ اندیشہ ہوا ہو کہ
شاید وہ تجویز اوسکے مقابلہ مین بعد ازان قطعی قرار پاوے لیکن ایسا ہو نہین
سکتا کیونکہ ڈگری اوس تجویز پر مبنی نہین ہے بلکہ خلاف اوس کے صادر ہوئی ہے

اگر اوس نے اپیل نہین کیا تہا تو وہ تائید ڈگری کی اس بنیاد پر کر سکتی تہی کہ عدالت کو
تجویز بحث علیحدگی کی بچق اوسکی کرنی چاہئے تہی - حکام عالیمقام نے یہہ ایما کیا ہے
کہ یہہ اعتراض ہوسکتا تہا کہ اپیل بنا راضی تجویز مندرجہ فیصلہ کے نہین ہوسکتا ہے لیکن
چونکہ یہہ اعتراض اجلاس پر نہین ہوا لہذا احکام ممدوح نے بیوہ کی اپیل کی سماعت کی تہی
مقدمہ رادہا مادہب بلدار بنام منوہر مکرجی (لا رپورٹ اپیل نمبر جلد ۱۵
صفحہ ۹۷) اور وہی مقدمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۷۵) مین اصول
امر تجویز شدہ کے لتلق کی عمدہ تمثیل حاصل ہوتی ہے - اوس مقدمہ مین مانگنی ایک
زمیندار نے پٹہ پتنی مکرجی کو عطا کیا تہا اور بعدہٗ اوس حقیت زمینداری کو مکرجی
کے نام رہن کردیا تہا جس نے ڈگری نیلام کی بربنا رہن کے حاصل کی تہی - بروقت
نیلام کے جو اوسکی ڈگری کے اجرا مین ہوا تہا مکرجی نے حقیت زمینداری مذکور
یعنی استحقاق مانگنی واقعہ جایداد پتنی پٹہ شدہ کو خرید کیا تہا - مکرجی کے نالش
نیلام کے دوران مین مانگنی کے دوسرے قرضخواہ نے ڈگری زر نقد بمقابلہ مانگنی
کے حاصل کی تہی اور اوس کے اجرا مین حقیت زمینداری مانگنی کی نیلام کرائی اور
اوس حقیت کو اوس نیلام مین رادہا مادہب نے خرید کیا تہا اپنی خریداری کے
بعد رادہا مادہب نے مکرجی پر نالش لگان کی بابت حقیت پتنی کے دایر کی اور اوسکی
نالش اس بنیاد پر ڈسمس ہوی تہی کہ مانگنی کی حقیت زمینداری مکرجی کو پہونچی
ہے اور رادہا مادہب کو جو نالش بصیغہ اپیل پریوی کونسل کے حضور مین پیش
تہی وہ نالش بالعوض ہے جو رادہا مادہب نے بنام مکرجی واسطے انفکاک اوس
رہن کے کی تہی جو مانگنی نے مکرجی کے نام کی تہی اور حکام عالیمقام نے بعد تذکرہ
کرنے اوس وجہ کے جسکی بنیاد پر نالش لگان کی فیصل ہوئی تہی یہہ فرمایا تہا
کہ اوس بنیاد پر نالش لگان کی خلاف رادہا مادہب کے فیصل ہوئی تہی - اب
رادہا مادہب انفکاک کرانے کے لئے آیا ہے لیکن استحقاق انفکاک کرانیکا اوسکا
اوسی بنیاد پر منحصر ہے کہ جسپر استحقاق لگان کا مدار تہا - ہر مقدمہ مین بحث مساوی
ہے کہ کون صحیح قایمقام مانگنی کا ہے - لہذا احکام عالیمقام قیاس کرتے ہین کہ اس
معاملہ کا صریحاً فیصلہ نالش لگان مین ہائیکورٹ سے ہوچکا ہے -

اور کوئی امر ایسا نہ تہا جس کے بابت وہ اپیل کرسکتی اور کوئی اپیل بسبیل اعتراض بموجب دفعہ ۵۶۱ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء یا اور طرح پر عدالت جج مین کرسکتی تہی اور بنا راضی ڈگری ضلع جج کے عدالت ہٰذا مین کوئی اپیل نہین کرسکتی تہی تشریح سوم دفعہ ۱۲ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کا مدار کسی تجویز عدالت مندرجہ اوس کے فیصلہ پر یا عدالت کے وجوہ پر دربارہ نامنظوری دادرسی کے ہوا نہین ہین اوسکا مدار محض اس امر پر ہے کہ دادرسی متدعویہ عرضی نالش صریحًا بذریعہ ڈگری کے عطا نہین ہوئی ہے - از روے دفعہ ۲ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے

لفظ تجویز سے وہ بیان حاکم عدالت کا مراد ہے جسمین کسی ڈگری یا حکم کے وجوہ لکھے جاوین اور ڈگری سے مراد ہے باضابطہ ظاہر کرنا فیصلہ کا نسبتاً کسی دعوے یا جوابدہی کے جو کسی عدالت دیوانی مین رجوع یا پیش کیجاوے جب ایسے فیصلہ سے جہانتک اوسکو تعلق عدالت صادر کنندہ سے ہو کوئی مقدمہ ابتدائی یا اپیل قطع ہو جاوے . . . . دفعہ ۱۳ - ایکٹ مذکور کی تشریح سے ظاہر ہے کہ ڈگری باضابطہ اظہار فیصلہ جج کا ہے اوس کے روسے مختتم طور پر فیمابین فریقین کے صرف اون امور کا فیصلہ ہو سکتا ہے جو بطور وجوہ دعوے یا جوابدہی کے رجوع یا پیش کئے گئے ہون

اندرینحالات ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ جو تجاویز بطور امر تجویز شدہ عمل پذیر ہونیکو ہون اونکا ایسا تجویز ہونا ضروری ہے کہ جنکے بناپر ڈگری یا اوسکا کوئی عمل پذیر جزو صادر ہوئی ہے یا ہوا ہے اور ایسا تجاویز ہونا ضرور ہے جو واسطے صادر کرنے ڈگری کے اوسطور پر کہ جسطور پر وہ یا اوسکا کوئی عمل پذیر جزو صادر ہوا ہے ضروری ہون اور ڈگری ہی وہ شے ہے جسکو تجاویز مذکور کے شعاع مین پڑہنا چاہیئے اور نہ تجاویز مندرجہ فیصلہ قطع نظر اوس ڈگری کے ایسی شے ہے کہ جنکے روسے حسب منشاء دفعہ ۱۳ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء امور زیر تنقیح کا یا اون امور کا فیصلہ ہو سکتا ہے جو مابین فریقین کے نالش مین (تشریح دوم) زیر تنقیح اسکتی تہی یا آنا چاہیے تہی - اگر ڈگری تجاویز کے مغایر ہے تو ڈگری اون تجاویز پر غالب ہوگی جو اوس کے مغایر ہین - نہایت درجہ کی تمثیل یہہ ہے اگر کوئی مدعی نالش بابت کسی قسط کے کرے جس کے نسبت اوسکا بیان ہے کہ بموجب اوس تمسک کے

واجب الادا ہے جس کے نسبت اوسکا بیان ہے کہ مدعا علیہ نے مدعی کے حق
مین لکھا تھا اور مدعا علیہ یہہ عذر کرے کہ تمسک کو مدعی نے جعل بنایا ہے اور وہ مدعا علیہ
کا تمسک نہین ہے اور عدالت نے یہہ تجویز کرے کہ تمسک کو مدعی نے جعل بنایا ہے
اور وہ مدعا علیہ کا تمسک نہین ہے اور کوئی دوسری تنقیح بھی نہین ہے تاہم عدالت نے ڈگری فقط
متدعویہ کے مدعیکو عطا کی تو ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ یہہ تجویز کہ مدعی نے تمسک جعل بنایا ہے
اور وہ تمسک مدعا علیہ کا نہین ہے بطور امر تجویز شدہ کے کسی نالش آیندہ مین جو مابین
فریقین کے اوسی تمسک کے بنا پر ہو عمل پذیر ہوگی کیونکہ ڈگری مغایر تجویز کے ہے اور جہانتک
اوسکا ذکر ڈگری مین ہوا ہی اوسکے رو سے یہہ فیصلہ ہوا ہی کہ مدعا علیہ بر بنا ء تمسک کے ذمہ دار ہے
مقدمہ کہیلا بنام سالنکل جیند جنتہا انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۱۸
صفحہ ۵۹۷ ۔ سر چارلس سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و فولٹن صاحب جسٹس نے
یہہ تجویز کی تھی کہ جب کوئی تنقیح واسطے فیصلہ نالش کے ضروری نہین ہے تو ڈگری
جو عام عبارت مین مرتب ہوئی ہو تجویز تنقیح مذکور پر حاوی نہین ہوتی ہے ۔ اس مسلہ
منفی کے ساتھہ ہم بالکل اتفاق کرتے ہین ۔ لیکن ہمکو یہہ صاف ظاہر نہین ہوتا ہی
کہ یہہ مخالف مسلہ اثباتی کہ جو ڈگری بعبارت عام ختم ہوئی ہو اوسمین ہر ایسی تجویز
شامل ہوتی ہے جو واسطے فیصلہ نالش کے ضروری ہوتی ہے کل مقدمات مین صحیح
ہوتا ہے ۔ مثلاً تجویز صدر امین اعلی کی بنواری لال کے مقدمہ مین بہ نسبت اوس
تنقیح کے جو بابت جواز تبنیت بنواری لال کے پیش ہوئی تھی اگر تجویز قطعاً ضروری
واسطے فیصلہ مقدمہ کے عدالت صدر امین اعلی مین تھی کیونکہ اگر صحت تبنیت کی
ثابت ہوتی تو بنواری لال کو کوئی استحقاق قانونی استدعا کرنیکا حاصل نتھا اور صدر
امین اعلی جائز ظاہر کرنے فیصلہ کے بابت پٹہ پٹنی کے نہین تھے کیونکہ مدعی اوس
حالت مین یہہ ثابت نہ کر سکتا کہ اوس کے کسی استحقاق پر وہ پٹہ اضرار آمیز ہے
یا اوسکو کوئی استحقاق اوسکے صحت پر اعتراض کرنیکا حاصل ہے اور اسوجہ سے کہ تجویز
مذکور کی نسبت بابت کل حقوق ضروری مویدہ نالش کے وہ قطعاً شخص اجنبی ہے
چونکہ ڈگری صدر امین اعلی مشعر ڈسمسی نالش بنواری لال کے اونکی اس تجویز پر
مبنی نہین ہے کہ بنواری لال کی تبنیت جائز طور پر ہوئی تھی اور چونکہ ڈگری مذکور

خلاف اوس تجویز کے صادر ہوئی ہتی معلوم ہوتا ہے کہ اوس فقرہ سے جسکی ہمنے نقل
فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل مقدمہ راجہ رن بہادر سنگہ بنام مسماۃ لچہو کنور
سے کی ہے یہہ نتیجہ برآمد ہوتاہے کہ اگر کرشن بہاری راے بناراضی ڈگری صدر
امین اعلی اپیل نہ کرتا تو تجویز متعلقہ صحت تبنیت بنواری لال ہے کے لطور امر تجویز شدہ
کے عمل پذیر ہوتی۔ ہمپر ظاہر ہے کہ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ کرشن
بہاری راے بنام بروجیسوری چودہرانی (لاء رپورٹ اپیل ہند جلد ۲ صفحہ ۲۸۳) مین کر
تجویز صدر امین اعلی کا محض لطور اوس تجویز کے کیا تہا جو بابت تواریخی مقدمہ کے
بابت اپیل ہائیکورٹ کے ہتی اور یہہ کہ جب حکام ممدوح نے یہہ فرمایا تہا کہ۔ لہذا ایک
مختتم اور مکمل فیصلہ بابت تنقیح پیش شدہ کے یا تو حسب خواہش کرشن بہاری راے کے
موجود ہے یا جسکو اوس نے خود اوسی امر کے بابت جسکو وہ اب پہر اسمقدمہ مین پیش
کرنا چاہتا ہے اختیار کیا تہا موجود ہے۔ حکام ممدوح نے ذکر فیصلہ ہائیکورٹ کا کیا تہا
جسکے روسے اپیل کرشن بہاری راے کا ڈسمس ہوا تہا اور جو صحت تبنیت کی بحث پر
محدود تہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بحث کہ کرشن بہاری راے کو استحقاق اپیل کا بناراضی
ڈگری صدر امین اعلی کے جسکے روسے نالش بنواری لال کی بلالحاظ اس استقرار کے
کہ تبنیت جایز ہے حکام عالیمقام کے حضور مین نہین ہوئی ہتی۔ جس فقرہ سے ہم نے فیصلہ
حکام عالیمقام مقدمہ راجہ رن بہادر سنگہ بنام مسماۃ لچہو کنور (لاء رپورٹ اپیل ہند جلد ۱۲
موقوعہ صفحہ ۲۳ سے نقل کرچکے ہین اوس سے یہہ نتیجہ برآمد کیا جاسکتا ہے کہ اگر یہہ اعتراض
کیا جاتا کہ کرشن بہاری راے کو ڈگری صدر امین اعلی کی ناراضی سے اپیل کرنیکا استحقاق
نہتا تو حکام عالیمقام یہہ تجویز فرماتے کہ اوسکو ایسا استحقاق حاصل نہتا کیونکہ ڈگری صدر
امین اعلی مشعر ڈسمسی نالش بنواری لال کی تائید اس بنیاد پر کرتا کہ صدر امین اعلی کو
بحث تبنیت کی تجویز اوس کے یعنے کرشن بہاری راے کے حق مین کرنی چاہیے ہتی
فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل مقدمہ راجہ رن بہادر سنگہ بنام مسماۃ لچہو کنور
(لاء رپورٹ اپیل ہند جلد ۱۲ صفحہ ۲۳) سے یہہ نتیجہ برآمد کیا جاسکتا ہے کہ تجویز کسی ایسے تنقیح کی
جس سے بحث استحقاق مدعی کی پیش آتی ہے واسطے فیصلہ مقدمہ کے ضروری ہو اور تاہم وہ
تجویز کسی خاص حالات مین اوس امر استحقاق کے بابت لطور امر تجویز شدہ کے عمل پذیر نہو

اگرچہ وہ ڈگری اوسطرح صادر ہو سکتی کہ جسطرح وہ صادر ہوئی تھی کہ جسمین وہ ڈگری
معقول ہوا اور اوس صورت مین کہ تنقیح متعلقہ استحقاق مدعی کے تجویز اوسی طرح ہوتی
کہ جسطرح اوسکی تجویز ہوئی تھی۔ اوسمقدمہ مین حکام عالیمقام نے دو وجوہ کے بنا پر
یہہ تجویز کی تھی کہ تجویز عدالت دیوانی کی بہ نسبت بحث علیحدگی کے نالش مالعدمین
بالطور امر تجویز شدہ کے عمل پذیر ہوگی ظاہرا وجہ اول یہہ ہے کہ عدالت لگان جس
نے نالش اول فیصل کی تھی عدالت ذی اختیار مجاز تجویز کرنے نالش مالعد کے نہ تھی
احکام عالیمقام ممدوح کے فیصلہ کی دوسری وجہ ہم خود اونہین کے عبارت مین
بیان کرینگے کیونکہ اوسکا مدار کسیقدر ایسے امور پر ہے جسکی تشریح رپورٹ مقدمہ
مندرجہ لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۱۲ صفحہ ۲۳ مین پورے طرح نہین ہوئی ہے۔ وجہ دوم
حسب ذیل ہے۔ لیکن بلحاظ شے دعوی نالش کے اور شکل تنقیح (مندرجہ بالا کے)
اور چند اظہارات راے ذی علم جج کے حکام عالیمقام کی یہہ بھی راے ہے کہ بحث
استحقاق کی بحث ضمنی اور معاون اس اصل بحث سے زیادہ نہین ہے یعنی یہہ کہ
آیا کوئی یا کیا لگان اسامی سے واجب الادا تھا اور اس وجہ کے بنیاد پر بھی فیصلہ قطعی
نہین ہے علیحدگی کی تنقیح سے جو صفحہ ۴۳ لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۱۲ مین مندرج ہے
اور اسقدر ہے کہ رن بہادر سنگہ نے نالش لگان مین اس بیان سے مداخلت کی تھی کہ وہ
اور اوسکا بھائی متوفی جسکی بیوہ نالش لگان مین مدعیہ تھی شرکا خاندان مشترکہ ہندو
کے تھے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ تجویز کہ برادران مشترک تھے اور علیحدہ نہین ہوے تھے
واقع نالش مدعیہ عدالت لگان کی ہوتی اور اوس منشا مین تنقیح علیحدگی کی واسطے
انفصال نالش لگان کے ضروری تھی۔ نالش لگان مین مدعیہ نے درحقیقت اپنی ڈگری بابت
لگان کے حاصل کی تھی۔

ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ نتیجہ یہہ ہے کہ تجویز مندرجہ فیصلہ واسطے عمل پذیر ہونے
بطور امر تجویز شدہ کے کیونکہ عدالت ایک عدالت ذی اختیار مجاز تجویز کرنے نالش مالعد
کے ہے واسطے تائید اوس وجہ یا وجوہ کے جسکے بنا پر وہ ڈگری یا اوسکا کوئی جزو عمل پذیر
صادر ہوا ہے اہم اور ضروری ہونا چاہئے ورنہ اوس تجویز کے نسبت یہہ سمجھا جاویگا
کہ یا تو از روے ڈگری کے پامال ہوگئی ہے یا بالکل غیر ضروری ہے یا اصل بحث مقدمہ

کے ضمنی یا معاون سے زیادہ نہین ہے اگرچہ صورت اخیر مین تجویز مذکور واسطے ... کے ضروری ہو سکتی ہو۔

تجویز واقعاتی قابل عمل پذیر ہونے بطور امر تجویز شدہ کا محض ایسے تجویز واقعاتی ہونا ضرور نہین ہے کہ جسکے بنا پر ڈگری صادر ہوئی تہی بلکہ اوسکا اہم اور ضروری تجویز واقعاتی ہونا ضروری ہے اہم اور ضروری اس منشا مین ہونا ضروری ہے کہ واقعہ کا اوسی طرحپر ثابت ہونا ضروری ہے کہ جسطرحپر وہ فیصلہ مین ثابت ہوا ہے اور اوسکی تجویز دوسرے طرحپر نہین ہو سکتی تہی کیونکہ ڈگری نتیجہ معقول قانونی اوس واقعہ یا اون واقعات کی ہو جاتی جو اسطرحپر ثابت ہوے ہین۔ مزید بران اگر دو تجویز واقعاتی ہون جنمین سے ہر ایک کی بنا پر اوس ڈگری کا صادر ہونا مناسب ہو جو صادر ہوئی ہے اور اون تجویز واقعاتی مین سے جو بہ نتیجہ منطقی تنقیحات ضروری کے پہلے تجویز ہوئی ہے اور جسکی تجویز سے منجملہ اون دو تجویزون کے واسطے صادر کرنے اوس ڈگری کے جو صادر ہوئی ہے دوسری تجویز کی ضرورت نہین رہی تہی وہ تجویز جو ہماری راے مین بطور امر تجویز شدہ کے عمل پذیر ہو سکتی ہے۔ مثلاً اگر الف اپنی آپکو قایمقام قانونی ب کا بیان کرکے ج پر نالش خلاف ورزی معاہدہ کے جسکی نسبت الف کا بیان ہے کہ مابین ب و ج کے یکم جنوری سنہ ۱۸۹۰ع کو منعقد ہوا تہا دایر کرے اور ج یہہ عذر کرے کہ الف قایمقام قانونی ب کا نہین ہے اور یہہ بہی عذر کرتا ہے کہ معاہدہ نابالغ پر قابل پابندی کے نہین ہے اور وہ یعنی ج بتاریخ معاہدہ نابالغ تہا اور عدالت یہہ تجویز کرے کہ الف قایمقام قانونی ب کا نہین ہے اور ج یکم جنوری سنہ ۱۸۹۰ع کو نابالغ تہا اور معاہدہ ایسا ہے جو بوجہ اس کے کہ جب وہ ہوا تہا ب نابالغ تہا اوسپر قابل پابندی کے نہین ہے اور ڈگری مشعر ڈسمسی نالش مدعی کے صادر کرے تو ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ ان دو تجویزون مین سے جو تجویز بطور امر تجویز شدہ کے فیمابین فریقین موثر ہوگی یہہ تجویز ہے کہ الف قایمقام قانونی ب کا نہین ہے کیونکہ تاوقتیکہ الف اپنا استحقاق نالش دایر کرنیکا برنبا معاہدہ مذکور بطور قایمقام قانونی ب کے ثابت نہ کرے مدعا علیہ ج سے ثبوت اوسکے نابالغی کا بتاریخ یکم جنوری سنہ ۱۸۹۰ع کے طلب نہ کیا جاویگا اور برطبق اس تجویز کے کہ الف قایمقام قانونی ب کا نہین ہے یہہ امر غیر ضروری ہے اور ہو گیا کہ آیا ج یکم جنوری سنہ ۱۸۹۰ع کو نابالغ تہا یا نہین

ہوا یہی ہے ... مین کسی امر کے لنسبت یہہ نہین کہا جاسکتا ہے کہ وہ حسب منشاء فقرہ اول دفعہ ۱۲۳- ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے مرتجا اور دراصل زیر تنقیح ہتا بجز اوس صورت کے اور تاریخ قبضہ ... یہ کہ امر مذکور کا واسطے فیصلہ نالش کے تجویز کرنا اہم ہے یا اہم ہوگیا ہے - بموجب دفعہ ۱۴۶- ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے اون تنقیحات کے قایم کرنیسے جن پر نالش ہے اوس نوبت پر عدالت کو مقدمہ کے صحیح فیصلہ کا مدار معلوم ہوتا ہے فی لفظہ وہ امر جس سے وہ تنقیح متعلق ہے مرتجا اور دراصل زیر تنقیح حسب منشاء دفعہ ۱۳ اسکے نہین ہوجاتا ہے اگرچہ جب تجویز ایک یا زیادہ تنقیح کی واسطے فیصلہ مقدمہ کے کافی ہو یہہ مناسب ہو جیسا کہ مقدمہ تاراکانت بنرجی بنام مدومنی داسی (ویکلی رپورٹ جلدہ فیصلجات پریوی کونسل صفحہ ۶۳) و دیوارا کوندا نارا سامابنام دیوارا کونداکینیا (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۱۳۴) مین بتلادیا گیا ہے کہ عدالت کو اپنے فیصلہ مین اپنی تجویز یا فیصلہ بابت ہر جداگانہ تنقیح کے جو اوسنے قایم کی تہین جداگانہ بیان کرنا چاہئے۔

جیسا کہ جیمس صاحب اپیل جج نے مقدمہ رابنسن بنام ولیب سنگ (لا رپورٹ چینسری دویزن جلد ۱۱ صفحہ ۷۹۸ بصفحہ ۸۱۳) مین بتلایا ہے کہ مقدمہ مین تنقیح ایک کارروائی بغرض دریافت کرنے واقعات واسطے عدالت کے اس ہدایت کے لئے ہے کہ استحقاق کی تجویز کرسکے - اگر صورت برعکس ہوتی تو فیصلہ عدالت کا بابت ایسے امر کے جسکے بابت تنقیح قرار دی گئی ہے بموجب دفعہ ۱۳ کے بطور امر تجویز شدہ کے عمل پذیر ہوتا بشرطیکہ فیصلہ برخلاف ڈگری کے نہو اگرچہ تنقیح مذکور یا امر متنازعہ جس سے تنقیح مذکور متعلق ہے واسطے فیصلہ مقدمہ کے قطعاً غیر ضروری ہی یا ہوگئی اور اگرچہ ڈگری باعتبار واقعات ضروری مثبتہ کے قانوناً ڈگری معقول ہوتی بلالحاظ اس امر کے کہ تنقیح بہ لنسبت غیر ضروری امر متنازعہ کے کیونکر ثابت ہوئی ہتی - اگر راے مظہرہ بالا صحیح ہے تو یہہ تجویز منصف کی کہ ما بہ $\frac{۵}{۹۴}$ بموجب اوس تمسک کے واجب ہین جسپر بطور امر تجویز شدہ کے مقدمہ موہن لال بنام رامدیال (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۲ صفحہ ۳۴۸) مین استدلال ہوا تہا بہ لنسبت اوس صحیح زر واجب کے جو بوقت ارجاع نالش بابت والیسی تمسک کے

واجب الادا تھا بطور امر تجویز شدہ کے عمل پذیر نہین ہے اگرچہ بہ نسبت اوس
سادہ امر کے بطور امر تجویز شدہ کے موثر ہے کہ جسپر نالش مین استحقاق ڈگری کا
منحصر تھا یعنی یہہ کہ آیا عبوقت نالش دایر ہوئی تھی اوسوقت جب قرضہ کے بابت وہ تمسک
دیا گیا تھا وہ بیباق ہوگیا تھا یا نہین۔

جو نتیجہ ہمنے اخذ کیا ہے اوسکو اسمقدمہ سے متعلق کر لینے یہہ تجویز منصف
کے جو فیصلہ مقدمہ سابق مین بہ نسبت استحقاق مدعی کے درج ہے اس نالش مین
یا کسی نالش آیندہ مین بطور امر تجویز شدہ کے عمل پذیر نہین ہوسکتی ہے کیونکہ
ڈگری منصف کی مشعر ڈسمسی نالش مدعی کے جو واسطے استقرار اوسکی استحقاق کے
تھی ایک دوسرے اور مختلف وجہ پر صادر ہوئی تھی اور وہ وجہ یہہ تھی کہ شرط متعلقہ
دفعہ ۴۲ - ایکٹ دادرسی خاص ۱۸۷۷ع (ایکٹ ۱ ۱۸۷۷ع) متعلق تھی کیونکہ مدعی
مقدمہ مذکور جو بابت استقرار حق کے تھا قابض نتھا اور اسوجہ سے وہ اوس
نالش مین استدعا دادرسی مزید ڈگری دخل کے کرسکتا تھا جسکا دعوے اوس نے
نہین کیا تھا۔ منصف کے اس تجویز کے اعتبار سے کہ مدعی قابض نہین تھا اور
شرط متعلقہ دفعہ ۴۲ - ایکٹ دادرسی خاص ۱۸۷۷ع (ایکٹ ۱ ۱۸۷۷ع) متعلق ہے اور
ہماری رای مین اوسکے متعلق ہونیسے منصف مجاز تجویز کرنے بحث حقیت کے نہ تھے کیونکہ
از روے قانون کے منصف بذریعہ استقرار کے کسی ایسے تجویز کے موثر کرنیسے ممنوع
تھے کہ مدعی مستحق جایداد کا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر منصف نے اپنی ڈگری مین وہ تجویز
بہ نسبت استحقاق مدعی کے مندرج کردی ہوتی تو اونکا عمل بخلاف ورزی شرط
متعلقہ دفعہ ۴۲ - ایکٹ نمبر ۱ ۱۸۷۷ع کے ہوتا۔ تجویز استحقاق مدعی کے نالش سابق
مین غیر ضروری تھی کیونکہ نالش سابق کے نتیجہ مین اوسکو کوئی دادرسی عطا نہین
ہوسکتی تھی اور حسب حالات مقدمہ وہ ہر نظر سے دراصل واسطے فیصلہ نالش کے غیر
ضروری تھی۔ اگر فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ نعمت خان بنام پھادو بلدیا انڈین
لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ (۳۱۹) اپنی تعلق مین ساتھہ اوس خاص مقدمہ کے
جو اجلاس کامل کلکتہ کے روبرو پیش تھا صحیح بھی ہوتا تاہم وہ اسمقدمہ سے جو ہمارے
روبرو پیش ہے متعلق نہین ہوسکتا ہے کیونکہ نالش سابق کی ڈگری مین اس تجویز

کے درج کرنیسے کہ مدعی نے اپنا استحقاق ثابت کیا ہے یہہ استقرار ہوجاتا کہ وہ
مستحق اوس حق کا ہے جسکا اوس نے دعوی کیا تہا - اسطرحپر کوئی استقرار حق کا
اوس نالش مین نہین ہوسکتا ہے جو بموجب دفعہ ۴ - ایکٹ میعاد سماعت ۱۸۷۷ء
(ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے ڈسمس ہوئی ہو کیونکہ عدالت کو نالش خارج المیعاد مین
بجز اس کے کچھہ اختیار نہین ہے کہ نالش کو اوس بنیاد پر ڈسمس کردے - ہماری
راے مین ایک نالش مین مثلاً بنواری لال کی نالش مین جو بمقابلہ بینی دار کے
ہتی اور جسمین بنظر تجویز کرنے دیگر تنقیح مابین فریقین کے پہلے دریافت کرنا
حقیت واستحقاق یا منصب ایک فریق کا ضروری ہے اور فیصلہ مین ایک تجویز نسبت
تنقیح حقیت واستحقاق یا منصب کسی ایک فریق کے حق مین ظاہر کی گئی ہے
کہ نالش کا تصفیہ بذریعہ ڈگری کے دیگر تنقیحات کے تجاویز کے بنا پر کیا گیا ہے
تو ڈگری مطابق فیصلہ کے نہین ہے الا یہہ کہ اوسمین استقرار حقیت یا استحقاق
یا منصب مذکور کا بموجب تجویز مندرجہ فیصلہ بابت تنقیح مذکور کے شامل ہو پر
شرط یہہ ہے کہ قانون مین شکل اوس ڈگری کے جو کسی خاص مقدمہ مین صادر
ہونیوالی ہے محدود نہ کردی گئی ہو یا حسب حالات مقدمہ کے عدالت اوس
استقرار کے صادر کرنیمین ممنوع ہو -

اگر ڈگریات کے مرتب کرنیمین تعمیل اوس عملدرآمد کی ہوتی جو ہماری راے
مین صحیح عملدرآمد ہے تو بہت سے یہہ دشوار امور دربارہ متعلق ہونے دفعہ
۱۳ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے پیدا نہوتے - اسبارہ مین ہم یہہ بہی کہہ سکتے ہین
کہ ہماری راے مین جب ڈگری کلیتاً کسی ایسے فریق کے حق مین ہے جس کے
حق مین تجویز دربارہ استحقاق حقیت یا منصب کے ہے تو ایسا استقرار بجز اوس
صورت کے کہ اوسکی صریحاً استدعا ہو غیر ضروری ہے کیونکہ جو ڈگری ایسے فریق
کے حق مین ہے اوس سے خواہ مخواہ یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ بحث حقیت یا استحقاق
یا منصب کا فیصلہ اوس کے حق مین ہوا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ تشریح دوم
دفعہ ۱۳ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے غور سے یہہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے - مثلاً
اگر بنواری لال کی ڈگری بمقابلہ بینی دار کے ہوتی تو یہہ ضروری مفہوم ہوتا

کہ وہ صحیح طور پر مبنی کیا گیا تہا۔ اسی طرح پر اگر شیخ عنایت الله کی پہلی نالش ڈگری ہوتی تو ڈگری اضافہ لگان سے خواہ یہہ مفہوم ہوتا کہ حقیت مقبوضہ ایسی ہی جسپر اضافہ لگان کا کیا جانا روا تہا۔ اور یہہ کہ دیگر حالات ایسے وجود پذیر تہے جس سے زمیندار ڈگری اضافہ لگان کا مستحق تہا۔

نتیجہ یہہ ہے کہ ہم یہہ اپیل منظور اور حکم عدالت ہذا معہ خرچہ منسوخ اور اپیل بعدالت ہذا معہ خرچہ ڈسمس اور ڈگری ضلع جج بحال اور پہر قایم کرتے ہین۔

منفصلہ ۲ فروری استصواب بموجب دفعہ ۲۸ - ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء
ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ کمپنی ہاے ہند) دفعات ۱۶۹ و ۲۱۴ - ۲ - اپیل
رسوم عدالت - ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء (ایکٹ رسوم عدالت) ضمیمہ ۲ مد ۱۱ (ب)

حکم محکومہ دفعہ ۲۱۴ - ۲ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ کمپنی ہاے ہند) ڈگری نہین ہے
اور نہ ایسا حکم ہے جو حکم ڈگری کا رکہتا ہوا ور اسوجہ سے اپیل بنا راضی حکم مذکور بعدالت العالیہ
ہائی کورٹ پر بلحاظ ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء (ایکٹ رسوم عدالت)
ضمیمہ ۲ مد ۱۱ (ب) کے صحیح طور پر اسٹامپ کورت دو روپیہ کا لگایا گیا ہے -

یہہ استصواب بموجب دفعہ ۸ ب - ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء منجانب عہدہ دار تشخیص کنندہ اسٹامپ بحضور اوس جج کے تہا جو بموجب دفعہ ۵ - ایکٹ مذکور کے واسطے فیصل کرنے امر متعلقہ رسوم عدالت کے مقرر ہین اور بابت امر ذیل کے کیا تہا - آیا یادداشت اپیل بنا راضی حکم ضلع جج مصدرہ حسب دفعہ ۲۱۴ عے ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ کمپنی ہاے ہند) پر رسوم عدالت معین دو روپیہ کا بموجب ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء ضمیمہ ۲ مد ۱۱ (ب) کے واجب الادا ہے یا رسوم بلحاظ مالیت کے واجب الادا ہے -

جن واقعات سے یہہ استصواب ظہور پذیر ہوا ہے وہ حکم عدالت سے جو اوسپر صادر ہوا ہے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

اسٹریچی دوبنسیٹارٹ بتائید استصواب والک ورایونز برعکس اسکے برکٹ صاحب جبٹس عہدہ دار تشخیص کنندہ اسٹامپ نے مجہسے بحیثیت جج تشخیص کنندہ بموجب احکام دفعہ ۵ - ایکٹ رسوم عدالت کے استصواب کیا ہے - اوسپر غور کرنے مین مجہے بہت فایدہ میرے بہائی ناکس صاحب وبلیر صاحب کے مدد سے ملا ہے جنہون نے میرے درخواست پر میرے ساتہ بغرض سماعت اوسکی بحث کی اجلاس کیا تہا - مغزی الیہم سے مجہے یہہ کہنے کا اختیار دیتے ہین کہ اونکو اوس حکم سے اور اوسکی وجوہ سے اتفاق ہے جو مین صادر کرنیوالا ہون -

یہہ امر حسب طریقہ ذیل ظہور پذیر ہوا ہے - ہمالیہ بنک لمیٹڈ کے

دوران تصفیہ حساب مین جج سہارنپور نے بموجب دفعات ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۲۱۴ ایکٹ کمپنی ہاے ہند ۱۸۸۲ء و ۱۸۶۶ء کے عمل کرکے چند ڈایرکٹران و افسران بنک کو حکم دیا کہ بعض رقوم زر کثیر بنک کو واپس کرین۔ یاد داشت ہاے اپیل بعدالت ہذا بموجب مد ۱ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ رسوم عدالت کے دور دپیہ کے اسٹامپ پر منظور ہوے تھے۔ لیکن بعد ازان اوس افسر نے جسکا یہہ دیکھنے کا کام ہے کہ رسوم عدالت بموجب ضمیمہ ۲۔ ایکٹ رسوم عدالت کے ادا ہوگیا ہے یا نہین یہہ رپورٹ رجسٹرار سے کی کہ اوسکی راے مین اون یادداشت ہاے اپیل پر اسٹامپ بلحاظ مالیت کے لگنا چاہئے کیونکہ افسر مذکور نے یہہ خیال کیا کہ یادداشت ہاے اپیل مذکور بنا راضی ایسے حکم کے پیش کئے گئے ہین جو حکم ڈگری کا رکہتا ہے لہذا بموجب مد ۱ ضمیمہ اول ایکٹ رسوم عدالت کے واجب الادا ہین رجسٹرار نے اوس امر کو بغرض فیصلہ کے میرے پاس بہیجا ہے۔

تو سوال یہہ ہے کہ آیا وہ یادداشت ہاے اپیل بنا راضی ایسے احکام کے پیش ہوئی ہین جو حکم ڈگری کا رکہتے ہین۔ رپورٹ سررشتہ مین یہہ بحث کی گئی ہے کہ احکام مذکور ضرور حکم ڈگری کا رکہتے ہین کیونکہ یہہ کہا جاتا ہے کہ احکام مذکور بموجب دفعہ ۱۶۶۔ ایکٹ کمپنی ہاے کے اوسی طریقہ سے نافذ کیجا سکتی ہین کہ جسطرح سے ڈگری مصدرہ نالش عام کی نافذ کیجاتی ہے۔

ایسی ہی ایک بحث ہائیکورٹ بمبئی کے روبرو پیش ہوئی تھی کہ دو روپیہ کا رسوم عدالت بموجب مد ۱ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ رسوم عدالت کے کافی ہے دیکہئے فیصلہ مسٹر جسٹس نانابہائی ہریداس برطبق استصواب منجانب عہدہ دار تشخیص کنندہ مورخہ ۲۸ نومبر ۱۸۸۵ء۔

مین نے بہی وہی نتیجہ اخذ کیا ہے۔

یہہ شبہہ ہوسکتا ہے کہ آیا کوئی حکم اوس لفظ کے صحیح منشا مین جیسے کہ اوسکی تعریف مجموعہ ضابطہ دیوانی مین ہوئی ہے عدالت تصفیہ کنندہ حساب کتاب بموجب دفعہ ۲۱۴ ایکٹ کمپنی ہاے کے صادر کرسکتی ہے یا نہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دفعہ تکمیل دفعہ ۱۶۲ اور اون دفعات مابعد ایکٹ مذکور کی ہے

جنکے رو سے عدالت تصفیہ کنندہ حساب وکتاب کو بڑے اختیارات تحقیقاتی
اسغرض سے دیجاتی ہین کہ وہ عدالت مال وجایداد کمپنی زیر تصفیہ حساب وکتاب
کی دریافت کرسکے۔ جب بوسیلہ اون اختیارات کے عدالت موصوف نے
خود اپنا یہ اطمینان کرلیا ہے کہ ڈایرکٹر یا منیجر یا عہدہ دار وغیرہ مجرم بداعمالی کا
ہوا ہے تو عدالت اوسوقت بموجب دفعہ ۲۱۴ کے عمل کرتی ہے اور بر طبق
درخواست لکویڈیٹر یا قرضخواہ یا رسدی حصہ داران کے بعد تحقیقات دربارہ
طریق عمل اوس ڈائرکٹر یا منیجر وغیرہ کے شخص اخرالذکر کو مجبور کرسکتی ہے کہ وہ روپیہ
واپس ادا کرے یا جایداد کمپنی مذکور مین حصہ رسدی ادا کرے جو اختیار اسطرح پر
عدالت کو دیا گیا ہے وہ صاف طور پر ایک سرسری اختیار ہے کہ نادہند ڈائرکٹران
یا عہدہ داران سے جبراً زر بیجا تصرف شدہ کو واپس ادا کراوے یا جایداد کمپنی مین
بطور معاوضہ کے حصہ رسدی اداکراوے۔

بدرجہ اقل یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا نتیجہ کارروائیات مقتضیہ دفعہ ۲۱۴
بطور ایک حکم کے متصور ہوسکتا ہے یا نہین جس کارروائی سے رہبری ایسے
حکم کی ہوتی ہے علے بشرطیکہ وہ حکم ہو وہ صحیح اور اصطلاحی منشا مین ہرگز کارروائی عدالتی
نہین ہے۔ کسی نوبت پر کسی ضابطہ کی قید نہین ہے کبھی شخص کے باضابطہ طلب کرنیکی
ضرورت نہین ہوتی ہے کوئی عرضیدعوی نہین داخل ہوتی ہے کسی فریق کو اپنا مقدمہ
اوس طریقہ سے ثابت کرنیکا استحقاق نہین ہے کہ جس طریقہ کو وہ پسند کرتا ہے
کل اختیار عدالت کو ہے جو اوس شخص کے طریق عمل کی تحقیقات کریگی جسکی شکایت
ہے اور بعد اوس تحقیقات کے عدالت موصوف جبراً واپس ادا کرسکتی ہے
یا بطور معاوضہ کے حصہ رسدی دلاسکتی ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ حکم سے
مقصود وہ حکم ہے جو اوس حکم سے بالکل مختلف ہے جسکے رو سے فریقین کا
تصفیہ ہوتا ہے۔ اسمین پہلے سے تصفیہ باضابطہ کا قیاس نہین پیدا ہوتا ہے
بلکہ محض عدالت کے ذہن مین اس یقین کا قیاس پیدا ہوتا ہے کہ جو حکم وہ
صادر کرنیوالی ہے وہ مناسب ہے۔ ایکٹ مین مقصود کسی حکم کا بطور تصفیہ
امر استحقاق کے نہین ہے۔ جس بات کا اوسکے رو سے اختیار دیا گیا ہے وہ

لازمی ہے یا یون کہو کہ حکم تعمیلی ہے - لیکن کسی طرح پر یہ نتیجہ برامد نہین ہوتا ہے
کہ وہ ایسا حکم ہے جو حکم ڈگری کا رکہتا ہے - وہ حکم دراصل ڈگری نہین ہے
حکم مذکور بہت سے ضروری اوصاف و تناسب مین ڈگری کے خلاف ہے
دفعہ ۱۶۶ کی رو سے دراصل یہ اختیار دیا گیا ہے کہ حکم مذکور اوسے طریقے سے
نافذ کیا جاوے کہ جس طریقہ سے ڈگریات عدالت تصفیہ کنندہ کی جو کسی نالش متدایرہ عدالت
مذکور مین صادر ہوئی ہون نافذ کیجاتی ہین - لیکن یہ محض ایک ضابطہ اوس کارروائی کے لیے ہے
جس پر اوس حکم کے نافذ کرنے مین لحاظ کیا جاتا ہے - وہ طریقہ جسمین کوئی حکم نافذ کیا جاوے
وہ خواہ مخواہ علامت یا نشان اوس حکم کی نوعیت کا نہین ہے - صورت یا حکم
ڈگری کے اور اوسکی نفاذ کے طریقہ کے درمیان مین بہت بڑا فرق ہے اور اوسکے
باہم کچھ تعلق نہین ہے - مجھے کوئی سند بہ نسبت معنی الفاظ حکم ڈگری مستعملہ مد ۱
ضمیمہ ۲ - ایکٹ رسوم عدالت کے دستیاب نہین ہوئی ہے - جسنگ دیوا
بہائی بنام گیا بہائی کیکا بہائی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۴۰۸)
مین جو مقدمہ اپیل دوم بعدالت ہائی کورٹ تہا اور جسمین بحث استحقاق تقسیم کی متعلق تہی
بصفحہ ۴۱۱ یہ تجویز ہوئی تہی کہ چونکہ وہ اپیل متفرقہ مین ادر ایک حکم سے ظہور پذیر
ہوا ہے اور نہ ڈگری سے لہذا دو روپیہ کا کورٹ فیس کافی ہے بادی النظر
مین وہی اصول اسمقدمہ سے متعلق ہوگا - مزید بران چونکہ ایکٹ رسوم عدالت
ایک قانون مالی ہے اور ایسا ہے جسکے احکام کی تعمیل بسختی ہونی چاہیے
اور جب کبہی کوئی شبہہ یا ابہام ہو تو مفید رعایا کی ہونی چاہیے -

اب دیکہنا چاہیے کہ الفاظ جو حکم ڈگری کا رکہتا ہو بہت قابل الفہم
نہین ہین - بذریعہ کسی سند کے اونکی معنی کی تعبیر نہین ہوئی ہے اور مین اسمقدمہ مین
یہ کہنے کو آمادہ نہین ہون کہ احکام زیر بحث ایسا حکم رکہتے ہین - لہذا میری یہ راے
ہے کہ دو روپیہ کا رسوم عدالت کافی ہے -

صفحہ انگریزی ۷۶

جونپور — اپیل اول نمبر ۱۰۵ سنہ ۱۸۹۳ء — منفصلہ ۱۲ فروری
بہٹل داس (ڈگریدار) اپیلانٹ بنام شنکر دت دوبے (عذرداران) رسپانڈنٹ

اجرائے ڈگری - ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۷۲ء (ایکٹ معاہدہ ہند) دفعات ۲ (د) ضمن ۲۵ (۲) و ۷۵ - معاہدہ - معاوضہ -

ہربیردت و شنکردت دو بھائی شریک خاندان مشترکہ و مالک جایداد کثیر اراضی کے تھے - چونکہ ہربیردت کے ذمہ بہت سا ذاتی قرضہ عاید ہوگیا تھا اسلئے وہ دونو بھائیون نے ۱۸۷۹ء مین مشترکاً درخواست دی کہ اونکی جایداد کورٹ آف وارڈس لے لیوے ایسا ہی ہوا اور ۱۰ / جون ۱۸۸۹ء کو جبکہ جایداد مذکور زیر اہتمام کورٹ آف وارڈس ہی تھی ان دونون بھائیون نے ایک اقرارنامہ لکھا جسکے رو سے ہربیردت منہم جایداد کا بتقرری مبلغ ... روپیہ سالانہ وظیفہ بغرض اوسکے گذارہ کے قایم رہا لیکن کل اوسکا حق مالکانہ واقعہ جایداد خاندانی اور کل اختیار جایداد خاندانی کو کسطرح ادا کرے اپنے قرضہ کا ذمہ ادا کرنیکا قطعاً اور بلا شرط بحق اوسکے بھائی کے مفوض کردیا گیا تھا - ۱۶ / اکتوبر ۱۸۸۹ء کو کورٹ آف وارڈس نے جایداد کو میرا اون ذمہ داریون سے جو ہربیردت نے اوسپر قایم کی تھین واگذاشت کیا تھا - ۱۸۹۱ء مین ایک شخص مسمی بھٹل داس نے عدالت جج ماتحت آگرہ سے ایک ڈگری زرنقد بمقابلہ ہربیردت کے حاصل کی تھی - سال مابعد مین ہربیردت مرگیا اور اوسکی وفات کے بعد بھٹل داس نے ڈگری بمقابلہ شنکردت بطور قایم مقام ہربیردت بذریعہ قرقی جایداد مقبوضہ شنکردت کے جاری کرانا چاہی -
شنکردت نے اوس قرقی پر عذرداری کی تھی اور اوسکی عذرداری منظور ہوئی تھی -
بھٹل داس نے اپیل کیا تھا اور اوسکی اپیل پر یہہ تجویز ہوئی تھی کہ بلحاظ اقرارنامہ مورخہ ۱۰ / جون ۱۸۸۹ء متذکرہ بالا کے جایداد متنازعہ بطور جایداد ہربیردت کے قرق نہین ہوسکتی ہے - اقرارنامہ مذکور بوجہ بلا معاوضہ ہونیکے بیجا نہین تھا کیونکہ معاوضہ یہہ تھا کہ ہربیردت درخواست اپنے بھائی کے جو قراین مقدمہ سے قیاس کیجا سکتی ہے اپنی حقیت واقع جایداد کو زیر اہتمام کورٹ آف وارڈس کے کرانے کو راضی ہوگیا تھا اور اگر ایسا نہو تو اقرارنامہ مذکور یا تو بموجب دفعہ ۲۵ ضمن ۲ یا دفعہ ۷۰ ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۷۲ء کے جایز ہے -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت مین پورے طور پر درج ہین -

بسر جی منجانب اپیلانٹ کا نلین و عبد المجید و سندر لال و کالندی پرشاد منجانب ریسپانڈنٹ برکت صاحب خنبش و بلیر صاحب حبیش متفق الراے - یہہ مقدمہ منجملہ اون بہت سے مقدمات کے ہے جنمین ڈگریداران ہر بیردت دوبے مرحوم راجہ جونپور کے اپنی اپنی ڈگریان بمقابلہ شنکردت دوبے راجہ حال کے بموجب دفعہ ۲۳۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی بدین بیان جاری کرانا چاہتے ہین کہ شنکردت کے قبضہ مین جایداد بہائی متوفی کی ہے جسپر دائنان مذکور مستحق جاری کرانے ڈگری کے ہین اسمقدمہ مین ڈگریدار اپیلانٹ بٹہل داس نے ڈگری بابت سمہ ۔۔۔ سے کسیقدر زاید جو محض زرنقد کی ڈگری تہی بمقابلہ راجہ ہر بیردت دوبے کے عدالت جج ماتحت آگرہ سے فروری ۱۸۹۱ء مین حاصل کی تہی - ۱۳ر جنوری ۱۸۹۲ء کو راجہ ہر بیردت دوبے فوت ہوے تہے - مئی ۱۸۹۲ء مین کارروائیات اجراے ڈگری بمقابلہ راجہ شنکردت وبیوہ راجہ ہر بیردت کے جنکو وارثان متوفی اور قابض اوسکی جایداد کا بیان کیا تہا آگرہ مین شروع کی گئین تہین - درخواست مذکور صاف طور پر حسب منشاء دفعہ ۲۳۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تہی - اور قایممقامان کے نام اطلاعنامجات جاری ہوے تہے اور چونکہ اونکی طرف سے کوئی حاضر نہین ہوا تو مقدمہ اجراے ڈگری عدالت جونپور کو منتقل ہو آیا تہا - چنانچہ جولائی ۱۸۹۲ء مین اپیلانٹ حال نے جونپور مین درخواست اجرا بذریعہ قرقی بعض جایداد غیر منقولہ (اراضی) اور کچہہ روپیہ کے جو خزانہ مین امانتاً جمع تہا گذرانی - ۲۷ر جولائی کو عدالت نے احکام قرقی جاری کئے اوسکے بعد راجہ شنکردت نے ۱۷ر اگست ۱۸۹۲ء کو اوس قرقی کی نسبت عذرداری کی اوس نے اس امر سے انکار کیا تہا کہ اوسکے قبضہ مین کوئی جایداد اوسکے بہائی متوفی کی ہے - اوس نے یہہ بیان کیا تہا کہ جس جایداد کو ڈگریداران اجراے ڈگری مین قرق کرانا چاہتے ہین وہ وقت وفات کے ہر بیردت کی نہین تہی اور وہ بموجب اقرارنامہ ۷ر جون ۱۸۸۹ء وصلحنامہ مورخہ ۱۴ر ستمبر ۱۸۹۱ء اور ڈگری مورخہ ۲۳ر دسمبر ۱۸۹۱ء کے اوسکی (شنکردت) کی ہے - بطور سبیل البدل کے شنکردت کیطرف سے یہہ عذر ہوا ہے کہ وہ اور اوسکا بہائی متوفی بتاریخ وفات شخص آخرالذکر کے اہالیان خاندان مشترکہ کے تہے اور وقت وفات اپنے بہائی کے اوسنے (شنکردت نے) باستحقاق حق القایمی کے وہ استحقاق حاصل کیا ہے جو کہ اوسکے بہائی کو حاصل رہا ہو

عدالت ماتحت مین ضلع جج نے درخواست اجراے ڈگری ڈگریدار کی نامنظور کی - وجہ اوسکی حکم کی یہہ تہی کہ ڈگریدار نے حکم قرقی یا نیلام کا قبل ڈگری ۲۲ دسمبر ۱۸۹۱ء کے حاصل نہین کیا تہا - دیگر مقدمات مین جنین احکام قرقی قبل وین تاریخ کے صادر ہوچکے تہے عدالت نے اجراے ڈگری بمقابلہ جایداد مقروقہ کے منظور کی تہی ڈگریدار مقدمہ ہذا بنا راضی اوس حکم کے اپیل کرتا ہے جسکے روسے اوسکی استدعا اجراے ڈگری بمقابلہ اوس جایداد کے نامنظور ہوئی ہے جسکی قرقی و نیلام کی اوسنے استدعا کی تہی

ذیعلم کونسل نے جو منجانب اپیلانٹ کے حاضر ہوے ہین ہمارے روبرو بہت لیاقت کے ساتہہ بحث کی ہے جسمین اونہون نے یہہ ثابت کرنیکی کوشش کی تہی اولاً اقرارنامہ مورخہ ۷ جون ۱۸۵۹ء بوجہ بلا بدل ہونیکے ناقص ہے اور ثانیاً یہہ کہ ہربیردت وشنکردت ہردو برادران جدا تہے اور وقت وفات راجہ ہربیردت کے اہالیان خاندان مشترکہ غیر منقسمہ کے نہین تہی -

قبل اسکے کہ ہم ان دو حجتون کی نسبت بحث کرین چند ابتدائی واقعات بہ نسبت تواریخ خاندان اونکے بیان کردینا ضروری ہے -

۱۸۷۵ء مین ریاست جونپور کے مالک راجہ لچھمین نراین اور اوسکے دو بیتیجہ راجہ ہربیردت وشنکردت تہے - شخص آخر الذکر اوسوقت نابالغ تہا جیسا کہ صلحنامہ مورخہ ۱۱ فروری ۱۸۵۶ء نمبر مسل سے ظاہر ہوتا ہے جو کلکٹر ضلع نے بحیثیت ولی ہربیردت کے لکہا تہا اوس دستاویز سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کل ہرسہ مالکان ریاست مشترک تہے اور اس صلحنامہ کی یہہ غرض تہی کہ علیحدگی یا تقسیم اوسوقت یا کسی وقت آیندہ مین ہونے پاوے اور ریاست بشکل راج ناقابل التقسیم کے ہوجاوے - یہہ ایسی شکل ہے جو البتہ ایسے حال کے راج کو حاصل نہین ہوسکتی اتہی - بہ نسبت انتظام کے یہہ شرط قرار پائی تہی کہ خاندان مین جو سب سے بڑا ہوگا اوسی سے متعلق رہیگا کہ جو اوسوقت راجہ لچھمین نراین دت تہے - شخص آخر الذکر بہت عرصہ تک زندہ نہین رہے تہے اور ریاست پر جلد بہت قرضہ عاید ہوگیا تہا کیونکہ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۵۹ء مین ریاستکو اون ذمہ داریون سے سبکدوش کرنیکی غرض سے زیر اہتمام اپنی کورٹ اوارڈس نے لے لیا تہا کیونکہ راجہ ہربیردت وشنکردت کو جو اوسوقت مالکان تہے خود اونکی

درخواست پر گورنمنٹ نے ناقابل انتظام کرنے اپنی کار و بار کے قرار دیا تھا-
پس اسمین کچھ شبہہ نہین ہوسکتا ہے کہ جو قرضہ ریاست پر کئی لاکھ روپیہ کے
تعداد مین عاید ہوگیا تھا اوسمین سے زیادہ تر کا معاہدہ راجہ ہربیردت کا کیا ہوا تھا
اسلوبہ سے جب اپنی حقیت واقعہ ریاست کو زیر اہتمام کورٹ افوارڈس کے لے
لینے اور اسطرحپر استحقاق حقول اوسکے کسی جزو کے خریدار کو جو کورٹ افوارڈس
بیع کرے دینے مین رضامندی کی تھی راجہ شنکردت دوبے نے بذریعہ اقرارنامہ
مورخہ ۱۲ر جون ۱۸۷۹ء (کاغذ مسل نمبر ۱۶) کے ہر ایسے حقوق کو جو اونکو بمقابلہ راجہ
ہربیردت دوبے کی بہ نسبت اوس جایداد کے حاصل ہون جو بعد اختتام اہتمام
کورٹ افوارڈس کے باقی رہے محفوظ رکھ لئے تھے- کورٹ افوارڈس کا قبضہ ریاست پر
۶ر اکتوبر ۱۸۸۹ء یعنے دس برس تک رہا اور اوس زمانہ کے اندر اوسکا کچھ جزو بیع
کرنے اور اہتمام بکفایت شعاری سے کورٹ نے کل قرضہ ادا کردیا اور یہہ بھی
کہا گیا ہے کہ کوئی لعہ ــ ر نقد مالکان کو دیا گیا تھا- لیکن اسوجہ مین یعنے ۱۰ر جون
۱۸۸۹ء کو جب ریاست اوسوقت بھی قبضہ مین کورٹ افوارڈس کے تھی راجہ
ہربیردت و راجہ شنکردت دونون نے ایک اقرارنامہ (کاغذ ۲۶ مسل) تحریر کیا
جسکے رو سے راجہ ہربیردت نے اپنا کل استحقاق واقعہ ریاست اپنی بھائی شنکردت کو
بخشدیا تھا فقرہ دوم وسوم اور فقرہ چہارم مین ذکر انتظام ریاست کا ہے اور
راجہ ہربیردت سے کل اختیار ریاست پر قابل پابندی قرضہ لینے یا کسیطرحپر اوسپر
مواخذہ عاید کرنیکا لے لیا گیا تھا اور چھوٹے بھائی کو اختیار دیا گیا تھا کہ بحالت خلاف
ورزی اقرارنامہ کے راجہ ہربیردت کو اہتمام سے علیحدہ کردے- یہہ بھی شرط
قرار پائی تھی کہ راجہ ہربیردت منصب نمبرداری سے دست بردار ہوجاوینگے
بعدہ فقرہ چہارم کے اخیر جملون مین اور فقرہ پنجم مین راجہ ہربیردت نے اپنے کل
حقوق واقعہ ریاست سے - بجز شاید اسقدر کے کہ راجہ شنکردت اونکو عــہ ر
سالانہ واسطے اونکے ذاتی خرچ کے ادا کیا کرین راجہ شنکردت کے حق مین
چھوڑ دیئے تھے جنھون نے عــہ ر سالانہ ادا کرنیکا اقرار کیا ہے- اس دست برداری کی
وجوہ یہہ ہین کیونکہ ہربیردت نے بہت سا روپیہ بابت اپنی ذاتی مصارف کے

خرچ کیا تھا اور کیونکہ کورٹ افوارڈس نے لعہ لک روپیہ جو راجہ ہربیردت سے نے قرض لیا تھا اور اپنی ذاتی اخراجات مین صرف کیا تھا اور جسکے معاوضہ پانیکا شنکردت مستحق ہے اور جو اوسنے نہین پایا ہے ادا کیا ہے اور الفاظ اخیر فقرہ پنجم کی رو سے راجہ ہربیردت نے یہہ اقرار کیا ہے کہ راجہ شنکردت مالک کامل پرگنے ہتی و حصہ ریاست کا ہے اور مجہہ راجہ ہربیردت دو بے کو کسی قسم کا حق مالکانہ ذاتی جایداد و ریاست پر بجز اوسکے انتظام کرنیکے حاصل نہین ہے۔ اقرارنامہ کے یہہ فقرات بہت اہم ہین۔

بہ نسبت اس اقرارنامہ جون ۱۸۸۹ء کے ذیعلم کونسل اپیلانٹ نے یہہ حجت کی ہے کہ اوسکا معاوضہ یہہ تہا کہ ہربیردت نے قرضخواہون کو لو لاکہہ روپیہ ادا کیا گیا تہا اور وہ معاوضہ بروقت اقرارنامہ کے ایک مکمل تعمیل شدہ معاوضہ تہا اور نہ تعمیل طلب لہذا بلحاظ تعریف لفظ معاوضہ مندرجہ دفعہ ۲۔ ایکٹ معاہدہ ہند کے یہہ معاوضہ بیجا معاوضہ ہے اور راجہ شنکردت نے بذریعہ اوس اقرارنامہ کے کچہہ نہین پایا اونہون نے یہہ حجت کی ہے کہ ہربیردت کی جانب سے کوئی صریحی محرک درخواست ثابت نہین کی گئی ہے اور حسب حالات مقدمہ کے ایسی کوئی درخواست نہ مستنبط ہوسکتی ہے اور نہ مفہوم ہوسکتی ہے۔

اس حجت اخیر کو ہم قبول نہین کرسکتے ہین۔ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ جب شنکردت نے اپنی حقیت واقعہ ریاست کورٹ افوارڈس کو دے لینے دیا۔ کہ جو اقرارنامہ ۱۳ / جون ۱۸۷۹ء (نمبر ۱۶ مسل) سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اوسنے ایسا ہی کیا۔ تو ضرور یہہ نتیجہ نکالنا چاہئے کہ اوسنے حسب درخواست راجہ ہربیردت کے ایسا کیا تہا اس امر کا دیکہنا بہت دشوار ہے کہ کیون ایسی درخواست ہونی چاہئے تہی لیکن یہہ سمجہنا بہت اسان ہے کہ کیون ایسی درخواست ضرور ہوئی ہوگی۔ شنکردت جسکو بالغ ہوے بہت عرصہ نہین ہوا تہا ہرگز حالات انتشار ریاست سے نہین معلوم ہوتا تہا جہانتک اوسکی حقیت کو تعلق ہے۔ برعکس اسکے ہربیردت کیسے لاکہہ روپیہ کا مقروض تہا۔ اوسکے لئے یہہ بہت ضرورت کی بات تہی کہ کورٹ افوارڈس ریاست بچانیکے لئے مداخلت کرے اور وہ مداخلت بلحاظ نوعیت اشیا کے صرف اوسحالت مین حاصل ہوسکتی تہی کہ دونون بہائی

(جیسا کہ بعد ازین ہم ثابت کردینگے مالک مشترک ریاست کے تھے) درخواست کرین کہ ہم لوگ اپنے معاملات کے انتظام کرنیکے ناقابل قرار دیجاوین اور اسطرحسے کورٹ افوارڈس کے اختیار مین حقیت مشترک بطور کلیہ کے انتظام کرنیکو چھوڑدین - اگر یہہ پہلے ضروری ہوتا کہ شنکردت کا حصہ علیحدہ اور تقسیم کردیا جاوے - اور یہہ کارروائی مشکل اور ضمنی تھی - تو کل قراین یہہ تھی کہ کورٹ افوارڈس ہربیردت کیطرف سے مداخلت کرنیسے انکار کرتی اور یہہ بات نہ صرف حالات مقدمہ سے مستنبط ہوتی ہے کہ درخواست تحریک منجانب ہربیردت کے شنکردت سے ہوئی تھی اس امر سے بھی جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہربیردت نے معاوضہ کا فایدہ اپنے قرضون کے ادا ہوجانے اور اپنے قرضخواہون کے اوس روپیہ کے پانیسے اختیار کیا اور اوٹھایا ہے کہ جسکا ایک جزو بذریعہ نقل شنکردت کے جیب مین جاتا ایسی درخواست قانوناً مفہوم ہوگی - اس معاملہ کی نسبت یہہ بھی ذہن نشین رہنا چاہئے کہ ابتدائی ۱۸۷۹ء لغایت ۱۸۸۹ء پورے دس سال مین شنکردت ایک خفیف وظیفہ ماہواری یا ماہانہ بجاے اسکے بسر کرتا رہا کہ اپنی حقیت بلاخلل واقعہ ریاست کے پوری آمدنی سے مستفید ہوتا اور محرومی آمدنی کی تا تاریخ اقرارنامہ جون ۱۸۸۹ء تک قایم رہی تھی اور نیز یہہ کہ تاریخ آخر الذکر تک کورٹ افوارڈس قابض بھی تھی اور بموجب اوس رضامندی کے جو اوسکی بابت ہربیردت سنے اقرارنامہ ۱۳ جون ۱۸۸۹ء مین ظاہر کی تھی قرضہ بھی ادا کرتی رہی تھی - علاوہ برین اسمین شبہہ نہین ہوسکتا ہے کہ اگر شنکردت نے بروقت اختتام اہتمام کورٹ افوارڈس کے تقسیم کی خواہش کی ہوتی تو وہ اپنے بھائی سے حساب طلب کرتا اور اوس حساب مین اوسپر وہ بے اندازہ قرضہ عاید نکیا جاتا جسکا باعث اوسکی بھائی کی فضول خرچی اور بربادی ہوئی تھی - ہر قرینہ سے ایسے حالات کے نتیجہ سے یہہ ثابت ہوجاتا ہے کہ ہربیردت نے اپنی کل حقیت ضایع کردی ہے - اقرارنامہ ۱۳ جون ۱۸۷۹ء مین راجہ شنکردت نے بالتصریح اپنا استحقاق ایسے حساب طلب کرنیکا محفوظ رکھا ہے اور چونکہ کیفیت یہہ ہے اوسکا اپنے بھائی پر نالش دلاپاتے اوس خسارہ و نقصان کے کہ جو اوسکے بھائی کی فضول خرچی سے اوسپر عاید ہوا تھا دائر نکرنا ہماری راے مین معاوضہ معقول اقرارنامہ ۱۳ جون ۱۸۸۹ء کا ہے - اور مزید بران باوجود اس امر کے کہ کل قراین سے ہربیردت نے اپنی فضول خرچی

سے اپنی کل حقیت واقعہ بیاست کو تلف اور زائل کر دیا ہے شنکر دت کیطرف سے اقرار ادا کرنے عہ سو سالانہ وظیفہ بخاوتانہ اپنی بہائی کو ہے - یہہ بہی ظاہر ہوتا ہے کہ شنکر دت کا صرف یہہ مقصود تہا کہ ریاست سے عہ سو سالانہ اپنے ذاتی مصارف کے لیے کو اور بقیہ کو جمع ہونے دینے کی خواہش تہی -

منجانب اپیلانٹ کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ عہ سو سالانہ ہربیردت کا معاوضہ بطور منیجر کے کام کرنیکا تہا صاف طور پر ہماری رائے مین ایسا نہین ہے - یہہ وظیفہ اوسکو بابت اوسکی ذاتی مصارف کے ادا ہونیکو تہا - اور جبتک وہ منیجر رہے اوسکو اختیار تہا کہ وہ خود آمدنی علاقہ سے ادا کرلیوے - لیکن بلفظ دوسرے قرارنامہ کے شنکر دت کو اختیار دیا گیا تہا کہ اپنے بہائی کو اہتمام سے برطرف کردے - اوس حالت مین وظیفہ موقوف نہ ہوتا بلکہ شنکر دت اپنے بہائی کو ادا کرتا رہتا اور مثل سابق واسطے مصارف ذاتی کے ادا کرتا رہتا - یہہ قیاس کرنا خارج از بحث ہے کہ عہ سو بجز پرورش ہربیردت کے اور کسی امر کی بابت ادا ہونیکو تہے - حالات ماضیہ کو ذہن نشین کرکے اوسکی خدمات بطور منیجر کے پانچ روپیہ ماہواری پر بہی حاصل ہوسکتے تہی لیکن شنکر دت کو غالباً یہہ امید تہی کہ بموجب سخت قواعد دربارہ انتظام مندرجہ اقرارنامہ ۱۷ جون ۱۸۸۹ء کے ہربیردت آیندہ بہتر کام کرینگے -

حسب وجوہ بالا ہماری یہہ رائے ہے کہ اقرارنامہ ۱۷ جون ۱۸۸۹ء بوجہ ہونے معاوضہ کے ناقص نہین تہا لیکن اگر ایسی ہی صورت ہوتا ہم ہم یہہ تجویز کرینگے کہ اقرارنامہ کی تائید بخوبی ہوسکتی ہے اور وہ اقرارنامہ معقول بموجب احکام دفعہ ۲۵(۲) اور دفعہ ایکٹ معاہدہ ہند کے قرار پاسکتا ہے - ازروے اقرارنامہ کے ہربیردت نے شنکر دت اوس فعل کا معاوضہ دینے کا اقرار کیا تہا جو شخص آخرالذکر نے اوسکے لئے اپنی حقیت واقعہ ریاست کورٹ افوارڈس کو اس غرض سے لے لینے دیا تہا کہ کورٹ ہربیردت کا قرضہ ادا کرسکے اور اقرارنامہ ۱۳ جون ۱۸۸۹ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ شنکر دت کا یہہ مقصود نہین تہا کہ وہ فعل مفت کیا جاوے - ہمکو یہہ تجویز کرنے مین کچھ تامل نہین ہے کہ بہت کافی معاوضہ اقرارنامہ ۱۷ جون ۱۸۸۹ء کا دیا گیا تہا اور ہربیردت نے اقرارنامہ مین اوس دعوی کا خیال کرلیا تہا جو شنکر دت نے بموجب کردہ ۱۳ جون ۱۸۸۹ء پر اصرار نہین کرسکتا تہا اپنے لئے استحقاق اوس حصے کے نافذ کرنیکا باقی رکہتا - نظر بران ہم یہہ تجویز کرتے ہین کہ اقرارنامہ ۱۷ جون ۱۸۸۹ء ایک اقرارنامہ معقول

اوسکا اقرارنامہ ہے جو اوسکے فریقین پر قابل پابندی ہے اور اوسکے تحریر کی تاریخ سے
راجہ ہربیردت کو کوئی حق مالکانہ ریاست مین باقی نہین رہا جسکا تنہا اور کامل مالک اوسکا بہائی
شنکردت اوس تاریخ سے ہوگیا بپابندی اس ذمہ داری کی ہوگیا کہ ع‍ــــہ ماہوار ہربیردت کو
واسطے اوسکے مصارف ذاتی کے ادا کرتا رہے۔ ریاست یا ہربیردت کے حقیت سابقہ پیر
ذمہ داری کسی ایسے قرضہ کی نہین رہی جسکا معاہدہ ہربیردت بعد تاریخ اقرارنامہ مذکور کے کرے۔
اس امر کے قیاس کرنیکی کوئی وجہ نہین ہے کہ یہ اقرارنامہ بغرض فریب دہی قرضخواہ کے
ہوا تہا۔ بتاریخ اقرارنامہ مذکور کل یا قریب قریب سب قرضہ کورٹ افوارڈس نے ادا کردیا تہا۔
اِن ببت سے مقدمات متعلقہ اس ریاست مین سے ہر مقدمہ مین جو اس بنچ کے روبرو پیش
ہوا ہے معاہدہ قرضہ کا بعد تاریخ ۱۷ جون ۱۸۸۹ء کے ہوا ہے۔ اوسی وجہ سے (اور
اسوجہ سے) جیسا کہ عدالت ماتحت تجویز کرتی ہے اپیلانٹ نے حکم قرقی یا حکم نیلام کا قبل ڈگری
۲۲ دسمبر ۱۸۹۱ء کے حاصل نہین کیا۔ ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ اپیلانٹ کی ڈگری اوس
جایداد کے مقابلہ مین جاری نہین ہوسکتی ہے جسکو اپیلانٹ اوس ڈگری کے اجرا مین لینا چاہتا ہے
بہ نسبت صلحنامہ ۴ دسمبر ۱۸۹۱ء و ڈگری ۲۲ دسمبر ۱۸۹۱ء مصدرہ حسب شرائط صلحنامہ مذکور
کے ہماری یہہ راے ہے کہ وے غیر اہم ہین۔ درحقیقت ڈگری صرف استقراریہ بہ نسبت استحقاق
موجودہ سابق کے ہے۔ راجہ شنکردت کے استحقاق کا مدار اونپر یا اونمین سے کسی پر
نہین ہے بلکہ اوسکا مدار اقرارنامہ جون ۱۸۸۹ء پر ہے جسکے ذریعہ سے وہ تنہا اور کامل
مالک ریاست کا ۱۷ جون ۱۸۸۹ء سے ہوگیا ہے۔

بعد تجویز مندرجہ بالا کے بمشکل اس بحث مین داخل ہونا ضروری ہے کہ آیا
راجہ ہربیردت اور شنکردت جایداد مین شریک تہے یا نہین لیکن چونکہ اس امر کی بحث کامل
ذیعلم کونسل فریقین نے کی ہے ہم خیال کرتے ہین کہ ہمکو اونکی بابت راے ظاہر
کردینا چاہیے۔ صرف تہوڑے ہی سے الفاظ ضروری ہین۔ ہماری راے مین مسل مین کچہ
بہی شہادت ایسی نہین ہے جس سے یہہ نتیجہ نکل سکے کہ دونون بہائی شریک نہین تہے
جو کچہ ہمارے روبرو پیش ہوئی ہے وہ صرف یہہ ایک بیان ہے جسکی تائید شہادت سے
نہین ہوئی ہے کہ ریاست کے کاغذات وہی ہین دونون بہائیون کا نام بطور مالک
حصہ ۸ آنہ کس اون مواضعات مین درج ہے جن سے ریاست مرکب ہے ایسی تحریر بہی کہ یہہ

بذات خود بلا تائید کسی شہادت کے اس بارہ مین کہ نیت مالکون کی یہہ تہی کہ آیندہ جایداد بقبضہ
باعتبار حصص محدود اور معین کے ہوگا یا بلا تائید کسی ایسی شہادت کے کہ مقبوضہ ہر شخص کا بلا
تعلق دوسرے کے ہے ہماری راے مین کامل طور پر فراہم ہے۔ یہہ تجویز کرنے کہ ایسی تحریر
بمنزلہ شہادت قطعی تقسیم تمام کے ہے۔ جیسے کہ بیان حجت ہوئی تہی ہر موقع کے بٹوارہ کے
بیان ہی یہہ بات ثابت ہو جاویگی کہ کسی مالک کے وفات پر ہنود خاندان مشترکہ مین اوسکے
وارثون کا نام اسطرح پر لکہہ دینے سے تقسیم کامل کردیگا کہ ہر لڑکا قابض حصہ کسر اتی جایداد کا ہے
بجاے اس تحریر کرنیکے کہ اونمین سے سب مشترکہ کل پر قابض ہین۔ پس بہ نسبت اسمقدمہ کے
ہمکو یہہ لکہنے کی ضرورت ہے کہ قیاس قانونی بہ نسبت ہر ہنود خاندان کے اور بالخصوص
اوس خاندان کی نسبت جسکے اہالیان بہائی ہین یہہ ہوتا ہے کہ وہ مشترکہ ہے اور جو لوگ
برعکس اسکے بیان کرتے ہین اونہین لوگونکے ذمہ یہہ بار ثبوت ہوتا ہے کہ اپنے بیانات کو
شہادت سے ثابت کرین۔ اسمقدمہ مین کوئی بیان بہ نسبت اوس وقت کے نہین ہوا ہے
کہ جب یہہ دونون بہائی علیحدہ ہوے تہے۔ صرف تحریر منظورہ مندرجہ کاغذات دیہی
اور پچہلے پیرایانہ بیانات مندرجہ اقرار نامہ جون ۱۸۷۹ء و جون ۱۸۸۹ء پر استدلال کیا گیا ہے
لیکن ہماری راے مین یہہ بات صاف ظاہر ہے کہ کل اہالیان خاندان کی بڑی غرض یہہ
تہی کہ ریاست مشترکہ اور غیر منقسمہ قایم رہے۔ فی الحقیقت حسب متذکرہ بالا اونہون نے
یہانتک کوشش کی کہ اوسکی بابت دعوی راج ناقابل التقسیم کے رتبہ کا کیا۔ صلحنامہ
۱۰ جنوری ۱۸۵۵ء مین تذکرہ ریاست کا بطور جایداد مشترکہ کل ہر سہ مالکان کے ہوا ہے جنمین سے
سب سے بڑا گدی نشین مقرر ہوا تہا۔ اور وجہ اس صلحنامہ کے ہونیکی اس غرض سے
بیان کی جاتی ہے کہ بذریعہ انسداد تقسیم کے ریاست قایم رکہی جاوے۔ اوسوقت ہر سہ
مالکان بلا شبہہ مشترک تہے۔ یہہ ثابت نہین کیا گیا ہے کہ جون ۱۸۷۹ء تک جب دستاویز
نمبر ۱۶ تحریر ہوا تہا کوئی امر ایسا وقوع پذیر ہوا تہا جس سے حیثیت خاندان کی تبدیل
ہوگئی تہی۔ کچہہ ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ ہربردت و شنکردت ۱۸۷۹ء سے قبل
علیحدہ ہوگئے تہے اور یہہ امر کامل طور پر یقینی ہے کہ کورٹ آف وارڈس نے ۱۸۷۹ء مین
جایداد پر بطور جایداد مشترکہ ہر دو برادران کے قبضہ کیا تہا۔ اقرار نامہ جون ۱۸۷۹ء مین
شنکردت نے جسکا فایدہ دراصل یہہ ہوتا کہ اپنے بہائی کی ذمہ داریون سے اپنے آپ کو

علیحدہ کر لیتا بالتصریح یہہ ظاہر کیا ہے کہ ریاست پر وہ اور اوسکا بہائی مشترکاً قابض ہین اور یہہ بیان کیا ہے کہ کورٹ افوارڈس کے اہتمام کی یہہ غرض تہی کہ ریاست محفوظ رہے اپیلانٹ کیطرف سے اوسکے اس بیان پر جو اگے ہوا ہے کہ وہ اور اوسکا بہائی ہر شخص ایک نصف کے مالک ہین استدلال کیا گیا ہے۔ لیکن صاف طور پر وہ بیان نہ بغرض اظہار کسی علیحدگی کے ہوا ہے بلکہ بغرض توضیح اس امر کے ہوا ہے کہ بجز اوس صورت کے کہ وہ اپنی حقیت واقعہ ریاست کو اہتمام کورٹ افوارڈس مین رکہنے کی درخواست مین شریک ہو کوئی جزو جایداد کا جو فروخت کیا جاے اوسکی قیمت اچہی نہ آویگی - ظاہرا اون دونون بہائیونکی حیثیت مین کورٹ افوارڈس کے اہتمام دہ سالہ مین کچہہ تبدیلی نہین ہوئی تہی اور بالاخر اقرارنامہ ۱۷ ارجون ۱۸۸۹ء مین اونہون نے یہہ اقرار کیا ہے کہ وہ مالک حصہ مساوی کل ریاست کے بطور جایداد ہنود کے ہین - جس زبانی شہادت ہماری توجہ مایل کی گئی ہے وہ صرف شہادت ایک شخص مسمی اننند کشور ملازم قدیم خاندان کے ہے جسکو دوسری اجرا ڈگری کے مقدمہ مین راجہ شنکر دت نے دابسطے عدم ثبوت بیان علیحدگی اور تقسیم فیمابین اپنی اور اپنے بہائی کے طلب کیا تہا - یہہ کہتے مین تعجب آتا ہے کہ اپیلانٹ نے اسمقدمہ کی مسل مین نقل اظہار اوس گواہ کی جو دوسرے مقدمہ مین ایک اپیل اپنڈ بنام راجہ شنکر دت وغیرہ کس دیگر داخل کی ہے اور اسمقدمہ مین شہادت محض اننند کشور کو اسغرض سے طلب کرکے کہ وہ اوس بیان کو ثابت کرے اور رسپانڈنٹ کیطرف سے اوس سے سوالات جرح کیا وین قرار دیا ہے لیکن عدالت ابتدائی مین یہہ اعتراض ہوا ہے کہ نقل اظہار کی تعین دیکہی جا سکتی ہے کیونکہ گواہ زندہ ہے اوسکا یہہ جواب کافی ہے کہ یہہ فعل خود اپیلانٹ کا ہے کہ وہ نقل اظہار کے مسل میں داخل کی گئی ہے اور اسمقدمہ کی شہادت بنائی گئی - اننند کشور کے اس بیان کی نسبت ہم اس سے زیادہ کچہہ کہنا نہین چاہتے ہین کہ اس سے فیمابین بہائیون کے خیال علیحدگی کا ثابت نہین ہوتا ہے

بدین وجوہ ہماری یہہ راے ہے کہ اپیلانٹ جسپر بار ثبوت تہا کوئی علیحدگی باہم برادران پر تیرودت شنکر دت کے ثابت کرنے مین قاصر رہا ہے اور ہم تجویز کرتے ہین کہ کوئی علیحدگی نہین ہوئی

نظر بران گواہون مذکور وجوہ کی بنا پر جنمین جو عدالت ماتحت نے تجویز کئے ہین ہم یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین -

---

صفحہ ۶۱

رائے بریلی استصواب بموجب ایکٹ ۱۸۷۹ء دفعہ ۴۹ منفصلہ ۲۵ جنوری ۱۸۹۶ء
ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۹ء (ایکٹ اسٹامپ ہند) دفعہ ۳ دفعہ ماتحتی (۴) ضمن
(ب) اسٹامپ تمسک - پرامیسری نوٹ -

تجویز ہوئی کہ جس دستاویز کی رو سے مقرنے اوس شخص کو جسکا نام اوسمین درج تھا اقرار اداکرنے کچھ روپیہ معہ سود کا کیا تھا حسب منشا ضمن (ب) دفعہ ماتحتی ۴ دفعہ ۳ - ایکٹ ۱۸۷۹ء کے محض اسوجہ سے متعدد فوکاوہ نہین ہے کہ اوسکی پیشانی پر کاتب دستاویز نے یہ بیان لکھ دیا تھا کہ دستاویز صحیح ہے اور بقلم اوسکے لکھی گئی ہے -

یہ استصواب بموجب دفعہ ۴۹ - ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۹ء بذریعہ ضلع جج رائے بریلی معرفت پرتاب گڈہ نے بابت اس امر کے کیا تھا کہ آیا فلان دستاویز پر اسٹامپ تمسک کا حسب منشا ضمن (ب) دفعہ ماتحتی (۴) دفعہ ۳ - ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۹ء ہونا چاہئیے یا نہونا چاہئیے - مضامین دستاویز مذکور کے حسب ذیل ہین - دستخط سرنی

ساہو رام ادہین نند لعل ساکن موضع بجہیا تعلقہ سی صیف آباد پرگنہ بیلکہر تحصیل سی ضلع پرتاب گڈہ کو رام رام ہووے - یہ منشیر آپکو راضی رکھے - اسکے مین رقعہ نقد ادی ۵ روپیہ کا بابت لگایا اپنے حساب کے لکھے دیتا ہون جسکے بلا عذر و اعتراض اگہن بدی (۵) بندرس سنہ ۱۲۹۶ فصلی کو معہ سود بشرح ایک روپیہ فیصدی ادا کرنیکا اقرار کرتا ہون اور عذر نکرونگا -

ستی مالگہ سدی دوج سنہ ۱۲۹۵ فصلی بقلم جمنالال رام گنج (والیکا)

العبد
دستخط رمن اہیر
رقعہ لکہا سو صحیح

۵ روپے لیا سو صحیح بقلم جمنا لعل رام گنج (والے کا)
علامت رمن کی ظاہر ہے -

اس استصواب پر عدالت (ایچ صاحب چیف جسٹس و محمود صاحب جسٹس و ناکس صاحب جسٹس) نے حکم ذیل صادر کیا -

مقدمہ مندرجہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۱۵۸ - اسمقدمہ کے واقعات سے متعلق نہین ہوتا ہے - ہماری رائے مین دستاویز اسمقدمہ کی حسب منشار

ضمن (ب) دفعہ ماتحتی (۴) دفعہ ۳- ایکٹ نمبر ا ۱۸۷۹ء کی مصدقہ گواہ نہیں ہے- جو شے تصدیق کہی جاتی ہے وہ محض ایک بیان تحریری کاتب دستاویز کا یہ ہے کہ دستاویز صحیح ہے اور بقلم اوسکے لکھی گئی ہے - لہٰذا ہم جواب اوس امر کا جسکی بابت ہمسے استصواب ہوا ہے یہ لکھکر دیتے ہین کہ دستاویز زیر بحث بطور تمسک کے متصور نہین ہوسکتی ہے جیسا کہ اوسکی تعریف ضمن (ب) دفعہ ماتحتی (۴) دفعہ ۳- ایکٹ نمبر ا ۱۸۷۹ء مین ہوئی ہے -

---

درخواست متفرقہ بمقدمہ اپیل دوم نمبر ۸۷۵ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۲ جون ۱۸۹۳ء

واجد علی شاہ (سایل) بنام نول کشور (فریق ثانی)

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۶۲۳ و ۶۲۵ و ۵۴۱- تجویز ثانی- درخواست تجویز ثانی کے ساتھ نقل اوس تجویز یا ڈگری یا حکم کی ہونا چاہیئے جسکی تجویز ثانی مطلوب ہے- ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء ایکٹ میعاد سماعت ہند دفعہ ۱۲

یہ ضرور نہین ہے کہ درخواست تجویز ثانی کے ساتھ اوس ڈگری یا حکم یا فیصلہ کی نقل ہونی چاہیئے جسکی تجویز ثانی مطلوب ہے-

یہ استصواب اجلاس کامل سے ایج صاحب چیف جسٹس اور ایکمین صاحب جسٹس نے اس امر کی بابت کیا تھا کہ آیا درخواست تجویز ثانی کے ساتھ خواہ مخواہ نقل اوس ڈگری یا حکم کی اور اگر عدالت اوسے درگذر نکرے تو نقل اوس فیصلہ کی جسکی تجویز ثانی مطلوب ہے ہونی چاہیئے یا نہین-

اپیل دوم (نمبر ۸۷۵ ۱۸۹۱ء) ہائیکورٹ سے بربنا رمیعاد سماعت کے ڈسمس ہوئی تھی اور جب ایپلانٹ (سایل) نے درخواست تجویز ثانی کرنے بنا راضی فیصلہ مشعر ڈسمسی اپنی اپیل کے گذرانی تو وکیل رسپانڈنٹ نے یہ عذر کیا کہ درخواست تجویز ثانی کے ساتھ نقل اوس ڈگری یا فیصلہ کی جسکی تجویز ثانی مطلوب ہے نہین ہے اونکی حجت ہے کہ اونمین سے ایک کی نقل بموجب دفعہ ۶۲۵ جسکے ساتھ دفعہ ۵۴۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی پڑھنی چاہیئے اور ضمناً بموجب دفعہ ۱۲- ایکٹ میعاد سماعت ہند کے ضرور ہونی چاہیئے- بدینوجہ یہ استصواب حسب متذکرہ بالا ہے -

سیمین منجانب اپیلانٹ بلدیو رام منجانب فریق ثانی

ایچ صاحب چیف جسٹس - جو امر اس مقدمہ مین اجلاس کامل سے سپرد ہوا ہے
یہ ہے - کیا واسطے جواز درخواست تجویز ثانی فیصلہ بمقتضیہ دفعہ ۶۲۳ مجموعہ ضابطہ
دیوانی کے یہ ضرور ہے کہ درخواست مذکور کے ساتھ نقل ڈگری یا حکم کے موجب سے
وہ متعلق ہے اور اگر عدالت اوس سے درگذر نکرے تو نقل فیصلہ کی بھی ہو - جس دفعہ
کی بنیاد پر یہ حجت کی گئی ہے کہ درخواست تجویز ثانی فیصلہ کے ساتھ نقل اوس ڈگری
یا حکم کی اور اگر عدالت اوس سے درگذر نکرے تو نقل اوس فیصلہ کی ہونی چاہیے
وہ دفعہ ۶۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا ہے - دفعہ مذکور حسب ذیل ہے - قواعد جو اس
مجموعہ مین درباب طریقہ اپیل کرنیکے پہلے بیان ہو چکے ہین وہ بہ تبدیل الفاظ تبدیل طلب
درخواست ہائے تجویز ثانی سے بھی متعلق ہو سکینگے - حجت یہ ہوئی ہے کہ الفاظ طریقہ
اپیل کرنیکے مستعملہ دفعہ مذکور سے اپیلون کے کرنیکا طریقہ مراد ہے اور لفظ طریقہ
موقوعہ دفعہ ۶۲۵ اوس منشا پر محدود نہین ہے کہ جس منشا مین لفظ طریقہ دفعہ ۵۴۱ مجموعہ
ضابطہ دیوانی مین مستعمل ہوا ہے - فقرہ اول دفعہ ۵۴۱ مین یہ حکم ہوا ہے کہ اپیل
بطور یادداشت تحریری کے جسکو اپیلانٹ داخل کریگا کیجاویگی اور اوسکے ساتھ
نقل ڈگری جسکی ناراضی سے اپیل ہوا اور (اگر عدالت اپیل اس سے درگذر نکرے تو)
نقل فیصلہ کی جسپر وہ مبنی ہے داخل کرنی چاہیے -

جس حجت کا ہم ذکر کر رہے اوسکی تائید بحوالہ چند فیصلجات کے جو بلحاظ
تاریخ کے قبل نفاذ ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۵۹ء کے ہین اور بحوالہ قواعد ہائیکورٹ کلکتہ
اور بحوالہ فیصلہ مسٹر جسٹس ویسٹ صاحب بمقدمہ اندارجی ایدلجی گولکھا بنام مانک جی ایدلجی
(انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۴۱۴) کے کی گئی ہے جسکی نسبت یہ تحریر
کیجا سکتی ہے کہ ذیعلم جج نے اپنے فیصلہ کی کوئی وجوہ تحریر نہین کئے اور بحوالہ
دفعہ ۱۲ - ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۱ء کی تائید کی گئی ہے -

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اگر واضعان قوانین کا یہ مقصود ہوتا کہ درخواست
تجویز ثانی کی نہ محض بطور یادداشت ہی کے ہوگی کہ جسمین مختصر اور جداگانہ مدات وجوہ درخواست
درج ہونا چاہیے بلکہ اوسکے ساتھ نقل ڈگری یا حکم یا فیصلہ کی بھی داخل ہونی چاہیے

تو واضعان قوانین بعبارت صاف وصریح ایسا ہی کہتے - مجھے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ قواعد صرف وتحویز بہی لحاظ کرکے دفعہ ۶۲۵ کی بہی یہی منشا ہے کہ گویا اوسکی عبارت حسب ذیل قایم کی گئی ہے - قواعد جو اس مجموعہ مین درباب طریقہ اپیل کرنیکے پہلے بیان ہوچکے ہین وہ بہ تبدیل الفاظ تبدیل طلب درخواستہاے تجویز ثانی سے بہی متعلق ہونگے - جو طریقہ اپیلون کے کرنیکا دفعہ ۶۲۵ مین مذکور ہوا ہے اوس سے میری سمجھ مین وہ طریقہ مراد ہے کہ جس طریقہ سے اپیل کیجا سکتی ہین سمندا اگر ہم دفعہ ۵۴۱ پر غور کرکے نظر کرتے ہین تو ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اپیل بشکل یادداشت تحریری ہونگے جو اپیلانٹ داخل کریگا - جو دستاویزات قانوناً یادداشت تحریری کے ساتھہ داخل ہونگی وہ اوس شکل مین داخل نہین ہین کہ جس شکل سے اپیل داخل ہونا چاہئے جیساکہ دفعہ ۵۴۱ کے پڑہنے سے صاف نظر آتا ہے - اوس دفعہ مین وہ شکل معین ہے کہ جس شکل سے اپیل ہوتا ہے اور یہہ حکم ہے کہ اپیل کے ساتھہ چند دستاویز داخل ہونا چاہئے -

اگر مدار اس امر کا تنہا دفعہ ۶۲۵ اور ۵۴۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تعبیر اور مقابلہ پر ہے تو مجھکو کچھہ شبہہ نہین ہے کہ جو کچھہ اقتضاے دفعہ ۶۲۵ کا ہے وہ کل یہہ ہے کہ یادداشت تحریری سایل ایسا داخل کرے جسمین مراتب ہمشکل اون مراتب کے شامل ہون جو بصورت یادداشت اپیل ضروری ہوتے ہین - میرے شبہہ اور مین یقین کرتا ہون کہ بعض میرے بہائی ججون کے شبہہ کا باعث کوئی امر ایسا نہین ہوا ہے جو مجموعہ ضابطہ دیوانی مین پایا جاتا ہے بلکہ بوجہ ایک دفعہ کے پیدا ہوا ہے جو ایک ایکٹ جداگانہ مین شامل ہے - مین دفعہ ۱۲ - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کا ذکر کرتا ہون - مسٹر بلدیو رام کی اوس بحث نے جو دفعہ ۱۲ - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء پر مبنی ہے مجہہ پر بہت اثر کیا ہے - اونکی یہہ بحث ہے کہ چونکہ اوس دفعہ مین یہہ حکم ہے کہ وقت ضروری حصول نقل ڈگری یا حکم یا نقل فیصلہ کا اوس میعاد سماعت کے حساب سے خارج کیا جاویگا جو واسطے اپیل یا درخواست تجویز ثانی فیصلہ کے معین ہے اس سے یہہ نتیجہ ہے کہ ایسی نقول بدرجہ مساوی بغرض داخل کرنے درخواست تجویز ثانی فیصلہ کے ضروری ہین جیساکہ بغرض داخل کرنے اپیل کے ضروری ہے

لیکن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہم دفعہ ۶۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی تعبیر ازروے فقرہ
دوم وسیوم دفعہ ۱۲ - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع کے کرین تو ہمکو ایسی ہی تعبیر کسی نہ کسی دفعہ
مرقومہ باب ۳۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قایم کرنا پڑیگی اور یہہ تجویز کرنا پڑیگا کہ جب
کوئی درخواست منسوخی فیصلہ ثالثی کے کیجاوے تو اوسکے ساتھہ نقل فیصلہ ثالثی کی داخل ہونا چاہیئے
کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ ازروے فقرہ چہارم دفعہ ۱۲ - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع کے
جو میعاد سماعت واسطے داخل کرنے درخواست منسوخی فیصلہ ثالثی کے معین ہے
اوسمین سے زمانہ ضروری حصول نقل فیصلہ ثالثی کا خارج کردیا گیا ہے - جہانتک ہم
دیکھتے ہین باب ۳۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے یہہ ایما
ہوتا ہو کہ واسطے پیش درخواست منسوخی فیصلہ ثالثی کے یہہ ضرور ہے کہ نقل فیصلہ ثالثی کے ہمراہ
درخواست کے یا جوقت درخواست کیجاوے اوسوقت داخل ہونا چاہیئے -

ممکن ہے کہ فقرہ دوم وسیوم وچہارم دفعہ ۱۲ - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع
جہانتک درخواستہاے تجویز ثانی فیصلہ ومنسوخی فیصلہ ثالثی کو تعلق ہے اون مقدمات
مین کارآمد ہونیکے لئے موضوع ہوے تھے کہ جنمین کوئی شخص اہل غرض بذریعہ معاینہ
نقل ڈگری یا حکم یا فیصلہ کے بصحت اپنے آپکو اس امر سے مطلع کرنا چاہتا ہے
کہ دراصل اوسکے مضامین کیا ہین اور کوئی قانونی یا دیگر عذرات اوسکی بابت
کیا ہوسکتے ہین - ممکن ہے کہ واضعان قوانین کا یہہ مقصود ہو کہ لوگ ایسے حالات مین
بوجہ قانون میعاد سماعت کے مجبوراً درخواست تجویز ثانی فیصلہ یا درخواست منسوخی
فیصلہ ثالثی کے داخل کرنے مین عجلت نکرین تاوقتیکہ اونکو پورا موقع اوس ڈگری
یا حکم یا فیصلہ کے مضامین پر غور کرنیکا نہ ملجاوے -

مین پورے طور پر اس امر کو تسلیم کرتا ہون کہ جہانتک ممکن ہو قوانین کی
تعبیر اسطرحپر ہونی چاہیئے کہ موافقت پیدا ہو نہ کہ اختلاف لیکن اسمقدمہ مین یہہ تجویز
کردینے سے کہ درخواست تجویز ثانی فیصلہ کے ساتھہ بموجب دفعہ ۶۲۵ مجموعہ ضابطہ
دیوانی کے نقل ڈگری یا حکم یا فیصلہ تجویز ثانی طلب کے داخل ہونیکی ضروری نہین ہے
کوئی اختلاف کا نتیجہ پیدا نہوگا - درخواستہاے تجویز ثانی فیصلہ مین عدالت ہذا
کا یہہ عملدرآمد کبھی نہین رہا ہے کہ سایل سے نقل ڈگری یا حکم یا فیصلہ کی داخل کرائی جاوے

از روے قواعد عدالت ہذا کے اونکو جہانتک تعلق ہے درخواست تجویز ثانی
فیصلہ کے ساتھہ نقل کسی ڈگری یا حکم یا فیصلہ کی داخل کرنا ضروری نہین ہے۔ میرا جواب
بہ نسبت استصواب کے جو اجلاس کامل سے ہوا ہے یہ ہے کہ درخواست تجویز ثانی
پورے طور پر جایز ہے اگرچہ اوسکے ساتھہ نقل ڈگری یا حکم یا فیصلہ کی جسکی تجویز ثانی
مطلوب ہے شامل نہین ہے۔

ٹرل صاحب جسٹس۔ مین بالکل اتفاق کرتا ہون اکثر مقدمات درخواستہاے
تجویز ثانی فیصلہ حکم یا ڈگری مین نقول فیصلہ یا حکم یا ڈگری کے واسطے اغراض درخواست
مذکور کے فضول اور غیر ضروری ہونگے کیونکہ معمولی طور پر مسل اوسی عدالت کے
دفتر خانہ مین رہتی ہے جس سے درخواست تجویز ثانی کی کیجاتی ہے۔ ایسے نقول کا
داخل کرنا غیر ضروری اور اسوجہ سے بیجا بار نہ صرف متخاصمین پر ڈالنا ہے۔ مین ذیعلم
چیف جسٹس کے جواب سے جو استصواب کا ہے اتفاق کرتا ہون۔

ناکس صاحب جسٹس۔ مین ذیعلم چیف جسٹس کے جواب سے جو استصواب کا ہے
اور اون وجوہ سے جو معزی الیہ نے اوس جواب کے تحریر کیے ہین اتفاق کرتا ہون

بلیر صاحب جسٹس۔ مین ذیعلم چیف جسٹس کے جواب سے جو استصواب
کا ہے اور اون وجوہ سے جو معزی الیہ نے تحریر کیے ہین اتفاق کرتا ہون۔

برکٹ صاحب جسٹس۔ جو تعبیر ذیعلم چیف جسٹس نے دفعات ۶۲۵ پر ۵۴۱
مجموعہ ضابطہ دیوانی کو اوسکے ساتھہ پڑھکر قایم کی ہے اور جو وجوہ اوس نتیجہ کے جو معزی الیہ
نے اخذ کیا ہے تحریر کیے ہین اوسے مین اتفاق کرتا ہون میری راے مین دفعہ
۶۲۵ سے دفعہ ۵۴۱ اوسکے ساتھہ پڑھکر یہ نتیجہ اخذ نہین ہوسکتا ہے کہ کسی اہل مقدمہ پر
بار حاصل کرنے نقل اوس ڈگری یا حکم یا فیصلہ کی جسکی تجویز ثانی وہ کرنا چاہتا ہے
اور اوسکے حصول کی بابت خرچہ ادا کرنیکا ڈالا گیا ہے۔ بحالت نہ ہونے کسی ایسے
ٹھیک حکم قانونی کے مجھے کوئی وجہ نظر نہین آتی ہے کہ کیون عدالت ہذا سایل
تجویز ثانی پر بار حاصل کرنے نقل اوس ڈگری یا حکم یا فیصلہ کا جسکی تجویز ثانی وہ
کرنا چاہتا ہے ڈالیگی جسکے نسبت مین کہہ سکتا ہون کہ وہ بہت سے مقدمات مین
فضول ہوگا کیونکہ مسل اوسی عدالت مین ہوگی جسکے حکم کی تجویز ثانی مطلوب ہے۔

مین حکم مجوزہ ذیعلم چیف جسٹس سے اتفاق کرتا ہون۔

انیکمین صاحب جسٹس۔ مسٹر بلدیو رام جس امر کی حجت کرتے ہین کہ ہم دفعہ ۶۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی تعبیر قایم کرین اوسکی تاثیر یہہ ہوگی کہ جسکو ہم عملدرآمد طے یافتہ بہت سہل کا سمجھتے ہین وہ تبدیل ہوجاویگا فریقین پر خرچہ مزید پڑیگا جیسا کہ ہمارے بہائی نرل صاحب نے بتلایا ہے جسکا کوئی مساوی فایدہ نہوگا کیونکہ جس عدالت مین وہ درخواست طے کرنا ہوتی ہے اوسی کی حراست مین وہ مسل بہت سے مقدمات مین ہوتی ہے۔ مین اوس دفعہ پر ایسی تعبیر قایم کرنیکو رضامند نہین ہونگا جس سے ایسے نتایج پیدا ہون بجزاوس صورت کے کہ مجھکو صاف طور پر یہہ معلوم ہو کہ منشا واضعان قوانین کا ایسا ہی ہے۔ مجھکو یہہ اطمینان نہین ہے کہ واضعان قوانین کے ذہن مین یہی منشا اوسوقت تھا جب اونہون نے دفعہ ۶۲۵ کو موضوع کیا تھا۔ مین ذیعلم چیف جسٹس اور اپنے بہائی ججون سے اتفاق کرتا ہون۔

صفحہ انگریزی ۴۳ الہ آباد اپیل اول احکام نمبر ۱۹۲ سنہ ۱۸۹۲ء منفصلہ ۶ جون سنہ ۱۸۹۳ء

گوپال داس (سایل) اپیلانٹ بنام بہاری لال (فریق ثانی) ریسپانڈنٹ

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۵۱ ضمن (د)۔ انسالونسی۔ کوئی اور فعل بدنیتی کا۔ ارتکاب فعل بدنیتی کا بسلسلہ استقرار انسالونسی نے قبل اپنی درخواست کے کیا ہو۔

عبارت کوئی اور فعل بدنیتی کا مستعملہ دفعہ ۳۵۱ ضمن (د) مجموعہ ضابطہ دیوانی سے ہر ایسا فعل بدنیتی کا مراد ہے جسکا دفعہ ۳۵۱ مین پہلے سے ذکر نہوا ہو اور جو صریحاً متعلق طریق عمل مدیون کے اون معاملات سے ہو جنکی وجہ سے ترغیب اوسکی درخواست انسالونسی کی ہوئی ہے اور ہر ایسا فعل بدنیتی کا اوس سے خارج ہوجاویگا جس سے اوسکو ذمہ داری موجودہ وقت یا قلبی اوسکے کسی داین کے عاید ہوئی ہو عام اس سے کہ وہ خاص داین وہ ہے جنکی ڈگری زیر اجرا ہے اور عام اس سے کہ وہ بدنیتی متعلق اوسی ذمہ داری کے ہے یا نہین کہ جسکے نتیجہ مین ڈگری ہوئی ہے باواجی بہکی بنام میرل ہلی اینڈ کو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۱۹) منظور۔ سلامت علی بنام متا ہان

(انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۲۲۳ سے اقتباس کیا گیا۔

یہ استصواب اجلاس کامل سے ٹرل صاحب جسٹس وبلیر صاحب جسٹس نے بہ نسبت اس امر کے کیا تہا کہ آیا کوئی طریق عمل فریقانہ مدیون ڈگری کا جسکی بابت وہ ڈگری حاصل ہوئی تہی ایسکی حالت مین جو بعد گرفتار ہوا تہا بمقابلہ مدیون ڈگری کے بموجب دفعہ ۳۵۱ ضمن (د) مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قابل لحاظ ہے یا نہین کیونکہ مدیون ڈگری نے بموجب دفعہ ۳۴۴ کے درخواست استقرار انسالونٹی کی کی ہے

واقعات مقدمہ کے فیصلہ عدالت مین کافی طور پر درج ہین۔

فتح چند و دتی لال منجانب اپیلانٹ سندر لال و ماد ہو پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

فیصلہ عدالت (ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس و ناکس صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس و ایکین صاحب جسٹس) ایج صاحب چیف جسٹس نے صادر کیا تہا۔

اسمقدمہ مین بہاریلعل نے ایک ڈگری بنام بابو گوپال داس کے اوسکی ٹرسٹی کی حیثیت سے حاصل کی تہی۔ نامبردہ از روے ڈگری صیغہ اپیل مقدمہ کے خرچہ کا بہی مستحق ہے۔ بہاریلعل اوس ڈگری کے جاری کرانیمین مصروف ہوا۔ اوس ڈگری کے اجرا مین بابو گوپال داس گرفتار ہوا تہا۔ بابو گوپال داس نے بموجب دفعہ ۳۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے درخواست استقرار انسالونٹ کی گذرانی تہی۔ عدالت نے بدنیتی اور فریب پر جو درباره معاملہ تصرف بیجا سرمایہ امانت کے جسکی بابت ڈگری حاصل کی گئی تہی لحاظ کرکے بابو گوپال داس کو انسالونٹ قرار دینے سے انکار کیا۔ اوس حکم کی ناراضی سے بابو گوپال داس نے عدالت ہذا مین اپیل کیا ہے۔

یہ حجت ہوئی ہے کہ عدالت کو بموجب دفعہ ۳۵۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے درخواست بابو گوپال داس کی نامنظور کرنا مناسب تہا اور واسطے اعتراض دفعہ مذکور کے عدالت اس امر پر لحاظ نہین کرسکتی تہی کہ وہ کیا حالات ہین جسکی وجہ سے ذمہ داری عاید ہوئی تہی کہ جسکے انجام مین ڈگری زیر اجرا ظہور پذیر ہوئی ہے بتائید اوس حجت کے مسٹر فتح چند نے منجانب اپیلانٹ کے مقدمات بمعاملہ ایک قیدی جیلخانہ کلان (انڈین خواست جلد ا صفحہ ۸) بمعاملہ شیو پرشاد (انڈین جورست جلد ۲ صفحہ ۹۰) بمعاملہ کہیتی داس (بنگال لارپورٹ جلد ۳ ضمیمہ صفحہ ۱۴) بجٹل بنام لائڈ (بنگال لارپورٹ جلد ۱۲ ضمیمہ صفحہ ۱۲) اور اسمتہ بنام

باگس (بنگال لارپورٹ جلد ۵ ضمیمہ صفحہ ۲۲) بمعاملہ گوردا س بوس (بنگال لارپورٹ جلد ۶ ضمیمہ صفحہ ۳۲) اور سلامت علی بنام منیا بن (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۴۷) پیش کئے ہین اور اونہون نے ہمکو حوالہ مقدمہ باواجی بیکلی بنام پرسس لسلی اینڈ کو (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۱۹) پر بطور مخالف اپنی حجت کے کیا ہے۔

مقدمات بنگال شرقی کے جس مقدمات کا حوالہ ہوا ہے اونمین سے چند مقدمات کے طے کرنیکے لئے یہہ دریافت کرنا مشکل ہے کہ آیا ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء ہی وہ ایکٹ ہے یا نہین کہ جو اوسنے متعلق تہا۔ اونمین سے بعض مین معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ ۲۸۱۔ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء وہ دفعہ ہے جسپر فیصلہ مبنی کیا گیا تہا۔ اونمین سے کوئی مقدمہ باعتبار تعبیر دفعہ ۲۵۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی حال کے فیصل نہین ہوا تہا۔ ایک فیصلہ باعتبار تعبیر دفعہ ۲۸۱۔ ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۵۹ء کے ہے لیکن ہماری راے مین وہ فیصلہ تعبیر دفعہ ۲۵۱ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء سے متعلق نہین ہو سکتا ہے۔ ان دو دفعات کی غرض بالضرور مختلف ہے اور اون دفعات مین سے جو حکم ایک دفعہ کے رو سے صادر ہوا اوسکی تاثیر اوس حکم کی تاثیر سے مختلف ہے جو دوسری دفعہ کے رو سے صادر ہوا ہو۔ الفاظ حکمی دفعہ ۲۸۱۔ <u>ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۵۹ء کے جہانتک</u> اون مقدمات کو تعلق ہے وہ الفاظ مین جنکے رو سے مدعی یہہ ثبوت دے سکتا ہے کہ مدعا علیہ نے بغرض حصول اپنی رہائی بلا ادا کرنے ڈگری کے عمداً جایداد کو یا اپنے حق و استحقاق واقعہ جایداد مذکور کو چھپایا ہے یا فریباً جایداد کو منتقل کر دیا ہے یا ٹال دیا ہے یا کوئی اور فعل بدنیتی کا ارتکاب کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ منشاء دفعہ مذکور مین داخل ہونیکے لئے کوئی اور فعل بدنیتی کا ہونا ضرور ہے جسکا ارتکاب مدعا علیہ کا کرنا بغرض حصول اپنی رہائی بلا ادا ے ڈگری کے کیا ہو ہے۔

اوس مقدمہ مین رہائی سے مراد رہائی جیلخانہ سے تہی اور نہ قرضہ سے۔ از روے دفعہ ۲۸۱۔ ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۵۹ء کے صرف اوسی امر نزاعی کا تصفیہ ہوتا ہے جو درمیان اوس قرضخواہ کے جو اپنی مدیون کو گرفتار کراتا ہے اور اوس خاص مدیون کے ہو جو گرفتار ہوا ہے حالانکہ دفعہ ۲۵۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی اوس حکم سے متعلق ہوتا ہے جو بر طبق درخواست استقرار النا لونٹ مدیون ڈگری کے صادر ہونیوالا ہوتا ہے کہ جو استقرار بشرطیکہ صادر ہو نہ صرف اوس قرضخواہ پر موثر ہوگا کہ جسنے اپنی ڈگری بمقابلہ ذات یا جایداد

مدیون ڈگری جاری کرائی ہے بلکہ کل قرضخواہان مندرجہ فہرست پر موثر ہوگا۔ دفعہ ۳۵۱ - ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء اپنی مضامین مین دفعہ ۲۸۱ - ایکٹ نمبر ۸ ۱۸۵۹ء سے بالضرور مختلف ہے: - یہہ سچ ہے کہ امور تحقیقات طلب مندرجہ ضمن (ب) دفعہ ۳۵۱ جایداد کے ایسے مخفی کرنے یا منتقل یا علیحدہ کرنے سے محدود ہین جو بعد ارجاع اوس نالش کے جسمین ڈگری زیر اجرا صادر ہوئی تھی بہ نیت ضرر کرنے روپیہ قرضخواہون کے کئے گئے ہون - ضمن (ج) دفعہ ۳۵۱ - اون امور سے متعلق ہے جو قبل یا بعد ارجاع اوس نالش کے ہوئی ہون جسمین ڈگری زیر اجرا صادر ہوئی تھی اور دراصل اوسکے رو سے اختیار اون امور کے تحقیقات کیجانیکا دیا گیا ہے جو درخواست استقرار انسالونٹ سے پہلے کئے ہین - بہرکیف یہہ حجت ہوئی ہے کہ اور فعل بدنیتی کا درخواست استقرار انسالونٹ مین یا اوسکے دوران مین ہوا ہو - ہماری راے مین ضمن (د) مین کوئی امر ایسا نہین ہے جسکے رو سے حیطہ تحقیقات کا اسطرح محدود ہو - اگر مدیون ڈگری کی یہہ حجت صحیح ہے تو یہہ عام الفاظ کوئی اور فعل بدنیتی نسبت معاملہ درخواست مندرجہ ضمن (د) کی تعبیر بطور ہم حیثیت الفاظ موقوعہ ضمن (ب) اور (ج) کے نہین ہوسکتی ہے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور فعل بدنیتی سے جسکا ذکر ضمن (د) مین ہوا ہے مراد ہر ایسا بدنیتی کا فعل ہے جسکا ذکر دفعہ ۳۵۱ مین پہلے سے نہ ہوچکا ہو اور جسکو تعلق مدیون کے اوس طریق عمل سے ہے جو اوس معاملہ مین ہو جس سے اوسکو اوسکی درخواست انسالونسی کی ترغیب ہوئی ہے اور کوئی فعل بدنیتی کا اوس سے خارج نہین ہے جس سے اوسپر ذمہ داری موجودہ اوسکی قرضخواہون مین سے کسی قرضخواہ کی عاید ہوئی ہے عام اس سے کہ وہ تمامی قرضخواہ وہ قرضخواہ نہین ہے جسکی ڈگری زیر اجرا ہے اور عام اس سے کہ وہ بدنیتی اوس خاص ذمہ داری سے متعلق ہو یا نہو کہ جسکے نتیجہ مین وہ ڈگری ہوئی ہے - ہماری راے مین ہائیکورٹ مدراس نے بمقدمہ باواجی بیکی بنام پرسیل نسلی اینڈ کو (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۵۹) بہ نسبت تعبیر ضمن (د) دفعہ ۳۵۱ کے یہہ صحیح تجویز کی ہے کہ معاملہ درخواست مین انسالونسی اور کل واقعات اور حالات شامل ہین جو واسطے توضیح انسالونسی کے اہم ہین - یہہ راے مغایر فیصلہ عدالت ہذا مقدمہ سلامت علی بنام منینا ہان (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد

جلد ۴ صفحہ ۲۳۷) کے ہے۔ یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ اوس مقدمہ مین عدالت ہذا پر بجا دینہ واقعاتی موثر ہوئی تہین۔

بدین اظہار راے اوس بنچ کو اختیار طے کرنے اپیل کا دیا جاویگا جسنے اس امر کا استصواب کیا تہا۔

علیگڈہ نگرانی دیوانی نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۴ء منفصلہ ۲۴ جولائی سنہ ۱۸۹۴ء صفحہ انگریزی ۴۲

سبہا جیت (سایل) بنام سری گوپال (فریق ثانی)

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۳۵ و ۲۴۴ و ۲ - اجرای ڈگری - درخواست بازیافت دخل منجانب مرتہن منفعتی کے جسکو خریدار نیلام نے بیدخل کر دیا تہا۔

نالش نیلام بربنار رہن مین مدعی نے ڈگری حاصل کرکے اوسکو منتقل کر دیا اور منتقل الیہ نے جایداد ڈگری شدہ کو نیلام کرایا اور خود خرید کیا اور دخل حاصل کیا۔ جایداد کے مرتہن منفعتی نے جو فریق نالش تہا اور جسکے حق مین ایک ڈگری تہی کہ اوسکے رو سے اوسکا استحقاق قابض رہنے کا ظاہر کر دیا گیا تہا درخواست بازیافت دخل کی کی تہی اور جسکو بحکم یحق اپنے حاصل کیا۔ اوسکے بعد منتقل الیہ اور خریدار نیلام نے درخواست نگرانی واسطے منسوخ کرانے حکم متعلق بحالی دخل مرتہن منفعتی کے کی۔

تجویز ہوئی کہ حکم متنازعہ ایسا حکم ہے جو مناسب طور پر بموجب دفعہ ۳۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر ہو سکتا ہے اور چونکہ نا قابل اپیل ہے اوسکی نارامنی درخواست نگرانی ہو سکتی ہے۔

خریدار نیلام حسب منشار دفعہ ۲۴۴ کے کسی فریق نالش کا قایمقام نہین ہے اور نہ مرتہن منفعتی حسب منشار دفعہ ۲۴۴ و ۳۳۵ کے مدیون ڈگری ہے بلکہ حسب منشار دفعہ ۳۳۵ کے ایک شخص علاوہ مدیون ڈگری کے ہے۔

یہہ استصواب اجلاس کامل سے نرل صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس نے کیا تہا۔

واقعات مقدمہ کافی طور پر فیصلہ عدالت مین درج ہین۔

رنڈ منجانب سایل جوگندر ناتہ و گوبند پرشاد منجانب فریق ثانی

تجویز عدالت (ایج صاحب جسٹس و ناکس صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس) ایج صاحب چیف جسٹس نے صادر کی تہی۔

یہہ درخواست بموجب دفعہ ۶۲۲ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے ہے۔ ڈگری دار مدعی کے

منتقل الیہ نے وہ جایداد نیلام کرائی جسکے نیلام ہونیکی ڈگری ہوئی اور خود خرید کی۔ اوسنے دخل حاصل کیا۔ اوسکے بعد ایک فریق نالش نے جسکی حق مین ڈگری اسی منشا سے تھی کہ اوسکے ویسے یہہ قرار پایا تھا کہ نیلام سے اوسکے حقوق پر کچھہ مضرت نہ ہوگی کہ جو حقوق مرتہن منفعتی بالقبض کے تھے عدالت اجراکنندہ ڈگری سے یہہ درخواست کی کہ اوسکو پھر دخل دلا دیا جاوے اور خریدار نیلام بیدخل کر دیا جاوے۔ عدالت نے حکم بحالی دخل مرتہن منفعتی بالقبض کا صادر کیا اور یہی وہ حکم ہے جسپر اس درخواست نگرانی مین اعتراض کیا جاتا ہے۔

یہہ عذر ہوا تھا کہ درخواست ہو نہین سکتی ہے کیونکہ یہہ حجت تھی کہ حکم متنازعہ ایک حکم مصدرہ حسب دفعہ ۲۴۴ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے ہے۔ دوسری حجت بتائید اس عذر کے یہہ تھی کہ اگر حکم مذکور بموجب دفعہ ۲۴۴ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے صادر ہوا ہے تو خریدار نیلام کو چارہ کار بذریعہ نالش اثبات اپنی استحقاق دخل کے حاصل ہے۔

بجانب دیگر یہہ حجت کی گئی تھی کہ حکم مذکور فی الواقع بموجب دفعہ ۳۳۵ کے صادر ہوا تھا لیکن ایسا ہے جو قانوناً اوس دفعہ کے بموجب صادر نہین ہو سکتا ہے کیونکہ حجت یہہ ہوئی تھی کہ مرتہن منفعتی ایسا شخص ہے جو تعریف مدیون ڈگری مین جیسا کہ اوس لفظ کا استعمال دفعہ ۳۳۵ مین ہوا ہے داخل ہو جاتا ہے۔ وہ حجت اوس سے بھی آگے بڑھائی گئی تھی اور یہہ بحث ہوئی تھی کہ اگرچہ عدالت کو اختیار سماعت صادر کرنے حکم مذکور کا بموجب دفعہ ۲۴۴ کے حاصل تھا تاہم حکم مذکور فی الواقع بموجب دفعہ ۳۳۵ کے صادر ہوا ہے لہذا یہہ درخواست نگرانی کی ہو سکتی ہے۔ منجانب سایل کے یہہ حجت ہوئی تھی کہ عدالت اپنا اختیار امتیازی بموجب دفعہ ۶۲۲ کے استعمال کریگی اگرچہ اپیلانٹ کو بموجب فقرہ اخیر دفعہ ۳۳۵ کے استحقاق نالش کا اوسکو عطا ہوا ہے۔

ہم عذر ابتدائی کی تجویز بلا دیکھنے مقدمہ کے اس غرض سے کہ یہہ دیکھین کہ کس دفعہ کے رو سے یہہ حکم قانوناً صادر ہو سکتا ہے نہین کر سکتے ہین۔ بہ نسبت اس حجت کے کہ یہہ مقدمہ ایسا ہے جس سے دفعہ ۲۴۴ متعلق ہے اوسکی تائید دو طرح کی حجت سے کی گئی تھی۔ ایک یہہ کہ دفعہ ۲۴۴ وہ دفعہ ہے جو اس مقدمہ سے متعلق ہے اور باعتبار سند مقدمہ متیا بنام ایاسامی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۵۰۴) کے جو حکم بابت کسی معاملہ متعلقہ دفعہ ۲۴۴ کے صادر ہو وہ حکم حسب مصدرہ ۲۴۴ کے ہے۔ ہمکو یہہ لکھنے کی ضرورت نہین ہے

دربارہ مین ہائیکورٹ مدراس کی رائے سے اتفاق کرتے ہین یا اختلاف کرتے ہین
فیصلہ اتفاق یا اختلاف کرنا ہمکو ضروری ہو تو ہم اپنا استحقاق دربارہ غور کرنے اوپر اس امر کے
ہم باقی رکھتے ہین کہ آیا حکم محکومہ دفعہ ۲۴۴ ایک حکم مقتضیہ دفعہ ۲۴۴ ہے یا نہین -
فریق جسکی رو سے یہ بحث ہوئی تھی کہ دفعہ ۲۴۴ متعلق ہے یہ ہے - یہ کہا گیا تھا
خریدار نیلام بحیثیت منتقل الیہ مدعی مقدمہ کے قایمقام فریق نالش کا ہے - اوسکا مخالف
مرتہن منفعتی بلاشبہہ فریق نالش ہے مرتہن منفعتی فریق تہا جسکے حق مین جہانتک اوسکو تعلق ہے
ڈگری صادر ہوئی تھی - عدالت ہذا سے یہ تجویز ہو چکی ہے اور یہ ایسا معاملہ ہے جسپر ہم سبکو
اتفاق ہے کہ خریدار نیلام بعلت ڈگری کے اوس حیثیت سے قایمقام کسی فریق کا یا قایمقام
اوس نالش کے کسی فریق کا نہین ہے جسمین ڈگری صادر ہوئی تھی اگرچہ اگر ایسا خریدار نیلام
منتقل الیہ حسب منشاء دفعہ ۲۳۲ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع کے ڈگری کا ہو تو بحیثیت اوس
منتقل الیہ کے وہ قایمقام ایک فریق نالش کا واسطے اغراض دفعہ ۲۴۴ مجموعہ کے ہوجاتا ہے
اس خاص معاملہ مین جواب ہمکو طے کرنا ہے خریدار تیلام محض بحیثیت خریدار نیلام کے ہے
اور مدعی یا ڈگریدار کی حیثیت مین نہین ہے - اوسنے جا یا بیجا دخل پالیا تھا اور اب وہ
دعوی بازیافت دخل کا نہ بطور ڈگریدار کے کرتا ہے کیونکہ اوس حیثیت سے اوسکو استحقاق
دخل حاصل نہین ہے بلکہ بحیثیت خریدار اوس نیلام کے دعویدار ہے جو ڈگری کی
علت مین ہوا تھا - یہ محض اتفاق ہے کہ وہی شخص جو منتقل الیہ ڈگری مدعی کا تھا خریدار نیلام
بھی ہے اور جہانتک حقوق خریدار نیلام کو اوس حیثیت سے تعلق ہے یہ تصور ہونا چاہئے کہ گویا
وہ اور منتقل الیہ ڈگری دو مختلف اشخاص ہین - ڈگری جاری کرائی گئی تہی - ہماری رائے مین خریدار نیلام
اوس حیثیت سے صرف ایسی حیثیت مین نہین ہے کہ جس سے وہ عدالت ہذا مین اسمعاملہ مین بطور
فریق یا قایمقام فریق نالش کے حاضر ہو سکے - وجہ اس امر کی کہ کیون ہم بہ نسبت فیصلہ ہائیکورٹ
مندرجہ بالا کی رائے ظاہر کرنیکی ضرورت نہین سمجھتے ہین یہ ہے کہ ہماری قانونی رائے کے اعتبار سے
اگرچہ مرتہن منفعتی فریق نالش تھا حسب منشاء دفعہ ۲۳۴ یا دفعہ ۲۳۵ کے مدیون ڈگری نہین ہے
مدیون ڈگری کی تعریف دفعہ ۲ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع مین ہوئی ہے اور یہ خاص مرتہن ایسا مدیون
نہین ہے جسکے خلاف کوئی ڈگری یا حکم متعلق اس معاملہ کے صادر ہوا ہو مندرجہ دفعہ ۲۳۴ کے اوس
تفصیل مین داخل نہین ہوتا ہے اور اوس قسم کے فریق کی تعریف مین آتا ہے جو عملاً وہ مدیون ڈگری

حسب دفعہ ۳۴۵ کے ہوتا ہے۔ ہماری راے مین عدالت ماتحت کو اختیار سماعت بنا بر درخواست مرتہن منفعتی اور صادر کرنے اوس حکم کا حاصل تھا جو عدالت موصوف نے بموجب دفعہ ۳۳۵۔ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے صادر کیا تھا۔

اس درخواست نگرانی کے لئے ایک عذر ابتدائی ہے جو نہین کیا گیا تھا اور ہم اس امر کی تجویز کرنیکی ضرورت سے سبکدوش ہو جاتے ہین کہ آیا کوئی نالش اثر پذیر دربارہ تعبیر کرایا نے اوس ڈگری کے جسکی علت مین نیلام ہوا تھا بلحاظ حالات اس مقدمہ کے اور اس امر کے کہ خریدار نیلام نے اوس حیثیت سے ایسا استحقاق حاصل کیا ہے جو اوسکو بوقت نیلام بعلت ڈگری کے حاصل ہوا تھا اور اوسکو کوئی دوسرا استحقاق جو اوسکو بطور منتقل الیہ ڈگری کے حاصل ہوا تھا اور بلحاظ اس امر کے کہ مرتہن منفعتی فریق ڈگری کا تھا بجانب کسی ایک فریق بنام دوسرے فریق کے بموجب فقرہ اخیر دفعہ ۲۴۴ بہ نسبت اوس حکم عدالت کے جو منشاء درخواست ہذا ہے دایر ہو سکتی ہے یا نہین اور اسوجہ سے ہم اس امر کی تجویز کرنیسے سبکدوش ہو گئے ہین کہ آیا یہ مقدمہ ایسا ہے جسمین ہمکو اپنا اختیار انتہائی بوجہ اسکے کہ سایل کو استحقاق نالش حاصل ہے استعمال کرنا چاہئے یا نہین۔

عذر ابتدائی یہ ہے کہ درخواست کسی نظر سے دفعہ ۶۲۲۔ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء مین داخل نہین ہوتی ہے عدالت ماتحت نے اوس اختیار سماعت کو استعمال کیا تھا جو اوسکو حاصل تھا۔ عدالت موصوف نے اوس اختیار سماعت کا استعمال قانوناً اور باضابطہ بموجب مجموعہ کے اوس دفعہ کے استعمال کیا جو اسمقدمہ سے متعلق ہے۔ اسمقدمہ مین ایسا کوئی امر نہین ہے جس سے وہ دفعہ ۶۲۲ مین داخل ہو جاوے۔ بہ نسبت روداد اس درخواست کے کوئی راے ظاہر کرنیکی ضرورت نہین ہے۔ ہم درخواست معہ خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین۔

منفصلہ یکم فروری اپیل اول نمبر ۲۰۸ سنہ ۱۸۹۴ء

صفحہ انگریزی

شنکردت دوبے (عذردار) اپیلانٹ بنام بے جی ہربن اینڈکو ڈگریدار رسپانڈنٹ

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۳۴ ۲۴۴ و ۲۷۸ و ۲۸۳ - اجرائے ڈگری قائم مقام مدیون متوفی - عذرداری - اپیل -

بعض ڈگریداروں نے اپنی مدیون ڈگری کے حیات مین بعض جایداد غیر منقولہ از ان مدیون ڈگری مذکور سے قرق کرائی تہی لیکن جب ڈگریدار نے جایداد مذکور کو نیلام کرانا چاہا تو ایک شخص مسمی شنکردت بدین عذر پیش آیا کہ جایداد اوسکی ہے اور اجرائے ڈگری مذکور مین قابل نیلام نہین ہے۔ اس عذر کے دوران تجویز مین ڈگریدار نے عدالت سے یہہ درخواست کی کہ شنکردت کا نام اور مدیون ڈگری کی بیوہ کا نام (جو قریب زمانہ دخال عذر اصل کے فوت ہو گئی تہی) بطور قائمقام مدیون ڈگری کے مسل مین قایم کیا جاوے۔ شنکردت نے اس درخواست کے بابت بہی ایسا ہی عذر کیا لیکن چونکہ ہر دو عذرات کی تجویز یکجائی ۲ ستمبر ۱۸۹۲ء کو ہوئی اور ڈسمس ہوے اور اوس کا نام مسل مین بطور قائمقام مدیون ڈگری کے قایم کیا گیا تہا - برطبق اپیل منجانب شنکردت بنا راضی حکم ضلع جج جو بحضور مورخہ ۲ ستمبر ۱۸۹۲ء کے یہہ تجویز ہوئی تہی کہ جس حکم کے روسے شنکردت فریق مقدمہ اجرائے ڈگری بطور قائمقام مدیون ڈگری کے بنایا گیا تہا اوسکی وجہ سے ہر حکم دربارہ اوس کے عذر سابق کے فضول ہو گیا اور وہ حکم بموجب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قابل اپیل ہے۔

واقعات اس مقدمہ کے برکٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

کالفن عبدالمجید و سندر لال منجانب اپیلانٹ - درگاچرن منجانب رسپانڈنٹان

برکٹ صاحب جسٹس - یہہ اپیل مقدمہ اجرائے ڈگری مین ہے -

واقعات حسب ذیل ہین۔

۳۱ / مارچ سنہ ۱۸۹۰ء میسرس ہربن اینڈکو نے ایک ڈگری بنام راجہ ہری ہردت دوبے مرحوم کے حاصل کی تہی - ۱۵ / مئی سنہ ۱۸۹۰ء کو ڈگریداران نے اول درخواست اجرائے ڈگری کی گذرانی تہی اور اونہون نے یہہ استدعا

رائے مین ہمارے لئے امر اہم تجویز طلب یہہ ہے کہ آیا نالش منجانب شنکر دت حسب
مضامین دفعہ ۲۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قابل پذیرائی ہوسکتی ہے یا نہین
دیکھنا چاہیے کہ واقعات سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ شنکر دت ڈگریدارون کیطرف سے
مقدمہ اجرائے ڈگری مین داخل کیا گیا تہا جنہون نے بذریعہ اپنی درخواست ۷ اپریل
سنہ ۱۸۹۲ء کو اوسکو قایمقام قانونی مدیون ڈگری متوفی کا مان لیا تہا۔ اونکی یہہ
درخواست تہی کہ اوسکی مقابلہ مین اجرائے ڈگری قایم رہے۔ صاف طور پر وہ درخواست
بموجب دفعہ ۲۳۴ کے داخل ہوئی تہی کیونکہ اوس کے ذریعہ سے ڈگریدارون نے
یہہ بیان کیا تہا کہ شنکر دت قابض بعمل بعض جایداد مدیون متوفی کا ہے اور اپنی ڈگری
کے اجرا مین اوس جایداد کے نیلام کی درخواست کی تہی۔ اوس درخواست کا
اطلاعنامہ بموجب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ کے شنکر دت پر تعمیل کیا گیا تہا اور درخواست
اجرائے ڈگری حسب طریقہ مستدعیہ ڈگریداران کے عدالت اجرائے ڈگری نے ۸ اگست
سنہ ۱۸۹۲ء کو منظور کی تہی۔ مسٹر درگا چرن کو یہہ تسلیم ہے کہ یہہ اپیل صحیح طور پر
بشکل اپیل بنا راضی حکم مصدرہ حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ کے مرتب ہوا ہے اور اگر
فیصلہ کسی دوسرے طور پر ہوا ہوتا تو اونکی موکل مستحق اپیل کے ہوتے اور اس امر
پر خیال کرکے کہ متخاصمین خاص کون ہین یہہ بات صاف ظاہر ہے کہ جس امر کی تجویز
عدالت اجرا کنندہ نے کی ہے وہ امر نزاعی درمیان ڈگریداران اور قایمقام مدیون
ڈگری کے ہے۔ جس امر کی تجویز عدالت نے کی تہی وہ بہ نسبت استحقاق ڈگریداران
درباره نیلام کرانے بعض جایداد مملوکہ اونکی مدیون ڈگری مقبوضہ اپیلانٹ کے
ہے جس کی نسبت شخص آخر الذکر نے استحقاق مخالفانہ ظاہر کیا ہے۔ امر مذکور ایسا
ہے جو درمیان فریقین یا اونکی قایمقامان کے اور متعلق اجرائے ڈگری کے ہے۔ اس
حیثیت سے بموجب شروع فقرہ دفعہ ۲۴۴ کے اوسکی تجویز بذریعہ حکم عدالت
اجرا کنندہ کے ہوسکتی ہے اور نہ بذریعہ نالش جداگانہ کے۔ اگر شنکر دت نالش
متذکرہ دفعہ ۲۸۳ دایر کرتا تو اوس نالش مین جو تنقیح پیدا ہوتی وہ صرف یہی ہوتی
کہ آیا ڈگریداران مستحق نیلام کرانے مکان متنازعہ بطور جایداد اپنی مدیون ڈگری
متوفی کے ہین یا نہین۔ بیشک یہہ وہی امر ہے جسکی تجویز بذریعہ حکم متعلقہ دفعہ ۲۴۴

کے ہو چکی ہے لیکن چونکہ شنکردت بموجب دفعہ ۲۳۴ کے مقدمہ مین لطور قایمقام
قانونی کے فریق کر دیا گیا تہا اور چونکہ ایک حکم خلاف اوس کے اوس حیثیت سے بموجب
دفعہ ۲۴۴ مجموعہ کے صادر ہوا تہا تو شروع فقرہ دفعہ ۲۴۴ سے صاف یہہ نتیجہ
پیدا ہوتا ہے کہ وہ جداگانہ نالش قایم نہین رکہہ سکتا تہا - بہ نسبت ایسے شخص
کے جو بعد صدور ڈگری کے لطور قایمقام قایم کے فریق کیا گیا ہو جلاس کامل ہائیکورٹ نے
مقدمہ پنچانن بندادیا دہیا بنام رہیعہ بی بی کے انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد
صفحہ (۱۷) بہ تقلید فیصلجات ماسبق کے یہہ تجویز کی ہے کہ جو عذر کسی ایسے شخص
نے جو دوران اجرا ڈگری مین قایمقام ہو گیا ہے اس مضمون سے کیا ہو کہ جو جایداد
اوس ڈگری کے الفاظ مین قرق ہوئی ہے وہ خود اوسکی جایداد ہے اور بحیثیت
قایمقامی کے اوس کے قبضہ مین نہین ہے وہ ایسا امر ہے جو قابل سماعت صرف
بموجب دفعہ ۲۴۴ کے ہے اور منشا نالش جداگانہ منجانب اوس فریق کے نہین
ہو سکتا ہے جسکے مقابلہ مین حکم خلاف صادر ہوا ہے - وہ مقدمہ ہر چہار پہلو سے مشابہ
واقعات اسمقدمہ کے ہے - جسوقت سے شنکردت اپیلانٹ لطور قایمقام قابض
جایداد مدیون ڈگری متوفی کے فریق مقدمہ ہوا ہے دونون مقدمون کو بموجب
دفعہ ۲۴۴ کے تصور کرنا چاہیے - بلاشبہ اوسوقت تک شنکردت لطور شخص اجنبی
کے پیروی دعوی محکومہ دفعہ ۲۷۸ کی بہ نسبت جایداد متنازعہ کے کرتا تہا - لیکن
جسوقت بذریعہ اطلاعنامہ ڈگریداران محکومہ دفعہ ۲۳۴ کے وہ قایمقام ہو گیا
اوسوقت سے وہ مقدمہ اجرا ڈگری مین شخص اجنبی نہین رہا اور لطور قایمقام
مدیون ڈگری متوفی کے فریق مقدمہ ہو گیا - دفعات ۲۷۸ لغایت ۲۸۳ مجموعہ کے
متعلق اون اشخاص کے ہین جو اوسوقت اشخاص اجنبی اجرا ڈگری مین ہوتے ہین
اور دفعہ ۲۴۴ متعلق فریق اور اونکی قایمقامون کے ہے اور شنکردت قایمقام سے
کچہہ کم نہین ہے کیونکہ بعد صدور ڈگری کے اور جب مقدمہ اجرا ڈگری چل رہا تہا
وہ شریک کیا گیا تہا - چونکہ کیفیت یہہ ہے ہماری یہہ راے ہے کہ جو عذرداری
اوس نے ۱۴ جنوری سنہ ۱۸۹۲ء کو بموجب دفعہ ۲۷۸ کے بحیثیت شخص اجنبی
مقدمہ اجرا ڈگری کے داخل کی تہی وہ گر گئی تہی اور بذریعہ کارروائی متفقہ

دفعہ ۲۴۴ کے جسمین شنکردت کو حیثیت قایمقام کے حاصل ہوگئی ہتی معدوم ہوگئی اوسوقت سے وہ عذرداری بیکار اور بے سود ہتی اور بہتر ہوتا کہ عدالت کو اوسکو برطرف کردیتی کہ گویا وہ کارروائی ختم ہوگئی ہے۔ ہم تجویز کرتے ہین کہ بعد ۱۰ مارچ ۱۸۹۲ء کے صرف ایک ہی مقدمہ عدالت اجرا کنندہ ڈگری مین دایر رہتا اور دو مقدمہ نہین تہے اور اگرچہ چند احکام التوا کے برای نام عذرداری ۱۴ جنوری ۱۸۹۲ء پر صادر ہوئی ہتی اور نقل حکم مشعر نامنظوری عذرداری اوسپر بہی لکہا گیا تہا تاہم ہماری رائے مین وہ افعال عدالت کے فضول اور غیر ضروری تہے صرف ایک ہی حکم تہا اور وہ ایک ہی حکم ۶ ستمبر ۱۸۹۲ء کا ہے اور وہ دو حکم نہین ہوسکتے کیونکہ وہ درخواست عذرداری ۱۴ جنوری اور نیز عذرداری ۲۵ مارچ ۱۸۹۲ء پر لکہا گیا تہا۔

البتہ اگر صورت یہہ ہوتی کہ قبل شروع ہونے کارروائی متعلقہ دفعہ ۲۴۴ کے یعنی قبل اسکے کہ شنکردت بذریعہ درخواست محکومہ دفعہ ۲۳۴ کے قایمقام قرار پایا تہا کوئی حکم مشعر منظوری یا نامنظوری اوس عذرداری کے جو اوس نے بموجب دفعہ ۲۷۸ کے کی ہتی صادر ہوجاتا تو وہ حکم جو ایسے حالات مین صادر ہوتا قطعی ہوجاتا بشرطیکہ کوئی نالش اندر ایک سال کے اوسپر اعتراض کرنیکی بابت دایر ہوتی۔ لیکن جب ایک مرتبہ کوئی شخص قایمقام مدیون ڈگری متوفی کا قرار پاجاوے تو کل امور نزاعی جو درمیان اوسکے اور فریق ثانی کے بابت اجرای ڈگری پیدا ہون اونکی تجویز بموجب دفعہ ۲۴۴ کے ہوگی اور اسوجہ سے اوسمین کچہہ بہی ہوجاویگی کہ اوس شخص نے جب اجرای ڈگری کے مقدمہ مین وہ شخص اجنبی تہا ایک عذرداری بموجب دفعہ ۲۷۸ کے داخل کی ہتی۔ ہماری رائے مین بروقت آغاز کارروائی محکومہ دفعہ ۲۴۴ کے ایسی عذرداری فوراً نابود ہوجاتی ہے اور کوئی باضابطہ حکم جو اوسپر صادر ہوا ہو فضول ہے۔

بدینوجوہ ہماری یہہ رائے ہے کہ اپیلانٹ نالش اثبات حق بابت جایداد متنازعہ کے جسکا اوس نے دعوی اپنی عذرداری مورخہ ۱۴ جنوری ۱۸۹۲ء مین کیا تہا قایم نہین رکہہ سکتا تہا۔ لہذا ہم یہہ تجویز کرتے ہین کہ عذر ابتدائی جو مسٹر

درگاچرن نے کیا ہے اور جو اس قیاس پر مبنی ہے کہ حکم جو اوس عذرداری پر صادر ہوا تھا حسب منشاء دفعہ ۲۴۳ ہ کے قطعی ہے اوسکی تائید نہین ہو سکتی ہے۔

نظر بران ہم سماعت رودادی اپیل مین مصروف ہوتے ہین۔

بلیر صاحب جسٹس۔ مین اپنی بھائی کے نتیجہ اور وجوہ سے پورا اتفاق کرتا ہون اور صرف چند الفاظ بنظر تمہید اپنی رائے کے جو نوعیت کارروائی تحقیقات شدہ کے نسبت ہے تحریر کرنا چاہتا ہون۔ ڈگریدار اول سے آخر تک مختار رہتا۔ اوسکی اختیار مین اور اوسکی پسند پر یہہ بات تہی کہ اپنی اجراء ڈگری کے مسل مین بلا قایم کرانے کسی قایمقام مدیون ڈگری کے کارروائی کرتا۔ ایسی صورت مین شخص ثالث جو نہ فریق مقدمہ تہا اور نہ قایمقام کسی فریق کا تہا اوس مقدمہ مین عذرات بموجب دفعہ ۲۷۸ داخل کر سکتا تہا۔ بجانب دیگر ڈگریدار کے اختیار مین یہہ بات تہی کہ بموجب دفعہ ۲۴۴ کے بمقابلہ قایمقام متوفی قابض جایداد کے کہ جس جایداد پر اجراء ڈگری مطلوب تہی کارروائی کرتا۔ میری رائے مین جسوقت ڈگریدار نے اس اجراء ڈگری کے مقدمہ مین اپیلانٹ کو بطور قایمقام قابض جایداد اصل مدیونان ڈگری داخل کرنا پسند کیا تو اوسی وقت سے قانوناً ہر ایسے کارروائی کو ساقط کر دیا جو بموجب دفعہ ۲۷۸ کے کی گئی تہی۔ سلسلہ تفصیلات حال کا بہت صاف ہے دفعہ ۲۷۸ صرف اون شخصون سے متعلق ہوتا ہے جو فریق مقدمہ نہون۔ جسوقت ایسے شخص کو جس نے عذرداری بموجب دفعہ ۲۷۸ کے کی ہے ڈگریدار نے فریق مقدمہ بنا دیا اوسیوقت سے وہ شخص اوس زمرہ سے خارج ہو جاتا ہے کہ صرف جن سے دفعہ ۲۷۸ متعلق ہوتا ہے اور اون شخصون کے زمرہ مین داخل ہو جاتا ہے کہ جن سے بجز دفعہ ۲۴۴ کے اور کوئی دفعہ متعلق نہین ہوتا ہے لہذا مین یہہ قیاس کرتا ہون کہ قانوناً کوئی کارروائی بموجب دفعہ ۲۷۸ کے اوسوقت جج کے روبرو موجود نہین تہے جیسے اونہون نے بموجب اوس دفعہ کے عذرداری کو طے کیا تہا اور جو کچہہ اونہون نے اوس دفعہ کے بموجب کہا یا کیا وہ قطعاً لغو ہے۔ اب ہم اپیل کے تجویز مین مصروف ہوتے ہین

جونپور ۔۔ نگرانی فوجداری نمبر ۲۵ سنہ ۱۸۹۴ء ۔۔ منفصلہ ۸ فروری

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام ناہنون

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۲۱ - اپیل کا سرسری طور پر نامنظور ہونا۔ عدالت کو وجوہ نامنظوری کے تحریر کرنا چاہئے۔

مناسب ہے کہ عدالت جب اپیل مقدمہ فوجداری کو بموجب احکام دفعہ ۴۲۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۸۲ء کے نامنظور کرے تو مختصراً وجوہ اوس نامنظوری کے اس لحاظ سے تحریر کرے کہ ممکن ہے کہ حکم مذکور پر بذریعہ درخواست نگرانی کے اعتراض کیا جاوے

اسمقدمہ کو بذریعہ حکم ۲۶ جنوری ۱۸۹۵ء کے ایکین صاحب جسٹس نے بنچ کے سپرد کیا تھا۔ اس لحاظ سے کہ تجویز اس امر کی کردیجاوے کہ آیا سشن جج یا مجسٹریٹ جب بمنصب عدالت اپیل کے عمل کرتے ہون کوئی اپیل بلا تحریر وجہ کے نامنظور کرسکتے ہین یا نہین واقعات مقدمہ فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوجاتے ہین۔

گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار۔

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس و ایکین صاحب جسٹس۔ یہہ درخواست عدالت ہذا مین اسغرض سے ہوئی ہے کہ عدالت مناصب نگرانی فوجداری کے عمل مین لاوے۔ سائل کے لسنبت تجویز ثبوت جرم لعلت اوس جرم کے صادر ہوئی ہے جو بموجب دفعہ ۴۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے۔ شہادت اس امر کی قطعی معلوم ہوتی ہے کہ وہ مجرم اوس جرم کا ہے جسکا اوسپر الزام لگایا گیا تہا۔ اوس نے بنا راضی اوس تجویز ثبوت جرم کے سشن جج کے حضور مین اپیل کیا تہا اور سشن جج نے اوسکا اپیل نامنظور کردیا تہا حکم مصدرہ یہہ ہے بموجب دفعہ ۴۲۱ سی پی سی کے سرسری طور پر نامنظور۔ دفعہ ۴۲۱ سی پی سی سے سشن جج کی مراد دفعہ ۴۲۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری سے ہے۔

قطعاً کوئی شبہہ نہین ہے کہ اپیل کامیاب نہوتا۔ اس شخص کے لسنبت مناسب طور پر تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا صادر ہوا ہے صرف ایک امر ہے جو عدالت ہذا مین جب تب پیش ہوا کرتا ہے یعنی یہہ کہ آیا ایسا حکم جیسا کہ سشن جج نے صادر کیا ہے کافی ہے یا نہین۔ فقرہ اخیر دفعہ ۴۲۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۸۲ء سے صاف ظاہر ہے کہ عدالت اپیل پر قبل نامنظور کرنے اپیل فوجداری کو حسب دفعہ مذکور کے مسل کا طلب

کرنا لازم نہین ہے - بلا تجویز کرنے اس امر کے کہ جب کوئی عدالت بموجب فقرہ اول دفعہ ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے عمل کرے تو عدالت موصوف کو اپنی راے بابت مقدمہ کے علاوہ اس بیان کرنیکی ظاہر کرنا ضروری ہے کہ اونکی راے مین کوئی وجہ دست اندازی کی نہین ہے ہم خیال کرتے ہین کہ عدالتہاے سشن اور صاحبان مجسٹریٹ کو جب بمنصب عدالت اپیل عمل کرتے ہون مختصرا اپنی حکم مین اوس وجہ یا اون وجوہ کو بیان کرنا مناسب ہے کہ جس کے موثر ہونیسے وہ یہہ نتیجہ اخذ کرتے ہین کہ مقدمہ مین دست اندازی کرنیکی کوئی وجہ نہین ہے - ہم یہہ نہین کہتے ہین کہ تجویز حسب نمونہ معینہ دفعہ ۳۶۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے یا کسی اور شے کا مسل اوسکی لکہنا ضروری ہے - ہم صرف یہہ کہتے ہین کہ ہم خیال کرتے ہین کہ جن عدالتون کے احکام پر بذریعہ درخواست کے نگرانی مین اعتراض ہو سکتا ہے اونکو کچہہ ایسا تحریر کرنا مناسب ہے جو اوس عدالت نگرانی مین عمل کرتے وقت ہدایت ہو سکے -

ہم یہہ درخواست ڈسمس کرتے ہین -

سہارنپور — اپیل دوم نمبر ۵۷۶ سنہ ۱۸۹۴ء — منفصلہ ۱۹ فروری

ٹہکری (مدعیہ) اپیلانٹہ بنام کندن ویک کس دیگر (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان

عملدرآمد - اپیل - فیصلہ عدالت کا ایسی وجہ پر مبنی ہونا جسپر اپیلانٹ نے بالخصوص اصرار نہین کیا تہا - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۱۴ -

جس صورت مین عدالت کو یہہ نظر آوے کہ منجملہ دو فریق معصوم کے ایک فریق کا استحقاق زایل ہوا جاتا ہے تو عدالت مستحق اس امر پر غور کرنیکی ہے کہ آیا جو فریق عدالت مین آتا ہے اور دادرسی چاہتا ہے اوسکی طریق عمل مین کوئی ایسا امر ہے جس سے وہ اپنا استحقاق ظاہر کرنیسے ممنوع ہو گیا ہے -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

ودیا چرن سنگہ منجانب اپیلانٹہ - عبد الرؤف منجانب رسپانڈنٹان

ایکمین صاحب جسٹس - مسماۃ ٹہکری اپیلانٹہ مقدمہ ہذا نے نالش دخل نصف حصہ مکان مسکونہ کے دایر کی تہی - اوسکا بیان یہہ تہا کہ مکان مذکور کو اوسکی شوہر چہجو اور اوسکی چچا خوشی نے مشترکا تعمیر کیا تہا - بعد وفات چہجو کے جسکو عرصہ ۱۸

با ۱۵ سال کا ہوا خوشی لیسر مرلی نے کل مکان چرنجی لال کے پاس رہن کر دیا تھا
چرنجی لال نے بربنا اپنی رہن کے ڈگری حاصل کی جس کے اجرا مین اوس مکان کو
نیلام کرایا اور کندن اور چھوٹا رسپانڈنٹان عدالت ہذا نے خرید کیا۔ عدالت
مرافعہ اولی (منصف مظفر نگر) نے مدعیہ کے حق مین ڈگری صادر کی جسکو بر طبق
اپیل کے ذیعلم ضلع جج سہارنپور نے منسوخ کیا تھا۔ ذیعلم جج کی یہہ راے قرار
پائی تھی کہ دفعہ ۴۱ - ایکٹ انتقال جایداد کے مقدمہ سے متعلق ہے اور منصف
کے پاس دو تنقیح بموجب دفعہ مذکور کے تجویز کے لیے بھیجے تھے منصف کی تجویز
بحق رسپانڈنٹ کے ہوئی تھی - اپیل دوم مین یہہ اصرار ہوا ہے کہ چونکہ عذر دفعہ
۴۱ - ایکٹ انتقال جایداد کا صریح نہین ہوا تھا ذیعلم جج کو مقدمہ کے فیصل کرنیمین
اوسپر لحاظ کرنیکا اختیار نہین تھا - مین اس حجت کو منظور نہین کر سکتا ہون۔
بادی النظر مین رسپانڈنٹان خریدار نیک نیت بقیمت تھے اور جب عدالت کو یہہ نظر آوے
کہ منجملہ دو معصوم فریقون کے ایک فریق کے حقوق زایل ہوتے ہین تو عدالت اس
امر پر غور کرنیکی مستحق ہے کہ آیا جو فریق عدالت مین آتا ہے اور دادرسی چاہتا ہے اوسکی
طریق عمل مین کوئی امر ایسا تو نہین ہوا ہے جس سے وہ اپنا استحقاق ظاہر کرنیمین ممنوع
ہو گیا ہے - اس مقدمہ مین یہہ ثابت ہوا ہے کہ بہت سالون سے کوئی ظاہری فعل
ملکیت کا مدعیہ کیطرف سے اس مکان پر استعمال مین نہین لایا گیا تھا بلکہ برعکس
اسکے اپنی شوہر کے بھتیجہ کو بطور مالک ظاہری کے ظاہر اور متصرف ہونے دیا اور
اس طریق عمل کیوجہ سے رسپانڈنٹان کو اوس کے خرید کرنیکی ترغیب ہوئی - مین دیکھتا
ہون کہ مدعیہ نے تاریخ نیلام سے چار سال گذر جانے سے قبل اسکے کہ اوس نے کوئی
تدبیر اپنی استحقاق ظاہر کرنیکی کی ہو اور ایسا کرنیمین اگرچہ اوس نے اپنی شوہر کے
بھتیجہ کو فریق نالش کیا ہے اوس نے کسی دادرسی کی استدعا اوسکی مقابلہ مین نہین
کی ہے - سب حالات متذکرہ بالا مین خیال کرتا ہون کہ ذیعلم جج کی راے نالش
کے ڈسمس کرنیمین صحیح ہے۔

مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔

صفحہ ۷۹ انگریزی

جونپور ‏ اپیل دوم نمبر ۱۴۱۶ سنہ ۱۸۹۴ء ‏ منفصلہ ۱۵ فروری

درگا سنگہ (مدعی) اپیلانٹ بنام لونرنگ سنگہ (مدعا علیہ) رسپانڈنٹ

رہن - مرتہنان مقدم و موخر - استحقاق مرتہن مقدم زر رہن مندرجہ رہنامہ مین اوس صرفہ کے اضافہ کرنیکا جو اوسکو جایداد مرہونہ کے حفاظت کرنیمین عاید ہوا ہے - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۶۳ -

جس صورت مین مرتہن اراضی مزروعہ نے برضامندی اپنی راہنان کے اوس کنوین کے مرمت کرنیمین روپیہ صرف کیا تہا جو قدرتی باعثون سے بیکار ہوگیا تہا تجویز ہوئی کہ ایسا مرتہن مستحق ہے کہ نالش انفکاک مین جو منجانب مرتہن مابعد کے دایر ہو اس روپیہ کو جو اسطرح صرف ہوا ہے اوس قرضہ رہن مین اضافہ کرے جو مدعی کو قبل حاصل کرسکنے ڈگری انفکاک مندعویہ اپنی کے ادا کرنا پڑیگا -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوسکتے ہین -

منشی گوکل پرشاد منجانب اپیلانٹ ‏ مادہو پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

ایکمین صاحب جسٹس - یہہ نالش منجانب مرتہن موخر واسطے انفکاک رہن مرتہن مقدم کے جو بذریعہ اپنی رہن کے جایداد مرہونہ یعنی کچہہ اراضی مزروعہ پر قابض تہا ہے - مدعی نے عدالت مین اوسقدر روپیہ جمع کردیا جسکا اطمینان بذریعہ رہنامہ مقدم کے ہوا تہا - بشمول اوس رقم کے جو عدالت مین جمع ہوگیا تہا مرتہن نے دعوے مستحق ہونے دیگر رقوم مودی کا کیا تہا منجملہ اورون کے مبلغ ... بابت تعمیر کنوین کے تہا - عدالت ماتحت (جج ماتحت جونپور) نے یہہ تجویز کی تہی کہ مدعی کو قبل اسکے کہ وہ انفکاک رہن کرا سکے رسپانڈنٹ کو مبلغ ایکسو ... روپیہ بابت صرفہ اس کنوین کے ادا کرنا چاہیئے - اپیل دوم مین مدعی یہہ حجت کرتا ہے کہ چونکہ اصل رہنامہ مین کوئی معاہدہ زر رہن سے زیادہ ادا کرنیکا نہین ہے لہذا مدعا علیہ مستحق دلا پانے معاوضہ کا مرمت کنوین کے نہین ہے - میری راے مین یہہ عذر بلا قوت ہے - رہنامہ مین ان کل اتفاقات کے لیے جو جایداد مرہونہ پر واقع ہون شرط درج کرنا غیر ممکن ہے -

اسمقدمہ مین یہہ بات ثابت قرار پائی ہے کہ ایک کنوان جو واسطے ابپاشی اراضی مرہونہ کے ضروری تہا بوجہ طغیانی دریاے گومتی کے مسمار ہوگیا تہا

اور رسپانڈنٹ نے بجاے اوسکے ایک نیا کنوان تعمیر کیا تھا۔ راہنان سنے جو فریق
مقدمہ تھے ایک بیان تحریری بہ تسلیم اس امر کے داخل کیا تھا کہ اونکی رضامندی
سے یہہ ہوا تھا۔ میری راے مین عام اس سے کہ اس نئے کنوین پر بطور ترقی جایداد کے نظر کیجاے اور اس
طرح سے وہ منشاء احکام دفعہ ۶۳ ایکٹ انتقال جایداد مین داخل ہوجاوے یا یہہ کہا جاوے یہہ اوسکی بابت
صرف ہوا اوسکی نسبت یہہ ثبوت تھا کہ وہ روپیہ اہتمام اور حفاظت جایداد مرہونہ مین صرف ہوا ہے
مرتہن مقدم مستحق ہے کہ اپنی اصل زر رہن مین وہ معقول رقم اضافہ کرے
جسکا صرف کرنا اوسکا ثابت ہو۔ اس سے عذر اول اپیل کا طے ہوجاتا ہے۔ عذر
دوم مین یہہ اصرار ہوا ہے کہ چونکہ شہادت بابت تعداد صرفہ کے ناقابل اطمینان
ہے تو کچھہ بھی نہین دلانا چاہئے تھا۔ اس عذر کو مین قایم نہین رکھہ سکتا ہون
یہہ سچ ہے کہ مدعا علیہ نے صحیح حساب بہ ثبوت صحیح تعداد اپنی صرفہ کے داخل نہین
کیا ہے لیکن جس رقم کی اوسکی حق مین عدالت ماتحت نے ڈگری کی ہے وہ کسیطرح
اوسکے واقعی صرفہ سے کبے انداز اور زاید متصور نہین ہوسکتی ہے۔ حسب وجوہ
بالا مین یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔ جو مہلت عدالت ماتحت کے ڈگری
کے روسے واسطے ادا کرنے اوس رقم کے جو واجب ثابت ہو دی گئی ہے اوسکو
مین یکم جون ۱۸۹۵ء تک وسعت دیتا ہون۔

اگرہ — اپیل اول احکام نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۴ء — منفصلہ ۲ جنوری ۱۸۸۵ء

کہوری ویکسن وغیرہ (مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام نان سنگہ ویکسن دیگر (مدعیان) رسپانڈنٹان

شفع - واجب العرض - تقسیم موضع کی تین محال مین جو ابتدا ایک محال تہا۔ مسل جدید دستور دیہی کی جو تقسیم مین مرتب ہوئی ہتی - قواعد بورڈ اف رونیو مورخہ ۱۳ نومبر ۱۸۷۵ء - ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء (ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی وشمالی) دفعہ ۲۵۷

جس صورت مین بروقت بندوبست ایک موضع کے دو محال واحد ہتا اصل حقیت مرتب ہوئی ہتی جس کے روسے حقوق شفع حصہ داران موضع کو عطا ہوئے تہے لیکن بعد ازان موضع بذریعہ تقسیم کہی کے تین جداگانہ محالات مین منقسم ہوا ہتا اور بموجب قواعد بورڈ اف رونیو مورخہ ۱۳ نومبر ۱۸۷۵ء مجریہ حسب دفعہ ۲۵۷ - ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء ایک مسل جدید دستور دیہی کی مرتب ہوئی ہتی جس کے روسے حصہ داران محال مختلف کو کوئی استحقاق شفع باخود ہا نہین عطا ہوا ہتا یہہ تجویز ہوئی کہ مسل جدید دستور دیہی ایک دستاویز جایز اور قابل پابندی ہے اور کوئی استحقاق شفع کسی ایک محال کے حصہ دارون کو بہ نسبت اراضی موقوعہ دوسرے محال کے عطا نہین ہوا۔

از ایکین صاحب جسٹس - بجز اوس صورت کے کہ بروقت تقسیم کے حق شفیع بالخصوص حصہ دارون کا بہ نسبت اراضیات موقوعہ دیگر محال کے محفوظ رکہا گیا ہو ایسا استحقاق شفع محض اس امر سے قیاس نہین کیا جا سکتا ہے کہ جب موضع محال واحد ہتا اوسوقت حصہ دارون کو استحقاق شفع ایک دوسرے کے مقابلہ مین حاصل تہا۔

واقعات اسمقدمہ کے ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

موتی رام وبلدیو رام منجانب اپیلانٹان کانلن وسندر لال ومدن موہن مالوی منجانب رسپانڈنٹان

ناکس صاحب جسٹس - یہہ اپیل بنا راضی حکم ضلع جج اگرہ کے ہے جو مشار الیہ نے ایک اپیل مین جو اونکی روبرو پیش ہتا صادر کیا ہتا اور جس کے روسے مشار الیہ نے ڈگری معدرہ جج ماتحت اگرہ منسوخ کی ہتی اور مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے تجویز چند تنقیحات کے جو جج ماتحت کے روبرو پیش تہین اور جنکی تجویز جج ماتحت نے بوجہ اپنی تجویز بابت تنقیح اول کے نہین کی ہتی واپس بہیجا ہتا۔ بنظر سمجہنے مقدمہ کے مختصراً اون حجتون کا بیان کرنا ضروری ہے جو فریقین سے بابت

رسپانڈنٹان عدالت ہذا عدالت مرافع اولی مین مدعیان تھے۔ یہہ دعوے واسطے نفاذ حق شفع بابت اوس اراضی کے تہا جو ایک شخص امراؤ بیگ نے مسمی گہوری کے ہاتھ بیع کی تہی۔ رسپانڈنٹان عدالت ہذا اور امراؤ بیگ مین سے کوئی باشندگان موضع چندر بہاپور کے نہین ہین۔ ابتداً چندر بہاپور مین ایک ہی محال تہا سنہ ۱۸۵۸ع مین یہہ محال بذریعہ تقسیم مکمل کے تین محالات مین منقسم ہوا تہا جو علی الترتیب اسطرح موسوم ہوئے تہے یعنی محال امراؤ بیگ محال مغل بیگ اور محال غیر خواہندگان۔ حصہ اراضی متنازعہ محال امراؤ بیگ مین واقع ہے اور یہہ مسلمہ ہے کہ تقسیم مکمل ہونیکے بعد سے مدعیان رسپانڈنٹان محال امراؤ بیگ کے حصہ داران نہین ہین وے اوس محال کے حصہ داران ہین جو غیر خواہندگان کے نام سے موسوم ہے۔ وے اپنا دعوے نفاذ حق شفع بالا جایداد موقوعہ محال امراؤ بیگ کے کسی ایسے مسل دستور دیہی پر مبنی نہین کرتے ہین جو بعد تقسیم کے مرتب ہوئی ہو بلکہ اوس مسل دستور دیہی پر مبنی کرتے ہین جو ایک جزو اوس مسل حقیت کا ہے جو وقت بندولبست کے مرتب ہوئی تہی اور جو ان ایام مین مکمل ہوئی تہی کہ جب موضع چندر بہاپور ایک ہی محال تہا۔ مشتریان حصہ متنازعہ نے جو مدعا علیہم عدالت مرافع اولی اور اپیلانٹان عدالت ہذا ہین جوابدہی دعوے شفع کی اس بنیاد پر کی تہی کہ از روے مسل دستور دیہی کے جسکا مرتب ہونا وسے بعد تقسیم کے بیان کرتے ہین کوئی حق شفع بحق حصہ داران کے اراضی موقوعہ اون کے محال کے عطا نہین ہوا ہے۔ عدالت مرافع اولی نے مسل دستور دیہی کو جو بروقت تقسیم کے مرتب ہوئی تہی دستاویز جایز اور معقول تجویز کیا ہے اور چونکہ اوس کے روسے حصہ داران دیگر محال کو حق شفع عطا نہین کیا گیا ہے دعوے مدعیان رسپانڈنٹان ڈسمس کیا ہے۔ عدالت اپیل ماتحت نے دستاویز مرتبہ بعد تقسیم کو بطور مسل دستور دیہی کے تصور نکر کے یہہ تجویز کی کہ اوسکی بابت سے مسل دستور دیہی مرتبہ بندولبست معدوم نہین ہوسکتی ہے اور اسوجہ سے حکم واپسی مقدمہ اس لحاظ سے صادر کیا کہ حقوق فریقین کے تجویز بموجب شرایط مندرجہ دستاویز مذکور کے کیجاوے۔ ہمارے روبرو یہہ حجت ہوئی ہے کہ یہہ حکم خلاف قانون ہے کیونکہ ذیلی جج نے یہہ تجویز کی ہے کہ مسل دستور دیہی مرتبہ سنہ ۱۸۶۱ع دستاویز جایز نہین ہے۔ حجت یہہ ہوئی ہے کہ

سے مسل دستور دیہی کے اصلی دستاویز ہے اور بلا اعتراض منجانب کسی فریق کے پیش ہوئی ہے چونکہ وہ دستاویز بہت قابل اعتبار ہے اور رسایندگان کے حق مین کوئی دعوے عطا نہین ہوا ہے۔ لہذا رسایندشان کسیطرحپر مستحق شفع کرنے کے نہین ہین اور اونکا دعوے ڈسمس ہونا چاہیئے تہا۔ پس ہمارے روبرو صاف طور پر یہہ امر تنقیح طلب ہے کہ آیا مسل دستور دیہی مرتبہ وقت تقسیم دستاویز معقول ورجائز ہے یا نہین ہے۔ یہہ تسلیم ہوا ہے اور بہت مناسب طور پر باعلیم وکیل رسایندشان نے تسلیم کیا ہے کہ وہ جایز اور معقول دستاویز ہے اور اگر حقوق فریقین مقدمہ ہذا کے اوس سے محکوم قرار پاوین تو دعوے رسایندشان کا ساقط ہوگا۔

بہت سی امور ایسے دقت کے دوران بحث مین پیش ہوئے تہے اور ہمکو اون بحثون کا جو بہت احتیاط اور تکمیل کے ساتہہ جانبین سے طیار کی گئی تہین فایدہ حاصل ہوا ہے۔ اگر اون امور مین جو اسطرحپر پیش ہوئے تہے چند امور کا فیصل کرنا ضروری ہوتا تو مقدمہ اجلاس کامل عدالت ہذا کے قابل تہا۔ میری یہہ راے ہے کہ جو امور مرجحا اور در اصل اس اپیل مین پیش ہوئے ہین اونکی تجویز قطع نظر اون امور کے ہوسکتی ہے۔ مسل دستور دیہی مقدمہ ہذا کی بموجب اون قواعد کے مرتب ہوئی ہے جو بورڈ آف ریونیو نے ۱۳ نومبر ۱۸۷۵ء کو اور بموجب اون اختیارات کے جاری کئے تہے جو بورڈ موصوف کو ازروے ضمن (۲) دفعہ ۲۵۷۔ ایکٹ نمبر ۱۹ ۱۸۷۳ء سے عطا ہوئے ہین۔ اون قواعد کی تمہید سے ظاہر ہوتا ہے کہ قواعد مذکور گورنمنٹ سے منظور ہو چکے ہین۔ وہ بموجب قواعد مرتبہ ۱۸۷۵ء کے طیار نہین ہوئی ہے کہ جس کے روسے قواعد ۱۸۷۵ء کے معدوم ہوگئے ہین۔ علاوہ برین اسمقدمہ مین ہم دستور دیہی کے اوس مسل کے نسبت تجویز نہین کرتے ہین جو اونکہہ بند کرکے اوس مسل سے لے لی گئی ہے جو بندوبست کے وقت مرتب ہوئی تہی اور جیسکے لفظ لفظ کا اعادہ کیا گیا ہے کہ آیا قواعد مرتبہ وقت بندوبست اوس حالت اشیا کے متعلق ہونگے یا نہین کہ جو بعد اوس تغیر وتبدل کے پیش آویگی جو ہمراہ ایسے موضع کے ضرور وقوع پذیر ہوگی جو ایک مرتبہ محال واحد تہا لیکن دو یا زیادہ جداگانہ محالات مین منقسم ہو گیا ہے۔ مسل دستور دیہی ایک بڑا جزو اوس دستاویز کا ہے جو مسل حقیت

موضع کے نام سے مشہور ہے اور جسکی موجودگی کی ہر محال مین ضرورت ہے۔ قانون مین کوئی شے مسل محال کے ایسی نہین ہے جس کے لیے جداگانہ مسل حقیت مرتب ہوئی ہو۔ یہہ بات اوس طریقہ سے ظاہر ہے کہ جس طریقہ سے لفظ محال کی تعریف دفعہ ۳ ضمن (۱)۔ ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء مین ہوئی ہے۔ مسل حقیت ہر محال کی کوئی معمولی دستاویز نہین ہے وہ ایسی دستاویز ہے جو قانوناً مستحق ایسے وقعت عظیم کی ہے کہ بحملہ احکام ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء کے بموجب ایک حکم (دفعہ ۹۱) کے اوس کے کل اندراجات جب مناسب طور پر کیجاوین اور تصدیق ہو جاوین سچ قیاس کیجاوین تا وقتیکہ خلاف ثابت نہ کیا جاوے۔ دستاویز مذکور کی طیاری کا اختیار قاعدہ ۳۲ قواعد متذکرہ بالا مورخہ ۱۳ نومبر سنہ ۱۸۷۵ء مین شامل ہے۔ بموجب اوس قاعدہ کے جب تقسیم مکمل قریب تکمیل کے پہونچے تو نقشہ اور مسودہ خسرہ کا اوسوقت امین کے پاس واپس کیا جاتا ہے جو فوراً امسلہ محالات یا پٹیات جدید کی اوسی شکل سے طیار کرتا ہے کہ جس شکل سے امسلہ بندوبست محکومہ قواعد بندوبست مرتبہ حسب ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء کے مرتب ہوتی ہین۔ یہہ دیکہا جاویگا کہ اس قاعدہ سے ہمکو ان چند قواعد مجریہ بورڈ پر معاودت کرنا پڑتی ہے جو بورد موصوف نے بموجب ان اختیارات کے جو اونکو ازروے دفعہ ۲۵۷ (ہ) و (د) ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء کے عطا ہوے ہین ۲۸ ستمبر سنہ ۱۸۷۵ء کو جاری کئے ہین۔ قواعد ضروری واسطے اغراض اس اپیل کے قواعد نمبر ۳۰ و ۴۹ و ۵۱ ہین۔ قاعدہ نمبر ۲۳ سرکلر مورخہ ۱۳ نومبر سنہ ۱۸۷۵ء مین کوئی حکم تصدیق کا نہین ہے۔ اوس کے روسے جو کچہہ ضروری ہے وہ یہہ ہے کہ مسل محال جدید کی اوسی شکل سے بنائی جاوے کہ جس شکل سے بندوبست کی مسل ہوتی ہے۔ اس امر کو فراموش نہ کردینا چاہئے کہ کوئی مسل تقسیم کی جسمین مسل حقیت شامل ہے اور واسطے تقسیم محالات کے بنائی گئی ہو اوسوقت تک مکمل نہین ہے کہ جب تک کلکٹر ضلع کے حضور سے منظور نہو جاوے اگر تقسیم اسسٹنٹ کلکٹر نے بہی کی ہو تاہم قانون مقتضی اس امر کا ہے کہ اوسکا رپورٹ بغرض منظوری اور بحالی کے کلکٹر ضلع کے حضور مین ہونا چاہئے وہ منظوری اور بحالی بغیر اس کے ہرگز نہین ہوسکتی ہے کہ صاحب کلکٹر ضلع باضابطہ تصدیق کرین

اور اپنی دستخط مسل مرتبہ وقت تقسیم پر ثبت کرین۔ اس سے بہی زیادہ تحفظ کا ضابطہ
بذریعہ اپیل کے مقرر ہے جو بموجب دفعہ ۲۳۲ کے کمشنر قسمت کے حضور مین بنارضی
حکم منظوری اندر میعاد مصدرہ کلکٹر ضلع کے تاریخ موثر ہونے تقسیم سے ایک سال تک
ہوسکتا ہے۔ یہہ ہوسکتا ہے کہ بنظر اوس تحفظ کے جو قانون مین اسطرح پر معین
ہے بورڈ اف رونیو نے کوئی قاعدہ مشعر اس کے قایم کرنا ضروری نہ سمجہا ہو کہ جو
اندراجات مسل حقیت مرتبہ وقت تقسیم مین کیجاوین وہ بموجب خاص طریقہ محکومہ
قاعدہ ۹۴ قواعد مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۸۷۵ء کے جبکہ مسل حقیت اول مرتبہ وقت
بندوبست کے طیار کیجاتی ہے تصدیق کیجاوین یہہ جو کچہہ ہو سو ہو۔ سب سے اعلی
وقعت جو اس اعتراض پر قایم ہوسکتی ہے کہ مسل یا اوس کے کسی جزو کی تصدیق
نہین ہوئی ہے یا اوسکی تصدیق بذریعہ کسی قاعدہ کے مطلوب نہین ہے یہہ ہے
کہ مسل مذکور ایسی نہین ہے جس سے ضابطہ قانونی دفعہ ۹۱۔ ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۷۱ء
کا متعلق ہو۔ اب دیکہنا چاہیے کہ اسمقدمہ مین رسپانڈنٹان ہم سے بہ تقویت دستاویز
مرتبہ وقت تقسیم کے کسی امر کے قیاس کرنیکی استدعا نہین کرتے ہین وہ دستاویز
مرتبہ وقت بندوبست پر استدلال کرتے ہین اوس دستاویز کے اعتبار سے وہ قایم
رہینگے یا گر پڑینگے اور اونکا دعوے سرسبز ہوگا بشرطیکہ یہہ بہی صورت ہو
کہ جو ہم خیال کرتے ہین کہ ایسی صورت نہین ہے کہ دستاویز مرتبہ بعد تقسیم کے ایسی دستاویز
نہین ہے جس سے احکام دفعہ ۹۱ کے متعلق ہوسکتے ہین۔ بہ تسلیم وقعت مسل
دستور دیہی مرتبہ بندوبست کے جہانتک اوسکو اونکی موکلون کے فایدہ سے
تعلق ہے ذی علم وکیل رسپانڈنٹان نے بہت محنت اور بہت اصرار اسمضمون سے کیا
ہے کہ مسل مذکور ابتک جایز ہے اور یہہ مقدمہ اوسکا محکوم ہے۔ وکیل موصوف
نے اس امر پر زیادہ زور دیا ہے کہ وہ مسل رواج مروجہ موضع کی ہے اور
موضع مذکور کے رقبہ اراضی کے اندر کل اشیا اوسکے محکوم ہین۔ اوسکی بنیاد استدعا
اس امر حقیر پر مبنی ہے کہ مسل رواج دیہی موضع مین ایک مقام پر لفظ رواج کا آیا
ہے۔ لفظ رواج مذکور مسل رواج دیہی کے اوس جزو کی تمہید مین واقع ہوا ہے
جو دربارہ شفع کے ہے۔ اونہون نے اس پر بہی بہت زور دیا تہا کہ دربارہ طے کرنے

بند شفع سکے مسل مذکور کے رو سے ترجیح اون لوگون کو دی گئی ہے جو حصہ داران
دیہہ ہین - اونکی بحث یہہ ہتی کہ موضع چندر بہانپور کتنے ہی محالات مین تجزیہ ہو جاوے
تاہم وہ ایک ہی موضع رہیگا اور اونکی موکلان اوس دیہہ مین حصہ دار ہین - بالفعل
یہہ مان لیا جاوے کہ مسل رواج مین یہہ درج ہے کہ جسوقت مسل بندوبست
مرتب ہوا تہا اوسوقت چندر بہانپور مین شفع رواج پر مبنی تہا اور نہ اوس معاہدہ پر
مبنی تہا جو اوسوقت حصہ دارون مین ہوا تہا تو بہت احتیاط اور باریک بینی سے اس
امر کا جانچنا ضروری ہے کہ صحیح نوعیت اوس رواج کی اور وسعت اوسکی کہ کہانتک وہ
رائج ہے کیا ہے اور وہ اشخاص کون ہین جو اوسکی محکوم ہین - ہمکو ایسے موضع سے
سروکار ہے جو ہندو کے نام سے موسوم ہے اور ہمارے روبرو فریقین ہندو ہین اور
رواج شفع کی اگر ہو جہانتک وہ وسعت پذیر ہے ایسا رواج ہے جس سے عام قانون
معدوم ہے - جس عبارت مین وہ لکہا گیا ہے اوسکو جانچنے مین ہم یہہ فراموش نہین
کر سکتے ہین کہ وہ ایسے وقت مین لکہا گیا تہا کہ اوسوقت وہ موضع اپنی اصلی اور
بندوبست کے نظر سے مناسب شکل موضع غیر منقسمہ اور محال غیر منقسمہ کے رکہتا تہا
لفظ حصہ دار دیہہ جیسا کہ اوسکا اوسوقت استعمال ہوا تہا اون سب سے متعلق ہوگا
جو دعوے حصہ داری اراضی کا ایک ایسے بخوبی محدود حلقہ مین کر سکتے تہے جسمین وہ سب
حصہ دار تہے اور اوسوقت حصہ دار تہے جب موضع کے بہائی بندون کا کوئی ارادہ
علیحدگی کا یا اراضی کو ایسے جداگانہ ٹکڑون مین شکست کرنیکا نہ تہا کہ جسمین صرف بعض
بہائی بند حصہ دار ہونگے اور نہ سب حصہ دار ہونگے - یہہ کہنا مشکل سے زیادہ ہے
کہ جن لوگون نے اوسوقت مسل بنائی تہی اونہون نے یہہ تحریر کیا تہا کہ رواج ایسا ہے
کہ جو اوسوقت رائج ہوگا کہ جب رشتہ اشخاص اور جایداد موجودہ اوسوقت کے ہین ایسی
تغیر و تبدیلی ہو جاویگی جو بوقت وقوع پذیر ہونے تقسیم مکمل کے ظہور مین آتی ہے جہان
رواج ثابت ہو جاوے وہان اس امر کو فراموش نکرنا چاہیے کہ وہ رواج نہین ہے
بلکہ قانون عام ہے جس سے علاوہ رواج سکے کارروائی ہوتی ہے - علاوہ برین
بوجہ حالات اتفاقیہ کے رواج معدوم قرار پاسکتی ہے واقعہ تقسیم مکمل کا شہادت
محض اتفاق کا نہین ہو سکتا ہے بلکہ حالت اشیاء موجودہ کی شکست کر ڈالنے یا

کامل طور پر شکست کر ڈالنے کی نیت کی شہادت ہے - لہذا ثبوت قوی اس امر کے ثابت کرنیکو درکار ہے کہ جس رواج کے رو سے کسی خاص حالات کے لئے ضابطہ اور قاعدہ معین تھا اوسی رواج کے رو سے اب بھی ضابطہ اور قاعدہ معین ہے جب کہ وہ حالات بالکل مبدل ہو گئے ہین - بتایداس اصول کے ہمکو چند مقدمات کا حوالہ دیا گیا تھا کہ مسل دستور دیہی مرتبہ وقت بندوبست اوسوقت بھی حاوی اور رایج رہتا ہے جب تقسیم مکمل وقوع پذیر ہوتا ہے اور اوسکی بعد بھی - اول مقدمہ جسپر ہمکو حوالہ دیا گیا تھا گوکل سنگہ بنام منولال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۷ صفحہ ۲۷۷) ہے - لیکن اوسمقدمہ مین کوئی مسل دستور دیہی کی بعد ہو جانے تقسیم مکمل کے مرتب نہین ہوئی تھی اور جو مسل دستور دیہی کی بالوجود تھی وہ صرف وہی تھی جو وقت بندوبست کے مرتب ہوئی تھی - علاوہ برین وہ ایسا مقدمہ تھا جسمین یہہ حجت ہوئی تھی کہ مسل دستور دیہی مین وہ اقرارات شامل تھے جو باہم ذیلقین کے ہوے تھا ورنہ مسل اسمقدمہ کے کہ حق داعتبار بذریعہ رواج مروجہ کے [illegible] دوسرا مقدمہ ماتادین بنام مہیش پرشاد (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۲ء صفحہ ۱۰۳) کا ہے - یہہ مقدمہ منجملہ اون مقدمات کے ہے جسمین مسل دستور دیہی جو بعد [illegible] مرتب ہوئی تھی وہ لفظ بلفظ نقل اوس مسل دستور دیہی کے تھی جو وقت بندوبست مرتب ہوئی تھی - اوسمقدمہ مین عام اس سے کہ اتفاقاً ہو یا ارادتاً ہو مسل دستور دیہی مرتبہ بعد تقسیم کے رو سے عبارت صاف و صریح مین حصہ داران موضع کو حق شفع عطا ہوا تھا - اوسمقدمہ مین لفظ موضع دیدہ و دانستہ نہ صرف بعد ارادہ [illegible] تقسیم کے استعمال کیا گیا تھا بلکہ بعد تکمیل تقسیم کے استعمال کیا گیا تھا اور نہ اسمقدمہ استعمال کیا گیا تھا جیسا کہ لفظ دیہہ اسمقدمہ مین استعمال کیا گیا ہے جبکہ تقسیم کا گمان اسمان مین بھی نہین تھا - اوسکے بعد دوسرا مقدمہ جسپر حوالہ ہوا تھا کنوردت پرشاد سنگہ بنام ناہر سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱ صفحہ ۲۵۷) کا ہے - وہ ایسا مقدمہ تھا جسمین مسٹر جسٹس اسٹریٹ نے جنہون نے فیصلہ صادر کیا تھا اس امر کے تبلانے مین احتیاط کی تھی کہ اوسوقت وہ ایک خاص واجب العرض کی تجویز کر رہے تھے اور نہ اون مقدمات کے تجویز کر رہے تھے جسمین ایک مسل دستور دیہی [illegible]

موضع کے غرض کے لیے موجود تھی اور وہ رقبہ موضع کا جداگانہ رقبات ما لگذاری مین منقسم ہوگیا ہو لیکن کوئی مسل دستور دیہی واسطے رقبہ جدید کے مرتب نہین کی گئی تھی جو مسل دستور دیہی اوسمقدمہ مین زیرغور تھی وہ ایسی تھی جسکے روسے بعبارت صاف وصریح استحقاق شفع علاوہ اوس پٹی کے حصہ دارون کے جسمین اراضی مشفوعہ واقعہ تھی دیگر پٹی کے حصہ دارون کو عطا ہوا تھا اور بحالت اونکی انکار کے بدرجہ مساوی بجزوی محدود عبارت مین حصہ دار ان موضع کو حق شفع عطا کیا گیا تھا اور یہہ بات بعد وقوع پذیر ہوجانے تقسیم کے ہوئی تھی۔ اب صرف ایک اور مقدمہ باقی ہے جسکے ذکر کرنیکی ضرورت ہے اور جسپر ذیلعلم وکیل رسپانڈنٹان نے استدلال کیا تھا۔ شیام سندر بنام امانت بیگم (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۲۳۴) جو مسل دستور دیہی اوسمقدمہ مین العبیر طلب تھی وہ اوسوقت مرتب ہوئی تھی جب تمین موضعون کا ایک ہی محال تھا یہہ حالت اشیاء وسیع طور پر مختلف اسمقدمہ کے ہے جو اب زیرغور ہے۔ وہ ایک خاص مقدمہ تھا جسکی تجویز حالات خاص مین ہوئی تھی جیساکہ فیصلہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ پس نتیجہ یہہ ہے کہ جس دستاویز پر رسپانڈنٹان اپنا استحقاق مبنی کرتے ہین اور وہی صرف ایسی شہادت ہے جو رسپانڈنٹان نے بتائید اوس استحقاق کے پیش کیا ہے ایسی دستاویز ہے جو اوسوقت مرتب ہوئی تھی جب ایسے حالات مروج تھے جو حالت اشیاء موجودہ سے بالکل خلاف تھی اور جسکی روسے کبھی حالت اشیاء موجودہ کا گمان بھی نتھا۔ ہم یہہ تجویز کرنیکو امادہ نہین ہین کہ یہہ ثابت کرنا کافی ہے کہ جو رواج رائج تھا بشرطیکہ وہ رواج ہو وہ ایسا رواج قرار پاویگا کہ جس کے فریقین حالت اشیاء جدید اور تبدیل شدہ مین محکوم ہونگے۔ تجویز ذیلعلم جج کی غلط تھی اور حکم واپسی مقدمہ کا فضول تھا جیساکہ یادداشت اپیل سے جو اونکی روبرو داخل ہوا تھا ظاہر ہوتا ہے۔ اب کوئی اور امر تجویز طلب باقی نہین ہے اور منسوخی حکم مصدرہ ذیلعلم جج کے مین حکم عدالت مرافعہ اولی کا بحال اور دعوے رسپانڈنٹان کا مع خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

ایکمین صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل منجانب مشتریان کے ہے جو نالش شفع مرجوعہ مدعیان رسپانڈنٹان عدالت ہذا مین مدعا علیہم تھے۔ مدعی اور بدلیعان جو ہمارے روبرو حاضر نہین ہین حصہ داران اوس موضع کے تھے جو کسی ایک وقت مین ایک ہی محال

غیر منقسمہ تھا سنہ ۱۸۸۱ء مین موضع مذکور تین محالات مین منقسم ہو گیا جنکو محالات نمبر ۱ و ۲ و ۳ کے نام سے نامزد کرنا کافی ہوگا۔ جایداد مبیعہ محال نمبر ۱ مین واقع ہے مدعیان محال نمبر ۳ مین ایک حصہ کے مالک ہین لیکن محال نمبر ۱ مین کسی جایداد کے مالک نہین ہین۔ وے عدالت مین باظہار اپنے استحقاق شفع بذریعہ اوس واجب العرض کے آئے ہین جو اوسوقت مرتب ہوئی تھی جب موضع کا صرف ایک ہی محال تھا۔ مدعا علیہم نے اونکی دعوے کی جوابدہی اس بنیاد پر کی ہے کہ وقت تقسیم کے واجب العرض جدید مرتب ہوئی ہے جس کے روسے بشرطیکہ وہ دستاویز جایز ہو یہہ مسلمہ ہے کہ مدعیان کو کوئی استحقاق شفع حاصل نہین ہے۔ اس دستاویز کے جواز پر مدعیان نے اعتراض کیا ہے۔ میری راے مین وہ جایز ہے اور اوس سے جواب دعوے مدعیان کا حاصل ہو جاتا ہے۔ جسوقت تقسیم ہو رہی تھی تو بموجب قواعد موجودہ اوس وقت کے عہدہ دار تعمیل کنندہ تقسیم کے خدمت کا ایک جزو مرتب کرنا واجب العرض جدید کا واسطے ہر محال کے اوسی طرح پر تھا کہ جسطرح پر جمعبندی جدید کے مرتب کرنیکا؛ ونکا کام تھا۔ بورڈ اف رونیو نے اون قواعد مین جو واسطے تعمیل تقسیم کے مرتب کئے تھے یہہ قاعدہ مرتب کیا تھا کہ عہدہ دار تقسیم کنندہ محالات جدید کے لئے اوسی شکل سے مسل مرتب کریگا کہ جس شکل سے مسل بندوبست حسب قواعد بندوبست مقتضیہ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء کے مرتب ہوتے ہین۔ دفعہ ۹۰ ایکٹ مذکور کے روسے یہہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ بورڈ وقتاً فوقتاً نمونہ مقرر کرینگے کہ جس نمونہ سے مسل مرتب کیجاویگی اور اوس کے تصدیق کا طریقہ معین کرینگے۔ قواعد متعلقہ تقسیم مین کچھہ ذکر اوس طریقہ کا نہین ہے کہ جس طریقہ سے اسلہ جدید تصدیق کیجا دینگے۔ منجانب مدعیان کے یہہ حجت ہوئی تھی کہ چونکہ اس واجب العرض جدید پر حصہ داران کے دستخط نہین ہین وہ بے وقعت ہے۔ وقت بندوبست کے یہہ دستور ہے کہ واجب العرض پر حصہ داران دستخط کرتے ہین لیکن بموجب اون قواعد کے جو بورڈ نے مرتب کئے ہین (دیکھئی قاعدہ ۴۹ سرکلر کتابی نمبر ۱۵ مورخہ ۱۸ ستمبر سنہ ۱۸۷۵ء) یہہ ضرور نہین ہے لہذا محض حصہ دارون کا دستخط نہونا واسطے ناجوازی دستاویز کے کافی نہین ہے۔ اوسپر افسر تقسیم کنندہ کے دستخط ہین۔ جیساکہ میرے بہائی ناکس صاحب نے تبلایا ہے کہ حصہ داروں کو

عذرداری کرنیکا یا تو بروقت منظوری یا بجاآوری تقسیم کے روبرو کلکٹر کے یا بسبیل اپیل بحضور کمشنر قسمت بہ نسبت کسی امر کے موقع کافی دیا گیا ہے جو وقت تقسیم کے ہوا ہو لیکن ۱۸۸۱ء سے مئی ۱۸۹۳ء تک معلوم ہوتا ہے کسی حصہ دار نے کارروائی اولین تقسیم کے نسبت کچھہ عذر نہین کیا تھا لہذا مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ اس دستاویز سے جواب کافی نالش مدعی کا حاصل ہو جاویگا۔ واسطے فیصل کرنے مقدمہ کے یہہ کافی ہوگا لیکن چونکہ ایک امر اہم یہہ پیدا ہوا ہے کہ آیا بعد تقسیم کے کوئی مالک اراضی واقعہ ایک محال کا دعوے استحقاق شفع کا اوسحالت مین کرسکتا ہے یا نہین کہ جب جایداد موقوعہ دوسرے محال کے بیع ہوئی ہے مین اپنی راے اس امر کے نسبت بھی ظاہر کرنا ضروری خیال کرتا ہون تقسیم دو قسم کی ہوتی ہین۔ مکمل اور غیر مکمل۔ تقسیم غیر مکمل کی صورت مین یہہ کبھی تجویز نہین ہوئی ہے کہ استحقاق شفع تقسیم مذکور کے ساتھہ غایب ہو جاتا ہے مقدمہ رام پرساد بنام لچھمن سنگھ در رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۶۷ء صفحہ ۲۵۲) مین یہہ تحریر ہوئی تھی۔ یہہ سچ ہے کہ تقسیم ہوچکی ہے لیکن تقسیم غیر مکمل ہے۔ اراضیات تقسیم ہوئی تھین لیکن ذمہ داری مشترکہ سب کی بہ نسبت مالگذاری کے باقی ہے۔ لہذا جایداد ابتک ایک ہی محال ہے کہ جسکی کل اراضی ذمہ دار مالگذاری سرکار کی ہے۔ تقسیم غیر مکمل کی ایسی حالت مین ازروے متعدد مقدمات کے یہہ تجویز ہوچکی ہے کہ شرط شفع جو پرانے واجب العرض مین درج ہے نافذ رہتی ہے مقدمہ موتی ساہ بنام مسماۃ گوکلی (صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی و شمالی ۱۸۶۱ء صفحہ ۵۰) مین ججون نے بہ نسبت ایسے تقسیم کے یہہ فرمایا ہے۔ شرط ضروری استحقاق شفع کی یہہ ہے کہ فریق دعویداران استحقاق مذکور شریک حصہ داران اوسی جایداد کے ہون جس مین وہ لوگ ہین جنکے مقابلہ مین دعوے کیا جاتا ہے یہہ تعلق فیمابین فریقین ایسا ہے جو تقسیم ہی کے عمل سے معدوم ہو جاتا ہے اور اوس کے روسے ملکیت علاحدہ قایم ہو جاتی ہے۔ مقدمہ جی رام بنام مہابیر راے (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۷۲۰) مین مسٹر جسٹس اولڈفیلڈ صاحب نے یہہ فرمایا تھا۔ شرط شفع کا اثر حصہ داران پر صرف اوسوقت تک رہتا ہے کہ جب تک وہ شریک رہتے ہین اور اون حصہ داران پر اوسکا اثر موقوف ہو جاتا ہے جو خود علیحدہ ہو جاتے ہین اور

اونکی جایداد محال جداگانہ قایم ہوجانیسے علیحدہ ہوجاتی ہے - بعد تقسیم کے مدعی
استحقاق بمقابلہ اور بہ نسبت اون حصہ داران اور اوس جایداد کے نافذ نہین کرسکتا
ہے جو اسطرح پر علیحدہ ہوگئے ہین اور نہ حصہ داران علیحدہ شدہ کوئی استحقاق شفع بمقابلہ
مدعی اور اوسکی جایداد کے جو اوس محال مین باقی ہے جس سے وہ علیحدہ ہوگئے ہین
نافذ کرسکتے ہین - اور اوسی مقدمہ مین محمود صاحب جسٹس نے یہہ تجویز کی تھی کہ
پرانے واجب العرض کے شرائط بذریعہ تقسیم کے معدوم ہوگئے کہ جب تقسیم مین
واجب العرض جدید مرتب ہوئی تھی جس کے رو سے حقوق شفع باہم شرکاء محال
جدید کے پیدا ہوئے تھے -

جس مقدمہ پر دراصل رسپانڈنٹان کو استدلال ہے اور جو مقدمہ بلاشبہ
اونکی مفید ہے وہ مقدمہ گوکل سنگہ بنام منولال (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد
جلد ۷ صفحہ ۲۷۷) ہے جسکا میرے بھائی ناکس صاحب نے حوالہ دیا ہے - بہ تعظیم تمام
اون ذیعلم ججون کے جو اوس فیصلہ مین شریک تھے مین اون سے اتفاق نہین
کرسکتا ہون - اوسمقدمہ مین یہہ تجویز ہوئی تھی کہ ممکن ہے کہ اب بھی کچھہ شرکت حقیت
کی ہو اور نیز زیادہ شرکت اون اشیاء مین ہو جنپر کل باشندگان مشترکاً قابض ہین اور
جنکو استعمال کرتے ہین مثلاً سڑک نالی اور دیگر اشیاء جنکی سب کو ضرورت ہوتی
ہے پس بعد تقسیم کے بھی کچھہ مشترک رہجاتا ہے اور بہ لحاظ روداد اسمقدمہ کے کافی
شرکت حقیت کی ایسکی باقی رہتی ہے جس سے ازروے واجب العرض کے شرکاء محال
کو بہ نسبت حقوق شفع کے بمقابلہ اشخاص اجنبی کے ترجیح دینا مناسب ہے - بہ نسبت
اوس وجہ کے جو اسموقع پر ظاہر کی گئی ہے مین ایک فقرہ فیصلہ حال عدالت ہذا
مقدمہ نظیر الدین بنام قادر بخش (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۴ء صفحہ ۵۲) نقل
کرونگا - اسمقدمہ مین اگرچہ شفع مقتضیہ واجب العرض بموجب شرع محمدی کے ہوگی
تاہم وہ شفع واسطے حصہ داران محال کے ہوگی اور نہ علاوہ حصہ داران کے اور اشخاص
کے واسطے اگرچہ اشخاص مذکور کچھہ حق یا استحقاق اراضی شاملات محال مین بھی رکھتے
ہون - میری یہہ راے ہے کہ بجز اوس صورت کے کہ وقت تقسیم کے حق شفع بالخصوص
حصہ داران نے بہ نسبت اراضیات موقوعہ دیگر محالات کے محفوظ رکھا تھا ایسا استحقاق

شفع محض اس امر سے قیاس نہین کیا جا سکتا ہے کہ جب موضع صرف ایک ہی محال تھا حصہ داران کو حق شفع بمقابلہ ایک دوسرے کے حاصل تھا۔ مقدمہ ماتادین بنام ہیش پرشاد (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۲ء صفحہ ۲۶۱) محمود صاحب جسٹس نے یہہ فرمایا تھا کہ تقسیم عام اس سے کہ مکمل ہو یا غیر مکمل ہو ایک ایسا معاملہ ہے جو انتظام مالگذاری کے خیال سے متعلق ہے۔ لیکن میری راے مین تقسیم بہت زیادہ علاوہ مالگذاری کے متعلق ہے اگرچہ قانون مین یہہ حکم ہے کہ تقسیم ایسے طریقہ سے عمل مین لائی جاوے کہ مالگذاری کو مضرت نہ پہونچے۔ میرا تجربہ یہہ ہے کہ جس وجہ سے درخواست تقسیم کا ظہور ہوتا ہے وہ اکثر تنازعہ دربارہ مالگذاری کے نہین ہوتا ہے جیسا کہ موضع مین کسی جھگڑا لو یا مقدمہ باز حصہ دار کے ہو بیٹھنے ہوتا ہے جو اور ون سے اپنے اپ کو زیادہ کا مستحق سمجھتا ہے۔ اگر یہہ تجویز ہوئی کہ باوجود تقسیم کے جب کبھی کوئی بیع ظہور پذیر ہو تو حصہ دار اپنے حق شفع کا اظہار اوس محال مین کر سکیگا جو تقسیم ہو چکا ہے تو یہہ طریقہ جھگڑا رفع کرنیکا کبھی ختم نہوگا نتیجہ یہہ ہے کہ مجھکو اپنے بھائی ناکس صاحب کے ساتھہ اس تجویز مین اتفاق کرنے مین کچھہ تامل نہین ہے کہ یہہ اپیل ڈگری ہونی چاہئے۔

لہذا عدالت کا یہہ حکم ہوگا کہ حکم عدالت ماتحت کا منسوخ اور دعوے مدعی ڈسمس اور اپیل معہ خرچہ خاص کل عدالتون سے ڈگری ہوگا۔

مین پوری — اپیل دوم نمبر ۵۰۷ سنہ ۱۸۹۴ء — منفصلہ ۱۳ فروری

لودر مل (مدعی) اپیلانٹ بنام سید محمد وغیرہم (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۷۴۔ بہ تعمیل سمن کے گواہ کا حاضر نہونا — عذر جایز۔

حسب منشاء دفعہ ۱۷۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بابت غیر حاضری گواہ بہ تعمیل سمن کے یہہ عذر جایز ہے کہ جس شخص نے سمن جاری کرایا تھا اوس نے ضروری اخراجات گواہ مذکور کے حسب صراحت مندرجہ دفعہ ۱۶۰ مجموعہ کے ادا یا پیش نہین کیا تھا

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

بنلش منجانب اپیلانٹ   غلام مجتبی منجانب رسپانڈنٹان

ناکس صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس ۔ اسمقدمہ مین صرف ایک امر
تجویز طلب ہے ۔ اوسکی توضیح کرنیکے لئے مختصراً اوس ضابطہ کا بیان کرنا ضروری ہی
جو عدالت مرافع اولی نے اختیار کیا تہا ۔ تاریخ معینہ واسطے قرارداد تنقیح کے پہلے
۲۳ ستمبر ہتی اور پہر ۱۰ نومبر ۱۸۹۲ع ہتی ۔ وتاریخ کو عدالت نے وجہ التوا کی
یہہ تحریر کی ہتی کہ عدالت نے وکیل مدعاعلیہ کو غیر حاضر ہونے کی اجازت اوس
وکیل کے کچہہ خانگی کام کیوجہ سے دی ہتی لہذا عدالت موصوف نے قرارداد تنقیح کو
۱۲ تک ملتوی کیا تہا ۔ ۱۲ نومبر کو امور تنقیح قایم کئے گئے تہے اور واسطے سماعت
اول کے ۱۰ دسمبر مقرر ہوئی ہتی بوجہ وفات ایک مدعی کے مقدمہ ۲۰ دسمبر تک ملتوی
رکہا گیا تہا لیکن جب تک کہ پانچ گواہ منجملہ گواہان مدعی کے بجواب سمن بہ تعین
تاریخ ۱۰ دسمبر کے حاضر نہین ہوئے تہے ۔ ۲۰ دسمبر کو منجملہ گواہان مدعی چند گواہ پہر
حاضر ہوئے تہے لیکن بوجہ بیماری منصف کے سماعت مقدمہ کی ۱۱ جنوری ۱۸۹۳ع
تک ملتوی رہی ہتی ۔ جو گواہان ۲۰ دسمبر کو حاضر ہوئے تہے اون سے ۱۱ جنوری کو
حاضر ہونے کے لئے کہا گیا تہا ۔ لیکن اوس تاریخ کو منجملہ گواہان مذکور کے دو گواہ
غیر حاضر ہوئے تہے ۔ بجائے اس کے کہ جو گواہ حاضر تہے اون سے کارروائی شروع
کیجاوے یا گواہان غیر حاضر کے مجدداً سمن جاری ہونے کے درخواست کرے مدعی
نے عدالت سے درخواست اجرائے وارنٹ بنام اون گواہون کے کی ۔ عدالت
نے اس وارنٹ کے جاری ہونے سے اس بنیاد پر انکار کیا کہ زادراہ اور دیگر
اخراجات گواہان مذکور کے ادا نہین کیا گیا تہا اور یہہ ایسا امر ہے جو خود مدعی سے
ظہور پذیر ہوا تہا نظر بران وہ درخواست نامنظور کی اور جو مواد عدالت موصوف
کے روبرو موجود تہا اوسکے بناپر مقدمہ کو فیصل کردیا تہا ۔ ہمارے روبرو یہہ حجت
ہے کہ عدالت کو درخواست مدخلہ مدعی کو منظور اور وارنٹ گرفتاری جاری کرنا لازم
تہا ۔ بہرکیف احکام دفعہ ۱۷۴ مجموعہ سے ظاہر ہے کہ جب عدالت سے کوئی ایسی درخواست
کیجاوے تو اوسکو درخواست مذکور کے منظور یا نامنظور کرنیکا اختیار امتیازی حاصل ہوتا
ہے بجز اوس صورت کے کہ جب عدالت کو یہہ باور کرنیکی وجہ حاصل ہو کہ گواہان غیر

حاضر کو عذر جایز ایسے حاضر ہونیکا حاصل ہے کہ اس صورت مین حکم گرفتاری کے صادر کرنے سے عدالت موصوف ممنوع ہے - یہہ بحثین ہو سکتی ہین کہ کون امر عذر جایز کی حد تک پہونچتا ہے یا نہین پہونچتا ہے - تشریح متعلقہ دفعہ ۱۷۴ سے ادا نکرنا یا حاضر نکرنا مبلغ کافی کا واسطے زادراہ اخراجات متذکرہ دفعہ ۱۷۰ یعنی زاد راہ و دیگر اخراجات اوس شخص کے جسکے نام سمن بھیجا جاوے جسقدر روپیہ اوس عدالت کے آمد و رفت کے لئے جسمین طلبی اسکی کی گئی ہے اور بابت ایک روز حاضری عدالت کے لئے کافی ہو عذر جایز متصور ہوگا - عدالت کو بعد اوس کے کہ جو کچھہ خود مدعی نے کہا تھا بجز اوس کے اور کچھہ بھی اختیار نہین تھا کہ درخواست اجراے وارنٹ گرفتاری کو نامنظور کرے - عذرات جو یادداشت اپیل مین کئے گئے ہین بالکل ساقط ہوتے ہین اور یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے -

---

علیگڈہ — اپیل دوم نمبر ۶۹۴ سنہ ۱۸۹۴ء — منفصلہ ۲ مارچ

صفحہ ۴۰ انگریزی

سیٹھہ شاپورجی نانابھائی ڈگریدار اپیلانٹ بنام شنکردت دوبے (عذردار) رسپانڈنٹ

اجرائے ڈگری - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۳۴ - درخواست اجرائے ڈگری بنام قایمقام مظہرہ مدیون ڈگری متوفی کے -

مقدمہ درخواست اجرائے ڈگری بحکومہ دفعہ ۲۳۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی بنام اوس شخص کے جو قایمقام مدیون ڈگری متوفی کا بیان کیا جاتا ہے یہہ تجویز کرنا عدالت صادر کنندہ ڈگری کا کام ہے کہ آیا جس شخص کے نام اجرا مطلوب ہے وہ ایسا قایمقام ہے یا نہین لیکن یہہ تجویز کرنا عدالت اجرا کنندہ ڈگری کا کام ہے کہ کسقدر ایسا شخص بحیثیت قایمقامی مذکور کے ذمہ دار ہے -

واقعات اسمقدمہ کے ایکمین صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

رام پرشاد و غلام مجتبی منجانب اپیلانٹ — سندرلال و کالندری پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

ایکمین صاحب جسٹس - اپیلانٹ مقدمہ ہذا نے ایک ڈگری زیر لفظی عدالت جج ماتحت علیگڈہ سے بنام راجہ ہرنی ہردت دوبے ساکن ضلع جونپور کے حاصل

کی تھی۔ بعد صدور ڈگری اور قبل جاری ہونے ڈگری کے مدیون ڈگری فوت ہوگیا
تھا۔ اوس کے وفات کے بعد ڈگریدار نے عدالت صادر کنندہ ڈگری سے درخواست
کی کہ ڈگری واسطے اجرا کے عدالت جج ماتحت جونپور مین بھیجدیجاوے۔ اپنی درخواست
مین اوس نے نام راجہ شنکردت رسپانڈنٹ بھائی اور مسماۃ سہودرا بیوہ مدیون
ڈگری متوفی کا بطور اوس کے قایمقام کے درج کیا تھا۔ اون دونون شخصون کے
نام اطلاعنامہ اس وجہ کے دکہلانیکا جاری ہوا تھا کہ کیون اونکے مقابلہ مین ڈگری
جاری نہ کیجاوے۔ مسماۃ سہودرا نے کوئی وجہ نہین دکہلائی لیکن راجہ شنکردت
نے ایک درخواست عذرداری بدین حجت داخل کی کہ وہ وارث مدیون ڈگری
متوفی کا نہین ہے اور متوفی کی کوئی جایداد اوس کے قبضہ مین نہین آئی ہے۔ جج
ماتحت علیگڈہ نے ان دونون تنقیحون کی تجویز اوس کے خلاف کی اور حکم انتقال ڈگری
بغرض اجرا بمقام جونپور کے صادر کیا۔ بنارا ضی اس حکم کے راجہ شنکردت دوبے
نے ضلع جج علیگڈہ کے حضور مین اپیل کیا اور اپنی اپیل مین اعادہ اونہین عذرات
کا کیا جو اوس نے جج ماتحت کے روبرو پیش کئے تھے۔ جج ماتحت کے روبرو یا اپنی
اپیل مین ضلع جج کے روبرو اوس نے کبھی کوئی اعتراض بہ نسبت اختیار سماعت
عدالت اول الذکر کے دربارہ تجویز کرنے اس امر کے نہین کیا تھا کہ آیا وہ قایمقام
قانونی مدیون ڈگری متوفی کا ہے یا نہین۔ ذیعلم ضلع جج نے بقرار داد اس رائے
کے اپیل ڈگری کیا کہ فیصلہ جج ماتحت کا بہ نسبت اس امر کے کہ آیا سایل قایمقام مدیون
ڈگری متوفی کا ہے یا نہین خلاف اختیار ہے کیونکہ امر مذکور ایسا ہے جسکی تجویز
عدالت اجرا کنندہ ڈگری سے ہونی چاہئے۔ اپیلدوم بعدالت ہذا مین ڈگریدار
ذیعلم جج کی راے پر اعتراض کرتا ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ اپیل کامیاب ہوگی
اگرچہ ڈگریدار نے اپنی درخواست مین حوالہ دفعہ ۲۳۴ مجموعہ کا نہین کیا ہے مین
خیال کرتا ہون کہ اوسکی درخواست بمنزلہ درخواست مقتضیہ فقرہ اول دفعہ مذکور
کے ہے اور بلحاظ عبارت دفعہ مذکور کے میری راے مین یہہ ایسا امر ہے جسکی تجویز
عدالت صادر کنندہ ڈگری سے ہونی چاہیے کہ آیا وہ خاص شخص قایمقام قانونی مدیون
متوفی کا ہے یا نہین۔ لیکن مین خیال کرتا ہون کہ جج ماتحت نے اپنے اختیارات

سے تجاوز کیا ہے جب اونہون نے بہ نسبت نقد او اوس جایداد کے تجویز کی ہے جو
رسپانڈنٹ کے قبضہ مین آئی ہے ۔ جب عدالت صادر کنندہ ڈگری نے یہہ تجویز کر دی
کہ کون شخص بطور قایمقام کے متصور ہوگا تو عدالت اجرا کنندہ ڈگری کا یہہ تجویز کرنیکا
کام ہے کہ اوس قایمقام قانونی کی ذمہ داری کی مقدار کیا ہے ۔ مین یہہ نتیجہ الفاظ
صادر کنندہ ڈگری مستعملہ فقرہ (ا) اور الفاظ عدالت اجرا کنندہ ڈگری مستعملہ فقرہ
دوم دفعہ ۲۳۴ مجموعہ سے نکالتا ہون ۔ لہذا اسقدر فیصلہ جج ماتحت کا جو متعلق
اوس جایداد کے ہے جو رسپانڈنٹ کے قبضہ مین آئی ہے بلا اختیار ہے لیکن میری
راے مین جج ماتحت کو یہہ تجویز کرنیکا اختیار حاصل تہا کہ آیا رسپانڈنٹ قایمقام
قانونی ہے یا نہین ۔ مناسب طور پر یہہ امر عدالت صادر کنندہ ڈگری کے لئے تجویز طلب ہے
نہ اوس عدالت کے لئے کہ جہان ڈگری منتقل کی گئی ہے ۔ ذیعلم کونسل رسپانڈنٹ
نے دفعہ ۲۴۴ ضمن (ج) پر استدلال کیا ہے ۔ اوس کے روسے عدالت اجرا کنندہ
ڈگری کو اختیار سماعت اون امور کے تجویز کرنیکا عطا ہوا ہے جو فیما بین فریقین اوس
نالش کے جسمین ڈگری صادر ہوئی تہی یا اون کے قایمقامون کے پیدا ہون اور جو ڈگری
کے اجراے یا اوس کے ایفاے یا بیباقی سے یا اوسکی اجرا کے التواے تعلق رکہتے
ہون ۔ لیکن اوسکے روسے اوس عدالت کو جسکے پاس ڈگری منتقل ہو آئی ہے اس
امر کے تجویز کرنیکا اختیار سماعت عطا نہین ہوتا ہے کہ کون اشخاص قایمقامان تصور
ہو سکتے ہین ۔ ہر حکم مصدرہ عدالت فرستندہ ڈگری بغرض اجرا بعدالت دیگر ۔ بدین تجویز
کہ ڈگری مذکور سمجہا جاے کہ کسی خاص شخص بطور قایمقام قانونی مدیون ڈگری کے جاری
کیجاوے مین خیال کرتا ہون کہ ضمن (ج) دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل
ہوتا ہے اور اوس کی نقل اوس عدالت مین بہیجی جانی چاہئے کہ جہان ڈگری
بغرض اجرا کے منتقل کی گئی ہے ۔ اس راے مین میری تائید تحریرات پر نسبت صاحب
جسٹس ویورلی صاحب جسٹس بمقدمہ سری ہری مندل بنام سوراری چودہری
(انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۷ بصفحہ ۲۶۲) فیصلہ مذکور سے ہوتی
ہے ۔ ذیعلم ضلع جج اپنے فیصلہ مین یہہ کہتے ہین ۔ مین جج ماتحت سے اس امر
مین اتفاق کرتا ہون کہ درخواست اصل سایل کی (جواب اپیلانٹ ہے) دخمس

ہونی چاہیے تھی لیکن درخواست مذکور اس بنیاد پر ڈسمس ہونی چاہیے تھی کہ عدالت
کو اوس درخواست کے پذیرا کرنیکا اختیار حاصل نتھا - اسکی معنی بالکل صاف نہین
ہین لیکن اوس سے مین یہہ نتیجہ اخذ کرتا ہون کہ ضلع جج نے محض یہہ تجویز کی ہے
کہ عدالت ماتحت کو درخواست ڈسمس کرنی چاہیے تھی کہ گویا اونکو اختیار سماعت حاصل
نہین تھا اور اونکی مراد یہہ تجویز کرنے کی نہین ہے کہ درخواست اوسکی رو داد
پر ڈسمس ہونی چاہیے تھی - لہذا مین خیال کرتا ہون کہ اسمقدمہ کو بموجب دفعہ
۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس جانا چاہیئے - مین یہہ اپیل منظور کرتا ہون
اور منسوخی حکم عدالت اپیل ماتحت کے مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی
کے بدین ہدایات واپس کرتا ہون کہ اپیل باز بہ نمبر سابق رجسٹر مین پھر داخل
کرین اور بہ لحاظ تحریرات بالا اوسکے تجویز روداد مین مصروف ہون - خرچہ
نتیجہ پر منحصر رہیگا -

مراد آباد اپیل دوم نمبر ۵۰ سنہ ۱۹۲۴ء منفصلہ ۴ مارچ

سنہ ۱۹۲۶ء انگریزی

تاراچند و یکس دیگر (مدعیان) اپیلانٹان بنام دینا ناتھ (مدعاعلیہ) ریسپانڈنٹ

ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۸۸ - ڈگری نیلام -
تعبیر ڈگری -

ایک ڈگری نیلام متعلقہ دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جایداد سنہ ۱۸۸۲ء مین
یہہ حکم تھا کہ مدیون ڈگری ۲۲ فروری سنہ ۱۹۲۳ء کو یا اوسکی قبل ایک رقم معین مع سود دایندہ
جو ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء تک محسوب ہو گیا تھا مع سود دایندہ بشرح ۶ فیصدی کے ادا کرے
لیکن ڈگری مین یہہ صراحت نہین تھی کہ سود تاریخ وصول تک ادا کیا جاوے تجویز ہوئی کہ ڈگری
حسب مرتبہ منشا کہ بالا مین صرف ۲۲ فروری سنہ ۱۹۲۳ء تک سود لگایا جاویگا -

واقعات اسمقدمہ کے جہانتک واسطے اغراض اس رپورٹ کے ضروری ہین
فیصلہ عدالت سے ظاہر ہوتے ہین -

جوگندر ناتھ منجانب اپیلانٹان رتن چند منجانب ریسپانڈنٹان

بنرجی صاحب جسٹس - اپیلانٹان نے ایک ڈگری نیلام کی بموجب دفعہ ۸۸

ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ء ہونے کے حاصل کی ہتی ڈگری مذکور ۲۲ جنوری ۱۸۹۲ء
کو صادر ہوئی ہتی اور بدین مضمون ہے کہ مدیون ۲۲ فروری ۱۸۹۲ء کو یا اوس کے
قبل مبلغ ۱۲۳۵ روپیہ بابت اصل و سود کے جسکا حساب ۲۲ جنوری ۱۸۹۲ء تک
ہو چکا ہے مع سود آیندہ بشرح ۵ روپیہ فیصدی سالانہ ادا کرے۔ ڈگری مین صاف
و صریح یہہ صراحت نہین ہے کہ آیا سود تاریخ وصول تک ادا کیا جاویگا یا نہین
بحالت نہونے ایسے صاف ہدایات کے حکم ادا کرنے سود کا بطور ایسے حکم کے متصور
ہوگا کہ جسمین ہدایت ادا ہونے سود ۲۲ فروری ۱۸۹۲ء یعنی اوس تاریخ تک
کا ہے کہ جو تاریخ ڈگری مین زر رہن کے ادا ہونیکے لئے مقرر ہے۔ میری راے
مین عدالت ماتحت نے بہت صحیح طور پر ڈگری کی تعبیر کی ہے۔ یہہ اپیل ساقط
ہوتا ہے اور مع خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

جونپور اپیل اول احکام نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۹۴ء منفصلہ ۱۲ فروری

ابجادت (مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام رام اودت پانڈے وغیرہ (مدعیان) ریسپانڈنٹان

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۴ - اشتمال بیجا بنا مخاصمت - شفع - زمینداری و اراضی سیر کا بذریعہ دستاویزات جداگانہ کے بیع ہونا - نالش شفع بابت زمینداری و سیر دونون کے

جب صورت مین حصہ زمینداری و سیر مقبوضہ ساتھہ اوسکے کے مشتری احد کے ہاتھہ بذریعہ دو جداگانہ دستاویزات کے بیع ہوئی تھی تو یہہ تجویز ہوئی کہ نالش شفع بابت حصہ زمینداری و اراضی سیر دونون کے بربنا اشتمال بیجا بنا مخاصمت کے قابل منسوخی کے نہین ہے

واقعات مقدمہ کے ایکمین صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

سندر لال منجانب اپیلانٹ جوالا پرشاد و کالندی پرشاد منجانب ریسپانڈنٹان

ناکس صاحب جسٹس - یہہ اپیل بنا راضی اوس حکم کے ہے جس کے رو سے جج ماتحت جونپور نے بموجب احکام دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ایک نالش واسطے تجویز روداد کی کے واپس بھیجی تھی جسمین منصف جونپور نے دعوی مدعیان عدالت مذکور اور ریسپانڈنٹان عدالت ہذا کا اس بنیاد پر ڈسمس کیا تھا کہ دعوی بحیثیت موجودہ بوجہ اشتمال بیجا بنا مخاصمت بلا حصول اجازت عدالت بموجب دفعہ ۴۴ کے بیجا ہے - نالش مذکور واسطے بازیافت جایداد غیر منقولہ کے ہے مدعیان اوس جایداد پر استحقاق شفع رکھنے کے دعویدار ہین یہہ سچ ہے کہ جایداد متدعویہ شئی مبیعہ دو جداگانہ بیعنامہ موسمین بنام ایک ہی اور اوسی مشتری کے تھی ایک بیعنامہ کے ذریعے سے حصہ زمینداری بیع ہوا تھا اور دوسرے بیعنامہ کے ذریعہ سے اراضیات سیر مشمولہ زمینداری مذکور بنام اوسی مشتری کے بیع ہوئی تھین - ریسپانڈنٹان نے اپنی عرضی نالش مین یہہ درج کیا تھا کہ اونکی بنا مخاصمت بقدر کل جایداد متدعویہ کے ۲۲ جنوری ۱۸۹۲ء کو پیدا ہوئی تھی جب اونھون نے اپنی آمادگی درباره خریداری کے ظاہر کی تھی اور انکار ہوا تھا - بعلم جج ماتحت کی راے اس امر کے تجویز کرنے مین کامل طور پر صحیح ہے کہ یہہ نالش واسطے بازیافت جایداد غیر منقولہ کے ہے اور کوئی بنا مخاصمت کسی مختلف قسم کی اوس نالش مین شامل نہین کی گئی تھی فی الواقع میری راے مین ایک ہی اور صرف ایک ہی بنا مخاصمت ہے یعنی آمادگی مظہره ریسپانڈنٹان اور وہ انکار جس سے ریسپانڈنٹان کو مجبوراً نالش دایر کرنا پڑا اور اونکو وہ بنا مخاصمت حاصل ہوئی جسکی دادرسی کو عدالتہاے دیوانی مین آنا پڑا - حکم مصدره جج ماتحت ایک حکم معقول ہے اور اپیل ڈسمس کیا جاویگا -

المین صاحب جسٹس - اپیلانٹ مقدمہ ہذا نے بذریعہ دو جداگانہ بیعنامون کے جو ۲ جنوری ۱۸۹۰ء کو لکہے گئے تہے بذریعہ ایک بیعنامہ کے اراضی سیر متعلقہ ایک حصہ زمینداری کو اور بذریعہ دوسرے بیعنامہ کے خود اوس حصہ زمینداری کو خرید کیا تہا جس خیال سے یہہ دو جداگانہ بیعنامہ لکہے گئے تہے غالباً یہہ تہا کہ احکام دفعات ۹ و ۱۰ - ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی (ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء) سے گریز کیا جائے - ریسپانڈنٹان نے نالش اثبات استحقاق شفع بہ نسبت اوس حصہ زمینداری اور اراضی سیر کے دایر کی تہی - مشتری نے مختلف وجوہ سے اس نالش کی جوابدہی کی تہی جنمین سے ایک وجہ یہہ تہی کہ ہرگاہ دو بیعنامے تہے لہذا نالش بوجہ اشتمال بیجا بنا رمخاصمت کے ناقص ہے - منصف نے بلا لحاظ روداد مقدمہ کے نالش ڈسمس کی ہے - مدعیان نے جج ماتحت کے حضور مین اپیل کیا تہا جنہون نے ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ اور مقدمہ بموجب احکام دفعہ ۵۶۲ مجموعہ کے بغرض تجویز رودادی کے واپس کیا تہا - بنا راضی اوس حکم واپسی مقدمہ کے مشتری نے یہہ اپیل دایر کیا ہے - میری رائے مین ذیعلم جج ماتحت کی رائے دربارہ واپس کرنے مقدمہ کے کامل طور پر صحیح ہے - دفعہ ۴۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین یہہ حکم ہے - برعایت قواعد مندرجہ باب ۲ و دفعہ ۴۴ مدعی کو اختیار ہے کہ ایک ہی مقدمے مین چند بناہائے دعوے کو بمقابلہ ایک ہی مدعا علیہ یا مدعا علیہم کے شامل کر دے - باب ۲ صرف مقام ارجاع نالش سے متعلق ہے اور اوسکو مقدمہ حال سے کچہہ سروکار نہین ہے - دفعہ ۴۴ مین یہہ حکم ہے کہ باستثنائے چند مخصوص صورتون کے کوئی بنا رمخاصمت نالش بازیافت جایداد غیر منقولہ یا استقرار حقیت جایداد غیر منقولہ مین شامل نہ کیجاویگی - منصف بتائید اپنی حکم کے یہہ کہتے ہین کہ یہہ مقدمہ ہر چہار پہلو سے ہمشکل مقدمہ ہربنس سنگہ بنام لچہمنا کنور (زبدۃ الالفاظ ہفتہ وار ۱۸۸۵ء صفحہ ۲۰) کے ہے - در اصل یہہ مقدمہ ہر چہار پہلو سے مشابہ مقدمہ متذکرہ بالا کے نہین ہے کیونکہ مقدمہ آخر الذکر مین نالش شفع بہ نسبت بیع اون جایدادون کے دایر ہوئی تہی جو دو موضعون مختلف مین واقع تہی اور جسمین ممکن ہے کہ شرائط واجب العرض کے مختلف رہے ہون - لیکن اگر ہر چہار پہلو سے مشابہ بہی ہو تو مین خود یہہ تجویز نہین کر سکتا ہون کہ مضامین دفعہ ۴۴ کے اس مقدمہ سے متعلق ہین - مقدمہ چہیدام کرا بنام راما سامی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۵ صفحہ ۱۶۹) مین یہہ تجویز ہوئی تہی کہ ازروے دفعہ ۴۴ کے اون چند بناہاے مخاصمت کا اشتمال ممنوع نہین ہے جنکے رو سے مدعی مستحق بازیافت جایداد غیر منقولہ کا ہو جاتا ہے مگر اشتمال ایسے بناہاے مخاصمت کا مختلف قسم کے بناہاے مخاصمت سے بجز اونکی

جو دفعہ مذکور مین مستثنی ہین ممنوع ہے - مین اوس تعبیر سے بالکل اتفاق کرتا ہون جو احکام دفعہ ۴۴ کی اوسمقدمہ مین ہوئی ہے - اگر منصف کی راے اس امر کے خیال کرنیمین صحیح ہی ہو کہ دفعہ ۴۴ متعلق ہے - تو یہہ مقدمہ بلاشبہہ ایسا تہا جسمین اونکو بموجب دفعہ مذکور کے اجازت دیدینی چاہئے تہی منصف نے اس امر سے چشم پوشی کی ہے کہ انسداد کثرت مقدمات کا مناسب ہے اور اوس اصول کو نظر انداز کیا ہے جو باب چہارم مجموعہ ضابطہ دیوانی کے شروع کے دفعہ مین موضوع ہوا ہے اور جو ترتیب نالش سے متعلق ہے -

مین اپنے بہائی ناکس صاحب کے حکم مجوزہ سے اتفاق کرتا ہون -

حکم عدالت کا یہہ ہوگا کہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس ہو -

اعظمگڈہ   اپیل اول احکام نمبر ۲۶ ۱۸۹۴ء   منفصلہ ۱۱ فروری   (رپورٹ انگریزی)

مان راے وغیرہ (مدعاعلیہم) اپیلانٹان بنام جی رام راے (مدعی) رسپانڈنٹ

اختیار سماعت - عدالتہاے دیوانی و مال - ایکٹ نمبر ۱۲ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۹۵ ضمن ک (م) اور (ن) - پٹہ شکمی - اقرار کہ جزو زر لگان پٹہ شکمی کا اصل پٹہ دہندہ کو ادا کیا جاویگا - بیدخلی شکمی پٹہ دار کی - نالش بازیافت دخل کی عدالت دیوانی مین -

سو نگلی وغیرہ مالکان حصہ زمینداری نے اوسکی ایک ثلث کا پٹہ بنام نول سنگہ اور سندر کے لکہدیا نول سنگہ اور سندر نے اپنی باری مین اپنے حقوق کا شکمی پٹہ بنام جی رام راے کے لکہدیا - اپنی اقرار نامہ مین جو نول سنگہ اور سندر کے ساتہہ ہوا تہا جی رام راے نے جزو اپنی لگان کا اصل پٹہ دہندہ کو ادا کرنیکا اقرار کیا تہا جس سے نول سنگہ اور سندر نے پٹہ پایا تہا - بعدہٗ جی رام راے نے اس بیان سے کہ جو جایداد اوسکو شکمی پٹہ پر دی گئی تہی اوس سے اوسکو دو شخصون نے یعنی مان راے اور جگت راے نے بیدخل کردیا ہے مان راے اور جگت راے پر بازیافت دخل کی نالش کی ہے - تجویز ہوئی کہ یہہ ایسی نالش نہین ہے جس سے دفعہ ۹۵ ضمن (م) اور (ن) ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء کے متعلق ہین -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

محمد اسحاق سنجانب اپیلانٹان   ای اسے ہورڈ منجانب رسپانڈنٹ

ناکس صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس - جی رام راے رسپانڈنٹ اپیل ہذا

ایک پٹہ دار رہے جس نے اپنی حقوق پٹہ داری کے بذریعہ پٹہ مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۸۸۹ء کے حاصل کی تہے جو اوسکو دو شخص مسمیان نول سنگہ اور سندر سے کہ جو فریق مقدمہ ہذا نہین ہین عطا کیا تہا مان رائے اور جگت رائے نے حسب بیان جی رام رائے کے اوسکو اوس جایداد سے جس کا اوسکو پٹہ دیا گیا تہا بیدخل کر دیا ہے۔ مان رائے اور جگت رائے نے جوابدہی بعوض مرجوعہ ریسپانڈنٹ کی چند وجوہ کے بنا پر کی ہے لیکن منجملہ اون وجوہ کے ہمکو اس اپیل مین صرف دو سے تعلق ہے۔ اول یہہ ہے کہ جس پٹہ کے ذریعہ سے جی رام رائے دعویدار ہے وہ پٹہ ناجایز ہے کیونکہ جس استحقاق کا منجانب نول سنگہ اور سندر کے منتقل ہونا ظاہر ہوتا ہے وہ استحقاق از قسم قابل انتقال کے نہین ہے۔ دوسری وجہ یہہ ہے کہ نالش مرجوعہ ایسی ہے جسمین جی رام رائے اپنی غرض بذریعہ درخواست مدخلہ حسب ضمن (م) اور (ن) دفعہ ۹۵ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے حاصل کر سکتا تہا لہذا نالش بحیثیت موجودہ قابل سماعت عدالت دیوانی کے نہین ہے عدالت مرافع اولی نے یہہ تجویز کی تہی کہ یہہ حجتین معقول ہین اور نالش مرجوعہ ریسپانڈنٹ بلا تجویز دیگر تنقیحات کے جو فریقین مین پیدا ہوئی تہین ڈسمس کی تہی لیکن ان دونون عذرات کو عدالت اپیل ماتحت نے نامنظور کیا جس نے مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے تجویز اون تنقیحون کے جو مابین اپیلانٹ اور ریسپانڈنٹ کے پیدا ہوئی تہین واپس بہیجا بلحاظ حجت اول کے یہہ دیکہنا ضروری ہے کہ نوعیت جایداد پٹہ شدہ بنام ریسپانڈنٹ کے کیا ہے۔ فریقین کو یہہ تسلیم ہے کہ مسماۃ سولنکلی اور دو نابالغ مالک حصہ زمینداری موضع دہرم داس پور کے ہین۔ اونہون نے اس حصہ کے ایک ثلث کا بنام نول سنگہ اور سندر کے پٹہ لکہدیا تہا اور نول سنگہ اور سندر نے اپنی باری مین اپنے حقوق کا پٹہ شکمی جی رام رائے کے نام لکہدیا تہا۔ ہم کوئی ایسا قانون نہین جانتے ہین جسکے رو سے ایسا انتقال ممنوع ہو اور نہ ہمکو کسی قانون کا حوالہ دیا گیا ہے۔ لہذا عذر اول اپیل کا ساقط ہوتا ہے۔ بلنسبت عذر دویم کے نول سنگہ اور سندر پٹہ دہندگان اس نالش مین فریق نہین کئے گئے ہین۔ لہذا کوئی نزاع مابین شکمی پٹہ دار اور اون لوگون کے نہین ہے جنہون نے اوس استحقاق کا اوسکو پٹہ دیا ہے لیکن ذیعلم وکیل اپیلانٹ کا یہہ بیان کرنا چاہتا ہے کہ مقدمہ ایسا ہے جو منجانب اسامی کے بنام اوسکے زمیندار کے دایر ہو سکتا تہا اس بنیاد پر کہ پٹہ موسومہ جی رام رائے مین ایک ایسی شرط شامل ہے جسکے رو سے نول سنگہ اور سندر نے ایک

جانب اور جی رام راے نے دوسرے جانب یہہ اقرار کیا تہا کہ لگان زنگی جی رام راے یافتنی پٹہ دہندہ حسب طریقہ ذیل ادا کیا جاوے یعنی ایک جزو خزانہ سرکار مین اور بقیہ مسماۃ سولنکلی کے ہاتہہ مین دیا جاوے جیسے لول سنگہ اور سندر نے اپنا پٹہ پایا تہا یہہ حجت ہوئی تہی کہ لگان جزو مسماۃ سولنکلی کے ہاتہہ مین ادا ہونے سے کہ جو معمولی طور پر لول اور سندر کو ادا ہونا چاہئے تہا تعلق زمیندار اور اسامی کا درمیان سولنکلی اور جی رام راے کے پیدا ہو گیا۔ ہماری راے مین ذیعلم جج کی راے اس حجت کے قبول کرنیسے انکار کرنے مین صحیح ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر لگان جو اس حقیت کے بابت یافتنی ہے باقی پڑ جاوے تو جو شخص تنہا اوسکو وصول کر سکتے ہین وہ لول سنگہ اور سندر ہی ہین اور نہ مسماۃ سولنکلی۔ محض اوس شرط سے کہ جو لگان اسامی کو بابت اپنی اراضی مقبوضہ کے ادا کرتا ہے وہ واسطے اغراض اسایش کے کسی شخص ثالث کو ادا کیا جاوے کہ جو کسی طرح پر فریق معاہدہ نہین ہے کوئی تعلق زمیندار اور اسامی کا مابین اوس اسامی اور اوس شخص ثالث کے پیدا نہین ہو جاتا ہے۔

اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

آگرہ   اپیل اول احکام نمبر ۱۴۱ سنہ ۱۸۹۴ء   منفصلہ ۲۰ فروری

صفحہ انگریزی

بہگونت داس (مدعاعلیہ) اپیلانٹ بنام مہاراجہ بہرتپور وغیرہم (مدعیان) رسپانڈنتان

اپیل - حکم مشعر نامنظوری درخواست بابت سقوط مقدمہ - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۶۶

تجویز ہوئی کہ حکم مشعر نامنظوری اس درخواست کے کہ کوئی نالش بوجہ وفات مدعی کے ساقط قرار دیا وے اور کوئی درخواست جو عدالت سے واسطے مسلیجن قایم کیا نے قایمقام قانونی کے کی گئی ہو نا جایز قرار دیجاوے منجملہ اون احکام کے نہین ہے جس کا مقصود دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین ہے اور اوسکی ناراضی سے اپیل نہین ہوسکتا ہے

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

درگاچرن منجانب اپیلانٹ   کالن سندر لال و شیو چرن لال منجانب مدعا علیہم

ناکس صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس - بروقت پیش ہونے اپیل ہذا بغرض سماعت کے دو عذر ابتدائی اوس ذیعلم وکیل نے پیش کئے جو مقدمہ مین منجانب رئیس بہرتپور حاکم وقت یکے از رسپانڈنتان عدالت ہذا اور احد المدعی عدالت ماتحت کے حاضر ہوے ہین۔ اول عذر اس

مضمون سے ہے کہ یادداشت اپیل کیساتھ نقل ڈگری داخل نہین ہوئی ہے اور آجکی تاریخ تک داخل نہین ہوئی ہے۔ دوسرا عذر اسمضمون سے ہے کہ اپیل مطلقاً ہو نہین سکتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ نالش بنجانب مہاراجہ بہرتپور مرحوم کے دایر ہوئی تہی۔ وہ ۲۱ دسمبر ۱۸۹۱ء کو دوران نالش مین قضا کر گئے تہے۔ ۲۲ مارچ ۱۸۹۲ء کو مہاراجہ حال نے عدالت سے یہہ درخواست کی کہ اونکا نام مسل مین بجاے مدعی متوفی کے داخل کیا جاوے اور ایک حکم اوسمضمون سے صادر ہوا تہا۔ ۱۸ جولائی ۱۸۹۲ء کو مدعاعلیہم کیطرف سے ایک درخواست اس بیان سے داخل ہوئی کہ درخواست ۲۲ مارچ ۱۸۹۲ء کی ایسے شخص کیطرف سے داخل ہوئی ہے جسکو اوسکے داخل کرنیکا اختیار نہین تہا بدین استدعا کہ نالش ساقط ہونا چاہئے۔ عدالت نے درخواست مدعاعلیہم کو نامنظور کیا اور مقدمہ مین کارروائی مزید ہونیکا حکم دیا اور بنا راضی اس حکم اخیر کے یہہ اپیل دایر کیا گیا ہے۔ یہہ حجت کی گئی ہے کہ یہہ حکم فقرہ دوم دفعہ ۳۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل ہے لہذا بموجب ضمن ۲۰ دفعہ ۵۸۸ کے قابل اپیل ہے۔ ہم اس حجت کو منظور نہین کر سکتے ہین۔ درخواست مدعاعلیہم کی ایسی درخواست نہ تہی جسکا مقصود فقرہ دوم دفعہ ۳۶۶ مین ہے۔ لہذا کوئی اپیل نہین ہو سکتا ہے اور بلا اظہار راے بہ نسبت عذر ابتدائی اول کے اور عذر دوم پر عمل کر کے ہم یہہ اپیل مع خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

صفحہ ۷۰ انگریزی — **اعظمگڈہ — اپیل دوم نمبر ۱۸۰ سنہ ۱۸۹۲ء — منفصلہ ۴ مارچ**

بل زور راے وغیرہم (مدعیان) اپیلانٹان بنام مادہورے وغیرہم (مدعاعلیہم) رسپانڈنٹان

شفع۔ واجب العرض۔ حصہ دار قریبی۔ تعبیر دستاویز۔

فقرہ شفع مندرجہ واجب العرض دس موضع مین جسکی نوعیت پٹیداری تہی یہہ شرط درج تہی کہ اگر کوئی حصہ دار اپنی اراضی رہن یا بیع کرنا چاہے تو وہ مجاز رہن یا بیع کرنیکا اول بنام حصہ دار قریبی بعدہ حصہ دار محال اور اونکے نہ لینے کی حالت مین شخص اجنبی کے ہاتہ ہے۔ یہہ بہی شرط تہی کہ اگر رہن یا بیع کرنیوالا شخص تعمیل شرط بالا کی نہ کرے تو حصہ دار قریبی کو اپنی ترتیب سے استحقاق شفع حاصل ہوگا۔ تجویز ہوئی کہ لفظ حصہ دار قریبی مستعملہ واجب العرض مذکور متعلق قربت خون کے نہین ہے بلکہ اوس قربت سے متعلق ہے جو بلحاظ قبضہ حصص موضع کے ہو۔

واقعات اسمقدمہ کے بتوجی صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

سیمین منجانب اپیلانٹان بنلش منجانب رسپانڈنٹان

بذریعہ صاحب مسنٹس - جس نالش سے یہہ اپیل ظہور پذیر ہوا ہے وہ اپیلانٹان نے واسطے نفاذ اپنے حق شفع بہ نسبت اوس رہن کے جو زمرہ ثانی مدعا علیہم کے حق میں ہوا تھا دایر کی تھی - دعوے مذکور واجب العرض پر مبنی ہے - اوس دستاویز مین یہہ شرط ہے کہ اگر کوئی حصہ دار اپنا حصہ رہن یا بیع کرنا چاہے تو وہ اول حصہ دار قریبی اور بعدہ حصہ دار محال کے ہاتھہ رہن یا بیع کرنیکا مجاز ہے اور حصہ دار کے اوسکو نہ لینے کی صورت مین شخص اجنبی کے ہاتھہ رہن یا بیع کرنیکا اختیار ہے - اوسمین یہہ بھی شرط تھی کہ اگر رہن یا بیع کرنیوالا شخص شرط متذکرہ بالا کی تعمیل مین قاصر رہے تو حصہ دار قریبی کو اپنی ترتیب سے حق شفع حاصل ہوگا - جایداد متنازعہ موضع ٹیکاپور مین واقعہ ہے جسمین اراضی پر قبضہ بیگہہ دام کی نوعیت سے ہے مدعیان دعویدار حق شفع کے بوجہ اپنی رشتہ مندی کے جو بایعان کے ساتھہ ہے ہین اور مشتریان کو انکی ساتھہ مطلق رشتہ نہین ہے یہہ مسلمہ ہے کہ اگر مدعیان کا رشتہ خون کا بایعان سے ہو تو اونکو کوئی استحقاق شفع فایق بمقابلہ مشتریان کے نہین ہے - امر غور طلب یہہ ہے کہ آیا الفاظ حصہ دار قریبی موقوعہ واجب العرض سے محض وہ حصہ داران مراد ہین جو بذریعہ خون کے رشتہ دار ہین یا اون لوگون سے مراد ہے جو کہاتا واحد مین بایع کے ساتھہ حصہ دار ہین یعنی یہہ کہ آیا وے بایع کے قریبی بوجہ رشتہ مندی خون کے دیگر حصہ داران کے مقابلہ مین ہین یا اوس حصہ داری کی وجہ سے وہ قریبی ہین کہ جس حصہ مین وے یا بایعان مشترکا حقیت رکہتے ہین - عدالت اپیل ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ الفاظ حصہ دار قریبی سے حصہ داران از قسم اخر الذکر مراد ہین اور نہ اون حصہ دارون سے مراد ہے جو بذریعہ خون کے بایع کے رشتہ دار ہین - میری یہہ راے ہے کہ جو تعبیر واجب العرض کی ذیعلم جج عدالت ماتحت نے قایم کی ہے وہ صحیح ہے - حسب متذکرہ بالا واجب العرض مین پہلے یہہ شرط ہے کہ جو حصہ دار اپنا حصہ رہن یا بیع کرنا چاہے وہ پہلے اوسکا ایجاب حصہ دار قریبی سے کریگا اور بعد اوس کے حصہ دار محال سے اوس کے بعد یہانتک کہا گیا ہے کہ اگر قاعدہ متذکرہ بالا کی تعمیل نہ کیجاوے تو حق شفع حصہ دار قریبی کو اوسکی ترتیب سے حاصل ہوگا ان دونون فقرون کو ایک ساتھہ پڑہنے سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ نیت یہہ تھی کہ جو حصہ داران دعوے حق شفع کا کر سکین وہ ایسے حصہ دار ہون جو حصہ داران قریبی ہون اور اوسکین جو حصہ دار بایع یا راہین کا قریبی

حصہ دار ہو اوسکو بمقابلہ حصہ دار بعید کے استحقاق مقدم حاصل ہوگا - اگر الفاظ حصہ داران قریبی صرف اون حصہ دارون پر محدود ہوتے جو بذریعہ خون کے رشتہ دار ہین تو حصہ داران محال بموجب شرط اخیر کے اون شخصون کے زمرے سے خارج ہو جاوینگے جنکو استحقاق شفع کرنیکا حاصل ہے اور بلاشبہ یہہ وہ بات نہین ہے جو واجب العرض کی مراد ہے -

حسب وجوہ بالا میری یہہ راے ہے کہ جو تعبیر واجب العرض کی عدالت اپیل ماتحت نے قایم کی ہے وہ صحیح ہے - مین یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون -

---

اپیل دوم نمبر ۱۲۶ سنہ ۱۸۹۴ء منفصلہ ۲۰ مارچ

جونپور

ہری سنگہ وغیرہ (مدعیان) اپیلانٹان بنام دیبی سرن وغیرہ (مدعاعلیہم) رسپانڈنٹان

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۶۶ - عدالت اپیل ماتحت مین اوس تنقیح کا بہیجا جانا جو عدالت موصوف نے بلا تجویز چہوڑ دی ہتی -

جس صورت مین عدالتین ماتحت نے مقدمہ پیش کردہ مدعی پر غور اور فیصلہ نکرکے بجز تنقیح پیش کردہ مدعاعلیہم کی کی اور اپنی اوس تنقیح کی تجویز کی بناپر نالش مدعی کی ڈسمس کی تجویز ہوئی کہ جو تنقیحات مدعیان نے اپنی عرضی نالش مین پیش کی ہین وہ عدالت اپیل ماتحت مین واسطے فیصلہ کے بہیجی جاوین -

واقعات اسمقدمہ کے برکٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

لشنو حیدر منجانب اپیلانٹان - عبدالمجید منجانب رسپانڈنٹان

برکٹ صاحب جسٹس - اگر غیر ممکن نہین تو اوس ضابطہ کا سمجہنا بہت مشکل ہے کہ جو عدالتین ماتحت نے اسمقدمہ مین اختیار کیا تہا - مدعی عدالت مین آئے اور فریق ہاے کو بہت باریکی کیساتہہ ظاہر کرکے اس بیان سے آئے ہین کہ ۷ ار مئی سنہ ۱۸۶۳ء کو اون کے باپ نے رہننامہ منفعتی لعبض اراضی کا بنام مقادم حقیت مدعاعلیہم کے لکہا تہا اور مرتہن کو قابض کرادیا تہا - باعتبار ان واقعات کے جو اسطرح بیان ہوئے تہے مدعیان نے عدالت سے یہہ استدعا کی ہتی کہ اونکی حق مین ڈگری انفکاک رہن سنہ ۱۸۶۳ء کی عطا کرے - مدعاعلیہم نے وجود رہن سنہ ۱۸۶۳ء متذکرہ سے انکار کیا تہا

یہہ بیان کیا تہا کہ دے بذریعہ رہن موقوعہ ۱۸۰۸ء کے قابض ہین کہ جبکی نالش انفکاک کی نسبت اونہون سنے عذر کیا تہا کہ خارج المیعاد ہے - ہر دو عدالتہا سے ماتحت نے کسی نا قابل الفہم وجہ سے جسکو خود وہی بخوبی جان سکتے ہین عرضیالش کو بالکل نظرانداز کردیا اور واقعات مندرجہ اوسکے مین سے کسی کی نسبت کوئی تنقیح قایم نکرکے اس امر کی بحث کرنیمین مصروف ہوگئے کہ آیا رہن ۱۸۰۸ء مظہرہ مدعاعلیہم کا انفکاک ہوسکتا ہے یا نہین - یا یون کہو کہ عدالت نے اس امر کی بحث کرنا مناسب سمجہا کہ آیا مدعی مستحق اوس داد رسی کے ہین یا نہین جسکی اونہون نے استدعا نہین کی تہی - عدالت مرافعہ اولے نے ڈگری انفکاک رہن ۱۸۰۸ء کی بحق مدعیان صادر کی تہی کہ جو برطبق اپیل جج ماتحت نے منسوخ کی ہے - جو وجوہ عدالتہا سے ماتحت مین سے ہر ایک نے بابت اون ڈگریات کے قایم کی ہین جو اونہون نے صادر کی ہین اونپر مباحثہ کرنا بالکل فضول ہے - جب کوئی مدعی عدالت مین واسطے فک الرہن کرانے کسی رہن کے آتا ہے اور خصوصاً جب مثل استقدمہ کے وہ تاریخ اور حالات حواشی جوانب کو بہت باریکی کے ساتہہ ظاہر کرتا ہے تو اوسپر یہہ ثابت کرنا لازم ہے کہ جس رہن کو اوسنے بیان کیا ہے وہ بطور رہن موجودہ کے بالوجود ہے اور منفک ہوسکتا ہے - استقدمہ مین مسل سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر دو عدالت نے بالکل واقعات مندرجہ عرضیالش پر لحاظ نہین کیا ہے - بجاے اسکے کہ آیا رہن مظہرہ مدعیان موجود ہے اور منفک ہوسکتا ہے عدالتہاے موصوف نے اپنا راستہ چہوڑکر یہہ مباحثہ کیا ہے کہ آیا کوئی دوسرا اور بالکل مختلف رہن اور مختلف بہ نسبت تاریخ اور مختلف بہ نسبت فریقین کے فک الرہن ہوسکتا ہے یا نہین میری راے مین ایسا عمل جیساکہ یہہ عمل عدالتہاے ماتحت مین ہوا ہے بالکل لاتحفظ ہے عدالت اپیل ماتحت کو اب وہ فرض ادا کرنا ہوگا جو اوسکو ابتدائً ادا کرنا چاہیئے تہا - مین تنقیحات ذیل واسطے تجویز کے قایم کرتا ہون -

۱ - آیا رہن متنفعتی مظہرہ مدعیان جبکہ بدی بیندرس ۱۲۷۰ فصلی کو تکمیل پذیر ہوا تہا اور بطور امر واقعہ کے اون فریقون نے مکمل کیا تہا جنکا نام لیا گیا ہے

۲ - اگر وہ رہن اسطرح پر تکمیل پذیر ہوا تہا تو آیا مدعیان اپیلانٹان حال مستحق اوسکے انفکاک کے ہین یا نہین اور اگر ہین تو کن شرایط سے -

اگر کوئی فریق نوالی شہادت پیش کرے تو عدالت اپیل ماتحت اوسکو منظور کریگی اور اپنی تجاویز بہ نسبت اون تنقیحات کے عدالت ہذا مین بلا توقف بھیجیگی - بر طبق موصول ہونے تجاویز مذکور کے دس روز کی مہلت واسطے اعتراض کے دیجاویگی -

شاہجہانپور — اپیل اول الحکم نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۹۴ء — منفصلہ ۵ فروری سنہ ۱۸۹۵ء

صفحہ ۸۰ انگریزی

برکت النسا (مدعا علیہا) اپیلانٹ بنام محمد اسد علی (مدعی) رسپانڈنٹ

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۳ - ترمیم عرضی نالش - شفع - رقبہ جایداد متدعویہ نالش شفع کا صحیح رقبہ سے کچھہ کم بیان کیا جانا - میعاد سماعت -

عدالت دربارہ واپس کرنے عرضی نالش بغرض ترمیم کے اسوجہ سے ممنوع نہین ہے کہ جسوقت وہ بغرض ترمیم کے واپس کی گئی تہی میعاد سماعت نالش کی گذر گئی تہی -

مدعی مقدمہ شفع کو بعد داخل اپنی عرضی نالش کے یہہ ظاہر ہوا کہ غلطی سے جایداد متنازعہ کا کچہہ رقبہ اوسکے اصل رقبہ سے کم بیان کیا گیا ہے تجویز ہوئی کہ عدالت کو اختیار تہا اور ترمیم عرضی نالش کی اجازت دینی چاہئے تہی اور ترمیم مذکور اس امر سے ممنوع نہین ہے کہ میعاد نالش کی گذر گئی تہی یہہ بہی تجویز ہوئی کہ ایسے غلط بیان سے نالش پر یہہ اعتراض وارد نہین ہو سکتا ہے کہ مدعی نے جایداد مبیعہ کے صرف ایک جزو کا شفع کیا تہا -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

عبد المجید منجانب اپیلانٹ — غلام مجتبی منجانب رسپانڈنٹ

ناکس صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس - یہہ اپیل اول بنا راضی حکم مصدرہ ضلع جج شاہجہانپور کے ہے جسکے روسے جج موصوف نے اوس نالش کو جس سے اپیل جو اونکے روبرو پیش تہا ظہور پذیر ہوا تہا بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے تجویز ر دادی کے واپس بہیجا تہا - نالش (جو اس نام سے مشہور ہے) شفع کی ہے - محمد اسد علی رسپانڈنٹ عدالت ہذا مدعی تہا اوسنے نالش نفاذ حق شفع کی کی تہی جسکا اوسنے دعوی بعض اوس جایداد پر کیا تہا جو ایک شخص مسمی معزز علی احد المدعا علیہ نالش نے بنام سماۃ برکت النسا مدعا علیہ ثانی اور اپیلانٹ عدالت ہذا کے بیع کی تہی - عرضی نالش مین جسکے روسے نالش دایر ہوئی تہی رسپانڈنٹ نے تذکرہ واقعات مین یہہ بیان کیا ہے کہ جو حصہ اپیلانٹ کے ہاتہہ معزز علی نے بیع کیا ہے وہ حصہ ۲ بسوہ ۹ بسوانسی کا ہے - اپنی استدعاء دادرسی مین بہی اوسنے اوس حصہ کو بقدر ۲ بسوہ ۹ بسوانسی بیان کیا ہے بطور

امر واقعہ کے جیسا کہ فریقین اپیل ہذا کو تسلیم ہے جایداد مبیعہ حصہ ۲ بسوہ ۹ بسوانسی ۱۳ کچوانسی نہین ہے
بلکہ ایک حصہ تعدادی ۲ بسوہ ۹ بسوانسی ۵ کچوانسی ۱۱ تنوانسی اور ۲ تنوانسی ہے۔ پس
جو جز و متروک ہو گیا ہے وہ جز و ایک خفیف حصہ کسراتی اوس کل جایداد کا ہے جو منشاء
معاملہ فیما بین معز علی اور اپیلانٹ کے تھی۔ ذیلعلم جج نے یہ تجویز کی ہے کہ بنظر عدالت
کستری کے رسپانڈنٹ کو اپنی عرضیالش کی ترمیم کرنیکی اجازت دینی چاہیئے کہ جسمین جایداد
متدعویہ کے ساتھ حصہ کسراتی متروکہ شامل ہو جاوے۔ معلوم ہوتا ہے کہ رسپانڈنٹ نے
اس امر کے ظاہر ہونے پر کہ کل جایداد کے دعوی مین کچھ متروک ہو گیا ہے درخواست
اجازت ترمیم اپنی عرضیالش کی کی تھی کہ جسمین کل معاملہ شامل ہو جاوے لیکن اوسکی
درخواست نامنظور ہوئی تھی۔ ہمارے روبرو اپیل مین یہ حجت ہوئی تھی کہ عدالت
مرافعہ اولی عرضیالش کے ترمیم کی اجازت دینی مین ممنوع تھی اور ہے کیونکہ ایسی اجازت
دینے سے عدالت موصوف اوس میعاد سماعت مین توسیع کریگی کہ جس میعاد کے اندر
قانوناً نالش شفع کی دایر ہو سکتی ہے اور رسپانڈنٹ کا جز و جایداد مبیعہ کا دعوی نکرنا
اوسکو اپنا استحقاق اوپر کسی جز و جایداد کے نافذ کرنیمین مانع ہے اور اوسکی نالش مستوجب
اسکے ہے کہ ڈسمس کیجاوے۔ بتائید اس حجت اول کے ہمارے روبرو حوالہ مقدمہ
جینتی پرشاد بنام بجو سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۶۵) کا ہوا ہے۔ لیکن
وہ مقدمہ بالکل مختلف شکل کا ہے اور جو امر تجویز طلب اوس مقدمہ مین پیدا ہوا تھا وہ کسیطرح
متعلق اوس امر کے نہین ہے جسکی ہمکو تجویز کرنا ہے۔ مقدمہ جینتی پرشاد کا ایسا تھا جسمین
عدالت مرافعہ اولی کے روبرو عرضیالش ایسے کاغذ پر لکھی ہوئی داخل ہوئی تھی جسپر
اسٹامپ ناکافی تھا اور جس عدالت کے روبرو وہ عرضیالش داخل ہوئی تھی اوسنے اوس
کمی کے پوری کرنیکی اجازت دی تھی اور جو مہلت رعایتی عدالت نے دی تھی وہ اوس
میعاد سے تجاوز کر گئی تھی کہ جسکے اندر نالش دایر ہونی چاہیئے تھی۔ تجویز یہ ہوئی تھی
(دیکھئے صفحہ ۷۰) کہ عرضیالش حسب منشاء ایکٹ رسوم عدالت اور دفعہ ۴ کے ایک
دستاویز ہے اور چونکہ نالش بذریعہ ادخال عرضیالش کے دایر ہو سکتی ہے تو ادخال
دستاویز ناکافی اسٹامپ کا جو بحالت ہونے دستاویز کافی اسٹامپ کے عرضیالش ہرف
متصور ہو سکتی تھی قانوناً بطور ارجاع نالش حسب منشاء دفعہ ۴۔ ایکٹ میعاد سماعت ہند

سنہ ۱۸۷۷ء یا دفعہ ۲۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تصور نہین ہوسکتا ہے از روے دفعہ ۲۸
ایکٹ رسوم کے عدالت کو ممانعت ہے کہ کسی دستاویز کو جسپر بموجب ایکٹ مذکور کے اسٹامپ
ہونا چاہیے جایز تصور نکرے بجز اوس صورت کے اور اوسوقت تک کا و سپر اسٹامپ
مناسب ہو۔

جو مقدمہ ہمارے روبرو پیش ہے اوسمین نالش بحیثیت موجودہ بلاشبہہ اندر میعاد داخل ہوئی تھی اور کوئی بحث اسٹامپ کے کافی ہونیکی پیدا نہین ہوئی تھی۔

کل رجحان عرضی نالش سے اور جیسے اوسکو باحتیاط جانچا ہے ہمکو اطمینان ہوتا ہے کہ رسپانڈنٹ کی نیت یہہ تھی کہ دعوی اوس کل جایداد کا دایر کرین جو اپیلانٹ کے نام بیع ہوئی ہے محض سہو سے یا کسی اور مشکل وجہ سے یہہ بات ہوئی تھی کہ لوسکی عرضی نالش سے حصہ کسراتی خفیف متذکرہ بالا متروک ہوگیا تھا۔ ہمارے روبرو بحث یہہ ہے کہ آیا عدالت دربارہ واپس کرلینے عرضی نالش بغرض ترمیم کے ممنوع ہے بشرطیکہ جسوقت وہ بغرض ترمیم کے واپس کیجاوے اوسوقت میعاد سماعت نالش کی گذر گئی ہو۔

مجموعہ کے جس دفعہ کے رد سے عدالت کو اختیار واپسی عرایض نالش کا بغرض ترمیم کے دیا گیا ہے وہ دفعہ ۵۳ ہے۔ اوس دفعہ کے رد سے عدالت کو ہر وقت قبل فیصلہ کے عرایض نالش کے ترمیم کیجانیکی اجازت دینے کا اختیار ایسے شرایط کے ساتھ دیا گیا ہے جو دربارہ ادا کیجانے خرچہ کے عدالت کو مناسب معلوم ہون۔ صرف ایک حالت ایسی لکھی ہے کہ جس حالت مین عرضی نالش کی ترمیم نہ فریق کرسکتا ہے اور نہ عدالت کرسکتی ہے کہ جب ترمیم سے ایک نالش کی نوعیت مبدل ہوکر دوسری نوعیت ہوجاوے کیا یہہ حالت اسمقدمہ مین پیدا ہوتی ہے۔ نالش جس شکل سے دایر ہوئی ہے واسطے نفاذ حق شفع اوپر حصہ ۲ بسوہ ۹ بسوانسی کے ہے اور نالش بشکل ترمیمی واسطے نفاذ حق شفع مذکور اوپر حصہ ۲ بسوہ ۹ بسوانسی بشمول ایک حصہ کسراتی کے ہوگی۔ باظہار کسی وجہ کے یہہ نہین کہا جاسکتا ہے کہ اس حصہ کسراتی کے اضافہ کرنیسے نالش مرجوعہ کسی دوسری نوعیت اور مغایر نوعیت مین مبدل ہوجاویگی۔

بہ نسبت حجت ثانی کے مقدمہ ہمارے روبرو جو پیش ہے ایسا نہین ہے جسمین شفیع معاملہ کا تجزیہ کرنا چاہتا ہو یا جایداد مبیعہ سے کچھہ حسب پسند اپنی اوٹھا نا یا لینا چاہتا ہو۔ دیعلم

وکیل اپیلانٹ نے ہمارے روبرو حوالہ مقدمہ محمد ولایت علیخان بنام عبدالرب (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۱۰۸) کا کیا ہے۔ وہ مقدمہ کلیتاً مطابق مقدمہ حال کے نہین ہے۔ جس وجہ سے تشفیع اوس مقدمہ کا اپنی نالش شفع کو ہار گیا تہا یہ تہی کہ اوسنے خود اپنے طریق عمل سے ایسا فعل کیا تہا جس سے فریقین معاملہ بیع کو یہ نتیجہ اخذ کرنیکی ترغیب ہوئی تہی کہ وہ کسی جزو جایداد مبیعہ کا مشتری ہنوگا۔ ہمکو اطمینان ہے کہ اسمقدمہ مین اول ہی رسپانڈنٹ کل جایداد جو بیع ہونیوالی تہی خرید کرنا چاہتا تہا۔ دونون عذرات جو اپیل مین کئے گئے ہین ساقط ہوتے ہین اور اپیل عدالت ہذا معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

سہارنپور اپیل اول احکام نمبر ۴۶ سنہ ۱۸۹۴ء منفصلہ ۲۷ فروری

غلام محمد (مدعاعلیہ) اپیلانٹ بنام ہمالیہ بنک لمیٹڈ زیر تصفیہ حساب بذریعہ افیشل لکویڈیٹر (مدعی) رسپانڈنٹ

عرضی نالش - ترتیب عرضی نالش بمقدمہ منجانب کمپنی زیر تصفیہ حساب - ترمیم - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۲ ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ کمپنی ہاے ہند) دفعہ ۱۴۴ -

تجویز ہوئی کہ عرضی نالش مقدمہ منجانب بنک زیر تصفیہ حساب جسمین مدعیکا نام اسطرح لکہا تہا افیشل لکویڈیٹر ہمالیہ بنک لمیٹڈ زیر تصفیہ حساب اور جسپر دستخط اور تصدیق بہی اسی مضمون سے تہے بلحاظ مضامین دفعہ ۱۴۴ - ایکٹ کمپنی ہاے ہند سنہ ۱۸۸۲ء کے عرضی نالش جایز نہین ہے اور یہ نقص بذریعہ ترمیم کے رفع نہین ہوسکتا ہے۔

مقدمہ معاملہ ڈنشر باٹم (لا رپورٹس کیوینز بنچ ڈویژن جلد ۸ صفحہ ۴۴۶) پر حوالہ ہوا -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

روشن لال وکیل منجانب اپیلانٹ رسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

ناکس صاحب جسٹس وایکین صاحب جسٹس - یہ اپیل اول بنا راضی حکم صادرہ ضلع جج سہارنپور کے ہے جسکے رو سے جج موصوف نے ڈگری صادرہ جج عدالت مطالبہ خفیفہ بمنصب جج ماتحت منسوخ کی تہی اور مقدمہ واسطے تجویز و دادرسی کے بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس بہیجا ہے - عدالت ہذا مین منجانب بنک رسپانڈنٹ کے کوئی حاضر نہین ہوا ہے - اپیلانٹ عدالت ہذا عدالت مرافعہ اولے مین مدعاعلیہ تہا اور نالش جو اوسکے مقابلہ مین دایر ہوئی تہی وہ عرضی نالش کے عنوان سے معلوم ہوا ہے

کہ بجانب افیشل لکویڈیٹر ہمالیہ بنک لمیٹڈ زیر تصفیہ حساب مدعی کے دایر کی گئی تہی - عرضیدعوے پر دستخط اور تصدیق بہی اوسی مضمون سے ہوے تہے ظاہرا کوئی بیان تحریری داخل نہین ہوا تہا لیکن جج عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہاتہہ کی لکہی ہوئی ایک یاد داشت اس مضمون سے ہم پاتے ہین کہ جواب بجانب اپیلانٹ بدین بحث ہوا ہے کہ مدعی حال کو کوئی منصب نہین ہے اور نالش ہمالیہ بنک کے نام سے ہونی چاہیئے تہی - اسپر یہہ تنقیح قایم ہوئی تہی کہ آیا نالش کی ترتیب صحیح ہے یا نہین - جج نے دعوی مدعی معہ خرچہ بدین تجویز ڈسمس کیا تہا کہ ترتیب نالش کی غلط ہے - عدالت اپیل ماتحت کے روبرو اپیل مین بہی یہی بحث پیش ہوئی تہی - اوس عدالت نے نالش کو اسوجہ سے ڈسمس کرنا بادہوائی سمجہا تہا کہ نالش بشکل بیجا دایر کی گئی ہے - بہرحال عدالت موصوف نے یہہ خیال کیا تہا کہ عرضیدعوے بغرض ترمیم کے واپس ہونی چاہیئے تہی یا خود عدالت بموجب ضمن (ج) دفعہ ۵۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ترمیم کر دیتی - نظر بران عدالت موصوف نے مقدمہ واسطے تجویز کے واپس کیا اور یہہ الفاظ درتحریر کئے - عدالت ماتحت حسب ایماء بالا عرضیدعوے ترمیم کر سکتی ہے بشرطیکہ ایسا کرنا وہ مناسب سمجہے - ہماری راے مین عدالت اپیل ماتحت کی راے ایسے تجویز کرنے مین غلط ہے - از روے مضامین دفعہ ۱۴۴ - ایکٹ کمپنی ہاے ہند کے افیشل لکویڈیٹر کو باجازت عدالت اختیار دایر کرنے یا جوابدہی کرنے کسی نالش کا کمپنی کے نام سے اور اوسکی طرف سے دیا گیا ہے - یہہ امر ضروری صریحا باضابطہ قسم کا ہے اور اوسکی اصلی تعمیل ناکافی ہے - خاص اوسی دفعہ مین افیشل لکویڈیٹر کو اپنے عہدہ کے نام سے چند فعلون کے کرنیکا اختیار دیا گیا ہے - جب ایسا افیشل لکویڈیٹر کمپنی کے نام اور اوسکی طرف سے عمل کرتا ہے تو جو مدعی ہے وہ وہی کمپنی ہے اور نہ وہ افیشل لکویڈیٹر - اگر ہم اجازت ترمیم اسمقدمہ مین دیوین جو ہمارے روبرو پیش ہے تو وہ محض کتابت کی ترمیم نہوگی اوس سے ایک ایسے شخص کا نام جو اب تک کوئی مدعی نالش مین نہتا بجاے اوس شخص کے قایم ہو جاویگا جسنے دراصل نالش کی تہی - علاوہ برین اس نالش مین ایسے مدعی کو جسکی نالش خارج میعاد ہو گئی ہے اوس نالش کے دائر کرنیکی اجازت ہو جاویگی جو خارج المیعاد ہو چکی ہے اور خلاف اصول مندرجہ دفعہ ۲۲ ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء کے ہوگا - جو بحث ہمارے روبرو پیش ہے اوسپر بمقدمہ ونشر باٹم

(لا رپورٹ کیونیز بنچ ڈویژن جلد ۱۸ صفحہ ۶۴۴) مین غور ہوا تھا۔ اوسمقدمہ مین کیو صاحب
جسٹس نے یہہ تجویز فرمایا ہے۔ اگرچہ مین نے خلاف اس نتیجہ کے بہت تامل کیا ہے یہہ
معلوم کرسکے کہ مدیون ڈگری کو کسیطرح مغالطہ نہین ہوا ہے جیساکہ اوسکے بیان حلفی سے
ظاہر ہوتا ہے تاہم بالاخر مین نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اقتضاء قانون سکے تعمیل نہین
ہوئی ہے اور کاروائی ایسی کارروائی ہے جو نکلسن لکویڈیٹر کے نام سے کیگئی ہے
اور نہ کمپنی کے نام سے۔ اسیطرح اسمقدمہ مین ہم یہہ نتیجہ ناخوشی کے ساتھ اخذ کرتے ہین
کہ جو نالش ہمارے روبرو پیش ہے وہ ایسی ہے جسمین مدعی افیشیل لکویڈیٹر ہے
اور نہ ہمالیہ بنک لیمیٹڈ کہ صرف جسکو استحقاق نالش کا بمقابلہ اپیلانٹ کے حاصل ہے۔
اپیل منظور ہوگا۔ ہم ڈگری عدالت اپیل ماتحت کو منسوخ اور ڈگری عدالت مرافعہ اول کو بحال کرتے ہین۔ اپیلانٹ اپنا خرچہ عدالت ہذا اور عدالت اپیل ماتحت کا پاویگا

غازیپور — نگرانی فوجداری نمبر ۹۳ سنہ ۱۸۹۵ء — منفصلہ ۲۱ فروری

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام اچھیج و یک کس دیگر

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعات ۷۳ و ۷۴۔ قید تنہائی۔
قید تنہائی کے واسطے کل میعاد قید کے۔

کسی مجرم کی نسبت یہہ حکم دینا خلاف قانون ہے کہ وہ اوس کل میعاد قید مین جسکی نسبت اوسپر حکم سزا صادر ہوا ہے قید تنہائی مین رکھا جاوے گو میعاد مذکورہ اوس میعاد قید تنہائی سے تجاوز نہ کرتی ہو جو سب سے زیادہ میعاد از روے دفعہ ۷۴ مجموعہ تعزیرات ہند کے معین ہے۔

یہہ استصواب مجسٹریٹ ضلع غازیپور سے بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کیا ہے واقعات مقدمہ ایکمین صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین
ایکمین صاحب جسٹس۔ یہہ ایک مقدمہ ہے جسکو مجسٹریٹ ضلع غازیپور نے بموجب
احکام دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری واسطے صدور احکام عدالت ہذا کے بھیجا ہے
وہ شخص اچھیج رامیشر کی نسبت ۱۷ دسمبر ۱۸۹۴ء کو ایک مجسٹریٹ درجہ اول نے بجرم
سرقہ معروضہ دفعہ ۳۷۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے تجویز ثبوت جرم صادر کی تھی مجسٹریٹ صادر کنندہ تجویز

ثبوت جرم نے ان لوگون کے نسبت جرم حکم سزا قید تنہائی میعادی دس روز فی کس کا صادر کیا تہا۔ مجسٹریٹ ضلع نے یہہ شبہہ کر کے کہ آیا یہہ حکم سزا جائز ہے یا نہین بہت مناسب طور پر مقدمہ کو بہیجا ہے۔ اپنی رپورٹ کے ساتہہ اونہون نے جواب مرسلہ مجسٹریٹ صادر کنندہ تجویز ثبوت جرم کو بہی بہیجا ہے۔ میری راے مین حکم سزا مصدرہ صاف طور پر خلاف قانون تہا۔ اولاً حکم سزا مین یہہ بیان نہین ہے کہ ملزم کی نسبت حکم سزا سے قید سخت کا تہا یا قید محض کا۔ از روے مضامین دفعہ ۷۳ مجموعہ تعزیرات ہند کے قید یا تو سخت ہونا چاہیئے یا محض جو عدالت وہ سزا صادر کرتی ہے اوسکو یہہ بیان کر دینا فرض ہے کہ ملزم کو کس قسم کی سزا بہگتنا پڑیگا۔ ثانیاً بعد غور اوپر مضامین دفعات ۷۳ و ۷۴ مجموعہ تعزیرات ہند کے مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ یہہ حکم صادر کرنا خلاف قانون ہے کہ کوئی شخص ملزم اپنی اوس قید کے کل میعاد تک قید تنہائی مین رکہا جاوے جسکا اوسکی نسبت حکم سزا صادر ہوا ہے گو وہ میعاد اوس سے زیادہ مدت کی میعاد سے متجاوز بہی نہو جو از روے دفعہ ۷۴ کے معین ہے۔ جب کسی عدالت کو قانوناً کسی مجرم کی نسبت یہہ حکم صادر کرنیکا اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اوس قید کے کسی حصہ یا زیادہ حصص مین جسکا حکم سزا اوسکی نسبت صادر ہوا ہے قید تنہائی مین رکہا جاوے تو میری راے مین یہہ بات صاف ظاہر ہے کہ اوسکا ہرگز یہہ مقصود نہین ہے کہ کل میعاد قید کی قید تنہائی مین گذرانی جاوے۔ قائمقام جنٹ مجسٹریٹ صادر کنندہ حکم سزا اوسکو اس دلیل سے بچانیکی کوشش کرتے ہین کہ یہہ اونکو اختیاری امر تہا کہ ملزم کی نسبت حکم قید تنہائی بابت نصف اول اور نیز نصف دوم قید مذکور کے لئے صادر کرین کیونکہ دو اجزا قید مذکور کے ہین۔ لیکن عبارت دفعہ ۷۳ مجموعہ تعزیرات ہند کی خلاف اونکے منشا کی ہے جو اسطرح سے پڑہی جاوے۔ جنٹ مجسٹریٹ کی دلیل مین مضامین دفعہ ۷۴ مجموعہ کے نظر انداز کر دے گئے ہین جہان یہہ حکم ہوا ہے کہ درمیان ہر میعاد تنہائی قید کے ایک ایسا وقفہ ہونا چاہیئے جو میعاد مذکور کی مدت سے کم نہو۔

ایک ایسے ہی مقدمہ مین جو ہائی کورٹ کلکتہ کے روبرو ۱۸۶۹ء مین پیش ہوا تہا جبکہ صاحب جسٹس و مسٹر صاحب جسٹس نے حکم سزا بطور خلاف قانون کے منسوخ کیا تہا (بمعاملہ بین سلطنت بنام بنگال لا رپورٹ جلد ۱۲ فوجداری صفحہ ۴۹)

جو راے اون ذیعلم ججون نے قایم کی تہی اوس سے مین بالکل اتفاق کرتا ہون چونکہ قیدی میعاد بہگت چکا ہے لہذا کوئی احکام صادر کرنیکی ضرورت نہین ہے۔ سلمقدمہ معہ ایک نقل تحریر بالا کے واپس کیجاوے۔

بنارس اپیل نمبر ۶۹۲ سنہ ۱۸۹۲ء منفصلہ ۶ مارچ

لکھمین چند (ڈگریدار) اپیلانٹ بنام بلم داس (مدیون ڈگری) رسپانڈنٹ

اجراے ڈگری۔ میعاد سماعت۔ اجراے ڈگری کا بوجہ ایک حکم امتناعی کے تین سال سے زیادہ تک ملتوی رہنا۔

ایک ڈگریدار نے اپنی ڈگری کے اجرا مین ایک ڈگری جو اوسکے مدیون ڈگری کی تہی قرق کرائی تہی۔ ۳ جولائی سنہ ۱۸۸۸ء کو ڈگریدار نے درخواست جاری ہونے اپنی ڈگری کے نیفاذ ڈگری ثانی کے کی اور بہ تعمیل اس درخواست کی قرقی بعض جایداد ازان مدیون ڈگری بذریعہ ڈگری ثانی کے کرائی۔ بعدہ ایک نالش منجانب پسر مدیون ڈگری مذکور بدین دعوی دائر ہوئی کہ جایداد مذکور خود اوسی کی ہے اور اوس نالش مین ایک حکم امتناعی بشمول التواے اجراے بموجب درخواست ۳ جولائی سنہ ۱۸۸۸ء سے تا تصفیہ نالش مذکور عطا ہوا تہا۔ ۱۹ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء کو نالش فیصل ہوئی اور درخواست جدید واسطے اجرا کے کی گئی تہی۔

تجویز ہوئی کہ درخواست ثانی خارج المیعاد نہین ہے بلکہ درخواست مذکور بنظر تجدید اوس کارروائی کے متصور ہونی چاہئیے جو بذریعہ درخواست سابق کے شروع ہوئی تہی اور جو بوجہ فعل عدالت کے اور نہ کسی ایسے امر کیوجہ سے معطل ہوئی تہی جسکا ڈگریدار ذمہ دار ہو۔ پرسرام بنام گاردنر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۳۵۵) پر حوالہ ہوا۔

واقعات مقدمہ کے ایکمین صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

عبد المجید منجانب اپیلانٹ محمد اسحاق منجانب رسپانڈنٹ

ایکمین صاحب جسٹس۔ ۱۸ مئی سنہ ۱۸۸۶ء کو لکھمی چند اپیلانٹ مقدمہ نے ایک ڈگری بمقابلہ چند اشخاص کے حاصل کی تہی منجملہ اونکے دو شخص مسمی شام چند و شیام سندر لال

ان دو مدیون ڈگری نے ۲۴ دسمبر ۱۸۹۲ء کو ایک ڈگری بمقابلہ ایک شخص مسمی بلم داس رسپانڈنٹ اپیل ہذا کے حاصل کی تہی - بابو لچہمی چند کی درخواست پر وہ ڈگری ۲۴ دسمبر ۱۸۹۲ء کے ۱۵ جون ۱۸۸۵ء کو بموجب احکام دفعہ ۲۷۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اوسکی ڈگری کے اجرا مین قرق ہوئی تہی - دونون ڈگریان ایک ہی عدالت سے صادر ہوئی تہین - قانون اسبارہ مین صاف نہین ہے کہ ایسی صورت مین ڈگریدار قارق کو کیا کرنا چاہیے لیکن مقدمہ بپن بیہو مہن چودہری بنام پایشن نیندر نندی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۰۳) مین یہہ تجویز ہوئی ہے کہ ڈگریدار قارق حسب منشا دفعہ ۲۴۴ ضمن (ج) مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قایم مقام ڈگریدار کا ہے اور مستحق جاری کرانے ڈگری متعرقہ کا بذریعہ اپنی درخواست کے ہے اور اس راے سے مین پورا اتفاق کرتا ہون -

۳ جولائی ۱۸۸۵ء کو لکہمی چند نے درخواست جاری ہونے خود اپنی ڈگری کے بذریعہ نفاذ ڈگری ۱۸۸۴ء بمقابلہ جایداد بلم داس کے اور بذریعہ مجرا سے زر ثمن نیلام کے ڈگری سایل مین کی - بموجب احکام دفعہ ۲۴۸ مجموعہ کے اطلاعنامہ بنام بلم داس جاری ہوا تہا - اوسنے کوئی وجہ خلاف اجرا ڈگری کے نہین دکہلائی تہی اور اسوجہ سے ۱۳ جولائی ۱۸۸۵ء کو اوسکی بعض جایداد قرق ہوئی تہی اور ۱۷ جنوری ۱۸۸۹ء کو نیلام ہونیکا حکم ہوا تہا - اسعرصہ مین منی لال پسر بلم داس نے ایک نالش نمبری واسطے استقرار اس امر کے دایر کی تہی کہ جایداد جو بنام مزد بلم داس کے قرق ہوئی ہے وہ دراصل اوسکے پسر منی لال کی ہے - جس عدالت مین وہ دایر ہوئی تہی وہان سے ایک حکم امتناعی مشعر التوا سے اوس ڈگری کے جاری ہوا تہا جو بلم داس کے نام تہی کہ جو اوسوقت زیر اجرا تہی - ۳۰ جنوری ۱۸۸۹ء کو بمطابق تحریک وکیل ڈگریدار کے مقدمہ اجرا ڈگری اوسکو بیہ اختیار دیکر داخل دفتر ہوا تہا کہ جب حکم امتناعی اوٹہہ جاوے تو وہ اوسمین کارروائی کرے اور قرقی جایداد بلم داس کی قایم رکہی گئی تہی - ۱۹ مارچ ۱۸۹۲ء کو نالش منی لال کی ڈسمس ہوئی تہی اور اوس حکم ڈسمسی کے ساتہہ حکم امتناعی تین سال سے زیادہ قایم رہنے کے بعد ختم ہو گیا - ۲۶ اکتوبر ۱۸۹۲ء کو درخواست حال بدین مقصد داخل ہوئی کہ ڈگری ۱۸۸۴ء کی جاری کیجاوے اور جو روپیہ اوسکے اجرا سے

وصول ہو دہ ڈگریدار فارق کے اجرا ڈگری مین لگا یا جاوے - بلم داس مدیون ڈگری نے یہہ عذر کیا ہے کہ ڈگری متروقہ خارج المیعاد ہوگئی ہے - جج ماتحت او ضلع جج دونون نے یہہ عذر قایم رکہا ہے اور اپیلانٹ کی درخواست ڈسمس کی ہے - اسوجہ سے یہہ اپیل بعدالت ہذا ہے -

میری راے مین عدالتہاے ماتحت کی راے اس درخواست کے نامنظور کرنے مین صاف طور پر غلط ہے - جسوقت درخواست ۲ جولائی ۱۸۸۸ء کی داخل ہوئی تہی اوسوقت ڈگری رسپانڈنٹ کے مقابلہ مین زندہ تہی - یہہ سچ ہے کہ درمیان تاریخ درخواست مذکور اور تاریخ اس درخواست کے تین سال سے زیادہ گذر گئے تہے لیکن ڈگریدار فارق کا کوئی قصور یا غفلت نہین ہے بلکہ یہہ امر اسوجہ سے ہوا ہے کہ کارروائی اجراء ڈگری بحکم عدالت ملتوی کردی گئی تہی - دفعہ ۱۵ - ایکٹ میعاد سماعت ہند مین یہہ حکم ہے کہ جسوقت کے اندر حکم امتناعی نافذ رہے وہ وقت میعاد سماعت سے خارج کردیا جاوے لیکن وہ حکم صرف نالشات سے متعلق ہے اور درخواستون تک وسعت پذیر نہین ہے - مین خیال کرتا ہون کہ سوے اتفاق ہے کہ واضعان قوانین نے ایکٹ میعاد سماعت مین کوئی حکم قانونی صاف وصریح ایسی صورت کے لئے جیسے کہ یہہ ہے وضع نہین کیا ہے ایک مقدمہ مین جو کسیقدر ہمشکل اسمقدمہ کے تہا - کلیان بہائی دیپ چند بنام گنشام لال (انڈین لا ریورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۲۹) ملوِل صاحب جسٹس نے اوس ناانصافی عظیم پر تحریف کی ہے جو اوسحالت مین وقوع پذیر ہوگی بشرطیکہ مد ۱۷۹ - ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۷۱ء جو اجراء ڈگریات پر جاری ہے بسختی ایسے مقدمات سے متعلق کیاجاوے جیسا کہ یہہ مقدمہ ہے - اس ملک کی عدالتون کو اکثر مشکلات پیش آتی ہین - جسکا باعث نقص ایکٹ میعاد سماعت متذکرہ بالا ہوا ہے - اکثر یہہ مشکل اس امر کے تجویز کرنیسے واقع ہوئی ہے کہ مد ۱۷۸ - ایکٹ مذکور کا متعلق ہے - اوس مد مین میعاد تین سال کی اون درخواستون کے لئے مقرر ہے جنکے لئے ضمیمہ مین کہین اور یا بذریعہ دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کوئی میعاد مقرر نہین ہوئی ہے - وہ میعاد اوسوقت سے شروع ہوتی ہے کہ جسوقت استحقاق درخواست کا پیدا ہوتا ہے - دیگر عدالتون نے اور منجملہ اونکی ایک اجلاس کامل عدالت ہذا نے بمقدمہ پہسرام بنام گارڈنر (انڈین لا ریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۳۵۵) یہہ تجویز کی ہے

کہ درخواست مجدد اجراء ڈگری کے درخواست جدید نہین ہے بلکہ اوس درخواست کا
سلسلہ بازندہ کرنا ہے کہ جسمین کوئی ایسی وجہ مخل تھی جسکا اپیلانٹ ذمہ دار نہین تھا
بنظر بضامین حکم مصدرہ ۳۰ جنوری ۱۸۹۰ء کے جو اسمقدمہ مین صادر ہوا تھا مین اس درخواست کو
بطور درخواست تجدید کارروائی سابق کے جو بوجہ حکم امتناعی کے زیر التوا تھی
تصور کرنیکو ترجیح دیتا ہون۔ اس نظر سے درخواست ڈگریدار کی کسیطرح خارج المیعاد
نہین ہے۔ مین عدالتہاے ماتحت کی تقلید اونکی اس راے کے ساتھ نہین کرسکتا
کہ کوئی درخواست جاری ہونے ڈگری متفرقہ ڈگریدار فارق کے نہین ہوئی تھی
ذیعلم وکیل رسپانڈنٹ نے یہہ اعتراض کیا تھا کہ درخواست ۲ جولائی ۱۸۸۸ء
ناقص تھی کیونکہ اوسمین کل مراتب مقتضیہ دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی بہ نسبت
ڈگری متفرقہ کے درج نہین ہتے۔ میری راے مین جو مراتب مندرج درخواست مین
وہ کافی ہین اور بہرحال جب مدیون ڈگری نے وجہ خلاف اجرا کی اوسوقت دکھلانے
مین غفلت کی جب اوسکو اسکا موقع دیا گیا تھا مین تجویز کرتا ہون کہ اونسے اپنا استحقاق
اس قسم کے کسی اعتراض پر استدلال کرنیکا زائل کردیا ہے۔ حسب وجوہ بالا مین اپیل
معہ خرچہ کل عدالتون کے ڈگری کرتا ہون اور بمنسوخی احکام عدالتہاے ماتحت کے
مقدمہ بموجب احکام دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی بدین ہدایات واپس کرتا ہون کہ درخواست
رجسٹر مین نمبر سابق پر بحال قائم کیجاوے اور اوسکا تصفیہ مطابق قانون کے کیاجاوے۔

شاہجہانپور | اپیل اول نمبر ۲۵۳ ۱۸۹۳ء | منفصلہ ۸ مارچ

بہکہاریداس ویک کس دیگر (مدعیان) اپیلانٹ بنام دلیپ سنگہ وغیرہم (مدعاعلیہم) رسپانڈنٹ

رہن۔ راہن کا جزو جایداد مرہونہ کا بیع کرنا۔ بیع مذکور کا استحقاق مرتہن دربارہ نیلام
کراپانے جایداد مرہونہ پر موثر ہونا۔ ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۸۸۔

استحقاق مرتہن دربارہ نیلام کراپانے کسی جزو جایداد مرہونہ کے اسوجہ سے قطع
نہین ہوجاتا ہے کہ بعد رہن کے راہن نے کوئی جزو جایداد مرہونہ کا کسی شخص ثالث کے ہاتھ
بیع کردیا ہے۔ لالہ دلدار سہاے بنام دیوان بلاقی رام (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱
صفحہ ۲۵۸) اندر کنور ری راماجو بنام بیرا ایلی سبرایا دو (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۵
صفحہ ۳۸۷) اور بنواریداس بنام شیت (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۶۹) پر حوالہ ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کے جہانتک واسطے اغراض اس رپورٹ کے ضروری ہین فیصلہ عدالت سے ظاہر ہوتے ہین

بشمبرناتھہ وسندرلال منجانب اپیلانٹ رسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

ایچ صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - یہہ اپیل نالش نیلام محکومہ دفعہ ۸۸ - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء سے ظہور پذیر ہوا ہے - بعد رہن کے ایک جزو جایداد مرہونہ کا منجملہ مدعاعلیہم کے ایک مدعاعلیہ کے ہاتھہ بیع ہوا تھا وہ جایداد فتح پور تیمشی کے نام سے مشہور ہے جج ماتحت نے مدعیکو ڈگری دی تھی لیکن انہون نے اپنی ڈگری مدعی پر یہہ ذمہ داری قایم کرکے محدود کردی تھی کہ قبل نیلام کرانے جایداد فتح پور تیمشی کے وہ دیگر جایداد کے مقابلہ مین چارہ جوئی کرے - ظاہرا انہون نے یہہ خیال کیا ہے کہ دفعہ ۵۶ - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء اسمقدمہ سے متعلق ہے اس دفعہ کو اسمقدمہ سے کچھہ تعلق نہین ہے - وہ دفعہ محض درمیان مشتری اور بایع کے متعلق ہوتا ہے اور حقوق مرتہن مقدم کو محدود نہین کرتا ہے - یہہ صورت منجملہ ان صورتون کے نہین ہے جنکے لئے دفعہ ۸۱ مین حکم ہے استحقاق مرتہن دربارہ نیلام کرانے کسی جزو جایداد مرہونہ کے اسوجہ سے منقطع نہین ہوجاتا ہے کہ بعد رہن کے راہن نے ایک جزو جایداد مرہونہ کا کسی شخص ثالث کے ہاتھہ بیع کردیا ہے - اس راے مین ہماری تائید فیصلہ مقدمہ لالہ دلاور سہاے بنام دیوان بلاقی رام (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۸) و اندکوری راما جو بنام پیراسیلی سبرایا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۵ صفحہ ۲۸۷) اور نیواریدا بنام شیت (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۴۹۰ لغایت صفحہ ۴۹۷) سے ہوتی ہے -

جج ماتحت نے معاہدہ سود کی نسبت غلط فہمی کی ہے - معاہدہ ادا کرنے سود کا بشرح ۱ روپیہ ۴ آنے فیصدی ماہواری کا تھا اور بہ نسبت لگانے یا سالانہ کے شرط تھی کہ جس حالتمین سود لگایا گیا اصل مین اضافہ ہوتا جاویگا اور بشرح سود متذکرہ بالا رقم مجموعی پر قایم رہیگی - ہم یہہ اپیل منظور کرتے ہین اور مدعیکے حق مین ڈگری محکومہ دفعہ ۸۸ - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء عطا کرتے ہین جسکے ذریعہ سے کل یا اسقدر جایداد مرہونہ نیلام کیجاویگی کہ جسقدر کی ضرورت ہو - زر متدعویہ سند رجہ عرضی نالش تا روز آغاز نالش مبلغ ..... روپیہ ہے ہم مدعاعلیہم کو ۷ ستمبر آیندہ تک مہلت دیتے ہین کہ زر رہن مدعی کا مبلغ ..... معہ اسکے سود بشرح ۱ روپیہ ۴ آنہ فیصدی ماہانہ ابتدا سے تاریخ ارجاع نالش لغایت تاریخ وصول اندر میعاد مذکور معہ خرچہ نالش ہذا عدالت ماتحت و خرچہ اپیل ہذا العدالت ہذا ادا کرکے فک الرہن کرالیوے اور اگر زر مذکور ۷ ستمبر ۱۸۹۵ء کو یا اسکے قبل ادا نہ کیا جاوے تو سود مذکور تاریخ آغاز نالش سے ۷ ستمبر ۱۸۹۵ء تک دلایا جاویگا - ڈگری بموجب دفعہ ۸۸ - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء مرتب کیجاوے -

صفحہ ۸۴ انگریزی

شاہجہانپور — فیصلہ ۲۰ مئی — اپیل دوم نمبر ۵۵ ۹ سنہ ۱۸۹۳ء

پہوپی رام وغیرہم (مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام روکمن کنور (مدعیہ) رسپانڈنٹ

شاستر — شفع — دعوے شفع منجانب ہندو زوجہ قابض حصہ جایداد خاندانی بذریعہ تقسیم کے —

ہندو زوجہ یا بیوہ جس نے برطبق تقسیم جایداد خاندان مشترکہ کے جسکی وہ شریک ہے ایک حصہ جایداد مذکور مین پایا ہے بذریعہ اپنی قبضہ حصہ مذکور کے مستحق حقوق شفع کی نہین ہوجاتی ہے — اصول مقدمہ ٹاکنوری بنام جگنناتہہ کنوری (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۷۱) کی تقلید ہوئی — بہولمن رای بنام دروپی کنوری (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۵۲ ۴) پر حوالہ ہوا —

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوسکتے ہین —

سندر لال منجانب اپیلانٹان جوگندر ناتہہ منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و برادہرسٹ صاحب جسٹس — یہہ اپیل نالش شفع سے ظہور پذیر ہوا ہے — اپیلانٹان عدالت ہذا مدعا علیہم مقدمہ ہین — مدعیہ رسپانڈنٹ ہے — وہ ایک ہندو عورت ہے — اوسکی شوہر جی سنگہ کے اوس سے دو لڑکے تہے اور ایک لڑکا بہنی سنگہ اوسکی زوجہ اولی سے تہا — بہنی سنگہ نے نالش تقسیم کی کی تہی — اوسپر مدعیہ مقدمہ ہذا اسنے اپنی نالش بدعوید اراضی اپنی حصہ بذریعہ تقسیم کے کی تہی اور دیگری ایک حصہ کی اور بذریعہ تقسیم اپنی حصہ کے حاصل کی تہی — بذریعہ استحقاق حقیت اوس حصہ کے یہہ بات ہے کہ اوسکا یہہ دعوی ہے کہ وہ مستحق قایم رکہنے اس نالش شفع کے ہے — منجانب اپیلانٹان کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ ہندو زوجہ یا بیوہ جس نے بروقت تقسیم کے کوئی حصہ پایا ہو باستحقاق اوس حصہ کے کوئی استحقاق شفع کا حاصل نہین کرتی ہے — بجانب دیگر یہہ حجت ہوئی ہے کہ ہندو عورت جو بروقت تقسیم کے کوئی حصہ حاصل کرتی ہے اوس کو جہانتک شفع کو تعلق ہے ٹہیک وہی حیثیت حاصل ہوتی ہے جو اوس ہندو بیوہ کی حیثیت ہوتی ہے جس نے کوئی حصہ وراثتاً اپنی شوہر متوفی سے پایا ہو — تائید اس حجت کے کہ ہندو بیوہ جس نے وراثتاً کوئی حصہ اپنی شوہر متوفی سے پایا ہو استحقاق

شفع کار کہتی ہے ہمکو حوالہ مقدمہ بہولن راے بنام دانی کنورہی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۴۵۲) ہندو لا یوسج مولفہ مین صاحب (طبع چہارم) صفحہ ۶۹۹ فقرہ ۵۷۷ اور جزو فیصلہ ہایکورٹ کلکتہ بمقدمہ سرولا داسی بنام بہوبہن موہن گیوگی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۲۹۲ لغایت صفحہ ۳۰۷) دیا گیا ہے۔ منجانب اپیلانٹ کے ہمارے روبرو حوالہ مقدمہ سرولا کنورہی بنام جگنا ہتہ کنورتی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۱۷۰) ٹاگور لا لیکچر دربارہ ہندو بیوہ ۱۸۷۹ع صفحہ ۴۶۷ و سورولا داسی بنام بہوبہن موہن گیوگی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۲۹۲) اور جزو رپورٹ مندرجہ صفحہ ۳۰۳ پر بالخصوص اور ہنمانگی داسی بنام کدار ناتہہ کندو چودہری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۷۵۰) اور جزو فیصلہ مندرجہ صفحہ ۷۵۰ و ۷۶۶ پر بالخصوص تیوا ہی۔ ہمارے روبرو حوالہ مقدمہ شیودیال تیواری جادو ناتہہ تیواری (ویکلی رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۶۱) و متاکشرا باب ۱ دفعہ ۷ فقرہ ۱۱ اور باب ۱ دفعہ ۲- اشلوک ۸ اور سمرتی چندرکا باب ۴- اشلوک ۷ ہندو لا مولفہ وسٹ اور بلیہ صاحب صفحہ ۳۰۳ پر بہی بالخصوص ہوا ہے۔ پس ہمکو ظاہر ہوتا ہے کہ قانون مسلمہ ہے کہ ہندو عورت عام اس سے کہ وہ زوجہ ہو یا بیوہ ہو دعوے تقسیم کا بجز اسکے اور اوسوقت تک نہین کر سکتی ہے کہ کوئی اہل ذکور شریک ہندو خاندان مستحق تقسیم نے دعوے تقسیم کا نہ کیا ہو۔ ہم خیال کرتے ہین کہ یہہ بہی بدرجہ اقل ممالک ہذا مین متحقق ہے کہ جب ہندو عورت نے بروقت تقسیم کے کوئی حصہ پایا ہو وہ بجز حق حین حیاتی حصہ مذکورہ کے اور کچہہ حاصل نہین کر اتی ہے۔ ہندو عورت جایداد خاندانی سے مستحق نان و نفقہ کے ہے اور ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا استحقاق حصہ بر طبق تقسیم کا اوسکی استحقاق نان و نفقہ سے برامد ہوتا ہی اور جایداد خاندان کے تجزیہ ہونے پر ظہور پذیر ہوتا ہے اور جہانتک شفع کو تعلق ہے اوسکے تقسیم مین حصہ پا لینے اوسکو موضع مین دعوے شفع کے کرنے کا استحقاق اوس سے زیادہ حاصل نہین ہوتا ہے جو اوسکو بلا تقسیم کے بابت نان و نفقہ کے حاصل ہو بشرطیکہ کسی خاص حصہ پر وہ قابض رہی جاتی ہے یعنی بروقت تقسیم کے حصہ پانے کے وجہ سے اوسکو ایسا کوئی حق حاصل نہین ہوتا ہی

کہ جس سے وہ نالش شفع کو قایم رکہہ سکے - ہم ہندو عورت کی صورت مین جس نے تقسیم مین کوئی حصہ پایا ہو کوئی ایسی شی نہین دیکہتے ہین جس سے اوسکو اوس سے زیادہ استحقاق دعوے شفع کا حاصل ہو جو مقدمہ دلا کنوری بنام جگناتہہ کنوری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۶ صفحہ ۱۷) مین موجود تہا اوس مقدمہ مین ہندو بیوہ کو بذریعہ ڈگری عدالت کے ایک حصہ بجاے نان و نفقہ کے دخل دلایا گیا تہا اگر ہم تجویز کرین تو مشکلات پیدا ہونگی کہ ہندو بیوہ کو جس نے تقسیم مین کوئی حصہ پایا ہے باستحقاق اوس حصہ کے استحقاق شفع کا موضع مین حاصل ہو گیا ہے - ایسی صورتین پیدا ہونگی جسمین وہ حصہ جو ہندو عورت نے بذریعہ شفع کے پایا ہے بشرطیکہ اوسکو ایسا استحقاق حاصل ہو بعد وفات اوس بیوہ کے ایسے شخص کیطرف منتقل ہوگا جو حصہ دار موضع نہین ہے اور ایسے حالات مین منتقل ہو جاویگا جس سے ہر حصہ دار موضع دعوی شفع سے ممنوع ہو جاویگا ایسی صورت امکاناً پیدا ہوگی بشرطیکہ ہندو بیوہ نے زر ثمن شفع اپنی استری دہن سے ادا کیا ہے کہ جو اوسکی وفات پر اوسکے ورثا کو پہونچیگا - ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ بہتر ہے کہ ہم تقلید اوس اصول کی کرین جو ہمکو مقدمہ دلا کنوری بنام جگناتہہ کنوری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۶ صفحہ ۱۷) کا معلوم ہوتا ہے جو مخل اس خاص غرض رواج شفع کا نہوگا یعنی اس غرض کا مخل نہوگا کہ اشخاص اجنب موضع سے خارج رہین بمقابلہ اسکے کہ ہم تقلید اصول قرار یافتہ مقدمہ بہولن راے بنام دانی کنوری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱ صفحہ ۴۵۲) کی کرین جو ایسا مقدمہ تہا جسمین ایک عورت نے اپنی شوہر کی وراثت پائی تہی - ہم کو اس امر کے نسبت کوئی راے ظاہر کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ آیا اوس مقدمہ کا فیصلہ صحیح طور پر ہوا تہا یا نہین - ہماری راے مین مدعیہ مقدمہ ہذا نے باستحقاق اوس حصہ کے جو اوس نے تقسیم مین پایا تہا کوئی استحقاق شفع کا موضع مین حاصل نہین کیا تہا - ہم اپیل معہ خرچہ منظور کرتے ہین اور نالش معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین

مراد آباد | اپیل اول نمبر ۳۱ سنہ ۱۸۹۴ء | منفصلہ ۲۵ مارچ

امام الدین وغیرہم (مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام سورجبتی (مدعیہ) رسپانڈنٹ
شاستر - شفع - ہندو بیوہ قابض جایداد غیر منقولہ بذریعہ انتظام خانگی بشرایط سخت خلاف انتقال سکے -

دو ہندو بہائی قابض بعض حصہ کے ایک موضع مین ہتے - منجملہ اونکی ایک کے وفات پر بہائی حی القایم نے اوسکی بیوہ سے مصالحت کری جسکے رو سے حصہ مذکور کے ایک چہارم پر بیوہ مذکور تاحیات بدین شرط سخت قابض کرادی گئی ہتی کہ وہ اوسکو کسی طرحپر منتقل نہ کرسکے - تجویز ہوئی کہ قبضہ بیوہ کا حسب حالات بالا ایسا نہین ہے جس سے وہ مستحق اپنی دعوے شفع کی ہوسکے کیونکہ وہ مالک محال ہے بلکہ اوسکی حیثیت مشابہ حیثیت ہندو بیوہ قابض جایداد غیر منقولہ حقوق نان ونفقہ کے ہے - بہولن راے بنام دہانی کنوری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ا صفحہ ۲ ۵۳) ودلا کنوری بنام جگناتہہ کنوری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۷۱) اور بہوپی رام بنام روکمن کنور صفحہ ماقبل پر حوالہ دیا

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

امیر الدین وسندر لال منجانب اپیلانٹان - گوبند پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - یہہ اپیل نالش شفعہ سے ظہور پذیر ہوا ہے جو برنبا واجب العرض کے دایر ہوئی ہتی - عدالت مرافعہ اولی نے ڈگری دی ہتی اور مدعا علیہم نے جو مشتریان ہین اپیل کیا ہے - واقعات جہانتک کہ وے اوس امر سے متعلق ہین جس سے فیصلہ مقدمہ کا ہوجاتا ہے آسان ہین - مدعیہ بیوہ ایک شخص مسمی سکہہ درشن سنگہ کی ہے - سکہہ درشن سنگہ اور اوسکا بہائی امراو سنگہ قابض بعض لبوہ کے موضع مین تہے - سکہہ درشن سنگہ کے وفات کے بعد ایک نزاع درمیان امراو سنگہ اور مدعیہ حال کے دربارہ حقوق مدعیہ کے پیدا ہوئی ہتی اور اخیر مین تصفیہ اوس نالش کا بذریعہ ایک صلحنامہ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۸۷۴ء منعقدہ مابین فریقین کے ہوا تہا - از روے اوس اقرارنامہ کے مدعیہ کو منافع ۵ لبوہ جایداد مذکور کا تاحیات اوس کے دلایا گیا تہا لیکن اوس اقرارنامہ مین بالخصوص یہہ شرط قرار پائی ہتی کہ اوسکو جایداد مذکور مین اور کوئی استحقاق حاصل نہوگا

اور اوسکو اختیار انتقال کسی جزو جایداد کا بذریعہ رہن یا بیع یا وصیت کے یا اور کسی طرح سے حاصل ہوگا - جج ماتحت مجوز مقدمہ نے یہہ تجویز کی تھی کہ دونون بھائی جدا جدا تھے اور مشترک نہ تھے۔ ہماری راے مین یہہ امر غیر اہم ہے کہ آیا امراو سنگہ اور سکہہ درشن سنگہ مشترک تھے یا جداگانہ تھے - اب مدعیہ کا تنہا استحقاق وہی ہے جو اوسکو از روے صلحنامہ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۸۸۷ء کے عطا ہوا ہے - ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ تاثیر اوس صلحنامہ کی یہہ ہے کہ حقیت مدعیہ کی جو کچھہ کہ وہ قبل صلحنامہ مذکور کے تھی ہو بتصرف حین حیاتی منافع ذ ه بسوہ بلا کسی اختیار رہن یا بیع یا منتقل کرنے استحقاق حین حیاتی سے کے محدود ہوگئی ہے - از روے اقرارنامہ مذکور کے مدعیہ کی حیثیت اوس ہندو بیوہ خاندان مشترکہ کی ہے جسکو منافع جزو جایداد خاندانی کا واسطے اوسکی نان و نفقہ کے دلایا جاتا ہے یعنی جہانتک اوس حقیت کو تعلق ہے جو کچھہ اوسنے پائی ہے - جو حقیت مدعیہ کو از روے صلحنامہ مذکور کے حاصل ہے وہ کلیتاً مختلف قسم اور اوس حقیت سے بہت زیادہ محدود قسم کی ہے جو ہندو بیوہ شوہر لاولد جداگانہ کو اوسکی جایداد مین بعد وفات شوہر مذکور کے حاصل ہوتی ہے - ہماری راے مین مدعیہ مالک محال کے حسب مفہوم فقرہ شفع واجب العرض کے نہین ہے حیثیت بیوگان ہنود پر جہانتک استحقاق شفع کو تعلق ہے عدالت ہذا سے بمقدمہ پہولمن بنام دائی کنور (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۴۵۲) اور دولا کنوری بنام جگنا تہہ کنوری (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۱۷) اور مقدمہ اپیل دوم نمبر ۹۵۸ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۲۰ مئی ۱۸۹۱ء (۲۹ ماسبق) مین غور ہو چکا ہے

ہم تجویز کرتے ہین کہ مدعیہ مقدمہ ہذا کو استحقاق شفع حاصل نہین ہے اور ہم یہہ اپیل منظور اور نالش معہ خرچہ کل عدالتون کے ڈسمس کرتے ہین -

---

آعظمگڈہ نگرانی فوجداری نمبر ۲۴ ۱۸۹۵ء منفصلہ ۲۴ مارچ

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام امیدن وغیرہم

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۲۰۳ و ۴۳۷ - اختیار رکھا جیت مجسٹریٹ صادر کنندہ حکم ڈسمسی استغاثہ کا در بارہ سر نو قایم کرنے کارروائی کے -

جس مجسٹریٹ نے حکم ڈسمسی استغاثہ کا صادر کیا ہو وہ حسب درخواست مستغیث کے اور بلا ہدایت کسی حاکم بالادست کے سماعت اوسی جرم کی یا کسی اور جرم کی جو واقعات واحد سے موضوع ہوتا ہے بروقت پیش ہونے استغاثہ ثانی مناسب کے جو اوس کے روبرو ہو کر سکتا ہے۔

واقعات مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

ڈلن منجانب سائل۔ گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار۔

ناکس صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس۔ ہم سے درخواست واسطے نگرانی حکم مصدرہ مجسٹریٹ اعظمگڈہ مورخہ ۲۲ نومبر ۱۸۹۴ء کی اور جسکو سشن جج مقام مذکور نے بحال رکھا ہے اس بنیاد پر کی گئی ہے کہ بلحاظ احکام دفعہ ۲۳۷ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء کے کارروائی مجسٹریٹ کی خلاف قانون اور بلا اختیار کے ہے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۵ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ء کو اس مستغیث نے مجسٹریٹ اعظمگڈہ کے روبرو ایک استغاثہ پیش کیا جسمین اوس نے یہہ بیان کیا تھا کہ بعض اشخاص جنپر اوس نے الزام قایم کیا تھا مجرم اون جرایم کے ہوے ہین جو دفعات ۱۴۷ و ۳۲۴ مجموعہ تعزیرات ہند مین داخل ہوتے ہین۔ بعد قلمبند کرنے اظہار مستغیث کے مجسٹریٹ نے کوئی حکمنامہ بنام ملزم کے جاری نہین کیا لیکن مستغیث کو یہہ حکم دیا کہ تاریخ اینده پر وہ پھر معہ اپنی شہادت کے حاضر ہو چونکہ تا بید اوس کے استغاثہ کے بہ تاریخ معینہ پر مستغیث حاضر نہین ہوا اور مجسٹریٹ نے دفعہ ۲۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری پر عمل کر کے استغاثہ ڈسمس کیا۔ مستغیث نے استغاثہ ثانی بابت اوسی جرم کے اوسی عدالت مین دایر کیا۔ اتفاق یہہ ہوا تھا کہ حاکم اجلاس کنندہ عدالت کی تبدیلی ہو گئی تھی۔ جس عہدہ دار کے روبرو استغاثہ ثانی دایر ہوا تھا اوس نے مقدمہ کی سماعت کی تھی اور ملزمون کو مجرم تجویز کیا اور حکم سزا اونپر صادر کیا۔ ہمارے روبرو حجت یہہ ہے کہ اونکی یہہ کارروائی خلاف اختیار ہے یعنی یہہ کہ جب ایک مرتبہ استغاثہ بموجب دفعہ ۲۰۳ کے ڈسمس ہو جاوے تو وہ صرف بذریعہ حکم مصدرہ عدالت بالادست محکومہ دفعہ ۴۳۷ کے دوبارہ قایم ہو سکتا ہے۔ ہم وہ نتیجہ اخذ نہین کر سکتے ہین جسکے اخذ کرنیکی ہم سے فلعلم کونسل خواہش کرتے ہین

یعنی یہہ کہ ہرگاہ ازروے دفعہ ۴۳۷ مجموعہ کے بعض عدالتون کو اختیار صادر کرنے حکم تحقیقات مزید کا اون استغاثون مین دیا گیا ہے جو بموجب دفعہ ۲۰۳ مجموعہ مذکور کے ڈسمس ہوئی ہین تو عدالت ماتحت از خود کوئی حکم تحقیقات مزید کا صادر کرنے مین ممنوع ہے اگرچہ وجہ معقول بہی ایسا کرنیکی دکہلائی جاوے تاوقتیکہ اوسکو حکم محکومہ دفعہ ۴۳۷ کسی عدالت اعلی سے نہ پہونچے ذیعلم کونسل جو منجانب سایل کے حاضر ہوے ہین کوئی دوسرا دفعہ مجموعہ مین بجز دفعہ ۴۳۷ کہ بطور موید اپنی عذر کے نہین دکہلاسکتے ہین اور وہ کوئی نظیر اس ہائیکورٹ کے یا کسی دوسرے ہائیکورٹ کی ہمکو ایسی نہین دکہلاسکتے ہین جسمین بالتصریح یہہ تجویز ہوئی ہو کہ جو استغاثہ بموجب دفعہ ۲۰۳ کے ڈسمس ہوا ہو وہ مجددًا صرف حسب ہدایات کسی عدالت منجملہ عدالتہاے متذکرہ دفعہ ۴۳۷ کے قایم ہو سکتا ہے۔ جن مقدمات پر ہمارے روبرو حوالہ ہوا ہے وہ صرف مقدمات ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام پورن (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۸۵) اور ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام چہوٹو (منقولہ جلد مذکور بصفحہ ۵۲) کے ہین۔ مقدمہ سابق الذکر مین بالتصریح یہہ تجویز ہوئی ہتی کہ مجسٹریٹ حکم دہندہ تحقیقات مزید نے جو حکم برطبق موصول ہونے درخواست ثانی مستغیث کے دیا تہا خلاف کسی حکم قانونی کے عمل نہین کیا ہے۔ مقدمہ اخرالذکر مین جو امر ہمارے روبرو پیش ہے وہی امر اجلاس کامل مجوز مقدمہ مذکور مین زیر غور نہین رہتا لیکن صفحہ ۵۸ رپورٹ مذکور مین ہمکو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اجلاس کامل موصوف نے بسبیل تذکرہ یہہ تجویز کی ہے کہ جب مجسٹریٹ نے حکم رہائی بموجب دفعہ ۲۰۳ کے صادر کیا ہے وہ حسب درخواست خود مستغیث کے مقدمہ مین بلا صدور ہدایت اوس مضمون کے کسی حاکم بالادست سے کارروائی مزید کر سکتا ہے۔ یہہ راے اونکی دفعہ ۴۳۷ مجموعہ پر غور کرنیکے بعد قرار پائی ہتی۔ جس دفعہ کے روسے مقدمہ مین مجسٹریٹ کو اختیار سماعت جرایم کا عطا ہوا ہے وہ دفعہ ۱۹۱ ہے۔ دفعہ مذکور مین کوئی امر کسی قسم کا ایسا نہین ہے جسکے روسے اختیارات مجسٹریٹ کے دربارہ سماعت کے صرف برطبق استغاثہ اول کے جو اونکی روبرو پیش ہون محدود ہون۔ دفعہ ۴۰۳ مجموعہ کی وہ دفعہ ہے جسمین یہہ حکم ہے کہ جس شخص کی تجویز کسی جرم کی علت مین ایک مرتبہ ہو جاوے

اوسکی تجویز اوسی جرم کے بابت یا کسی دوسرے جرم کے بابت جو اون ہین واقعات سے موضوع ہوتا ہو اور جسکا وہ مرتکب ہوا ہے اوسوقت تک ہونا چاہیے کہ جبتک تجویز اور حکم جو صادر ہوچکا ہے قایم رہے۔ تشریح مین جو جزو دفعہ مذکور ہے بالتصریح یہہ حکم ہوا ہے کہ حکم ڈسمسی استغاثہ کا حکم برایت کا نہین ہے جو مانع تجویز ثانی ہو۔ ہر دو دفعات کے مضامین پر نظر کرنیکے بعد ہمکو قانون مین کوئی امر ایسا نظر نہین آتا ہے جو مجسٹریٹ ڈسمس کنندہ استغاثہ حسب دفعہ ۲۰۳ کا دربارہ پہر قایم کرنے کارروائی مجدداً کے مانع ہو بشرطیکہ برطبق استغاثہ ثانی وہ خیال کرے کہ بمقابلہ ملزم کے کارروائی کرنیکی وجہ معقول ہے۔ ایسی حالات کا قیاس کرنا آسان ہے جسمین نا انصافی کا بہت خوف ہو نا بشرطیکہ مستغیث جس نے بعجلت نالش کر دی تہی اور جسکی نالش ڈسمس ہوگئی تہی شہادت معقول کے ظاہر ہونے پر بمقابلہ ملزم کے کارروائی مزید کرنیکے لئے اوسوقت تک ممنوع ہو جاوے کہ جب تک وہ کسی ایسے عدالت اعلی مین رجوع نہ کر سکے جو بہت فاصلہ پر اوس عدالت سے واقع ہے کہ جسمین وہ اپنا استغاثہ دایر کر سکتا تہا۔ لہذا ہم اوس سے اتفاق کرتے ہین جو اجلاس کامل عدالت ہذا نے مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام جہولٹو مین فرمایا ہے اور ہم یہہ تجویز کرتے ہین کہ جس مجسٹریٹ نے حکم ڈسمسی استغاثہ کا صادر کیا ہے وہ حسب درخواست مستغیث اور بلا ہدایت کسی حاکم بالادست کے سماعت اوسی جرم کی یا کسی اور جرم کی جو اونہین واقعات سے موضوع ہوا ہے اپنی روبرو استغاثہ ثانی پیش ہونے پر کر سکتا ہے۔ درخواست نامنظور کیجاتی ہے اور سایلان اگر وہ ضمانت پر رہا ہون واسطے بہگتنے بقیہ حصہ اوس حکم سزا کے جو اونپر صادر ہوا ہے ضرور حاضر ہون گے۔

کانپور منفصلہ ۱۲ اپریل ۱۸۹۳ء

اپیل اول نمبر ۱۴۱ سنہ ۱۸۹۳ء

ٹہکر این (مدعیہ) اپیلانٹہ بنام رام چرن (مدعاعلیہ) رسپانڈنٹ

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۰۔ ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۱ء۔ نالش منجانب وصی یا موہوب لہٗ بذریعہ وصیت نامہ کے۔ پروبیٹ وصیت نامہ کا دربارہ ادخال نالش بطور شرط مقدم کے ضروری ہونا۔

موہوب لہٗ یا وصی از روے وصیت نامہ کے جس سے ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۸۱ء متعلق ہی بحیثیت اوس موہوب لہٗ یا وصی کے بوجہ اوسکی نہ حاصل کرنے پروبیٹ وصیت نامہ کے نالش داخل کرنیمین ممنوع نہین ہی۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوسکتے ہین۔

موتی لال منجانب اپیلانٹ   غلام مجتبی منجانب رسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ مساۃ ٹھکرائن نے نالش واپسی زر نقد کی جو بموجب رہننامہ مظہرہ کے واجب الادا تھا بدرخواست صدور ڈگری نیلام یا سبیل الرہن ڈگری زر نقد کے دایر کی تھی۔ مساۃ مذکورہ نے یہہ بیان کیا ہی کہ وہ قایمقام مرتہن کے بحیثیت اپنی وصی اوسکی وصیت نامہ کے یا موہوب لہٗ بموجب اوسکی کے ہی۔ جج ماتحت نے بلالحاظ روداد مقدمہ یا مدعا علیہ سے بیان تحریری داخل کرانیکی بغیر ڈگری مشعر ڈسمسی نالش ٹھکرائن کے اس بنا پر صادر کی کہ وہ اس نالش کو قایم نہین رکھہ سکتی ہے کیونکہ اوس نے قبل ادخال نالش کے پروبیٹ وصیت نامہ کا حاصل نہین کیا ہی۔ بادی النظر مین دفعہ ۵ - ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء اور تمثیل (الف) دفعہ مذکور مویدا اوس راے قانونی کا معلوم ہوتا ہی جسپر جج ماتحت نے عمل کیا ہی مقدمہ حال ایسا ہی جس سے ایکٹ پروبیٹ اور اہتمام ترکہ (ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۸۱ء) متعلق ہی اور جہانتک ہم واقف ہین اوس ایکٹ مین کوئی امر ایسا نہین ہی جس سے موہوب لہٗ از روے وصیت نامہ یا وصی کو قبل ادخال نالش بحیثیت موہوب لہٗ یا وصی کے پروبیٹ وصیت نامہ کا حاصل کرنا ضروری ہو۔ ہم اس امر سے واقف نہین ہین کہ کوئی اور دوسرا قانون ایسا ہی جس سے موہوب لہٗ یا وصی کو جو بحیثیت مساۃ ٹھکرائن کے ہو پروبیٹ اوس وصیت نامہ کا جسکے روسے وہ دعویدار ہی قبل ادخال نالش بحیثیت اوس موہوب لہٗ یا وصی کے حاصل کر لینا ضروری تھا لہذا حاصل کرنا پروبیٹ کا ایک شرط اس لیے ضروری نہین تھی کہ وہ یہہ نالش دایر کر سکے۔ تمثیل کی یہہ تاثیر نہین ہو سکتی ہے کہ جس دفعہ کی وہ تمثیل ہے اوس دفعہ کے مضمون کو وسیع کر سکے اور تمثیل صرف اونہین صورتون سے متعلق ہو سکتی ہے بشرطیکہ ایسے صورتین ہون جنمین وصی قانوناً رجوع نالش سے بحیثیت وصی کے اوسوقت تک ممنوع ہو کہ جب تک اوس نے وصیت نامہ کو ثابت نہ کیا ہو۔ یہہ صورت اسمقدمہ مین نہین ہے۔ یہہ حجت ہوئی ہے کہ سورج پرشاد جواب مسئل مین قایمقام مساۃ ٹھکرائن متوفیہ کا ہے

ڈگری اس اپیل مین بلا ادخال سرٹیفکیٹ محکومہ ایکٹ نمبر ۷ ۱۸۸۹ء کے حاصل نہین کر سکتا ہے۔ بموجب فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ فتح چند بنام محمد بخش (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۱۰) کے ہم یہہ بیان کرتے ہین بشرطیکہ جو ڈگری ہم صادر کرنا چاہتے ہین وہ ڈگری واسطے ادا کرنے زر نقد کے یا تو بذریعہ نفاذ رہن کے ہو یا بمقابلہ ذات مدعاعلیہ کے ہو لیکن جو ڈگری ہم صادر کرنیوالے ہین وہ اوس قسم کی ڈگری نہین ہے وہ ایک حکم بموجب دفعہ ۵۶۲ ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء کے ہے اور وہ یہہ ہے کہ بمنسوخی ڈگری عدالت ماتحت کے ہم مقدمہ عدالت ماتحت مین بدین ہدایت واپس کرتے ہین کہ نالش کو رجسٹر مین اوس کے نمبر ابتدائی پر پہر داخل کرے اور اوسکی رو دادی فیصلہ کرنے مین مصروف ہو ہم بہ نسبت تاخیر درخواست سورج پرشاد کے جو عدالت مین مسل مین قائم کیجاینگی اور اوسپر حکم کے نسبت اور اس امر کے نسبت ہے کہ آیا سورج پرشاد کو سرٹیفکیٹ بہ نسبت قرضجات یافتنی مساۃ ٹھکراین کے بشرطیکہ کچہہ ہون داخل کرنا چاہئے یا نہین کچہہ تجویز نہین کرتے ہین۔ وہ ایسے امور ہین جو بشرطیکہ عدالت ماتحت مین پیش کیجاوین اول اول اوسی عدالت مین فیصل کیجاوینگی۔ خرچہ اس اپیل کا نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

جونپور — اپیل اول نمبر ۵۲ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۲۴ جنوری سنہ ۱۸۹۵ء انگریزی

رتن جی (ڈگریدار) اپیلانٹ بنام ہربہردت دوبی (مدیونڈگری) ریسپانڈنٹ

اجرائے ڈگری - قرقی جایداد غیر منقولہ - حکم مشعر اخراج درخواست اجرائے ڈگری لیکن مشعر بحالی قرقی کے - اپیل -

ایک ڈگریدار نے اپنی ڈگری کے اجرا مین اپنی مدیون کی بعض جایداد غیر منقولہ قرق کرائی لیکن دربارہ تکمیل اجرائے ڈگری کے اوسنے کسی دوسری تدبیر کرنے پر عدالت نے کارروائی اجرائے ڈگری بہ بحالی قرقی خارج کر دی - بنا راضی اوس حکم کے ڈگریدار نے اپیل کیا - تجویز ہوئی کہ چونکہ حکم زیر بحث بالقصد یہ الثانہ درخواست نیلام کا نہین ہے اور ڈگریدار کو اپنی ڈگری کے اجرا قایم رکہنے مین مانع ہنوگا تو اپیل بنا راضی حکم مذکور کے فضول ہے اور ڈسمس ہونی چاہیئے -

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

موتی لال منجانب اپیلانٹ - کالون و عبد المجید و سندر لال منجانب ریسپانڈنٹ

بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس - ہماری راے مین یہہ اپیل بالکل فضول ہے - باعتبار بیان واقعات کے معلوم ہوتا ہے کہ مقدم حقیت اپیلانٹ نے مئی سنہ ۱۸۹۰ء مین ایک ڈگری بمقابلہ راجہ ہربہردت دوبی مرحوم کے حاصل کی تہی - یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ بموجب احکام دفعہ ۴۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے دو مکانات ملکیت راجہ موصوف کے قبل فیصلہ قرق ہوے تہے بعدہ اجرائے ڈگری مین جولائی سنہ ۱۸۹۰ء مین جج ماتحت سے درخواست بدین استدعا ہوئی کہ وہ حکم نیلام مکانات مقروقہ کا صادر کرین - معمولی اشتہار نیلام جاری ہوا تہا اور ستمبر سنہ ۱۸۹۰ء مین زوجہ مدیون ڈگری نے عذرات لسنبت نیلام بدین دعوے پیش کیے تہے کہ وہ مکانات خود اوسی کی جایداد ہین - نیلام مذکور تا فیصلہ اوس کے عذرات کے ملتوی ہوا تہا اور بذریعہ حکم ضلع جج کے بہی ملتوی ہوا تہا - بالاخر ۳ جون سنہ ۱۸۹۱ء کو جج ماتحت نے ڈگریدار کو یہہ حکم دیا کہ معاملہ اجرائے ڈگری مین کوئی تدبیر مزید عمل مین لاوے اور ۱۳ جون سنہ ۱۸۹۱ء کو چونکہ ڈگریدار نے کوئی تدبیر مزید اوس تاریخ تک نہین کی تہی جج ماتحت نے مقدمہ خارج کر دیا لیکن قرقی بحال رکہی - وہی حکم اب زیر اپیل ہے - ہماری راے مین وہ حکم التواے چند روزہ

تصفیہ درخواست نیلام ابتدائی سے اور اوس اعتراض سے جو اوسپر ہوا تھا کچھہ زیادہ
نہین ہے - وہ درخواست ابتک غیر تجویز شدہ دایر ہے اور عدالت جج ماتحت مین منتظر
احکام کی ہے - حکم شوا اوسکی اخراج کا کسی طرح پر تصفیہ عدالتانہ اوس درخواست کا نہین
ہے - اوس سے یہہ فیصلہ نہین ہوتا ہے کہ آیا ڈگری کلیتاً یا جزواً بذریعہ نیلام مکانات مقروقہ
کے جاری ہوسکتی ہے یا نہین - اوسمین کوئی حکم خلاف استحقاق ڈگریدار دربارہ جاری
کرانے ڈگری کے شامل نہین ہے یا جو کسی طرح پر جج ماتحت کو ایسے اب یہہ درخواست کرنیمین مانع
ہو کہ جج ماتحت اب پھر مقدمہ کو قایم کرین اور درخواست مدخلہ ۱۹ جولائی سنہ ۱۸۹۰ء کا عدالتانہ
تصفیہ کرین - جج ماتحت نے اسوقت تک اجرا بذریعہ نیلام مکانات مقروقہ کو نامنظور نہین
کیا ہے - فی الحقیقت جہانتک کارروائی ہوئی ہے وہ مفید حقوق ڈگریدار کے بدین نظر ہین
کہ اشتہار نیلام جاری ہوا تھا اگرچہ بعدہٗ وہ نیلام ملتوی ہوگیا تھا - درخواست اجرائے ڈگری
حسب طریقہ مروجہ درخواست مذکور محض غیر تجویز شدہ داخل دفتر ہوگئی ہے - اندرینحالات
ہم خیال کرتے ہین کہ کوئی امر ایسا نہین ہے جسکی ناراضی سے اپیل ہوسکے - جب ہی مقدمہ
دہونکل سنگہ بنام پہکر سنگہ (انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۸۴) اور ایکٹ
نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۲ء صادر ہوا ہے جیسا کہ قانون سمجھا گیا ہے کوئی حکم ایسا صادر نہین ہوا
ہے جو کسی طرح پر مضر ڈگریدار کے ہو - جو کچھہ اوسکو کرنا چاہیے وہ کل یہی ہے کہ جج ماتحت
سے یہہ درخواست کرے کہ جو مقدمہ جون سنہ ۱۸۹۱ء مین عارضی طور پر خارج کر دیا گیا تھا
اوسمین کارروائی کیجاوے - جب یہہ درخواست جج ماتحت سے کیجاوے تو اونکو یہہ
تجویز کرنا پڑیگا کہ وہ کون شخص ہے اور وہ کونسا طریقہ ہے کہ جسکے مقابلہ مین اور جس طریقہ
سے کارروائی اجرائے ڈگری کے قایم رکھی جاویگی اور اوس امر کے نسبت اونکی توجہ دفعہ ۲۳۴
مجموعہ ضابطہ دیوانی اور مقدمہ ہیراچند برجیونداس بنام کستورچند کاشیداس (انڈین
لاریورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۴) پر مایل کیجاتی ہے - ہمارا اس بحث مین داخل
ہونا کہ کون قایمقام قانونی مدیون ڈگری متوفی کا ہے اب فضول اور قبل از وقت ہوگا
اوس امر کے نسبت ہم کوئی راے یا کوئی نتیجہ اوس تجویز پر ظاہر نہین کرتے ہین اور نہ
اوسکو اخذ کرتے ہین جو جج ماتحت نے بہ نسبت تنقیح کے ارسال کی ہے جو عدالت ہذا سے
اس امر کے نسبت بہیجی گئی تھی کہ آیا راجہ شنکردت دوبے حسب منشاء دفعہ ۲۳۴ کے

قایمقام قانونی راجہ ہر بہروت روپیہ مدیون ڈگری متوفی کا ہے یا نہین چونکہ ہم تجویز کرتے ہین کہ یہہ اپیل بلا ضرورت دایر کیا گیا ہے ہم اوسکو معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

علیگڈھ   اپیل دوم نمبر ۷ سنہ ۱۸۹۴ء   منفصلہ ۵ مارچ

محمد حسین (مدعی) اپیلانٹ بنام بدری پرشاد (مدعا علیہ) رسپانڈنٹ

ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی) دفعہ ۹۳ (ح)

نالش حصہ دار مندرجہ کہیوٹ واسطے حصہ منافع مندرجہ کہیوٹ کے۔ قبضہ مخالفانہ۔

محض یہہ امر کہ نام کسی حصہ دار کا کاغذات مال مین درج ہے مانع اوسکی نالش کے خارج المیعاد ہونیکا نہوگا جو بابت اوس کے حصہ منافع کے ہو بشرطیکہ فی الواقع اوس نے کوئی منافع بارہ سال سے زیادہ کا قبل نالش مذکور کے نہ پایا ہو۔ مقصود علیخان بنام غازی الدین (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی سنہ ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۵۰) اور تلشی سنگہ بنام لچھمن سنگہ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۹۱ء صفحہ   ) کی تقلید ہوئی۔

واقعات اسمقدمہ کے ایکمین صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

مادہو پرشاد منجانب اپیلانٹ۔   رشید منجانب رسپانڈنٹ۔

ایکمین صاحب جسٹس۔ یہہ نالش بموجب ضمن (ح) دفعہ ۹۳۔ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے واسطے دلاپانے منافع سنہ ۱۲۹۳ و سنہ ۱۲۹۴ و سنہ ۱۲۹۵ فصلی کے ہے۔ جوابدہی یہہ ہے کہ اگرچہ مدعی نے اس جایداد کو قریب اکیس ۲۱ سال ہوے جب خرید کیا تہا۔ اوس نے اوسپر کبہی قبضہ نہین پایا اور بارہ سال سے زیادہ ہوا جب سے مدعا علیہ کا قبضہ مخالفانہ ہے۔ عدالت مرافعہ اولی یعنی اسسٹنٹ کلکٹر علیگڈہ نے دعوی مدعی کو جزواً ڈگری کیا تہا برطبق اپیل کے ڈسٹرکٹ ضلع جج نے اس ڈگری کو منسوخ کیا جنہون نے دعوی مدعی کو ڈسمس کیا ہے۔ مدعی عدالت ہذا مین بصیغہ اپیل دوم آیا ہے۔ مدعی اس واقعہ پر استدلال کرتا ہے کہ وہ حصہ دار مندرجہ کہیوٹ ہے۔ اوسکا یہہ بیان نہین ہے کہ اوس نے کبہی منافع اون حصص کا پایا ہے جنکا وہ بطور قابض کے مندرج ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اوس نے ایک نالش دلاپانے منافع سنہ ۱۲۸۳ء فصلی کے کی تہی جو یکم اگست سنہ ۱۸۷۶ء کو واجب الادا ہوا تہا۔ مسل مین کچہہ ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ یہہ نالش کب دایر ہوئی تہی لیکن

کلکٹر کے فیصلہ کی نقل سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۲۶ اگست ۱۸۷۹ء کو اوسکا فیصلہ ہوا تھا۔ اور فیصلہ سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوس مقدمہ کے مدعا علیہم نے ایک عذر ایسا ہی پیش کیا تھا جو اب پیش کیا گیا ہے یعنی یہہ کہ مدعی نے کبھی کوئی جزو منافع کا نہیں پایا ہے اسسٹنٹ کلکٹر نے ۱۸۷۹ء مین مدعی کو ڈگری دی تھی لیکن یہہ ڈگری اپیل مین منسوخ ہو گئی تھی یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ کن وجوہ سے منسوخ ہوئی تھی کیونکہ کوئی نقل فیصلہ اپیل کی پیش نہین ہوئی تھی۔ اپیل مین یہہ اصرار ہوا ہے کہ دعوی مدعی کا بوجہ کسی استحقاق مخالفانہ کے جو مدعا علیہ نے حاصل کیا ہو ممنوع السماعت نہین ہے کیونکہ مدعا علیہ نے اول مرتبہ ۱۸۷۹ء مین استحقاق مدعی سے انکار کیا ہے۔ بنسبت اوس عذر کے مین یہہ تحریر کرتا ہون کہ یہہ ثابت نہین کیا گیا ہے کہ ۱۸۷۹ء مین یہہ بات ہوئی تھی کہ مدعا علیہ نے اول مرتبہ استحقاق مدعی سے انکار کیا تھا۔ جواب دعوی مقدمہ سابق اور اس امر سے کہ یہہ ثابت نہین ہوا ہے کہ مدعی نے کبھی کوئی منافع اس حصہ سے پایا ہے مین یہہ نتیجہ نکالتا ہون کہ مدعا علیہ استحقاق مدعی سے ہمیشہ انکار کرتا آیا ہے۔ فیصلجات عدالت ہذا مقدمہ مقصود علیخان بنام غازی الدین (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۵۸) اور تلسی سنگ بنام لچھمن سنگ (زبدۃ النظایر سفید وار ۱۸۸۱ء صفحہ ۷۲) صاف طور پر مفید رسپانڈنٹ کے ہین میری راے مین فیصلہ عدالت ماتحت کا صحیح ہے۔ مین یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون

صفحہ ۸۹ تکرار ابتدائی

اپیل فرمان شاہی نمبر ۱۸۹۳ء ۱۸۹۴ء منفصلہ ۱۰ مارچ

آروال ویک کس دیگر (سایل) اپیلانٹ بنام جے ای ہورڈ وغیرہم (فریق ثانی) رسپانڈنٹان

فرمان شاہی دفعہ ۱۰ - ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ کمپنی ہاے ہند) دفعہ ۱۶۹ - توسیع میعاد واسطے تعمیل نوٹس اپیل کے - بنا راضی حکم ہائیکورٹ مشعر توسیع مذکور کے اپیل کا ہونا - حکم اختیار امتیازی -

بموجب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی ہائیکورٹ آف جوڈیکچر ممالک مغربی و شمالی کے بنا راضی حکم جج واحد عدالت موصوف مشعر نامنظوری درخواست متعلقہ دفعہ ۱۶۹ ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ کمپنی ہاے ہند) بابت توسیع میعاد تعمیل نوٹس اپیل بموجب

ایکٹ مذکور کے اپیل نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ حکم مذکور حسب منشا دفعہ الفرمان شاہی مذکور کے فیصلہ نہیں ہے - بنو بی بی بنام مہدی حسین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۵۰۶) محمد نعیم الرحمان بنام احسان اللہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۲۲۶) وکش پرشاد پانڈے بنام کنک ... لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۳۰۱) لطف علیخان بنام اصغر رضا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۴۵۵) ہرلش چندا چودہری بنام کالی سندری دیبا (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۱۰ صفحہ ۴) مہاراجہ پرشاد سنگھ بنام ادہکاری کنور (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۳۰۴) لین بنام اشلی (لا رپورٹ ۱۸۹۱ء مقدمات اپیل صفحہ ۱۰۲) سکے بنام برگس (لا رپورٹ کیو بنیز بنچ ڈویزن جلد ۲ صفحہ ۳۴۳) دی ایمسٹیل (لا رپورٹ پی ڈی بی پرو سیریز جلد ۲ صفحہ ۱۰۲) اور ایکسپارٹی اشٹیو (لا رپورٹ ۱۸۹۲ء کیو بنیز ڈویزن جلد ۱ صفحہ ۹۴) پر حوالہ ہوا -

یہہ اپیل بنا راضی حکم بنرجی صاحب جسٹس مشعر نامنظوری درخواست محکومہ دفعہ ۱۶۹ - ایکٹ کمپنی ہاے ہند باستدعاے توسیع میعاد اپیل بنا راضی حکم ضلع جج الہ آباد اور واسطے تعمیل نوٹس اپیل مذکور کے ہے - حکم زیر بحث حسب ذیل ہے

بموجب دفعہ ۱۶۹ - ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۸۲ء جسکا حوالہ اس درخواست مین دیا گیا ہے عدالت ہذا کو میری راے مین اختیار توسیع میعاد ادخال اپیل بنا راضی حکم ضلع جج کے جسکی شکایت سایلان کو ہے نہین حاصل ہے - عدالت اپیل کو بس میعاد کے توسیع کرنیکا اختیار اوس دفعہ کے رو سے حاصل ہے وہ صرف وہ میعاد ہے جسکے اندر نوٹس اپیل کے دیجانیکا مقصود اوس دفعہ کے رو سے ہے - لہذا میں وہ توسیع عطا نہین کرسکتا ہون جسکی استدعا بہ نسبت زمانہ میعاد سماعت ادخال اپیل بنا راضی حکم عدالت ماتحت کے ہے بہ نسبت عطاے توسیع میعاد تعمیل نوٹس کے میری یہہ راے ہے کہ توسیع مذکور بجز بوجوہ جایز کے منظور نہین ہوسکتی ہے - اسمقدمہ مین کسی ایسے وجوہ کا وجود ثابت نہین کیا گیا ہے - درخواست مین صرف وجہ دکہلائی گئی ہے کہ نقل حکم متشکایتی کی حاصل نہین ہوئی ہے لیکن یہہ بیان تا نہین ہوا ہے کہ کیون وہ نقل حاصل نہین کی گئی تہی - نظر بران مین یہہ درخواست

نامنظور کرتا ہون -

بقیہ واقعات مقدمہ کے برکٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین -

پورٹر منجانب اپیلانٹان اسٹریچی و دالک منجانب رسپانڈنٹان

برکٹ صاحب جسٹس - اسمقدمہ مین درخواست بموجب دفعہ ۱۹۹ ایکٹ کمپنی ہاے ہند (ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۲ء) مشعر منظوری توسیع میعاد دربارہ دینے نوٹس اپیل بنار اضی حکم ضلع جج الہ آباد مشعر نامنظوری درخواست متعلقہ دفعہ ۲۱۴ کے مسٹر جسٹس بنرجی صاحب کے اجلاس مین ہوئی تہی - توسیع میعاد دربارہ ادخال اپیل کے بہی استدعا ہوئی تہی - ڈسٹرکٹ جج نے ہر دو درخواست بقرار داد اس رائے کے نامنظور کی تہین کہ کوئی وجہ کافی اونکی منظوری کی نہین دکہلائی گئی تہین یہہ اپیل حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی عدالت ہذا بنار اضی اوس حکم نامنظوری کے دایر کیا گیا ہے -

مسٹر اسٹریچی منجانب رسپانڈنٹ دو عذرات ابتدائی خلاف سماعت اپیل کے پیش کرتے ہین - اولاً اونکی یہہ حجت ہے کہ اپیل ہو نہین سکتا ہے کیونکہ وہ کہتے ہین کہ حکم زیر اپیل حسب منشاء دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے جس کے رو سے استحقاق اپیل بنار اضی فیصلہ (جو حکم سزا یا حکم مصدرہ کسی تجویز فوجداری کا نہو) جج واحد عدالت ہذا کے عطا ہوا ہے فیصلہ نہین ہے - دوران تقریر مین چند مقدمات کا حوالہ دیا گیا ہوا تہا لیکن مین نہین خیال کرتا ہون کہ وے سب متعلق ہین کیونکہ اونمین سے بعض کا مدار دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی پر ہے - لیکن میری راے مین وہ دفعہ اسمقدمہ سے متعلق نہین ہے - مین خیال کرتا ہون کہ اوس دفعہ کو دفعہ ۵۸۸ کے ساتہہ پڑہنا چاہیے اور اسطرح پر تعبیر کرنا چاہیے کہ گویا اوسمین الفاظ بموجب اس مجموعہ کے درمیان الفاظ کسی عدالت کے اور الفاظ باستعمال کے درج ہین - اسکی خلاف تجویز کرنیکا یہہ اثر ہوگا کہ بہت سے اپیل جو از روے ایکٹ ہا و اضعان قوانین مصدرہ قبل نفاذ پذیر ہونے ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ء یعنی اپیل بعدالت العالیہ ہائیکورٹ بنار اضی ضلع جج خود اسی معاملہ نسبت ونابود ہو جاوینگے لہذا مین یہہ نہین کہہ سکتا ہون کہ یہہ اپیل جو اوس استحقاق اپیل سے ظہور پذیر ہوا ہے جو از روے ایکٹ کمپنی ہاے ہند

(ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ع) کے ایسے معاملہ مین پیدا ہوا ہے جو مجموعہ ضابطہ دیوانی سے بالکل باہر ہے ازروے دفعہ ۵۹۱ مجموعہ مذکور کے ممنوع ہے۔

مقدمہ بنو بی بی بنام مہدی حسین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۳۷۵) مین عدالت ہذا نے بموجب دفعات ۵۸۸ و ۵۹۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بہ تقلید چند مقدمات ہائیکورٹ مدراس کے یہ تجویز ہوئی تھی کہ بنار اضی حکم جج واحد مشعر نامنظوری اجازت اپیل مفلسانہ کے اپیل نہین ہو سکتا ہے۔ انہین وجوہ بمقدمہ محمد نعیم اللہ خان بنام احسان اللہ خان (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۲۲۶) یہہ تجویز ہوئی تھی کہ حکم جج واحد عدالت مشعر ترمیم ڈگری متصدرہ صیغہ اپیل اجلاس ڈویژن بنچ کہ جس بنچ کا صرف وہی جج عدالت مین باقی ہے ایسا حکم ہے جس کی نار اضی سے اپیل ازروے باب ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے خارج ہے۔ اور اوسمقدمہ مین ذیعلم چیف جسٹس نے لفظ فیصلہ متذکرہ دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کی یہہ تعریف کی ہے کہ صریحی فیصلہ جج عدالت کا ہے جس سے رہبری ڈگری یا حکم کی ہوتی ہے یا اوس پر اونکی بنیاد قائم ہوتی ہے اور معزی الیہ نے یہہ بتلایا ہے کہ باب ۴۳ و باب ۴۵ کو یکجائی پڑہنا غیر ممکن ہے کیونکہ باب اخر الذکر ایسا باب ہے جسمین اپیلہاے بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل کا ذکر ہے۔

دوسرا مقدمہ جسکا مین ذکر کرنا چاہتا ہون مقدمہ کشن پرشاد پانڈی بنام تلک دہاری لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۸۳) کا ہے۔ اوس مین یہہ تجویز ہوئی تھی کہ بموجب دفعہ ۱۵ فرمان شاہی کلکتہ کے (جو مطابق دفعہ ۱۰ فرمان شاہی عدالت ہذا کے ہے) بنار اضی حکم جج واحد مشعر نامنظوری توسیع میعاد ادخال ضمانت خرچہ اپیل بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل کے اپیل نہین ہو سکتا ہے اوسمقدمہ مین ہائیکورٹ کے روبرو یہہ بحث پیش تھی کہ آیا ایسا حکم حسب منشار دفعہ ۱۵ فرمان شاہی مذکور کے فیصلہ ہے یا نہین۔ مثل اس حکم کی بجواب اپیل مین ہمارے روبرو پیش ہے حکم اوسمقدمہ کا ایسا تہا جس سے احکام دفعات ۵۸۸ و ۵۹۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے متعلق نہین ہیتے۔ بعد حوالہ کرنے اور مباحثہ کرنے اوپر چند مقدمات رپورٹ شدہ کے ذیعلم ججون نے یہہ تجویز کی تہی کہ جب

کسی حکم کے روسے کوئی بحث زیر تنقیح مقدمہ کی یا فریقین نالش مین سے کسی فریق
کے حقوق کی تجویز ہوجاوے تو وہ حکم قابل اپیل ہے ورنہ نہین منجملہ مقدمات
محولہ فیصلہ عدالت متذکرہ بالا کے مقدمہ لطف علیخان بنام اصغر رضا (انڈین لارپورٹ
سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۴۵۵) تہا۔ اوس مقدمہ مین بحث یہہ تہی کہ آیا بنا راضی حکم
ایک جج کے جو مشعر عطاے اس سرٹفکیٹ کے تہا کہ مقدمہ قابل اپیل بحضور پریوی
کونسل کے ہے اپیل ہوسکتا ہے یا نہین اور بعد ملاحظہ مقدمہ ہریش چندر چودہری
بنام کالی سندری دیبا (لارپورٹ اپیل ہند جلد ۱۰ صفحہ ۴) کے یہہ تجویز ہوئی تہی کہ چونکہ
حکم زیر اپیل ایسا نہین تہا جس سے تجویز قطعی یا غیر قطعی کسی امر زیر تنقیح کی یا فریقین
نالش مین سے کسی فریق کے حقوق کی تجویز ہوئی ہے وہ قابل اپیل نہین ہے
مقدمہ ہریش چندر چودہری بنام کالی سندری دیبا مین یہہ تجویز ہوئی تہی کہ بنا راضی
حکم جج واحد مشعر انکار بہیجنے ڈگری ملکہ معظمہ اجلاس کونسل بغرض اجرا کے اپیل
ہوسکتا ہے مقدمہ حال مہابیر پرشاد سنگہ بنام ادہکاری کنور (انڈین لارپورٹ
سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۴۷۳) مین جو ایک اپیل بنا راضی حکم جج واحد مشعر انکار
التواے اجراے ڈگری حسب دفعہ ۶۰۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تہا یہہ تجویز ہوئی
تہی کہ لفظ فیصلہ موقوعہ ضمن ۱۵ فرمان شاہی سے مراد وہ فیصلہ ہے جو موثر معاد
نزاع فیما بین فریقین بذریعہ تجویز کسی حق یا ذمہ داری کے ہو۔ بخیال اوس رلے
قانونی کے عدالت نے یہہ تجویز کی تہی کہ حکم نامنظوری التواے اجراے ڈگری نبفاذ
اوس اختیار امتیازی کے جو کسی جج یا بنچ عدالت کو عطا ہوا ہے موثر کسی
استحقاق یا ذمہ داری پر بذریعہ تجویز کسی امر کے نہین ہے جو موثر روداد نزاع
فیما بین فریقین کے کسی منشا وسے ہو۔ مقدمہ محمد نعیم اللہ خان بنام احسان اللہ خان
(انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۴ صفحہ ۲۲۶) متذکرہ بالا مین مقدمہ ہریش
چندر چودہری کی منشا اور تاثیر پر مباحثہ کامل ہوا ہے اور مین یہہ اور اضافہ
کرتا ہون کہ چونکہ ازروے حکم مسٹر جسٹس ٹاینکس صاحب مندرجہ مقدمہ مذکور
کے یہہ تجویز ہوئی تہی کہ ڈگری ملکہ معظمہ اجلاس کونسل کے جاری نہین ہوسکتی
ہے تو بلاشبہ اوس کے روسے تجویز امر زیر تنقیح مقدمہ کی اور استحقاق ڈگریدار

دربارہ جاری کرا پانے اپنی ڈگری کے ہوئی تھی - لہذا بموجب فیصلجات محولہ بالا کے وہ حکم قابل اپیل ہونا چاہیے تھا -

لفظ فیصلہ موقوعہ دفعہ ۱ فرمان شاہی عدالت ہذا کے تعبیر کرنے مین جو انگلستان مین مرتب ہوا تھا اور عدالتہاے انگریزی کی عبارت کا استعمال ہوا ہے اوسمین وہ محدود معنی لفظ فیصلہ کی قایم کرنا غیر ممکن ہے جیسا کہ اوسکی تعریف مجموعہ ضابطہ دیوانی مین ہوئی ہے جیسا کہ اوسکا استعمال انگلستان مین ہوتا ہے وہ تعریفات ڈگری فیصلہ و حکم مندرجہ مجموعہ پر حاوی ہونیکے لئے کافی ہے - استعمال الفاظ حکم سزا و حکم مستثنی مین بابت معاملات فوجداری کے قابل لحاظ ہے - اب دیکھنا چاہیے کہ حکم زیر اپیل مقدمہ ہذا کا بلاشبہ ڈگری نہین ہے اور نیز اوس حیثیت سے قابل اپیل ہے یہہ ایسا حکم ہے جسکے روسے ذیعلم جج نے باستعمال اپنی اختیار امتیازی عدالتانہ کے اپیلانٹان کو اوس اعانت کے عطا کرنے مین انکار کیا ہے جسکا وہ دعوے بطور امر استحقاق کے نہین کر سکتے تھے - اوسکی روسے کوئی امر تنقیح مقدمہ مین اور نہ فریقین مین سے کسی فریق کے حقوق کی تجویز ہوئی ہے اور نہ اوسکی روسے کسی حکم یا ڈگری کی بنیاد قایم کرنیکی رہبری ہوئی ہے -

بلاشبہ صورت یہہ ہے کہ تاثیر انتہائی اوس حکم کی یہہ ہوسکتی ہے کہ سماعت اپیل بناراضی حکم ضلع جج مصدرہ حسب دفعہ ۲۱۴ - ایکٹ کمپنی ہاے ہند ممنوع ہوجاویگی کیونکہ اپیلانٹان نے تعمیل اقتضایات دفعہ ۱۶۹ کی دربارہ دینے نوٹس کے نہین کی ہے لیکن میری راے مین اوس امر سے حیثیت مبدل نہین ہوتی ہے - اسبارہ مین چند مقدمات پیش کردہ ذیعلم کونسل رسپانڈنٹان انگریزی رپورٹون سے بہت تعلیم بخش ہین - ایکٹ اختیار اپیل ۱۸۷۶ع (۳۹ و ۴۰ وکٹوریا باب ۵۹) مین ازروے دفعہ ۳ کے یہہ حکم ہوا ہے کہ بناراضی کسی حکم یا فیصلہ عدالت اپیل واقعہ ملک انگلستان کے ہوس آف لارڈس مین اپیل ہوسکیگا - تاہم ہوس آف لارڈس نے بمقدمہ لین بنام اسٹیل (۱۸۹۱ع) مقدمہ اپیل صفحہ ۲۱) یہہ تجویز کی تھی کہ بناراضی حکم عدالت اپیل مشعر انکار اجازت خاص دربارہ دایر کرنے اپیل بعدالت موصوف بناراضی فیصلہ ہایکورٹ بعد انقضاے اوس میعاد کے جو اپیل کرنیکے واسطے محدود ہے اپیل نہوسکیگا - ازروے قاعدہ ۱۵ آرڈر ۵۸ کے عدالت اپیل کو اختیار عطا کرنے اجازت خاص کا حاصل ہے اور نتیجہ انکار کا یہہ ہوا تھا

کہ کارروائی اپیل کی ختم ہوگئی تھی۔ لیکن ہوس آف لارڈس نے یہہ تجویز کی تھی کہ حکم عدالت اپیل مشعر نامنظوری اجازت اپیل حسب منشاء دفعہ ۳ - ایکٹ اختیار سماعت اپیل کے فیصلے یا حکم نہین ہے - لارڈ ہرشل صاحب کے نسبت یہہ رپورٹ ہے کہ ممدوح الیہ یہہ فرماتے ہے یہہ معاملہ اونکی (عدالت اپیل کی) اختیار امتیازی پر مفوض ہے اور اوسپر مفوض ہونیکا مقصود ہے اور استعمال اوس قسم کے اختیار امتیازی کا جو اونکو مفوض ہے بموجب صحیح منشاء ایکٹ اختیار سماعت اپیل کے ایسا حکم یا فیصلہ نہین ہے جسکی نارضامندی سے اپیل ہو سکے - اپنی فیصلہ مین لارڈ ہرشل نے لینکریڈ گی مقدمہ کے بنام برگس (لاارپورٹ کیوینز بنچ ڈویزن جلد ۲۲ صفحہ ۳۴۳) عدالت اپیل پر حوالہ کیا تھا اوس مقدمہ مین عدالت اپیل نے بہ نسبت دفعات ۱۹ اور ۴۵ - ایکٹ جوڈیکیچر ۱۸۷۳ء کے یہہ تجویز کی تھی کہ اون کو اختیار منسوخ کرنے اوس اختیار امتیازی کا نہین ہے جو از روے دفعہ ۴۵ - ایکٹ مذکور کے ڈویزنل کورٹ کو درباره نامنظور کرنے اجازت خاص اپیل کے دیا گیا ہے باوجودیکہ از روے دفعہ ۱۹ کے عدالت اپیل کو اختیار سماعت اپیل کا بنارضامندی کسی حکم یا فیصلہ ہائیکورٹ کے حاصل تھا - یہہ تجویز ہوئی تھی کہ اصل منشاء دفعہ ۴۵ کا یہہ ہے کہ اپیل کرنیکی خاص اجازت دینیکا قطعاً اختیار ڈویزنل بنچ پر محدود کر دیا جاوے اور عدالت اپیل کو اختیار نظر ثانی حکم کا حاصل نہین ہے کیونکہ اگر وہ اوسکو منظور کرین تو وہ اجازت خاص ڈویزنل بنچ کی نہوگی بلکہ عدالت اپیل کی ہوگی اور جو ایسے شرط اتفاقیہ نہین ہے کہ جسکی بنا پر دفعہ ۴۵ مین یہہ حکم ہوا ہے کہ فیصلہ ڈویزن بنچ کا قطعی ہوگا - فیصلہ اوس مقدمہ کا مشعر انکار دست اندازی فیصلہ ہائیکورٹ کے وہی اثر رکہتا ہے جو حکم مقدمہ زیر اپیل عدالت ہذا کا اثر رکہہ سکتا ہے - اوس سے وہ اپیل ختم ہو جاتا ہے جسکا مقصود تھا - فیصلہ ماسٹر اف دی رولز مقدمہ کے بنام برگس مین مقدمہ دکی اسٹل (لاارپورٹ جلد ۲ پی دی ان اس صفحہ ۱۸۶) پر اسطرح حوالہ ہوا تھا کہ وہ قطعی خلاف درخواست کے ہے - اوس مقدمہ مین ایڈمرلیٹی ڈویزن کے جج نے بنارضامندی فیصلہ کونٹی کورٹ کے اپیل کی اجازت دینے سے انکار کیا تھا اور ضرورت اجازت کی اسوجہ سے تھی کہ میعاد (دس روز کی) جسکی اندر اپیل دائر ہونی چاہئے تھی گذر گئی تھی - ایک اپیل مین جو دفعہ ۱۹ جوڈیکیچر ایکٹ پر مبنی تھا اور عدالت اپیل مین دائر تھا لارڈ جسٹس جیمس صاحب کے نسبت رپورٹ ہے کہ ممدوح الیہ نے

باتفاق رائے دیگر ممبران عدالت کے یہہ فرمایا ہے۔ قانون مین یہہ حکم ہے کہ اپیل بہ لحاظ حکم
کونٹی کورٹ مقدمہ ایڈمرلیٹی مین منظور ہونگی بجز اوس صورت کے کہ اپیل ایک معین
میعاد کے اندر داخل ہوجاوے بلکہ یہہ حکم ہے کہ جج ایڈمرلیٹی ڈویژن کا حسب اطمینان
اوسکے اوس متروکی کے وجہ کافی دکھلائے جانے پر اوسکو منظور کرسکتا ہے۔ اوسکی
اطمینان کے لائق وجہ نہین دکھلائی گئی تھی اور میری یہہ رائے ہے کہ ہمکو دست اندازی
کرنیکا اختیار حاصل نہین ہے۔ الفاظ محولہ بالا سے نتیجہ قابل الاخذ (جیسا کہ مقدمہ لین
بنام اسٹیل مین) یہہ ہے کہ چونکہ ایڈمرلٹی ڈویژن کے جج کو اختیار امتیازی دربارہ
منظوری یا نامنظوری اجازت اپیل کے حاصل ہے تو اونکا حکم جو باستعمال اوس اختیار امتیازی
کے صادر ہوا ہے حسب منشا دفعہ ۱۹ ایکٹ جوڈیکیچر کے فیصلہ یا حکم نہین ہے۔ اوس صورت
مین بھی اثر حکم مذکور کا یہی ہوگا کہ اپیل ختم ہوجاوے۔ وہ مقدمہ بہت ہی ہر چہار پہلو
سے مشابہ اس اپیل کے ہے جو ہمارے روبرو پیش ہے۔ مقدمہ آخر الذکر مین فلعیم جج کو
اختیار امتیازی منظور یا نامنظور کرنے توسیع میعاد مستدعیہ کا حاصل تھا۔ باستعمال اوس
اختیار امتیازی کے عذری الیہ نے درخواست نامنظور کی ہے کیونکہ اونہون نے یہہ تجویز
کی ہے کہ سایل نے ایسے وجوہ کافی ثابت نہین کئے ہین جنسے اونکا توسیع میعاد مستدعیہ کا منظور کرنا لازم آتا
مین فرض کرتا ہون کہ قاعدہ قابل الاخذ مقدمات متذکرہ بالا سے یہہ ہی کہ جس صورت
مین کسی عدالت کو اختیار کرنے کسی فعل کا یا کسی فعل کے کرنیسے اجتناب کرنیکا عطا ہوا ہی تو جو
حکم کہ عدالت موصوف کے استعمال اختیار امتیازی مین اوس معاملہ کے بابت صادر ہوا ہو
وہ حسب منشا دفعہ ۱۹ ایکٹ جوڈیکیچر کے فیصلہ یا حکم نہین ہے۔ بلا شبہہ وہ مقدمات
متعلق نامنظوری درخواستہاے استجازت خاص اپیل کے ہین لیکن مقدمہ لین بنام اسٹیل
اور مقدمہ دی ہمبیبل مین درخواست مین عملی طور پر استدعا توسیع اوس میعاد کے
بھی جیسا کہ اسمقدمہ مین واسطے توسیع میعاد اپیل کرنیکے ہے۔
مقدمہ ایکسپارٹی اسٹیونسن (۱۸۹۲ء) کیوئنز بنچ جلد ۱ صفحہ ۲۹۴) اور عدالت
اپیل بصفحہ ۶۰۹ جلد مذکور مین لارڈ چیف جسٹس نے یہہ بتلایا ہے کہ اجازت اپیل بحضور
جو رہی حسب احکام قانون ۵۳ و ۵۴ وکٹوریا باب ۷۰ کے دینا بطور اجازت ہائیکورٹ
کے دی جاتی ہے اور نہ بطور اجازت اوس جج کے چیمبرس سے جس نے اجازت دی ہے اور

اپیل مین ماسٹر اف دی رولز (صفحہ ۱۱۶) نے مقدمہ لین بنام اسٹڈیل پہ استدلال کرکے
یہہ مسئلہ قرار دیا ہے کہ جب کبھی اختیار منظور یا نامنظور کرنے اجازت اپیل کا کسی حاکم
قانونی کو دیا جاوے تو فیصلہ اوس حاکم کا اوس شے کی اصلیت سے مختتم اور قطعی
اور بلا اپیل کے ہوتا ہے الا اوسکی ناراضی سے اپیل کا بالصراحت حکم ہو البتہ الکے الفاظ
سے یہہ مراد ہے کہ فیصلہ ایسے حاکم قانونی کا حسب منشاء دفعہ ۱۹-ایکٹ جوڈیکچر
کے فیصلہ یا حکم نہین ہے۔ پس اسمقدمہ مین عدالت ہذا بطور عدالت اپیل بموجب
دفعہ ۱۶۹-ایکٹ کمپنی ہا سے کے حاکم قانونی ہے جسکو اختیار توسیع میعاد دبارہ دینے
نوٹس اپیل محکومہ دفعہ مذکور کے دیا گیا ہے۔ ازروے فقرہ ۱۲ قاعدہ ۱ قواعد عدالت
کے جج واحد کو اختیار سماعت اور تصفیہ کرنے ایسے درخواست کا جیسی درخواست
اپیلانٹان حال نے داخل کی ہے مفوض ہوا ہے اوسیطرح جیسی کہ مقدمہ آخر الذکر
مین جج کو چیمبرس اختیار دیا گیا ہے لہذا حکم مصدرہ ایسے جج واحد کا حکم ہائیکورٹ
کا ہے اور تابع اپیل کے نہین ہے الا اونکی ناراضی سے اپیل بالصراحت حکم ہو کسی
مقام پر بالصراحت حکم اپیل کا نہین ہے الا ازروے دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے وہ ہو سکتا ہے

بعد غور کامل اوپر اسناد مندرجہ بالا کے کلیہ پر میری یہہ راے ہے کہ
اس مقدمہ مین اپیل نہین ہو سکتا ہے اولاً اسوجہ سے کہ حکم زیر اپیل کے روسے
کسی امر تنقیحی مقدمہ کا یا فریقین مین سے کسی فریق کے حق کا انفصال نہین ہوتا
ہے اور ثانیاً اسوجہ سے کہ حکم جسکی ناراضی سے بالصراحت اپیل کا حکم نہین ہے
ذیعلم جج کے استعمال اختیار امتیازی مین ایسے معاملہ مین صادر ہوا تھا جس مین
بمقابلہ مقامی کل عدالت کے اونکو اختیار اس امر کے فیصل کرنیکا حاصل تھا کہ آیا
سائلان نے اونکی اطمینان کے مطابق وجہ کافی اپنی متروکی دربارہ دینے نوٹس
اپنی اپیل کے اندر میعاد محدودہ قانون کے ثابت کی ہے یا نہین۔ ایسا حکم جیسا کہ
اسمقدمہ مین صادر ہوا ہے مین تجویز کرتا ہون کہ حسب منشاء دفعہ ۱۰ فرمان
شاہی کے فیصلہ نہین ہے۔

دوسرا عذر ابتدائی پیش کردہ ذیعلم کونسل کا یہہ ہے کہ سماعت اس اپیل
کی ممنوع ہے کیونکہ اوسکا نوٹس اندر تین ہفتہ کے تاریخ حکم سے جسکی ناراضی سے اپیل

ہے نہین دیا گیا تھا۔

لیکن چونکہ مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ اوس حکم کی ناراضی سے اپیل نہین ہو سکتا ہے مین اس امر کے بابت مباحثہ کرنا بالکل غیر ضروری سمجھتا ہون کہ آیا یہہ اپیل بین المیعاد ہے یا نہین بشرطیکہ قانون مین اپیل کی اجازت ہوتی۔

مین اس اپیل کی سماعت سے انکار کرتا ہون اور اوسکو معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔

ایکمین صاحب جسٹس۔ بنظر اون نتایج اہم کے جو کسی اہل مقدمہ کو نامنظوری درخواست محکومہ دفعہ ۱۶۹۔ ایکٹ کمپنی ہاے ہند دربارہ توسیع میعاد کے سے منتج ہونگے مین بہت خوش ہوتا اگر مین یہہ تجویز کرسکتا کہ اپیل مثل اس اپیل کے قابل منظوری ہے لیکن جیسا کہ اوس فیصلہ مین جو ابھی میرے بھائی برکٹ صاحب نے صادر کیا ہے ثابت ہوا ہے کہ وقعت اسناد ملک ہذا اور ملک انگلستان دونون کے بالکل خلاف ایسی تجویز کرنیکے ہے۔ لہذا میری یہہ راے ہے کہ اپیل نہین ہوسکتا ہے اور مین حکم مجوزہ سے اتفاق کرتا ہون۔

صفحہ ۹ انگریزی | منفصلہ ۱۸ مارچ | اپیل دوم نمبر ۸۷ سنہ ۱۸۹۴ع | میرٹھ

لیکھا (مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام کھن لال وغیرہم (مدعیان) رسپانڈنٹان

ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۹۔ کاشت دخیلکاری۔ وراثت۔ طرفی رشتہ دار۔

ایک اسامی دخیلکار کی وفات پر اوسکی جانشین بابت قبضہ کاشت دخیلکاری کے اوسکی بیوہ ہوئی تھی۔ بیوہ کی وفات پر کاشت مذکور کی بابت نام لیکھا کا جو بھانجہ اوسکے شوہر متوفی کا ہے درج ہوا تھا۔ لیکھا بروقت حیات سابق الذکر کے ساتھ اوس کاشت کے کاشتکاری مین شریک رہا تھا۔ تجویز ہوئی کہ بحالت نہونے کسی قریبی رشتہ دار طرفی کے کاشت دخیلکاری مذکور جائز طور پر حسب منشاء دفعہ ۹۔ ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع کے لیکھا کو وراثتاً پہونچی ہے

واقعات اس مقدمہ کے برکٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

رائی اسے ہور ڈ منجانب اپیلانٹ ۔ روشن لال منجانب رسپانڈنٹان

برکٹ صاحب جسٹس ۔ اسمقدمہ مین واضح ہوتاہے کہ ایک شخص دیبی دین اسامی دخیلکار بعض اراضی کا تہا ۔ وہ لاولد فوت ہوا تہا اور مساۃ گوندی اوسکی بیوہ اوسکی جانشین ہوئی ہتی ۔ اوس مساۃ کی وفات پر کاشت دخیلکاری پر نام لیکہا کا درج ہوا تہا جو بہانجہ دیبی دین کا مسلمہ ہے ۔ عدالت ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ یہہ لیکہا کاشت دخیلکاری مین دیبی دین کا اوسکی وفات کے بعد مساۃ گوندی کے ساتہہ بہی شریک رہا ہے ۔ یہہ نالش زمینداروں نے واسطے دخلیابی اوس اراضی کے جس سے وہ کاشت دخیلکاری موضوع ہوئی ہے اس بنیاد پر کی تہی کہ مین اوسکو سمجہتا ہوں دایر کی ہے کہ مساۃ گوندی نے کوئی ایسا وارث نہین چہوڑا ہے جسکو یہہ کاشت دخیلکاری بلحاظ دفعہ ۹ ۔ ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی کے پہونچ سکے ۔ زمینداران مذکور لیکہا کو بطور غاصب بلا کسی استحقاق کے تصور کرتے ہین ۔ عدالت مرافع اولے نے یہہ تجویز کی ہتی کہ جوابدہی لیکہا کی کہ اوسکو دیبی دین اور مساۃ گوندی نے متبنی کیا تہا سچ نہین ہے ۔ عدالت مرافع ثانی نے بہی یہہ تجویز کی ہتی کہ ایسی ہی صورت ہے ۔ لہذا یہہ امر اب زیادہ غور طلب نہین ہے ۔ عدالت مرافع اولی نے یہہ بہی تجویز کی ہتی کہ لیکہا اپیلانٹ دیبی کا بہانجہ ہے لہذا وہ رشتہ دار طرفی ہے اور عدالت موصوف نے یہہ بہی تجویز کی ہتی کہ مدعیان یہہ ثابت کرنیمین قاصر رہے ہین کہ کوئی اور رشتہ داران طرفی دیبی دین کے بمقابل لیکہا کے قریبی موجود ہین ۔ لہذا بدین تجویز کہ لیکہا رشتہ دار طرفی ہے اور وہ کاشت مین شریک رہا ہے اور کوئی دوسرا طرفی رشتہ دار قریب درجہ کا موجود نہین ہے عدالت مرافع اولی نے نالش ڈسمس کی ہتی برطبق اپیل کے مدعیان نے جو اپیلانٹان تہے عدالت مرافعہ اولے کی اس تجویز پر اعتراض نہین کیا تہا کہ اونہون نے دیبی دین کے کسی قریب رشتہ دار طرفی کا بمقابلہ لیکہا کے ثابت نہین کیا ہے ۔ لہذا اوس کے نسبت یہہ تصور کرنا چاہیے کہ اونہون نے اس تجویز کو

قبول کر لیا تھا۔ اونہون نے یہہ حجت کی تھی کہ لیکھا جو اوسوقت رسپانڈنٹ
تھا شریک کاشت نہین تھا۔ لیکن اوس امر کے نسبت عدالت اپیل ماتحت
نے عدالت مرافع اولی سے اتفاق کیا تھا۔ پس یہانتک ہم تین واقعات
مثبت پاتے ہین۔ اول یہہ کہ لیکھا طرفی رشتہ دار دیبی دین اسامی دخیلکار
متوفی کا ہے۔ ثانیاً یہہ ثابت نہین ہے کہ لیکھا سے زیادہ تر قریبی کوئی دوسرا
رشتہ دار طرفی دیبی دین کا موجود ہے۔ ثالثاً کہ دیبی دین اور گوندے
لیکھا شریک کاشت رہا ہے۔ ان تجاویز کے اعتبار سے ہر شخص معقول طور پر
یہہ امید کر سکتا ہے کہ ڈسٹرکٹ جج ماتحت اپیل ڈسمس کرینگے۔ لیکن اونہون نے وہ
امر پسند کیا تھا جسکو مین خیال کرتا ہون کہ اونہون نے بہت غلط تعبیر دفعہ ۹
ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کی قایم کی ہے۔ اوس دفعہ کے فقرہ اخیر مین یہہ حکم ہے کہ
جب کوئی اسامی دخیلکار فوت ہوجاوے تو وہ استحقاق اسطرح سے وراثتاً پہونچیگا
کہ گویا وہ اراضی ہے جس سے بلاشبہ یہہ مراد ہے کہ وہ معمولی وراثت اراضی
کی پیروی بموجب اوس قانون کے کریگا کہ جس قانون کے فریقین تابع ہین۔ اس
امر کے نسبت جج ماتحت یہہ کہتے ہین۔ رسپانڈنٹ کے طرف سے یہہ حجت ہوئی
ہے کہ مندو بیوہ کے وارث ہونیکی صورت مین اوسکی جایداد اوسکی شوہر کے
وارثون کو پہونچیگی۔ ممکن ہے کہ یہہ صحیح اصول شاستر کا بہ نسبت عام جایداد
کے ہو۔ لیکن بمقابلہ حکم قانونی مندرجہ دفعہ ۹۔ ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے یہہ اصول
کاشت دخیلکاری سے متعلق نہین ہوسکتا ہے۔ یہہ سمجھنا آسان نہین ہے کہ
ان الفاظ محولہ بالا سے جج ماتحت کا کیا منشا ہے۔ اونہون نے شرح اس امر
کی نہین کی ہے کہ کون ایسا مسئلہ اصول شاستر کا جو بالعموم جایداد سے متعلق
ہوتا ہے ایسے خاص جایداد سے متعلق نہوگا جس کے نسبت قانون مین یہہ حکم
ہے کہ اوسکی وراثت اسطرح پہونچیگی کہ گویا وہ اراضی ہے۔ اونکی فیصلہ کے
فقرہ ماسبق سے ڈسٹرکٹ جج ماتحت کی یہہ راے ظاہر ہوتی ہے کہ چونکہ لیکھا
اگرچہ اوسکی شوہر کا رشتہ دار طرفی ہے بیوہ کا رشتہ دار طرفی نہین ہے

لہذا وہ مستحق وراثت کا نہین ہے - اوس مسلہ مین اونکی رای بالکل غلط ہے -
اگر یہہ مقدمہ جایداد زمینداری اراضی کا ہوتا کہ جو بیوہ کو بطور وارث اپنی شوہر
کی طرف سے وراثتا پہونچی تو بموجب شاستر بعد وفات بیوہ کے وہ جایداد اوسکی
وارثون کو پہونچتی بلکہ اوسکی شوہر کے رشتہ داران طرفی کو پہونچتی - لہذا
نتیجہ یہہ برامد ہوتا ہے کہ چونکہ استحقاق اسامی دخیلکار کا اسطرح وراثتا پہونچتا
ہے کہ گویا وہ اراضی ہے جب فریقین ہندو ہین تو وہ بہی بعد وفات بیوہ
کے جسپر وہ بطور وارث اپنی شوہر کے جانشین ہوئی تہی رشتہ داران طرفی
شوہر کو پہونچیگی اور نہ بیوہ کے وارثون کو - بدینوجوہ مین یہہ اپیل منظور کرتا
ہون اور منسوخی ڈگری عدالت اپیل ماتحت کے مین ڈگری عدالت مرافعہ
اولی کو بڈسمسی نالش مدعیان معہ خرچہ ہر سہ عدالتون کے بحال کرتا ہون -

منوہر سنگھ ۔ ۹۱

کانپور — اپیل دوم نمبر ۹۱۵ سنہ ۱۸۹۲ء — منفصلہ ۶ مارچ
منوہر سنگھ (مدعی) اپیلانٹ بنام سمرنا کنور (مدعا علیہا) رسپانڈنٹ
بار ثبوت ۔ رہنامہ ۔ ذکر مندرجہ دستاویز ۔ ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۷۲ء دفعات ۵۹ و ۶۰ ۔ شہادت ۔

جبصورت مین نالش بنفاذ حق برنبا راوسکے رہن کے مین مدعا علیہ مدعی سے وہ استحقاق ثابت کرتا ہے جسکے رو سے وہ دعویدار ہے ۔ یہ تجویز ہوئی کہ محض پیش کرنا اوس رہنامہ کا جسپر اسطرحکا اعتراض ہوا ہے اور یہ امر کہ رہنامہ مین سرٹیفکیٹ ظہری رجسٹرار کا بطریقہ معمولی بموجب دفعہ ۵۹ ۔ ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۷ء کے شامل ہے اسلئے کافی نہین ہے کہ بار ثبوت مدعا علیہم پر عاید ہو جاوے ۔

ممکن ہے کہ تذکرات مندرجہ دستاویز قطعی ہون اور بمقابلہ اون اشخاص کے جنہون نے وہ تذکرات کئے ہین بطور شہادت ہوتے ہین لیکن بمقابلہ اشخاص ثالث کے وہ شہادت نہین ہین ۔ برخیشر پنیکار بنام بستہندی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۲۶۸) پر حوالہ ہوا ۔

موتی لال و دوارکا چرن بجانب اپیلانٹ کالون وسندر لال بجانب رسپانڈنٹ

ناکس صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس ۔ صرف ایک امر جو اس اپیل دوم مین تجویز طلب پیدا ہوتا ہے یہ ہے کہ آیا عدالتہاے ماتحت نے بار ثبوت ادا ہونے زر رہن کا اپیلانٹ پر جو مدعی تھا عاید کر نہین تھا قانوناً غلطی کی ہے یا نہین ۔

اسمین شبہہ نہین ہے کہ اگر بار ثبوت صحیح طور پر ڈالا گیا ہے تو تجاویز واقعاتی جو عدالت اپیل ماتحت نے اخذ کئے ہین واسطے تجویز اپیل کے کافی ہین اور اونپر اعتراض نہین ہو سکتا ہے ۔ رسپانڈنٹ قابض جایداد متنازعہ ہے کیونکہ اوسنے جایداد مذکور کو بذریعہ نیلام بتعمیل ڈگری عدالت لگان مورخہ ۱۶ جنوری سنہ ۱۸۸۸ء کے خرید کیا ہے اور تاریخ نیلام ۲۰ اگست سنہ ۱۸۹۱ء ہے اپیلانٹ اوسی جایداد پر بذریعہ رہنامہ بیع شرطی رجسٹری شدہ کے جو ۱۹ اگست سنہ ۱۸۸۶ء کو اوسکے حق مین لکھا گیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ دخل چاہتا ہے ۔ رسپانڈنٹ نے بالآخر اپیلانٹ سے ثبوت اوس دستاویز کا جسکے رو سے وہ دعویدار تھا چاہا تھا ۔ اور ہمارے روبرو جو کچھ حجت ہے وہ یہ ہے کہ اپیلانٹ کے محض وہ رہنامہ پیش کر دینے سے جسپر

اسطرحپر اعتراض ہوا ہے اور باعتبار اس امر کے کہ اوس رہنامہ پر بعبارت ظہری سرٹیفکیٹ رجسٹرار حسب طریقہ معمولی بموجب دفعہ ۵۹ - ایکٹ رجسٹری ہند کے شامل ہے بار ثبوت مدعیین اور اوسیوقت دوش رسپانڈنٹ پر عاید ہوگیا تھا کہ ایسے ہی ایک مقدمہ بیر جشیمر بیشکار بنام بدہن الدی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۲۶۸) مین غور ہوا تھا - ہم راے قانونی قایم کردہ چیف جسٹس بصفحہ ۲۷۷ و ۲۷۸ سے پورا اتفاق کرتے ہین جہان معزی الیہ نے یہ فرمایا ہے کہ اونکی راے مین مقدمہ مذکور مین تاثیر تذکرہ اور نیز فیصلہ پریوی کونسل مقدمہ چودہری وبیبی پرشاد بنام چودہری دولت سنگہ کی نسبت غلط فہمی ہوئی ہے تذکرہ مندرجہ کسی دستاویز یا وثیقہ کا بلا شبہ چند صورتونمین قطعی ہوتا ہے اور کل صورتونمین بمقابلہ اون اشخاص کے جنھون نے وہ تذکرہ کیا ہے شہادت ہوتا ہے اور حسب حالات مقدمہ کے وہ کم وبیش با وقعت اور کم وبیش قطعی اونکے مقابلہ مین ہوتا ہے وہ اون شخصون کا دیدہ ودانستہ وہ بیان ہے جو مثل کسی دوسرے بیان کے بمقابلہ اون شخصون کے شہادت ہے جنھون نے وہ بیان کیا ہے لیکن بمقابلہ اشخاص ثالث کے اوس سے زیادہ شہادت نہین ہے جیسے کہ کوئی دوسرا بیان ہوسکتا ہے - دفعہ ۶۰ - ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ء کا بھی یہی مضمون ہے جسمین یہ حکم نہین ہے کہ سرٹیفکیٹ دستخطی عہدہ دار رجسٹری ثبوت قطعی متصور ہوگا بلکہ اوسمین محض یہہ حکم ہے کہ وہ واسطے اغراض ثابت کرنے اس امر کے قابل مقبولی ہے کہ واقعات متذکرہ عبارت ظہری محولہ دفعہ ۵۹ اوسیطرحپر وقوع پذیر ہوے ہین کہ جسطرحپر اونکا ذکر اوسمین ہوا ہے - ضرورت اس سے زیادہ کی ہے خصوصاً اوس حال مین جب مثل اس مقدمہ کے حالات حواشی وجوانب کے مشتبہ ہون اور اونکی تشریح نکی گئی ہو -

ہم اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین -

فرخ آباد اپیل اول احکام نمبر ۱۴۲ سنہ ۱۸۹۲ء منفصلہ ۱۸ مارچ

کلیانمل (مدعاعلیہ) اپیلانٹ بنام مدنموہن (مدعی) رسپانڈنٹ

شفیع - واجب العرض - تعبیر دستاویز - شرکا - منضبط معافیدار - ایکٹ

مجموعہ انگریزی ۹۳

نمبر۹ ایکٹ ۱۸۸۱ء (ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۹۲ - قواعد بورڈ آف ریونیو ۱۸۸۲ء ڈیپارٹمنٹ ا قواعد ۱۳۰ و ۱۵ -

مدعی ایک حصہ دار موضع دیوبارام پور نے دعوی شفع بعض اراضی کا جو اراضی منضبط معافی مالگذاری واقع موضع مذکور تہی اور جو بدست شخص اجنب فروخت ہوئی تہی کیا ہے شرط اوس واجب العرض کی جسکی بنا پر دعوی شفع کا ہوا تہا حسب ذیل ہے - جب کوئی حصہ دار اپنی حقیت کے بیع یا رہن کرنے پر امادہ ہو تو پہلے وہ حصہ دار لے سکتا ہے جو حصہ دار انتقال کنندہ کا قریبی ہو بعد اوسکے کوئی دوسرا شخص جو شریک موضع ہو درجہ بدرجہ لے سکتا ہے اگر کوئی شریک موضع اوسکو نہ لیوے تو شخص اجنب اوسکو لے سکتا ہے -

تجویز ہوئی کہ حسب حالات اسمقدمہ کے مدعیکو استحقاق بہ نسبت اوس اراضی کے حاصل نہیں ہے جسکا اوسنے دعوی کیا ہے -

واقعات اسمقدمہ کے ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

رام پرشاد منجانب اپیلانٹ سندرلال منجانب رسپانڈنٹ

ناکس صاحب جسٹس - جو عذر یادداشت اپیل مین کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ عدالت اپیل ماتحت نے مسل حقیت کی تعبیر غلط کی ہے اور باعتبار صحیح تعبیر مسل مذکور کے رسپانڈنٹ کو استحقاق شفع کرنیکا حاصل نہین ہے اور اوسکی نالش ڈسمس ہونی چاہئے - رسپانڈنٹ عدالت مرافع اولی مین مدعی تہا - نالش جو اوسنے دایر کی تہی وہ اسی مسل حقیت کی بنیاد پر بہ نسبت ایک جزو اوس اراضی کے کی تہی جو کاغذات دیہی مین بنام مرد اراضی معافی منضبط موضع دیوبارام پور کے موسوم و مشہور ہے - رسپانڈنٹ منجملہ اون شخصون کے ایک شخص ہے جو عموماً موضع دیوبارام پور کے حصہ داران کے نام سے مشہور ہین - اس موضع مین علاوہ معمولی حصہ داران کے ایسے اشخاص ہین جو مالکان اوس اراضی کے ہین جو کسیوقت مین بطور معافی مالگذاری کے درج تہی لیکن قبل دایر ہونے اس نالش کے اوسپر مالگذاری سرکار تشخیص ہو چکی تہی - موضع مین اور لوگ بہی ایسے ہین جو قابض حقیت دیگر قسم کے ہین لیکن اون سے ہمکو کچہ سروکار نہین ہے - جو جزو اراضی کا کہ متنازعہ مقدمہ ہذا ہے وہ جزو اوس اراضی کا ہے جو پہلے معافی لگان تہی لیکن اب

اوسپر مالگذاری تشخیص ہوگئی ہے۔ رسپانڈنٹ نے اپنی عرضی جوابدہی مین بالصراحت اپنا استحقاق شفع شرط متعلقہ شفع مندرجہ مسل حقیت موضع پر مبنی کیا ہے۔ شرط مذکور بعبارت ذیل ہے۔ جب کوئی حصہ دار اپنی حقیت کے بیع یا رہن کرنے پر امادہ ہو تو پہلے وہ حصہ دار لیگا جو اوس حصہ دار کا قریبی ہو جو اپنی حقیت کے بیع اور رہن کرنے پر امادہ ہوا اوسکے بعد کوئی دوسرا شخص جو شریک موضع ہو درجہ بدرجہ لے سکتا ہے۔ اگر کوئی شریک موضع اوسکو نہ لیوی تو شخص اجنب اوسکو لے سکتا ہے عدالت اپیل ماتحت نے اس رائے کے جانب راغب ہوکر کہ رسپانڈنٹ اور بائع موضع کے ایک ہی محال مین حصہ داران ہین اور رسپانڈنٹ مستحق شفع کرنیکا ہے اور حق مرجح خریداری کا بمقابلہ اپیلانٹ کے کہتا ہے جو سلمہ شخص اجنب ہے مقدمہ عدالت مرافعہ اولی مین واسطے تجویز بقیہ تنقیحات کے واپس بھیجا۔ عدالت مرافعہ اولی نے رائے برعکس قایم کی تہی اور بلا تجویز دیگر امور تنقیحی کے نالش اس امر ابتدائی پر ڈسمس کی تہی۔ پس جس امر کی ہمکو اس اپیل مین تجویز کرنا ہے وہ یہ ہے کہ آیا جس شرط کا مسل حقیت سے حوالہ دیا گیا ہے اوسکے رو سے رسپانڈنٹ کو استحقاق شفع کا اوس جزو اراضی معافی مالگذاری پر جسپر بعدہ مالگذاری تشخیص ہوگئی ہے اور جو شے متنازعہ مقدمہ ہذا ہے عطا ہوتا ہے یا نہین۔ اپیلانٹ اور رسپانڈنٹ دونون کیطرف سے مقدمہ کی بحث بہت لیاقت کے ساتہہ ہوئی ہے اور رسپانڈنٹ کیطرف سے بہت زور کے ساتہہ یہ بحث ہوئی ہے کہ اگرچہ بائع صرف اراضی معافی مالگذاری منضبط کے ایک جزو کا مالک تہا تاہم وہ منجملہ اون اشخاص کے ایک شخص ہے جو مسل حقیت مین حصہ دار کے نام سے مشہور ہین۔ تائید اس بحث کے ہماری توجہ دفعہ ۴۲- ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء اور قواعد بورڈ آف رونیو طبع سنہ ۱۸۷۶ء دیباچہ صفحہ ۱۱ اور بالخصوص قواعد ۳۰ و ۵ پر مایل کی گئی تہی۔ نظیر مقدمہ حیات خان بنام امین الدین احمد (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۸۸ء صفحہ ۵۴) و صفدر علی بنام دوست محمد (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۸۸ء صفحہ ۲۱۴) اور فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ نعمت علی بنام عظمت بی بی (انڈین لا ریپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۶۲۶) پر بہی حوالہ ہوا ہے انمین سے اخیر مقدمہ اوس شخص سے متعلق ہے جو معمولی منشاء اقتدا مذکور مین حصہ دار تہا۔

[illegible] ۳۳۲ [illegible]

مقدمہ [illegible] مطبوعہ [illegible] میں [illegible] تہا [illegible]

مدار نزاع کا اس مقدمہ کے اس امر پر نہین تہا کہ آیا جو شخص صرف مالک ایک جزو اراضی کا ہے اور تمام زمرہ مالکان مین سے نہین ہے صحیح طور پر حصہ دار محال کا کہا جا سکتا ہے یا نہین - مقدمہ عنایت حسین بنام امین الدین احمد کا مدار اوس تعبیر پر تہا جو لفظ شریک کی نسبت قایم کیجاوے - بجانب دیگر ہمکو ایک فقرہ مندرجہ درخواست تقسیم پر جو متقدم حقیت رسپانڈنٹ حال نے داخل کی تہی اور دوسرا فقرہ روبکار تقسیم پر حوالہ دیا گیا تہا - ان دونون مین متقدم حقیت رسپانڈنٹ نے بالصراحت یہہ بیان کیا تہا کہ نہ اوسکو جسنے اپنے کو حصہ دار بیان کیا تہا اور نہ کسی دوسرے حصہ دار کو کوئی تعلق اوس قطعہ اراضی سے ہے جسمین سے متنازعہ مقدمہ ہذا واقع ہے - ہمکو یہہ بہی بتلایا گیا ہے کہ دفعہ ۶۲ - ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع اور قاعدہ ۱ قواعد بورڈ آف ریونیو دونون مین جداگانہ مقام سل حقیت مین حصہ داران کے لئے اوس مقام سے علیحدہ قایم کیا گیا جو کل اشخاص قابضان اجزا اراضی موضع یا قابضان کسی حقیت قابل الارث یا قابل انتقال واقعہ اراضی مذکور کے لئے قایم کی گئی ہے -

جزو مخصوص سل حقیت کا جسمین ذکر نسبت شفع کے ہے صرف باب متعلقہ حقوق حصہ داران مین جاگزین ہے کہ جو حقوق با خود ہا رواج یا معاہدہ پر مبنی ہین - وہ اوس جزو مین نہین پایا جاتا ہے جو دیگر اشخاص سے متعلق ہے - یہہ سچ ہے کہ قواعد مندرجہ سرکلر بورڈ آف ریونیو جسپر ہماری توجہ مایل کی گئی تہی قواعد واسطے ہدایت عہدہ داران بندوبست کے ہین جو بموجب ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع کے مرتب ہوئے تہے اور سل دیہی جس سے ہمکو سروکار ہے اوسپر تاریخ سنہ ۱۸۷۰ع کے ہے لیکن ٹہیک مطابقت پیشانی باب ۱۱ دستاویز مذکور سے جو پیشانی مشمولہ سرکلر بورڈ آف ریونیو سے ہوتی ہے ظاہر ہوتا ہے کہ ضرور کوئی ایسا ہی سرکلر بورڈ کا رہا ہے جسکی بنا پر وہ سل حقیت مرتب ہوئی تہی - لہذا اس سل حقیت کے اوس مقام پر نظر کرکے جسمین قاعدہ متعلقہ شفع کا جاگزین ہے مین بہت تامل کے ساتھ یہہ نتیجہ اخذ کرتا ہون کہ صرف جن شخصون سے اوسکا متعلق کرنیکا مقصود تہا وہ وہی شخص ہین جو موضع کی زبان مروجہ حال مین بطور حصہ داران کے مشہور رہین

اوسوقت اس ضلع میں یہی سمجھا گیا تھا کہ وہ لوگ جو کسی جز و اراضی معافی مالگذاری پر جسپر بعدہٗ مالگذاری قایم ہوگئی ہے قابض ہین اونکو اوس سے کچھہ سروکار نہین ہے اور قاعدہ یا رواج شفع کا قاعدہ اور رواج متعلق اونکے نہین ہے - چونکہ استحقاق شفع کوئی معمولی استحقاق نہین ہے بلکہ ایسا استحقاق ہے جسکے لئے کوئی صریح حکم قانونی ہونا چاہیے مین یہہ نتیجہ اخذ کرتا ہون کہ اسمقدمہ مین اور حسب حالات مختص کے رسپانڈنٹ نے اپنا دعوی شفع کا ثابت نہین کیا ہے اور راے عدالت مرافع اولی کی اوسکی نالش کے ڈسمس کرنیمین صحیح ہے -

ایکمین صاحب جسٹس - مین اپنے بھائی ناکس صاحب سے اس امر کے خیال کرنیمین اتفاق کرتا ہون کہ یہہ اپیل کامیاب ہونا چاہیئے - مدعی عدالت مین باظہار حق شفع مبنی بر شرط واجب العرض موضع کے آیا ہے اور اس اپیل مین ہمکو صرف اسی امر کی تجویز کرنا ہے کہ آیا از روے واجب العرض کے مدعیکو وہ استحقاق حاصل ہے یا نہین جسکا اوسنے دعوی کیا ہے - واجب العرض چار باب مین مرتب ہوا ہے - ہمکو اوسمین سے باب دوم اور سیوم پر غور کرنا ہے - باب دوم مین ذکر حقوق حصہ داران کا جو باخود ہا مین ہوا ہے اور باب سیوم مین ذکر حقوق قابضان ماتحت کا ہوا ہے - باب دویم مین وہ شرط پائی جاتی ہے جسپر مدعی استدلال کرتا ہے - جس بیع سے یہہ نالش ظہور پذیر ہوئی ہے وہ ایسا ہے جسکے روسے ایک قابض ماتحت نے جو باب سیوم مین داخل ہے اپنی حقیت بنام رسپانڈنٹ عدالت ہذا کے منتقل کی ہے - مین سمجھتا ہون کہ یہہ صاف ظاہر ہے کہ منشاء واضعان واجب العرض کا یہہ تھا کہ ٹھیک حصہ داران سے قابضان ماتحت مین امتیاز کیا جاوے - کوئی حق شفع اوسحال مین صریحًا عطا نہین کیا گیا ہے جب بیع کسی ایسے قابض ماتحت نے کیا ہو بحالت بیع منجانب حصہ دار کے یہہ بات ہوتی ہے کہ یہہ استحقاق پیدا ہوتا ہے - باب سیوم مین ایک فقرہ ہے جسکے روسے زمینداران موضع (اور زمینداران سے مین سمجھتا ہون کہ حصہ داران مراد ہے) ایسی جایداد پر دست اندازی کے استحقاق سے لادعوی ہوتے ہین کہ جیسے جایداد شے مبیعہ مقدمہ ہذا ہے مین خیال کرتا ہون کہ مدعیکا ایسی جایداد کے لئے استحقاق شفع کے ظاہر کرنیکی کوشش کرنا خلاف اوس انتظام کے کوشش کرنا ہے جو بروقت ترتیب واجب العرض کے ہوا تھا اور

جنپر حصہ داران اور قابضان ماتحت نے دستخط کئے تھے علاوہ برین جیساکہ میرے بھائی ناکس صاحب نے بتلایا ہے کہ متقدم حقیت مدعی حال نے جب ۱۸۶۶ء مین تقسیم ہو رہی تھی۔ اراضی معافی مالگذاری کے کل تعلق سے مکرر لادعوی ہونا ظاہر کیا تھا۔ بدینوجوہ مین خیال کرتا ہون کہ جو راے عدالت مرافع اولی نے قایم کی ہے وہ صحیح ہے۔

از عدالت

یہ اپیل ڈگری کیا جاتا ہے اور حکم عدالت اپیل ماتحت منسوخ اور حکم عدالت مرافع اولی معہ خرچہ کل عدالتون کے بحال کیا جاتا ہے۔

صفحہ انگریزی ۹۵

آگرہ — اپیل دوم نمبر ۳۴ ۱۸۹۴ء — منفصلہ ۱۹ مارچ سن

امجد علی وغیرہم (مدعیان) اپیلانٹان بنام مشتاق احمد و یک کس دیگر (مدعیان) رسپانڈنٹان

شفع۔ واجب العرض۔ شخص اجنبی۔

ازروے شرایط واجب العرض کے حق شفع درجہ بدرجہ عطا ہوا تھا اولاً برادران حقیقی ثانیاً یعنی چچازاد برادران ثالثاً حصہ داران کو۔ تجویز ہوئی کہ چونکہ فریقین مسلمان ہین اور بہ نسبت بیع اوس اراضی کے جس سے یہ واجب العرض متعلق ہے بھتیجہ مشتری کا شخص اجنبی ہے اور اوسکو مشتری کے ساتھ شریک کرنیسے بیع ناجائز ہوجاتا ہے اور دیگر اشخاص حقداران شفع کو مداخلت ہوجاتی ہے۔ بھورے مل بنام نول سنگھ (انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۲۵۹) سے امتیاز ہوا۔

واقعات اس مقدمہ کے برکٹ صاحب جج کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

بنرجی منجانب اپیلانٹ — کاملن و سندر لال منجانب رسپانڈنٹان

برکٹ صاحب جج۔ یہ اپیل نالش شفع مین ہے۔ ایک شخص مسمی محمد صدیق حصہ دار نے ایک قلیل جایداد مشتاق احمد اور محمد اسمعیل کے ہاتھ بیع کی تھی۔ مشتاق احمد تھوک واحد مین بالیع کے ساتھ حصہ دار ہے۔ محمد اسمعیل حصہ دار نہین ہے لیکن بھتیجہ مشتاق احمد اور بیٹا مشتاق احمد کے بھائی کا ہے جو حصہ دار ہے۔ مدعیان اپیلانٹان نے یہ نالش بغرض حاصل کرنے اوس جایداد کے بذریعہ شفع کے دایر کی ہے جو مشتریون کے ہاتھ بیع ہوئی ہے۔ جن بنا پر اونکی نالش مبنی ہے یہ ہے کہ محمد اسمعیل شخص اجنبی ہے اور مشتاق احمد نے اوسکو بطور

شریک مشتری کے شامل کرنیسے بیع کو ناقص کردیا ہے - بلاشبہہ ایسے ہی صورت ہوئی بشرطیکہ محمد اسمعیل شخص اجنب ہے - اب دیکہنا چاہئے کہ یہہ مسلمہ ہے کہ وہ شریک نہین ہے لیکن یہہ بحث ہوئی ہے کہ بحیثیت پسر ایک حصہ دار کے اور بھتیجہ دوسرے حصہ دار کے وہ شخص اجنب متصور نہین ہوسکتا ہے - بتائید اس عذر کے مقدمہ بہورے مل بنام نول سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۲۵۹) بحوالہ ہوا تہا - بہ تعظیم عظیم اون ذیعلم ججون کے جنہون نے اسمقدمہ کو فیصل کیا تہا مین ضرور یہہ کہونگا کہ مین اون وجوہ کی تقلید نہین کرسکتا ہون جو اوس فیصلہ کیلئے قایم کی گئی ہین جو فیصلہ عدالت نے اخذ کیا تہا - وہ ایسا مقدمہ تہا جسمین تین مدعیون نے نسبت کا دعوی شفع کا کیا تہا - عدالت مرافع اولی نے یہہ تجویز کی تہی کہ اون مدعیون مین سے دو مستحق نہین ہین کیونکہ وہ اوس تہوک مین حصہ دار نہین ہین - اپیل دوم عدالت ہذا مین یہہ تجویز ہوئی تہی کہ رسپانڈنٹ شفیع اول نے اپنے ساتہ چند شرکا اپنے خاندان کو بقدر اوس جایداد کے شخص اجنب ہین شریک کرنیسے اپنے حق شفع کو زایل نہین کیا ہے یہہ بیان نہین ہوا ہے کہ دیگر دو مدعیان نول مدعی سے کیونکر رشتہ مند تہے یا اوسکے خاندان کے وہ کیسے شریک تہے (معلوم ہوتا ہے کہ وہ دور کے چچیرے بہائی تہے) اور کچہہ ثبوت اسکا نہین ہے کہ وے غیر منقسمہ ہندو خاندان کے شریک تہے جس سے فیصلہ مقدمہ گندریت سنگہ بنام صاحب سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۴۸۱) متعلق ہوسکے - بجز اوس صورت کہ وہ ایسے شریک ہون میری راے مین فیصلہ مقدمہ بہورے مل کی تائید صرف اوسی سے ہوسکتی ہے جو معلوم ہوتا ہے کہ عدالت کے ذہن مین موجود نہین تہا یعنی یہہ کہ شفیعان دوم وسوم قریبی چچیرے بہائی مسمور یا حصہ دار متوفی کے تہے جسکی جایداد متنازعہ تہی - بموجب شرایط واجب العرض کے قریبی چچیرے بہائیون کو استحقاق شفع حاصل تہا - مین یہہ مقدمہ جلد چہارم الہ آباد کا بطور سند امر متنازعہ حال کے خیال نہین کرسکتا ہون - اب دیکہنا چاہئے کہ اسمقدمہ مین واجب العرض کے رو سے بتدریج حقوق شفع عطا کئے گئے ہین اولاً برادران حقیقی ثانیاً قریبی چچیرے بہائی ثالثاً حصہ داران کو اور اون مین چند زمرہ اور بہی ہین جنپر لحاظ کرنیکی مجہے ضرورت نہین ہے - بحیثیت مشتری کے محمد اسمعیل حصہ دار نہین ہے اور بایع کا رشتہ دار نہین ہے وہ ایسا شخص نہین ہے

جو مجملہ زمرہ ہاے واجب العرض متذکرہ بالا کے کسی زمرہ کے ذریعہ سے دعوی شفع کا کر سکتا ہو۔ وہ بحیثیت مسلمان کے بہت مختلف حیثیت مین بمقابلہ پسر ہندو حصہ دار کے ہے کہ جو شاستراً اپنی پیدایش کے وقت سے حق مساوی اپنے باپ کے ساتھ رکھتا ہے مسلمان لڑکے کو ایسا کوئی حق موجودہ حاصل نہین ہوتا ہے اور اگر وہ اپنے باپ کے بعد بھی زندہ رہے تو باپ اپنی حیات مین جایداد کو اسطرحپر منتقل کر سکتا ہے کہ لڑکے کی وراثت کا وہ مانع ہوجاوے۔ ہر شخص جو ایسی حیثیت مین ہو بجز شخص اجنبی کے اور کچھہ تصور نہین ہو سکتا ہے کیونکہ منجملہ زمرہ ہاے مندرجہ واجب العرض کے وہ کسی زمرہ مین داخل نہین ہوتا ہے۔ لہذا میری یہہ راے ہے کہ محمد اسمعیل کے شریک کرلیسے جو اگرچہ بھتیجہ ہے لیکن حصہ دار نہین ہے اور نہ بالغ کا حصہ دار ہے مشتاق احمد نے اس معاملہ کو خراب کردیا ہے اور مدعیان مستحق شفع کرنیکے ہین۔ لہذا مین یہہ اپیل ضرور منظور کرونگا۔ مین فیصلہ اور ڈگری عدالت اپیل ماتحت کو منسوخ کرتا ہون اور چونکہ عدالت ماتحت نے فیصلہ نالش کا امر ابتدائی پر کیا تھا اور میںنے اونکے فیصلہ کو اوس امر کی بابت منسوخ کیا ہے لہذا مقدمہ کو عدالت اپیل ماتحت مین واسطے فیصلہ روداد کے واپس کرونگا۔ خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

صفحہ انگریزی ۹۹ — بنارس — نگرانی فوجداری نمبر ۸۰ سنہ ۱۸۹۵ء — منفصلہ ۱۵ اپریل

بمعاملہ درخواست رحمت اللہ

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۴۴۔ اختیارات مجسٹریٹ ضلع بموجب دفعہ ۱۴۴۔ مجسٹریٹ کے اختیارات حاکمانہ حکم جو موثر دست اندازی اجراے ڈگری عدالت دیوانی کے ہو۔

مجسٹریٹ ضلع کو نہ بموجب دفعہ ۱۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اور نہ بحیثیت اپنی حاکمانہ کے اختیار صادر کرنے حکم تعمیر جدید کسی عمارت کا اراضی خانگی پر جو بے مرمت ہو گئی ہے یا گرادی گئی ہے حاصل ہے اور نہ اونکو کسی ایسے حکم کے صادر کرنے کا اختیار ہے جسکی صریحاً یہہ تاثیر ہو کہ اجراے ڈگری عدالت دیوانی مین دست اندازی ہو۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

جی ای ہورڈ وامیرالدین بنجانب اپیلان ای اے ہورڈ بنجانب فریق ثانی قایم مقام پبلک پراسکیوٹر (ریڈ) بنجانب سرکار

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

ہمکو نگرانی مین مجسٹریٹ بنارس کے بعض احکام پر غور کرنا ہے۔ جہانتک ہمکو اون احکام کی ذکر کرنیکی ضرورت ہے وہ یہہ ہین کہ ایک شخص رحمت اللہ دو بارہ دری ازسرنو تعمیر کرے جو بموجب حکم مذکور کے جزواً بارش مین گر پڑی تہین اور جسکو اوسنے غلط فہمی سے منہدم کر دیا تہا۔ اوس حکم مین یہہ ہدایت تہی کہ سایل مقدمہ نگرانی ہذا اونکو اونکے موقع قدیم پر اوسی شکل کا اور شہر کی عمارت جیسے کہ وہ پہلے تہین ازسرنو تعمیر کرے اور اوسکو یہہ حکم دیا کہ فوراً تعمیر جدید شروع کر دے۔ دیگر جزو حکم مذکور کا یہہ تہا کہ کوئی شخص کو اوسکے پاس ڈگری بہی اوس قطعہ اراضی کی ہو بلا اطلاع اور اجازت مجسٹریٹ ضلع کے کسی طریقہ جدید سے دربارہ انہدام یا تعمیر یا مرمت کے عمل نکریگا اور نہ کوئی درخت اوس مقام سے بلا اطلاع اور اجازت مجسٹریٹ ضلع کے کاٹے یا کٹواویگا۔ مجسٹریٹ ضلع کا جواب دربارہ اونکی اختیارات کے یہہ ہے کہ اونکو احکام مذکور کے صادر کرنیکا اختیار بحیثیت عہدہ دار حاکمانہ کے حاصل تہا اور اونہون نے یہہ بہی ایما کیا ہے کہ عام اس سے کہ اونکو بطور عہدہ دار حاکم کے اختیار حاصل ہو یا نہو احکام مذکور معقول ہین اور عدالت ہذا سے بحال رہنا چاہئے۔ جب یہہ معاملہ ہمارے روبرو پیش ہوا تہا تو ہمکو اس امر کے دریافت کرنیکی خواہش ہوئی تہی کہ آیا کوئی قانونی سند بموجب دفعہ ۱۴۴۔ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۸۲ء کے ہے جس سے مجسٹریٹون کو ایسے احکام کے صادر کرنیکا اختیار عطا ہوا ہے یا نہین کہ جیسے یہہ احکام ہین اور ہمنے یہہ حکم دیا تہا کہ مجسٹریٹ کے پاس نوٹس اس حکم سے جاوے کہ وجہ اس امر کی دیکہلا دین کہ کیون اونکا حکم منسوخ نکیا جاوے۔ پبلک پراسکیوٹر عدالت ہذا مین وجہ دیکہلانیکے لئے حاضر ہوے ہین۔ اونکی حجت دربارہ حکم تعمیر جدید کے یہہ ہے کہ وہ حکم ایسا ہے جو بموجب دفعہ ۱۴۴۔ ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۸۲ء کے قانوناً صادر ہو سکتا ہے اور ان الفاظ مین آجاتا ہے کہ بعض حکم کے ساتہہ کسی جایداد کا اپنے قبضہ یا اہتمام مین لینا یعنی رحمت اللہ کے قبضہ یا اہتمام مین بلاشبہہ وہ الفاظ بہت وسیع ہین اور بدرجہ بسا دی

مبہم ہین لیکن ہمکو یہ مان لینا چاہئے کہ واضعان قوانین کا دفعہ مذکور مین ادن الفاظ کے استعمال کرنیسے یہ مقصود تہا کہ مجسٹریٹون کو ایسے اختیارات غیر معمولی عطا کردین جنکے رو سے وہ بموجب دفعہ مذکور کے حکم ایسی عمارت کے سرنو تعمیر ہونیکا خانگی زمین پر مالکان زمین مذکور کو صادر کرسکین گے جو گرگئی تہی - اگر حجت مسٹر ریڈ کی دربارہ جز و حکم متعلقہ تعمیر جدید صحیح ہے تو مثلاً ایک مقدمہ مین جسنے اپنا استحقاق اپنے مکانمین کہڑکیون کے کہولنے کا یا اپنے مکانمین پورانی کہڑکیون کے کہولے ہوئے قایم رکہنے کا ثابت کرلیا ہے وہ دو مہینے تک بذریعہ حکم مجسٹریٹ بموجب دفعہ ۱۴۴ کے ممنوع کردیا جاویگا اور بعض صورتونمین بذریعہ حکم مزید لوکل گورنمنٹ بموجب دفعہ مذکور کے ہمیشہ کے لئے وہ اوس استحقاق کے استفادہ سے محروم ہوجاویگا جسکی ڈگری اوسکے حق مین عدالت دیوانی سے ہوچکی ہے اور چاہے وہ ڈگری ملکہ معظمہ اجلاس کونسل کے ہی کیون نہو - ہم دوسری تمثیل دیتے ہین - الف نے اس نظر سے کہ اوسکا پروسی الف کی جایداد کو دیکہہ نسکے اپنی زمین پر آڑ لگاوے اور اوسکے اوس آڑ کے ہٹانے پر اگر ب یہ اعتراض کرے کہ اوس آڑ کے ہٹانے سے اوسکو یا اوسکے خاندان کو رنج پہونچیگا جو الف کی زمین سے دیکہلائی دیگا اگر مسٹر ریڈ کی حجت صحیح ہے تو مجسٹریٹ حکم جایز بموجب دفعہ ۱۴۴ یہ حکم بنام الف کے صادر کرسکتا ہے کہ وہ خود اپنی زمین پر پہر آڑ قایم رکہے جسکو اوسنے گرادیا تہا قانون کے ان مبہم الفاظ پر تعبیر معقول قایم کرنا چاہیئے -

حکم مذکور کے جزو دیگر کا ذکر کرتے ہین - مسٹر ریڈ نے اول اول یہ حجت کی تہی کہ مجسٹریٹ کو بموجب دفعہ ۱۴۴ کے یہ اختیار حاصل ہے کہ کسی شخص کو ڈگری عدالت دیوانی کے جاری کرنیسے باز رکہے بشرطیکہ اونکو یہ اطمینان نہو کہ وہ شخص استحقاقاً مستحق جاری کرنے ڈگری کا اوس طریقہ سے نہین ہے کہ جس طریقہ سے وہ جاری کیجاتی ہے - مجموعہ ضابطہ دیوانی مین ڈگری جاری کرنیکا ضابطہ معین ہے اور میری راے مین مجسٹریٹ کو اجراے ڈگری مین دست اندازی کرنیکا اختیار اوس سے زیادہ حاصل نہین ہے کہ جو اونکو خود ڈگری کے جواز او صحت پر اعتراض کرنیکا حاصل ہے -

جسصورت مین کوئی مجسٹریٹ اتفاقاً کلکٹر ہو تو اوسکو ڈگری جاری کرنا پڑیگی بشرطیکہ اجرا بمقابلہ جایداد موروثی کے مطلوب ہو لیکن اسموقع پر وہ مشابہ عدالت اجرا کنندہ ڈگری کے ہے لیکن بحیثیت مجسٹریٹ کے اوسکا کام بسلسلہ اجراے ڈگری عدالت دیوانی کے اس بارہ مین شروع اور ختم ہوجاتا ہے کہ وہ حفاظت فوری عدالت دیوانی کے اون عہدہ داران کے

کرنے سے [illegible] عدالت [illegible] کے ڈگری جاری [illegible] اوس [illegible] لوکل گورنمنٹ [illegible]
دفعہ ۱۴۴ سے کوئی اختیار صادر کرنے کسی ایسے حکم کا نہیں ہے جو عدالت دیوانی [illegible] ڈگری کے
جاری ہونیکا مانع ہو یا جس سے کسی ایسے شخص کو جو عدالت عدالت دیوانی کی ڈگری جاری کرنیکی
کسی مقام مین بلا اجازت مجسٹریٹ کے کوشش کرتا ہو اوسکو تخویف ارتکاب استغاثہ بموجب
دفعہ ۱۸۸ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہوتی ہو۔

اختیار ہر مجسٹریٹ کا دربارہ عمل مین لانے کسی فعل کے بحیثیت مجسٹریٹ یا کلکٹر کے
بشرطیکہ ایسا اختیار بالوجود ضرور ہے کہ بالاخر اون اختیارات مین پایا جاوے جو پارلیمنٹ سے
عطا ہوے ہین۔ وہ مین اختیار حکم حاکمانہ لوکل گورنمنٹ کا ہو سکتا ہے لیکن اختیار لوکل
گورنمنٹ کا دربارہ صادر کرنے کسی حکم کے یا تو صریحًا یا معنیًا پارلیمنٹ سے حاصل ہونا ضرور ہے اور
یہ فرض کر لینا غلطی ہے کہ چونکہ کوئی عہدہ دار افسر حاکمانہ یا عدالتانہ ہے اوسکو اختیار کسی خاص شخص
یا عامہ خلایق کے ساتھ دست اندازی کرنیکا جو قانونی بنیاد یعنی ایکٹ یا پارلیمنٹ سے حاصل نہین ہو سکتا ہے حاصل ہے

ہم تجویز کرتے ہین کہ یہ احکام جو امور مذکورہ بالا کی بابت ہین خلاف اختیار ہین اور
مجسٹریٹ کو کوئی اقتدار یا اختیار اونکے صادر کرنیکا حاصل نہین ہے۔
بنظر اسکے کہ غلط فہمی نہو ہم یہ کہنا مناسب سمجھتے ہین کہ یہ ضرور ہے کہ مجسٹریٹ کو وہ وسیع اختیارات
عطا ہونا چاہیے جو اوسکو بموجب دفعہ ۱۴۴ ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع کے عطا ہوئے ہین اور ہم خیال کرتے ہین
کہ جبتک حکم (دفعہ مذکور کے اندر داخل ہو یعنی جبتک اوسکو اوس دفعہ کے بموجب حکم مذکور کے صادر کرنیکا
اختیار سماعت حاصل ہو تو اوسکو بیت وسیع اختیار امتیازی دیا جانا چاہیے۔ اختیارات محکومہ دفعہ مذکور
سے یہ مقصود ہے کہ اوسکا استعمال سرسری طور پر واسطے تحفظ عامہ خلایق بشمول اشخاص مختص اور حفظ امن
کے ہونا چاہیے۔ اگر یہ حکم ایسا ہوتا جسکے صادر کرنیکا اختیار مجسٹریٹ کو بموجب دفعہ ۱۴۴ کے ہوتا تو ہمکو
اوسمین دست اندازی کرنیکا اقتدار یا اختیار سماعت حاصل نہین تھا۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ ہماری رایے مین
مجسٹریٹ بنارس نے بہت عمدہ ارادون سے عمل کیا ہے لیکن سوء اتفاق سے اوسنے اپنی اختیار سماعت سے تجاوز کیا ہے۔

ہمارا یہ حکم ہے کہ احکام جو کسی اشخاص کو اوس مقام تا نفع اجرا ڈگری ہین اور جسکے رو سے حسب الحکم
بارہ دری از سر نو تعمیر کرنیکا حکم ہے اس تحریر کے رو سے منسوخ کیجاتے ہین۔
جو مقدمہ بموجب دفعہ ۱۸۸ مجموعہ تعزیرات ہند کے بعلت نافرمانی ان احکام کے دایر ہوا ہے جو ہمنے
منسوخ کر دئیے ہین خارج کر دیا جاوے ورنہ چارہ جوئی بذریعہ درخواست بعدالت ہذا کے ہو سکیگی۔

منفصلہ اِلہ فروری ۱۸۹۳ع — صفحہ ۹ انگریزی

نالش ابتدائی نمبر ا سنہ ۱۸۹۲ع

ہمالیہ بنک لمیٹڈ زیر تصفیہ حساب مدعی بنام الفنسٹن بیوکوارمی بیک کس دیگر ان مدعا علیہم

ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ع (ایکٹ کمپنی ہاے ہند) حصہ چار دفعات ۱۳۱ و ۱۳۲ — کمپنی — حساب وکتاب — عدالت — ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ع (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۵۹ — رہن بذریعہ ادخال اسناد دستاویزات حقیت کے — رہن بذریعہ ادخال اسناد دستاویزات حقیت کے مفصل مین قبل نفاذ پذیر ہونے ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ع کے —

تجویز ہوئی کہ بہ نسبت اوس کمپنی کے جسکا دفتر رجسٹری شدہ مسوری مین ہے لفظ عدالت سے جیسا کہ اوسکا استعمال حصہ چار ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ع (ایکٹ کمپنی ہاے ہند) مین ہوا ہے عدالت ضلع جج سہارنپور کے مراد ہے اور نہ عدالت جج ماتحت اور جج عدالت خفیفہ کی جسکا اجلاس مسوری یا دہرہ مین ہے

یکم جولائی سنہ ۱۸۸۲ع تک جو تاریخ نفاذ پذیر ہونے ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ع کی ہے درمیان قانون مفصل اور قانون مروجہ بلا پریزیڈنسی کے کوئی فرق بہ نسبت جواز اوس رہن کے نہین تہا جو بذریعہ ادخال اسناد دستاویزات حقیت پاس دائن بہ حیثیت اطمینان قرضہ کے پیدا ہوتا ہے — دیکھو لا راجبنجی بنام شیخ مصلح الدین (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۱۴ صفحہ ۸۹) وارٹن سیٹھ سام بنام کہیتی رایجی لال (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۹ صفحہ ۳۰۷) منشی دہر بنام ہیرالال (رپورٹ ہایکورٹ ممالک مغربی وشمالی سنہ ۱۸۶۹ع صفحہ ۱۶۶) لال جی بنام گوبندرام (منتخب رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۱۶۵) اور مرزا محمد علی بنام نواب سلامت جنگ (منتخب رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۱۲۸) پر حوالہ ہوا —

جو رہن حسب متذکرہ بالا موثر ہوا ہو وہ زر پیشگی ہاے آیندہ اور نیز قرضہ موجودہ زر پیشگی ہو وقت پر جسکی بابت وہ کہا گیا ہے حاوی ہوگا — ایکسپارٹی لنگسٹن (رپورٹ وسے سی جے آر جلد ۱۶ صفحہ ۲۲) پر حوالہ ہوا —

واقعات اسمقدمہ کے جہانتک واسطے اغراض اس رپورٹ کے ضروری ہین برکٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین —

اشٹیریچی و وینشارٹ منجانب مدعی۔ کواری منجانب خود و مدعا علیہ ثانی

بلیر صاحب جسٹس۔ یہہ نالش عدالت ضلع جج سہارنپور مین دایر ہوئی تہی اور وہان سے ہایکورٹ مین بذریعہ اوسکے حکم مورخہ ۱۳ اگست ۱۸۹۴ء کے منتقل ہو آئی تہی اور اب ہمارے روبرو باستعمال ہمارے غیر معمولی اختیار سماعت ابتدائی دیوانی کے پیش ہوئی ہے۔ مسٹر اشٹیریچی اور مسٹر وینشارٹ منجانب مدعی بنک کے حاضر ہوے ہین۔

مدعا علیہ ڈبلیو ایف کواری اصالتاً منجانب اپنے اور بطور وکیل اپنی زوجہ مدعا علیہا دوم کے حاضر ہوے ہین مدعا علیہ مذکور یہہ عذر ابتدائی پیش کرتا ہی کہ کل کارروائی زیر تصفیہ حساب بشمول تقرری لکیوڈیٹر کے اس بنیاد پر ناجایز ہین کہ کارروائیات مذکور ایسی عدالت مین ہوئی ہین جسکو اختیار سماعت اون کارروائیون کے منظور کرنیکا حاصل نتہا۔ جس عدالت مین مقدمہ تصفیہ حساب کسی کمپنی کا دایر ہونا چاہئے اوسکی تعریف ازروے دفعہ ۱۳۰- ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ء کے اسطرح پر ہوئی ہے عدالت سے عدالت اعلی با اختیار سماعت ابتدائی دیوانی اوس مقام کے مراد ہی جہان صدر دفتر رجسٹری شدہ کمپنی مذکور کا واقعہ ہے۔

صدر رجسٹری شدہ دفتر مدعی کمپنی کا مسوری مین ہے۔ ایک ہی شخص کو اختیارات جج ماتحت اور جج عدالت مطالبہ خفیفہ دونون کے حاصل ہین اور دونون حیثیتون سے اپنی کچہری مسوری مین کرتا ہے کہ جس مقام مین کوئی اعلی عدالت اختیار سماعت دیوانی کے اجلاس نہین کرتی ہے۔ یہہ حجت ہوئی ہے کہ کارروائی تصفیہ حساب کی عدالت جج ماتحت مین دایر ہونی چاہیے تہی اور عدالت ضلع جج سہارنپور کو اختیار سماعت حاصل نہین تہا۔ دفعہ ۱۳۰- ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ء کے نسبت یہہ تعبیر اختیار کرنیسے ہمکو اوس دفعہ مین لبعد الفاظ اختیار سماعت کے الفاظ اور اوس مقام مین اجلاس کرتے ہو وغیرہ پڑہنیکی ضرورت ہوگی۔ تا اید اس حجت کے کسی نظیر کا حوالہ نہین دیا گیا ہے اور نہ عذر عدالت مین پیش ہوا تہا اور نہ عدالت ہذا مین بروقت سماعت درخواست انتقال مقدمہ کے پیش ہوا تہا۔ ہمیسے یہہ ایسا کیا گیا تہا کہ مصلحت ایکٹ کی یہہ ہے کہ ضابطہ واسطے و سایل فی الفور اور کم خرچ واسطے فیصلہ و متعدد مقدمات کے معین

ہوجاوے جو خفیف تصفیہ حساب مین پیدا ہوتے ہین - ہماری یہہ راے ہے کہ عدالت مجاز اعلی کو ضابطہ طے کرنے اون امور کا معین ہوجاوے جسمین حقیت کثیرالحجم امور پیچیدہ متعلق ہوتے ہین ہم نے اس عذر کو جو ہمارے اختیار سماعت کے بابت تہا کہ جسمین فی الحقیقت بشکل ضرورت طول و طویل جواب تردید مسٹر اسٹیچی کی تہی جو منجانب کمپنی مدعی کے حاضر ہوے ہین نامنظور کیا تہا - ایک دوسرا اعتراض بسبب ہمارے اختیار سماعت کے بروقت اختتام گفتگو مدعاعلیہ اول کیطرف سے پیش کیا گیا تہا اور صرف اوسی کیطرف سے وہ عذر ہوا تہا - بحیثیت انگریز کے اوس نے یہہ دعوی کیا تہا کہ وہ مستحق ہے کہ اوس کے مقدمہ کی تجویز اون ججون کو کرنا چاہیے جنہون نے حلف لیا ہو اور دفعہ ۱۳ - ایکٹ حلف کے حکم قانونی پر اعتراض خلاف اختیاری واضعان قوانین ہند کا کیا تہا - اس حجت کی تائید کسی شبہہ دلیل قانونی سے بہی نہین ہوئی ہے بے سلسلہ اور بے نتیجہ تقریرات جو لطوالت مسٹر کواری نے ہمارے روبرو کی تہین وہ میری راے مین نہایت ہی بیجا استعمال عدالت کے اوس رعایت کا تہا جو اوسکی حق مین عدالت نے اوسکی مشکل حالتمین جب کہ اوسکی دونون حیثیت فریق اور وکیل کی مشتمل تہے عطا کی تہی - یہہ ناپسندیدہ تضیع اوقات سرکاری کا بہی تہا یہ اعتراض نامنظور کیا گیا تہا -

نالش جہانتک اوسمین امر حجتی متعلق ہے ایک نالش واسطے دلاپانے مبلغ عہ ۔۔۔ اور واسطے استقرار اس امر کے ہے کہ ایک عمدہ اور جائز رہن بعض جایداد غیر منقولہ موسومہ پوپز کالج کا بنظر اطمینان حساب روان بنک کے جو زیادہ وصول کر لیا گیا تہا ہوا ہے اور بحالت نہ ادا ہونیکے واسطے نفاذ اوس رہن کے -

مبلغ عہ ۔۔۔ ایک جزو رقم کثیر غالبا مبلغ ۔۔۔ کا ہے جو واجب الادا بیان کیا جاتا ہے کیونکہ بقیہ قرضہ مدعی کمپنی نے چہوڑ دیا کیونکہ اوسکی وصول ۔۔۔

عرضی نالش کے اہم بیانات یہہ ہین کہ ۱۸۷۸ء مین مدعاعلیہ دوم بنک مدعی کی مقروض تہی جس کے ساتہ اوسکا حساب روان تہا اور ۳ مئی ۔۔۔ مذکور کو مدعاعلیہ اول نے دستاویزات حقیت پوپز کالج کی بطور کفالت کے بنک کے پاس امانتا رکہدین - ۱۸۸۱ء مین بنک مدعی کو یہہ ہدایت ہوئی تہی کہ جداگانہ حسابات

ہر دو مدعا علیہم کے حساب مشترکہ کر دیا جاوے کہ جو اوسوقت سے مشترکہ دونون کے نام سے قایم رہا اور دونون نے دونون حساب کے دونون جانب منفرداً عمل کرتے رہے اور دستاویزات حقیت پونڈ کا نچ کے بطور کفالت حساب مشترکہ کے بنک کی قبضہ مین رہی — اکتوبر ۱۸۸۶ء مین یا قریب اوسکی مدعا علیہ اول خود اپنی حساب کے بابت اور اپنی زوجہ کے حساب کے بابت اقرار لکہدینے سے رہنامہ جائز اور قانونی املاک پونڈ کانچ کا کرکے اسغرض کے لئے دو دستاویز بنک سے لیگیا۔ رہنامہ جائز کبھی نہین لکھا گیا ۱۸۸۱ء مین مدعا علیہم نے رہن جائز کے کرنیسے انکار کیا اور مدعی کا بیان ہے کہ دستاویز مذکور بوجہ فریب مدعا علیہم کے نہین لکھا گیا۔ بیان مقدمہ جو ثابت ہوا ہے وہ بعض امور مین اوس بیان سے مختلف ہے جو عرضی نالش مین بیان کیا گیا ہے۔ یہہ بیان کہ حساب مشترکہ کرنیکی ہدایت ۱۸۷۶ء مین کی گئی تھی ظاہراً اس امر پر مبنی ہے کہ سنہ مذکور کی کتاب بنک میں مسٹر کواری کا نام لیجر کے گوشہ مین بشمول نام مسٹر مس کواری کے نام کے درج ہے کہ جس نام کے ساتھ اوسکی پیشانی درج ہے۔ لیکویڈیٹر کو ذاتی علم اس معاملہ کا نہین ہو سکتا ہے اور مسٹر اشریچی نے بیان کیا ہے اور مسٹر کواری نے اس سے انکار نہین کیا ہے کہ کوئی گفتگو اس نالش کے بابت درمیان لکیوڈیٹر اور اوس شخص کے صرف جسکو ذاتی علم واقعات متعلقہ حساب مذکور کا تھا یعنے مسٹر ماس سے جو برابر منیجر بنک کا اوس زمانہ مین رہا تھا کہ جب تک بنک قایم رہا نہین ہوئی۔ یہہ مشہور ہے کہ مسٹر ماس قبل از وقت آغاز نالش ہذا سے اوسدم تک کہ وہ بطور گواہ مدعی کے عدالت ہذا مین حاضر ہوا ہے یعنی جیلخانہ مین مقید تھا۔ مسٹر ماس کا بیان عرضی نالش کے بیان سے اس امر مین مختلف ہے کہ حساب شروع ہی سے یعنی اگست ۱۸۷۴ء مشترکہ حساب ہے اور اوس تاریخ سے برابر مدعا علیہ اول حساب کے دونون جانب عمل کرتا رہا ہے۔ مسٹر کواری کی یہہ شکایت مجہے بے بنیاد معلوم ہوتی ہے کہ اوسکی جوابدہی مین اسوجہ سے مضرت پہونچی ہے کہ عرضی نالش سے اوسکی توجہ اون رقوم پر پایا نہین کی گئی ہے جو ۱۸۷۶ء کے پہلے کی ہین کیونکہ خود اوسی نے ایک چٹھی مورخہ ۹ جنوری ۱۸۸۱ء (کاغذ اکیس) مین درخواست ایک پاس بک کی بابت رقوم اولین کے کی تھی اور یہہ امر متنازعہ نہین ہے کہ پاس بک

متعلق کل حساب کے اوسکی روبرو رہی ہے اور کسیقدر ادسکو اوس نے جانچا ہے۔ اوسکی چٹھی مورخہ ۲۹ جنوری ۱۸۹۶ء (کاغذ نمبر ۶۶) سے ظاہر ہوتا ہے کہ منجملہ رقوم و دستاویزات کے جسکی نقل اوس نے چاہی تھی کوئی رقم ۱۸۹۱ء سے پہلے تاریخ کے نہین ملے - مین سمجھتا ہون کہ بر ... سکے ووچہ عدالت مین پیش ہونیکے لئے طیار تھی بشرطیکہ اوس کی درخواست ہوتی اور مسٹر کواری کو اونکی معاینہ کی ہرایک سہولیت دی گئی تھی۔

بعد غور کامل اوپر ہر مقدمہ کے جسپر بحث مین حوالہ ہوا تھا مین نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جن اصطلاحی حجتون پر جوابدہی کیطرف سے بحث ہوئی ہے اونمین سے کسی مین وقعت نہین ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اسمین یہہ اعتراض نہین ہو سکتا ہے کہ امانتاً ادخال دستاویزات حقیقت سے جو لطور اطمینان اوس حساب کے جو زیادہ وصول کرلیا گیا ہے کیا جاوے قانون انگریزی کے روسے ایک عمدہ عادلانہ رہن اور قانون ہند کے روسے عمدہ رہن سادہ موضوع ہوجاتا ہے مجھے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بر بنار عام فہم اور سند کے اس امر سے یہہ نتیجہ برآمد کرنا معقول ہے کہ برابر اس مدت تک دستاویزکا امانتاً داخل کرنیکا فیمابین فریقین کے یہہ مقصود تھا کہ لطور اطمینان اوس حساب کے ہے جو مسلسل اور ہمو قت حساب سے زیادہ وصول کرلیا گیا ہے - لہذا مجھے کچھہ شبہ نہین ہے کہ اگر واقعات مظہرہ مدعی ثابت ہین تو کامل طور پر عمدہ اور کافی کفالت اون دستاویزات کے ۱۸۸۱ء مین داخل کردینے سے پیدا ہوئی ہے اور دستاویزات مذکور بنک بند ہونے تک اوسی طرح پر کفالت رہے چلے آتے ہین -

(لبقیہ فیصلہ مین صرف امور واقعاتی جو مقدمہ مین پیدا ہوئی تھی واقعہ ہین لہذا اونکی رپورٹ نہین کی گئی -)

برکٹ صاحب جسٹس - یہہ نالش منجانب افیشل لکیوڈیٹر ہمالیہ بنک لمیٹڈ واسطے دلا پانے مبلغ ... مدعاعلیہم سے اس بیان سے دایر ہوئی ہے کہ ۸ جولائی ۱۸۹۱ء کو مدعاعلیہم بابت اپنی حساب مشترکہ بنک کے جو زیادہ وصول کرلیا گیا تھا ... سے زیادہ لشمول سود کے بنک کے مقروض تھے لیکن چونکہ بنک مدعی کو مدعاعلیہم سے ... سے زیادہ وصول کر سکنے کی امید نہین تھی مدعی نے ... سے زیادہ کا اپنا دعوے متروک کردیا اور صرف اوسی رقم کے بابت ڈگری کی استدعا کی ہے - عرضی نالش میں

امر کے استقرار کی بہی استدعا ہے کہ ادخال امانتاً دستاویزات حقیت کا جسکی نسبت بیان ہوا ہے کہ مدعا علیہ اول نے ۸ مئی ۱۸۹۴ء کو داخل کیا تہا رہن جایز اور معقول املاک بویز کا بیچ واقعہ مسوری کا ہے اور اس حکم کی استدعا ہے کہ اگر مبلغ عہ۔ ۔ سہ ادا نہو تو املاک بویز کا بیچ نیلام کیجاوے اور زر ثمن اوس رقم کے ادائی مین صرف کیا جاوے خرچہ اور سود آیندہ ابتداے نالش بالای مبلغ عہ۔ ۔ سہ کے بہی ہے۔ بالاخر عرضی نالش مین یہہ استدعا ہے کہ مدعی بنک کو اختیار فروخت کرنے یا قیمت پیش شدہ بابت اوس پالیسی یا اون بیمہ کے جو بابت زندگی مدعا علیہ اول کے بحق مدعا علیہ ثانی اوسکی زوجہ کے پاینیر گورنمنٹ سکیورٹی لایف انشورنس کمپنی لمٹیڈ نے عطا کی ہے اور جس کو مسٹرس کواری نے ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۴ء کو بنام مدعی بنک کے منتقل کر دیا ہے بالیفاے جزوی رقم مبلغ عہ۔ ۔ ہ کے قبول کرنیکا دیا جاوے۔ اس استدعا اخیر کے بابت مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ مدعا علیہم نے دعوے بنک کا تسلیم کیا ہے۔ پہر اس کے ذکر کرنیکی ضرورت نہوگی۔

نالش عدالت جج ماتحت ضلع ڈیرہ دون مین دایر ہوئی ہتی لیکن برطبق درخواست بنک مدعی کے بغرض تجویز کے عدالت ہذا مین باستعمال اوسکی غیر معمولی اختیار سماعت دیوانی کے منتقل ہوائی تہی۔ وقت تجویز کے بنک مدعی کیطرف سے مسٹر اسٹریچی اور مسٹر ونشارٹ حاضر تہے۔ مدعا علیہم کیطرف سے کوئی کونسل حاضر نہین تہا بلکہ مدعا علیہ اول (جو وکیل عدالت ہذا ہے) خود اپنے طرف سے اور نیز منجانب اپنی زوجہ مدعا علیہ ثانی کے جس سے وکالتنامہ اوس نے حاصل کیا تہا جوابدہی کرتا تہا۔ صرف دو گواہون کا اظہار قلمبند ہوا تہا یعنی الف ماس مینجر سابق ہمالیہ بنک اور مدعا علیہ اول کا مدعا علیہ ثانی طلب نہین ہوے تہے۔

عموماً بیان۔ اور بالفعل بلالحاظ تفصیل کے۔ مقدمہ بنک کا باعتبار شہادت گواہ ماس کے اور باعتبار متعدد کاغذات مدخلہ کے یہہ ہے کہ اگست ۱۸۹۲ء مین کہ فلوٹنگ کرنٹ اکونٹ بنک مین مسٹرس کواری کے نام سے بدین ہدایت منجانب مدعا علیہ اول کے کہولا گیا تہا کہ دونون مدعا علیہم اوس حساب کے بابت عمل کرانے کے مجاز رہینگی اور اون مین سے دونون بنک مین روپیہ ادا کرینگے اور بنک سے لیجا وینگے اور مئی ۱۸۹۳ء

مین اوس حساب کے بابت قریباً ـــــ سے زیادہ وصول کر لیا گیا تہا اور ہو مئی ۱۸۸۰ع
کو دستاویزات حقیت املاک پوبیز کا لج بنک مدعا علیہ اول نے لطور کفالت کے داخل
کر دی تہی - یہہ بہی ثابت ہوئی ہے کہ مدعا علیہم وقتاً فوقتاً اقرار لکہدینے رہنامہ
باضابطہ املاک پوبیز کالج کا بنام بنک کے کرتے رہے ہے اور منجملہ دستاویزات حقیت
مذکورہ کے دو دستاویزات اکتوبر ۱۸۸۵ع مین مدعا علیہ کو بغرض صریحی مسودہ لکہنے رہنامہ
کے حوالہ کر دی گئی تہے اور باوجود اکثر اقرارات اور اظہار تاسف بابت توقف مدعی
مدعا علیہ اول کے رہنامہ نہین لکہا گیا اگرچہ زیادہ ستانی کو ترقی ہوتی رہی اور مدعا علیہ
اول اون دو دستاویزات پر اوسوقت تک قابض رہا کہ جب بنک زیر تصفیہ حساب
آگیا اور جب جج سہارنپور نے اوسکو اوسکے واپس کر دینے کا حکم دیا کہ جنکی عدالت مین
کارروائی تصفیہ حساب کے دایر تہی -

کسی مدعا علیہ کیطرف سے بیان تحریری داخل نہین ہوا تہا لیکن جج ماتحت
نے قبل اس کے کہ مقدمہ بغرض تجویز کے اس عدالت مین آوتہا یا جہا مدعا علیہ اول سے
بالعموم بہ نسبت بیانات مندرجہ عرضی نالش کے سوالات کے تہی - مدعا علیہ اول نے
اوس اظہار مین امور اہم مندرجہ عرضی نالش یا تو تردید کی تہی یا اونکی تسلیم کرنے سے انکار
کیا بجز بہ نسبت پالسی جان بیمہ کے معاملہ جسکو اوس نے تسلیم کیا تہا بحیثیت وکیل اپنی زوجہ
کے اوس نے یکسان جوابدہی کی تہی - بہ نسبت اوس رقم کے جو اوس سے یافتنی بیان
کی گئی تہی اوس نے یہہ بیان کیا تہا کہ اگر حساب بہ مناسب طور پر جانچا جاوے تو غالباً
ـــــ یا قریب اوس کے بنک کے ذمہ اوسکا بابت خدمات پیشہ وری کے یافتنی
نکلیگا جسکو اوس نے وصول نہین کیا ہے -

منجملہ تنقیحات قایم کردہ جج ماتحت کے ایک ایسی تنقیح ہے جسکے لئے جہانتک
مین دیکہہ سکتا ہون کوئی بنیاد سوال وجواب مین قایم نہین کیگئی ہے - وہ تنقیح اول
ہے اور حسب ذیل ہے - آیا کارروائی تصفیہ حساب مدعی بنک کے ایسی عدالت مین دایر
کی گئی ہے جو اوس غرض کے لئے بلا اختیار سماعت کے ہے - اس تنقیح کے بابت جج ماتحت
نے مدعا علیہ اول کو یہہ بیان کرنے اور اپنی عذر متعلقہ اختیار سماعت عدالت ضلع جج
سہارنپور دربارہ تصفیہ حساب کے بنک مدعی کے تائید کرنیکا حکم دیا تہا - اوسکی دلیل یہہ تہی

کہ چونکہ دفتر رجسٹری شدہ ہمالیہ بنک لمیٹڈ کا مقام ضلع ڈیرہ دون مسوری مین ہے لہٰذا
جج ماتحت ڈیرہ کے جو سال مین چھہ مہینہ مسوری مین اجلاس کرتی ہے اور بقیہ
مہینوں مین ڈیرہ مین اجلاس کرتی ہے بموجب دفعہ ۱۳۰ ایکٹ کمپنی ہاے ہند کے
ایسی عدالت ہے جسمین کارروائی تصفیہ حساب کے ہونی چاہیے تھی اور نہ عدالت
ضلع جج سہارنپور مین - اس حجت کے بنا پر یہہ بحث ہوتی ہے کہ تقرری لکویڈیٹر
کی منجانب ضلع جج کے بیجا ہے اور یہہ نالش منجانب بنک نام سے لکویڈیٹر کے
قایم نہین رہ سکتی ہے - ہم نے اس حجت کو نامنظور کیا تہا کیونکہ ہماری یہہ راے
ہے کہ قبل اس کے کہ ہم اس حجت کو قبول کرین ہم کو الفاظ اور بمقام اجلاس کرتے
ہوے دفعہ ۱۳۰ مین بعد الفاظ اختیار سماعت بمقام موقوعہ سطر سوم دفعہ مذکور کے
پڑہنا چاہیے - عدالت اعلی باختیار سماعت ابتدائی دیوانی مسوری مین جہان دفتر
رجسٹری شدہ بنک کا واقعہ ہے عدالت ضلع جج سہارنپور کی ہے اور نہ عدالت
جج ماتحت ڈیرہ کے - اختیار سماعت عدالت ضلع جج سہارنپور کا اوس منصب سے
تین اضلاع مالگذاری یعنی مظفرنگر سہارنپور اور ڈیرہ تک وسعت پذیر ہے اور
جسمین سے اخرالذکر ضلع مین مسوری واقعہ ہے اور اگرچہ معمولی طور پر ضلع جج
مسوری مین اجلاس نہین کرتے ہین درحقیقت بجز سہارنپور کے اپنی اختیار
کے اندر کسی اور مقام پر دیوانی کے کام کے لئے اجلاس نہین کرتے ہین تاہم اپنی اختیار
سماعت تینون اضلاع مالگذاری کے اندر کچھہ کم عدالت اعلی باختیار سماعت ابتدائی
دیوانی کے ہر مقام مین اون اضلاع کے نہین ہے - یہہ امر ایکٹ تعریفات عام (ایکٹ
۱ سنہ ۱۸۶۸ع) دفعات ۲ و ۱۲ و ایکٹ عدالتہاے دیوانی بنگال ممالک مغربی و شمالی
و آسام (ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۷ع) دفعہ ۱۰۱ اور ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۷۵ع دفعہ ۳ جسکی ترمیم از روے
ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۹۱ع کے ہوئی ہے صاف ظاہر ہے - لہٰذا ضلع جج سہارنپور وہ عدالت
ہے جیسا کہ اوس لفظ کا استعمال حصہ ۴ - ایکٹ کمپنی ہاے ہند مین ہوا ہے اور
مقدمہ تصفیہ حساب واجب طور پر اونکی عدالت واقعہ سہارنپور مین دایر ہوا ہے -
منجملہ استدعاہاے اہم عرضی نالش کے ایک استدعا یہہ ہے کہ ہمین
بذریعہ ادخال دستاویزات حقیت کے جسکا بنک مین داخل ہونا سنہ ۱۸۹۲ع مین بیان

ہو اہے ایک معقول اور جایز رہن قرار دیا جاوے - اسکی بنسبت مدعا علیہ اول کا
یہہ عذر ہے (۱) کہ ایسا کوئی رہن فی الواقع نہین ہوا تہا اور (۲) کہ اس قسم کا رہن
جو قانون انگریزی مین بطور رہن عادلانہ بذریعہ ادخال دستاویزات حقیت کے
موسوم ہوتا ہے قانون ہند مروجہ مفصل مین (جسکی تمیز بلا دیر یذڈنسی سے ہوتی
ہے) لامعلوم ہے اور نافذ نہین کیا جا سکتا ہے - مین حجت دوم کو اوٹہانا اور اوسی
پر مباحثہ کرنا چاہتا ہون - حجت مدعا علیہ اول کی یہہ وسعت کے ساتہہ بیان کرنیسے
یہہ ہے کہ دفعہ ۵۹ - ایکٹ انتقال جایداد نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء مین قانون کا اجتماع اوس سے
زیادہ نہین ہوا ہے جو وہ اوسوقت موجود تہا جب ایکٹ مذکور صادر ہوا تہا اور
چونکہ دفعہ مذکور کے فقرہ اول کے روسے اب مفصل مین بذریعہ حوالگی دستاویزات
حقیت جایداد غیر منقولہ کے داین کے طرف سے بہ نیت پیدا کرنے کفالت ایکسو روپیہ
یا اوس سے زیادہ کے رہن پیدا کرنے کی ممانعت ہے تو نتیجہ یہہ برآمد ہوتا ہے کہ
قبل نفاذ پذیر ہونے ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے ایسا رہن قانون مروجہ مفصلات
مین لامعلوم تہا اور بذریعہ نالش کے نافذ نہین کیا جا سکتا ہے -

اوس حجت کو مین منظور نہین کر سکتا ہون - میری یہہ راے ہے
کہ از روے دفعہ ۵۹ - ایکٹ انتقال جایداد کے قانون مین بہت بڑی اور اہم
تبدیلی ہوئی ہے - قبل نفاذ پذیر ہونے اوس ایکٹ کے کوئی قانون مشابہ قانون
قریب مروجہ مفصلات کے ہرگز نہین تہا - کوئی قانون ایسا نہین تہا جو مقتضی اس امر
کا ہو کہ معاملہ مین قبیل رہن جسکے ذریعہ سے اطمینان ایکسو روپیہ یا اوس سے زیادہ
کا ہوتا ہو تحریری اور رجسٹری شدہ ہونا چاہیے - اوسوقت کے قانون مین کوئی
حکم قانونی مقتضی اس امر کا نہین ہے کہ معاہدات یعنی معاہدہ رہن یا بیع کا کسی خاص
شکل مین ہونا ضروری ہے - معاہدات زبانی یا تحریری ہو سکتے ہین اگر معرض تحریر مین
آجاوین تو ایکٹ رجسٹری کے روسے ضرور ہے کہ بعض حالات مین اونکی رجسٹری ہونا
لازمی ہے - جیسا کہ مسٹر میکفرسن [illegible] نے اپنی مشہور رسالہ قانون رہن برٹش
انڈیا کے باب چار کے آغاز مین تحریر کیا ہے - قبل یکم جولائی سنہ ۱۸۸۲ء جب ایکٹ ۴
سنہ ۱۸۸۲ء نافذ ہوا تہا کل ہندوستانی مین فریقین معاہدہ رہن کا اوسیطرح جبر کر سکتے تہے

بشرطیکہ وہ کوئی اور معاہدہ کر سکتے تھے یا یون کہو کہ اونکا معاہدہ زبانی یا تحریری
ہو سکتا تھا۔ مجھے کچھہ شبہ نہین ہے کہ اس انتخاب مین توضیح قانون کی جیسا کہ قانون
قبل جولائی سنہ ۱۸۹۳ء کے ہوئی ہے صحیح ہے اور مدعا علیہ کوئی سند مخالف اونکی پیش
نہین کر سکا ہے جس امر کو عدالت پر بموجب عدل و انصاف اور نیک نیتی کے بلحاظ
نہونے کسی صریح حکم قانونی کے فیصل کرنا لازم ہے اوسکے لئے یہہ دیکھنا چاہئے کہ
کسی معاہدہ کے فریقین کی نیت کیا ہے اور اوس معاہدہ کے متحقق ہو جانیکے بعد عدالت
کو اوسکا نافذ کرنا فرض ہے بشرطیکہ وہ معاہدہ جائز ہو اور فریقین پر بلا قایم کرنے
کسی خاص شکل کے کہ جو شکل بموجب قانون موجودہ اوس وقت کے ضروری نہین تھی
کہ جب معاہدہ ہوا تھا۔ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ وگھیلا راج سنگھی بنام
شیخ مصلح الدین (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۱۴ صفحہ ۸۹) مین تعبیر الفاظ عدل اور نیک
نیتی کی بدین مراد کی ہے کہ قاعدہ قانون انگریزی بشرطیکہ ہندوستانی صحبت اور
حالات سے متعلق پایا جاوے۔ پس اس امر کو ذہن نشین رکھکے کہ اس نالش
کے کون فریق ہین اور قوی قراین اس امر کو ذہن نشین کر کے کہ اونکی یہہ نیت تھی کہ
معاہدہ مطابق قانون انگریزی کے ہو جائے یہہ قیاس کرنا مشکل ہے کہ کیون یہہ اقرار
معاہدہ کا (جو ایک ایسی قسم کا ہے جو از روے قانون انگریزی کے تسلیم اور نافذ کیا
جاتا ہے) اون سے یعنی فریقین سے غیر متعلق تصور کیا جاوے۔ مقدمہ وارڈن سیٹھ
سام بنام لکھتی بائی جی لالہ (انڈین اپیل مولفہ مور صاحب جلد ۹ صفحہ ۷۰) مین بصفحہ
۳۰۲ سطر ۵ کے ۳ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے قاعدہ عدل و انصاف و نیک نیتی کو
متعلق کر کے اور درمیان قانون مقامی مفصل اور قانون مقامی معاہدہ یعنی بلاد پریزیڈنسی
مدراس کے امتیاز کر کے یہہ تجویز فرمایا ہے کہ از روے قانون سابق الذکر کے بذریعہ
ایسے معاہدہ کے کفالت پیدا کرنا ممنوع نہین ہے جیسا کہ یہہ معاہدہ ہے جسکے بنا پر
نالش ہے یعنی بذریعہ ادخال امانتاً دستاویزات حقیت کے۔ مدعا علیہ اول کی یہہ
حجت ہے کہ وہ مقدمہ متعلق نہین ہے کیونکہ ادخال امانتاً اندر حدود بلاد پریزیڈنسی
کے ہوا تھا لیکن مین تحریرات حکام عالیمقام بطور صاف سند اس مسئلہ کے تصور کرتا ہون
کہ کوئی قانون ایسا موجود نہین تھا جو نتیجہ پیدا ہونے رہن کفالتی بذریعہ ادخال امانتاً

دستاویزات حقیت کے معفصل مدراس پریزیڈنسی کے نافذ ہو۔ یہہ ثابت نہین کیا گیا ہے کہ قانون مفصل ممالک مغربی و شمالی کا مختلف تہا۔ اسیطرح مقدمہ مبنی و دیگر بنام ہیرالال (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی بابت ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۶۶) مین عدالت ہذا سے یہہ تجویز ہوئی ہتی کہ بذریعہ ادخال دستاویزات کے ایک کفالت مشابہ رہن سادہ کے پیدا ہوتی ہے لیکن اوسمقدمہ مین عدالت اوس کفالت کو موثر نہین کر سکتی ہتی کیونکہ فریق ثانی کے پاس بیعنامہ رجسٹری شدہ تہا جو بمقابلہ اوس اقرار زبانی کے جسکے روسے وہ کفالت پیدا ہوئی ہتی اثر پذیر تہا اور کفالت بذریعہ ادخال سے اوسکو علم نہتا۔ مدعاعلیہ اول بہ نسبت اوسمقدمہ کے یہہ حجت کرتا ہے کہ عدالتکو اس امر کی فیصلہ کرنیکی ضرورت نہین ہتی کہ آیا رہن جایز پیدا ہوا تہا یا نہین کیونکہ بیعنامہ ضرور غالب ہونا چاہئے تہا۔ لیکن یقیناً ایسا نہین تہا۔ بجز اوسصورت کے کہ عدالت یہہ نتیجہ اخذ کرتی کہ معقول رہن کفالتی پیدا ہوا ہے بمقابلہ بیعنامہ رجسٹری شدہ کے تحیث علم کی تحقیقات کرنا فضول ہوتا۔ اور بطور سند مزید اس مسلہ کے کہ مفصل مین قبل نفاذ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے مفصل مین واسطے پیدا ہونے معقول اور جایز رہن یا بیع کے تحریر کا ہونا ضروری نہین تہا اور اس ملک مین قانون فریب نفاذ پذیر نہین ہے مین مقدمات لال جی بنام گوبندرام جینی (رپورٹ منتخب جلد ۲ صفحہ ۴۰) اور مرزا محمد علی بنام نواب صالت جنگ (رپورٹ منتخب ۴) پر حوالہ کرونگا۔ باعتبار اسناد محولہ بالا کے مین یہہ نتیجہ اخذ کرتا ہون کہ یکم جولائی سنہ ۱۸۸۲ء تک کوئی فرق درمیان قانون مفصل اور قانون بلاد پریزیڈنسی درباره جواز اوس رہن کے نہین تہا جو داین کے پاس بہ نیت اطمینان قرضہ کے دستاویزات حقیت کے داخل کر دینے پیدا ہوتا ہے ایسا معاملہ بالکل موافق اصول عدل و انصاف و نیک نیتی کے ہے جیسے کہ اوسکی تعبیر حکام عالیمقام پریوی کونسل نے کی ہے اور صحبت معاملات ہند سے غیر متعلق نہین ہے اور نیز بحالت نہونے سند کے بہی مجہے بہت کم وقت اگر کچہ ہوتی بہی تو یہہ تجویز کرنے مین ہوتی کہ ایسا معاہدہ بشرطیکہ ثابت ہوا ایسا ہے جسے کہ عدالت کو نافذ کرنا چاہئے اگر قانوناً ممنوع نہو جیسا کہ اب جولائی سنہ ۱۸۸۲ء سے ممنوع ہو گیا مقدمات انگریزی مین یہہ تجویز ہوئی ہے کہ دستاویزات حقیت کے قبضہ سے

[illegible] بادی النظری یہہ پیدا ہوتا ہے کہ اوسنے قبضہ بطور اطمینان زر پیشگی دادہ کے [illegible]
کہ جس سے قابض کو رہن عادلانہ حاصل ہو جاوے اور یہہ کہ ایسا رہن بلا ایک لفظ کے
[illegible] کے بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ المختصر قرضہ موجودہ یا پیشگی یا ہموقت لشمول ادخال
دستاویزات حقیت شہادت پیدا ہونے رہن عادلانہ کی ہے۔ نیت پیدا کرنے ایسی
کفالت کی صرف دستاویزات تحریری سے یا بالشمول شہادت زبانی یا صرف شہادت زبانی
سے ثابت ہو سکتی ہے کہ ادخال مذکور بسبیل کفالت کے ہوا تھا یا محض نتیجہ اوس معاہدہ
سے ثابت ہو سکتی ہے جو خود واقعہ ادخال سے منتج کیا جاتا ہے (رسالہ فیشر صاحب دربارہ
قانون رہن طبع ثانی صفحہ ۲۳)۔ اور یہہ کہ ایسے کفالت مین زر ہائے پیشگی آیندہ اور نیز
قرضہ موجودہ یا زر ہائے پیشگی ہموقت شامل قرار پاوینگے۔ مقدمہ ایکسپارٹی لینگسٹن
(رپورٹ ولیسی جے آر جلد ۱، صفحہ ۲۲) سے ثابت ہے جسمین رپورٹ ہے کہ لارڈ چینیلر
نے یہہ فرمایا ہے۔ مدت سے یہہ بات طی ہو چکی ہے کہ دستاویزات حقیت کے زر پیشگی
کے بابت داخل ہو جانیسے بلا اظہار کسی لفظ کے کفالت عادلانہ پیدا ہو جاتی ہے اور چونکہ
عدالت اوس ادخال سے یہہ نتیجہ نکالیگی کہ جو روپیہ اوسوقت پیشگی دیا گیا تھا اوس کا
مواخذہ قایم ہوگا کہ گویا معاہدہ تحریری تھا اور اسمین کچھہ شبہہ نہین ہے کہ اگر وہ بحلف
بلا تردید کے ثابت ہو جاوے زر ہائے پیشگی مزید کا بھی مواخذہ قایم کیا جاویگا۔ یہہ قرین
قیاس نہین ہے کہ کوئی شخص زر پیشگی بر بنا اوس کفالت کے جو اوسکی قبضہ مین ہی دینے
کے بعد زر ہائے پیشگی بلا کفالت کے دیدیویگا۔ دیگر مقدمات ہمضمون کا حوالہ صفحہ ۹۸، رسالہ
وایٹ اور تودر کے لیڈنگ کیسنر دربارہ ایکویٹی مین زیر یادداشت مقدمہ رسل
بنام رسل مین پایا جاویگا جس سے قاعدہ جو مستنبط ہو سکتا ہے وہ یہہ بیان کیا گیا ہے
کہ ادخال دستاویزات عام اسس سے کہ اوسکے بابتہ یادداشت ہو یا نہو شہادت
[illegible] یا زبانی کے [illegible] پیشگی ما بعد [illegible] ثبوت [illegible] جاری [illegible] رہ سکتا ہے کہ
[illegible] بطور زر پیشگی [illegible] زر پیشگی ما بعد کے ہوا تھا یا [illegible]
[illegible] پیشگی ما بعد اس [illegible] دیا گیا تھا کہ دستاویزات [illegible]
[illegible] وہی قاعدہ رسالہ فیشر صاحب دربارہ رہن طبع دوم صفحہ ۳۰ مین بھی اسطرح بیان
کیا گیا ہے۔ بہ نسبت زر ہائے پیشگی آیندہ کے رہن عادلانہ بذریعہ شہادت زبانی اور نیز

(جیسا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اطلاع دی گئی ہے) صرف اوس نتیجہ سے جو قبضہ دستاویزات سے پیدا ہوتا ہے زر ہاے پیشگی مذکور تک وسعت دیجا سکتی ہے۔

(البتہ فیصلہ مین امور واقعاتی پیدا شدہ مقدمہ کے بدین تجویز طے کئے گئے کہ دستاویزات حقیقت فی الواقع مدعی بنک کے پاس بسبیل کفالت قرضہ موجودہ اوس وقت کے اور بابت زر ہاے پیشگی آیندہ کے رہن کئے گئے تھے چنانچہ عدالت نے ڈگری بحق مدعی واسطے زر متدعویہ معہ خرچہ اور سود آیندہ اور مدعی کو یہہ اختیار دیکر صادر کی کہ اگر زر مذکور اگست ۱۸۹۵ء تک ادا نہو تو املاک پوینز کا نیلام کرالیوے۔)

بنارس — اپیل اول نمبر ۲۴۳ سنہ ۱۸۹۳ء — منفصلہ ۸ مارچ ۱۸۹۵ء

تباسی (مدعا علیہا) اپیلانٹ بنام ہری داس (مدعی) رسپانڈنٹ

ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت ہند) دفعہ ۱۲ - اپیل - وقت ضروری بغرض حصول نقل تجویز و ڈگری کے۔

دربارہ محسوب کرنے زمانہ میعاد سماعت ادخال اپیل کے جب نقول ڈگری اور تجویز کی حصول کی درخواست تاریخ واحد مین کی گئی ہو تو اون علحدہ میعادون مین سے جو بڑی میعاد واسطے حصول نقول کے ضروری ہو مفید سایل کے محسوب ہوگی اور اون دونون میعادون مین سے بڑی میعاد مین وہ کوئی وقت اندر میعاد چھوٹی اوس بڑی میعاد کے اضافہ کرنیکا مستحق نہین ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

جو گنندر ناتھ مسنی اپیلانٹ۔ رسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - امر ابتدائی اس اپیل مین یہہ ہے کہ آیا یہہ اپیل اندر میعاد عدالت ہذا مین داخل ہوا تھا یا نہین - ایسے اپیل کے داخل کرنیکے لئے نوے روز کی میعاد سماعت ہے۔

عدالت ماتحت نے اپنی ڈگری ۱۰ مارچ ۱۸۹۳ء کو صادر کی تھی - یہہ اپیل عدالت ہذا مین ۴ جولائی ۱۸۹۳ء کو داخل ہوئی تھی یعنی ایک دن خارج کرکے اور دو دن ایکسو اٹھہ یوم بعد تاریخ صدور ڈگری کے محسوب کرکے یا ۱۸ یوم بعد اوس میعاد کے جو

موجب ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے معین ہے داخل ہوئی ہے۔

۸ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء کو اپیلانٹ نے عدالت ہذا نے درخواست نقل تجویز اور نقل ڈگری عدالت ماتحت کے کی تھی تخمینہ خرچہ نقل تجویز کا ۲۴ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء کو دیا گیا تھا۔ اپیلانٹ نے زر تخمینہ مذکور یکم اپریل سنہ ۱۸۹۳ء کو داخل کیا تھا اور ۷ اپریل سنہ ۱۸۹۳ء کو نقل لینے کے لئے اوسکو حاضر ہونیکی اطلاع دی گئی تھی۔ ۱۰ اپریل تک وہ حاضر نہین ہوا کہ جس تاریخ کو اوسی وہ نقل دی گئی تھی۔ جہانتک نقل تجویز کو تعلق ہے یہی تاریخین ہین۔

۲۸ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء کو تخمینہ خرچہ نقل ڈگری کا دیا گیا تھا۔ ۸ اپریل مابعد کو زر تخمینہ مذکور عدالت مین ادا کیا گیا تھا اور ۱۲ اپریل کو نقل لینے کے لئے حاضر ہونیکی اوسکو اطلاع دی گئی تھی وہ ۱۷ اپریل تک حاضر نہین ہوا کہ جس روز اوسنے وہ نقل پائی تھی۔ نقول ڈگری اور تجویز پر جداگانہ لحاظ کرنیسے دس روز ایسے ہین جو اوسکے محسوب کرنیمین خلاف اپیلانٹ کے قائم ہونا چاہیے جو حصول ڈگری کیلئے ضروری ہین اور گیارہ روز اوسکی مفید اوس وقت کے محسوب کرنیمین مفید اپیلانٹ کے قائم ہو جانا چاہئے جو واسطے حصول نقل ڈگری کے ضروری ہے۔ اپیلانٹ کی یہہ حجت ہے کہ بموجب دفعہ ۱۲ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے وہ مستحق ہے کہ ۱۸ یوم منجملہ اکیس ۲۱ یوم کے جسمین دس یوم اور گیارہ یوم شامل ہین دربارہ محسوبی وقت کے جو حصول نقول ڈگری اور تجویز کے ضروری ہے مفید میرے محسوب کیا جاوے۔ ہماری راے مین صاف ظاہر ہے کہ جب ایک ہی روز ڈگری اور تجویز کی نقول کی درخواست کیجاوے تو جو ان دونون میعادون مین سے واسطے حصول نقول مذکور کے ضروری ہے بڑی ہو وہ مفید سائل کے محسوب ہونی چاہئے اور وہ مستحق اسبات کا نہین ہے کہ اون دونون بڑی میعادکو مین جو بڑی میعاد ہے اوسکے حد کے اندر کچھہ اضافہ کرسکے۔ یہہ اپیل بعد از وقت دائر ہوا ہے اور ہم اوسکو ڈسمس کرتے ہین۔ چونکہ رسپانڈنٹ حاضر نہین ہوا ہم یہ اپیل بلا خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

الہ آباد اپیل فوجداری نمبر ۱۴۱ سنہ ۱۸۹۵ء منفصلہ ۱۶ مارچ

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام اجودھیا پرشاد

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۱۹۳ - جہوٹہی شہادت بنا ملنا رپورٹ امین اجرا کنندہ ڈگری عدالت دیوانی کہ اوسکی مزاحمت ہوئی ہے - ویسی ہی رپورٹ پولس مین - اظہار مابعد عدالت مین - جرم علی سبیل البدل -

تجویز ہوئی کہ رپورٹ جو امین عدالت دیوانی نے جو بغرض دخلدہانی کسی جایداد کے اجرا ڈگری مین تعینات کیا گیا تہا اسبارہ مین کیا تہا کہ دخلدہانی مین اوسکی مزاحمت ہوئی ہے اور ویسا ہی رپورٹ جو پولس مین کیا گیا تہا حسب منشاء دفعہ ۱۹۲ مجموعہ تعزیرات ہند جہوٹہی شہادت بنانیکی حد تک نہین پہونچتی ہین بشرطیکہ وہ جہوٹہہ بہی ہون اور اسوجہ سے جب امین مذکور پر جرم علی سبیل البدل بابت ہر دو رپورٹ متذکرہ بالا کے کرنیکا اور نیز تیسرے اور مغایر بیان کے کرنیکا جسکی نسبت اوسپر جرم معرصہ دفعہ ۱۹۳ کا قایم کیا گیا ہے غلط فرد قرارداد جرم قایم کیا گیا ہے اور اوس تیسرے بیان کی جہوٹہائی ثابت کرنا ضروری تہا -

واقعات اسمقدمہ کے حسب ذیل ہین -

واضح ہوتا ہے کہ اپیلانٹ امین عدالت اجرا ڈگری مین کسی جایداد کے دخلدہانی کے لئے تعینات ہوا تہا - نامبردہ نے اوس عدالت مین ایک رپورٹ کیا تہا جس مین وہ ڈگری تہی کہ ڈگری مذکور کے اجرا مین بعض شخصون نے جنکا نام اوسمین درج تہا اوسکی مزاحمت کی ہے - اوس نے ایسا ہی رپورٹ پولس مین بہی کیا تہا - بعدہٗ اجودہیا پرشاد نے ایک بیان بہ نسبت اون حالات کے قلمبند کرایا تہا کہ جن حالات مین اوس نے اپنی کوشش ڈگری زیر بحث کے جاری کرنیکی کی تہی کہ جو مغایر اون دو رپورٹون کے ظاہر ہوا جو اوس نے پہلی کی تہین - چنانچہ اوسکی تجویز بعلت جرم مصرحہ دفعہ ۱۹۳ مجموعہ تعزیرات ہند کے عمل مین لائی گئی اور فرد قرارداد جرم علی سبیل البدل اون دونون رپورٹون کے کرنیکا ایک جانب اور اظہار مابعد کا بجانب دیگر قایم کیا گیا تہا - اوسپر جرم محکومہ دفعہ ۲۱۱ کا بہی بہ نسبت اوس رپورٹ کے جو پولس مین کی تہی قایم کیا گیا تہا - بہ نسبت ان جرایم کے اجودہیا پرشاد کے نسبت تجویز ثبوت جرم اور احکام سزاے قید سخت میعادی ایک سال اور ایک روز کے صادر ہوے تہے اوسپر اجودہیا پرشاد

سے نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا تہا۔
کالون و موتی لال و درگا چرن بجانب اپیلانٹ۔ گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) بجانب سرکار
ایچ صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب۔ یہہ بہت قرین قیاس ہے کہ
اجودہیا پرشاد کی شہادت جو دسمبر مین دی گئی تہی جہوٹہی شہادت ہے لیکن ہمکو
یہہ نہین دکہلایا گیا ہے کہ یہہ ثابت ہوا ہے کہ وہ جہوٹہی شہادت ہے۔ شہادت
جو دسمبر مین دی گئی تہی وہ امور اہم مین مغایر اوس بیان کے ہے جو اوس رپورٹ
مین کیا گیا تہا جو عدالت مطالبہ خفیفہ مین بہیجی گئی تہی اور جو پولس کو بہیجی گئی تہی۔
لیکن کچہہ ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ آیا جو بیانات پہلے کئے گئے تہے وہ جہوٹہہ ہین
یا جو شہادت تجویز کے وقت دی گئی تہی وہ جہوٹہہ ہے۔ ہماری راے مین بموجب
دفعہ ۱۹۳ مجموعہ تعزیرات ہند کے اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم اوس بیان کے نسبت
صادر نہین ہو سکتی ہے جو اوس نے پولس مین کیا تہا اور نہ اوس بیان کے نسبت
صادر ہو سکتی ہے جو اوس نے اوس رپورٹ مین کیا تہا جو عدالت مطالبہ خفیفہ مین
بہیجی تہی ہم نہین خیال کرتے ہین کہ اوس نے ان موقعون سے کسی موقع پر لفظ
اس امر کے بہی جہوٹہی شہادت بنائی تہی کہ وہ بیانات جہوٹہہ ہین۔ لہذا
جانب ثبوت پر یہہ ثابت کرنا ضروری تہا کہ جو شہادت اوس نے بروقت تجویز
کے دسمبر مین دی تہی وہ جہوٹہہ تہی۔ ہم اپیل منظور کرتے ہین اور تجویز ثبوت جرم
اور حکم سزا منسوخ اور اجودہیا پرشاد کو جرم سے بری کرتے ہین۔ اقرارنامجات
مچلکہ و ضمانت خارج کیجاوین۔

صفحہ انگریزی

اعظم گڈھ ۔۔۔ اپیل دوم نمبر ۹۲ سنہ ۱۸۹۳ء ۔۔۔ منفصلہ ۱۹ مارچ

رام داین وغیرہم (مدعاعلیہم) اپیلانٹان بنام رنگ لال سنگھ (مدعی) رسپانڈنٹ

شفع ۔ میعاد سماعت ۔ بیع موعہ معاہدہ مابعد دربارہ ملکیداری کمر رکھے ۔ رہن بیع شرطی

ایک شخص مسمی رام کملا ون نے جون سنہ ۱۸۸۶ء مین ایک حصہ زمینداری شیوراج اہیر کے ہاتھ فروخت کیا تھا ۱۰ مئی سنہ ۱۸۸۷ء کو بہروس نے نالش شفع اوس حصہ کی دایر کی تھی ۔ اوس نالش کے دوران مین ۱۱ جولائی سنہ ۱۸۸۸ء کو مشتری اور شفیع مین ایک اقرارنامہ ہوا تھا جسکے رو سے مشتری نے بہ تسلیم حق شفع مدعی کے اقرار واپس منتقل کرنے جایداد کا بایع کو یا شفیع کو کیا بعد بشرطیکہ وہ بیع کو کسی سال کے جیٹھ کی پورنماشی کو وہ قیمت ادا کردے جو اوسنے ادا کی تہی ۔ ۲۰ جون سنہ ۱۸۹۱ء کو بایع نے معاملہ ۹ جون سنہ ۱۸۸۶ء کو بطور رہن کے تصور کرکے درخواست ظاہر اموجب دفعہ ۸۳ ۔ ایکٹ انتقال جایداد سامنہ ادا کرنے زر ثمن جایداد کے عدالت مین کی اور مستدعی انفکاک رہن کا ہوا مشتری نے زر جمع عدالت کے لینے سے انکار کیا اور بعد ازان ۱۳ نومبر سنہ ۱۸۹۱ء کو رام کملا ون نے درخواست واپسی زر مذکور کی باین بیان کی کہ وہ چاہتا ہے کہ مشتری قابض رہے اور یہ استدعا کی کہ اقرارنامہ ۱۱ جولائی سنہ ۱۸۸۸ء کالعدم متصور ہو ۔ یکم ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء کو رنگ لال سنگھ نے نالش شفع جایداد مذکور کی دایر کی ۔ تجویز ہوئی کہ معاملہ ۹ جون سنہ ۱۸۸۶ء کا بیع لاکلامی ہے اور بوجہ اقرارنامہ مابعد باہمی فریقین کے رہن بیع شرطی مین مبدل نہین ہو سکتا ہے اور اسوجہ سے نالش مرجوعہ رنگ لال سنگھ خارج المیعاد ہے ۔

واقعات مقدمہ کے فیصلہ عدالت مین پورے طور پر درج ہین ۔

بشیشور چند رمنجانب اپیلانٹ ۔۔۔ محمد اسحاق منجانب رسپانڈنٹ

برکٹ صاحب جسٹس ۔ یہہ اپیل نالش شفع مین ہے ۔ بایع رام کملا ون نے بذریعہ بیعنامہ رجسٹری شدہ مورخہ ۹ جون سنہ ۱۸۸۶ء کے کچھہ جایداد شیوراج اہیر کے ہاتھہ فروخت کی تہی ۔ بعدہٗ مئی سنہ ۱۸۸۷ء مین ایک شخص بہروس نے نالش شفع اوس جایداد کی اس بنیاد پر دایر کی تہی کہ مشتری حصہ دار نہین ہے ۔ نالش مذکور بموجب شرایط واجب العرض متعلقہ شفع کے دایر ہوئی تہی ۔ قبل اسکے کہ وہ نالش

عدالت کے معرض سماعت مین آوے بایع مشتری اور شفیع کے باہم ایک اقرارنامہ
ہوگیا اور ۶ رجولائی ۱۸۸۸ء کو اوسکی رجسٹری ہوئی تھی - اوس دستاویز کا خلاصہ
یہہ ہے کہ مشتری نے عملی طور پر استحقاق شفع ہردوس کا تسلیم کرکے یہہ اقرار
کیا تھا کہ اگر کسی سال کے جیٹھ کی پورنماشی کو بایع یا شفیع اوسکو وہ زرثمن ادا کردینگے
جو اوسنے اوس جایداد کی بابت ادا کی ہے تو وہ جایداد واپس حوالہ کردیگا۔
معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۹۱ء تک اوس معاملہ مین پھر کچھہ نہین ہوا کہ جب ۲۰ رجون سنہ
مذکور کو بایع نے بیع ۱۸۸۷ء کو بطور رہن کے ظاہراتصور کرکے اور بعد تذکرہ شرط
مشمولہ اقرارنامہ ۶ رجولائی ۱۸۸۸ء کے بموجب احکام دفعہ ۸۳ - ایکٹ انتقال جایداد کے
عدالت سے درخواست کی کہ اوسکو اجازت عدالت مین داخل کرنے زررہن کے
مرحمت ہو اس بنیاد پر کہ شیوراج نے اوسکے لینے سے انکار کیا تھا - واضح ہوتا ہے
کہ یہہ درخواست ۳ راگست ۱۸۹۱ء کو داخل دفتر ہوئی تھی - بعدہ نومبر ۱۸۹۱ء مین رام لال
نے درخواست واپس لینے اوس روپیہ کی عدالت سے کی اور یہہ استدعا کی کہ
اقرارنامہ ۶ رجولائی ۱۸۸۸ء نفی اور کالعدم متصور ہے اور یہہ بیان کیا کہ اب آیندہ اوسکو
شیوراج کے دخل مین دست اندازی کرنیکی خواہش نہین ہے - یہی درخواست ۱۳ رنومبر
۱۸۹۱ء کی بنا پر نالش مدعی کی ہے - عرضی نالش کے چھٹوین فقرہ مین مدعی نے یہہ
بیان کیا ہے کہ یہہ معاملہ ۱۳ رنومبر ۱۸۹۱ء کا بمنزلہ بیع کے ہے لہذا وہ مستحق شفع کرنیکا ہے
عدالت مرافعہ اولے مین جج ماتحت نے بہت مناسب طور پر یہہ تجویز کی تھی کہ نالش
خارج المیعاد ہے یہہ راے قایم کرکے کہ استحقاق شفع مدعی مین جیسا کہ مین اونکی
راے کو سمجھتا ہون کسیطرح اقرارنامہ جولائی ۱۸۸۸ء یا درخواست ۱۳ رنومبر ۱۸۹۱ء
سے کچھہ اثر نہین پہونچا - عدالت اپیل ماتحت نے عدالت مرافعہ اولٰی سے اختلاف کیا
اور یہہ تجویز کی کہ اگرچہ بیع جون ۱۸۸۷ء ایک قطعی اور لاکلامی بیع ہے تاہم اقرارنامہ
۶ رجولائی ۱۸۸۸ء کا یہہ اثر ہے کہ وہ بیع قطعی رہن بیع شرطی مین مبدل ہوگیا - مشارالیہ نے
یہہ بھی تجویز کی ہے کہ اثر درخواست ۱۳ رنومبر ۱۸۹۱ء کا یہہ ہے کہ بایع شرطی نے اپنا حق
راہنی ترک کردیا اور بیع کو قطعی کردیا ہے - مشارالیہ نے یہہ بھی تجویز کی ہے کہ چونکہ
بیع اسطرح ۱۳ رنومبر ۱۸۹۱ء کو قطعی کیا گیا ہے تو مدعیکی بنا رمخاصمت اوسی تاریخ کو پیدا ہوئی

لہذا اوسکی نالش بین المیعاد ہے - مین ان نتایج مین سے جو ذیعلم جج نے اخذ کیے ہین
کسی ایک سے بہی اتفاق نہین کرسکتا ہون بجز اوسقدر کے کہ جسقدر اونہون نے یہہ تجویز
کی ہے کہ بیع جون ۱۸۸۷ء کا ایک قطعی اور لاکلامی بیع ہے - اوسمعاملہ مین اونکی راے
بالکل صحیح ہے - لیکن اقرارنامہ مورخہ ۶ جولائی ۱۸۸۸ء کا نہ یہہ اثر تہا اور نہ ہوسکتا ہے
اور نہ یہہ مقصود تہا کہ اوسکا یہہ اثر ہو کہ بیع قطعی جون ۱۸۸۷ء کا رہن بیع شرطی مین مبدل ہوجاوے -
اوس دستاویز کے شروع سے اخیر تک کسی موقع پر رہن کے لفظ کا کہین ذکر نہین آیا ہے
اور اوسمین بیع جون ۱۸۸۷ء کا بیان نام سے بیع لاکلامی کے ہوا ہے - جس امر پر فریقین
اوس دستاویز کے رضامند ہوے تہے وہ اس سے کچہہ زیادہ نہین ہے کہ اگر بایع
یا شفیع زرثمن تاریخ معینہ پر مشتری کو واپس ادا کردینگے تو مشتری جایداد کو پہر منتقل کردیگا - فی الواقع
یہہ دستاویز مشتری کے اس اقرار سے کچہہ کم و بیش متصور نہین ہوسکتی ہے
کہ وہ جایداد کو چند شرایط پر پہر فروخت کردیگا - بیع جیسا کہ ابتداً ہوا تہا بیع قطعی اور لاکلامی
جیسا تہا ویسا ہی قایم رہا اور جو استحقاق بایع یا شفیع نے حاصل کیا تہا وہ صرف استحقاق
پہر خرید کرلینیکا استحقاق ہے - ذیعلم جج عدالت کی راے اس امر کے تجویز کرنےمین بالکل
غلط ہے کہ بیع قطعی سابق باختیار انفکاک بیع شرطی ہوگیا ہے - اور بایع کا بیان مندرجہ
اوسکی درخواست جون ۱۸۹۱ء بہ نسبت اسکے کہ بیع رہن ہوگیا ہے اور اوسکا بیان
مندرجہ اوسکی درخواست نومبر ۱۸۹۱ء بہ نسبت اسکے کہ اوسنے اپنا حق راہنی قرضی ترک
کردیا ہے بیہودہ ہین - مین راے قانونی قایم کردہ عدالت مرافع اولی سے پورا
اتفاق کرتا ہون اور راے قایم کردہ ضلع جج سے بالکل اختلاف کرتا ہون مین
یہہ اپیل منظور کرتا ہون اور مین ڈگری عدالت اپیل ماتحت کو منسوخ کرتا ہون اور ڈگری
عدالت مرافع اولی کو بدسمی نالش مدعی کے بحال کرتا ہون - مدعاعلیہم مستحق اپنے خرچہ کے
بابت کل تینون عدالتون کے ہین -

صفحہ ۱۰۴

آگرہ اپیل اول نمبر ۱۳۱ سنہ ۱۸۹۳ء منفصلہ ۱۲ مارچ

بہ بیتم مل (مدیون ڈگری) اپیلانٹ بنام سارا سید رلیینڈ (ڈگریدار) ریسپانڈنٹ

اجراے ڈگری - التواے اجرا - سود بالاے زر ڈگری دوران التوا مین بمقابلہ

مدیون ڈگری سے بطور معاوضہ ڈگریدار کے قایم کیا جانا۔

جب مدیونڈگری درخواست اوس ڈگری کے اجرا کی التوا کے لئے کرے جو اوسپر جاری ہے تو ڈگریدار کو اختیار ہے کہ عدالت سے یہہ استدعا کرے کہ جو حکم التوا کا ہوا اوسپر یہہ شرط قایم کرے کہ مدیونڈگری عدالت مین نہ صرف اوسقدر روپیہ جمع کر دے جو زر ڈگری کے لئے کافی ہو بلکہ اوسقدر جمع کرے جو اوس نقصان کے لئے بہی کافی ہو جو ڈگریدار کو بوجہ ملتوی ہوجانے اجرائے ڈگری کے عاید ہو لیکن اگر ایسا حکم ڈگریدار نے حاصل نکیا ہو تو عدالت اجرا کنندہ ڈگری کو کوئی نظیر اس امر کے لئے نہین ہے کہ سود بشکل خسارہ بمقابلہ مدیونڈگری بطور معاوضہ اوس نقصان کے قایم کرے جو ڈگریدار کو اوس التوا سے عاید ہوا ہو۔

اظہار واقعات اسمقدمہ مین رسپانڈنٹ نے ۲۳ جون ۱۸۹۱ء کو ڈگری نیلام بربنائے رہن تعدادی ... بنام اپیلانٹ و دیگر اشخاص کے حاصل کی تہی۔ مدیون ڈگری نے اپیل کیا تہا اور اپنی اپیل کے دوران مین اوسنے عدالت مین مبلغ ... روپیہ اپنی حصہ زر ڈگری شدہ معہ خرچہ کے ایفا مین داخل کر دیا اور ساتہہ ہی اوسکے عدالت سے یہہ استدعا کی زر مذکور تا فیصلہ اپیل کے ڈگریدار کو نہ دیا جاوے بجز اوس صورت کے کہ ڈگریدار ضمانت داخل کر دیوے بعدہٗ مدیون ڈگری نے حکم التوائے اجرائے ڈگری بہ نسبت اس رقم ... روپیہ کے حاصل کیا ۲۵ اپریل ۱۸۹۲ء کو ڈگریدار کے درخواست نیلام جایداد مرہونہ کی کرتے پر حکم التوا نیلام تا فیصلہ اپنے اپیل کے حاصل کیا۔ وہ اپیل ڈسمس ہوئی تہی۔ چنانچہ ڈگریدار نے درخواست اجرائے ڈگری کی کی اور اوس ذریعہ سے حکم دلایجانے سود بابت مبلغ ... روپیہ کے جو مدیونڈگری نے داخل کر دیا تہا اور بالائے مبلغ ... روپیہ کے کہ یہہ وہ رقم ہے جسکے بابت ڈگری دی گئی تہی حاصل کیا ہے۔ مدیونڈگری نے سود دلایجانے اور شرح سود کے نسبت اعتراض کیا تہا۔ اوسکا اعتراض جزوًا منظور ہوا تہا اوسکے بعد مدیون ڈگری نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہے۔

سندرلال منجانب اپیلانٹ　　　بنرجی منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل منجانب مدیون ڈگری بنا راضی حکم صیغہ اجرائے ڈگری کے ہے ڈگریدار نے جو رسپانڈنٹ اپیل ہذا ہے

دعوی کیا تھا اور عدالت اجرا کنندہ ڈگری سے حکم دلایا جانے مبلغ اعانة اللعہ بطور خسارہ یا معاوضہ کا اس امر کی بابت حاصل کیا تھا کہ مدیون ڈگری نے حکم التوا رادسکے اجرا ڈگری کا تا دوران تجویز اپیل کے حاصل کیا تھا۔ اپیل ڈسمس ہوا تھا اور عدالت ماتحت نے خسارہ بقدر اعانة اللعہ کے تشخیص کیا ہے اور مدیون ڈگری نے اپیل کیا ہے۔

مسٹر دوارکا ناتھ بنرجی نے یہ بحث کی ہے کہ جس اصول کی رو سے وہ اہل مقدمہ جو بالآخر کامیاب ہوتا ہے بروقت بازیافت کے مستحق اوس روپیہ سود کا ہوتا ہے جسکو اوسنے جبراً ڈگری کے روسے ادا کیا ہے اور جسپر حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بمقدمہ رو جرنام دی کمپٹ وسکامسٹی دی پارس (لا رپورٹ جلد پریوی کونسل صفحہ ۴۶۵) مین استدلال کیا ہے وہ اسمقدمہ سے متعلق ہونا چاہئے۔ ہم نہین خیال کرتے ہین کہ جو اصول مقدمہ بازیافت سے متعلق کیا جا سکتا ہے وہ ایسی ڈگری سے متعلق ہو سکتا ہے جیسے کہ یہ ڈگری ہے۔ بازیافت کے مقدمہ مین شخص مستحق بازیافت کو مجبوراً بہ تعمیل ڈگری عدالت کے جو بعدہٗ منسوخ یا ترمیم ہوگئی ہے مجبوراً ادا کرنا پڑتا ہے اور قیاساً ڈگری ایسے مقدمہ کے بمقابلہ شخص مستحق بازیافت کے صادر ہی نہین ہونی چاہئے تھی لیکن اسمقدمہ مین ڈگریدار کو اختیار تھا کہ جب اوسکے اجرا ڈگری کے ملتوی ہونیکی درخواست ہوئی تھی اوسوقت عدالت سے یہ استدعا کرتی کہ حکم التوا پر یہ شرط قایم کردیجاوے کہ مدیون ڈگری عدالت مین نہ صرف اوسقدر روپیہ داخل کردے جو صرف زر ڈگری شدہ کے لئے کافی ہو بلکہ اوسقدر داخل کرے جو اوس نقصان کے لئے بھی کافی ہو جو ڈگریدار کو اوسکے اجرا ڈگری کے ملتوی ہونے سے عاید ہو۔ وہ طریقہ اختیار نہین کیا گیا تھا۔ جہانتک ہم واقف ہین کوئی نظیر اوس حکم کے لئے نہین ہے جو اسمقدمہ مین صادر ہوا ہے ہم اپیل منظور کرتے ہین اور اوس حکم کو معہ خرچہ منسوخ کرتے ہین جسکی ناراضی سے اپیل ہوا ہے۔

آگرہ اپیل فرمان شاہی نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۵ء منفصلہ ۲۳ر مارچ

امراؤ چند (سایل) اپیلانٹ بنام بندرا بن چند و یک کس دیگر (عذرداران) ریسپانڈنٹان

فرمان شاہی دفعہ ۱۰۔ ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۱ء (ایکٹ پروبیٹ و اہتمام ترکہ)

باب پنجم - پروبیٹ - حکم - ڈگری - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲ و ۵۹۱ - اپیل -

بموجب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر ممالک مغربی وشمالی کے اپیل بناراضی فیصلہ جج واحد عدالت کے اوس اپیل مین ہوسکتا ہے جو بناراضی حکم ضلع جج مشعر عطا کرنے پروبیٹ وصیت نامہ حسب باب پنجم ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۱ء کے ہوا ہو اور جج سماعت کنندہ اپیل حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے دربارہ غور کرنے تجاویز واقعاتی جج واحد کے ممنوع نہین ہے -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

بنرجی منجانب اپیلانٹ کالون و روشن لال منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - یہہ اپیل بموجب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے بناراضی فیصلہ یا ڈگری ہمارے بھائی ناکس صاحب کے دایر کیا گیا ہے - ہمارے بھائی ناکس صاحب کے روبرو ایک اپیل بناراضی حکم مصدرہ ضلع جج اگرہ حسب ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۱ء مشعر عطائے پروبیٹ ایک وصیت نامہ کے جو اونکے روبرو ثابت کیا گیا تھا پیش تھا -

ایک عذر ابتدائی یہہ ہوا تھا کہ بموجب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے اسمقدمہ مین اپیل نہین ہوسکتا ہے - حجت یہہ ہوئی تھی کہ حکم ضلع جج آگرہ مشعر عطائے پروبیٹ ڈگری نہین ہے بلکہ محض ایک حکم ہے جس سے دفعہ ۵۹۱ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء متعلق ہے - وہ حجت اس امر پر مبنی ہے کہ دفعہ ۸۶ - ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۱ء کے رو سے ہائیکورٹ مین اپیل کرنیکا اختیار بناراضی حکم مصدرہ ضلع جج کے جو بموجب اون اختیارات کے صادر ہوا ہو جو اونکو بموجب ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۱ء کے عطا ہوے ہین دیا گیا ہے اور اس امر پر کہ اوس ایکٹ مین احکام ضلع جج کا ذکر بطور احکام کے ہے اور نہ بطور ڈگری کے اس حجت کی تائید بحوالہ دفعہ ۸۳ - ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۱ء کے بھی کی گئی ہے - ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ جو الفاظ واسطے ظاہر کرنے تعمیل فیصلجات ضلع جج کے اون مقدمات مین استعمال کئے گئے ہین جو بموجب باب ۵ ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۱ء کے پیدا ہوتے ہین وہ لفظ حکم ہے تاہم جب ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء متعلق کیا جاتا ہے تو ہمکو یہہ دیکھنا چاہیئے کہ حکم باب ۵ - ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۱ء کا حکم ہوگا یا ڈگری ہوگا جیسے کہ اونکی تعریف دفعہ ۲ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء مین ہوئی ہے -

دفعہ ۵۹۱ کو جیسا کہ اپیل فرمان شاہی نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۱ء مقدمہ رچرڈ وال ونیک کس دیگر بنام
سبج آئی ہورڈ ونیک کس دیگر منفصلہ ۱۸ ر مارچ سنہ حال (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۹۵ء صفحہ ۲۵۲) مین فیصلہ
ہوا ہے دفعہ ۵۸۸ کے ساتھ پڑہنا چاہیئے اور اوسکی تعبیر اسطرحپر ہونا چاہیئے کہ گویا الفاظ
بموجب اس مجموعہ کے درمیان الفاظ کسی عدالت اور الفاظ بہ تعمیل اپنے اختیار کے درج ہین
چونکہ کیفیت یہ ہے تو اگر یہ حکم جسکی ناراضی سے اسعدالت مین اپیل دایر کیا گیا ہے ایسا حکم
نہین ہے جسکی تعریف ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸ء مین ہوئی ہے بلکہ ایک ڈگری ہے تو باب ۴۳
ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء اوس سے یا کسی اپیل مابعد سے جو اوس سے ظہور پذیر ہوا ہو متعلق
نہوگا۔ لفظ حکم سے جیسے کہ اوسکی تعریف دفعہ ۲۔ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء مین ہوئی ہے یہ
مراد ہے باضابطہ ظاہر کرنا کسی فیصلہ عدالت دیوانی کا جو اوس قسم کی ڈگری نہو جسکی تعریف
اوپر کی گئی ہے۔ واسطے اغراض حال کے لفظ ڈگری سے جیسے کہ اوسکی تعریف اوس دفعہ
مین ہوئی ہے باضابطہ ظاہر کرنا فیصلہ کا نسبت کسی دعوی یا جوابدہی کے جو کسی عدالت
دیوانی مین رجوع یا پیش کیجاوے جب ایسے فیصلہ سے جہانتک اوسکو تعلق عدالت
صادر کنندہ سے ہو کوئی مقدمہ ابتدائی یا اپیل طے ہوجاوے مراد ہے۔

اسمین شبہہ نہین ہوسکتا ہے کہ حکم ضلع جج کا مشعر عطاے پروبیٹ کے روسے
جہانتک اونکی عدالت کو تعلق ہے نہ صرف استحقاق عطا کیجانے پروبیٹ کا طے ہوا ہے
بلکہ وہ جوابدہی بھی طے ہوئی ہے جو دربارہ منظور ہونے درخواست پروبیٹ کے پیش
ہوئی تھی لہذا حسب منشا تعریف دفعہ ۲۔ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے وہ ضرور ڈگری ہے
اور اوس حیثیت سے باب ۴۳۔ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء اوس سے متعلق نہین ہے۔

یہ بھی ایسا ہوا تھا حالانکہ اوس امر پر اصرار نہین ہوا کہ اپیل فرمان شاہی مین ہم پابند
تجویز واقعاتی اپنے بھائی ناکس صاحب کے ہین اور جو اپیل ہمارے روبرو پیش ہے
وہ اوسطرحپر طے نہین کیجا سکتی ہے کہ جسطرحپر اپیل اول بعدالت ہذا طے کیجا سکتے ہین
اوس حجت سے اپیل مقتضیہ دفعہ ۱۵ فرمان شاہی اوس حیثیت مین قایم ہوتا ہے
کہ جس حیثیت مین وہ اپیل ہوتا ہے جس سے باب ۴۲۔ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء متعلق ہوتا ہے
باب ۴۲ کے روسے استحقاق اپیل کا اوس اپیل مین مسدود ہوتا ہے جو اوس ڈگری کی
ناراضی سے ہو جو اپیل مین کسی عدالت ماتحت ہائیکورٹ نے صادر کی ہو اور باب مذکور

صرف اوسوقت متعلق ہوتا ہے جب اپیل بنا راضی کسی ایسے ڈگری کے ہو جو اپیل مین کسی عدالت ماتحت ہائیکورٹ سے صادر کی ہو۔ چونکہ اس ہائی کورٹ مین یہہ اپیل اول ہے اور ایسا اپیل نہین ہے جس سے باب ۴۲ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء متعلق ہو لہذا فریقین اپیل مستحق ہین کہ نہ صرف قانون پر اعتراض کرین بلکہ جج عدالت ہذا کی تجاویز واقعاتی پر اعتراض کر سکتے ہین جنکے فیصلہ یا ڈگری کی ناراضی سے یہہ اپیل بموجب دفعہ ۱۰ ہمارے فرمان شاہی کے دایر کیا گیا ہے - اگر اپیل بعدالت ہذا ایسا اپیل ہوتا جس سے باب ۴۲ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء متعلق ہوتا ہے تو دوسری صورت تہی یعنی جو بیج اپیل فرمان شاہی مین اجلاس کرتی ہے وہ اوسی قاعدہ کی پابند ہے جسکا وہ جج واحد پابند تہا جسکے حکم یا ڈگری کے ناراضی سے اپیل دایر ہوا تہا۔ ہم تجویز کرتے ہین کہ ہمارے بہائی ناکس صاحب کے حکم یا ڈگری کے ناراضی سے اپیل ہو سکتا ہے اور فریقین مستحق ہین کہ اس بیج سے نہ صرف قانون کی تجویز کرا سکین بلکہ شہادت مقدمہ کے بہی تجویز کرا سکین۔

اب ہم اس مقدمہ کے روداد پر غور کرینگے - جو وصیت نامہ بغرض ثبوت پیش ہوا تہا اوسکی نسبت سایل کا بیان ہے کہ وصیت اخیر ایک شخص مسمی گہنشام چند کی ہے جو ۷ ا رجولائی سنہ ۱۸۹۱ء کو فوت ہوا تہا - شہادت منجانب سایل سے یہہ ہی کہ گہنشام چند اپنی وفات سے دو سال کے پہلے سے جے پور مین رہتا تہا اور اوسکی زوجہ مسماۃ منگلی متہرا مین رہتی تہی جو گہنشام چند کا وطن ہے اور ۱۵ رجولائی سنہ ۱۸۹۱ء کو ایک تار بمقام متہرا مین پہونچا تہا کہ مسماۃ منگلی مبلغ صہ گہنشام چند کے پاس بذریعہ گنیش ملازم کے بہیجدیوے - اگر بیان سایل سچ ہے تو اوسکے بعد جو کچہہ ہوا تہا وہ یہہ ہے کہ مسماۃ منگلی اور گنیش بجاے اسکے کہ ریل پر متہرا سے جے پور کو جاوین وہ دو لوگ ایک یکہ مین برتہوپ گئے اور وہان سے گہنشام چند کی ایک بہتیجی کو اپنے ساتہہ لیا اور وہان سے ریل مین جیپور کو روانہ ہوئے اور ۱۶ رجولائی کے صبح کے تڑکے وہان پہونچے ایک امر قابل لحاظ یہہ ہے کہ اونہون نے گہنشام چند کے پاس پچاس روپیہ بہیجنے کے لئے کسیقدر زیادہ خرچ کا طریقہ اختیار کیا تہا - بہرکیف مسماۃ منگلی کی یہہ داستان ہے کہ جب وہ جیپور پہونچی تہی اوسوقت گہنشام چند تندرست اور صحیح و سالم تہا اور درمیان

اوس صبح کے جب وہ اور گنیش اوسکی بہتیجی جیپور پہونچے تہی اور اوسی روز کے دوپہر کے وصیتنامہ
نا زعہ کا گنیش ملازم نے مسودہ کیا تہا اور چونکہ گہنشام چند حالت تندرستی مین اور قریب
۵۱ برس کی عمر کا تہا اوسکے لکہنے مین مصروف ہوا اور اوس وصیت نامہ کو سماۃ شنگلی و گنیش
و دنید یال اور ایک باشندہ جیپور کے دوپہر و لکہا تہا حسب بیان سایل کے وصیت نامہ
لکہہ جانیکے بعد سماۃ شنگلی گنیش اور اوسکی بہتیجی اور گہنشام چند اوسی روز ریل اسٹیشن کو متہرا جانیکے
لئے گئے تہے اونکو گاڑی نہین ملی لیکن وہ اوس گاڑی پر روانہ ہوے تہے جو پانچ بجے دوسرے
صبح کو روانہ ہوی تہی لیکن جب وہ اچنیرا پہونچے گہنشام چند ایک گلاس ٹہنڈا پانی پینیکے بعد ناگہانی فوت ہو گیا
وہ تار پیش نہین ہوا ہے اور ہم ضرور یہہ کہینگے کہ ہم اوس داستان کو باور نہین کرتے ہین جو بہ نسبت
تار کے بیان ہوی ہے - ہم یہہ بالکل خلاف قیاس سمجہتے ہین کہ اگر گہنشام چند تندرست تہا تو اوس کے
زوجہ بہتیجے ایسے سخت عجلت کے ساتہہ تار پاکر جیپور کو کیون دوڑے - وہ اپنی زوجہ
اور بہتیجی سے ٹہیک دو سال پہلے سے علیحدہ جیپور مین رہتا تہا اور یہہ بہی کسقدر عجیب
بات ہے کہ اونہون نے ایسی عجلت کے ساتہہ جیپور کا سفر کیا تہا اسکا یہی جواب ہو سکتا ہے
کہ جو خبر اونہون نے تار کے ذریعہ سے پائی تہی وہ یہہ تہی کہ گہنشام چند حالت خطرناک
مین ہے اور وہ اوسی روز کہ جس روز وہ جیپور مین پہونچی تہی گہنشام چند کو متہرا لیجانیکے
لئے طیار ہو گئے کیونکہ کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے یہہ ایما ہوتا ہو کہ اوسکا پہلے سے
ارادہ منجملہ واقعہ جیپور سے اپنی خدمات کے چہوڑ دینے کا تہا - یہہ امر بہی قابل استعجاب
ہے کہ یہہ شخص جو تندرست حالت مین تہا سفر ریل مین جیپور سے متہرا تک مین ناگہانی وفات
پا جاوے - ہمنے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ کل قصہ بہ نسبت تندرستی گہنشام چند بابت ۱۵
و ۱۶ جولائی کے جہوٹہہ ہے بجز اوس حصہ کے کہ وہ بطور امر واقعہ کے مقام اچنیرا مین
فوت ہوا تہا - ہم باور کرتے ہین کہ وہ تندرستی کی حالت خطرناک مین تہا اور غرض اوس
سفر کی یہہ تہی کہ اوسکو اوسکے وطن متہرا مین اس نظر سے لیجاوین کہ وہ وہین مرے -
سماۃ شنگلی طلب ہوئی تہی اور اوسنے بحلف بیان کیا ہے کہ وصیت نامہ اوسکے
شوہر متوفی نے لکہا تہا اور اوسنے اپنی علامت اوسپر بطور گواہ تصدیق کنندہ کے
ثبت کر دی تہی - گنیش طلب ہوا تہا وہ خاندان کا ملازم ہے - اگر اوسکی شہادت صحیح ہو
تو اوسنے بہی تحریر وصیت نامہ کی ثابت کی ہے اور یہہ کہ اوسنے اوسپر ۱۶ جولائی

سنہ ۱۸۹۱ء کو گواہی کی تھی - دین دیال طلب ہوا تھا اور اوسنے ایسی ہی شہادت دی ہے
یہہ وہ شخص ہے جو امراؤ چند کو اوسکے کالج کے امتحانات کے لئے طیار کرنیکو مقرر
ہوا تھا - اب دیکھنا چاہئے کہ امراؤ چند گنشام چند کا بھانجہ یعنے بہن کا بیٹا ہے اور
وصیت نامہ کے رو سے جو بغرض ثبوت کے پیش کیا گیا ہے بعد وصیت سو روپیہ سالانہ خیرات
اور دو سو روپیہ سالانہ نان و نفقہ حین حیاتی سماۃ منگلی کے کل بقایا جایداد گنشام چند کی
امراؤ چند کو دی گئی ہے بدرجہ اقل یہہ کما سوئے اتفاق ہے کہ وہی کل تینوں شخص
جو کم و بیش امراؤ چند سے تعلق رکھتے ہین منجملہ چار گواہان وصیت نامہ کے تین گواہ ہین
وصیت نامہ کی صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسپر ایک اور شخص نے جو باشندہ جیپور کا
بیان کیا گیا ہے گواہی کی ہے لیکن ہم نہین جانتے ہین کہ وہ کون شخص ہے کیونکہ وہ گواہ
طلب نہین کیا گیا ہے -

حسب بیان سایل کے وصیت نامہ ۶ جولائی کو لکھا گیا تھا اور گنشام چند ۷ جولائی
سنہ ۱۸۹۱ء کو فوت ہوا تھا ۱۸ ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء کو سماۃ منگلی نے ایک مختارنامہ بنام پدر امراؤ چند
لبھو چند دیگر اشخاص کے لکھا تھا - اوس مختارنامہ کے ذریعہ سے وہ لوگ امور عدالتی اور
انتظام زمینداری و دیگر جایداد مین اوسکے مختارون کیطرح کام کرنیکے لئے مقرر ہوئے تھے
اوسکے اور کوئی جایداد نتھی بجز اوسکے جو اوسکے شوہر کی تھی - مختارنامہ مین کوئی ذکر امراؤ چند کے
کسی حقیت کا جایداد مذکور مین نہین ہے بلکہ اوسمین تذکرہ اوسکی ذاتی ہونیکا ہے اور اوسکی
جایداد اوسمین بیان کی گئی ہے - یہہ امر نہایت ہی خلاف قیاس ہے بشرطیکہ یہہ وصیت نامہ
جو پیش ہوا ہے لکھہ گیا تھا کہ سماۃ منگلی نے مختارنامہ منجملہ دیگر اشخاص کے امراؤ چند کے باپ کے
نام لکھا تھا - اوسپر اوس وصیت نامہ کے وجود کا علم ہونا فرض تھا اوربمشکل یہہ امر قرین قیاس
ہوسکتا ہے بشرطیکہ وصیت نامہ لکھا گیا تھا کہ امراؤ چند کا باپ سماۃ منگلی کو کل جایداد بطور
اپنی جایداد کے بیان کرنے دیتا اور ایسا مختارنامہ لکہنے دیتا جس سے فی الواقع امراؤ چند کی
ہر حقیت جو جایداد مین رہی ہو منتفی ہوتی ہے -

مسل مین ایک دوسری دستاویز شامل ہے - وہ ایک نقل سرکاری درخواست
مدخلہ عدالت جیپور مورخہ ۲۰ اگست سنہ ۱۸۹۱ء کے ہے - اوسپر منجملہ عدالت کی یہہ عبارت
ظاہری ثبت ہے کہ اوسکو سماۃ منگلی نے تسلیم کیا ہے - سماۃ منگلی نے اپنے اظہار مین بیان کیا ہے

کہ اوسکو عدالت جیپور مین سوال داخل کرنیکی یاد نہین ہے - وہ درخواست جسکا داخل ہونا منجانب مسماۃ منگلی کے ظاہر ہوتا ہے واسطے عطاے سرٹیفکٹ انتقال قرضہ باقی گنشام چند کے ہے اور اوسمین کوئی ذکر وصیت نامہ کا یا امراؤ چند کی جایداد مین کچہہ استحقاق رکہنے کا بجز اسکے نہین ہے کہ اوسکو حقیت پسر متبنی کی حاصل ہے - اب یہہ ایما نہین ہے کہ امراؤ چند کو گنشام چند نے متبنی کیا تہا -

اول اول وصیت نامہ متنازعہ جنوری ۱۸۹۲ء مین ظاہر ہوا تہا اور جنوری ۱۸۹۲ء تک بجز مسماۃ منگلی کے جسکو توریث حقیت پر اعتراض کی غرض تہی کوئی شخص واقف نہین تہا کہ ایسا کوئی وصیت نامہ مطلقا ہے جسکے نسبت کہا جاوے کہ وہ گنشام چند کا لکہا ہوا ہے -

کلیہ پر نظر کر کے ہم شہادت کے نسبت اوس راے سے اتفاق کرتے ہین جو ہمارے بہائی ناکس صاحب نے قایم کی ہے اور ہم یہہ تجویز کرتے ہین کہ یہہ ثابت نہین ہے کہ دستاویز جو پیش ہوا ہے گنشام چند کا وصیت نامہ ہے -

ضلع جج نے جنکے حکم کی ناراضی سے یہہ اپیل عدالت ہذا مین دایر ہوا ہے استقلا مین اپنے فیصلہ کے رو سے بجز بہت بیہودہ طریقہ کے کسی شہادت مقدمہ کو طے نہین کیا ہے لیکن اونہون نے اپنی محنت اور کوششون کو ایک حکم نکتہ چینی مین صرف کیا جو عدالت ہذا کے ایک جج نے ایک اپیل مین جو بطبق درخواست سابق دربارہ عطاے پروبیٹ وصیت نامہ ہذا کے ہوا تہا صادر کیا تہا - ضلع جج کا کسی جج عدالت ہائی کورٹ کے فیصلہ پر جسکا وہ ماتحت ہے اعتراض کرنا بابت بیقاعدہ اور نامناسب ہے - بحیثیت عدالت ماتحت کے بلا اعتراض اونکو قانون اوسی عدالت سے حاصل کرنا لازم ہے جسکے وہ ماتحت ہین اور یہہ بہی اتفاق ہے کہ جو نکتہ چینی اسمقدمہ مین اونہون کے ہے وہ غیر صحیح ہے اگر ضلع جج نے اوس توجہ کو جو فیصلہ عدالت ہذا کی نکتہ چینی پر صرف کی تہی اوس شہادت پر غور اور نکتہ چینی کرنے مین صرف کی ہوتی جو اونکے روبرو موجود تہی تو غالبًا باعتبار واقعات کے وہ نتیجہ برعکس اخذ کرتے کیونکہ وہ کم لیاقت کے جج نہین ہین -

ہم یہہ اپیل معہ خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین

مین پوری | اپیل اول نمبر ۲۷ سنہ ۱۸۹۴ء | منفصلہ ۴ اپریل

صفحہ ۲

نراین کنور (مدعیہ) اپیلانٹ بنام مکھن لال وغیرہم (مدعاعلیہم) رسپانڈنٹ

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۴۰۳ و ۴۰۹ - درخواست استجازت ارجاع نالش مفلسانہ - نامنظوری درخواست - ارجاع نالش نمبری - میعاد سماعت -

جبصورت مین درخواست استجازت ارجاع نالش مفلسانہ نامنظور ہوئی اور بعدہٗ سایل نے اوس معاملہ کی بابت نالش رسوم عدالت کامل پر دایر کی تو واسطے اغراض میعاد سماعت کے تاریخ نالش کی وقت ادخال عرضینالش سے ہے اور نہ تاریخ درخواست استجازت ارجاع نالش مفلسانہ سے - جب اجازت ارجاع نالش مفلسانہ کی عطا ہوگئی ہو اور سایل مفلسی پر ہے -

واقعات استقدمہ کے فیصلہ عدالت مین پورے طور پر درج ہین -

بلدیو رام منجانب اپیلانٹ کانلن و موتی لال منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - یہہ نالش واسطے دخلیابی کے تہی اور مدعیہ نے باستحقاق وراثت اپنے باپ کے دعوی کیا تہا - اوسکا باپ ۱۸ دسمبر ۱۸۷۹ع کو فوت ہوا تہا اور ۱۲ ستمبر ۱۸۹۱ع کو مدعیہ نے درخواست بموجب دفعہ ۴۰۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی باستجازت ارجاع نالش مفلسانہ کے داخل کی تہی - ۱۲ نومبر ۱۸۹۱ع کو عدالت نے ایک حکم بموجب دفعہ ۴۰۹ مجموعہ مذکور مشعر نامنظوری درخواست استجازت ارجاع نالش مفلسانہ مدعیہ کی صادر کیا - اوسی عدالت نے مدعیہ کو ایک ہفتہ کی مہلت دی تہی کہ جسکے اندر عدالت مین کل اسٹامپ واسطے نالش غیر مفلسانہ کے ادا کر دیا جاوے - معلوم ہوتا ہے کہ نہ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین اور نہ ایکٹ رسوم عدالت مین اختیار صادر کرنے حکم آخر الذکر کا عدالت ماتحت کو مشعر دینے مہلت ایک ہفتہ کی دیا گیا ہے حکم مذکور بموجب دفعہ ۱۲ - ایکٹ رسوم عدالت کے صادر نہین ہوسکتا ہے کیونکہ درخواست ارجاع نالش مفلسانہ پر اسٹامپ کافی تہا اور کوئی دستاویز اسٹامپ ناکافی پر عدالت کے روبرو اوس درخواست مین نہین تہی - ۲۰ نومبر ۱۸۹۱ع کو مدعیہ نے اسٹامپ ضروری واسطے نالش غیر مفلسانہ کے عدالت مین داخل کر دیا - جج ماتحت نے نالش میعاد سماعت کی بنیاد پر ڈسمس کر دی - اونکی یہہ رائے قرار پائی تہی کہ نالش کا رجوع ہونا اوسوقت تک متصور نہین ہوسکتا ہے کہ جب تک اسٹامپ ضروری بمقتضیٰ ایکٹ رسوم عدالت عرضینالش کے ساتہہ داخل نہین ہوا تہا - اونہون نے یہہ بہی تجویز کی ہے کہ بارہ سال قبل عدالت مین

اوس اسٹامپ کے داخل ہونیسے تجنیہ مخالفانہ ہوچکا تہا اور اسوجہ سے بارہ سال کی میعاد
۲۸ نومبر ۱۸۹۱ء کو گذر گئی تہی پنڈت بلدیو رام دربارہ بحث تعبیر ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء کے
فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ اسکنر بنام اورڈ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۴۲) پر
استدلال کرتے ہین۔ جج ماتحت نے یہہ خیال کیا تہا کہ وہ مقدمہ متعلق نہین ہے کیونکہ اوس مقدمہ
مین درخواست استجازت ارجاع نالش مفلسانہ پر کسی حکم مخالف صادر ہونیکے پہلے اسٹامپ
ضروری داخل ہوگیا تہا حالانکہ اسمقدمہ مین اسٹامپ ضروری واسطے نالش بالاے اسٹامپ
کامل القسمت کے عدالت مین بعد صدور حکم نامنظوری مقتضیہ دفعہ ۴۰۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی
حال تک کے داخل نہین ہوا تہا۔ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی حال مین درمیان
اوسمقدمہ کے جسمین بر طبق صدور حکم مقتضیہ دفعہ ۴۰۹ مشعر نامنظوری درخواست استجازت ارجاع نالش
مفلسانہ سایل کے کیا ہونا چاہیئے اور اوسمقدمہ کے فرق ظاہر کیا گیا ہے جسمین حکم منسوخی مفلسی
اوس شخص کے صادر ہوتا ہے جو اجازت نالش مفلسانہ کی پاچکا ہے۔ بحالت صدور حکم منسوخی
مفلسی مدعی کے عدالت بموجب دفعہ ۴۱۲ کے ضرور مدعی کو حکم ادا کرنے اوس رسوم عدالت کا
دیگی جو اوسکو اوس حالت مین ادا کرنا پڑتا کہ جب اوسکو اجازت ارجاع نالش مفلسانہ کے نہ
دی گئی ہوتی اور قیاس یہہ ہوتا ہے کہ اوس رسوم عدالت کے ادا ہوجانے پر وہ مدعی جسکی
مفلسی منسوخ ہوگئی ہے اپنی نالش اوس تاریخ سے قایم رکھیگا کہ جس تاریخ کو پہلے دایر کی گئی تہی
دفعہ ۴۱۳ سے یہہ امر ظاہر ہے کہ جب حکم نامنظوری کا بموجب دفعہ ۴۰۹ کے صادر ہوتا ہے
تو نالش اپنی ابتدائی ارجاع سے قایم نہین رہ سکتی ہے۔ جب بموجب دفعہ ۴۰۹ کے
حکم صادر ہوتا ہے تو درخواست آیندہ ارجاع نالش مفلسانہ کی ممانعت ہوجاتی ہے لیکن مدعی کو
اوس خرچہ کے ادا کردینے کے بعد جو سرکار کو اوسکی درخواست استجازت ارجاع نالش مفلسانہ پر
اعتراض کرنے مین عاید ہوا ہو بشرطیکہ کچہہ ہوا اوس دفعہ کے رو سے اختیار ارجاع نالش کا بطریقہ معمولی
بہ نسبت اون حقوق کے دیا گیا ہے جو اوسکو حاصل ہون۔ اوس دفعہ سے ہمکو اطمینان ہوتا ہے
کہ بموجب اس مجموعہ کے حکم نامنظوری مقتضیہ دفعہ ۴۰۹ کے صادر ہونیکے بعد کارروائی مرجوعہ
حسب دفعہ ۴۰۳ ختم ہوجاتی ہے اور اگر سایل اجازت ارجاع نالش مفلسانہ بتائید اپنے حقوق کے
کاروائی کرنا چاہے تو اوسکو چاہیئے کہ حسب طریقہ معمولی نالش دایر کرے اور بلاشبہہ تاریخ ارجاع
اوس نالش کی تاریخ ادخال درخواست استجازت ارجاع نالش مفلسانہ کی نہوگی بلکہ وہ تاریخ ہوگی

[illegible] جبکہ نالش دایر ہوئی تھی - ہمکو یہہ تجویز کرنا لازم ہے کہ یہہ نالش واسطے انفصال [illegible]
[illegible] ۱۸۹۱ء کو دایر ہوئی تھی اور ۱۲ برس سے پہلے -

مدعیہ نے یہہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ لکھمن لال اور رامدیال کسی قسم کا قبضہ مالکانہ یا مخالفانہ تک جو بعد وفات پدر مدعیہ موقوعہ اکتوبر ۱۸۷۹ء کے گذر چکے ہیں پایا تھا اونکا قبضہ تھا مالکانہ تھا لیکن بترتیب سند جنوری دفروری؟ مین بعد وفات کے ہوے ہین ہمکو دیکھنا چاہیے کہ کیا صورت کاروبار کی تھی کہ جب جگناتھ فوت ہوا تھا - جگناتھ کا کاروبار بہت وسیع تھا اور اوسکی زمینداری بھی تھی اور لگان خریف کا نومبر مین واجب الادا ہوا تھا اور منجانب مدعیہ کے یہہ حیلہ نہین کیا جاتا ہے کہ اوسنے یا اوسکی طرف سے کسی نے اوسکے باپ کے وفات کے بعد قبضہ کیا تھا - جسوقت اوسکا باپ مرا تھا رامدیال اوسکے ساتھ رہتا تھا اور لکھمن لال اوسکے دروازے سے ملے ہوے مکان مین رہتا تھا - ہماری راے مین قراین یہہ ہین کہ رامدیال اور لکھمن لال نے جگناتھ کی وفات کے بعد فوراً اوسکے کاروبار تجارتی پر قبضہ کرلیا اور اوسکی اراضیات دوکانات اور زمینداری پر قبضہ ودخل کرلیا تھا منجملہ اون گواہان کے جنپر مدعیہ استدلال کرتی ہے ایک گواہ کا یہہ بیان ہے کہ رامدیال اور لکھمن لال نے جگناتھ کی وفات کے بعد فوراً مکانات اور دوکانات پر قبضہ کرلیا تھا -

ہم خیال کرتے ہین کہ حالات سے یہہ امر قرین قیاس ہے کہ وہ قابض ہوگئے تھے اور یہہ شہادت مدعاعلیہم کے جانب کی کہ قبضہ اسطرح کرلیا گیا تھا شہادت جانب مدعیہ سے زیادہ قابل اعتبار ہے -

ہم تجویز کرتے ہین کہ نالش اوسوقت خارج المیعاد تھی جب وہ دایر ہوئی تھی اور ہم یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین -

الہ آباد — اپیل دوم نمبر ۱۷۸ سنہ ۱۸۹۴ء — منفصلہ ۲۱ مارچ

مادہو پرشاد (مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام دریائی بی بی وغیرہ (مدعیان) رسپانڈنٹ

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳ - امر تجویز شدہ - تجویز مندرجہ فیصلہ سابق کا فیصلہ مقدمہ کے لئے غیر اہم ہونا -

دریائی بی بی و شیو گوپال نے نالش بیدخلی مادہو پرشاد کی ایک مکان سے بدعویداری استحقاق مکان مذکور بموجب ہبہ نامہ نوشتہ بلاس کنور مادر دریائی بی بی کے جس کے نسبت بیان ہوا ہے کہ وہ بیوہ ایک ہندو کی ہے جو خاندان سے جدا تھا اور جسکا وہ مکان تھا دایر کی تھی - قبل اس نالش کے مادہو پرشاد نے ایک نالش بنام بلاس کنور دریائی بی بی و شیو گوپال کے بدین بیان دایر کی تھی کہ مکان متنازعہ ملکیت ہندو خاندان مشترکہ کی ہے جسکا وہ ایک شریک ہے اور استدعا استقرار اپنی استحقاق کی نسبت ایک ششم حصہ مکان مذکور کے کی تھی - وہ نالش اس بنیاد پر ڈسمس ہوئی تھی کہ جایداد مشترکہ نہیں ہے جیسا کہ بیان دعوے کا ہے لیکن عدالت مرافعہ اولی نے ایک یہہ تجویز تحریر کی تھی کہ ہبہ منجانب عورت نسبت جایداد غیر منقولہ بنام وارثان قریبی کے بھی ناجایز قرار پانا چاہئے کیونکہ عورت کو ایسا اختیار نہیں ہے - نالش مابعد مین اس تجویز پر مدعا علیہ نے اس طرح پر استدلال کیا تھا کہ اس سے امر تجویز شدہ مفید اوس کے موضوع ہوتا ہے - تجویز ہوئی کہ تجویز زیر بحث بطور امر تجویز شدہ کے عمل پذیر نہین ہو سکتی ہے

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

ست نراین منجانب اپیلانٹ - محمد حسن و امام الکبیر منجانب رسپانڈنٹان -

برکٹ صاحب جسٹس - جس نالش سے یہہ اپیل ظہور پذیر ہوا ہے اوسمین مدعیان رسپانڈنٹان دریائی بی بی اور اوس کے بھتیجے شیو گوپال نے ڈگری بیدخلی مدعا علیہ اپیلانٹ مادہو پرشاد کی ایک مکان سے حاصل کی تھی اور اونکا بنا استحقاق ایک ہبہ نامہ منجانب مسماۃ بلاس کنور مادر عورت مدعیہ کے ہے - وہ ڈگری عدالت اپیل ماتحت سے بحال رہی تھی - بر طبق اپیل دوم بعدالت ہذا جو امر پیش کیا گیا اور جس پر بحث ہوئی ہے صرف یہہ ہے کہ نالش مدعیان کی از روے احکام دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے - بنظر ثابت کرنے اس امر کے کہ

یہہ تذکرہ کیونکر پیدا ہوتا ہے چند واقعات کا بیان کرنا ضروری ہے سنہ ۱۸۸۳ع مین
مدعاعلیہا اپیلانٹ حال نے بدعویداری اس امر کے کہ مکان متنازعہ اور کچھہ جایداد
ہندو خاندان مشترکہ غیر منقسمہ کی ہے جسکا وہ ایک شریک ہے اور اس بیان سے
کہ مسماۃ بلاس کنور بیوہ منشی رام پرتاب شریک متوفی خاندان مشترکہ مذکور نے بیجا
اور بلا اختیار ہبہ اوس جایداد کا بنام اپنی دختر اور اپنی نواسہ کے کردیا ہے اور
بعد بیان کرنے دیگر ایسے امور کے جن سے یہہ ظاہر ہوتا تھا کہ بیوہ استحقاق
مالکانہ مخالفانہ اوپر جایداد کے ظاہر کرتی ہے اور یہہ بیان کر کے کہ اوس جایداد
مین وہ بجز حق سکونت اور پرورش کے اور کسی استحقاق کی مستحق نہین ہے ایک
نالش استقرار اپنی حق کی بہ نسبت ایک ششم حصہ اس جایداد غیر منقسمہ مین دایر
کی تھی اور یہہ استدعا کی تھی کہ مسماۃ بلاس کنور اور اسکی دختر اور اوسکی نواسہ کے
نسبت یہہ تجویز کر دیجاوے کہ اونکو کوئی حق کسی قسم کا اوسمین حاصل نہین ہے
عدالت مرافعہ اولی مین یہہ تجویز ہوئی تھی کہ جایداد متنازعہ ہندو خاندان مشترکہ غیر
منقسمہ کی جایداد نہین ہے بلکہ مکسوبہ رام پرتاب کی جداگانہ ہے اور اوسکی وفات کے
بعد اوسکی بیوہ بلاس کنور کو بطور اوسکے وارث کے پہونچی ہے۔ واسطے تجویز اوس
مقدمہ کے جیسا کہ اوسکو مادہو پرشاد نے پیش کیا تھا وہ تجویز کل ہے لیکن عدالت نے
مین خیال کرتا ہون کہ بالکل فضول طرح پر تنقیح چہارم کی تجویز بہی ان الفاظ کے ساتھہ
کی تھی یعنی ہبہ منجانب عورت بہ نسبت جایداد غیر منقولہ بحق وارثان قریبی کے بہی
ناجایز قرار پاتا ہے کیونکہ عورت کو ایسا اختیار حاصل نہین ہے یہہ الفاظ زیادہ
تر مثل توضیح عام مسئلہ شاستر کے ہے بہ نسبت اسکے کہ وہ تجویز عدالت کی بہ نسبت
کسی خاص تنقیح کے ہو اور یہہ معلوم نہین ہوتا ہے کہ کیونکر الفاظ مذکورہ سے یہہ مراد
ہے کہ وہ اسمقدمہ مین کسی تنقیح پر موثر ہون۔ نالش ڈسمس ہوئی تھی بر طبق اپیل
کے ذیعلم جج ماتحت نے تجویز عدالت مرافعہ اولی کی بہ نسبت حیثیت خاندان کے
بحال رکہی تھی۔ مشارالیہ نے یہہ تجویز کی تھی کہ جایداد متنازعہ جداگانہ ہے اور نہ
جایداد مشترکہ اور مدعی مادہو پرشاد اوسمین کسی حصہ کا مستحق نہین ہے۔ اب دیکھنا
چاہئے کہ چونکہ مدعاعلیہم بلاس کنور اوسکی دختر اور اوسکے نواسہ کے حق مین ڈگری

عدالت مرافع اولی کی بوجہ ڈسمسی نالش ہے کہ جو اونکی خلاف ہوئی ہتی پوری پوری اونکی حق مین ہتی اور چونکہ ڈگری کی رو نالش محض ڈسمس ہوئی ہتی مدعا علیہ مذکور کوئی اعتراض بموجب دفعہ ۵۶۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بہ نسبت ڈگری کے یا اوسکے کسی جزو کے نہین کر سکتے ہتے - بہ نسبت اسمقدمہ کے عدالت اپیل ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ تجویز منصف کی جسکا اوپر ذکر ہو چکا ہے بمقابلہ رسپانڈنٹان بیوہ و دختر اور اوس کے نواسہ کے امر تجویز شدہ نہین ہے - منجانب مادہو پرشاد اپیلانٹ کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ تجویز منصف کی بہ نسبت تنقیح چہارم مقدمہ مذکور کے اب قطعی ہے اور اوسکے رو سے قطعی طور پر ناجوازی اوس ہبہ کی جو منجانب بیوہ بنام اوسکی دختر اور نواسہ کے ہے ثابت ہے کہ جو بنا استحقاق رسپانڈنٹ دربارہ بیدخلی اپیلانٹ کے ہے .

ترتیب عرضی نالش مقدمہ سابق پر نظر کرنیسے یہہ کامل طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اوسوقت کے مدعی مادہو پرشاد نے مدعا علیہم مسماۃ بلاس کنور اوسکی دختر اور اوسکے نواسہ کو بطور بیوہ اور دختر اور نواسہ ہندو جداگانہ کے تصور نہین کیا تہا بلکہ بطور بیوہ اور اولاد بسلسلہ عورت شریک ہندو خاندان مشترکہ غیر منقسم کے کہ اوربہی شرکاء حی القایم ہاتے تصور کیا تہا - عرضی نالش کے شروع سے آخر تک ایک سطر یا ایک لفظ بہی ایسی نہین ہے جسکی تعبیر اس ایما سے ہو سکے کہ مادہو نے کسی موقع پر مسماۃ بلاسو اوسکی دختر اور اوسکے نواسہ کو بطور بیوہ اور دختر اور نواسہ ایسے ہندو کے فریق مقدمہ کیا تہا جو خاندان سے جدا تہا - اوسکی کل عرضی نالش صرف ایک بیان پر مبنی ہے کہ جایداد متنازعہ مشترکہ جایداد خاندان مشترکہ ہے جسکا وہ ایک شریک ہے - لہذا جب مین اوسکو عرضی نالش مذکور مین اس امر سے انکار کرتا ہوا پاتا ہون کہ مسماۃ بلاسو کو اختیار انتقال کرنیکا نہین تہا تو مجہے ضرور یہہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ اوسوقت اوسکو بطور بیوہ ایسے ہندو کے تصور کرتا تہا کہ جس نے تقسیم نہین کرائی ہے - اور جس سے یہہ الفاظ کوئی حق کسی قسم کا متعلق ہونگے اور بجائے دیگر الفاظ اوس بیوہ کے مقدمہ سے بالکل غیر متعلق ہونگی جو ہندو جداگانہ ہے اور اپنی شوہر کی جایداد پر بطور وارث کے قابض ہے - لہذا مین ضرور یہہ تجویز کرونگا کہ جب

منصف نے بہت ابتدائی مسئلہ قانون کا تحریر کیا تہا کہ جبکے ساتہہ اونکا فیصلہ ختم ہوا تہا تو مثل مدعی کے اونہون نے ذکر مسماۃ بلاسو کا اوس حیثیت مین کیا تہا جو اوسکی حیثیت مدعی نے قایم کی تہی یعنی ہندو غیر منقسم مشترکہ کی بیوہ کے حیثیت ورثہ اونکا مسئلہ غیر مستحکم ہوجاویگا کیونکہ بیوہ ہندو جداگانہ کی نہ صرف اپنی شوہر متوفی کی جایداد کو اون اغراض کے لئے زیر مواخذہ کرسکتی ہے جو شاستر مسلمہ مین بلکہ اب یہہ طے یافتہ قانون ہے کہ ہندو بیوہ جو قابض اپنی شوہر کی جایداد پر ہے شخص ثالث کے ہاتہہ اپنی استحقاق بیوگی کو تاحیات اپنی منتقل بہی کرسکتی ہے اور یہہ بہی تجویز ہوچکی ہے کہ ملکیت بیوہ کی قرق ہوسکتی ہے اور ذاتی ڈگری کے اجرا مین جو بیوہ کے مقابلہ مین ہو لے لیجاسکتی ہے۔ حسب وجوہ بالا میری یہہ راے ہے کہ یہہ نالش از روے قاعدہ امر تجویز شدہ کے ممنوع السماعت نہین ہے لہذا مین یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔

مرادآباد اپیل فرمان شاہی نمبر ۵ سنہ ۱۹۲۴ع منفصلہ ۲۳ مارچ

۱۰۹

امداد علی (مدیون ڈگری) اپیلانٹ بنام جگن لال و یک کس دیگر (ڈگریداران) رسپانڈنٹان

اجرا ڈگری۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۷۔ اعتراض منجانب قایمقام فریق اوس نالش کے جسمین ڈگری صادر ہوئی تہی بہ نسبت اختیار سماعت عدالت صادر کنندہ ڈگری کے۔

دفعہ ۴۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی اوسی طرح سے ایسے نزاع سے متعلق ہوتا ہے کہ جو فیمابین فریقین مقصودہ دفعہ مذکور کے بہ نسبت اجرا ڈگری بعد اوسکے جاری ہوجانیکے پیدا ہو کہ جسطرح وہ نزاع فیمابین فریقین مذکور دربارہ اجرا ڈگری کے قبل اس کے کہ وہ جاری ہو متعلق ہوتا ہے۔

جس عدالت کو اجرا ڈگری سپرد ہو وہ مجاز غور کرنے اوپر اس امر کے ہے کہ آیا عدالت صادر کنندہ ڈگری کو اوس ڈگری کے صادر کرنیکا اختیار حاصل تہا یا نہین الایہ کہ خود ڈگری مانع اس امر کی ہو۔ حاجی موسی حاجی احمد بنام پرمانند نرسی (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۰) پر حوالہ ہوا۔

واقعات مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

غلام مجتبی صاحب اپیلانٹ روشن لال وبادہو پرشاد صاحبان رسپانڈنٹان۔

ایج صاحب جیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ رسپانڈنٹان اپیل

فرمان شاہی ہذا سے ایک نالش بنام محمد جلیل اور مسماۃ حمید النسا واسطے دخلیابی تعبز جایداد کے دایر کی ہتی مگر قبل صدور ڈگری مقدمہ مذکور مسماۃ حمید النسا فوت ہوگئی ہتی اور ڈگری بمقابلہ اوس کے اور محمد جلیل کے بلا اسکے مین قایم کرنے قایمقام مسماۃ حمید النسا کے صادر ہوئی ہتی۔ ڈگری مذکور بحق مدعیان واسطے دخلیابی جایداد متنازعہ کے ہتی بعد صادر ہوجانے ڈگری مذکور کے وارث اور قایمقام قانونی مسماۃ حمید النسا نے جو اپیلانٹ عدالت ہذا قاضی محمد امداد علی ہے بنا راضی اوس ڈگری کے اپیل دایر کیا تہا۔ وہ اپیل بالاخر اس بنیاد پر ڈسمس ہوا تہا کہ محمد امداد علی کو منصب اپیل کرنیکا نہین ہے کیونکہ وہ مسلمقدمہ مین فریق نہین کیا گیا تہا۔ بعد ڈسمسی اوس اپیل کے ڈگریداران رسپانڈنٹان عدالت ہذا نے درخواست عدالت صادر کنندہ ڈگری مین باستدعاے دخلیابی ساتہہ جاری کرنے ڈگری مذکور کے داخل کی۔ اوس درخواست مین اونہون نے امداد علی کو قایمقام قانونی مسماۃ حمید النسا متوفیہ کا بیان کیا تہا۔ امداد علی کو کوئی اطلاعنامہ اوس درخواست اجراے ڈگری کا نہین دیا گیا تہا اور اوسکی غیبت مین حکم اجراے ڈگری کا صادر ہوگیا تہا۔ حکم مذکور بذریعہ بیدخلی نامبردہ اور ساتہہ دخلیابی ڈگریداران کے جایداد پر نافذ کیا گیا تہا۔ بعدہٗ امداد علی نے ایک درخواست عدالت اجرا کنندہ ڈگری مین بدین استدعا داخل کی کہ عدالت اوس ڈگری کو لغو اور کالعدم اور ناقابل اجرا قرار دیوے اور اوسکو وہ قبضہ پہر دلادیوے جس سے وہ محروم کردیا گیا ہے۔ اوس درخواست مین اوس نے اپنی آپ کو بطور وارث حمید النسا کے بیان کیا تہا اور اوس نے یہہ بیان کیا تہا کہ ڈگریداران نے جان بوجہکر اور عمداً بعد وفات حمید النسا کے نالش مین اوسکو فریق نہین کیا تہا۔ اوس نے اپنی درخواست کو اسطرح بیان کیا تہا کہ بموجب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے داخل ہوئی ہتی۔ منصف نے اوس درخواست کو بدین تجویز ڈسمس کیا تہا کہ حکم ڈسمسی اپیل امداد علی اوسکو اوس ڈگری کے ڈگریداران کے استحقاق پر اعتراض کرنیسے مانع ہے

جو اونہون نے حاصل کی تھی۔

بر طبق اپیل ضلع جج نے حکم منصف کا منسوخ کیا اور امداد علی کی درخواست نظور کی تھی۔ ضلع جج کے اوس حکم کی ناراضی سے عدالت ہذا مین ڈگریداران نے اپیل کیا تھا جس ذیلعم جج کے روبرو وہ اپیل پیش ہوا تھا اونہون نے یہہ تجویز کی تھی کہ چونکہ درخواست امداد علی کی مدخلہ حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے معلوم ہوتی تھی لہذا بنا راضی فیصلہ منصف کے ضلع جج کے حضور مین اپیل نہین ہو سکتا تھا اور منجملہ الیہم نے حکم ضلع جج کا منسوخ کیا تھا اور حکم منصف کا بحال کیا تھا۔ عدالت ہذا مین اون جج کے حکم کی ناراضی سے یہہ اپیل بموجب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی دایر ہوا ہے۔

منجانب ڈگریداران رسپانڈنٹان کے مسٹر روشن لال نے یہہ حجت کی ہے کہ درخواست امداد علی کی فی الواقعہ ایک درخواست حسب دفعہ ۲۳۴ کے ہے اور اسوجہ سے امداد علی کا تنہا چارہ کار بذریعہ نالش کے ہے اور اونہون نے یہہ بھی حجت کی ہے کہ دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی اسمقدمہ سے متعلق نہین ہے کیونکہ ڈگری کا اجرا کامل ہو چکا ہے بلحاظ غرض دفعہ ۲۴۴ کے ہمکو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دفعہ اوس نزاع سے جو فیمابین فریقین مقصودہ دفعہ مذکور کے بہ نسبت اجرائے ڈگری کے بعد اسکے پیدا ہون کہ اجرا ہو چکا ہے اوسیطرح متعلق ہوگا کہ جسطرح دفعہ مذکور اوس نزاع سے متعلق ہوتا ہے جو فیمابین فریقین مذکور بہ نسبت اجرائے ڈگری قبل اس کے کہ ڈگری کا اجرا ہو پیدا ہوتا ہے مثلاً ہم یہہ خیال کرتے ہین کہ واضعان قوانین کا یہہ مقصود نہین تھا کہ جو نزاع فیمابین فریقین نالش یا اونکی قایممقامان کے بابت اوس تعداد کے پیدا ہو جسکے لئے ڈگری جاری ہونیوالی ہے اگر پیدا ہو تو بموجب دفعہ ۲۴۴ کے فیصل کیجاوے اور جو نزاع بعد جاری ہونے ڈگری کے فیمابین اونہین فریقین کے اس امر کے بابت پیدا ہو کہ آیا ڈگری اوس تعداد سے زیادہ کے بابت جاری ہوئی تھی جسکا مستحق ڈگریدار بر طبق اوس ڈگری کے تھا بموجب دفعہ ۲۴۴ کے فیصل نکیا جاوے ایک مثال قایم کیجئے ہم یہہ قیاس کر لیتے ہین کہ ڈگری کے اجرائے کامل کے بعد عدالت غلطی سے اوس ڈگری کے ڈگریداران کو اوس روپیہ کے حوالہ کر دیتے جو مدیون نے عدالت مین جمع کر دیا تھا بعد کرے۔ ہم یہہ بات نہین قبول کر سکتے ہین کہ ایسی صورت مین مدیون ڈگری کو

واسطے بازیافت اوس زر کے جو اسطرح پر زیادہ حوالہ کر دیا گیا ہے مجبوراً نالش کرنا پڑیگی
اور اپنی چارہ جوئی بموجب دفعہ ۲۴۴ کے نکر سکیگا - اسمین شبہ نہین ہے کہ امداد علی
نے اپنی درخواست جو منصف کے حضور مین گذرانی تھی اوسکو بموجب دفعہ ۲۴۳ مجموعہ
ضابطہ دیوانی کے مدخلہ بیان کیا تھا - ہماری راے مین وہ ایسی درخواست تھی جو بموجب
دفعہ ۲۴۳ کے کامیاب نہین ہوسکتی ہے کیونکہ وہ دفعہ اوس موقع پر متعلق نہین ہوتا ہی
جہان دفعہ ۲۴۴ متعلق ہوتا ہے - دفعہ ۲۴۴ - اوس نالش کے فریقین کے قایمقامان سے
متعلق ہوتا ہے کہ جس نالش مین ڈگری صادر ہوئی تھی - امداد علی اوس نالش کے ایک
فریق کا قایمقام ہے جسمین ڈگری صادر ہوئی تھی اگرچہ وہ فریق قبل صدور ڈگری کے
فوت ہوگیا تھا اور مزید بران اگرچہ ہمارے فیصلہ مقدمہ ہذا کے لئے یہہ ضرور نہین ہے
تاہم یہہ امر واقعہ ہے کہ درخواست اجراے ڈگری بمقابلہ امداد علی کے بطور قایمقام حمید النسا
متوفیہ کے ہوئی تھی - قایمقام فریق نالش کا جسمین ڈگری صادر ہوئی تھی جب نزاع فیمابین
اوس کے اور ڈگریدار کے بلحاظ نسبت اجراے ڈگری کے ہو اختیار سماعت عدالت محکومہ دفعہ ۲۴۴
کو بذریعہ داخل کرنے درخواست بموجب دفعہ ۲۷۸ یا ۳۳۲ کے خارج نہین کرسکتا ہے
الا یہہ کہ درحقیقت وہ دعویدار جایداد کا بطور امین شخص ثالث کے ہو - اسمقدمہ مین
منصف پر بموجب دفعہ ۲۴۴ کے درخواست متنازعہ مقدمہ ہذا کو بطور ایسی درخواست
کے طے کرنا لازم تھا جو ضمن (ج) دفعہ ۲۴۴ مین داخل ہوتا ہے بلالحاظ اس امر کے کہ کس
دفعہ کے رو سے مرتب کی گئی ہے اور بطور ایسی امر کے طے کرنا لازم تھا جسکی تجویز بذریعہ حکم
عدالت اجرا کنندہ ڈگری کے ہوسکتی ہے اور نہ بذریعہ نالش جداگانہ کے - اسمقدمہ مین
یہہ امر نزاعی تھا کہ کارروائی اجراے ڈگری بالکل لغو اور کالعدم ہین اور ڈگری ناقابل اجرا ہے
اور بمقابلہ حمید النسا اور اوس کے جایداد کے وہ کبھی قانونی طور پر جاری نہین ہوئی ہے
یہہ امر کہ ڈگری قابل اجرا ہے یا نہین ایک امر متعلق اجراے ڈگری کے ہے - اور ہماری
راے مین خود عذرات پیش کردہ امداد علی کی نوعیت سے ہر ایسی حجت ممنوع ہوگئی
ہے کہ ڈگری جایز طور پر جاری ہوئی تھی - ہماری راے مین کچھہ شبہ نہین ہوسکتا ہے
کہ جس عدالت کو اجراے ڈگری مفوض ہو وہ اس امر پر غور کرسکتی ہے کہ آیا عدالت صادر
کنندہ ڈگری کو اوس کے صادر کرنیکا اختیار حاصل تھا یا نہین بجز اوس صورت کے کہ

خود ڈگری سے وہ امر ممنوع ہو۔ ہم خیال کرتے ہین کہ وہ مسلہ اصول مندرجہ مقدمہ محمد سلیمان خان بنام فاطمہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۱۱ صفحہ ۴۳۱) سے برآمد ہوتا ہی اور اوسکو فاسن صاحب جسٹس نے مقدمہ حاجی موسی حاجی احمد بنام پرمانند نرسی (انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۹) مین تسلیم کیا ہے۔ اسمقدمہ مین چونکہ ڈگری بمقابلہ حمید النسا اور اوسکی جایداد کے اوس کے فوات ہو جانیکے بعد اور جبکہ کوئی قایمقام اوسکا مسل مین نہین تہا صادر ہوئی تہی تو جہانتک اوسکو اور اوسکی حقیت واقعہ جایداد کو تعلق ہے وہ ڈگری کالعدم اور ناقابل اجرا ہے اور اس سے یہہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ کارروائی اوس ڈگری کے اجرا کی جہانتک حمید النسا کی جایداد کو تعلق ہے خلاف اختیار اور بلا اختیار ہین۔ چونکہ کیفیت یہہ ہے اور یہہ صاف ظاہر ہے کہ درخواست امداد علی کی اگرچہ حسب دفعہ ۳۳۲ مدخلہ بیان کی گئی ہے ایسی ہے جسکی تجویز بموجب دفعہ ۲۴۴ کے ہوسکتی ہے ہم تجویز کرتے ہین کہ اپیل ہوسکتا ہی اور ہم یہہ بہی تجویز کرتے ہین کہ چونکہ حکم اجرائے ڈگری کا خلاف اختیار اور بلا اختیار کے تہا امداد علی مستحق ہے کہ اون کارروایات اجرائے ڈگری کو جہانتک جایداد حمید النسا کو تعلق ہے منسوخ کرا پاوے اور ہم اوسی مطابق حکم دیتے ہین اور ہدایت کرتے ہین کہ ایک حکم صادر کیا جاوے کہ اوسکو دخل دلا دیا جاوے۔ اپیلانٹ اپنا خرچہ بابت کل عدالتون کے پاویگا۔

مراد آباد — اپیل اول نمبر ۲۶۳ سنہ ۱۸۹۳ء — منفصلہ ۱۲ اپریل

رام رتن وغیرہم (مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام لالتا پرشاد (مدعی) رسپانڈنٹ

آئین ۴ سنہ ۱۸۸۲ء - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۸۸ - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۱۶ و ۱۹ و ۲۴۴ - اختیار سماعت - رہن - جایداد مرہونہ کا جزواً ضلع مراد آباد مین اور جزواً ترائی مین واقع ہونا۔

تجویز ہوا کہ عدالتہاے ضلع مراد آباد کو محض بوجہ اس کے کہ جزو جایداد مرہونہ ضلع مراد آباد مین واقع ہے اختیار سماعت صادر کرنے ڈگری نالش نیلام بربنا رہن مین واسطے نیلام اراضی واقعہ ترائی کے کہ جس سے بوقت رہن اور بروقت

نالش بربنای رہن مذکور آئین ۱۴ سنہ ۱۸۷۶ء سے متعلق تہا نہین ہے -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

کانلن و سندر لال منجانب اپیلانٹان - بنرجی و جوگندر ناتہہ و رتن چند منجانب رسپانڈنٹ

اسج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - یہہ نالش جسمین یہہ اپیل ظہور پذیر ہوا ہے عدالت جج ماتحت مراداباد مین دایر ہوئی تہی نالش مذکور واسطے نیلام کے بموجب دفعہ ۸۸ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے ہے - بہت قلیل جزو جایداد مرہونہ کا یعنی حصہ گرمیہ ضلع مراداباد مین واقع ہی - یہہ کہا جاتا ہے مگر ہمکو اس امر کے تجویز کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ وہ حصہ گرصرف قیاسی ہین اور اس نالش متعلقہ حساب مین درج کی گئے ہتے عدالت مراداباد کو اختیار سماعت حاصل ہوا اور رجسٹری اوس ضلع مین ہوسکے دیگر جزو جایداد مرہونہ کا بہی ازروے اوس رہنامہ کے ہی ضلع ترائی مین زیر حکومت لفٹننٹ گورنر ممالک ہذا ایسے ضلع کے اندر ہی جس سے اوسوقت جب رہنامہ لکہا گیا تہا اور یہہ نالش دایر ہوئی تہی آئین نمبر ۴ سنہ ۱۸۷۶ء متعلق تہا - جج ماتحت نے ڈگری نیلام کی نہ صرف جایداد مراداباد کے نسبت بلکہ اوس جایداد کے نسبت بہی صادر کی جو ضلع ترائی مین ہے -

مدعاعلیہم جنہون نے عدالت ہذا مین اپیل کیا ہی خریداران بعد رہن جایداد مرہونہ واقع ضلع ترائی کے ہین - دیگر مدعاعلیہم نے اپیل نہین کیا ہی - پنڈت سندر لال نے ان مدعاعلیہم اپیلانٹان کیطرف سے یہہ حجت کی ہی کہ عدالت مراداباد کو اختیار سماعت پذیرائی نالش کا جہانتک وہ متعلق جایداد ضلع ترائی کے ہی حاصل نہ تہا اوہنون نے یہہ بہی حجت کی ہے کہ جہانتک جایداد ضلع ترائی کو تعلق ہے نالش مین میعاد دوازدہ سالہ ازروے قاعدہ ۱۴۷ باب ۱ فہرست متعلقہ آئین نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے عارض ہے - بجائے دیگر مسٹر دوارکا ناتہہ بنرجی منجانب مدعی رسپانڈنٹ کے یہہ حجت کی ہی کہ ازروے دفعہ ۱۹ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے عدالت مراداباد کو اختیار سماعت پذیرائی نالش کا جس حیثیت سے وہ دایر ہوئی ہے عطا کیا گیا ہے -

ازروے دفعہ ۳ آئین نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۷۶ء کے یہ حکم ہوا ہی کہ ضلع ترائی تابع (الف) اختیار سماعت عدالتہاے دیوانی موضوعہ ازروے آئین ہاے مجموعہ بنگال اور ازروے ایکٹہاے نواب گورنر جنرل باجلاس کونسل کے نہونگے

. . . .

(ج) قاعدہ ضابطہ معینہ ازروے آئین ہا و ایکٹہاے مذکور جو واسطے عدالتہاے دیوانی مذکور کے منضبط ہوئے

(د) اختیار سماعت صیغہ دیوانی ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی کے تابع نہونگے ازروے دفعہ ۱ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۷۴ء کے تعلق ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۷۴ء کا اضلاع مندرجہ فہرست سے جنکی تعریف ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۷۴ء

مین درج ہی خارج کر دیا گیا ہے۔ ضلع ترائی زیر بحث منجملہ اضلاع مندرجہ فہرست کے ایک ضلع ہی نہیں جس
دفعہ کے رو سے عدالت مرادآباد کو اختیار سماعت پذیرائی نالش کا جہانتک وہ متعلق جایداد ضلع ترائی مین
کے ہے حاصل ہے وہ صرف دفعہ ۱۶ یا دفعہ ۲۰ ہے بشرطیکہ دفعہ ۱ نہوتا لیکن دفعہ ۱۹ صرف اوس صورت سے
متعلق ہوتا ہے جہان جایداد غیر منقولہ مختلف اضلاع کے حدود کے اندر واقع ہوتی ہے۔ ہمکو دیکھنا چاہئے
کہ آیا لفظ ضلع کے کوئی خاص معنی مین جبکہ اوسکا استعمال دفعہ مذکور مین کیا گیا ہے۔ اوس غرض کے لئے ہمکو دفعہ ۲
ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ع پر رجوع کرنا چاہئے اور اوسمین ہم تعریف لفظ ضلع کی پاتے ہین لیکن وہ دفعہ منجملہ اون دفعات
کے ایک ہی جو از رو دفعہ ۱ کے اوسوقت غور سے خارج رکھی گئی ہین جب تصفیہ کسی نزاع واقعہ اضلاع مندرجہ
فہرست کا کیا جاتا ہو۔ اس لئے ہماری رائے مین دفعہ ۱۹ عدالت مرادآباد کو کوئی اختیار سماعت پذیرائی نالش
متعلق جایداد غیر منقولہ ضلع ترائی کے نہین عطا کرتا ہے۔

ہم بحث میعاد سماعت کی طے کرنا نہین چاہتے ہین لیکن ہم فرض کیے سکتے ہین کہ اگر عدالت مرادآباد
کو اختیار صادر کرنے ڈگری نیلام بابت اس جایداد واقعہ ترائی کے حاصل ہو تو یہہ دقت پیدا ہوگی یہ ہوسکتا ہے
کہ جہانتک عدالت مرادآباد کو تعلق ہے اوس عدالت مین میعاد سماعت واسطے نیلام جایداد کے بموجب دفعہ
۱۴۷ ضمیمہ ۲ ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ع کے ساٹھہ سال ہوگی اور اگر نالش عدالت ضلع ترائی مین دایر کیجاوے
تو بموجب قاعدہ ۴ باب ۱ ضمیمہ ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۷۶ع کے بارہ سال ہوگی۔ ہم کہتے ہین کہ ہم یہہ فیصلہ نہین کرتے
ہین کہ کونسی میعاد سماعت عدالت مرادآباد مین متعلق ہوگی جہانتک کہ اوسکو تعلق جایداد ترائی سے ہے
کسیطرح یہہ آسان بحث نہین ہے لیکن ہمکو اوسکی فیصل کرنیکی ضرورت نہین ہے۔

ہم یہہ اپیل ڈگری کرتے ہین جہانتک کہ ڈگری عدالت ماتحت کی واسطے نیلام جایداد ترائی کے ہے
اور جہانتک ان اپیلانٹان کو تعلق ہے اور جہانتک ان مدعاعلیہم اپیلانٹان اور جایداد واقعہ ترائی کو تعلق ہے
ہم نالش معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

صفحہ ۱۱۱ ریویو

اپیل ہاے فوجداری نمبر ۲۰ و ۳۲ و ۳۴ ۱۸۹۵ع — منفصلہ ۲۷ اپریل

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بر ہو وغیرہم

ایکٹ نمبر ۱ ۱۸۷۲ع ایکٹ شہادت ہند، دفعہ ۳۰۔ تجویز مشترکہ۔ بیان شریک ملزم
جس نے عذر مجرمیت کا کیا تھا۔ شہادت۔

جس صورت مین منجملہ چند اشخاص کے جو عدالت سشن مین اپنی اپنی تجویز طلب فرد

قرار داد مشترک کے تجویز کر رہی تھی دو نے عذر مجرمیت کا کیا اور عدالت سے چند بیانات کئے تو یہہ
تجویز ہوئی تھی کہ ایسے بیانات بطور شہادت بمقابلہ دیگر اشخاص ملزم کے معرض غور مین آ سکتے
کیونکہ بعد کرنے عذر مجرمیت کے اون بیانات کے کرنے والے اشخاص پھر اپنی تجویز پر نہین آ سکتے
واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہو سکتے ہین۔

کما مقام پبلک پراسیکوٹر (ریڈ) منجانب سرکار

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ پربھو اور سات دیگر اشخاص نے جسکے نسبت
تجویز ثبوت جرم بعلت اوس جرم کے صادر ہوئی تھی جو از روے دفعہ ۳۹۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا
ہے اپیل کیا ہے۔ اونمین سے ایک شخص مسمی گوبند کے نسبت تجویز ثبوت جرم بعلت اعانت کے صادر ہوئی ہے
ڈکیتی متنازعہ ایسی تھی جسکا کوئی بائیس یا پچیس ادمیون نے ارتکاب کیا تھا۔ وے لوگ بہ تبعیت مختلف
سرغنا اور ملک کے مختلف اضلاع سے آئے تھے اور جو لوگ کہ بہین یا تا وا سعدان کے مسلح نہین تھے وہ
لاٹھی لئے ہوئے تھے۔ گانون والون نے بڑی جرات ظاہر کی تھی وے جمع ہوئے تھے اور بہادری سے ڈکیتون
پر حملہ کیا تھا اونمین سے ایک کو ڈکیتون سے ہلاک کیا تھا اور چند کم و بیش سنجتی زخمی ہوئے تھے۔
بہ نسبت ان دو اپیلانٹان پربھو اور کشن کے اونہون نے عدالت سشن مین جرم کو قبول
کیا تھا اور فی الحقیقت اونکا جوابدہی کی کوشش کرنا بیفایدہ ہوتا کیونکہ جب ڈکیتون کا گروہ بھاگ
گیا تھا یہہ دونون شخص ایک کوٹھری مین جسمین وہ تھے مقفل تھے اور اوس وقت تک مقفل بند رہے
گئے تھے کہ جب پولس آئی تھی۔ پربھو کرابین سے مسلح تھا جو چلاتے وقت ٹوٹ گیا تھا۔ اوسکی نسبت
حکم سزا موت صادر ہوا ہے اور بہت صحیح طور پر یہہ حکم سزا صادر ہوا ہے۔ ہم اوسکا اپیل ڈسمس کرتے
ہین اور یہہ بحالی تجویز ثبوت جرم اور حکم سزاے موت کے ہم حکم دیتے ہین کہ حکم سزا کی تعمیل کیجاوے
بہ نسبت دیگر اشخاص کے شہادت سے صاف ثابت ہے کہ وے اس ڈکیتی کے ارتکاب مین
شریک تھے۔ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ نتھو سنگہ مخبر نے جو کچھہ ہوا تھا اوسکا صحیح بیان کیا تھا اور ان اپیلانٹون
کے نسبت سچا بیان کیا تھا اپیلانٹون مین سے ہر کسی کے نسبت اوسکی شہادت کی تائید ایک یا زیادہ
گواہون سے ہوتی ہے جنکی صداقت اور صحت پر ہمکو شبہ کرنیکی کوئی وجہ نہین ہے۔ ایک گواہ جانب
ثبوت کا ہے جو عدالت سشن مین طلب ہوا تھا جسکی شہادت پر ہم اعتبار نہین کر سکتے ہین اور وہ
ڈلا ہے جسنے کل ملزمون کی عدالت سشن مین شناخت کی تھی۔ بجز پربھو گوبند اور کشن کے اور
لوگون کے نسبت حکم سزا حبس دوام بعبور دریاے شور کا صادر ہوا ہے۔ ہم خیال کرتے ہین کہ

سشن جج نے ان لوگون کے نسبت محض حکم سزا حبس دوام بعبور دریا شور کے صادر کرنے مین بہت رعایت کی ہے۔ یہہ قتل بہت دلیرانہ تہی اور بلحاظ جان کے مقتولون نے اوسکی ارتکاب مین صرف قصد کر لیا تہا۔ گوبند اور کہمی کے نسبت حکم سزا قید سخت میعادی دس سال کا صادر ہوا ہے گوبند کے اگر اوسکے مقدمہ کے ہم تجویز کرتے تو یقیناً ہم اوسکی نسبت حکم سزا حبس دوام بعبور دریاے شور صادر کرتے۔ کہمی کے مقدمہ مین ممکن ہے کہ بلحاظ اوسکی کم سنی کے وجہ معقول اسباب کی ہو کہ کیون حکم سزا دس سال کا کافی ہے۔ ہم یہہ ذکر کر سکتے ہین کہ اپنی نتایج کے اخذ کرنے مین ہم نے پربہو اور کشن کے بیانات پر استدلال نہین کیا ہے کیونکہ اقرار جرم کے کرنیکے بعد وہ اپنی اپنی تجویز پر نہین بہیجے گئے تہے اور نہ ہم نے کیرت سنگہ کے بیان پر جو مرتے وقت اوس نے کیا تہا کچہہ اعتبار کیا ہے۔ اوس معاملہ مین زیادہ ذکر کرنیکی ضرورت نہین ہے بلکہ ہم کہہ سکتے ہین کہ ہم خیال کرتے ہین کہ اوسکا بیان شہادت مین قابل مقبولی کے نہین ہے۔

بعض اپیلانٹان کا یہہ عذر ہے کہ اونکی گواہون کا اظہار قلمبند نہین کیا گیا تہا انگریزی مسل سے جہانتک ہم غور کر سکتے ہین اونہون نے کوئی گواہ وقت تجویز کے طلب نہین کرائے تہے۔ لیکن چونکہ اکثر یہہ عذر اپیل مین ہوتا ہے کہ عدالت سشن نے گواہان صفائی کے اظہار قلمبند کرنیسے انکار کیا ہے یا متروک کیا ہے لہذا سشن ججون کو یہہ مناسب ہے کہ بالخصوص اپنی مسل مین یہہ بیان کر دیا کرین کہ ملزمون کے گواہ موجود تہے یا نہین یا یہہ کہ ملزمون نے گواہ طلب کرانیسے انکار کیا یا چند گواہون کا طلب کرانا [illegible] کیا یا یہہ کہ جن گواہون کا طلب کرنا اونہون نے پسند کیا تہا اونکا اظہار قلمبند ہوا تہا۔ ہم یہہ اپیل ڈسمس کرتے ہین (مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام پہوجی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۱۹ صفحہ ۱۹۵) بہی ملاحظہ طلب ہے) منمولف)

نے بہت تعداد غیر الفاظ پر کہ اصلاح بہی داخل ہے دیا تہا اور نیز اس امر پر کہ وہ الفاظ
دوبارہ زیر تعریف لفظ ایجاد کے ایکٹ ۵ ۱۸۸۸ء مین داخل ہوئی ہین - اس بات
پر کونسل موصوف کو دعوے ہے کہ وہ ثابت کر سکتا ہے کہ خیمہ منشاء نالش ایک
اصلاح یافتہ خیمہ بمقابلہ دیگر خیمون کے ہے اور اسوجہ سے داخل لفظ ایجاد متعلق
ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۸۸ء کے ہے کونسل موصوف اعتراض کو باظہار صریح اس امر کے رفع
کرتا ہے کہ اوس کے موکل یہہ دعوے نہین کرتے ہین کہ کوئی چیز نئی اون مضمون
مین خیمہ کے ہے جس سے وہ بنا ہے بلکہ وہ دعوے کرتے ہین کہ اونکا یکجا کیا جانا
جدید ہے جو بنظر ہلکے ہونے بار برداری وار زانی وارام ملنے ہونے اور فایدہ
اسائی عام کے بہت زیادہ بڑہکر اور خیمون ہمقسم سے ہے جو ابتک ظاہر ہین سے
کونسل نے ہماری توجہ بار بار نسبت شہادت پیش کندہ کے مایل کی بالخصوص شہادت
لفٹننٹ جنرل سر چارلس گف صاحب کی طرف جو بذریعہ کمیشن کے لیے گئے تہے
جس سے یہہ ثابت ہو کہ اوسکی موکلون نے صیغہ فوج کا اطمینان اوسوقت کر دیا تہا
جسکی ضرورت تہی اور اور لوگون نے ایسے خیمہ بنانے مگر ناکام رہے - اسطرح چونکہ اوسکی
موکل ایک اصلاح یافتہ خیمہ معرض وجود مین لاے اور اوسکا ثانی ہونا ثابت نہین
ہوا کہ ہے یا تہا پس وہ کہتا ہے کہ الفاظ مندرجہ ایکٹ کے تعمیل ہوگی اور اوسکا خیمہ ایک ایجاد ہے

واسطے نوعیت اور بیان منشا مد نزاع اس مقدمہ کے کسی
عمدہ شہادت کا بجز شہادت کلاین صاحب کے جو موجد خیمہ کا ہے تذکرہ نہین
کیا جا سکتا اور وہ اوس تجویز مین درج ہے جسکی ناراضی سے اپیل ہوا ہے اوسکی
معاینہ سے بخوبی ظاہر ہے کہ وہ نتیجہ جو کلاین صاحب نے نکالا ہے وہ نتیجہ کسی
فعل یا کارروائی کا نہین ہے جس سے ایک نئی دستکاری مین وہ چیزین ملائی
گئین ہین جو پہلے سے معلوم تہین اور خیمون کے طیاری مین معمولاً آتی تہین
جو کچھ کلاین صاحب نے کہا ہے اوسکو مجملاً اور ٹہیک طور پر میرے بہائی بلیر صاحب
نے اپنی تجویز مین کہا ہے کہ جو نتیجہ حاصل ہوا ہے وہ نہ اس سے زیادہ نہ کم بجز اسکے
تہا کہ وہ ایک مجموعہ نمایشی اختلافات کا بخوبی مشہور و موجودہ قسمکے نمونون
سے ہے - تا ئید اپنی اس بحث کے کہ امیزش (جیساکہ ذیل کونسل اسکو کہتے ہین

ان بجو ہی مشہور قسم کے نمونون کی تسلیم ہو چکی ہے کہ وہ شے مناسب واسطے عطا ہونے
فرمان شاہی کے ہیں اور حوالہ مقدمہ بل بنام ٹامس رفورمین (جلد ۳ رپورٹ مرسر صاحب
صفحہ ۶۲۱ و جلد ۱ رپورٹ ویب صاحب پریوی کونسل صفحہ ۲۲۹) اور بالخصوص اوس فقرہ کا
دیا جسمین لارڈ ایلڈن صاحب نے یہہ قرار دیا ہے کہ جایز ہے کہ ایک جایز سند واسطے
یکجا کرنے اسباب کے جو پہلے سے استعمال مین واسطے اوسی غرض کے ہون یا واسطے
نئے طریقہ سے لگانے اسباب مذکور کے عطا ہو یہہ امر بالکل صحیح ہے مگر مقدمہ لارڈ ایلڈن
صاحب کے روبرو متعلق استعمال یا لگانے کو یلون کے تہا جو بوقت کارروائی گلانے دہات
کے تہا کہ عمدہ اور باکار چیز نکل آوے اور یکجا ہونا جسکا لارڈ چینسلر نے بیان کیا ہے اوس
کسیقدر شبہ کے ساتھہ کہ وہ ایک شے عمدہ واسطے پیٹنٹ کے ہے اور وہ طریقہ پیدا
کرنے زیادہ نافع اور پر اثر نتیجہ کا بذریعہ ملا دینے ایسی اجزا کے ہے جو پہلی سے معلوم
ہتہے۔ مقدمہ ثانی جسکا ہمارے روبرو حوالہ دیا گیا ہے کرین بنام پرایس (رپورٹ
ویب صاحب جلد ۱ پریوی کونسل صفحہ ۳۹۳) ہمین یہہ قرار پایا تہا کہ اگر نتیجہ پیدا شدہ
بوجہ یکجا کرنے ایک خاص قسم کے ایک نئی چیز یا بہتر چیز یا سستی چیز عوام کے لئے
بمقابلہ اوس کے ہو جو پرانے طور سے پیدا ہوتی تہی تو ایسا یکجا ہونا ایک ایجاد یا
کاریگری ہے جسکا مقصد اسٹیٹوٹ سے ہے اور وہ منشار عطا سے پیٹنٹ کا ہو سکتا
ہے اشیاء کا مقدمہ زیر غور مین صرف لگانا بہتر کے کویلہ کا ساتھہ گرم ہوا کے
جہونکنے کے گلانے مین یا بنانے مین لوہے کے لوہے کے پہتر سے تہا جیسا کہ تبلایا گیا
تو یہہ امر اوس قسم کی تہی جو داخل اصول مصرحہ ایبٹ صاحب چیف جسٹس
بمقدمہ سرکار بنام وہیلر رپورٹ بارنول والڈرسن صاحبان جلد ۲ صفحہ ۳۴۵
کے ہے کیونکہ وہ نئی کارروائی ہے جو بذریعہ اوزار یا اصول معلومہ کے جنکا اثر اشیا
معلومہ پر ہو اور بالآخر ایک اور نتیجہ معلومہ پیدا کرین مگر وہ نتیجہ سستے طور سے
یا بعجلت یا بہتر یا زیادہ کارآمد قسم سے پیدا ہو۔ مقدمہ مذکور مین بہت سی مثالین
درج ہین جنمین اسناد عطا کئے گئے تہکین اور جنمین ایجادین بجز اس کے اور کچہہ نتہین
کہ استعمال اشیاے معلومہ کا اور عمل اونکا بطریقہ معمولی اور جن سے نتایج معلومہ
پیدا ہون مگر وہ نتیجہ ایسے پیدا ہون جنمین زیادہ کفایت یا فایدہ عوام الناس کا ہو

لیکن جملہ مثالین مذکورہ بالا مثالین پیدا کرنے ایک نتیجہ کے نہین ہین جو
محض رکہنے اشیاے معلومہ سے بمقابلہ ایک دوسرے کے پیدا ہو بلکہ ہاتہ یا
ایک یا دو اشیاے معلومہ کے بین جن سے وہ نتیجہ پیدا ہوا ہے۔

تیسرا مقدمہ جسکا حوالہ دیا گیا کینگٹن بنام نشال (رپورٹ چانسری مقدمات
اپیل جلد ۲ صفحہ ۵۷) اور اوسمین امیزش بذریعہ مقناطیس کرنے ایک مشہور اصول کے
طریقہ مین طیار کرنے شیشہ کے ہتی اور امیزش مذکور ایسی ہتی کہ جسمین بحرکت کیمیای
چند اجزا سے وہ نتیجہ پیدا ہوا جو بالکل نیا اور علیحدہ تہا۔

مقدمات مرے بنام کلیٹن (لا رپورٹ چانسری مقدمات اپیل جلد ۷ صفحہ ۵۷۰) وسابکین بنام ہوارتہ (لا رپورٹ
صیغہ چانسری جلد ۲ صفحہ ۴۲۶) بہی مقدمات امیزش کے تہے جنمین بذریعہ کارروائی کلون
سے کام لیا گیا تہا اور اسبارہ مین مختلف اوس امیزش سے ہین جس کے لئے دعوے سند
مقدمہ ہذا مین کیا جاتا ہے خلاصہ یہہ ہے کہ ہمارے روبرو حوالہ کسی مقدمہ کا جو انگلستان
یا ہندوستان کے قانون کا ہو نہین دیا گیا ہے جسمین سند نشاے نزاع ہوا اور جائز
تجویز ہوئی ہو اور جسمین امیزش محض نتیجہ رکہنے ایک شے معلومہ کا برابر دوسرے شے
معلومہ کے ہو اور اخری نتیجہ یہہ ہو کہ وہ نتایج سابقہ سے مختلف ہو کیونکہ وہ شے یا اجزا
بمقابلہ ایک دوسرے کے رکہکر ایک نتیجہ پیدا کرین جو اصلاح متصور ہو سکے یا زیادہ تر
مناسب واسطے کسی خاص غرض کے ہو۔

لہذا ہمکو اوس رایے سے اتفاق ہے جو بجوز زیر اپیل مین اختیار کی گئی ہے
اور ہم اس اپیل مین یہہ تجویز کرتے ہین کہ کوئی ایجاد اوس قسم کی نہین ہے جو قابل حفاظت
سند کے ہو۔

بنسبت اس حجت کے کہ بار ثبوت غلط طور پر ڈالا گیا ہے ہماری یہہ رایے ہے
کہ وہ بہی ساقط ہے حسب دفعہ ۳۰ ایکٹ ۵ ۱۸۵۹ء کے ہر شخص کو اختیار ہے کہ ہائیکورٹ
مین درخواست واسطے اصدار حکم کے بہ غرض دکہلانے وجہ کے پیش کرے کہ کیون عدالت
استقرار اس امر کا نہ کرے کہ ایک خاص استحقاق بنسبت ایجاد کے حاصل نہین ہوا ہے بوقت
تجویز امور واقعات کے جو درخواست مذکور سے پیدا ہون جیسے کہ مقدمہ ہذا مین پیدا ہوئے
ہین کہ ایا ضمیمہ ایک نئے ایجاد ہے ہمکو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ امر وہ شخص ثابت کرے

جو دعوے خاص استحقاق کا کرے اور جیسا کہ علم مین وہ واقعات ہون جنسے اوسکی راے مین وہ مستحق استحقاق خاص کا ہے اور یہ واقعات تمامکور موجود ہین۔
کوئی سند خلاف اس کے نہین دکھلائی گئی۔

ایکین صاحب کہتے ہین۔ مجھکو اپنی بہائی ناکس صاحب سے اس امر کے تجویز مین اتفاق ہے کہ اپیل بذا ضرور ڈسمس ہونا چاہیے۔ میری راے مین خیمہ ایجاد کردہ کلارین صاحب نئی ایجاد حسب معنی ایکٹ کے نہین ہے اور اسوجہ سے منشا سند جایز نہین ہو سکتا۔ لفظ ایجاد کی کوئی تعریف مستند ہمارے قانون مین نہین ہے۔ دفعہ ۱۵ ماتحتی ایک قانون ایجاد و اختراع ۱۸۵۹ء (ایجاد مین اصلاح داخل ہے) کوئی تعریف نہین ہے مسٹر ایلیانش نے بڑے زور سے بحث کی کہ چونکہ خیمہ کو حکام فوج نے پسند کیا ہے لہذا وہ ایجاد ایک اصلاح اون مضمون پر ہے جو پہلی سے موجود تھے اور اسوجہ سے وہ ایجاد بجوالہ دفعہ ماتحتی مسبوق الذکر کے ہے۔

اگرچہ لفظ ایجاد مین اصلاح داخل ہے مگر یہہ نتیجہ لازمی نہین ہے کہ ہر اصلاح ایجاد ہے یہہ امر غیر ممکن ہے میری راے مین کہ کوئی قاعدہ سخت اور صحیح قرار دیا جاوے کہ کونسی اصلاحین ایجاد تصور ہونی چاہئین۔
تا کہ عطا ہونا سند استحقاق خاص کا درست ہو اور یہہ کہ کسقدر ایجاد یا کسقدر قابلیت ایجاد کی ضرور ہونی چاہیے
اور یہہ بحث عدالت کے تجویز کے لیے ہے کہ آیا مقدار قوت ایجاد کی جو ظاہر کی گئی ہے ایسی ہے کہ سند عطا کیجاوے جو کچھ ایجاد کنندہ نے اسمقدمہ مین دعوی کیا ہے اوس کے یہہ معنے ہین کہ عام آمیزش ایک خیمہ کی ہے۔ مین قیاس کرتا ہون کہ اس سے اوسکا مطلب آمیزش مختلف شکلون سے ہے جو پہلے کے خیمون مین تہی اور اون سے ملکر وہ نیا خیمہ ہو گیا۔ اگرچہ ہر ایجاد کو کسی قسم کے آمیزش کہہ سکتے ہین مگر یہہ نتیجہ نہین نکلتا کہ ہر آمیزش اس قابل ہے کہ اوسکو ایجاد کہین۔ جو سوال ہمکو اسمقدمہ مین کرنا ہے وہ یہہ ہے کہ آیا آمیزش متنازعہ سے استعمال اسقدر ہنرمندی اور لیاقت کا ضروری ہے جس سے وہ مستحق حفاظت استحقاق خاص کا ہوسکے دیکہو بنام کلوستر ویگن کمپنی (لا رپورٹس کوئینس بنچ ڈویزن جلد ۲ صفحہ ۳۰۵ لغایت ۳۱۲)
اس سوال کا جواب نفی مین ہونا چاہیے کہ اگرچہ خیمہ متنازعہ ظاہرا حکام

نوٹ کی ضرورت ایک خیمہ کی تھی جسمین ایک مقدار معین تک اسایش اور قیمت اور وزن
اور کلاین صاحب نے ایک خیمہ ایجاد کیا جس سے حکام فوج نے اپنی اطمینان ظاہر کئے
کسطرح یہہ نتیجہ حاصل ہوا بوجہ لگانے کسی نئے اسباب کے بنانے مین خیمہ کے یا بذریعہ اختیار
کرنے کسی نئے طریقہ کے جسمین محنت یا محنت بچیں یہہ نتیجہ حاصل نہین ہوا بلکہ جیسا کہ شہادت کلاین
صاحب سے ظاہر ہے بوجہ کاٹنے (کم کرنے) مقدار کپڑہ کے جو لگتا تہا۔ فایدہ اول جسکا اپیلانٹ
دعوے کرتے ہین وہ یہہ ہے کہ اونکا خیمہ سستا ہے مگر یہہ سستا پن نتیجہ ایک یا دو قسم
سبب کا ہے یا تو اپیلانٹ نے تہوڑے منافع پر قناعت کی یا مال کم لگایا اور ان دونون
مین سے کوئی وجہ کافی واسطے سند کے نہین ہے۔

یہہ امر کہ خیمہ بار برداری مین ہلکا ہے اوسی طور پر محض بوجہ کمی مال کے ہے جو اوسکی
طیاری مین لگا ہے اور معاینہ خیمہ سے مجھکو اس امر کا اطمینان ہوگیا ہے کہ یہہ فایدہ بوجہ دور کرنے
ارام اور عملی کار آمد ہونیکے حاصل ہوا ہے۔

میری راے مین یہہ امر ثابت ہے کہ ایجاد مظہرہ کے نسبت دعوے نئے ہونیکا نہین ہوسکتا
ہے اور حسب الحکم سر چارلس گف صاحب کے درخواست سند کی گذری تھی اور ممدوح الیہ نے یہہ
تسلیم کیا ہے کہ بجز ایک ذرہ سے فرق کے اندازہ لگانے مین جسکو ایک مبصر دیکھہ سکیگا خیمہ متنازعہ
اور خیمہ موسومہ بیل مین کوئی فرق نہین (دیکھو سوالات جرح صفحہ ۳۱ کتاب رسپانڈنٹ)
مین اس امر کے تجویز مین اتفاق کرتا ہون کہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس ہونا چاہئے۔

بجنور
اپیل اول نمبر ۲۱۹ سنہ ۱۸۹۳ء
مفیصلہ ۱۷ اپریل
جعفر حسین (مدعاعلیہ) اپیلانٹ بنام رنجیت سنگہ (مدعی) رسپانڈنٹ
مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۱۱۔ اپیل۔ اپیل سے دست بردار ہوجانا۔
عذرات کا ساقط ہونا۔

اگر اوس اپیل سے دست برداری ہوجاوے جسمین بموجب دفعہ ۵۶۱ مجموعہ
ضابطہ دیوانی کے عذرات داخل ہوئے ہین تو عذرات مذکور کی سماعت نہین ہوسکتی ہے۔ بہادر سنگہ
بنام بہگوانداس (رپورٹ آگرہ جلد ۱ صفحہ ۲۴۴) رام پرشاد اوجہا بنام بھیرو سکونور (ویکلی رپورٹ
جلد ۹ صفحہ ۳۴۰) شاماچرن گہوس بنام رادہا کرسٹو چکلہ نویس (ویکلی رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۲۱۰)

[illegible] ۱۸۸۲ع [illegible]

بگوئی [illegible] جی (رپورٹ [illegible] جلد [illegible] صفحہ ۲۰۴) [illegible] بنام [illegible]

[illegible] مستقیم [illegible] شاد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۵ صفحہ ۲۰۴) مکتب بیگ بنام حسن علی

(انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ [illegible]) پر [illegible] ہوا۔

واقعات اس مقدمہ کے جنپر یہ فیصلہ مبنی ہے کافی طور سے ظاہر ہوجاتے ہیں

سندر لال [illegible] صاحب ایپلانٹ - کھلاوی جبرجی و راجہ چند ناتھ متوفی ریسپانڈنٹ

اپیل [illegible] صاحب چیف جسٹس و جنوری صاحب جسٹس - پنڈت سندر لال نے منجانب ایپلانٹ کے

اس اپیل سے دست برداری کی ہے - لیکن واقعہ کہ اپیل مذکور پیش کیا گیا تھا لیکن [illegible] اوسکی بحث ہوئی اور وہ شروع ہوا تھا جب پنڈت سندر لال نے اوس سے دست برداری کی تھی چنانچہ اپیل سے دست برداری ہوگئی - ریسپانڈنٹ اپیل نے عذرات بموجب دفعہ ۵۶۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے داخل کی تھے مشورہ دار کا [illegible] بنرجی نے یہ درخواست کی کہ تائید اون عذرات کے سماعت کیجاوے - پنڈت سندر لال نے یہ اعتراض کیا کہ چونکہ اپیل سے دست برداری ہوگئی تھی اور اپیل کی سماعت نہیں ہوئی ہے کہ جسپر ریسپانڈنٹ عدالت ماتحت کی ڈگری پر کسی اعتراض کرنیکا مستحق ہو - جہانتک اس امر کو تعلق ہے کوئی فرق ضروری درمیان دفعہ ۳۴۸ ایکٹ ۱۸۵۹ع اور دفعہ ۵۶۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی حال کے نہیں ہے - دفعہ ۱۲ ایکٹ رسوم عدالت (۱۸۷۰ع) کے رو سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بروقت سماعت اپیل کے عذرات کی بحث ہونی چاہئے - جو حجت پنڈت سندر لال نے پیش کی اوسکی تائید مین طول طویل فہرست اسناد کی ہے اونمین سے جنکا ذکر ہو سکتا ہے وہ یہ ہین - بہادر سنگھ بنام بھگوانداس (رپورٹ ہائیکورٹ آگرہ جلد ۱ صفحہ ۲۴۳) رام پرشاد اوجہا بنام بھروساکنور (ویکلی رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۲۳۸) ساچرن گھوس بنام رادہا کرسٹو چکلہ نویس (ویکلی رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۲) کمار یوگین نراین رائے بنام مزمتدار و [illegible] (ویکلی رپورٹ جلد ۲۳ صفحہ ۲۲۹) سوبھی دیال جی بنام رگھو تیرتھ جی واسن جی (رپورٹ ہائیکورٹ بمبی جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۶) دہوندی جگناتھ بنام کلکٹر سالٹ ریونیو و سکریٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۹ صفحہ ۳۰۳) مکتب بیگ بنام حسن علی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۵۵۱) اگرچہ اوس ریسپانڈنٹ کی صورت مین جو احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی سے مستفید ہوا ہے اور جس نے بعوض داخل کرنے اپیل جداگانہ کے اعتراض بہ نسبت ڈگری زیر اپیل کے داخل کی ہین اوس حالت مین پیدا ہوگی جبکہ

اپیل سے دست برداری ہوجاوے اسطرحپر کہ رسپانڈنٹ حق [illegible]
سے محروم ہوجاویگا تاہم ہم بر سلسلہ طویل اسناد کی تقلید کرینگے اور یہہ تجویز کرینگے کہ
رسپانڈنٹ مقدمہ ہذا کی سماعت بتائید اوس کے عذرات کے نہین ہوسکتی جن کا
ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اونمین سے بہت سے فیصلہ بہت مدت قبل صدور ایکٹ ۱۴
سنہ ۱۸۸۲ء کے ہین اور جبسے وہ ایکٹ صادر ہوا ہے واضعان قوانین نے اوس ایکٹ
کی ترمیمات کی ہین اور واضعان قوانین کے نسبت یہہ قیاس کرنا چاہئے کہ وہ
فیصلجات محولہ بالا کے سلسلہ سے واقف ہون اور اونھون نے یہہ تجویز کی ہے کہ جو
رسپانڈنٹ مستغیث مجموعہ ضابطہ دیوانی سے ڈگری زیر اپیل پر بسبیل اعتراض کے
عذر کرے اور نہ بسبیل اپیل کے تو وہ متحمل اس خطرہ کا ہوگا کہ اوس کے اعتراضات
زایل ہوجاوینگے اور اوسکا استحقاق اپیل تاثیر ایکٹ میعاد سماعت سنہ ۱۸۷۷ء سے
ممنوع ہوجاویگا اور بمقابلہ اوس ڈگری کے جسپر اعتراض ہوسکتا تھا بلاچارہ کار
کے رہجاویگا۔ حسب وجوہ بالا ہم عذرات مدخلہ رسپانڈنٹ کی سماعت نہین کرسکتے
ہین اور یہہ تجویز کرتے ہین کہ عذرات مذکور دست برداری اپیل کے ساتھہ خارج ہوگئے
بموجب دفعہ ۲۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہم حکم بدین ہدایت صادر کرتے
ہین کہ سید جعفر حسین اپیلانٹ خرچہ مشخصہ اس اپیل کا بحق دہری رنجیت سنگھ
رسپانڈنٹ کو ادا کرے۔

نانپور — منفصلہ ۱۷ اپریل

اپیل اول نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع

مہابیر سنگھ و بکھس و دیگر (مدعیان) اپیلان بنام سایو بی بی وغیرہ (مدعیان) رسپانڈنٹان

ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ع (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۹۹ — رہن منفعتی — نالش منجانب مرتہن واسطے نیلام حق راہنی جایداد مرہونہ بعلت اجراے ڈگری اصلات وخرچہ کے

چونکہ بعض مرتہنان منفعتی کو راہنان نے جایداد مرہونہ پر دخل نہین دیا تہا اونہون نے نالش دخلیابی کی مع واصلات اور خرچہ کے کی دایر کی اور ڈگری حاصل کی تہی — بعدہٗ اونہون نے درخواست قرقی جایداد مرہونہ بعلت اپنی ڈگری واصلات اور خرچہ کے کی تہی — وہ درخواست نامنظور ہوئی تہی — تب مرتہنان مذکور نے نالش نیلام کرانے حق راہنی جایداد مرہونہ کی بہ تحفظ اپنی حق موافق ازروے رہن مذکور کے دایر کی تہی — تجویز ہوئی کہ نالش ہو نہین سکتی ہے کیونکہ خلاف مقصود دفعہ ۹۹ ایکٹ انتقال جایداد سنہ ۱۸۸۲ع کے ہے — عظیم النسا بنام نجم النسا (انڈین لاءرپورٹ سلسلہ الٰہ آباد جلد ۱ صفحہ ۵۱۴) اور جاد بلال شاہ چودہری بنام راج بلال شاہ چودہری (انڈین لاءرپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۳) پر حوالہ ہوا —

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین —

عبدالرؤف منجانب اپیلانٹ — رام پرشاد و درگا چرن منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس — مدعیان مقدمہ ہذا جس سے یہہ اپیل ظہور رہوا ہے مرتہنان منفعتی ازروے رہنامہ مورخہ ۱۹ جون سنہ ۱۸۸۳ع کے ہین جو اونکی نام مدعاعلیہم مقدمہ یا اون شخصون نے لکہا تہا جنکے توسط سے وے دعویدار ہین مدعیان جایداد مرہونہ کے سے بیدخل رکہے گئے تہے اور مجبوراً اونہون نے نالش دخلیابی کی تہی اونہون نے نالش نہ صرف بدعویداری دخل کے بلکہ واسطے دلاپانے واصلات کے بہی کی تہی اور ۳۰ جنوری سنہ ۱۸۸۵ع کو اونہون نے ڈگری دخلیابی اور واصلات اور خرچہ کے حاصل کی تہی — مدعیان مرتہنان کو بموجب رہنامہ مورخہ ۱۹ جون سنہ ۱۸۸۳ع بہ تعمیل ڈگری ۳۰ جنوری سنہ ۱۸۸۵ع کے دخل دلادیا گیا تہا — اوسکے بعد اونہون نے بغرض نیلام کرانے جایداد مرہونہ بایفاء اوس جزو اپنی ڈگری مورخہ ۳۰ جنوری سنہ ۱۸۸۵ع کے جس کے رو سے اونکو ڈگری واصلات اور خرچہ کی ملی تہی قرق کرانا چاہا — جج ماتحت نے جنکے روبرو وہ درخواست

قرقی کی ہوئی ہتی درخواست مذکور کو بدین تجویز ڈسمس کیا تہا کہ دفعہ ۹۹ ایکٹ [illegible]
مانع دعوے مدعیان دربارہ جاری کرنے اپنی ڈگری بذریعہ نیلام جایداد مرہونہ کے ہے [illegible]
حکم بطبق اپیل عدالت ہذا سے بحال رہا تہا اور بعد فیصلہ عدالت ہذا الصیغہ اپیل کے مدعیان نے
یہہ نالش دایر کی ہے جس سے یہہ اپیل ظہور پذیر ہوا ہے - اس نالش مین اونہون نے
استدعا صدور ڈگری نیلام حق راہنی بہ بحالی حق و مرافق مرتہنانہ مدعیان کے کی ہے
جج ماتحت نے نالش بدین تجویز ڈسمس کی ہے کہ بوجہ دفعات ۹۹ و ۶۶ ایکٹ نمبر ۴
سنہ ۱۸۸۲ع کے ہو نہین سکتی ہے - بنا بر اضی اوس ڈگری کے مدعیان نے یہہ اپیل دایر کیا
ہے - دفعہ ۹۹ اسغرض سے موضوع ہوا تہا کہ مرتہن جایداد مرہونہ کو بجز بہ تعمیل اوس ڈگری
کے نیلام نکرا سکے جو اوس نے نالش محکومہ دفعہ ۶۷ مین حاصل کی ہو - قبل صدور ایکٹ نمبر ۴
سنہ ۱۸۸۲ع کے یہہ دوامی دستور مرتہنان کا تہا کہ علاوہ رہن کے اپنی دیگر بنا ہائے مخاصمت
کے بنا پر ڈگریان زرنقد کی بمقابلہ راہن کے حاصل کرین اور جایداد مرہونہ کو اون زرنقد کی
ڈگریات کے اجرا مین دایرہ بہ نیلام کراوین اور بمحفوظی اپنی حقوق مرتہنی کے اوسکو نیلام
کراوین - اوسکا نتیجہ یہہ ہوتا تہا کہ ایسی صورتون مین چونکہ اشتہار نیلام کا ایسا ہوتا تہا
جس مین جایداد نیلام طلب تابع رہن کے ہوتی ہتی خریداران بخیال خطرہ جہگڑہ تکلیف دہ
کے جو نالشات آیندہ مین مرتہن کے ساتہہ ہوتا تہا نہین آتے تہے اور مرتہن یا اوس کا
بینامیدار قابض میدان چہوڑ دیا جاتا تہا اور بہت سی صورتون مین حقیقت راہن دا اتحہ جایداد
مذکور کو بعوض محض برائے خرید لیتا تہا اور ایسی نیلام مین حقیت راہن کی عملاً ایک
خفیف قیمت پر خرید کر کے مرتہن کل جایداد اپنے ہاتہہ مین لے لیتا تہا - تجربہ سے یہہ ثابت
ہوا کہ نتیجہ ایسی حالت اشیا کا یہہ ہوتا تہا کہ بہت سی جایداد راہنون کے ہاتہہ سے مرتہنون
کے ہاتہہ مین بہت سی صورتون مین اوسکی قیمت سے بہت کم قیمت پر نکل جاتی ہتی کہ جسکا شمار
قرضہ رہن اور اوس قیمت کے ساتہہ ہوتا تہا جو وقت نیلام بعلت ڈگری زرنقد کے ادا
ہوئی ہتی - یہہ بہی ثابت ہوا تہا کہ ایسی حالت اشیا سے جہگڑے کی ہمت بڑہتی ہتی اور
بغرض مہیا کرنے چارہ کار اور انسداد اعادہ ایسے حالت اشیا کے یہہ بات ہوئی ہتی کہ
دفعہ ۹۹ موضوع کیا گیا - یہہ حجت ہوئی ہے کہ ایسی صورتون مین مدعیان مشکل حالت مین
ڈالے جاینگے - وے مستحق دایر کرنے نالش نیلام محکومہ دفعہ ۶۷ کے بر بناء اپنی رہن

نہین ہین کیونکہ وہ منفسخ ہے اور یہہ پیدا ہوا ہے کہ جب وہ مرتہن نزدیک ہونگے اور جب دفعہ ۹۹ - اوس پر چلیگا اوسوقت تک اوسکی ڈگریات زرنقد کے خارج المیعاد ہو جاوینگے -

ممکن ہے کہ ایسی صورتوں مین خاص خاص سختیان ہون لیکن قانون کا فایدہ زیادہ تر شمار کے ہونا چاہیے اور نہ بلا اخاص فایدہ اشخاص اون صورتون سے ہونا چاہئے جو شاذ ظہور پذیر ہوتے ہین - ریسپانڈنٹان کو کوئی امر مانع نہین تھا کہ اپنی ڈگری ۳ جنوری ۱۸۹۵ع کی بمقابلہ جایداد اپنی مدیونان کے جو علاوہ جایداد مرہونہ از روے رہن ۱۹ جنوری ۱۸۹۲ع کے تھی جاری کراتے - ہمکو اس امر کے تجویز کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ آیا مدعیان کو اب کوئی چارہ کار بمقابلہ جایداد اپنی مدیونان ڈگری کے جو علاوہ جایداد مرہونہ کے ہو حاصل ہے یا نہین -

یہہ نالش فی الواقع مطابق منشا و اضعان قوانین کے جو دفعہ ۹۹ - ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ع مین ظاہر کی گئی ہے نہین ہے بلکہ خلاف احکام اوس دفعہ کے ہے - جو رائے ہم نے قایم کی ہے جسمین ہماری تائید فیصلہ عدالت ہذا مقدمہ عظیم الدین بنام نجم النسا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۴۱۵) اور فیصلہ مقدمہ جادب لال شاہ چودہری بنام مادہب لال شاہ چودہری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۴۰۵) سے ہوتی ہے

ہم یہہ نالش معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین -

[illegible] کو رکھپور — اپیل اول نمبر ۲۷ سنہ ۱۸۹۴ع منفصلہ ۱۸ اپریل [illegible]

مسمی [illegible] کنوری و دیگر اپیلانٹان بنام بھگوتی پرشاد و دیگر ریسپانڈنٹان

شاستر - ہندو بیوہ - نالش منسوخی انتقال جو ہندو بیوہ نے کیا تھا - مستحق مابعد - شوہر متوفی منتقل کنندہ کے دختر کے نواسہ -

نالش منسوخی انتقال نامہ مین جو ہندو بیوہ نے بنسبت اوس جایداد کے کیا تھا جو اوسکی شوہر متوفی کے اوسکی حیات مین تھی - یہہ تجویز ہوئی کہ انتقال کنندہ کے شوہر متوفی کے لڑکی کے لڑکا کے لڑکے کیونکہ باپ اور اونکی دادی زندہ تھی مستحق مابعد مین بعد اوسکی حیثیت سے مستحق ہین جو نالش تنسیخ اوس انتقال نامہ کی جو بیوہ نے کیا تھا - کرشناجی بنام [illegible] (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۰۰) و بابولال بنام نانکو رام (انڈین لا رپورٹ

سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۳۳۹ پر چھپا ہوا

یہہ نالش واسطے تنسیخ اوس انتقال نامہ کے ہے جو ہندو بیوہ سے حسب حالات ذیل کیا تہا۔ ایک شخص مسمی شیوچرن مالک کل موضع نگوری اور ۲/۱ حصہ واقع موضع امتاری کا تہا۔ نامبردہ بہت عرصہ قبل ارجاع نالش ہذا کے ایک بیوہ شیو برت کنور اعدالہ مدعا علیہ نالش ہذا اور ایک لڑکی کا لڑکا مسمی گوکل پرشاد کو چہوڑ کر مر گیا تہا۔ جایداد پر بیوہ قابض ہوئی تہی۔ ۲۶ مئی ۱۸۷۴ء کو بیوہ نے ایک دستاویز بنام گوکل پرشاد اور اوس کے سوتیلے بہائی کنشی پرشاد کے لکہدی تہی جس کے روسے حصہ ۴/۱ نگوری کا اوسی وقت اوس کے نام منتقل کیا گیا تہا اور اوسمین یہہ بہی قرار دیا گیا تہا کہ وے لوگ مستحق وراثت بابت بقیہ جایداد کے بعد وفات بیوہ کے ہونگے۔ مئی ۱۸۹۱ء مین گوکل پرشاد فوت ہوگیا اور بعد ازان ۲۳ نومبر ۱۸۹۱ء کو بیوہ نے بذریعہ باضابطہ اور رجسٹری شدہ ہبہ نامہ کے حصہ ۴/۳ موضع نگوری اور ۲/۱ حصہ موضع امتاری نند کشور مدعا علیہ ثانی کو حوالہ کر دیا۔ مدعیان گوکل پرشاد کے لڑکے ہین۔ اوہنون نے نالش تنسیخ انتقال نامہ موسومہ نند کشور ان وجوہ کے بنا پر کی ہے۔ اول یہہ کہ انتقال مذکور بمقابلہ اون کے ناجایز ہے کیونکہ شاستر اوسی شیوچرن لال کے بندہو ہین لہذا اوس کے وارثان مستحق مالبعد ہین اور ثانیاً بوجہہ ہبہ نامہ ۲۶ مئی ۱۸۷۴ء کے بیوہ کو جایداد مین استحقاق قابل الانتقال حاصل نہین تہا۔

مدعا علیہم نے جوابدہی نالش کی ان وجوہ کے بنا پر کی تہی کہ مدعیان شاستراً شیوچرن لال کے بندہو نہین ہین اور از روے دستاویز ۲۶ مئی ۱۸۷۴ء کے بیوہ کو اختیار تصرف ہر جایداد کا بجز حصہ ۴/۱ موضع نگوری کے حاصل تہا اور ہر صورت سے دعوے دخل کا حیات مین بیوہ کے پذیرا نہین ہوسکتا ہے۔

عدالت مرافعہ اولی (جج ماتحت گورکہپور) نے دعوے مدعیان بابت استقرار اس امر کے ڈگری کیا کہ انتقال متنازعہ بعد وفات بیوہ کے اونکے حقوق واقع جایداد پر موثر نہین ہوسکتا اوسپر مدعا علیہم نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

گوبند پرشاد منجانب اپیلانٹان کانلن وعبد المجید منجانب ریسپانڈنٹان

ایچ صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ اسمقدمہ مین صرف یہی امر تجویز طلب ہے کہ آیا مدعیان مستحقین مالبعد ہین یا نہین۔ اگر وے مستحقین مالبعد ہین تو وہ

قایم رکھنے نالش کے ہین۔ ملک اعیر جایداد کا ایک شخص مسمی شیوچرن تہا۔ نامبردہ ایک
بیوہ چھوڑکر مرگیا تہا جس نے ہبہ نامہ بنام تندکشور کی از اجلاس شان عدالت بدا اور یکی از
مدعاعلیہم نالش کی لکھا ہو مدعیان شیوچرن کے ایک لڑکی سے لڑکا کی لڑکے ہین او کا باپ اور داد کی ان
قبل نالش کے مرگئی تہی یہ مقدمہ بفیصلہ مقدمہ کرشنا یاتیا بنام سنگامما (انڈین لا رپورٹ بسلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۲۸۷) کا
محکوم ہے اور اصول بفیصلہ ہائیکورٹ کلکتہ مقدمہ بابولال بنام نانکو رام (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۳۳۹) مین داخل ہے۔ ہم تجویز کرتے ہین کہ یہہ مدعیان بندھو
ہین کیونکہ شیوچرن کے بہتہ گوتر سپنڈ ہین اور چونکہ کوئی شخص خلاف اون سے زیادہ
قریبی نہین ہے وے مستحقین ما بعد ہین اور مستحق قایم رکھنے نالش کے ہین۔

ہم یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

علیگڑھ — اپیل اول نمبر ۷۴ سنہ ۱۸۹۴ء — منفصلہ ۲۴ اپریل

لچھمن سنگہ (مدعاعلیہ) اپیلانٹ بنام کہیت پال وغیرہ (مدعیان) رسپانڈنٹان

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۷۶ - رہن جایداد مفروقہ کا بنام شخص ثالث
کے - معاوضہ

یہہ امر کہ رہن جو مدیون ڈگری نے علاوہ اپنی ڈگری دار کے کسی دیگر شخص
کے نام کیا ہو جائز ہے کہ بموجب احکام دفعہ ۲۷۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مقابلہ ڈگری دار کے
کالعدم ہو مانع اس امر کا نہین ہے کہ رہن مذکور معاوضہ معقول اس روپیہ کا جو مرتہن نے دیا ہے

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

کانلن و سندر لال اور پرمانند منجانب اپیلانٹ - جوگندرناتہ منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - یہہ اپیل نالش انفکاک رہن
سے ظہور پذیر ہوا ہے - مدعیان کا یہہ بیان ہے کہ وے دارندہ رہننامہ مورخہ ۲ جولائی
سنہ ۱۸۸۳ء تعدادی مبلغ ـــــ اور سود کے ہتی اور اونہون نے یہہ نالش بغرض انفکاک
رہن کے قایمقام حقیت مرتہنان مقدم جایداد واحد سے دایر کی ہے - مدعیان نے
تعمیل دفعہ ۵۹ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے نہین کی تہی اور اگرچہ مدعیان کی نالش بنا
رہن کے تہی اور اسوجہ سے اگرچہ بموجب دفعہ ۵۹ کے اونکو عدالت مین اوس

رہنامہ کا پیش کرنا اوسوقت لازم تھا جب اونہون نے اپنا دعوے پیش کیا تھا اونہون نے اوس رہنامہ کو پیش نہین کیا تھا - اب دیکھنا چاہیے کہ دفعہ ۱۵۹ اور دفعہ ۲۶۳ (جو ضمیمہ دفعہ ۵۹ کا ہے) اس نظر سے موضوع اور مرتب ہوے تھے کہ جہانتک ممکن ہو السداد اس امر کا ہو کہ جہوٹے دعوے دایر ہون اور ارتکاب فریب کا بذریعہ حکمنامہ عدالت الصاف کے ہونے پاوے - مدعیان نے جو کچہہ کیا تھا وہ یہہ ہے - اونہون نے اپنی عرضی نالش کے ساتھہ ایک نقل رہنامہ ۱۸۸۳ء کی جسکی نسبت کہا کہ وہ دفتر رجسٹری مین پای گئی تھی یا یون کہو کہ جیسے اوس کی رجسٹری بعد اوسکی تکمیل کے چند روز کے اندر ہوئی تھی داخل کی تھی اور اونہون نے یہہ بیان کیا تھا کہ اصل رہنامہ اور ایک دوسرا رہنامہ جسکا ہم ذکر کرینگے مدعیان مین سے ایک مدعی نے جب وہ عدالت سے یکہ پر جاتا تھا کہو دیا ہے - مدعا علیہ قایمقام مرتہنان نے یہہ عذر کیا تھا کہ رہنامہ متنازعہ کہو نہین گیا ہے اور فی الواقع بذریعہ رہنامہ مابعد کے کہ جسکا کہو جانا بہی بیان کیا جاتا ہے ادا ہو گیا ہے اور اس مدعا علیہ نے یہہ بہی عذر کیا ہے کہ بیباقی اور ادا ہو جانا رہنامہ ۱۸۸۳ء کا اوسکی پشت پر لکھہ دیا گیا ہے - مقدمہ بغرض تجویز کے پیش ہوا - منجملہ مدعیان کے ایک مدعی کٹہرہ گواہان مین گیا اور ایک ایسا قصہ بیان کیا جسکو ہم باور نہین کرتے ہین اور جس کو عدالت ماتحت کے جج نے بہی بہ نسبت گم شدگی کے باور نہین کیا تھا - حسب بیان اوسکی رہنامجات مذکور ایک مقدمہ سابق مین داخل کیے گئے تھے - اوس مقدمہ کی مسل سے اوسکی وکیل بابو جوگندر ناتھہ نے لیے تھے اور مکان عدالت علیگڈہ مین اونکو اوسے واپس کردے تھے اوسکی داستان یہہ ہے کہ اوس نے اون دونون رہنامون کو اپنے رومال دستی مین رکہہ لیا تھا اور اوس نے اور اوس کے ایک دوست نوبت رام نے ایک یکہ کیا اور ریلوے اسٹیشن تک سوار گیے تھے اور اسٹیشن پر پہونچنے پر معلوم ہوا کہ رہنامجات غایب ہو گئے ہین اور اوس نے اسٹیشن پر رپورٹ کی اور انعام دینے کا وعدہ کیا - اوس مدعی نے یہہ بیان کیا ہے کہ اوس نے تلاش مزید نہین کی لیکن وکیل سے ملا اور اون دستاویزون کے بابت اوس سے پوچھا اور دوسرے روز علیگڈہ سے روانہ ہو گیا - یہہ دونون رہنامجات جنکا گم ہو جانا وہ بیان کرتا ہے اور اگر اوسکا بیان اوس کے نسبت صحیح ہے دو ہزار کے تھے جو ایکلاجز و کثیر اوسکی قسمت کا تھا - بہ نسبت چند اجزا اوسکی شہادت کے ظاہر اوہ

جہوٹہہ بولتا تہا وہ بیان کرتا ہے کہ اوسکو یہہ نہین معلوم ہے کہ آیا گنگا پرشاد نے کوئی
نالش اوس کے بیٹے پر کی تہی یا نہین یہہ صریحاً اور ظاہرا جہوٹ ہے بالوجہ کہ وہ نا بہہ
اوس کے وکیل نے اوس مقدمہ مین بیٹے کی طرف سے کام کیا تہا اور اوس مقدمہ مین یہہ
رہنامجات داخل ہوے تہے۔ اوسکا بیان ہے کہ اوسکا بیٹا موضع متنازعہ پر قابض تہا
اور بعدہ اوسکا قبضہ اوس سے جاتا رہا اور وہ نہین جانتا ہے کہ اوسکا دخل کیونکر جاتا
رہا۔ پہر یہہ بہی جہوٹہہ ہے۔ بہرکیف مقدمہ سابق کے نسبت وہ جہوٹہہ بولا ہو یا
بولا ہو اس معاملہ مین بہ نسبت گم گشتگی رہنامجات کے اوس نے ایسا عمل کیا ہے جیسے کہ
کوئی شخص عمل کرتا ہے جسکو معلوم ہے کہ پولس اور وہ انعام جس کے دینے کا اوس نے وعدہ
کیا تہا باعث دستیابی اون رہنامجات مذکور کے ہونگے کہ جو کبہی اوس سے گم نہین ہوے
تہے۔ یہہ امر قابل قیاس نہین ہے کہ اگر اوس سے دو رہنامجات مالیتی مبلغ ا سے
کے گم ہو جاتے تو وہ دوسری صبح کو روانہ ہوجاتا اور صرف پولس کو انعام دینے کی
ہدایت کر جاتا۔ بموجب بیان اوس کے دوست نوبت رام کے اس مدعی کو بوجہ گم
گشتگی رہنامجات کے اوس سہ پہر کو بہت رنج ہوا تہا کیونکہ نوبت رام ہم سے یہہ
بیان کرتا ہے کہ جب اونکو اون رہنامجات کا گم ہوجانا ظاہر ہوا تو بجائے اسکے کہ وہ
پولس اسٹیشن مین جاوین اور فوراً اطلاع کرین یا تلاش دستاویزات مذکور کے وے
پہر اوسی راستہ لوٹ جاوین اور جو اشخاص ملین اون سے تحقیقات کرین وے لوگ
ایک بہت قریب کے دوکان پر گئے اور ایک خوشگوار گہنٹہ اون رہنامجات کے گم گشتگی
کے رنج مین صرف کیا۔ یہہ بیان بالکل پر اثر ہے۔ ایک گہنٹہ رہنامجات کے گم گشتگی کا دوکان
مین رنج کرنیکے بعد وے پولس مین رہنامجات کے گم گشتگی کی رپورٹ کرنیکو گئے تہے۔
نوبت رام بیان کرتا ہے کہ وہ کچہری کو لوٹ گیا جس سے اون کی بلاشبہ یہہ مراد ہے کہ
ایک یا دو گہنٹہ ضایع کرنیکے بعد وہ امکاناً اپنی عدالت کو واپس جاتے وقت رہنامجات
کو رومال مدعی مین لپٹا ہوا سڑک پر دیکہیگا۔ ہم اوس قصہ کی ایک لفظ کو بہی باور
نہین کرتے ہین۔ اس جہوٹہہ کی وجہ عیان ہے۔ وجہ المضاعف ہے دفعہ ۵۹ مجموعہ
ضابطہ دیوانی کی مدعیان کی تعمیل نہ کرنیکی وجہ دکہلانا اور اوس وقت سے نجات پانا
جو اوس حالت مین پیش آتی کہ جب رہنامہ سنہ ۱۸۸۳ع کا پیش کیا جاتا کیونکہ بلاشبہ اوپر

رہنامہ کے پشت پر بیباقی اور ادا ہو جانا درج ہے -

ایک گواہ ایسا تہا جو بہت ضروری تہا اور وہ بابو جوگندر ناتہہ وکیل تہے
بابو جوگندر ناتہہ ہی کے ہاتہہ سے یہہ بات ہوئی ہتی کہ اس مدعی نے دونوں رہنا مجات
اوس سہ پہر کو ملے تہے کہ جس سہ پہر کو وہ اونکا گم ہو جانا بیان کرتا ہے اور حسب
بیان اس مدعی کے اوس نے اوسی روز بابو جوگندر ناتہہ کو رہنا مجات کی گم گشتگی سے
اطلاع دی ہتی - پس بابو جوگندر ناتہہ کو ضرور یہہ معلوم ہوگا کہ ایا رہنامہ ۱۸۸۳ء کی
پشت پر عبارت وصول اور بیباقی کی درج ہتی یا نہین اور وہ ہم سے یہہ کہہ سکتا تہا
کہ بہ نسبت تحریر پشت رہنامہ کے اور اوسکی تاثیر دربارہ اتفاق کسی مقدمہ متصورہ کے
کے درمیان اوس کے اور مدعی کے سہ پہر گم گشتگی مظنونہ کو کیا گفتگو ہوئی ہتی بشرطیکہ کچہہ ہوئی
یہہ نالش اندر تین مہینے کے بعد گم گشتگی مظنونہ رہنامہ ۱۸۸۳ء کے دائر
ہوئی ہتی - بابو جوگندر ناتہہ ایک وکیل پسر مدعی کے نالش مرجوعہ ۱۸۹۱ء مین تہے اور
وہ اون وکیلوں مین سے ایک وکیل تہے جنہوں نے اوس مقدمہ مین پسر مدعی کے بیان
تحریری پر دستخط کئے تہے اوس بیان تحریری مین لیکہراج نے یہہ عذر کیا تہا کہ مبلغ
معہ ... جزو معاوضہ رہنامہ مابعد تعدادی ... ہزار کا معاوضہ رہن ۱۸۸۸ء
سے منہا کر دیا گیا تہا یا یون کہو کہ ۱۸۸۸ء کے مرتہنون نے مبلغ معہ ... اوس
زر ہائے رہن مین سے رہن ۱۸۸۳ء کے ادا اور بیباقی مین صرف کیا تہا - جس شخص
نے رہنامہ ۱۸۸۸ء کا لکہا تہا اوسکو مدعا علیہ نے طلب کیا تہا اور جو معاملہ تہا اوس کو
اوس نے ثابت کیا ہے اور اوسکی بیان کے بموجب ۱۸۸۸ء مین کل معہ ... بابت
رہن ۱۸۸۳ء کے واجب الادا تہا اور بذریعہ تحریر رہنامہ ۱۸۸۸ء کے وہ رقم مودی
سمجہی گئی ہتی چنانچہ اوس نے حسب ہدایت یکی از مدعیان کے رہنامہ ۱۸۸۳ء کی پشت
پر اوسکا وصول اور ادا درج کر دیا تہا - علاوہ برین اوس مقدمہ مین جسمین پسر
مدعی کو تعلق تہا اوس نے اپنی گواہ میرن لال کو رہن ۱۸۸۳ء کے ادا اور بیباق
بذریعہ وصول مبلغ معہ ... کے ثابت کرنیکو طلب کیا تہا اور اوسموقع پر
بموجب اوس کے اوس بیان کے جو اوسوقت ہوا تہا اوس نے عبارت ظہری
مندرجہ دستاویز ۱۸۸۳ء کے شناخت کی ہے کہ وہ دستاویز اوسوقت اوسکی روبرو پیش کی

اسکو ایک ذرہ بہی شبہہ نہین ہے کہ اوس مقدمہ سنہ ۱۸۸۳ع مین معاہدہ ظاہری جو
ہونا مین الگ بیان کرتا ہی اور مدعیان مندوہ شخص سرکی سنگہ اپنی جیب مین رکہہ لی ہتی جو دوسری
صورت مین اونکو بابت دستاویز سنہ ۱۸۸۱ع کے ادا کرنا پڑتی اور رقم مذکور بطور وصول و بیباقی دستاویز
سنہ ۱۸۸۳ع کے تصور کرکے رکہہ لی ہتی۔

باعتبار واقعات کے جج ماتحت نے جو نتیجہ اخذ کیا جو ہم نے اخذ کیا ہی۔ ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ
بلنسبت امر قانونی کے اونہون نے غلطی کی ہی۔ دستاویز سنہ ۱۸۸۳ع کا مدار بلنسبت استحقاق جایداد مرہونہ
کے لیکہراج نے اپنی نالش مین کیا تہا۔ دستاویز مذکور اوسوقت لکہی گیی ہتی جب جایداد زیر قرقی ہتی اور
اوس مقدمہ مین لیکہراج کا مخالف خریدار نیلام تہا کہ جو نیلام اوس مقدمہ کے ڈگری کے علت مین ہوا تہا جس
مین وہ جایداد قرق ہوئی ہتی۔ دفعہ ۲۷۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی درمیان اونہین فریقون کے متعلق ہوتی ہے
لیکن معلوم ہوتا ہی کہ جج ماتحت نے یہ خیال کیا ہی کہ چونکہ دستاویز سنہ ۱۸۸۱ع کے رو سے لیکہراج اپنی مخالف کو بہ
سبب حیثیت کے شکست نہین دیسکتا لہذا دستاویز سنہ ۱۸۸۱ع کا بالکل معاوضہ ہی نہین تہا اور اوسکی بعد دستاویز
سنہ ۱۸۸۳ع کا مع اپنی کل حقوق اور نتایج قانونی کے جو اوس سے قبل اوس کے وصول او ربیباق ہو جانیکے متعلق تہے
پہر زندہ ہو گئے جج ماتحت نے یہہ خیال کرنے مین غلطی کی ہے کہ کچھہ معاوضہ نہین تہا۔ اس امر کے نسبت کچھہ راے
ظاہر کرنیکی کچھہ ضرورت نہین ہے کہ آیا دستاویز سنہ ۱۸۸۱ع کا بنظر شکست دینے ڈگریدار او رخریدار نیلام کے وجود پذیر نہین
کیا گیا تہا۔ خواہ اسکے کہ وہ اسلئے وجود پذیر کیا گیا تہا یا نہین وہ ایک تمسک ہی جسکے رو سے راہنان پر ذاتی
ذمہ داری عاید کی گئی ہے اور جسکی بناپر اونکی مقابلہ مین ڈگری صادر ہوسکتی ہے اور جس ڈگری کے اجرا مین ہر قسم
جایداد علاوہ جایداد مرہونہ کے جسپر پہلے سے کوئی مواخذہ قایم نہوا ہو نیلام ہوسکتی ہے۔

ہماری راے مین معاوضہ معدوم نہین تہا۔ لقرارداد اوس راے کے جو نسبت واقعات کے اونہون نے
قایم کی ہتی جج ماتحت کو نالش ڈسمس کرنی چاہئے ہتی۔

ہم یہہ اپیل منظور کرتے ہین اور نالش معہ خرچہ عدالت ہذا اور عدالت ماتحت کے ڈسمس کرتے ہین

فرخ آباد — اپیل اول احکام نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۵ع — منفصلہ یکم مئی

جہو سنگہ (سایل) اپیلانٹ بنام گنگا بشن (عذردار) رسپانڈنٹ

ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ع (ایکٹ ولی اور نابالغ) ۔ خاندان ہنود مشترکہ ۔ تقرر ولی جایداد نابالغ کا

بموجب ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ع کے عدالت مجاز مقرر کرنے ولی جایداد اوس نابالغ کے نہین ہے جو

شریک ہندو خاندان مشترکہ کا ہی۔ ویرو پکشا پا بنام نیل گنگاوا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۶۰۹) و شام کنور بنام موہن اننداسہا (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۳۰۱) پر حوالہ دیا

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

ہدرسن و روشن لال منجانب اپیلانٹ مادہو پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

برکٹ صاحب جسٹس۔ اسمقدمہ مین یہ مسلم ہی کہ اپیلانٹ اور نابالغ کا باپ ایک ہی باپ کے بیٹے مختلف مان سے تہے مین نہین سمجہتا ہون کہ ڈسٹرکٹ جج عدالت ماتحت کی کیا مراد ہی جب وہ یہہ کہتے ہین کہ وے دو دہ بہائی ہین۔ بالفعل حیثیت خاندان کی اصل حیثیت اوس خاندان مشترکہ ہندو کے ہی جو اوس حیثیت سے قابض جایداد ہوتا ہی۔ قیاس قانونی اوس بارہ مین بالخصوص بہائیون کی صورت مین قوی ہوتا ہی۔ رسپانڈنٹ نے کوئی بیان بنسبت علیحدگی یا تقسیم فیمابین بہائیون کے نہین کیا تہا اوسنے صرف یہی بیان کیا تہا کہ آپسمین میل نہین تہا اور علیحدہ علیحدہ مکانات مین رہتے تہے یہ ایسا معاملہ ہی جو موافق اس امر کے ہی کہ خاندان مشترکہ غیر منقسمہ بنا ہی ہوئے تہے۔ چونکہ نابالغ نے اپنی باپ کے حیثیت خاندان مین حاصل کی تہی اور کوئی بیان تقسیم یا علیحدگی کا بعد وفات باپ نابالغ کے نہین ہوا ہی تو ظاہر ہی کہ نابالغ اور اوسکا چچا یعنی اپیلانٹ شرکاء خاندان مشترکہ غیر منقسمہ قابض جایداد اوس حیثیت سے ہین۔

یہہ بیان نہین ہوا ہی کہ نابالغ قابض کسی جایداد یا کسی جایداد مین کسی استحقاق کا علاوہ اپنے استحقاق واقعہ جایداد مشترکہ خاندان کے ہی۔ چونکہ صورت یہ ہی میری یہہ رائے ہے کہ بموجب ایکٹ ولی اور نابالغ (ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ع) کے عدالت ماتحت کو اختیار مقرر کرنے ولی جایداد نابالغ کا نہین حاصل تہا۔ اجلاس کامل ہائیکورٹ بمبئی نے مقدمہ ویرو پکشا پا بنام نیل گنگاوا (انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۶۰۹) اور ہائیکورٹ کلکتہ نے مقدمہ شام کنور بنام موہن انندسہا (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۳۰۱) مین ایسا ہی تجویز کیا قاعدہ قانونی قرارداده عدالتہا موصوف اور اون وجوہ سے جو اوس قاعدہ مذکور کے لئے قایم کئے گئے ہین مین پورا اور بلا شرط اتفاق کرتا ہون۔ اوس قاعدہ کو اختیار کرکے مین جہانتک اس اپیل کو تعلق ہے یہ اپیل منظور کرتا ہون اور حکم مشعر تقرری گنگا بشن رسپانڈنٹ ولی جایداد نابالغ کو منسوخ کرتا ہون لیکن ساتہہ ہی اسکے مین کوئی وجہ ترمیم کرنے حکم کے اوس جزو کی نہین دیکہتا ہون جسکے بموجب گنگا بشن ولی ذات نابالغ کا مقرر ہوا ہے۔ عدالت ماتحت کے حکم کا وہ جزو بحال رہیگا۔ چونکہ اپیلانٹ جزوا کامیاب اور جزوا ناکامیاب ہوے ہین لہذا بنسبت خرچہ کے مین کچھہ حکم صادر نہین کرتا ہون۔

علیگڈہ اپیل فرمان شاہی نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۱۹ مئی

جہتورام و کیکسن بکیر ڈگریداران اپیلانشان بنام محمد علیخان مدیون ڈگری رسپانڈنٹ

اجرائے ڈگری - امر تجویز شدہ - حکم جسکا کسی تنقیح پیش شدہ روبرو عدالت اجرا کنندہ ڈگری سے لازم نہ آتا -

عدالت اجرا کنندہ ڈگری کے روبرو یہ بحث پیش تہی کہ آیا درمیان ڈگری کے اجرا میں نیلام اسکو منظور ہونا چاہیے کہ ڈگریداران نے جو خریداران نیلام بہی ہین وہ رسید داخل نہین کی تہی جسکے داخل کرنیکا عدالت نے حکم دیا تہا - عدالت نے بوجہ ہونے رسید کے نیلام کے منظور کرنے سے انکار کیا لیکن ساتہ ہی اوسکے یہ حکم دیا کہ ڈگریداران کو آئندہ اپنی ڈگری جاری کرنیکا اختیار نہوگا - لیکن بعد ازان عدالت اجرا کنندہ ڈگری نے ایک حکم اس مضمون سے صادر کیا کہ نیلام جو منسوخ ہوچکا ہے مسل سابق منسوخ رہیگا اور اگر ڈگریداران پہر درخواست کرینگے تو جایداد پہر نیلام کیجاویگی - ڈگریداران نے پہر درخواست اجرا کی کی لیکن اس کے نسبت مدیون ڈگری نے یہ عذر کیا کہ عدالت کا یہ پہلا حکم کہ ڈگریداران آئندہ اپنی ڈگری جاری نکرسکینگے بطور امر تجویز شدہ کے عمل پذیر ہے - تجویز ہوئی کہ جس حکم پر استدلال ہے وہ فضول تہا اور اوسوقت جو تنقیح عدالت کے روبرو پیش تہی اوسمین سے کسی کے روسے وہ لازم نہین آتا تہا اور بہ نسبت استحقاق ڈگریداران درباره جاری کرنے اونکی ڈگری کے وہ بطور امر تجویز شدہ عمل پذیر نہین ہے

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

سندرلال و گوبند پرشاد منجانب اپیلانشان - امیر الدین منجانب رسپانڈنٹ

اج صاحب چیف جسٹس و مہتری صاحب جسٹس - یہہ اپیل مقدمہ اجرائے ڈگری سے بطور پر پیدا ہوئی ہے ڈگریداران نے حکم نیلام بعض جایداد مدیون ڈگری کا حاصل کیا تہا اور انہون نے اجازت خرید کرنے نیلام کی بہی حاصل کی تہی - نیلام ہوا ڈگریداران نے خرید کیا اور انہون نے عہدہ دار نیلام کنندہ کو رسید بقدر اپنی زر ثمن کے بابت اپنی ڈگری کے دی تہی لیکن عہدہ دار نیلام کنندہ نے وہ رسید عدالت اجرا کنندہ ڈگری مین نہین بہیجی تہی عدالت اجرا کنندہ ڈگری نے یہ حکم صادر کیا کہ رسید داخل ہونا چاہیے اور چونکہ رسید مذکور نہ موصول ہوئی اور نہ داخل کی گئی عدالت نے نیلام منسوخ کردیا اور اوس حکم مین یہ ہدایت کی کہ ڈگریداران اب آئندہ اپنی ڈگری جاری نکرسکینگے - ڈگریداران نے اوس حکم کی تجویز ثانی کی درخواست کی عدالت نے اپنی حکم کی تجویز ثانی نہین کی کیونکہ اوس درخواست پر اصرار نہین کیا گیا تہا - بعد ازان اوس عدالت نے ایک حکم بابت ذیل صادر کیا - کہ نیلام جو منسوخ ہوچکا ہے مسل سابق منسوخ کیا جاویگا اور اگر ڈگریداران پہر درخواست کرینگے

تو جاندار دہیر [illegible] حکم کیا دیگی - اوس کے بعد یہ درخواست اجرا کی آئی جس سے یہ اپیل ظہور پذیر ہوا ہے
ڈگری داران نے حکم اجرا کا حاصل کیا - ضلع جج کے حضور مین اپیل ہوا تہا جنہون نے حکم مشعر اجرای ڈگری کا
بحال رکہا تہا - مدیون ڈگری نے عدالت ہذا مین اپیل کیا تہا اور عدالت ہذا سے یہ تجویز ہوئی کہ حکم مشعر
منسوخی نیلام اسمعنی مین ہدایت کہ ڈگری داران آیندہ مستحق اجرا کے ہونگے بطور امر تجویز شدہ کے موثر
ہے - بقرار داد اس بات کے عدالت ہذا نے اپیل منظور کیا اور درخواست اجرای ڈگری ڈگری داران
کی ڈسمس کی - بنا راضی ڈگری جج واحد عدالت ہذا کے یہ اپیل بموجب دفعہ ١٠ فرمان شاہی کے دایر ہوا ہے -
پریوی کونسل سے یہ تجویز ہو چکی ہے کہ اصول امر تجویز شدہ کا اون احکام سے متعلق ہوتا
ہے جو اجرای ڈگری مین صادر ہون - وہ اصول بہت سے مقدمات مین عدالت ہذا نے متعلق کیا
ہی - عدالت کے روبرو جب اوس نے حکم منسوخی نیلام کا صادر کیا تہا صرف یہ بحث پیش تہی کہ آیا وہ
نیلام بحال رہنا چاہیئے یا نہین - اوسوقت عدالت کے روبرو یہہ بحث پیش نہین تہی کہ آیا
بحالت منسوخ ہو جانے نیلام کے ڈگری داران ایندہ اپنی ڈگری کے جاری کرنے سے ممنوع ہو جاوینگے
یہہ فیصلہ عدالت کا کہ ڈگری داران ایندہ اپنی ڈگری جاری کرانیکے مستحق نہونگے کوئی فیصلہ اوپر کسی
درخواست کے جو عدالت کے روبرو پیش ہو نہین تہا اور نہ وہ فیصلہ کسی تنقیح کا ہے جو عدالت کے
روبرو پیش ہوا اور نہ کسی ایسے تنقیح کا فیصلہ ہے جو کسی کارروائی مین عدالت کے روبرو پیش ہو سکتی ہے
بطور امر واقعہ کے کم نصیب ڈگری داران نے اپنی رسید اوس عہدہ دار کے پاس داخل کی تہی جس نے
نیلام کیا تہا اور یہہ اوسی کا قصور تہا اور نہ اونکا کہ وہ رسید عدالت مین قبل صادر ہونے حکم
منسوخی نیلام کے نہین پہونچی تہی - اگر ڈگری داران ہی کا بالکل قصور بہی ہو تو عدالت کو اوس
کارروائی مین جو اوسوقت اوس کے روبرو تہی اختیار فیصل کرنے اس امر کا حاصل نہین تہا کہ آیا
ڈگری داران ایندہ اپنی ڈگری جاری کرانیکے مستحق ہین یا نہین - حکم بدین ہدایت کہ ڈگری داران
ایندہ اپنی ڈگری جاری نکرا سکینگے غیر موثر ہے اور اوس نوبت پر عدالت اوس حکم صادر
کرنیکی مجاز نہ تہی اور وہ حکم اس طرح پر بطور امر تجویز شدہ کے عمل پذیر نہین ہے کہ مانع درخواست
حال کا ہو - ہم یہہ اپیل مع خرچہ منظور کرتے ہین اور منسوخی ڈگری عدالت ہذا کے ڈگری
عدالت ماتحت کی بحال کرتے ہین -

فتح‌آباد — نگرانی فوجداری نمبر ۱۲۳ سنہ ۱۸۹۵ء — منفصلہ ۲۴ اپریل ۱۸۹۵ء

ملکہ معظمہ قیصرہند بنام اجودھیا پرشاد

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۹۵ (ب) — اجازت ارجاع استغاثہ فوجداری اسسٹنٹ کلکٹر ماتحت کلکٹر کا ہے۔

واسطے اغراض دفعہ ۱۹۵ ضمن (ب) مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اسسٹنٹ کلکٹر جب بطور عدالت مال کے اجلاس کرتا ہے ماتحت کلکٹر ضلع کے ہے باوجودیکہ اوس خاص مقدمہ مین جسمین ارتکاب اوس جرم کا ہوا ہے جسکی نسبت فرد اجازت کی ہے اپیل ضلع جج کے حضور مین ہو سکتا ہو۔

واقعات اسمقدمہ کے تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

مسٹر جی بنجامن منجانب سایل — گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار۔

ایج صاحب چیف جسٹس۔ کلکٹر ضلع نے اجازت ارجاع استغاثہ فوجداری بنام سایل عدالت ہذا بعلت جرم حلف دروغی کے دی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حلف دروغی کا ارتکاب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول کے روبرو اوس نالش مین ہوا تھا جسمین اپیل بشرطیکہ ہو سکتا ہو حضور مین ضلع جج کے ہوگا اور نہ کلکٹر کے حضور مین۔ مسٹر جی بنجامن نے یہہ بحث کی ہے کہ اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول حسب تعریف مندرجہ دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے عدالت ماتحت کلکٹر کے نہین ہے۔ جس نالش مین حلف دروغی کے ارتکاب ہونیکا بیان کیا جاتا ہے وہ نالش لگان یا لگان کی بموجب ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے ہے۔ بحیثیت عدالت مال کے اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول ماتحت کلکٹر کے ہے اگرچہ اس خاص مقدمہ مین اپیل ضلع جج کے حضور مین ہو سکتا ہے۔ اپیل ہمارا ضلعی اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول جب کہ ہو سکتی ہون اور وہ بحیثیت عدالت مال کے عمل کرتا ہو معمولی طور کلکٹر ضلع کے حضور مین بحیثیت عدالت مال کے ہون گے۔ حسب وجوہ بالا میری یہہ راے ہے کہ کلکٹر کو اختیار صادر کرنے حکم مشتہرہ بجالانے اجازت ارجاع استغاثہ فوجداری کے حاصل تھا اور مین درخواست ڈسمس کرتا ہون۔ درخواست کے ڈسمس کرنیمین مین کوئی راے بلسبت روداد مقدمہ کے ظاہر نہین کرتا ہون۔

مراد آباد

مفصلہ ۲۴ اپریل

اپیل اول نمبر ۷۶ سنہ ۱۸۹۴ع

کشوری لعل وغیرہم (مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام بہاری لال وغیرہ دیگر (مدعیان) رسپانڈنٹان

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۲۳ و ۵۸۸ - حکم سپردگی بہ ثالثی بمطابق اقرار نامہ سپردگی بہ ثالثی مدخلہ عدالت کے - اپیل -

بنا راضی حکم سپردگی بہ ثالثی صادرہ عدالت بمطابق اقرار نامہ سپردگی بہ ثالثی مدخلہ عدالت منجانب یکے از فریق نالش بموجب احکام دفعہ ۵۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اپیل نہیں ہو سکتا ہے - دیا چند بنام مختاور سنگھ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۴۳) دہنگوان بنام پرمیشری (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی جلد ۵ صفحہ ۱۷۹) اور پسٹن جی نوشیروان جی بنام دی بانک جی ایڈلکو (رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۱۰۳) پر حوالہ ہوا -

واقعات مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں -

امیر الدین منجانب اپیلانٹان - جوگندر ناتھ منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - رسپانڈنٹان اپیل ہذا نے ایک درخواست بموجب دفعہ ۵۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اوس غرض سے داخل کی تھی جس کے نسبت بیان ہوا ہے کہ اقرار نامہ ثالثی عدالت مین داخل کیا جاوے - معلوم ہوتا ہے کہ ضابطہ دفعہ ۵۲۳ کی تعمیل ہوئی ہے اور عدالت نے ایک حکم داخل کیے اقرار نامہ کا صادر کیا اور یہہ حکم دیا کہ اوسکی تعمیل کیجاوے جسکا مطلب ہم سمجھتے ہیں کہ عدالت نے حکم سپردگی ثالثی کا بموجب اقرار نامہ کے دیدیا - مدعا علیہم نے بنا راضی اوس حکم کے اپیل کیا ہے - وہ حکم بموجب دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قابل اپیل نہیں ہے - حسب منشاء تعریف ڈگری مندرجہ دفعہ ۲ مجموعہ مذکور کے وہ ڈگری نہیں ہے - اوس راے مین ہمارے تائید اصول فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا مقدمہ دیا چند بنام مختاور سنگھ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۴۳) اور اصول فیصلجات مقدمات دہنگوان بنام پرمیشری (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی جلد ۵ صفحہ ۱۷۹) اور پسٹن جی نوشیروان جی بنام دی بانک جی ایڈلکو (رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۱۰۳) سے جو بر بنائے مضمون دفعہ ۳۲۶ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ع کے فیصل ہوے تھے ہوتی ہے -

یہہ حجت ہوئی تھی کہ ہرگاہ عدالت ماتحت نے خرچہ دلایا ہے لہذا اپیل ہوسکتا ہے۔ دلایا جانا خرچہ کا کوئی فیصلہ بہ نسبت حق متدعویہ یا جائداد پیش کردہ کے جسکے رو سے جس درخواست کی تجویز ہوئی ہو جسپر بموجب دفعہ ۲۴۵ کے بطور نالش کے قایم کیا گیا تہا نہین ہوا ہے۔

ہم یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

صفحہ ۱۲۱ انگریزی

بریلی اپیل اول نمبر ۶۳ ۱۸۹۴ء منفصلہ ۸ مئی

رانی میوہ کنور (مدعاعلیہا) اپیلانٹ بنام بنارسی پرشاد (مدعی) رسپانڈنٹ

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۴۳ و ۴۴ - دعوے دخل اور واصلات کا جو بناء مخاصمت واحد سے پیدا ہو - نالش دخل - نالش مابعد واصلات کا ممنوع ہونا -

مدعی نے نالش دخلیابی جایداد غیر منقولہ کی کی تھی - اوس نے بعدہ مخالف جداگانہ مین دعوے واصلات اوسی جایداد غیر منقولہ کا کیا تہا تجویز ہوئی کہ یہہ نالش اخیر الذکر از روے دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے - لالی جی مل بنام بلاسی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۳ صفحہ ۲۶۰) اور رونکویا بنام سبنیا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۱۵۱) پر حوالہ ہوا -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

مادہو پرشاد منجانب اپیلانٹ   بنرجی و سندر لال منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - اس نالش مین مدعی نے دعوے واصلات کا کیا ہے - جزو اوس زمانہ کا جس کے بابت دعوی واصلات کا ہوا ہی ابتداے ۳۱ جنوری ۱۸۸۹ء لغایت ۲۳ دسمبر ۱۸۸۹ء ہے - مدعی نے ڈگری پائی اور اوس ڈگری کے روسے واصلات پر اوسکو سود بشرح ۵ فیصدی سالانہ دلایا گیا ہی مدعاعلیہا نے اوس ڈگری کے ناراضی سے اپیل کیا ہے -

اول عذر منجانب مدعاعلیہا کے بہ نسبت استحقاق مدعی کے کیا گیا ہے - یہہ عذر مدعاعلیہا کے لئے باقی نہین رہا ہے وہ پابند ڈگری نالش سابق کی ہے جس مین یہہ استحقاق مدعی خلاف اوس کے بہ نسبت اراضی متنازعہ کے ۳۱ جنوری ۱۸۸۹ء سے ثابت

دوسرا عذر بہ نسبت تعداد سود کے ہے جو واصلات پر دلایا گیا ہے۔ ۶ روپیہ فیصدی سالانہ کسیقدر زیادہ ہے لیکن ممالک ہذا مین غیر معقول یا غیر معمولی شرح سود کی نہین ہے۔ بہ نسبت عذر سود کے ہم عدالت ماتحت کے اختیار امتیازی مین دست اندازی کرنیکی کوئی وجہ نہین دیکھتے ہین۔

اوس کے بعد عذر اپیلانٹ کا بہ نسبت استحقاق مدعی دربارہ دعوے واصلات بابت زمانہ مابین ۱۳ جنوری ۱۸۸۹ء و ۲۳ دسمبر ۱۸۸۹ء کے ہے۔ نالش مسابق مین جو نالش بیدخلی کی بربناء ضبطی کے تھی ۱۳ جنوری ۱۸۸۹ء تک کے لگان کا دعوے ہوا تھا۔ یہہ وہ تاریخ ہے کہ جس تاریخ کو ضبطی کا وقوع پذیر ہونا بیان کیا جاتا ہے یعنی جس تاریخ کو مدعی کے استحقاق دخل مین نزاع پیدا ہوئی تھی اور جس تاریخ سے اوس نے بیان کیا ہے کہ اس مدعا علیہ اور دوسرے مدعا علیہ نے خلاف اوس کے دخل رکھا تھا۔ منجانب مدعا علیہ کے یہہ حجت ہوئی تھی کہ دعوے مدعی بابت واصلات مابین ۱۳ جنوری ۱۸۸۹ء و ۲۳ دسمبر ۱۸۸۹ء کے از روے دفعہ ۴۳ - ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء کے ممنوع السماعت ہے۔ بتائید اوس حجت کے ایک فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا لال جی مل بنام ہلاسی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۶۶۰) پیش کیا گیا ہے برعکس اس کے منجانب مدعی رسپانڈنٹ کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ تاثیر ضمن (الف) دفعہ ۴۴ ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء کہ بناء مخاصمت بازیافت اراضی کے بناء مخاصمت بازیافت واصلات نسبت اراضی مذکور سے مختلف ہوتی ہے اور فیصلہ ہائیکورٹ کلکتہ بمقدمہ لال سہوی بنام جانکی بی بی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۶۱۵) جو بہ تقلید فیصلجات اجلاس کامل عدالت موصوف کے بھی استدلال ہوا ہے۔ عبارت دفعات ۴۳ و ۴۴ - ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء کی صاف نہین ہے اور تذبذب پیدا کرتی ہے۔ دفعہ ۴۳ مین لفظ دعوے کوئی چیز ایسی سمجھی گئی ہے جو بناء مخاصمت سے پیدا ہوتی ہے اور لفظ بناء مخاصمت سے جدا گانہ۔ جب ہم دفعہ ۴۴ پر آتے ہین تو ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ بناء مخاصمت اور دعوے ایک ہی شئے سمجھی گئے ہین۔ یہہ ہم نہین جانتے ہین کہ آیا دفعہ ۴۴ سے جسمین قاعدہ ضابطہ کا معین ہوا ہے یہہ قانون موضوع کرنیکا مقصود تھا کہ دعوے واصلات اور دعوے واصلات اوس اراضی کا جسکے نسبت دعوے واصلات

کا ہے بناء مخاصمت واحد سے پیدا نہین ہو سکتے ہین - یہہ ممکن ہے کہ ایسی صورت
ہو سکتی ہے جسمین کوئی فریق مستحق دعویداری باز یافت جایداد [illegible]
واصلات اوسی جایداد کا ہو [illegible] ایسی ہی صورت
کے لیے معین کیا گیا ہے [illegible] وہ ہے اور ضمن (الف) دفعہ ۴۳ [illegible] مین
درج کیا گیا ہے ایسی صورت ہمارے ذہنون مین پیدا نہین ہوتی ہے - ہم یہہ
نہین کہہ سکتے ہین کہ ایسی صورت ظہور پذیر نہین ہوتی ہے فقرہ اول دفعہ ۴۳
مین جہانتک اوسپر حوالہ کرنیکی ضرورت ہے جو کچہہ حکم ہوا ہے یہہ ہے - ہر نالش مین
وہ تمام دعوی شامل کیا جائیگا جو مدعی بناء دعوے پر قایم کر سکتا ہو - مقدمہ سابق
مین جس بناء مخاصمت کے نسبت دعوی دخل کا کیا گیا تہا وہ جہانتک مدعاعلیہ حال کو
تعلق ہے وہ ضبطی ہے جسکے رو سے مدعی مستحق دخل کا تہا اور مدعی کا ناجایز طور پر جایداد
کے دخل اور تصرف سے محروم رہنا بناء مخاصمت ہین - اب دیکہنا چاہیے کہ واسطے
اوس واصلات کے جسکا دعوے مدعاعلیہ اپیلانٹ سے ہے کیا بناء مخاصمت ہے -
مختصراً یہہ بیان ہوا ہے کہ چونکہ بوجہ ضبطی کے مدعی مستحق دخل کا تہا اس مدعاعلیہ نے
بیجا طور پر مدعی کو بیدخل اور اوسکو منافع اراضی سے محروم رکہا - ہمکو معلوم ہوتا ہے
کہ یہان دو بناء مخاصمت نہین تہین بلکہ ایک اور وہی بناء مخاصمت تہی اور وہی
بناء مخاصمت جو نالش سابق مین دعوی مدعی کے موید تہی اوس کے دعوے واصلات
نالش حال کی موید ہے جہانتک زمانہ مابین ۳۱ جنوری ۱۸۸۹ع اور ۲۳ دسمبر ۱۸۸۹ع
کو تعلق ہے - دعوے دخل اور دعوے واصلات بہ نسبت زمانہ مابین ۳۱ جنوری
۱۸۸۹ع و ۲۳ دسمبر ۱۸۸۹ع ایسے دعاوی ہین جنکو ہماری رائے مین مدعی نالش
سابق مین بمقابلہ مدعاعلیہ بہ نسبت اوسی بناء مخاصمت کے جسکے بنا پر اوس نے نالش
سابق دایر کی تہی حسب منشاء دفعہ ۴۳ کے کر سکتا تہا - نالش سابق ۲۳ دسمبر ۱۸۸۹ع
کو دایر ہوئی تہی - لہذا جس بناء مخاصمت کے نسبت مدعی حال اوس نالش مین ڈگری
دخل کی حاصل کرنیمین کامیاب ہوا تہا تو اگر وہ کرتا اوسی نالش مین بمقابلہ اپیلانٹ دعوے
واصلات بابت زمانہ مابین تاریخ بیدخلی ناجایز یعنی ۳۱ جنوری ۱۸۸۹ع اور اوس تاریخ
کے کر سکتا تہا جب اوس نے وہ نالش یعنی ۲۳ دسمبر ۱۸۸۹ع کو دایر کی تہی - اس

راے کی تائید فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا محولہ بالا اور فیصلہ ہائیکورٹ مدراس مقدمہ ونکو بابنام سبانا (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۱۵۱) سے ہوتی ہے۔

ہم تجویز کرتے ہین کہ مدعی بوجہ دفعہ ۴۳ - ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء اور نالش سابق کے غیر مستحق دعوے واصلات مابین ۳۱ جنوری ۱۸۸۹ء اور ۲۳ دسمبر ۱۸۸۹ء کے اس نالش مین ہے - چونکہ فریقین بہ نسبت تعداد اوس واصلات کے جو بہ نتیجہ ہمارے فیصلے کے ڈگری عدالت ماتحت سے منہا کیا جاویگا اتفاق نہین کرتے ہین لہذا ہم یہہ مقدمہ عدالت ماتحت مین بموجب احکام دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اس امر کے تجویز کرنیکے لئے واپس کرتے ہین کہ بعد منہائی واصلات زمانہ مابین ۳۱ جنوری ۱۸۸۹ء اور ۲۳ دسمبر ۱۸۸۹ء کی مدعی کسقدر واصلات کا مستحق ہے - بعد واپسی ہمارے حکم کے دس روز کی مہلت اعتراض داخل کرنیکی دیجاویگی - عدالت ماتحت شہادت مزید القدر ضرورت لیگی -

---

مراد آباد — اپیل اول نمبر ۲۰ ۱۸۹۴ء — منفصلہ ۹ مئی

صفحہ ۱۲۲ انگریزی

سجاد احمد خان (مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام قادری بیگم (مدعی) رسپانڈنٹ

شرع محمدی - ہبہ - مشاع - جواز ہبہ - قبضہ -

ایک دستاویز جو بظاہر ہبہ نامہ مشتمل بر زمینداری و دیگر جایداد معلوم ہوتا تھا ۲۲ مئی ۱۸۹۰ء کو لکھی گئی تھی - اوسکی رجسٹری ۲۴ مئی ۱۸۹۰ء کو ہوئی تھی اور واہب ۲۶ کو مرا تھا - دستاویز مین یہہ ذکر درج تھا - مین نے مشتریان متذکرہ بالا کو جایداد مذکورہ بالا پر بقائمی اپنے دخل مالکانہ دیدیا - بعد وفات واہب اوسی دستاویز کے منجملہ موہوب لہم کے ایک موہوب لہ نے اپنی حق مین داخل خارج کرالیا - تجویز ہوئی کہ بموجب شرع محمدی کے ہبہ جایز اور موثر ہبہ نامہ ہے - محمد بخش خان بنام حسینی بی بی (لارپورٹ اپیل ہند جلد ۱۵ صفحہ ۸۱) و شیخ محمد ممتاز احمد بنام زبیدہ جان (لارپورٹ اپیل ہند جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۵ - اور وہی مقدمہ انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۴۶۰) پر حوالہ ہوا -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوسکتے ہین -

عبد المجید منجانب اپیلانٹ کاملن و غلام مجتبی منجانب رسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس و نوکس صاحب جسٹس — جو جایداد اس اپیل
مین متنازعہ ہے وہ ابتدا ایک شخص احمد یار خان کی تہی اور رسپانڈنٹ نے دعوی
بطور اوسکی بیوہ باستحقاق اوس کے وراثت کے کیا ہے - ایپلانٹ یکی از پسران
احمد یار خان ہے اور اوس نے جوابدہی دعوے کی اس بیان سے کی ہے کہ بذریعہ
دستاویز مورخہ ۲۲ مئی سنہ ۱۸۹۰ء کے احمد یار خان نے وہ جایداد اوس کے اور اوسکی
ماں کے ہاتھ فروخت کر دی ہے -

جج ماتحت نے دستاویز مورخہ ۲۲ مئی سنہ ۱۸۹۰ء کو ہبہ نامہ تجویز کیا ہی اگرچہ
ظاہرا وہ بیعنامہ ہے اور اونکی یہہ رائے ہے کہ بوجہ مشاع اور نیز اسوجہ سے کہ
واہب نے دخل نہین دیا تہا ہبہ ناجایز ہے - نظر بران اونہون نے دعوے ڈگری کیا
مسٹر عبد المجید منجانب ایپلانٹ کے جج ماتحت کے اس تجویز پر اعتراض نہین
کرتے ہین کہ دستاویز مورخہ ۲۲ مئی سنہ ۱۸۹۰ء ہبہ نامہ ہے - وہ یہہ بحث کرتے ہین کہ
کہ جن وجوہ کے بنا پر وہ ہبہ ناجایز تجویز ہوا ہے وہ باطل ہین -

بہ نسبت بحث مشاع کے فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ
امیر النسا خاتون بنام عبد النسا خاتون درپورٹ اپیل ہند جلد ۲ صفحہ ۸۷) جہانتک
جایداد زمینداری کو تعلق ہے قطعی ہے - اوسمقدمہ مین حکام عالیمقام نے یہہ تجویز کی تہی
کہ یہہ قاعدہ شرع محمدی کا کہ ہبہ مشاع کا ناجایز ہے حصص معین زمیندارسے متعلق نہین
ہے - بہ نسبت دیگر جایداد علاوہ زمینداری کے جسکا دعوے اس مقدمہ مین ہوا ہی
اگر بروے ہبہ کے دخل لے لیا گیا ہے تو موثر انتقال ملکیت کا ہوگا اگرچہ ہبہ مذکور بوجہ
مشاع کے ناجایز ہے یہہ تجویز پریوی کونسل سے بمقدمہ شیخ محمد ممتاز احمد بنام زبیدہ جا
دلار پورٹ اپیل ہند جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۵) اور وہی مقدمہ انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱
صفحہ ۴۶۰) مین ہوئی تہی - ہم یہہ تحریر کرتے ہین کہ مسٹر کانلن نے منجانب رسپانڈنٹ
کے مستعدی تسلیم کیا ہے کہ وہ تائید فیصلہ عدالت ماتحت کے بربناء مشاع کے نہین کرسکتے ہین
بہ نسبت قبضہ کے بیان ایپلانٹ کا عدالت ماتحت مین یہہ تہا کہ ایک سال
قبل تاریخ ہبہ کے وہ قابض تہا اور دستاویز مورخہ ۲۲ مئی سنہ ۱۸۹۰ء کے روسے صرف وہ
انتقال باضابطہ موثر کیا گیا تہا جو پہلے سے ہو چکا تہا - جج ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے

کہ یہہ بیان ثابت نہین ہوا ہے اور مسٹر عبدالمجید نے اس عدالت مین یہہ ثابت کرنیکی کوشش نہین کی ہے کہ یہہ تجویز غیر صحیح ہے۔ اونکی حجت یہہ ہے کہ بلحاظ نوعیت جایداد کے اختیار دخل لینے کا جس کے بعد دخل لے لیا گیا ہے واسطے جواز ہبہ کے کافی ہے اور اونہون نے فیصلجات پریوی کونسل مقدمہ محمد بخش خان بنام حسینی بی بی (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۱۵ صفحہ ۸۱) اور شیخ محمد ممتاز احمد بنام زبیدہ جان (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۵) اور وہی مقدمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۴۶۰ پر استدلال کیا ہے۔

ان مقدمات مین سے اول مقدمہ مین حکام عالیمقام نے یہہ تحریر فرمایا ہے۔ ہبہ بہت شہرت کے ساتھہ ہوا تھا خود ہبہ نامہ مین موہوب لہم کو دخل لے لینے کا اختیار دیا گیا تھا اور ظاہر ہوتا ہے کہ فی الواقع اونہون نے دخل لے لیا تھا۔ اندرین حالات حکام عالیمقام یہہ تجویز کرتے ہین کہ کوئی اعتراض یہہ بر اس بنا پر نہین ہو سکتا ہے کہ مشتہر ادی (واہبہ) کا دخل نہین تھا ... دخل نہین دے سکتی تھی (صفحہ ۲۱۵) دوسرے مقدمہ مین حکام عالیمقام نے یہہ تجویز کی ہے کہ جس صورت مین واہب کا دخل محض مالکانہ اور نہ دخل واقعی اوپر جزو کثیر جایداد کے تھا یعنی وہ محض لگان اور منافع وصول کرتی تھی تو ہبہ نامہ مین اس اقرار سے کہ اوس نے موہوب لہ کو اون کل جایدادون پر دخیل کرا دیا جو ہبہ نامہ کے رو سے دی گئی تھین اور اوس نے کل تعلق اونکا چھوڑ دیا اور موہوب لہ کو اختیار کامل ہر قسم کا بہ نسبت اوس کے حاصل ہے جس کے بعد واقعی قبضہ دیدیا گیا ہبہ موثر ہوگا (صفحہ ۲۱۵) حکام عالیمقام نے یہہ تجویز کی ہے کہ اقرار واہب کا حسب متذکرہ بالا ایک اقبال قابل پابندی اوپر وارثان واہب کے ہے۔

ہماری یہہ رائے ہے کہ یہہ فیصلجات مفید حجت مسٹر عبدالمجید کے ہین اسمقدمہ کا ہبہ نامہ ۲۲ مئی ۱۹۰۶ع کو لکھا گیا تھا اوسکی رجسٹری ۲۴ ماہ مذکور کو ہوئی تھی اور احمد یار خان واہب ۲۵ کو فوت ہوا تھا۔ دستاویز مین یہہ ذکر ہے کہ مین نے مشتریان مذکورہ بالا کو دخل مالکانہ جایداد مذکورہ بالا کا بطور اپنے قائممقام کے دیدیا ہے یہہ ایسا اقبال ہے جو حسب تجویز حکام عالیمقام پریوی کونسل کے رسپانڈنٹ پر قابل

پابندی ہے جو بیکے اولاد ثان احمد یار خان سے ہے - ہبہ نامہ اپیلانٹ کے قبضہ میں ہے
داخل خارج نام کا اوس کے حق میں ہوگیا ہے - اور عرضی نالش کے فقرہ چہارم میں یہہ تسلیم
کر بر بنا ہبہ نامہ متنازعہ کے وہ حاصل ہوا ہے -

وہ مسلماً قابض ہے اور جزو کثیر جایداد کا ایسی جایداد ہے جسکا واہب معرف
لگان اور منافع وصول کرتا تھا - قاعدہ قرار دادہ پریوی کونسل مقدمات محولہ بالا واقعات
مقدمہ ہذا سے پورے طور پر متعلق ہوتا ہے - لہذا ہبہ موسومہ اپیلانٹ جایز اور موثر ہے
ہم یہہ اپیل منظور کرتے ہیں اور بمنسوخی ڈگری عدالت ماتحت کے دعوے رسپانڈنٹ
کا بمقابلہ اپیلانٹ کے معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہیں -

ہم اعتراضات معہ خرچہ کو ڈسمس کرتے ہیں -

صفحہ ۲۲ [illegible]

کانپور — نگرانی دیوانی نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۹۵ء — منفصلہ ۱۰ ر مئی

عبد اللہ (سایل) بنام سلار و غیرہم (فریق ثانی)

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۶۲۲ - قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ دفعہ
۱۵ - اختیارات نگرانی قابل استعمال عدالت ہائیکورٹ -

ایک شخص مسمی عبد اللہ نالش انفساخ شراکت کا مدعی تھا - اوس نے
اپنی نالش بموجب سطور مندرجہ نمونہ نمبر ۱۱۳ ضمیمہ ۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مرتب
کی تھی - ۲۵ ر ستمبر ۱۸۹۴ء کو جج ماتحت کانپور نے ایک حکم بدین مضمون صادر کیا
کہ اوسی روز سے شراکت فسخ متصور ہو اور منوہر داس اور شیو پرشاد واسطے
جانچنے حساب اور لگانے بقایا ہر حصہ دار کے کمشنر مقرر ہوں - اسکی تکمیل ہونیکے بعد
مقدمہ ۳ ر دسمبر ۱۸۹۴ء کو پیش ہونیکو تھا - اس حکم کی ناراضی سے عدالت ضلع جج
کانپور میں اپیل داخل ہوا تھا جسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ حکم مشعر انفساخ شراکت بحال رہا
اور رسیور مقرر ہوا - ۲ ر مئی ۱۸۹۵ء کو ضلع جج نے یہہ حکم دیا کہ کمشنر مقرر کردہ
جج ماتحت جب حساب طے کر دیوین اوسکے بعد جج ماتحت میں ڈگری مرتب کیجاوے
مقدمہ عدالت جج ماتحت میں واسطے تصفیہ حساب معہ رسیور بغرض ایصال اوس
مال و متاع کے جو اوس حساب کے روسے واجب برآمد ہو بھیجا گیا - ایک اور حکم

بالمراجعت بنام جج ماتحت کے یہہ تہا کہ جج ماتحت ڈگری بموجب نمونہ نمبر ۲ ۱۳ ۱ و ۱۳۳ ۱ ضمیمہ ۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مرتب کرین - معلوم ہوتا ہے کہ مسل جج ماتحت کے پاس ۱۰ مئی سنہ ۱۸۹۱ء کو پہونچی تہی اور ظاہرا ایسا حکم ضلع جج کے بالکل نظر انداز کردے گئے تہے اوس کے بعد جو کچھ ہوا تہا وہ یہہ ہے کہ کمشنر دلن نے حساب جانچا تہا اور اون کی رپورٹ پر عذرداری ہوئی تہی - اون عذرات پر جج ماتحت نے غور کیا تہا اور تب ایک حکم صادر ہوا تہا جو بعبارت ذیل ہے - یہہ حکم اور ڈگری ہوا کہ مجموعہ مال و متاع کوٹہی شترکہ کے فریقین نالش مبلغ ۔۔ لہذہ حسب ضابطہ وصول کرینگے اور کل مال و متاع لقدادی ۔۔ حسب ذیل تقسیم کرلیوینگے - طریقہ تقسیم بتلایا گیا تہا اور اوس کے بعد یہہ حکم صادر ہوا تہا کہ جب تک مدعی زر واجب بابت رسوم عدالت کے ادا نہ کریگے ڈگری مذکور جاری نہو سکیگی - اس ڈگری غیر موثر کو جاری کرنیکی کوشش بیفایدہ کرنیکے بعد عبداللہ پہر عدالت جج ماتحت کا منتظر گیا اور اوس عدالت سے استدعا کی کہ خواہ بذریعہ ترمیم خواہ بتجویز ثانی یا کسی اور شکل سے ایسی ڈگری اوسکو عطا کیجاوے جسکو وہ جاری کرا سکے - جج ماتحت نے یہہ تجویز کی کہ ڈگری اخیر مقدمہ مین صادر ہو چکی ہے وہ کچہہ اور نہین کر سکتے ہین اور درخواست نامنظور کی -

حسب حالات بالا یہہ تجویز ہوئی کہ عدالت مجاز استعمال کرنے اون عام اختیارات کے جو از روے دفعہ ۱۵ قانون ۴ و ۲۵ و ۲۶ وکٹوریا باب ۱۰۴ کے عطا ہوئی ہین اور واپس کرنے مقدمہ کی جج ماتحت کے پاس ہے کہ تکمیل اوسکا مطابق قانون کے کیا جاوے - محمد سلیمان خان بنام فاطمہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۰۴) چلایا

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت مین پورے طور پر درج ہین -

سندر لال و غلام مجتبیٰ منجانب اپلانٹ - کانلن و روشن لال و موتی لال منجانب فریق ثانی

ناکس صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس - یہہ درخواست ایک شخص مسمی عبداللہ نے بدین استدعا عدالت ہذا سے کی ہے کہ بہ نسبت ایک حکم مصدرہ جج ماتحت کانپور مورخہ ۱۴ مئی سنہ ۱۸۹۴ء کے استعمال اختیارات نگرانی جو عدالت کو بموجب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عطا ہوئی ہین یا اون اختیارات نگرانی کا استعمال کیا جاوے جو اس عدالت کو بموجب دفعہ ۱۵ قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ کے

عطا ہوسے ہین ۔ حالات مقدمہ عجیب و غریب ہین اور جس طریقہ سے اوسکی تجویز جج ماتحت
کانپور نے کی ہے وہ بہت خاص قسم کا ہے ۔ بنظر سمجھنے اوس حالت کے جسمین فریقین مقدمہ
اب ہین خاص نوعیت مقدمہ کی اور وہ عمل جو اوسپر کیا گیا ہے بیان کرنا ضروری ہے ۔ عبداللہ
سایل عدالت ہذا مدعی ایک نالش الفساخ شراکت کا ہے ۔ اوس نے اپنی نالش حسب
سطور مندرجہ نمونہ نمبر ۱۱۳ ضمیمہ ۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مرتب کی ہتی اوس نے عدالت
سے یہہ استدعا کی ہتی کہ ڈگری فسخ شراکت کی صادر ہو اور حساب شراکت کا عدالت
طلب کرے اور زرہاے اوسکے بابت وصول کیجاوین اور ہر شریک کو حکم ہو کہ جو بقایا
بابت حساب شراکت کے اوسکے ذمہ برآمد ہو عدالت مین جمع کردے دیون اور ذمہ داریان
شراکت کی مودہی اور بیباق کیجاوین اور شراکت کی جایداد سے خرچہ عدالت ادا ہو
اور اگر بعد اوس مودہی اور بیباق کرنیکے اوسمین سے کچہہ باقی رہے وہ تقسیم کردیا جاوے
فی الواقع حسب تذکرہ بالا اوس نے عدالت سے اون کل دادرسیون کے عطا کرنیکی استدعا
کی ہتی جنکا وہ نالش الفساخ شراکت مین مستحق تہا ۔ ۲۵ ستمبر ۱۸۸۹ء کو جج ماتحت کانپور
نے ایک حکم اس مضمون سے صادر کیا تہا کہ شراکت اوس تاریخ سے فسخ متصور ہو اور
منوہرداس اور شیو پرشاد واسطے جانچنے حساب اور دریافت کرنے بقایا ذمہ ہر شریک
کے کمشنران مقرر ہون اور اس تکمیلہ کے بعد مقدمہ ۳ دسمبر ۱۸۸۹ء کو پیش ہونیکو
تہا ۔ بناراضی اس حکم کے عدالت ضلع جج کانپور مین اپیل ہوا تہا جسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ حکم
الفساخ شراکت بحال رہا اور ایک رسیور مقرر ہوا تہا ۔ یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ حکم تقرری
رسیور کا ایسا تہا جسپر فریقین اوسوقت رضامند ہوسے تہے جب وہ صادر ہوا تہا ۔ ظاہرا
پہلے ضلع جج کی یہہ نیت ہتی کہ ڈگری اونہین کے عدالت مین مرتب ہو جسکے روسے اون
متعدد امور کی تجویز ہو جاوے جنکی دادرسی کی استدعا عرضی نالش مین کی گئی ہتی اور جو
بلا تجویز چہوٹ گئی ہتی ۔ ۴ مئی ۱۸۹۰ء کو ضلع جج نے یہہ حکم دیا تہا کہ جو کمشنر جج ماتحت نے
مقرر کئے ہین وہ جب تصفیہ حساب کا کردیوین اوس کے بعد ڈگری عدالت جج ماتحت مین مرتب
کیجاوے ۔ مقدمہ عدالت جج ماتحت مین بغرض تصفیہ حساب اور رسیور مقرر شدہ بغرض
ایصال اون زرہاے کے بہیجا گیا جو بروے حساب مذکور یافتنی ثابت ہو ۔ ایک حکم
مزید بالصراحت بنام جج ماتحت گئے تہا کہ ڈگری بموجب نمونہ نمبر ۱۳۲ و ۱۳۳ ضمیمہ ۴

مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مرتب کیجاوے ۔ بسبیل تذکرہ یہہ ہم کہہ سکتے ہین کہ مقدمہ مین
یہی حکم مناسب قابل صادر ہونیکے تہا اور اگر جج ماتحت نے طرف اپنا فرض در بارہ
تعمیل مضامین احکام ضلع جج کے جنبہ طریقہ اوسمین ظاہر کیا گیا تہا ادا کیا ہوتا تو یہہ مقدمہ
ایسا پیچیدہ نہو جاتا جیسا کہ وہ اب ہو گیا ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسل مقدمہ
جج ماتحت کے پاس ۱۲ مئی سنہ ۱۸۹۶ء کو پہونچی ہی تہی جہانتک ہم دریافت کر سکتے ہین
معلوم ہوتا ہے کہ مضامین حکم مذکور کے نظر انداز کر دیے گئے تہے ۔ اوس کے بعد جو کچھ
ہوا تہا وہ یہہ ہے کہ کمشنروں کی حساب جانچا تہا اونکی رپورٹ پر اعتراضات
ہوے تہے ان عذرات پر جج ماتحت نے غور کیا تہا اور تب ایک حکم صادر کیا جو
بعبارت ذیل ہے یہہ ڈگری اور حکم ہوا کہ منجملہ زر ماسے کوٹھی مشترکہ کے فریقین نالش
بابت بلغ ... زر لہنہ حسب ضابطہ وصول کریلن اور کل مال و متاع تعدادی
... حسب ذیل تقسیم کر لیویں ۔ بعدہ طریقہ تقسیم بتلایا گیا اور ایک حکم
مزید یہہ صادر کیا گیا کہ جب تک مدعی زر مزید جو بابت رسوم عدالت کے واجب الادا
ہے ادا نہ کر لیوے یہہ ڈگری جاری نہوگی ۔

ظاہر ہے کہ اس حکم کے صادر کرنے مین جج ماتحت نے ہرگز نہ اون
دادرسیوں پر لحاظ کیا تہا جسکی مدعی نے استدعا کی اور نہ نمونہ جات قانونی پر لحاظ
کیا تہا جنکی بموجب ڈگریان نالشہاے انفساخ شراکت کے مقدموں مین مرتب ہونی
چاہئین ۔ نمونہ نمبر ۱۳۲ مین وہ نمونہ قانونی معین ہے جسمین حکم مشعر انفساخ
شراکت اور انتظام کل ضروریات قبل ڈگری کے ہو جانا چاہئے ۔ نمونہ ۱۳۳
وہ نمونہ قانونی ہے جسمین ڈگری اوسی قسم کے مقدموں مین بہ تغیر و تبدل اون
حالات کے مرتب ہونی چاہئے جو ہر مقدمہ مین ضروری ہو ۔ جج ماتحت نے ایک
حکم مشعر انفساخ شراکت صادر کیا تہا ۔ بموجب حکم مزید ضلع جج کے اونکی پاس
ایک رسیور واسطے وصول کرنے زر لہنہ کاروبار مذکور کے موجود تہا اور انہون نے
حساب لیجانیکا انتظام کر دیا تہا ۔ یہانتک کل امور بترتیب مناسب ہوے تہے لیکن
اونہون نے زر لہنہ بذریعہ رسیور کے وصول نہین کرایا ۔ لہذا عدالت مین اونکی
پاس کوئی سرمایہ موجود نہین تہا کہ جسمین سے وہ دیون فرمی کاروبار شراکت

اور خرچہ کے ادا ہونگے اور ہر شریک کو اوسکا حصہ دلانیکا انتظام جا بجا آ کر سکتے بشرطیکہ کچھہ ہوتا۔ اگرچہ ماتحت
اوس ڈگری کے پڑہنی کی تکلیف جو اونکی پاس ضلع جج نے بہیجی تہی او، نمونہ معینہ قانون کے دیکہنے کی تکلیف
گوارا کرتے تو وہ اس امر کے دیکہنے مین قاصر رہتے کہ ۲۲ اپریل سنہ ۱۸۹۱ء کو قبل اسکے کہ مقدمہ مین وہ ڈگری اخیر صادر
کرنیکی کوشش کرین اونکو بہت کچھہ کرنا باقی تہا۔ یہہ مقدمات جنکو اونہون نے بلا کسی سبب چہوڑ دیا تہا اونہون نے فریقین پر چہوڑ
کی کوشش کی ہی یہ ہونکہ اوس حکم کے معنی ان کو کسی دستور شرع مین بہت دشواری جسکے رو سے اونہون نے یہ ہدایت کی تہی کہ
فریقین حسب ضابطہ زر اپنے دعوا کرین۔ مجموعہ مین کوئی ایسا ضابطہ معین نہین معلوم ہوتا ہی جسکے ہونیکا جج ماتحت نے
خیال کیا ہی اور اونکی اوس ڈگری کا جو اونہون نے ۲۲ اپریل سنہ ۱۸۹۱ء کو صادر کی تہی یہہ نتیجہ ہی کہ اونہون نے فریقین کے ہاتہہ مین
ایسا حکم دیدیا تہا جس سے بہت جہگڑا پیدا ہونیکی ترغیب ہوتی ہی اور جو ایسا حکم تہا جو عبداللہ کو جبکہ اوسکی جاری کرنیکی کوشش
کی یہہ معلوم ہوا کہ حکم مصدرہ عدالت غیر موثر ڈگری ہی۔ اس لیے اوس ڈگری کے بغایدہ جاری کرنیکی کوشش کرنیکے بعد عبداللہ
پہر عدالت جج ماتحت کانپور مین گیا اور اوس عدالت سے یہہ استدعا کی کہ خواہ بذریعہ ترمیم یا بذریعہ تجویز ثانی یا کسی اور طریقہ سے ایک
ایسی ڈگری عطا کرے جسکو وہ جاری کرا سکے۔ جج ماتحت نے تجویز کیا تہی کہ ڈگری اخیر مقدمہ مین صادر ہو چکی ہی اب وہ اوسکو بدل
نہین کر سکتے ہین اور درخواست نامنظور کی۔ یہ وہی حکم نامنظوری درخواست مورخہ ۲۴ مئی سنہ ۱۸۹۲ء کا ہی جس مین
دست اندازی کی درخواست خواہ بموجب دفعہ ۶۲۲ یا بموجب ان اختیارات نگرانی کے ہی جو اسٹیٹوٹ کے رو سے ہمکو عطا ہوئے ہین

جن اسناد پر کونسل سایل استدلال کرتے ہین وہ یہہ ہین محمد سلیمان خان بنام فاطمہ (انڈین لا رپورٹس الہ آباد
جلد ۹ صفحہ ۱۰۴) گوبند کمار چودہری بنام کسٹو کمار چودہری (ویکلی رپورٹر جلد ۷ صفحہ ۵۲) معاملہ عرضی ... بنام نواب ناظم
اف بنگال (ویکلی رپورٹر جلد ۱ صفحہ ۲۲۹) اور منوہر پال بنام جے پی وایز (ویکلی رپورٹر جلد ۱۵ صفحہ ۲۴۶)

باعتبار سند ان نظایر کے یہہ حجت ہوی ہی کہ یہ عدالت ہذا مسل طلب کر سکتی ہی اور مقدمہ مین احکام صادر کر سکتی
ہی کیونکہ جج ماتحت نے اوس اختیار سماعت کا استعمال نہین کیا ہی جو اونکو حاصل ہی۔ لیکن اگر عدالت کو یہ معلوم ہو کہ دفعہ
۶۲۲ مین صرف اونہین مقدمات کیلیے حکم ہی جنمین اپیل اس عدالت مین نہین ہو سکتا ہی تو دفعہ ۱۵ ایکٹ قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریہ
باب ۱۰۴ مین ایسی شرائط شامل نہین ہین اور اختیار عام نگرانی کا عدالت ہذا کو اوسکے رو سے عطا ہوا۔ فریق ثانی کیجانب
سے کل تقریر کی قوت اس حجت مین ہے کہ نالش مین ڈگری صادر ہو چکی ہی اور ایسی ڈگری صادر ہو چکی ہی جسکو سایل نے نفوذ
ڈگری کے لیے قصد کیا تہا کہ مین نے اوسکے جاری ہونیکی کوشش کی ہی اور جو چارہ کار سایل کو حاصل ہی وہ اپیل کا چارہ کار ہی
یہہ حجت ہوی ہی کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی اور جو شرط استعمال لفظ نگرانی موقوعہ دفعہ ۱۵ ایکٹ قانون ۲۴ و ۲۵
وکٹوریا باب ۱۰۴ پر مسٹر جسٹس اسٹریٹ صاحب نے بمقدمہ محمد سلیمان خان بنام فاطمہ لگائی ہی اون دونون کے رو سے عدالت
ہذا حکم مورخہ ۲۴ مئی سنہ ۱۸۹۲ء مین دست اندازی کرنے سے ممنوع ہے۔

ایک امر ظاہری اور وہ یہہ ہی کہ عدالت ماتحت یعنی عدالت جج ماتحت نالش فیمابین فریقین مین حسب ضابطہ اپنا فرض ادا کرنے مین قاصر رہتی ہے۔ کوئی علامت غفلت سایل کی دربارہ نافذ کرنے اپنی حقوق کے نہین ہوئی ہی جب کہ حکم ۲۲ اپریل ۱۸۹۱ع کا مشمولہ بجا صادر ہوا ہی سایل حتی الامکان اپنی حقوق کے نافذ کرنیکی کوشش باعانت اوس ڈگری کے جو جج ماتحت نے صادر کی تہی کر تا رہا ہی جب ہی دسکو معلوم ہوا کہ ڈگری کا اثر ہی اوسنے فوراً ایسی عمل کرنیکی کوشش اون نقایص کے رفع ادا کی کی ہے۔ باعتبار ان حالات کے ہماری یہہ رائے ہی کہ ہمکو بسبیل نگرانی کے جج ماتحت کو یہہ حکم دینے کا اختیار ہی کہ وہ اپنا کام کرین یعنی بسبیل تعمیل اوس ڈگری کے جو ضلع جج نے ۲ مئی ۱۸۹۱ع کو بہیجی تہی اور حسب اقتضاء قانون اون کاموں کا تکمیل کرین جو وا منعان قوانین باولسنے بحیثیت عدالت کے کرانا چاہتے ہین اور اونکو فریقین پر پہونچانا جب نالش انصاف شراکت کی اونکی روبرو پیش ہو۔ الفاظ مستعملہ دفعہ ۱۵۔ ایکٹ فرمان شاہی کی عدالت ہائی کورٹ نے بمقدمہ محمد سلیمان خان بنام فاطمہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۱۰۴) یہی تعبیر قایم کی ہی۔ ذی علم چیف جسٹس اور اون ججون نے جنہون نے اونکی ساتھ اتفاق کیا تہا یہہ تجویز کی تہی کہ باستعمال اپنی اختیارات نگرانی کے ہائیکورٹ عدالت ماتحت کو یہہ حکم دینے کی مجاز ہے کہ اپنا کام کرے اور اون امور مین عمل کرنیسے اجتناب کرے جنکا اختیار سماعت اونکو حاصل نہین ہے لیکن باستعمال اس اختیار کے ہائیکورٹ عدالت ماتحت کے احکام مین اس بنا پر دست اندازی کرنے یا اونکو درست کرنیکی مجاز نہین ہی کہ حکم عدالت ماتحت کا کسی غلطی قانونی یا غلطی واقعات پر مبنی ہی۔ الفاظ مستعملہ مسٹر جسٹس اسٹریٹ صاحب کے کسیطرح بہی اوس رائے کے خلاف نہین ہین جو چیف جسٹس نے رائی قایم کی تہی جو مسٹر جسٹس اسٹریٹ صاحب نے کہا تہا وہ کل بدین خلاصہ ہی کہ معمولی طور پر نگرانی کی پیرایہ مین عدالتکو بجز ادعا کے دست اندازی نکرنی چاہیئے کہ حسب قرار دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی سی ظاہر ہوتا ہی۔ فی الواقع اوس ذی علم جج نے لفظ نگرانی کے نسبت بہت وسیع رائے یہہ تجویز کرکے قایم کی ہی کہ اوسمین اختیارات عدالتانہ اور تشکیل عدالتانہ قسیکشا ملین اسمقدمہ کے غیر معمولی نوعیت پر نظر کرکے ہمکو کچھہ شبہ نہین ہے کہ نا رضیکا اٹہا رایہ فرض ہی کہ حکم مورخہ ۱۴ مئی ۱۸۹۴ع منسوخ کرین اور جج ماتحت کو اپنا کام کرنے اور مقدمہ کو بموجب نمونہ جات مشمولہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تکمیل کرنیکا حکم دیوین۔ اس امر کے کہنے مین اونکو اوس حکم سے بہی ضرور رہنمائی ہوگی جو ضلع جج نے اونکی متقدم عہدہ کے پاس ۲ مئی ۱۸۹۱ع کو بہیجا تہا۔ خرچہ اس درخواست کا خرچہ مقدمہ مین محسوب ہوگا۔

علیگڈہ — اپیل اول نمبر ۲۶ ۱۸۹۴ء — منفصلہ ۳ مئی — صفحہ ۱۴۹ اگرچڑمی

کلاوتی (مدعیہ) اپیلانٹ بنام چھیدی لال وغیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۶۲ - ایسے حالات ضروری کا ہونا جنمین صلحنامہ جو منجانب نابالغ کے ولی یا رفیق ترین کرے وہ نابالغ پر قابل پابندی ہو۔

بنظر اس کے کہ کوئی معاہدہ یا صلحنامہ جس سے دفعہ ۴۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق ہو معاہدہ یا صلحنامہ جایز ہو یہہ ضروری ہے کہ رفیق ترین یا ولی عدالت سے شرایط معاہدہ یا صلحنامہ مذکور پر غور کرنیکی درخواست کرے اور اوس معاہدہ یا صلحنامہ کے کرنیسے پہلے عدالت سے اجازت اوس معاہدہ یا صلحنامہ مجوزہ کے کرنیکی حاصل کرے - عدالت کو یہہ امر قلمبند کرنا چاہئے کہ اوس سے ایسی درخواست ہوئی تھی اور شرایط معاہدہ یا صلحنامہ مجوزہ پر عدالت نے غور کیا تھا اور بلحاظ فایدہ نابالغ کے عدالت نے اوس معاہدہ یا صلحنامہ کے کرنیکی اجازت دی تھی -

محض اس امر سے کہ عدالت نے بموجب صلحنامہ کے ڈگری صادر کی ہے یہہ قیاس نہین کیا جا سکتا ہے کہ عدالت اون ابتدائی اور ضروری مراتب مین سے کسی کو عمل لائی ہے جو ڈگری صادر کرنیکے لئے ضروری ہین -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

بنرجی و رام پرشاد و درگا چرن منجانب اپیلانٹ - جوگندر ناتھ منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - یہہ اپیل بنا راضی ڈگری جج ماتحت علیگڈہ کے ہے - مدعی جو نابالغ ہے بتوسط اپنے ولی کے اپیلانٹ ہے - رسپانڈنٹ مدعا علیہم مقدمہ ہین - بعد ارجاع نالش کے فریقین ایک صلحنامہ پر رضامند ہوے تھے اور انہون نے صلحنامہ عدالت مین داخل کیا اور بعد تصدیق ہو جانے صلحنامہ کے جج ماتحت نے بموجب شرایط صلحنامہ کے ڈگری صادر کی اور اسطرح پر مقدمہ کا فیصلہ کر دیا - اسمین شبہ نہین ہے کہ بموجب دفعہ ۳۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے یہہ کام عدالت کا ہے کہ ڈگری مطابق کسی جایز صلحنامہ کے جو فریقین کرین اور جو متعلق نالش کے ہو صادر کرے - لیکن بنظر دیکھنے اس امر کے کہ جب نابالغ کو تعلق ہو تو کونسا صلحنامہ جایز ہوگا ہم دفعہ ۴۶۲ مجموعہ مذکور پر توجہہ کرتے ہین - بغرض تحفظ نابالغون کے وہ دفعہ موضوع کیا گیا ہے اور اوس دفعہ

کے رو سے ہر فریق ترین یا ولی دوران نالش کو تاکیداً ممانعت ہے کہ کوئی معاہدہ یا صلحنامہ
منجانب نابالغ بہ نسبت اوس نالش کے جسمین بحیثیت اوس رفیق ترین یا ولی کے وہ
عمل کرتا ہے بلا اجازت عدالت کی نہ کرے۔ اگر اوس دفعہ کی یہہ منشا ہوتی کہ عدالت کو کوئی
اختیار امتیازی عدالتانہ بہ نسبت معقولیت اور فایدہ نابالغ اوس معاہدہ یا صلحنامہ
کے استعمال نہ کرے یا استعمال کرنا لازم نہین ہے تو دفعہ مذکور دربارہ تحفظ نابالغان کے
ایسے مقدمات مین بالکل غیر موثر ہے۔ بنظر اس کے کہ کوئی معاہدہ یا صلحنامہ جس سے دفعہ
۴۶۲ متعلق ہو جایز ہو جاوے یہہ ضروری ہے کہ رفیق ترین یا ولی عدالت سے یہہ
درخواست کرے کہ شرایط مجوزہ معاہدہ یا صلحنامہ پر غور کیا جاوے اور قبل معاہدہ یا
صلحنامہ کرنیکے اوس معاہدہ یا صلحنامہ مجوزہ کے کرنیکی عدالت سے اجازت حاصل کرے
مزید بران عدالت یہہ امر قلمبند کریگی کہ اوس سے ایسی درخواست کی گئی تھی اور شرایط
صلحنامہ یا معاہدہ مجوزہ پر عدالت نے غور کیا تھا اور بنظر فایدہ نابالغ کے عدالت نے اوس
معاہدہ یا صلحنامہ مجوزہ کے کرنیکی اجازت دی تھی محض اس امر سے کہ عدالت نے بموجب
صلحنامہ کے ڈگری صادر کی ہے یہہ قیاس نہین کیا جاسکتا ہے کہ جو مراتب ڈگری
صادر کرنیکے لئے ابتدائی اور ضروری ہین اونمین سے کسی کو عدالت مین لائی تھی۔
فی الحقیقت اسمقدمہ کے کارروایات اور احکام مصدرہ پر نظر کرنیسے یہہ ظاہر ہے کہ
عدالت نے کبھی اس امر پر غور نہین کیا کہ آیا بنظر فایدہ نابالغ کے یہہ صلحنامہ مناسب ہے یا نہین
اور جس امر پر عدالت نے اپنی توجہ مایل کی تھی وہ یہہ ہے کہ فریقین کو اصرار ہے کہ معاہدہ ہوا ہے
ہم یہہ اپیل منظور کرتے ہین اور بمنسوخی ڈگری عدالت ماتحت مقدمہ
بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت ماتحت مین بغرض فیصلہ روداد کے
واپس کرتے ہین۔ ولی مجاز ہے کہ عدالت سے درخواست اجازت مقدمہ مین صلحنامہ کرنیکی
حاصل کرے اور اگر عدالت بعد غور کرنے بہ نسبت فایدہ نابالغ کے اور اس امر کے کہ فریقین
صلحنامہ کرنیکو راضی ہین اجازت دیوے تب یہہ کام عدالت کا ہوگا کہ ڈگری بموجب دفعہ
۳۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر کرے۔ اگر مقدمہ کی تجویز کیجاوے تو عدالت احتیاط
خاص اس امر کے دیکھنے مین کریگی کہ نابالغ کے حق مین انصاف ہو بشرطیکہ اوسکا کچھہ استحقاق
ہو۔ خرچہ اس اپیل کا نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

فرخ آباد نگرانی فوجداری نمبر ۳۴۳ ۱۸۹۵ء منفصلہ ۷ مئی

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام چہوٹے لال وغیرہم

ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۶۷ء (ایکٹ قمار بازی) دفعہ ۱۳- مقام عام- چبوترہ مندر کا-

تجویز ہوئی کہ مندر کا چبوترہ جسپر کل عوام الناس کے فرقون کو جو زیل قوم کے ہون موقع آمدرفت کا حاصل ہے حسب منشاء دفعہ ۱۳- ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۶۷ء کے مقام عام ہے۔

یہہ استصواب سشن جج فرخ آباد نے اوسمقدمہ مین کیا تہا جسمین چند شخصون کے نسبت بتجویز ثبوت جرم بعلت قمار بازی گلی عام یا مقام عام یا شارع عام مین حسب المنشاء دفعہ ۱۳- ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۶۷ء کے صادر ہوئی تہی کیونکہ جج کی یہہ رائے قرار پائی تہی کہ جس مقام پر ملزمان جوا کہیلتے ہوے پاے گیے تہے وہ یعنی چبوترہ مندر کا منشا مین دفعہ مذکور مین داخل نہین ہوتا ہے- واقعات مقدمہ حکم عدالت سے جو حسب ذیل ہے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین-

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس- چند شخصون کے نسبت بتجویز ثبوت جرم بعلت قمار بازی بموجب دفعہ ۱۳- ایکٹ ۳ ۱۸۶۷ء کے صادر ہوئی تہی- قمار بازی اوس چبوترہ پر ہوئی تہی جسپر عامہ خلایق کے بہت فرقہ یعنی کل قسم کے لوگ جو رزیل قوم کے ہون امدرفت رکہتے ہین کیونکہ وہ چبوترہ مندر کے آگے گلی عام میں ہے سشن جج جنہون نے یہہ استصواب کیا ہے یہہ کہتے ہین کہ اونہون نے یہہ خیال کیا ہے کہ وہ چبوترہ گلی عام مین نہین ہے اگر وہ گلی عام مین نہین ہے تو وہ حسب منشاء دفعہ مذکور کے مقام عام ہے- وہ مقام عام ہے کیونکہ بڑا فرقہ عام خلایق کا اوسپر رسائی رکہتا ہے-

ذی علم سشن جج نے ہمکو ایکٹ مابعد بوجہ ترمیم ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۶۷ء کا بہی حوالہ دیا ہے- معلوم ہوتا ہے کہ ایکٹ مابعد درباره ترمیم دفعہ ۱۳- ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۶۷ء کے ہی جہانتک کہ اوسکو برہاسے تعلق ہے-

ہم کوئی وجہ دست اندازی کی نہین دیکہتے ہین مسل واپس ہو-

بریلی اپیل اول احکام نمبر ۱۱ ۱۸۹۵ء منفصلہ ۱۷ مئی

ارتھرلین (عذردار) اپیلانٹ بنام ہدایت اللہ خان (سایل) رسپانڈنٹ

ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ء (ایکٹ وراثت ہند) دفعات ۵۰ و ۲۶۱ و ۲۶۳
چٹھیات اہتمام ترکہ کا عطا ہونا۔ حکم۔ ڈگری۔ وصیت نامہ کا تحریر ہونا۔ علامت دستخط موصیہ کا باعانت ایک گواہ کے ثبت ہونا۔

تجویز ہوئی کہ اپیل بناراضی حکم ضلع جج متعلق عطائے چٹھیات اہتمام ترکہ متعلقہ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ء مناسب طور پر بطور اپیل اول احکام کے دایر کیا گیا۔

یہہ بھی تجویز ہوئی کہ جب منجملہ گواہان وصیت نامہ کے ایک گواہ نے جب موصیہ اپنی علامت بطور دستخط کے وصیت نامہ پر ثبت کرتی تھی ہاتھ پکڑ لیا اور رہنمائی کی تو یہہ موصیہ کی علامت کا ثبت کرنا منجانب گواہ مذکور کے ایسا نہیں ہے جس سے وہ حسب منشاء فیصلہ مقدمہ انابائی بنام پٹن جی (رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۸۷) گواہ ہونے سے ناقابل ہو جاوے

واقعات اسمقدمہ کے بنرجی صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

ڈلن منجانب اپیلانٹ امیر الدین منجانب رسپانڈنٹ

بنرجی صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل بناراضی حکم ضلع جج بریلی کے ہے جو بدین حکم تھا کہ چٹھیات اہتمام ترکہ اپیلانٹ کو معہ نقل وصیت نامہ موصی کے جو اوس کے ساتھہ منسلک رہی دیجاوین۔ اپیلانٹ کی یہہ حجت ہے کہ چونکہ تصدیق وصیت نامہ کی گواہون نے مناسب طور پر نہین کی تھی لہذا چٹھیات اہتمام ترکہ بلا منسلک ہونے نقل کے عطا ہونی چاہئے تھین یہہ اپیل عدالت ہذا مین پیش ہوا تھا اور بطور اپیل احکام کے درج رجسٹر ہوا تھا۔ مسٹر امیر الدین نے منجانب رسپانڈنٹ کے عذر ابتدائی بہ نسبت سماعت اپیل کے اس بنیاد پر کیا ہے کہ اپیل بطور اپیل بناراضی ڈگری کے پیش ہونا چاہئے تھا اور نہ بطور اپیل بناراضی حکم کے متصور ہونا چاہئے اور چونکہ بشکل اپیل بناراضی ڈگری کے پیش نہین ہوا ہے لہذا اوس کی سماعت ہرگز نہونی چاہئے۔ دفعہ ۲۶۳ - ایکٹ وراثت ہند ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ء مین یہہ حکم ہے کہ ہر حکم مصدرہ ضلع جج بذریعہ اوہن اختیارات کے جو اونکو از روے ایکٹ مذکور کے عطا ہوے ہین تابع اپیل ہائیکورٹ بموجب اون قواعد کے ہونگے جو مجموعہ ضابطہ دیوانی مین متعلق اپیلون کے شامل ہین۔ دفعہ مذکور مین عبارتاً ضلع جج کے حکم کا ذکر ہے لہذا اپیل بہ عدالت ہائیکورٹ اگرچہ وہ محکوم احکام قانونی مندرجہ مجموعہ ضابطہ دیوانی

متعلق اپیل کے ہو ایک اپیل بناراضی حکم کے ہے - یہہ سچ ہے کہ بموجب دفعہ ۲۶۱ - ایکٹ ۱۸۹۵ء کے کارروایات متعدمات نزاعی متعلقہ ایکٹ مذکور بشکل نالشات نمبری کے ہو نگے لیکن جو حکم اون کارروایات مین صادر ہو گا وہ حکم سے کچھہ کم نہین ہے اور ڈگری نہین ہے کیونکہ اوس کے رو سے تجویز حق متدعویہ یا جو امدعی کی پیش شدہ نالش ہے نہین ہوتی ہے لہذا اپیل بعدالت ہائیکورٹ بناراضی ایسے حکم کے ایک اپیل بناراضی حکم کے ہے - یہہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ واسطے اغراض رسوم عدالت کے اپیل بناراضی حاکم متعلقہ دفعہ ۲۴ ایکٹ وراثت ہند (۱۰ ۱۸۶۵ء) بطور اپیل بناراضی حکم کے متصور ہونا چاہئیے - بی بنام ہارڈی (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۵ء صفحہ ۷۷) نظر بران مین عذر ابتدائی مسٹر امیر الدین کا نامنظور کرتا ہون - بہ نسبت روداد مقدمہ کے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹرس کین مادر اپیلانٹ نے ایک وصیت نامہ لکہا تہا - اوس وصیت نامہ کو ڈاکٹر اندرسن صاحب نے لکہا تہا اور اوسپر دو گواہون نے گواہی کی ہتی جسمین سے ایک ڈاکٹر اندرسن صاحب تہے - اوسپر علامت ثبت ہے جو علامت مسٹرس کین کی معلوم ہوتی ہے - یہہ حجت ہوئی ہے کہ وہ علامت وصیت نامہ پر ڈاکٹر اندرسن صاحب نے ثبت کی ہتی اور اس وجہ سے ڈاکٹر اندرسن صاحب مجاز ہونے گواہ تصدیق کنندہ وصیت نامہ کے نہین رہے اور چونکہ صرف ایک ہی اور گواہ وصیت نامہ کا ہے لہذا وہ بوجہ اسکے کہ اوسپر تصدیق مناسب دو گواہون کی نہین ہے ناجایز ہے - بلحاظ ضمن ۳ دفعہ ۵۰ - ایکٹ نمبر ۱۰ ۱۸۶۵ء کے جو شخص وصیت نامہ پر دستخط یا علامت وصیت کنندہ کی ثبت کرے وہ اوس کے تحریر کا گواہ تصدیق کنندہ ہو نیکا مجاز نہین ہوتا ہے - مقدمہ انا بائی بنام پیشن جی (رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۸۷) مین یہہ تجویز ہوئی ہتی - لیکن اسمقدمہ مین ڈاکٹر اندرسن صاحب نے جو کچھہ اظہار دیا ہے وہ یہہ ہے :- اونہون نے یہہ بیان کیا ہے کہ وہ میم اتنی کمزور ہتی کہ وہ خود اپنی علامت نہین بنا سکتی ہتی اور اس لئے ڈاکٹر اندرسن اور اوس نے یعنی دونون نے قلم پکڑا اور ڈاکٹر اندرسن کی مدد سے اوس نے اپنی علامت ثبت کی - لہذا وصیت نامہ پر ڈاکٹر اندرسن نے علامت نہین ثبت کی بلکہ خود وصیت کنندہ نے ڈاکٹر اندرسن صاحب کی مدد سے علامت ثبت کی ہتی اور یہہ علامت اوسی کی متصور ہونی چاہئے - یہہ ایسا مقدمہ نہین ہے جس مین

دستخط یا علامت وصیت نامہ پر وصیت کنندہ نے نہین کی ہتی بلکہ گواہان تصدیق کنندہ مین سے ایک گواہ نے کی ہتی - میری راے مین وصیت نامہ کے رو سے احکام دفعہ ۵۰ کے خلاف ورزی نہین ہوئی ہے اور عدالت ماتحت نے مناسب طور پر اوسکو جائز تجویز کیا ہے - اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے -

---

صفحہ ۴۴ انگریزی — گورکہپور

اپیل اول نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۹۳ء

منفصلہ ۷ جون

خرسیدر بہادر پال (مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام خادم حسین وغیرہم (مدعیان) رسپانڈنٹان

ایکٹ نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ء - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعات ۸۸ و ۹۰ - رہن سود مابعد وعدہ جسکا معاہدہ نہو - سود مابعد کو جزو زر رہن نہین ہے - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۱۱۶ - میعاد سماعت -

جب نالش بنیلام مقتضیہ دفعات ۸۸ و ۹۰ - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء مین عدالت بموجب ایکٹ نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ء کے سود مابعد وعدہ دلاتی ہے تو اوسکی ڈگری جہانتک سود مابعد وعدہ مذکور کو تعلق ہے ڈگری نیلام کی بموجب دفعہ ۸۸ کے نہین ہے بلکہ ڈگری زر نقد کی ہے جو اوس طریقہ سے جاری ہوسکتی ہے جو واسطے اجراے ڈگریات محض زر نقد کے منضبط ہے - بکرا جیت تیواری بنام درگا دیال تیواری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۲۷۴) سے اختلاف ہوا -

مد ۱۱۶ ضمیمہ ۲ - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء اوس دعوی سے متعلق ہے جو واسطے دلاپانے سود بموجب ایکٹ ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ء بوجہ تاریخ وجوب پر نہ ادا ہونے زر واجب از روی رہننامہ رجسٹری شدہ کے کیا جاوے بشرطیکہ نالش اندر چہہ سال کے تاریخ عہد شکنی سے دایر نہ کیجاوے -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے پورے طور پر ظاہر ہوتے ہین -

جوگندر ناتہہ منجانب اپیلانٹ بنرجی منجانب رسپانڈنٹان -

ایج صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس - ۲۳ اپریل سنہ ۱۸۹۴ء کو مدعیان نے جو رسپانڈنٹان اپیل ہذا ہین عدالت جج ماتحت گورکہپور مین

نالش باستدعاے صدور ڈگری نیلام مواضعات براری و بہیدوا بموجب دفعہ ۸۸ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ع بربنا رہنامہ مورخہ ۲۸ اپریل سنہ ۱۸۸۹ع اور نمبر ۸۸ مین استدعا داير کی کہ اگر زرِ نقش نیلام بردو مواضعات کا واسطے بیباقی مطالبہ مدعیان کے کافی نہو تو ڈگری مین حکم لیصال زر بقایا کا درج کر دیا جاوے کہ جسکی ڈگری دیگر جایداد منقولہ و غیر منقولہ مدعا علیہم پر کیجاوے۔ زر متدعویہ ... ہے جسمین سے مبلغ ... کا دعوے بطور اصل کے اور مبلغ ... کا دعوے بطور سود کے ہے۔

بیان تحریری مین صرف دو عذرات ہین جنپر بطور موجبات اپیل کے اس اپیل مین استدلال ہے اور وہ یہہ ہین کہ رہنامہ مین بعد تاریخ وجوب کے سود ادا کرنیکی شرط نہین ہے اور بوجہ میعاد سماعت کے مدعیان مستحق سود کے بطور خسارہ کے نہین ہین رہنامہ ایسا ہے جسمین کوئی وقت تعیین کی نہین ظاہر ہوتی ہے۔ زر اصل مبلغ ... ہے جسپر سود بشرح ایک روپیہ فیصدی ماہانہ ادا ہونیکا اقرار ہوا تھا شرط بہ نسبت واپس ادا کرنے زر اصل اور ادا کرنے سود کے جیسا کہ اوسکا صحیح ترجمہ ہوا ہے حسب ذیل ہے۔

لہذا مین اقرار کرتا ہون اور یہہ تمسک لکھدیتا ہون کہ زر مذکورہ بالا معہ سود بشرح ایک روپیہ فیصدی ماہوار آجکی تاریخ سے تا تاریخ وصول اندر ایک سال کے مین ادا و بیباق کر دونگا۔ دیگر ضروری فقرات مابعد رہنامہ مین حسب ذیل ہین۔

بعوض زر مذکورہ بالا کے مین کل موضع براری و بہیدوا پتہ جہارکولا پرگنہ مہوا لی مملوکہ تنہا اپنے اور جو کسیطرح غیر منتقل نہین ہوے ہین اور اونپر میرا قبضہ و دخل مین ہین مرہون و مکفول کرتا ہون اور جب تک کل زر اصل و سود بشرح مذکورہ بالا مین ادا نہ کر لونگا مین حصص مذکورۂ بالا کو کسی کے پاس بذریعہ بیع یا رہن کے منتقل نہ کرونگا۔ جب مین اصل معہ سود ادا کرونگا تو مین رسید رجسٹری شدہ شیخ صاحبان موصوف سے حاصل کرونگا۔ اگر مین کسی وجہ سے روپیہ خزانہ عدالت مین جمع کرونگا تو مین دعوے اوس خرچہ کا جو مجھکو عاید ہو نہ کرونگا .... اگر مین تاریخ وجوب پر زر اصل معہ سود ادا نہ کرون تو شیخ صاحبان موصوف کو اختیار ہوگا کہ زر مذکورہ معہ سود بشرح ۱ فیصدی ماہانہ اور خرچہ جایداد مرہونہ اور دیگر جایداد منقولہ و غیر منقولہ لکھنو

میرے سے وصول کرلیوین ... جو روپیہ مین ادا کرونگا پہلے سود مین محسوب ہوگا
اور بقیہ اصل مین مجرا و محسوب ہوگا - اگر اندر وعدہ معینہ و مشروطہ کے مہاجنان کو
کوئی وجہ بے اطمینانی کی بوجہ میرے کسی فعل کے پیدا ہو تو مہاجنان موصوف کو اختیار
ہوگا کہ اصل وسود واجب یافتنی اپنا ذات و جایداد مجہہ مقر سے حسب تفصیل اوپر لکہی ہے
وصول کرلیوین اور انتظار انقضاے وعدہ مشروطہ کا نکرین -

جج ماتحت نے جنہون نے غفلت سے یا اور طرح پر ظاہرا رہنامہ کا غلط ترجمہ کیا
ہے یہہ بیان کیا کہ بہ ملاحظہ دستاویز کے اونکی یہہ راے قرار پائی کہ فریقین کی یہہ نیت تہی
کہ سود ادا ہونے تک قایم رہے اور یہہ نیت نہین تہی کہ سود کا ادا ہونا ایک سال
پر محدود تہا اور مشارالیہ نے مدعیان کو ڈگری بابت مع حرجہ و سود آیندہ
بشرح ۲ فیصدی ماہانہ عطا کی اور یہہ حکم دیا کہ اگر زر ڈگری شدہ اندر چار مہینہ کے ادا ہو جاوے
تو جایداد نیلام کیجاوے - اصل مدعاعلیہا نے بنا راضی اوس ڈگری کے اپیل کیا ہے - بوجہ
فیصلہ حال ہائیکورٹ کلکتہ بمقدمہ بکر ماجیت تیواری بنام درگا دیال تیواری (انڈین
لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۲۷۴) کے یہہ اپیل اجلاس کامل مین سپرد ہوا ہے -

منجانب مدعاعلیہ اپیلانٹ کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ از روے دستاویز کے
سود ابتدای تاریخ دستاویز (۲۸ اپریل ۱۸۷۹ء) سے تا اداے اندر ایک سال کے
روان رہیگا اور اگر اندر ایک سال کے ادا نہو تو وہ سود تاریخ دستاویز سے ایک سال تک
روان رہیگا اور نہ اوس سے زیادہ اور دیگر شرایط دستاویز مشعر پابندی راہن دربارہ
نہ منتقل کرنے جایداد مرہونہ اور مرتہنان کو یہہ اختیار دینے کے بارہ مین کہ بحالت نا ادا
ہونیکے زر اصل مع سود وصول کرین عام شکل کی شرایط ہین جو قریب قریب ممالک
مین کل رہنامجات مین لکہے جاتے ہین علی العموم اصل سے کہ ذمہ داری راہن کی بابت ادا کرنے
سود کے تا دوران میعاد رہن کے سود تک محدود ہو یا شرط ادا کرنے سود نہ صرف
تا میعاد معین رہن کے ہو بلکہ بعد تاریخ وجوب رہن کے بہی شرط ہو - منجانب اپیلانٹ
کے یہہ بہی حجت ہوئی تہی کہ جج جو سود بموجب ایکٹ ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ء کے رہن پر دلا سکتے
ہین وہ از قسم خسارہ ہے اور از قسم سود معاہدہ کے نہین ہے اور کسی طرح پر وہ سود رہن
حسب منشاء دفعہ ۸۶ - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے نہین ہے اور اس مقدمہ مین معاوضہ

بالنسبت سود کے خواہ سود کے نام سے ہو خواہ خسارہ کے نام سے ہو بعد انقضا ایک سال کے تاریخ رہن سے از روے ایکٹ میعاد سماعت ہند ۱۸۷۷ء کے خارج المیعاد ہے۔ منجانب اپیلانٹ کے اسناد ذیل پر حوالہ ہوا ہے۔ کوک بنام فولر (لا رپورٹ ایچ ایل جلد ۷ صفحہ ۲۷) و لچھمن دیال بنام اودت نراین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۴۸۶) و منصب علی بنام گلاب چند (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۸۵) و بھگونت سنگھ بنام دریاو سنگھ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۴۱۶) و سری نواس رام پانڈے بنام اودت نراین مصر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۳۴۳) و گوری کنور بنام بھولیسری کمار سنگھ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۹)

منجانب مدعیان رسپانڈنٹان کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ بموجب رہنامہ کے سود اوس حیثیت سے نہ صرف میعاد رہن تک بلکہ تاریخ وجوب کے بعد بھی واجب الادا تھا اور ہر حال مین عدالت بعد تاریخ وجوب کے بموجب ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۳۹ء کے سود دلا سکتی ہے اور جو سود اسطرح پر دلایا جاوے وہ بطور خسارہ کے متصور ہونا چاہیے بلکہ بطور ایسے سود کے متصور ہونا چاہیے جسکا خیال فریقین کے خیال مین اوسوقت تھا جب رہنامہ لکھا گیا تھا کیونکہ اونکی نسبت یہہ قیاس ہونا چاہیے کہ وہ احکام ایکٹ ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ء سے واقف تھے اور وہ ایکٹ متعلق ہونا چاہیے بشرطیکہ اصل و سود جو از روی رہنامہ کے واجب ہو تاریخ وجوب پر ادا نہ کیا گیا ہو۔ رسپانڈنٹان کی طرف سے یہہ بھی حجت ہوئی تھی کہ جو سود عدالت نے بموجب ایکٹ ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ء کے تاریخ وجوب رہن پر اصل و سود ادا نہ ہونیکی وجہ سے دلایا ہے وہ حسب منشاء دفعہ ۸۶۔ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے سود رہن پر ہے۔ اس مسلہ کی تائید مین فیصلہ مقدمہ بکرماجیت تیواری بنام درگا دیال تیواری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۷۴) پر استدلال ہوا ہے یہہ بھی حجت ہوئی ہے کہ بموجب ایکٹ نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ء کے عدالت باوجودیکہ میعاد سماعت معینہ حسب مد ۱۳۲ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ میعاد سماعت ہند سنہ ۱۸۷۷ء قبل رجوع نالش کے گذر گئی ہو سود کی ڈگری کر سکتی ہے۔ یہہ حجت ہوئی ہے کہ یہی نتیجہ جائز اوس مقدمہ سے اخذ کیا جا سکتا ہے جس کی رپورٹ انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۷۴ مین درج ہے دیگر مقدمات جنپر منجانب رسپانڈنٹان کے استدلال ہوا ہے جسب

ذیل مین ۔ مقدمہ گم نام سٹلر رجہ رپورٹ ٹانٹن صاحب جلد ۴ صفحہ ۸۷۶ و پرالیس بنام دی گریٹ وسٹرن ریلوے کمپنی در رپورٹ ایم وڈ بلیو جلد ۱۶ صفحہ ۲۴۴) اور لنڈن چیتہم ڈوور ریلوے کمپنی بنام سوتھ ایسٹرن ریلوے کمپنی (لا رپورٹ چینسری ڈویزن جلد ۱ صفحہ ۱۲۰)۔

ہماری راے مین تعبیر رہنامہ مین گنجایش شبہ کی نہین ہے ۔ میعاد ایک سال کی ۲۸ اپریل ۱۸۹۰ء سے ہتی ۔ بروقت گذر جانے اوس میعاد کے مرتہنان دعوے اون زرہاے اصل کا جو بروقت انقضاء اوس سال کے واجب الادا باقی رہا ہو کر سکتے تہے اور وصول کر سکتے تہے بعض حالات مین مرتہنان قبل انقضاے اوس سال کے دعوے اصل اور سود کا جو تاریخ ارجاع اونکی نالش کے واجب ہو تا کر سکتے تہے اور وصول کر سکتے تہے ۔ بجانب دیگر زر اصل و سود واجب مرتہنان کو ادا کر کے یا خزانہ عدالت مین جمع کر کے انفکاک رہن قبل انقضاے اوس سال کے بہی کرا سکتے تہے بشرط اداے سود بعد تاریخ وجوب کے رہنامہ مین نہین قرار پائی ہتی اور بلاشبہ بموجب معمولی تعبیر ایسی دستاویزات کے ممالک ہذا مین جسکو ہم صحیح باور کرتے ہین راہن نہین خیال کر سکتا ہے ۔ شرائط مندرجہ رہنامہ قابل پابندی راہن دربارہ نہ منتقل کرنے جایداد مرہونہ اور مرتہن کو یہہ اختیار دینے کے بارہ مین کہ اگر راہن تاریخ وجوب پر اصل و سود ادا کرنے مین قاصر رہے تو وہ زر اصل و سود وصول کر لیوے معمولی شرائط ہین جو ممالک ہذا کے رہنامجات مین عموماً لکہے جاتے ہین عام اس سے کہ نیت یہہ ہو کہ سود صرف تاریخ وجوب تک روان رہیگا یا یہہ کہ نہ صرف تاریخ وجوب تک بلکہ بعد تاریخ وجوب کے اور جب تک زر اصل ادا نہو جاوے سود روان رہیگا ۔ ایسی شرائط کی تعبیر عدالت ہذا مین یہہ کبہی نہین ہوئی ہے کہ اون سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ سود بعد تاریخ وجوب کے بہی روان رہیگا ۔

یہہ کہا جا سکتا ہے کہ مرتہنون نے تعبیر رہنامہ کی اسطرح پر نہ کی ہوگی کہ اوسمین یہہ شرط ہے کہ سود بعد انقضاے اوس سال کے جو ۲۸ اپریل ۱۸۹۰ء سے شروع ہوا تو کیون اونہون نے اپنی نالش اندر میعاد معینہ ازروے مد ۱۴۷ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت ہند ۱۸۷۷ء کے دایر نہین کی ہتی ۔ ممکن ہے کہ مرتہنون نے رہنامہ

کی تعبیر غلط کی ہو اور یہہ بہی ممکن ہے کہ اونہون نے وہی راے قانونی قایم کی ہو جو
مقدمہ بکرماجیت تیواری بنام درگا دیال تیواری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۱
صفحہ ۲۷۴) مین قایم ہوئی ہے اور مد ۱۱۶ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت ہند سنہ ۱۸۷۷ء کے
تعلق سے ناواقف رہتے ہون - اون وجوہ پر غور کرنا بے سود ہے کہ جو مرتہنون پر موثر
ہوئی تہین - ہمکو جو کچہہ تجویز کرنا ہے وہ یہہ ہے کہ نیت باہمی فریقین کی کیا تہی جو رہنامہ
سے ثابت ہوتی ہے - ہم کہہ چکے ہین کہ ہماری راے مین رہنامہ کی تعبیر مین کوئی
شبہ وارد نہین ہوتا ہے - اگر رہنامہ کی تعبیر مین کچہہ شبہ بہی وارد ہو سکتا ہوتا تو ہم
عدالت ہذا مین قانون گستری کے لیے اجلاس کرکے از روے عدل و انصاف و نیک
نیتی کے تعبیر رہنامہ کی مفید راہن کے اور خلاف مرتہن کے بہ نسبت کسی امر مشتبہ کے
کرنا لازم آتا - ممالک ہذا کے قرض لینے والون اور زر نقد قرض دینے والون کا اس
امر سے واقف ہونا بہت کم علم ہو سکتا ہے کہ شاذ ہی یہہ بات ہوتی ہے کہ کسی چہوٹے
زمیندار یا کاشتکار کو امانت قانونی کسی قسم کی رہن کے قرضہ کی گفتگو مین یا رہنامہ کی
طیاری یا پسندیدگی مین حاصل ہوتی ہے قرض لینے والا زر نقد قرض دینے والے کے
پاس جاتا ہے اور زر نقد قرض دینے والا ہی وہ شخص ہے جو رہنامہ طیار کرتا ہے
اور ایک سو مقدمون مین سے ننانوے مقدمات مین وہی وہ شخص ہے جو عبارت
مستعملہ رہنامہ کا ذمہ دار ہے زر نقد قرض دینے والا ہوشیار شخص کاروباری
ہے اور حاجت مند زمیندار یا حاجت مند کاشتکار اراضی کی کاشت اور فصل اور
تخم کی قیمت سمجہہ سکتا ہے لیکن تاوقتیکہ تجربہ تلخ سے تعلیم نہ پاوے وہ بہت
ہی کم عبارت قانونی کے مطلب سخت کو سمجہہ سکتا ہے - کسی مشتبہ معاہدہ کی تعبیر
درمیان ایک مکڑی اور مکہی کے خلاف مکہی کے کرنا اوسیطرح غیر معقول ہوگا کہ جس طرح ہم
ممالک ہذا مین کسی مشتبہ شرط مندرجہ رہنامہ کی تعبیر خلاف راہن کے کرنا معقول ہو۔
جب از روے رہنامہ کے یہہ شرط قرار پائی ہے کہ اصل و سود بشرح
معہودہ کسی خاص وقت پر واجب الادا ہوگا اور راہن اوس تاریخ پر یا اوس کے
قبل ادا کرنے مین قاصر رہے تو پابندی احکام ایکٹ میعاد سماعت ہند سنہ ۱۸۷۷ء کے
عدالت حسب اقتضاے اپنی اختیار امتیازی کے بموجب ایکٹ ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ء کے

بعد تاریخ معین کے سود دلانیکی مجاز ہے بشرطیکہ فریقین نے خود معاہدہ بیرون ایکٹ مذکور سے نہ کیا ہو۔ یہہ شاذ ہی ہوتا ہے کہ ایکٹ مذکور کا وہ حکم قانونی جسکے روسے عدالت کو اختیار سود دلانیکا اوس حال مین ہوتا ہے جبکہ مطالبہ بذریعہ تحریر کے کیا جاوے معاملہ رہن سے متعلق ہو سکے۔

یہہ بخوبی ظاہر ہے کہ جو سود عدالت بموجب ایکٹ نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ع کے دلا سکتی ہے وہ معاہدہ کا سود نہین ہے۔ ایسے سود کا بموجب ایکٹ نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ع کے دلایا جانا اور جو شرح سود کی دلائی جا سکتی ہے اوسکا مدار معاہدہ فریقین پر نہین ہے بلکہ اوسکا مدار بالکل عدالت کے اختیار امتیازی پر ہے۔ وہ بطور معاوضہ خلاف ورزی معاہدہ کے بابتہ ادا کرنے اوس روپیہ کے بوقت معین کے ایک صورت مین اور دوسری صورت مین بوجہ نہ تعمیل کرنے مطالبہ تحریری کے دلایا جاتا ہے اور وہ خسارہ ہے اگرچہ تعداد اوس خسارہ کی اوس شرح سے متحقق ہو سکتی ہے کہ جس شرح سے عدالت کسی خاص مقدمہ مین دلادیوے۔ اس بارہ مین اصولاً کوئی فرق درمیان ایکٹ نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ع و دفعہ ۲۸ قانون سوم و چہارم ولیم چہارم باب ۴۲ کے نہین ہے۔ انگلستان مین جو سود بطور خسارہ بموجب دفعہ ۲۸ قانون سوم و چہارم ولیم چہارم باب ۴۲ کے دلایا جاتا ہے وہ تاوقتیکہ فیصلہ ہو جاوے قرضہ نہین ہوتا ہے کہ جب وہ بسبب ڈگری ہو جاتا ہے

ہمارے ذہنون مین یہہ بات ظاہر ہے کہ مد ۱۱۶ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت ہند سنہ ۱۸۷۷ع ہر ایسے دعوے سے متعلق ہوگا جو واسطے دلاپانے سود بموجب ایکٹ نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ع بہ نسبت تاریخ معینہ پر نہ ادا ہونے زر واجب از روے رہنامہ رجسٹری شدہ کے کیا جاوے بشرطیکہ تاریخ خلاف ورزی معاہدہ سے چھہ سال کے اندر نالش رجوع نہ کیجاوے۔

اب ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ع پر عود کرنے سے ہم کو احکام دفعات ۸۳ و ۸۴ و ۸۶ و ۸۸ و ۹۲ - ایکٹ مذکور کے مقابلہ کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس سود کے بشمول زر اصل کے ادا کرنے پر راہن بیعبات یا نیلام کو روک سکتا ہے یا انفکاک حاصل کر سکتا ہے وہ وہ سود ہے جس کے ادا

کرنے کا اوس نے اقرار کیا ہے اور جس کے ادا کرنیکا رہن نامہ کے روسے اطمینان
کیا گیا ہے۔ جو لوگ ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ء (ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے مسودہ
کرنے کے ذمہ دار تھے وہ ہمیشہ اس بات کی احتیاط نہین کرتے تھے کہ ایک ہی
منشا ظاہر کرنے کے لئے ایک ہی عبارت استعمال کرین تاہم یہہ قابل قیاس
نہین ہے کہ مقصود یہہ تہا کہ راہن مستحق انفکاک رہن کا بموجب دفعہ ۹۲ کے
تاریخ معینہ عدالت پر زر اصل و سود معاہدہ کا جو از روے رہنامہ کے واجب
ہو معہ خرچہ نالش کے اگر کچہہ مرتہن کو دلایا گیا ہو ادا کرنے پر ہوگا اور نظر تحفظ
سلام محکومہ دفعہ ۸۸ و دفعہ ۸۹ کے اوس کو نہ صرف زر ہاے اصل و سود معاہدہ
جو از روے اوسی رہنامہ کے واجب ہو تاریخ معینہ عدالت پر بشمول خرچہ نالش
کے اگر کچہہ مرتہن کو دلایا گیا ہو مجبوراً ادا کرنا پڑیگا بلکہ بشمول سود مذکور کے جو
عدالت نے بموجب ایکٹ نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ء کے دلایا ہو ادا کرنا پڑیگا اور تاہم
اگر فیصلہ مقدمہ بکرماجیت تیواری بنام درگا دیال تیواری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ
کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۲۷۴) صحیح ہے تو یہہ نتیجہ دفعات ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ - ایکٹ نمبر ۴
سنہ ۱۸۸۲ء کا ہے۔ مثلاً فیمابین فریقین مقدمہ ہذا کے بہ توسط اونکی کونسل اور
وکیل اپنے اپنے کے یہہ اقرار ہوا ہے کہ زر اصل و سود واجب تا تاریخ انفصال
سال رہن کے معہ ۱۱۵ ہے اور اگر فیصلہ اول الذکر ہائیکورٹ کلکتہ کا صحیح ہے
تو ڈگری اصل و سود تا تاریخ نالش واسطے مبلغ معہ تا ۱۱۵ کے ضرور ہوگی یہہ
نالش ۲۳ / اپریل سنہ ۱۸۹۲ء کو دایر ہوئی تہی - ۲۲ / اپریل سنہ ۱۸۹۲ء کو راہن عدالت
مین بموجب دفعہ ۸۳ - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء بقایا زر رہن واجب کہ جو بشرطیکہ ہماری
تعبیر رہن نامہ کی صحیح ہے مبلغ معہ ۱۱۵ ہے عدالت مین جمع کر سکتا تہا اور تب دفعہ
۸۴ متعلق ہو جاتا یا ۲۲ / اپریل سنہ ۱۸۹۲ء کو راہن نالش انفکاک رہن کی دایر
کر سکتا تہا اور بموجب دفعہ ۹۲ - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے وہ مستحق ڈگری انفکاک
رہن کا ہو جاتا بشرطیکہ وہ مدعا علیہ کو یا عدالت مین مبلغ معہ ۱۱۵ سہ اور خرچہ
نالش اگر کچہہ مدعا علیہ کو دلایا جاتا تا ادا کر دیتا۔ بموجب دفعہ ۹۲ کے کوئی بحث
بابت اوس سود کے نہین ہو سکتی ہے جو بموجب ایکٹ نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ء کے

دلایا جاوے - لفظ زر رہن مستعملہ دفعہ ۹۲ کے تعریف بذریعہ دفعہ ۵۸ (الف)
کے اس طرح پر ہوئی ہے زر اصل اور وہ سود جس کے ادا کرنیکا اطمینان ہوا ہے
بوقت موجودہ زر رہن کہلاتے ہین - ہم یہہ نہین قیاس کرتے ہین کہ کوئی شخص
یہہ ایما کر سکیگا کہ جو سود عدالت سے بموجب ایکٹ نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ء کے دلایا جاوے
وہ اس تعریف مین داخل ہو سکتا ہے بجز اوس صورت کے کہ فریقین نے بالتخصیص
اپنے دستاویز مین یہہ اقرار کیا ہے کہ جو سود عدالت بموجب ایکٹ نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ء
کے دلاویگی وہ بطور اوس سود کے متصور ہوگا جسکا اطمینان کر دیا گیا ہے -
ہم نے کوئی دستاویز ایسی نہین دیکھی ہے جس مین ایسا اقرار شامل ہو -
بلالحاظ اوس شعاع کے بہی جو دفعات ۸۳ و ۸۴ و ۹۰ و ۹۲ - اور ۹۴ - ایکٹ
نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء پر غور کرنے سے حاصل ہوتی ہے ہمکو کچھہ شبہ نہین ہو سکتا تہا کہ
لفظ سود بالائے رہن مستعملہ دفعہ ۸۶ ضرور وہ سود ہے جو رہن کے روسے واجب
ہے اور وہ سود نہین ہے جو عدالت بموجب ایکٹ نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ء کے دلا سکتی
ہے سود اخرالذکر نہ واجب ہے اور نہ رہن پر واجب ہو سکتا ہے وہ بذریعہ ڈگری
عدالت کے واجب ہوتا ہے اور صرف ڈگری ہی کے روسے واجب ہوتا ہے اور
اس لیے وہ جزو اوس رقم کا نہین ہے جس کے نہ ادا ہونیکی صورت مین جایداد مرہونہ
اوس حیثیت سے بموجب دفعات ۸۸ و ۹۰ کے نیلام ہو سکتی ہے - جب نالش
نیلام محکومہ دفعات ۸۸ و ۹۰ مین عدالت بموجب ایکٹ نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ء کے سود
بعد تاریخ وجوب کے دلاتی ہے تو اوسکی ڈگری جہانتک سود تاریخ مابعد کو تعلق ہے
ڈگری نیلام کی بموجب دفعہ ۸۸ کے نہین ہے بلکہ ڈگری زر نقد کی ہے جو اوس طریقہ
سے جاری ہو سکتی ہے کہ جو طریقہ واسطے اجراے ڈگریات محض زر نقد کے منضبط ہوا
ہے - صرف بموجب ایکٹ انتقال جایداد سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) ہی کے یہہ
بات ہے کہ عدالت نالش نیلام بربناء رہن مین ڈگری نیلام جایداد مرہونہ کے اوسی
حیثیت سے صادر کر سکتی ہے اور عدالت کو یہہ اختیار حاصل نہین ہے کہ اون دفعات
کو بذریعہ صادر کرنے ڈگری نیلام جایداد مرہونہ اوس صورت مین صادر کرے کہ جب
وہ سود ادا نہ کیا جاوے جو اوس نے بموجب ایکٹ نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ء کے دلایا ہے -

اسمقدمہ کا رہنامہ ۲۱ اپریل ۱۸۷۹ء کو لکہا گیا تہا۔ ڈگری نیلام جایداد
مرہونہ کی جو اسمقدمہ مین صادر ہو سکتی ہتی وہ صرف ڈگری محکومہ دفعہ ۸۸ ایکٹ نمبر ۴
سنہ ۱۸۸۲ء ہے۔ مرتہن ثانی پر جس نے اپنا روپیہ ۱۸۸۲ء مین ایسی جایداد کے اطمینان پر
اور باحتیاط خود دفتر رجسٹرار مین نوعیت مواخذہ سابق کی دریافت کر لینے کے بعد اور
جس نے احکام ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء پر بہروسہ کرکے دیا ہے بڑی سختی ہوگی بشرطیکہ
اوس کے حقوق ملتوی کر دیے جاوین اور مرتہن اول بذریعہ اپنی ڈگری منصفہ ایکٹ
نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ء زرثمن نیلام جایداد مرہونہ سے اوس سود کے ادا کیے جانے کا
مستحق ہو جاوے جو اوس کو عدالت نے بموجب ایکٹ نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ء کے
عطا کی ہے قبل اس کے کہ کوئی جزو زرثمن نیلام مذکور کا رہن ثانی کے ادا و بیباق
کرنے مین صرف کیا جاوے۔ ہماری راے مین جب ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء
صادر کرتے تہے اور دفعہ ۲۹۵ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء صادر کرتے تہے اوس
وقت واضعان قوانین کا ہرگز یہہ مقصود نہین تہا۔

اپیلانٹ نے اوس دادرسی کو جو ہم اوس کو اس اپیل مین عطا کر سکتے
ہین بذریعہ اپنی استدعا مندرجہ اپنی یادداشت اپیل کے جو یہہ ہے محدود کر دیا
ہے۔ کہ حکم دلایا جانے سود بعد وعدہ بقدر متذکرہ تعین اپیل ہذا منسوخ کیا جاوے
اور اوسقدر نالش ڈسمس کیا جاوے رقم متذکرہ تعین اپیل مبلغ لعمہ/۵
ہے۔ بمنہائی رقم [illegible] مذکور کے تعداد ڈگری عدالت ماتحت سے مدعی
کو ڈگری زر بقایا کی عطا کرتے ہین اور حکم دیتے ہین کہ جب مدعا علیہ اپیلانٹ
مدعیان کو یا عدالت مین ۲۷ نومبر آیندہ کو یا اوس کے قبل زر بقایا مذکور ادا کرین
تو مدعیان مدعا علیہ اپیلانٹ کو یا ایسے شخص کو جسکو وہ مقرر کرے کل دستاویزات
جو بقبضہ و زیر اختیار مدعیان کے متعلق جایداد مرہونہ کے ہون حوالہ کرین اور
جایداد کو بنام مدعا علیہ اپیلانٹ مبرا کل ذمہ داریون سے جو مدعیان نے یا اون
مین سے کسی نے یا کسی شخص نے جو بتوسط اونکی یا اونمین سے کسی کے توسط سے
دعویدار ہو پیدا کی ہون منتقل کر دیوین لیکن اگر زر مذکور ۲۷ نومبر آیندہ یا اوس سے
قبل ادا نہ کیا جاوے تو جایداد مرہونہ یا اوسکا جزو کافی نیلام کیا جاوے اور یہہ

اوسمین سے خرچہ نیلام وضع کرنے کے بعد زرثمن نیلام عدالت مین جمع کیا جاوے اور
زر مذکور کے ادا کرنے لین جو ہم نے مدعیان کو یافتنی تجویز کیا ہے صرف کیا جاوے
اور اگر کچھہ باقی رہے وہ مدعا علیہ اپیلانٹ کو یا دیگر اشخاص کو جو اوسکے پانیکے مستحق
ہون ادا کیا جاوے۔ ہم ڈگری عدالت ماتحت کی ترمیم کرتے ہین اور یہہ اپیل بقدر
متذکرہ بالا معہ خرچہ اپیلانٹ بابت عدالت ہذا کے منظور کرتے ہین بالشکل دیگر
نالش ڈسمس کرتے ہین۔

صفحہ ۱۲ انگریزی

منفصلہ یکم جون ۱۸۹۵ء — درخواست بمقدمہ اپیل دوم نمبر ۶۲۲ ۱۸۹۰ء

بندھن سنگہ وغیرہم (اپیلانٹان) سایلان بنام جیت نرائن سنگہ وغیرہم (ریسپانڈنٹان) فریق ثانی

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۶۲۲ - تجویز ثانی - اپیل دوم - درخواست تجویز ثانی کا اون واقعات پر مبنی ہونا جو لبعد تجویز عدالت اپیل ماتحت کے وقوع پذیر ہوئے ہین

تجویز ہوئی کہ جو واقعات لبعد صدور تجویز عدالت اپیل اول کے وجود پذیر ہوے ہین وہ وجوہ تجویز ثانی فیصلہ عدالت اپیل دوم کے نہین ہوسکتے ہین -

یہہ درخواست تجویز ثانی مدخلہ اپیلانٹان اپیل دوم منفصلہ ہایکورٹ موقوعہ ۱۵ نومبر ۱۸۹۳ء کے ہے - واقعات مقدمہ فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

منجملہ سایلان کے ایک شخص اصالتاً حاضر ہوا تہا - بنرجی بجانب فریق ثانی

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - یہہ درخواست تجویز ثانی کی بموجب دفعہ ۶۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہوئی ہے جس فیصلہ سے وہ متعلق ہے ایک فیصلہ عدالت ہذا کا ایک اپیل دوم مین ہے جو ۱۵ نومبر ۱۸۹۳ء کو صادر ہوا تہا - جس مقدمہ مین وہ فیصلہ معرض صدور مین آیا تہا وہ درخواست تقسیم سے پیدا ہوا تہا - عذر تقسیم مین بحث حقیت کی متعلق تہی - عدالت مرافعہ اولے نے بابت حقیت کی تجویز ۱۰ مارچ ۱۸۹۰ء کو کی تہی بموجب دفعہ ۱۱۴ - ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء کے ضلع جج کی عدالت مین اپیل ہوا تہا - فیصلہ ضلع جج کا ۸ اکتوبر ۱۸۹۰ء کو صادر ہوا تہا اور بنا راضی فیصلہ مصدرہ مشارالیہ کے اپیل دوم عدالت ہذا مین ہوا تہا جو حسب مذکرہ بالا ۱۵ نومبر ۱۸۹۳ء کو فیصل ہوا تہا درخواست تجویز ثانی ہذا دو دستاویزات کے ظہور پر مبنی ہے جنکی نسبت بیان ہوا ہے کہ اونسی شہادت جدید اور ضروری موصول ہوئی تہے دستاویزات مذکور ۱۳ اکتوبر ۱۸۹۲ء کو وجود پذیر ہوئی ہین اور اس وجہہ سے لبعد فیصلہ اور ڈگری عدالت اپیل اول کے ہین - دستاویزات مذکور فیمابین سایلان درخواست ہذا کے ہین اور یہہ کہا جاتا ہے کہ اون دستاویزات سے یہہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ سایل نگرانی بروے تقسیم کے مستحق اوس حصہ سے زیادہ کا ہی جو اوس نے پایا ہی

پس اگر قبل صدور ڈگری مورخہ ۱۵ نومبر ۱۸۹۳ء کے عدالت ہذا کی توجہ اون دستاویزات پر مایل کیجاتی اور اگر عدالت ہذا بموجب دفعہ ۵۶۸ کے جس کے ساتھ

دفعہ ۵۸۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پڑہنی چاہیے اون دستاویزات کو شہادت مین قبول کرلیتی تو عدالت ہذا باعتبار اون دستاویزات کے تجویز واقعاتی نکر سکتی کیونکہ تجویز واقعاتی کا کرنا تنہا عدالت اپیل اول کے لئے ہے - عدالت ہذا مقدمہ کو عدالت اپیل اول یا عدالت مرافعہ اولی مین بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ کے نہین بہیج سکتی ہے کیونکہ کارروائی یا مقدمہ جو کہہ اوسکو کہو بربناء امر ابتدائی کے فیصل نہین ہوا تہا اور جو اپیل عدالت ماتحت مین تہا اوسکا فیصلہ امر ابتدائی پر نہین ہوا تہا عدالت ہذا کو لی تنقیح بموجب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ مذکور کے نہین بہیج سکتی ہے کیونکہ عدالت اپیل اول نے کسی تنقیح کا قایم یا تجویز کرنا یا کسی امر واقعات کا تجویز کرنا ترک نہین کیا تہا - یہہ امر کہ جو دستاویزات بعد صدور ڈگری عدالت اپیل اول کے وجود پذیر ہوے ہین وجہ اپیل بموجب دفعہ ۵۸۴ واسطے اپیل دوم بعدالت ہذا کے نہین ہو سکتی ہے - اس لئے ہمارے ذہنون پر صاف ظاہر ہے کہ جو امر بعد صدور ڈگری عدالت اپیل اول کے وقوع پذیر ہوا ہے وہ عدالت اپیل دوم کے لئے وجہ منظوری تجویز ثانی کے نہین ہو سکتی ہے - ہم یہہ درخواست معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین -

---

گورکہپور — اپیل اول نمبر ا دسمبر ۱۸۹۳ء — منفصلہ ۳۰ جون

صفحہ ۱۴۱ انگریزی

پنڈت شری پرتاب نراین سنگہ و یک کس دیگر (مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام بہگوتی پرشاد (مدعی) رسپانڈنٹ

ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۸۹ء (ایکٹ سرٹیفکٹ وراثت) دفعہ ۴ - خاندان ہنود مشترکہ - نالش منجانب حی القایم بابت قرضہ یافتنی خاندان مشترکہ - بنا قیاس بہ نسبت نوعیت قرضہ جبکہ خاندان مشترکہ ہے -

جب سرمایہ خاندان ہنود مشترکہ سے قرضہ دیا جاوے اور یافتنی اوس خاندان کا ہو تو سرٹیفکٹ محکومہ ایکٹ نمبر ۷ ۱۸۸۹ء کے اس لیے ضرورت نہین ہے کہ شخص حی القایم خاندان مذکور کا قرضہ مذکور وصول کر سکے -

چونکہ قرضہ متذکرہ بالا قرضہ تمسکی ہے تو یہہ ضرور نہین ہے کہ تمسک میں یہہ بات ظاہر ہو کہ سرمایہ خاندان مشترکہ کا ہے -

جگموہن داس کیلا بہائی بنام الوبیر باد شجال (دی انڈین لا رپورٹ سلسلہ

بمبی جلد ۱۹ صفحہ ۳۳۴) کی تصدیق ہوئی۔

یہہ نالش واسطے نیلام بر بناء رہنامہ نوشتہ پدر مدعا علیہم راج لسبتی اور اوسکے بہائی موسومہ پدر مدعی سکہے راجہ اور اوسکے بہائی کے ساتہہ چند دیگر اشخاص جو خریدار یا مرتہنان بعض مواضعات ضمیمہ رہنامہ متنازعہ نالش کے ہین مدعا علیہم کئے گئے ہین۔ عرضی نالش کے فقرہ سوم مین مدعی نے یہہ بیان کیا ہے :- یہہ کہ بابو مہرجو پرشاد پدر مدعی اور مدعی شرکاء خاندان ہندو مشترکہ کے تہے اور جب تک خاندان مشترکہ رہا اوسکو کوئی ذریعہ آمدنی کا نہین تہا - بابو مہر جو پرشاد مہاجن ۲۹ فروری ۱۸۸۰ء کو جب خاندان مشترکہ تہا فوت ہوے تہے اور مدعی نے باستحقاق حق بقائی کے کل جایداد خاندان مشترکہ پر بشمول ممتلک متنازعہ نالش ہذا کے دخل مالکانہ پایا - لہذا وہ مجاز قایم رکہنے اس نالش کا ہے۔

مدعا علیہم راج لسبتی اور اون کے بہائی نے منجملہ دیگر امور کے یہہ عذر کیا کہ وے اور اونکا باپ اصل راہن خاندان ہندو مشترکہ قایم کئے ہوے تہا اور جس قرضہ کے بابت رہن کیا گیا تہا واسطے اغراض ناجایز کے عاید کیا گیا ہے لہذا جایداد موروثی خاندان پر وہ قابل مواخذہ قایم کرنیکے نہین ہے - اور اونہون نے اپنے بیان تحریری کے فقرہ چہارم مین یہہ بہی عذر کیا ہے کہ مدعی نے سرٹیفکیٹ وراثت کا حاصل نہین کیا ہے اور اوسکا دعوے بلا حصول سرٹیفکیٹ کے قابل مقبولی کے نہین ہے۔

عدالت مرافعہ اولے (جج ماتحت گورکہپور) نے یہہ تجویز کی کہ قرضہ خلاف تہذیبی سے ملوث نہین ہے اور بنا منظوری عذرات متعدد مرتہنان مالبعد اور خریداران کے ڈگری بحق مدعی صادر کی - جج ماتحت نے ایک تنقیح بہ نسبت اس امر کے قایم کی تہی کہ آیا سرٹیفکیٹ وراثت ضروری ہے یا نہین لیکن اوس کے نسبت کوئی تجویز نہین کی

دو اصل مدعا علیہما نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہے اور جب مقدمہ بغرض سماعت اجلاس مین ایچ صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس کے پیش ہوا تو حکم واپسی تنقیح حسب ذیل صادر ہوا تہا :- مدعا علیہم نے جو اپیلانٹان عدالت ہذا ہین بطور اپنی

عذر چہارم مندرجہ بیان تحریری کے یہہ عذر کیا تہا کہ مدعی نے سرٹفکیٹ وراثت حاصل نہین کیا اور اوسکا دعوے بلاحصول سرٹفکیٹ مذکور کے قابل مقبولی کے نہین ہے جج ماتحت نے ایک تنقیح یعنی تنقیح تیرہ اوس عذر کے بابت قایم کی ہتی - اونہون نے اوسکی تجویز نہین کی ہے - اگر سرٹفکیٹ ضروری ہے تو مدعی مستحق صادر کرا پانے ڈگری کا تاوقتیکہ سرٹفکیٹ مذکور پیش نہ کرے نہین ہے - مسٹر ریڈ یہہ کہتے ہین کہ سرٹفکیٹ ضروری نہین ہے کیونکہ فقرہ سوم عرضی نالش مین جہہ بیان ہوا ہے کہ پدر مدعی اور مدعی شرکا، خاندان ہندو مشترکہ تہے اور مدعی نے بذریعہ استحقاق حی القایمی کے کل جایداد خاندان مشترکہ مذکور پر بشمول تمسک مناط نالش کے دخل مالکانہ حاصل کیا ہے - اگر قانون یہہ ہو کہ کوئی شخص حی القایم خاندان ہندو مشترکہ کا بلا پیش کرنے سرٹفکیٹ محکومہ ایکٹ مذکور کے ڈگری اوس قرضہ کی پا سکتا ہے جو بادی النظر مین شریک متوفی خاندان مذکور کو واجب یا فتنی ہو گیا تہا تو فقرہ سوم عرضی نالش تاثیراً ایک تنقیح بذریعہ فقرہ چہارم بیان تحریری کے ہو گیا ہے اور اس تنقیح کی تجویز ہونی چاہئے ہتی - مسٹر ودیا چرن سنگہ نے ہمکو حوالہ مقدمہ ونکتارا ما بنام ونکاتیا (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۳۷۷) اور مقدمہ ویدناتہہ ایار بنام چنا سامی نایک (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۱۰۸) پر کیا ہے اون مقدمون مین سے کسی مقدمہ کے نسبت ہم کوئی راے ظاہر نہین کرتے ہین ہم حکم بموجب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر کرتے ہین اور جج ماتحت کو حکم تجویز کرنے تنقیح تیرہوین کا جو جج ماتحت بالو برج بال داس نے قایم کی تہی اور تجویز کو عدالت ہذا مین واپس کرنیکا حکم دیتے ہین - معلوم ہوتا ہے کہ مسل مین کوئی شہادت بہ نسبت اس تنقیح کے اس طرف یا اوس طرف کی نہین ہے - جج ماتحت اس تنقیح کے نسبت فریقین کو شہادت پیش کرنیکی اجازت دیوینگے - اور بعد واپسی کے دس روز کی مہلت اعتراض کرنیکے لئے دیجاویگی

برطبق اس حکم کے جج ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ قرضہ مدعی اور اوس کے باپ کو بطور شرکا، خاندان ہندو مشترکہ کے واجب یافتنی تہا -

اپیل پہر معہ چند عذرات مدخلہ رسپانڈنٹ کے پیش ہوا -

کانلن و گوبند پرشاد منجانب اپیلانٹان۔
کالون و رٹیدا سپرتی جوالا پرشاد رام پرشاد و مادہو پرشاد منجانب رسپانڈنٹ
تجویز ذیل صادر ہوئے۔

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ اپیل اول نمبر ۱۴۳ ۱۸۹۳ء
مین جسمین ۱۸ دسمبر ۱۸۹۴ء کو فیصلہ صادر کیا گیا تہا ہم نے بحث خلاف تہذیبی
منظہرہ اور بحث بینہ منظہرہ پر غور کامل کیا تہا۔ یہہ ایما نہین ہوا ہے کہ اسمقدمہ
مین کوئی ایسی شکل ہے جس سے ہم اپنی راے نسبت واقعات کے جو ہم نے اوس
وقت قایم کی تہی تبدیل کر سکین۔

بہ نسبت بحث ضرورت سرٹفکیٹ محکومہ ایکٹ ۷ ۱۸۸۹ء کے تجاویز
جو برطبق والسپی مقدمہ کے ہین اون سے ثابت ہے کہ قرضہ سرمایہ خاندان ہندو
مشترکہ سے دیا گیا تہا اور اوسی خاندان کا واجب یافتنی ہے لہذا کوئی ضرورت
سرٹفکیٹ کی نالش مین جو منجانب اشخاص قایم مقام کے ہے نہین ہے۔
ایسی صورت مین ہماری راے مین یہہ ضرور نہین ہے کہ تمسک مین یہہ
بات ظاہر ہو کہ وہ سرمایہ وہ ہے جو ہندو خاندان مشترکہ کا ہے اور مقدمہ جگموہن داس
کیلا بہائی بنام الومیریا دو شکال (انڈین لاریورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۳۴۳)
سے اتفاق کرلیتے ہین۔

دیگر عذرات پر اصرار نہین کیا گیا تہا۔ ہم اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے
ہین۔ جو عذرات بہ نسبت تجاویز برطبق والسپی مقدمہ کئے گئے تہے اونکو ہمنے موثر کیا ہی

صفحہ ۲ انگریزی — مراد آباد — اپیل دوم نمبر ۷۸۲ ۱۸۹۴ء — منفصلہ ۸ جون

ہر سروپ (ڈگریدار) اپیلانٹ بنام بالگوبند و یکس دیگر (مدیونان ڈگری) رسپانڈنٹان
اجراے ڈگری۔ میعاد سماعت۔ ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت
ہند) ضمیمہ ۲ مد ۱۷۸۔ درخواست اجراے ڈگری کی درخواست سابق سے مختلف قسم کی ہو نا
ایک ڈگریدار نے اپنی ڈگری کے اجرا مین ۱۱ جنوری ۱۸۸۸ء کو درخواست
گرفتاری مدیون ڈگری کے کی۔ ۲۵ فروری ۱۸۸۸ء کو بوجہ اس کے کہ مسل مقدمہ

ہائیکورٹ مین طلب ہو گئی تھی عدالت اجرا کنندہ ڈگری نے وہ درخواست از خود خارج کردی - ۲۳ فروری ۱۸۹۱ء کو ڈگریدار نے پھر اپنی ڈگری جاری ہونیکی درخواست کی لیکن اس مرتبہ مدیون ڈگری کے جایداد کے قرقی و نیلام کی درخواست کی تھی -
تجویز ہوئی کہ درخواست ثانی بسلسل درخواست سابق کے متصور نہین ہو سکتی ہے اور اجرا ڈگری خارج المیعاد ہے - کرشنا جی رگھوناتھ گوتہاولی بنام اندرراد بلال کولہلکر (انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۳) کی تقلید ہوئی -

جوگندر ناتھ و مادہو پرشاد منجانب اپیلانٹ - کانلن پورٹر و عبد المجید منجانب رسپانڈنٹ

ایکمین صاحب جسٹس - یہہ اپیل منجانب ڈگریدار بنا راضی فیصلہ ضلع جج مراداباد کے ہے جو بدین تجویز ہے کہ ڈگری جو بحق اپیلانٹ صادر ہوئی تھی اوسکا اجرا خارج المیعاد ہے - ڈگری پر تاریخ ۱۴ ستمبر ۱۸۸۴ء ثبت ہے اور بمقابلہ سیتارام کے ہے - یہہ درخواست اجرا ڈگری جس سے ہم کو اس اپیل مین سروکار ہے ۲۳ فروری ۱۸۹۱ء کو داخل ہوئی تھی - درخواست اخیر سابق مورخہ ۱۱ جنوری ۱۸۸۸ء یعنی قبل تاریخ درخواست ہذا کے تین سال سے زیادہ کی ہے - لہذا جس درخواست کو اب ڈگریدار نافذ کرنا چاہتا ہے خارج المیعاد ہے الا یہہ کہ کوئی امر ایسا ہو جو اوسکو احکام مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت ہند سے باہر لاوے -
منجانب ڈگریدار اپیلانٹ کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ حالات ایسے موجود ہین جن سے اوسکی ڈگری اب بھی قابل اجرا ہے - وہ جو حالات ہین اب بیان کیجاوینگے -

۱۱ جنوری ۱۸۸۸ء کو ایک درخواست اجرا ڈگری کی بذریعہ گرفتاری مدیون ڈگری سیتارام کے ہوئی تھی - کچھہ کارروایات سابق اجرا ڈگری مین سیتارام نے یہہ عذر کیا تھا کہ وہ صرف بقدر نصف زر ڈگری شدہ کے ذمہ دار ہے یہہ عذر اوسکا نامنظور ہوا تھا اور سیتارام نے ہایکورٹ مین اپیل کیا تھا بوجہ اس اپیل ہایکورٹ کے مسل مقدمہ ابتدائی کی عدالت مرافع اولی (منصف مراداباد) سے طلب ہوئی تھی - ۲۵ فروری ۱۸۸۸ء کو منصف نے درخواست ڈگریدار مورخہ ۱۱ جنوری ۱۸۸۸ء پر ایک حکم بمضمون حسب ذیل صادر کیا تھا

مسل مقدمہ عدالت ضلع جج مین بہیجدیجاوے اور درخواست فہرست درخواستہای مندایرہ سے خارج کیجاوے۔

بلا تامل یہہ کہا جاسکتا ہے کہ اس حکم کا صادر کرنا بیجا تہا۔ یہہ امر کہ مسل مقدمہ ابتدائی طلب ہوگئی ہے کوئی وجہ اوس کو درخواست کے خارج کردینے کی نہین ہے جو قانوناً واسطے جاری ہونیکے ہوئی ہتی۔ بہرکیف منصف نے یہہ حکم خود اپنے اختیار سے صادر کیا تہا اور ڈگریدار نے اوسپر کچھہ اعتراض نہین کیا تہا۔ ۹ دسمبر ۱۸۹۱ء کو مدیون ڈگری کا اپیل اس عدالت سے ڈسمس ہوا تہا اور ۲۳ فروری مابعد کو ڈگریدار نے یہہ درخواست داخل کی جس سے اب ہمکو سروکار ہے۔ اگر یہہ درخواست عدالت سے بدین استدعا ہوئی کہ اوسکی درخواست مورخہ ۱۱ جنوری ۱۸۸۸ء پر کارروائی کیجاوے تو مجھکو اصول فیصلہ مقدمہ رگہوبنس گر بنام شیوبرن گر (انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۴۳) کی تقلید کرنے مین کچھہ تامل نہوتا لیکن ڈگریدار کی بدقسمتی سے اوس نے وہ شے داخل کی جو ضرور درخواست اجراء ڈگری جدید قرار پاویگی اور نہ درخواست بتسلسل کارروائی اوس درخواست کے قرار پاویگی جو اوس نے پہلے داخل کی ہتی۔ درخواست مورخہ ۱۱ جنوری ۱۸۸۸ء واسطے ایصال زرڈگری بذریعہ گرفتاری مدیون ڈگری کے ہتی اور درخواست حال واسطے اجراء ڈگری بذریعہ قرقی و نیلام جایداد مدیون ڈگری کے ہے۔ مقدمہ محولہ بالا مین درخواست بدین استدعا ہتی کہ مقدمہ مین کارروائی بموجب درخواست سابق کے کیجاوے۔ ذیعلم ججون نے یہہ تجویز کی ہتی کہ مد ۱۷۸ متعلق ہے اور میعاد سماعت اوس تاریخ سے شروع ہوئی ہتی جب مسل مقدمہ عدالت منصف مین بعد فیصل ہوجانے کارروائی عدالت اپیل کے واپس آئی ہتی لیکن معززی الیہ نے یہہ کہا ہے کہ ہم خیال کرتے ہین کہ درمیان اس قسم کے درخواست کے اور درخواست اجراء ڈگری از قسم جدید کے بلاشبہ فرق قایم ہونا چاہیے۔ ایک مقدمہ انڈین لاریورٹ سلسلہ بمبی جلد ۔ صفحہ ۲۹۳ مین کرشناجی رگہوناتھہ گوتہاولی بنام اننتراؤ بلال کولہالکر کا ہے کہ وہ بہی مفید ریسپانڈنٹان کے ہے۔ اوسمقدمہ مین درخواست اول واسطے قرقی جایداد

غیر منقولہ کے ہوئی ہتی اور درخواست ثانی واسطے گرفتاری مدیون ڈگری کے ہتی - اوس مقدمہ مین یہہ تجویز ہوئی ہتی کہ حکمنامہ اجرا جسکی اخیر مین درخواست ہوئی ہتی وہ اپنی نوعیت مین اوس سے مختلف ہے جسکی پہلے درخواست ہوئی ہتی اور کسی طرح پر اوس سے متعلق نہین ہے اور بہ تسلسل کارروائی سابق کے متصور نہین ہوسکتی ہے - یہہ مقدمہ ایسا ہی ہے - صرف فرق یہہ ہے کہ اس مقدمہ مین درخواست گرفتاری مدیون ڈگری کی پہلے ہوئی ہتی اور قرقی بعد کو ہوئی ہتی - بہ تقلید ان فیصلون کے مین مجبوراً یہہ تجویز کرتا ہون کہ ڈسٹرکٹ جج کی راے اس امر کے تجویز کرنیمین صحیح ہے کہ اپیلانٹ کی ڈگری خارج المیعاد ہے - اور بہ بحالی حکم عدالت اپیل ماتحت کے مین یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون

انگریزی

منفصلہ ۱۹ جون اپیل فرمان شاہی نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۹۴ع غازیپور

شیونانہہ سنگہ (مدیون ڈگری) اپیلانٹ بنام رام دین سنگہ وغیرہم (ڈگریداران) رسپانڈنٹان

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۶۲ و ۵۸۸ و ۵۹۱ - حکم - اپیل - شرائط جنکے روسے حکم مصدرہ دوران مقدمہ پر اپیل بناراضی ڈگری کی مقدمہ مین اعتراض ہوسکتا ہے کہ

حکم جو بموجب مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر ہوا ہو اور جس کی ناراضی سے بموجب دفعہ ۵۸۸ مجموعہ مذکور کے اپیل ہوسکتا ہو - اوسپر اوس اپیل مین اعتراض ہوسکتا ہے جو بناراضی ڈگری مقدمہ کے ہو بشرطیکہ وجہ عذر کی یادداشت اپیل مین درج ہو - اجلاس کامل نے بہ تقلید مقدمہ رامیشر سنگہ بنام شیو دین سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۲ صفحہ ۵۱۰) کے ایسا ہی تجویز کیا اور سید مظہر حسین بنام بودہا بی بی (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۷ صفحہ ۱۱۲) سے امتیاز کیا ہے

دفعہ ۵۹۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے روسے کوئی اپیلانٹ دفعہ ۵۹۱ کے روسے اپنی میعاد سماعت سے درگذر نہین کرسکتا ہے جبکہ وجہ اپیل کی صرف وہی حکم ہے جو بموجب دفعہ ۵۶۲ کے صادر ہوا ہے دفعہ ۵۹۱ مین دو امور مقصود ہین -

کوئی معمولی اپیل کسی اور امر کے بابت ہو اور اس اپیل مین وجہ عذر محکومہ دفعہ ۵۹۱ مندرج ہو۔

واقعات مقدمہ کے عدالت اپیل اول اس طرح پر بیان کئے ہین۔ رام دین سنگہ وغیرہ نے ایک ڈگری واسطے مبلغ ۱۱۰۰ کے ۲۶ اپریل ۱۸۸۴ء کو بحکم نیلام جایداد مکفولہ بمقابلہ پرتہی سنگہ وغیرہ اصل مدیونان اور بمقابلہ شیو ناتہہ سنگہ خریدار مابعد جایداد مکفولہ کے حاصل کی تہی۔ بمقابلہ اصل مدیونان کے ڈگری یکطرفی تہی اور بمقابلہ شیو ناتہہ سنگہ کے بطور نزاعی کے صادر ہوئی تہی۔ بعد گذر جانے اوس میعاد کے جو واسطے ادا کرنے زر ڈگری کے دی گئی تہی وہ ڈگری قطعی کی گئی تہی۔ بعدہ برطبق درخواست اصل مدیونان کے ڈگری یکطرفی بموجب دفعہ ۱۰۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منسوخ ہوئی تہی اور مقدمہ پہر اپنے نمبر سابق پر قائم ہوا تہا۔ عدالت نے تعداد زر قرضہ کی ۱۱۰۰ سے ۹۰۰ پر تخفیف کر دیا اور اوسی رقم کے بابت ۲۵ مارچ ۱۸۹۰ء کو ڈگری صادر کی تہی۔ ڈگری متذکرہ بالا مین یہہ حکم ہے کہ باستثنای رامینان یا اصل مدیونان کے ڈگری بمقابلہ دیگر مدعا علیہم کے اثر پذیر رہنے کی ڈگریداران نے ڈگری مورخہ ۲۶ اپریل ۱۸۸۴ء کو جاری کرایا جسپر شیو ناتہہ سنگہ نے از مدیونان ڈگری نے اس بنیاد پر اعتراض کیا تہا کہ ڈگری جاری نہین ہو سکتی ہے کیونکہ بموجب دفعہ ۱۰۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے وہ منسوخ ہو گئی ہے اور ڈگریداران کو ڈگری مورخہ ۲۵ مارچ ۱۸۹۰ء جاری کرانا چاہیے۔ عدالت اجرا کنندہ ڈگری نے عذرات منظور کئے تہے لیکن برطبق اپیل جج ماتحت نے وہ حکم منصف کا بدین تجویز منسوخ کیا کہ ڈگری مورخہ ۲۵ مارچ ۱۸۹۰ء کو جہانتک شیو ناتہہ سنگہ ریسپانڈنٹ کو تعلق ہے ڈگری مورخہ ۲۶ اپریل ۱۸۸۴ء سے کچھہ تعلق نہین ہے۔ ڈگریداران نے پہر ڈگری ۲۶ اپریل ۱۸۸۴ء کو جاری کرایا ہے اور اوسی بنیاد پر شیو ناتہہ سنگہ نے اعتراض کیا ہے۔ منصف نے وہی رائے قائم کرکے عذرات منظور کئے ڈگریداران نے اپیل کیا ہے۔

جج ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ چونکہ حکم عدالت اپیل متذکرہ بالا جو ۳ مارچ ۱۸۹۲ء کو صادر ہوا تہا قطعی ہو چکا ہے لہذا ڈگریداران مستحق جاری کرنے ڈگری

مورخہ ۲۴ اپریل ۱۸۸۷ء کے بمقابلہ شیو ناتہہ سنگہ کے ہین۔
شیو ناتہہ سنگہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا لیکن اپنی تنہا ایک عذر اپیل مین حکم مورخہ ۲۳ مارچ ۱۸۹۲ء پر اعتراض کرنیکی کوشش نہین کی۔
۴ فروری ۱۸۹۴ء کو اپیل دوم بدین تجویز ڈسمس ہوا کہ حکم مورخہ ۲۳ مارچ ۱۸۹۲ء قطعی اور اپیلانٹ پر قابل پابندی ہے۔
اوس کے بعد اپیلانٹ نے یہہ اپیل بموجب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے دایر کیا ہی
عبدالمجید وجوالا پرشاد منجانب اپیلانٹ - عبدالرؤف منجانب رسپانڈنٹ
دوران اپیل مین اجلاس کامل سے بحضور اوس جج کے جنکے فیصلہ کی ناراضی سے اپیل دایر تہا اس امر کا استصواب ہوا تہا کہ آیا جو حکم بموجب مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر ہوا ہو اور جسکی ناراضی سے اپیل بموجب دفعہ ۵۸۸ مجموعہ مذکور کے معین ہو اوسپر بموجب دفعہ ۵۹۱ کے اوس اپیل مین اعتراض ہو سکتا ہے جو بناراضی ڈگری مقدمہ کے کیا جاوے بشرطیکہ وجہ عذر کی یادداشت اپیل مین درج ہو۔
اس استصواب پر حکم ذیل صادر ہوا تہا۔
ایج صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس - امر مستصاب بہ اجلاس کامل سے مقدمہ مین یہہ تہا کہ آیا جو حکم بموجب مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر ہوا ہو اور جسکی ناراضی سے اپیل بموجب دفعہ ۵۸۸ مجموعہ مذکور کے معین ہوا وسپر بموجب دفعہ ۵۹۱ کے اوس اپیل مین اعتراض ہو سکتا ہے جو بناراضی ڈگری مقدمہ کے کیا جاوے بشرطیکہ وجہ عذر کی یادداشت اپیل مین درج ہو - اجلاس کامل عدالت ہذا نے مقدمہ رام ایشر سنگہ بنام شیو دین سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۵۱۰) مین یہہ تجویز کی ہے کہ صحت حکم واپسی مقدمہ مصدرہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی پر بموجب دفعہ ۵۹۱ مجموعہ مذکور کے اوس اپیل مین اعتراض ہو سکتا ہے جو بناراضی ڈگری مقدمہ کے کیجاوے بشرطیکہ عذر مذکور یادداشت اپیل مین پیش کیا جاوے اگرچہ بموجب دفعہ ۵۸۸ کے کوئی اپیل بناراضی حکم واپسی مقدمہ کے دایر نہ کیا گیا ہو - جو امر حکام عالیمقام پریوی کونسل کے روبرو مقدمہ سید مظہر حسین بنام بودہا بی بی (انڈین لارپورٹ

سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۱۱۲) مین پیش تہا اور جسمین حکام عالیمقام نے یہہ رای ظاہر کی ہتی کہ حکم والپسی مقدمہ مصدرہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی اوس مقدمہ مین حکم قطعی کہتا وہ معلوم ہوتا ہے کہ اوس امر پر موثر نہین ہے جسکا استصواب اجلاس کامل سے ہوا ہے۔

عام اس سے کہ وہ فیصلہ اجلاس کامل کا صحیح ہو یا غلط ہم اپنے آپ کو پابند فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا کا سمجہتے ہین اور چونکہ کسی وضع قانون مابعد یا کسی فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل سے یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ وہ فیصلہ اجلاس کامل کا قانوناً غلط ہے ہم اور وہ بنچ جسنے استصواب اس امر کا کیا ہے پابند اوس فیصلہ اجلاس کامل کے ہین۔

اپیل بنچ استصواب کنندہ مین واپس جاویگا۔

اپیل جب بغرض فیصلہ کے اوس بنچ مین پیش ہوا جسنے استصواب بالا کیا تہا تو فیصلہ حسب ذیل صادر ہوا۔

ایج صاحب چیف جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس۔ اپیل عدالت ہذا مین اپیلانٹ نے حکم واپسی مقدمہ مصدرہ مارچ ۱۸۹۳ء پر اعتراض کرنا چاہا تہا۔ عدالت ہذا مین اپیل بموجب دفعہ ۵۸۸۔ ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء کے بناراضی اوس حکم کے نہین تہا۔ وہ اپیل بناراضی حکم مورخہ ۴ اپریل ۱۸۹۳ء کے تہا جو بعد سماعت اپیل بر طبق واپسی مقدمہ کے صادر ہوا تہا۔ اپیلانٹ کے یادداشت اپیل مین صرف ایک ہی عذر تہا۔ اوس عذر مین شکایت فیصلہ مورخہ ۱۴ اپریل ۱۸۹۳ء کے ہتی اور اوس مین کوئی غلطی یا سقم یا بیضابطگی موقوعہ حکم مورخہ ۲۳ مارچ ۱۸۹۲ء کے بیان نہین کی گئی ہتی۔ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اپیل ضرور ساقط ہوگا۔ جس بحث پر اپیلانٹ اپیل کی تائید کرنا چاہتا ہے وہ صرف صحت حکم مورخہ ۲۳ مارچ ۱۸۹۲ء سے ہے بمقدمہ تلک راج سنگہ بنام چکردہاری سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۱۹) مین عدالت ہذا نے یہہ تجویز کی ہتی کہ بنظر استفادہ احکام دفعہ ۵۹۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عذر یادداشت اپیل مین درج کرنا چاہئے اس یادداشت اپیل مین وہ درج نہین کیا گیا ہے۔ علاوہ برین ظاہر ہوتا

ہے کہ دفعہ ۵۹۱ کے روسے کوئی اپیل مقدمہ بوجہ آنے حسب دفعہ ۵۹۱ کے اوس
حال مین میعاد سماعت سے درگذر نہین کر سکتا ہے جبکہ تنہا عذر اپیل کا حکم
مصدرہ حسب دفعہ ۵۶۲ ہے - از روے دفعہ ۵۹۱ کے دو امور مقصود ہین
کہ کوئی معمولی اپیل بہ نسبت کسی ادر امر کے ہے اور اوس اپیل مین وجہ
اعتراض مقتضہ دفعہ ۵۹۱ درج ہے - ہم اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین

جزو ۵ انگریزی

بریلی — اپیل اول نمبر ۲۹۳ سنہ ۱۸۹۳ء — منفصلہ ۳۰ مئی

حسینی بیگم (سایلہ) اپیلانٹ بنام حسینی بیگم وغیرہم (فریق ثانی) رسپانڈنٹان

ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۰ء (ایکٹ حصول اراضی) دفعہ ۳۹ - بسندی حصہ ادس معاوضہ کا جو جج کے سپرد کیا گیا تھا - انکار منجانب ایک فریق نسبت استحقاق دیگر فریق دربارہ حصہ داری معاوضہ مذکور کے - اپیل -

ازروے دفعہ ۳۹ - ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۷۰ء کے بہہ امر کہ منجملہ اشخاص متعلقہ کے ایک شخص دربارہ استحقاق حصہ داری معاوضہ مجوزہ کے دوسرے شخص کے بالکل انکار کرتا ہے مانع ہونے اپیل بنا راضی حکم ضلع جج متعلق تجویز حصہ بسندی معاوضہ مذکور کے نہوگا - کشن لال بنام شنکر سنگھ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۹۸ء صفحہ ۵۱۷) منسوخ ہوا

یہہ استصواب اجلاس کامل سے ایک اپیل مین ہوا تھا جو بنا راضی حکم ضلع جج بریلی مقتضیہ دفعہ ۳۹ - ایکٹ حصول اراضی سنہ ۱۸۷۰ء کے تھا -

حکم استصواب حسب ذیل تھا -

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - یہہ اپیل بنا راضی فیصلہ ضلع جج بریلی کے ہے جسکے رو سے تجویز اون حصص کے ہوئی تھی جنمین بعض اشخاص جو دعویدار حقیت واقع ادس معاوضہ کے تھی جو بابت حصول ایک مکان اور اراضی حسب ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۰ء کے دلایا گیا تھا مستحق حصہ کے ادس زر معاوضہ مین تھی جو ضلع جج نے تصفیہ کر دیا تھا - دعویداران مخالف ایک دوسرے کے استحقاق حصہ داری زر معاوضہ مذکور سے منکر ہین - بحث ابتدائی یہہ ہے کہ آیا بموجب دفعہ ۳۹ - ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۰ء کے بنا راضی فیصلہ ضلع جج کے عدالت ہذا مین اپیل ہو سکتا ہے یا نہین - ہماری وجہ اس استصواب کرنیکی یہہ ہے کہ جسٹس اسٹریٹ صاحب نے اور جسٹس محمود صاحب نے مقدمہ کشن لعل بنام شنکر سنگھ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۸۸ء صفحہ ۵۱۷) مین یہہ تجویز کی تھی کہ جب حقوق دعویداران مخالف مین جانبین سے انکار ہو تو بموجب دفعہ ۳۹ کے اپیل نہین ہو سکتا ہے - بلحاظ عبارت دفعات ۱۴ و ۳۰ و ۳۹ کے صحت ادس فیصلہ کی قابل اعتراض معلوم ہوتی ہے اور خصوصاً بلحاظ عبارت تعریف شخص متعلقہ مندرجہ دفعہ ۳ ایکٹ مذکور کے قابل اعتراض معلوم ہوتی ہے - معلوم ہوتا ہے کہ ادن ذیعلم ججون نے ادس تعریف پر لحاظ نہین کیا تھا -

واقعات مقدمہ اجلاس کامل کے حکم مین کافی طور پر درج ہین -

موتی لال منجانب اپیلانٹ سندر لال وگوبند پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس وناکس صاحب جسٹس وبلیر صاحب جسٹس وبنرجی صاحب جسٹس

وبرکٹ صاحب جسٹس وایکین صاحب جسٹس - اسمقدمہ مین بموجب احکام جبریہ ایکٹ ۱۰

سنہ ۱۸۷۰ء کے اراضی لی گئی تہی - فریقین بہ نسبت تعداد معاوضہ کے راضی نہین ہوسے اور نہ

وہ بہ نسبت حصص مذکور کے راضی ہوسکے اور نظر بران کلکٹر پیلی بہیت نے اوس معاملہ کو بموجب

دفعہ ۱۵ - ایکٹ مذکور کے عدالت ضلع جج بریلی مین واسطے تصفیہ کے بہیج دیا ضلع جج نے

تعداد معاوضہ کی طے کر دی اور اون حصص کی بہی تجویز کر دی جیکے فریقین متعلقہ حسب منشاء

دفعہ ۳۹ - ایکٹ مذکور کے مستحق حصہ داری معاوضہ مذکور کے تہی - منجملہ دعویداران کے

ایک یعنی مسماۃ حسینی بیگم دعوی مستحق ہونے کل زر معاوضہ مجوزہ کا کرتی ہے - ضلع جج نے

اوسکو صرف ایک جزو معاوضہ کا دلایا ہے - ضلع جج کے اوس فیصلہ کی ناراضی سے مسماۃ

حسینی بیگم نے عدالت ہذا مین اپیل کیا ہے - جب اپیل مذکور بغرض سماعت ایک ڈویزن بنچ

کے روبرو پیش ہوا تو ذیعلم وکیل رسپانڈنٹان نے فیصلہ عدالت ہذا مقدمہ کشن لال بنام

شنکر سنگہ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۹۹ء صفحہ ۱۷۵) پر استدلال کر کے ایک اعتراض بہ نسبت

سماعت اپیل ہذا کے اس بنیاد پر کیا کہ اپیل نہین ہوسکتا ہے کیونکہ حسینی بیگم کے استحقاق

حصہ داری معاوضہ مذکور سے صرف انکار ہی نہین ہے بلکہ وہ متنازعہ ہے - ڈویزن بنچ

موصوف نے صحت فیصلہ مقدمہ کشن لال بنام شنکر سنگہ پر شبہ کر کے اجلاس کامل سے اس امر کا

استصواب کیا ہے کہ آیا اپیل ہوسکتا ہے یا نہین - اون ذیعلم ججون کو جنہون نے

مقدمہ کشن لال بنام شنکر سنگہ مین یہہ تجویز کی تہی کہ اوس مقدمہ مین اپیل نہین ہوسکتا ہے یہہ

خیال ہوا تہا کہ بموجب دفعہ ۳۹ - ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۰ء کے بہ نسبت حصص کے اپیل نہین

ہوسکتا ہے بشرطیکہ استحقاق حصہ داری اپیلانٹ زر مجوزہ مین متنازعہ اور غیر مسلمہ ہو

اون ذیعلم ججون نے تعریف دفعہ ۳ - ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۰ء کی نظر انداز کر دی تہی - اوس دفعہ کے

رو سے ایک - شخص متعلقہ کی اسطرح پر تعریف ہوئی ہے عبارت شخص متعلقہ مین کل اشخاص

دعویداران حقیت واقعہ اوس معاوضہ کے شامل ہین جو بابت حصول اراضی بموجب

ایکٹ مذکور کے دلایا جاوے - بموجب دفعہ ۳۹ کے جہانتک تقسیم حصص کو تعلق ہے

جو کچہہ جج کو کرنا ہوتا ہے وہ یہہ ہے کہ اون حصص رسدی کے تجویز کرے جنکے اشخاص

حقیت داران مستحق حصہ کے زر مذکور مین ہون - زر مذکور وہ زر معاوضہ ہے جو طے کر دیا گیا ہے - دفعہ مذکور مین کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے یہ ایما ہوتا ہو کہ جج کو فیمابین دعویداران مخالف معاوضہ مذکور کے عام اس سے کہ وہ دعویداران اپنا اپنا دعوی بابت کل زر مذکور کے کرتے ہون یا رسدی حصہ کا کرتے ہون اون کل امور حقیت کے تجویز نکرنی چاہیئے جنپر اونکی حقوق جداگانہ بابت حصہ داری زر مذکور یا اوس حصہ رسدی کے جو اونکو جداگانہ دلایا جائیگا مدار ہے فقرہ تعریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ الفاظ شخص حقیت دار ا ونمین اشخاص پر محدود نہین ہین جنکا استحقاق حصہ داری زر مجوزہ مین مسلمہ ہے - ہماری راے مین فیصلہ عدالت بمقدمہ کشن لال بنام شنکر سنگہ غلط ہے - ہائیکورٹ بمبئی نے مقدمہ کاسم ولد کمال نایک بنام امین بی کوم گوا سمیا وکلکٹر بلگام (انڈین لاء ریپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۵۲۵) مین یہ تجویز کی ہے کہ اندرین حالات مقدمہ مین اپیل ہوسکتا ہے جو مقدمہ اوس عدالت کے روبرو پیش تہا وہ ایسا تہا جنمین کل دعویداران مین سے ہر دعویدار کل زر معاوضہ کا دعوی کرتا تہا اور اسلئے دوسرے کے استحقاق حصہ داری واقعہ معاوضہ سے انکار کرتا تہا - فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل مقدمہ راجہ نیل منی سنگہ بنام رام بندہو راے (لاء ریپورٹ اپیل ہند جلد ۸ صفحہ ۹۰) سے بہی صاف ظاہر ہے کہ برعایت اوس اپیل کے جو از روے دفعہ ۳۹ - ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۷۰ء کے معین ہے فیصلہ جج کا حسب دفعہ مذکور قطعی ہے اور بذریعہ نالش کے اوسپر اعتراض نہین ہوسکتا ہے اور شرط متعلقہ دفعہ ۴۰ صرف اون اشخاص کے مقدمات سے متعلق ہوتی ہے جنکے حقوق کی تجویز بذریعہ فقرات اولین ایکٹ مذکور کے نہین ہوئی ہے جیسے کہ نابالغان یا اشخاص زیر ناقابلیت جو بروقت تحقیقات دربارہ تعداد معاوضہ تجویز طلب کے حاضر نہین ہوے تہے - اگر وجہ مزید کی ضرورت ہو تو یہ وجہ مزید ہے کہ جسکی رو سے ہم تعبیر دفعہ ۳۹ کی اسطرح پر کرتے ہین کہ استحقاق اپیل کا اون مقدمات مین جیسا کہ یہ مقدمہ ہے دیا گیا ہے اور ہماری یہ راے ہے کہ اس مقدمہ مین اپیل ہوسکتا ہے - بدین جواب نسبت اوس سوال کے جو اجلاس کامل مین بہیجا گیا ہے یہ اپیل بغرض تصفیہ اوس بینچ مین جاویگا جسنے مقدمہ کو بہیجا تہا -

انگریزی ۱۳۰

سہارنپور اپیل اول احکام نمبر ۷ سنہ ۱۸۹۴ء منفصلہ ۱۶ جون ۱۸۹۵ء

ڈبی کاٹل (فریق ثانی) اپیلانٹ بنام دی ہمالیہ بنک لمیٹڈ ان لکیوڈیشن (سابق) رسپانڈنٹ

ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ کمپنی ہائے ہند) دفعہ ۲۱۴ - کمپنی - حساب کتاب - محاسب - عہدہ دار کمپنی - خسارہ - نقصان بعید - میعاد سماعت - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ مد ۳۶ -

محاسب اوس کمپنی کا جس سے ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۸۲ء متعلق ہے اور جو کمپنی مذکور کے جلسہ عام میں مقرر ہوا ہے اور گاہ گاہے حسب ضرورت موقع کے بولایا نہین جاتا ہے حسب منشا دفعہ ۲۱۴ - ایکٹ متذکرہ بالا کے عہدہ دار کمپنی مذکور کا ہے - مقدمہ ہمالہ دی لنڈن اینڈ جنرل بنک لمیٹڈ (دی ایکونٹنٹ مئی ۲۴ سنہ ۱۸۹۵ء) حوالہ ہوا -

جو معاوضہ بموجب دفعہ ۲۱۴ - ایکٹ کمپنی ہائے ہند ۱۸۸۲ء کے مقابلہ ڈائرکٹر و عہدہ دار کمپنی کے قایم کیا جاتا ہے وہ مین قبیل خسارہ ہوتا ہے لہذا ضرور ہے کہ نقصان کمپنی کا جسکی بابت معاوضہ مطلوب ہے بلا توسط سرزد ہوا ہے اور نہ بعید اور ہم و بیش نتیجہ خیالی عمداً ادا ے خدمت یا غفلت خدمت منجانب ڈائرکٹر یا عہدہ دار کمپنی کے ہونا چاہیئے جس سے معاوضہ مذکور مطلوب ہے

خاص کارروائی محکمہ دفعہ ۲۱۴ ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۹۲ء تابع میعاد سماعت معینہ از روے مد ۳۶ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت ہند کے نہین ہے -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت مین پورے پورے درج ہین -

رالیوز منجانب اپیلانٹ کانلن و بینشارٹ منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و برجی صاحب جسٹس - یہ اپیل بنارا ضی حکم ضلع جج سہارنپور کے ہے جو اون منجملہ درخواستون کے ہے جو اوسکے حضور مین بغرض کارروائی کرنے حسب دفعہ ۲۱۴ - ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۹۲ء کے گذری تھین ایک درخواست پر صادر ہوا تہا - اپیلانٹ عدالت ہذا محاسب ہمالیہ بنک کا سنہ ۱۸۸۹ء سے سنہ ۱۸۹۱ء تک تہا - وہ بنک کے ہر جلسہ سالانہ مین محاسب بنک کا مقرر کیا جاتا تہا - وہ ہر ششماہی کے حساب کی بابت ایک معاوضہ معین پاتا تہا اور مطابق ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ء کے اوسکو حساب کی جانچ کرنا لازم تہا - اس خاص بنک کے مقدمہ مین کوئی شرائط جماعت بنک کے رجسٹرار کے پاس بموجب ایکٹ مذکور کے داخل نہین کئے گئے تھے اور اسوجہ سے شیڈول الف ایکٹ مذکور

کا متعلق ہے - بنک مذکور بطور کمپنی لمیٹڈ کے بموجب ایکٹ سابق کے قایم ہوا تھا لیکن
واسطے ضروری اغراض متعلقہ مقدمہ ہذا کے ایکٹ سابق اور ایکٹ حال بمضمون ہین
محاسب مذکور پر الزام عدم ادا ے خدمت کا قایم کیا گیا تھا اور حکم زیر اپیل ایک حکم بدین
حکم بنام اوسکے ہے کہ رقم زرکثیر کی جایداد کمپنی مین بطور معاوضہ نسبت اوس عدم ادا ے
خدمات کے رسدی دیوے جو اوسکے مقابلہ مین ثابت ہوئی ہے - درخواست اول
بہ نسبت اوس دیویدند کے ہے جو اوس ششماہی کی بابت ادا کیا گیا تھا جو ۳۰ رجون ۱۸۸۸ء
کو ختم ہوئی تھی - دیگر درخواستین متعلق اون ششماہیون کے ہین جو بعد اوس ششماہی کے
متواتر ہوئی ہین اور ۳۱ ر دسمبر ۱۸۹۰ء کو ختم ہوئی ہین -

عذر اول اس اپیل مین یہہ کیا گیا ہے کہ اپیلانٹ کا ل حسب منشاء دفعہ
۱۴۱۲ - ایکٹ مذکور کے عہدہ دار کمپنی کا نہین ہے یہہ حجت ہوئی ہے کہ حسب منشاء
دفعہ مذکور کے کوئی شخص عہدہ دار کمپنی کا نہین ہوتا ہے بجز اوس صورت کے کہ اوسکو
کاروبار کمپنی اور معاہدات زر نقد کمپنی پر اختیار حاصل ہو - اس مسلہ کی تائید مین فیصلہ
مسٹر جسٹس کیو صاحب اور مسٹر جسٹس کالنس صاحب بمقدمہ معاملہ (لبر پرمانینٹ بنفٹ
بلڈنگ سوسایٹی لا رپورٹ تائمس صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۴۰۶) پر استدلال ہوا تھا
اسمقدمہ مین اون ذیعلم ججون نے یا کم سے کم اونمین سے ایک جج نے تمثیل اون
شخصون کی بیان کی تھی جو حسب منشاء دفعہ بمضمون قانون انگریزی کے محاسب
عہدہ دار کمپنی کا نہین ہین - واضح ہوتا ہے کہ اوسمقدمہ مین جو شخص عدالت کے
روبرو تھا وہ سالسٹر تھا - معمولی طور پر کمپنی تو سالسٹر حسب منشاء دفعہ مذکور کے عہدہ دار
کمپنی کا نہین ہوتا ہے لیکن بذریعہ اوس منصب کے جسکے لینے کا اوسنے بہ نسبت
کمپنی کے اقرار کیا ہے وہ عہدہ دار کمپنی کا ہو سکتا ہے - بہرکیف ظاہر ہوتا ہے
کہ مسٹر جسٹس واہن ولیمس صاحب نے دسمبر گذشتہ مین یہہ تجویز کی ہے کہ حسب
منشاء دفعہ انگریزی قانون کے محاسب عہدہ دار کمپنی کا ہے اور اوسوقت کے
بعد سے ڈویزن بنچ عدالت اپیل واقع انگلستان نے بر طبق اپیل اوسمقدمہ کے
یہہ تجویز کی ہے کہ محاسب حسب منشاء دفعہ ۱۰ قانون ۵۳ و ۵۴ وکٹوریا باب ۶۲
کے عہدہ دار کمپنی کا ہے - رپورٹ فیصلہ آخرالذکر کے بہت اختصار کے ساتھ

انگریزی دیکلی نوٹس ۱۸۹۵ء صفحہ ۴۷ مین درج ہے - ہمکو صرف مطول رپورٹ
فیصلہ عدالت اپیل کی اوسمقدمہ مین حاصل ہوئی ہے کہ جس شکل سے وہ رپورٹ
ایکیو منشنٹ لا رپورٹ باب ۴ مئی ۱۸۹۵ء مین چھپی ہے بمعاملہ دی لندن اینڈ جنرل
بنک لمیٹڈ) اپیلانٹ مقدمہ ہذا محض الیا محاسب نہین تہا جو بغرض دریافت حالت
بنک بذریعہ جانچ حساب کے کسی خاص وقت مین بولایا جاتا ہو وہ اتفاقیہ کسی ایسے
موقع پر نہین بولایا جاتا تہا جب ضرورت کسی محاسب کی پیش آتی تہی بلکہ وہ الیا محاسب
تہا جو کمپنی کے عام جلسون مین بموجب احکام ایکٹ نمبر ۱۸۸۲ء کے مقرر کیا گیا تہا - ہماری
رائے مین حسب منشاء دفعہ ۲/۴۱ - ایکٹ مذکور کے وہ عہدہ دار کمپنی کا ہے وہ ڈایرکٹرون
کا نوکر نہین تہا بلکہ ایک عہدہ دار کمپنی کا ہے اور ایسا عہدہ دار ہے جسکو بہت ضروری
خدمات بطور ایسے عہدہ دار کمپنی کے خدمات ادا کرنا پڑتی تہین جسکو تنخواہ ادا کیجاتی ہے
اگرچہ اوسکو انتظام کمپنی سے کچھ سروکار نہین تہا -

دوسرا عذر اپیل مین یہہ تہا کہ اپیلانٹ کے مقابلہ مین چارہ کار خارج المیعاد
ہے - یہہ حجت ہوئی ہے کہ مد ۱۷۸ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت ہند اسمقدمہ سے
متعلق نہین ہے - ہندوستان کی کل ہائیکورٹون کی سند بہ ثبوت اس امر کے
موجود ہے کہ وہ مد صرف اون درخواستون سے متعلق ہوتا ہے جو بموجب مجموعہ
ضابطہ دیوانی کے گذرتی ہین کہ جنمین سے یہہ ایک درخواست نہین ہے اور
یہہ حجت ہوئی ہے کہ مد ۲۶ وہ مد ہے جو متعلق ہونا چاہئے - یہہ حجت ایک مقدمہ
مندرجہ ویکلی رپورٹر کی سند پر مبنی ہے جسمین یہہ کہا گیا ہے کہ ہر کارروائی جو کسی
عدالت انصاف مین رجوع کیجاوے ایک نالش ہے اس امر پر غور کرنیکی ضرورت
نہین ہے کہ یہہ مسئلہ صحیح ہے یا نہین - ہماری راے مین لفظ نالش مسلمہ ایکٹ میعاد
سماعت ہند ۱۸۷۷ء کے معنی مختص اور محدود ہین - بموجب دفعہ ۳ - ایکٹ مذکور
کے اپیل اور درخواست سے اوسکی تمیز کی گئی ہے - ہماری رائے مین مد ۲۶
اسمقدمہ سے متعلق نہین ہے - یہہ تجویز ہوسکتی ہے کہ واضعان قوانین کا مقصود یہہ
رہا ہو کہ کوئی میعاد سماعت اون مقدمات کے لئے معین کیجاوے جنمین عدالتہاے
احکام دفعہ ۲/۱۴ - ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے نافذ کرنیمین مصروف ہوتی ہین اگر مد

۴۴۹ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ ۵ اکٹ ۱۸۷۶ء متعلق کیا جاوے تو احکام اوس دفعہ کے شادی
نفاذ پذیر کیجا سکینگے۔ تعلق بیجا یا عدم استعمال اوس دفعہ کا عدالت کو اوس تعلق بیجا
اور عدم استعمال کی تاریخ سے دو برس کی گذرنیکے بعد تک ظاہر ہو سکیگا۔ ہمکو معلوم ہوتا ہے
کہ وجہ معقول اسبابات کی ہے کہ کیون ڈائرکٹرون منیجرون اور عہدہ داران کمپنی
رجسٹری شدہ حسب ایکٹ نمبر ۶ ۱۸۸۲ء کو اجازت عذر میعاد سماعت کے کرنیکی ندینی چاہیے
کہ جسمین وہ اپنے آپ کو اون روپیون کے واپسی سے بری کرسکین جو اونہون نے
بیجا تصرف کیا ہے یا کمپنی کو اوسکے عدم ادائے خدمت سے نقصان ہوا ہے۔ یہ
ہو سکتا ہے کہ یہ وہی ٹھیک رائے قانونی ہو جو انگلستان کی بعض عدالتون نے
مقدمات مقتضیہ قانون ۵۲ و ۵۴ وکٹوریا باب ۶۲ دفعہ ۱۰ مین قایم کی ہے بہر کیف
قانون میعاد ہائے سماعت جو ججون کو انگلستان مین اون مقدمات سے متعلق کرنا
پڑتا ہے اپنی عبارت مین اوس ایکٹ میعاد سماعت کی مدات سے بہت وسیع ہے
جو ہمکو اس ملک مین متعلق کرنا پڑتا ہے۔ وہان وہ عذر میعاد سماعت کو منظور نہین
کرتے ہین جبکہ وہ شخص جسپر مواخذہ ہے بحیثیت امین کمپنی کے ہو مثلاً ڈائرکٹر ہے
جن مقدمات مین اونہون نے اس عذر میعاد سماعت کے پیش کیجانیکی اجازت
دی ہے وہ بمقابلہ ایک عہدہ دار دایر کیے گئے تھے اور نہ کارروائی بموجب قانون
۵۲ و ۵۴ وکٹوریا باب ۶۲ دفعہ ۱۰ کے تھی۔ ہم تجویز کرتے ہین کہ کارروائیات
مقدمہ ہذا بمقابلہ اپیلانٹ حسب دفعہ ۲۱۴ - ایکٹ نمبر ۶ ۱۸۸۲ء خارج المیعاد نہین ہین
دوسری بحث یہ ہے کہ۔ آیا حسب دفعہ مذکور کے کانل مجرم عدم ادائے
خدمت کا ہے یا نہین۔ بنظر فیصل کرنے اس امر کے اس امر پر غور کرنا ضروری ہے
کہ حالت بنک کی اوسوقت کیا تھی جو ہر کسی شخص کو باحتیاط حساب کے جانچ کرنے سے
اوسوقت معلوم ہو سکتی تھی جب اوسنے خدمات محاسب کا چارج لیا تھا۔ اوسکی
حالت یہ تھی۔ برسون سے اوسکا سرمایہ جا چکا تھا اوسکا سرمایہ بچت کا دوسرے
بنک مین بطور ضمانت کے رہن تھا۔ اپنی افراد داصل باقی پر بطور جایداد کے
اون قرضون کو رکھتا تھا جو بعض اونمین سے خارج المیعاد تھے اور دیگر قرضجات
ایسے تھے جنکے وصول کی کوئی امید نہ تھی۔ بہ نسبت اون قرضجات کے ہر محاسب

جو سمجھتا ہوا اپنا کام کرتا او سکی نوعیت ایک سرسری جانچ کتب بنک سے دریافت کر سکتا تھا۔ رقم کثیر کے ایسے قرضجات تھے جنکا برسوں سے سود نہیں ادا ہوا تھا اور تاہم وہ سود بنک کی کتابوں میں اسطرح پر دکھلایا جاتا تھا کہ گویا وہ کمپنی کی جایداد قابل الوصول ہے۔ جو قرضجات نا امیدی کے ساتھہ خراب تھے وہ لاکھوں روپیہ کی تعداد کے تھے سرمایہ بچت چونکہ کاغذ سرکاری ... دوسرے بنک سے بطور کفالت کے تھی عملی اغراض کے لئے سرمایہ بچت نہیں رہا تھا۔ سرمایہ بنک کا جا چکا تھا اور جس جایداد سے کام چلتا تھا اور صرف وہی جایداد بنک کے تھی اوسمیں امانت ادن لوگوں کی شامل تھی جو اوس بنک میں اپنا روپیہ جمع کرتے تھے کافی طور پر بیوقوف تھے۔ بنک میں جو کچھہ ہوتا تھا وہ یہہ ہے۔ منیجر یا اکونٹنٹ بنک ایک فرد واصل باقی طیار کرتا تھا جو مطابق نمونہ فرد واصل باقی مقتضیہ ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ء کے نہیں ہوتی تھی۔ وہ فرد واصل باقی محاسب کے پاس بھیجی جاتی تھی اور بموجب اوسکے بیان کے وہ اوس فرد واصلباقی کے میزانوں کو ادن میزانوں سے ملا لیتا تھا کہ جو بنک کی کتابوں میں دکھلائی جاتی تھی۔ وہ یہہ نہیں دیکھتا تھا کہ قرضجات یا فیتنی بنک کے حسب اقتضاے فرد واصل باقی ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ء کے تین قسموں میں منقسم ہیں یا نہیں۔ جو نتیجہ ہم اخذ کرتے ہیں وہ یہہ ہے کہ اس محاسب نے بجز اسکے اور کچھہ نہیں کیا کہ جو فرد واصلباقی طیار ہوی اوسکو اپنے روبرو رکھہ لیا اور بہت سرسری طریقہ سے جانچ اوس فرد واصلباقی کی میزانوں کے بنک کی کتابوں کی میزانوں سے کر لی۔ ہم یہہ باور نہیں کرتے ہیں کہ اوسنے حسب اپنی تصدیق کے کبھی بنک کے حساب کی کتابوں کو جانچا ہے جیسا کہ لایق محاسب جانچ کریگا یا اوسکو جانچنا چاہئے اوسکی طرف سے یہہ کہا گیا ہے کہ وہ ہنرمند محاسب نہیں ہے۔ بلاشبہہ یہہ سچ ہے۔ وہ کسی برلوری کمپنی کا سکرٹری اور اکونٹنٹ تھا۔ غالباً وہ محاسب کی خدمات یا احکام ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ء سے کم واقف تھا یا کچھہ بھی واقف نہ تھا۔ ہماری راے میں اوسکی عدم واقفیت کا اوسکو کچھہ عذر کارروائی محکومہ دفعہ ۲۱۴۔ ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ء میں نہیں ہوسکتا ہے اوسنے عہدہ محاسب اور اوسکا معاوضہ جو اوس سے متعلق تھا قبول کر لیا تھا

گو وہ معاوضہ قلیل تھا اور اوسنے اون خدمات کا بجا لانا گوارا کیا تھا جو نہ صرف کمپنی کے
فایدہ کے تئین بلکہ دانشان کمپنی اور عامہ خلایق کے فایدہ کی بابت ضرور تھا کہ وہ خدمات احتیاط
اور مناسب طور پر بجا لائی جائین - ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ء کے رو سے اوسکی خدمات محدود
کر دی گئی ہین ایک طور پر ہماری رائے مین اوس نے کبھی کوئی خدمت متعلقہ ادا نہین کی یہہ سچ ہے کہ اوس نے فرد
واصلباقی پر دستخط کی تہی اور اوسنے ہر ششماہی کی سرٹفکیٹ پر دستخط کی تہی لیکن ہر ششماہی کا فرد واصلباقی جو ہوتا تھا کیونکہ اگر وہ
ہی تلیف خدمات محاسب کے بجا لانا نہین گوارا کرتا تو اوسکو ظاہر ہو جاتا - ہماری رائے مین
یہہ محاسب مجرم عدم بجا آوری یعنی عظیم عدم بجا آوری خدمات کا حسب منشاء دفعہ
۲۱۴ - ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ء کا ہے - لیکن دفعہ ۲۱۴ کے اوسکو ذمہ دار کرنیکے لئے
یہہ کافی نہین ہے - محاسب صرف اوسی حالت مین ذمہ دار بموجب دفعہ ۲۱۴ کے
کیا جا سکتا ہے کہ جب وہ اپنے عہدہ کے خدمات کے عدم بجا آوری کا مجرم ہوا ور
اگر معمولی اور قریبی نتیجہ اوس عدم بجا آوری کا یہہ ہو کہ کمپنی کو نقصان یا نقصانات
عاید ہوا ہو یا عاید ہوئی ہین - اس مقدمہ مین جو کچھہ ہوا تھا وہ یہہ ہے کہ ہر ششماہی کا
ڈیویڈنڈ قبل جانچ حساب اوس ششماہی کے اور قبل فرد واصلات اور سرٹفکیٹ
پر محاسب کے دستخط ہو چکنے اوس ششماہی سے ایک یا دو یا تین مہینہ قبل واقعی طور پر
ڈایرکٹران کمپنی ادا اور تقسیم کر دیتے تہے - یہہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ مثلاً آخر اوس
ششماہی کا ڈیویڈنڈ جو ۳۰ جون سنہ ۱۸۸۸ء کو ختم ہوئی تہی یہہ نتیجہ کسی جانچ حساب یا فرد
واصلباقی یا سرٹفکیٹ اس محاسب کے جو اوس ششماہی کے ہو ڈایرکٹرون نے ادا
اور تقسیم کیا تھا مسٹر کانلن نے یہہ حجت کی ہے کہ بنک کو اسطرح پر نقصان ہوا ہے - وہ
یہہ کہتے ہین کہ اگر محاسب نے اپنا کام کیا ہوتا اور مناسب فرد واصلباقی پر یہہ
دکھلا دیا ہوتا کہ بنک دیوالیہ ہے تو ڈایرکٹر لوگ مجبوراً بنک کے دروازے بند
کر دیتے یا بنک کو از سر نو قایم کرنیکی تدابیر عمل مین لاتے اور ششماہی ہاے مابعد
کے بابت ڈیویڈنڈ ادا نکرتے - اونہون نے یہہ بھی حجت کی ہے کہ اگر صحیح فرد
واصلباقی محاسب بناتا تو جلسہ عام مین حصہ دار لوگ اوس فرد واصلباقی کو پاس
نکرتے اور جو ڈیویڈنڈ ادا ہو چکا تھا اوسکو منظور نکرتے کہ بہ نسبت امر آخیر کے اوسپر
پہلے غور کرتے ہین جو کچھہ کہنے کی ضرورت ہے وہ کل یہہ ہے کہ اگر یہہ ڈیویڈنڈ

واپس وصول نہین ہوسکتے ہین تو قبل ششماہی کے فرد واصلباقی پر محاسب کے
دستخط ہونیکے اوسکا نقصان ہوچکا تھا۔ اگر وہ واپس وصول ہوسکتے ہین تو کچہ نقصان
نہین ہوا ہے۔ اسمقدمہ مین یہہ ثابت نہین کیا گیا ہے کہ لکیویڈیٹر نے کوئی کوشش
اون دیوندون کے واپس وصول کرنیکی کی ہے جو حصہ دارون کو پہلون سالون مین
ادا کیا گیا تہا اور جو کچہہ ہم جانتے ہین اوس کل سے معلوم ہوتا ہے کہ کچہہ نقصان نہوتا
بحث کے دوسری شاخ کے تجویز کرنیمین ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اون وجوہ پر مبنی ہے
جو عدالت انصاف کو خسارہ کے دلانیمین اوپر عمل کرنا نہایت قیاسی وجوہ ہین۔
ہم نہین جانتے ہین کہ ڈایرکٹرون کے عمل ششماہی ہاے آیندہ پر کیا نتیجہ ہوتا اگر
اس محاسب نے اپنا کام کیا ہوتا اور یہہ ظاہر اور تصدیق کردیا ہوتا کہ بنک دیوالیہ ہے
بنظر کاسد دیات ڈایرکٹران اور اوس طریقہ کے کہ جسطریقہ مین اس بنک کا اہتمام ہوتا تہا
اگر ہم اوس امر پر غور کرین تو امکانا ہم یہہ نتیجہ اخذ کرینگے کہ اگر محاسب صحیح بیان
معاملات بنک کا ڈایرکٹرون سے ظاہر کردیا ہوتا تو وہ محاسب نرہتا اور بنک اپنے
دروازے بند نکرتا۔ لیکن یہہ امر محض خیالی ہے۔ ششماہی ہاے مابعد کے دیوندند
کا نقصان عین نتیجہ محاسب مقدمہ ہذا کے خلاف ورزی خدمت کا نہین ہے۔
مسٹر کانلن نے یہہ بہی حجت کی ہے کہ بنک نے اسطرحپر نقصان اوٹہایا ہے کہ
مسٹر کانلن نے یہہ حجت کی ہے کہ محاسب نے ایسا غیر صحیح سرٹیفکٹ کے دینے
اور اون جہوٹہی افراد واصلباقی کے پاس کرنیمین ڈایرکٹرون سے سازش کی تہی
اور چونکہ وہ شریک اوس سازش کا ہے جسکے نسبت مسٹر کانلن نے حجت کی ہے
جو چند سالون تک وسعت پذیر رہی ہے لہذا اوسکی عدم بجا آوری خدمت فی الواقع
باعث نقصان کے ہوئی ہے۔ اگرچہ ہم خیال کرتے ہین کہ محاسب نے ہر ایسے خدمت کے انجام
دہی مین غفلت کی ہے جسکا انجام دینا بطور محاسب کے اوسپر لازم تہا تاہم اسمقدمہ
مین ہم کوئی شہادت نہین دیکہتے ہین کہ وہ کسی سازش مین ڈایرکٹرون کے ساتہہ یا کسی کے
ساتہہ شریک تہا۔ اوسکا معاوضہ اجرت قلیل تہا وہ اپنی خدمات سے ناواقف تہا اور
اوس لئے اونکو انجام نہین کیا اور ہم خیال کرتے ہین کہ جہانتک اوسکو تعلق ہے معاملہ
وہین پر ختم ہوگیا۔

ہم تجویز کرتے ہین کہ یہہ ثابت نہین ہے کہ اس بنک کو اپنے محاسب کے عدم انجام دہی خدمات سے کچھ نقصان ہوا ہے۔ اور اسلئے ہم یہ اپیل منظور کرتے ہین اور حکم عدالت ماتحت منسوخ کرتے ہین مگر بلا خرچہ۔

کانپور نگرانی فوجداری نمبر ۲۲۳ سنہ ۱۸۹۵ء منفصلہ ۱۹ جون صفحہ ۱۳۹

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بھوانی وغیرہم

ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۷ء (ایکٹ قماربازی) دفعہ ۶ - آلہ قماربازی - کوڑی

تجویز ہوئی کہ حسب منشاء دفعہ ۶ - ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۷ء کے کوڑیان آلہ قماربازی نہین ہین۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

ایکمین صاحب جسٹس - اسمقدمہ مین جسکی رپورٹ بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری سشن جج کانپور نے واسطے صدور احکام عدالت ہذا کی کی ہے ایک شخص بھوانی کی نسبت تجویز ثبوت جرم بموجب دفعہ ۳ - ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۷ء بعلت مالک ہونے قمارخانہ عام اور دیگر چار شخصون کی نسبت تجویز ثبوت جرم بموجب دفعہ ۴ - ایکٹ مذکور بعلت قمارخانہ عام بغرض قماربازی کے موجود رہنے کے صادر ہوئی تہی - معلوم ہوتا ہے کہ جس مکان پر بھوانی قابض ہے اوسکی تلاشی بذریعہ وارنٹ مجریہ حسب احکام دفعہ ۵ ایکٹ مذکور کے ہوئی تہی بھوانی و چار دیگر شخص اوس مکان مین پائے گئے تہے لیکن کوئی شہادت اس امر کی نہین ہے کہ واقعی وہ قماربازی مین مشغول تہے - یہہ شہادت ہے کہ کچھہ پیسے اور کوڑیان مکان مین اوسوقت پائی گئی تہین جب اوسکی تلاشی ہوئی تہی اور مجسٹریٹ نے کوڑیون کو آلہ قماربازی تصور کر کے دفعہ ۶ - ایکٹ مذکور متعلق کیا ہے اور ملزمان کی نسبت تجویز ثبوت جرم صادر کی ہے - جو امر تجویز طلب ہے وہ یہہ ہے کہ آیا کوڑیان منشاء الفاظ دیگر آلات قماربازی مین آجاتی ہین یا نہین عبارت دفعہ ۶ کے حسب ذیل ہے -

جب کوئی گنجیفہ یا نسہ یا میز قماربازی یا کپڑے یا تختے یا دیگر آلات قماربازی کے کسی مکان یا احاطہ مین جو دیوار و ٹٹی سے محیط ہو یا کمرہ یا مقام مین جہان بموجب

احکام دفعہ ماسبق کے داخل ہو یا تلاشی کیجاوے یا اون شخصون مین سے
کسی شخص کے جسم پر پائے جاوین جو وہان پائے جاوین تو جب تک خلاف اسکے
ثابت نکیا جاوے شہادت اس امر کی ہوگی کہ مکان یا احاطہ دیوارون سے محیط
کمرہ یا مقام مذکور بطور قمارخانہ عام کے استعمال کیا جاتا ہے اور جو اشخاص کہ ملین
پائے گئے ہے وہ بغرض قماربازی کے وہان موجود تھے گو مجسٹریٹ یا پولس
یا اوسکے کسی اسسٹنٹ نے واقعی طورپر کوئی کھیل نہ دیکھا ہو۔

مقدمہ قیصر ہند بنام وشیل بہائی چند (انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۱۹) میہ تجویز ہوئی تھی کہ سکہ جات آلہ قماربازی نہین ہین اور آلہ قماربازی سے مراد وہ آلہ ہے جو اسغرض سے بنایا گیا یا اوسکا یہی مقصود ہے۔ مقدمہ ڈالٹن بنام مارٹن (رپورٹ کاکس صاحب دربارہ مقدمات فوجداری جلد ۱ صفحہ ۵۶) مین میہ تجویز ہوئی تھی کہ اگر کوئی شخص شارع عام لڑکونکا کھیل پیسے یعنے ہاف پینس سے کھیلتا ہو تو وہ بموجب قانون ۵ جارج چہارم باب ۸۳ دفعہ ۴ کے مستوجب ماخوذی کا بطور ایسے شخص کے نہین ہے جو آلہ قماربازی سے کھیلتا ہے۔ بعد اوس فیصلہ کے قانون مذکور متعلقہ قانون ۳۱ و ۳۲ وکٹوریا باب ۵۲ اور قانون ۳۶ و ۳۷ وکٹوریا باب ۳۸ کی ترمیم کردیاگیا ان ایکٹون کی رو سے بعد الفاظ آلہ قماربازی مندرجہ ایکٹ سابق کے الفاظ یا کوئی سکہ گنجیفہ نشان یا دیگر ایسی شے جو بطور آلہ یا وسیلہ ایسے شرط یا جوا کے کسی جوے مین یا بنائے ہوے جوا الفاقیہ کے استعمال کیجاوین زیادہ کئے گئے ہین۔ اسطرح ایکٹ نافذہ بمبئی بذریعہ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۹۰ء کے ترمیم کیا گیا ہے کہ جسمین الفاظ آلہ قماربازی مین ہر شے شامل ہوجاوے جو بطور شے یا وسیلہ قماربازی کے استعمال مین لائے جا سکے لیکن ابتک واضعان قوانین نے ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۶۷ء مین تبدیل کرنا مناسب نہین سمجھا ہے اور جب تک کہ ایسا نہو مین ضرور یہ تجویز کرونگا کہ اگرچہ کوڑیان بغرض قماربازی کے استعمال مین لائی جاسکتی ہین وے آلات قماربازی حسب منشاء ایکٹ مذکور کے جیسا کہ وہ ابتک ہے نہین ہین۔ اس امر پر کہ آیا کوڑیون کا پایا جانا شہادت کافی بموجب ایکٹ مذکور کے ہے یا نہین

مقدمہ قیصر ہند بنام [illegible] از بدۃ الفقا [illegible] دار [illegible] ۱۸۸۸ء [illegible]) پیش ہوا تھا لیکن اوسوقت فیصلہ نہین ہوا تھا - میری بھی راے ہے کہ ذیعام سشن جج کی راے یہ قیاس کرنیمین صحیح ہے کہ جس جرم کی علت مین مدیون پر تجویز ہوئی جرم صادر ہوئی ہے وہ ثابت نہین ہے - مین تجاویز ثبوت جرم کو منسوخ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ اگر جرمانہ وصول ہوا ہو واپس کردیا جاوے اور کدار ملزم جسکی نسبت دو مہینہ قید سخت کا حکم ہوا ہے فوراً رہا کیا جاوے -

---

صفحہ انگریزی ۱۴۰

فرخ آباد — نگرانی دیوانی نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۹۵ء — منفصلہ ۲۶ جون

سیدہی لال ویک کس دیگر (ڈگریداران) اپیلانٹان بنام بھجاسنگہ (مدیون ڈگری) فریق ثانی

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۱۰ الف - اجراے ڈگری - درخواست منسوخی نیلام اجراے ڈگری - زر ثمن پر زر فیصدی کا ادا ہونا -

جب کوئی شخص جسکی جایداد اجراے ڈگری مین نیلام ہوئی ہو درخواست بموجب دفعہ ۳۱۰ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے منسوخی نیلام کے کرے تو یہ امر کہ خریدار نیلام ڈگریدار ہی ہے سایل کو اوس زر فیصدی کے ادا کرنے سے سبکدوش نہین کرتا ہے جو از روے ضمن (الف) دفعہ متذکرہ بالا کے ضروری ہے -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین سندرلال منجانب سایلان فریق ثانی کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - اسمقدمہ مین بموجب دفعہ ۳۱۰ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بحث پیدا ہوئی ہے - از روے دفعہ ۲ - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۴ء کے وہ دفعہ زیادہ کی گئی ہے - ۲۵ جولائی سنہ ۱۸۹۴ء کو ایک اجراے ڈگری مین نیلام ہوا تھا - ۱۵ اگست سنہ ۱۸۹۴ء کو مدیون ڈگری نے بموجب دفعہ مذکورہ کے درخواست منسوخی نیلام کی کی اور ۲۰ اگست کو اوسنے عدالت مین زر ڈگری داخل کردیا - اوسنے عدالت مین کوئی رقم مساوی ۵ فیصدی بالاے زر ثمن کے جمع نہین کی معلوم ہوتا ہے کہ ۷ اگست سنہ ۱۸۹۴ء کو ایک عذرنامہ جایداد متنازعہ کا لکھدیا تھا - بہ نسبت ادخال زر فیصدی کے اوسکی حجت یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ خریدار نیلام ہی

ڈگریدار تہا تو زر فیصدی کا داخل کرنا ضروری نہین ہے کیونکہ زر ڈگری جمع کر دیا گیا ہے۔

دفعہ ۳۱۰ الف مین کوئی استثنا ایسی صورت کے لئے نہین ہے کہ جب ڈگریدار ہی خریدار نیلام ہے۔ جس معاوضہ کا بموجب ضمن (الف) دفعہ مذکور کے حکم ہے اوس سے بلا شبہہ مقصود معاوضہ خریدار کے اپنی خریداری کے چھوڑ دینے کا ہے مدیون ڈگری نے اوس دفعہ کی تعمیل نہین کی ہے۔ بہ نسبت تاثیر بیعنامہ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۹۴ء بالا سے حقوق مدیون ڈگری بموجب دفعہ ۳۱۰ الف کے ہم کچھ راے ظاہر نہین کرتے ہین۔ ہم یہہ درخواست نگرانی منظور کرتے ہین اور حکم عدالت ماتحت مشعر منسوخی نیلام معہ خرچہ کے منسوخ کرتے ہین۔

اعظم گڈہ		اپیل دوم نمبر ۱۳۸۱ سنہ ۱۸۹۴ء		منفصلہ ۲۸ جون

انگریزی ۱۴۰

مرداری (مدعا علیہا) اپیلانٹ بنام مریم بی بی وغیرہم (مدعیان) رسپانڈنٹان

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۵۶ و ۵۸۸۔ اپیل۔ اپیلانٹ کا غیر حاضر ہونا۔ اپیل کا روداد کی مسموع ہونا

جبصورت مین کسی عدالت اپیل نے اوس مقدمہ مین جسمین اپیلانٹ کسی طرح پر حاضر نہین ہوا تہا بجاے ڈسمس کرنے اپیل بوجہ عدم پیروی کے سماعت اوسکی روداد پر کی ہو اور اوس پر فیصلہ صادر کیا ہو۔ تجویز ہوئی کہ باوجود اسکے فیصلہ عدالت کا بطور حکم ڈسمسی محکومہ دفعہ ۵۵۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے متصور ہوگا اور اوسکی نا راضی سے اپیل نہو سکیگا۔ پہو کر سنگہ بنام گوپال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الآباد جلد ۴ صفحہ ۳۶۱) منصب علی بنام نہال چند (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الاباد جلد ۱۵ صفحہ ۳۵۹) منی لال بنام نوبت راے (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الاباد جلد ۳ صفحہ ۵۱۹) زینب بیگم بنام منور (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الآباد جلد ۸ صفحہ ۲۷۷) اور مہیش چندر بنام تہکو رداس (ویکلی رپورٹر جلد ۲۰ صفحہ ۵۲۵)

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

عبد المجید منجانب اپیلانٹ		عبد الروف منجانب رسپانڈنٹان

ایکمین صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل بنا راضی ڈگری ضلع جج اعظم گڈہ مشعر بحالی

ڈگری جج ماتحت سکے ہے واضح ہوتا ہے کہ تاریخ متعینہ سماعت اپیل پر اپیلانٹ نہ اصالتاً حاضر ہوا اور نہ بذریعہ وکیل سکے۔ بجاے اسکے کہ بموجب فقرہ اول دفعہ ۵۵۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عمل کرین اور اپیل کو عدم پیروی مین ڈسمس کرین کیونکہ اونکو ایسا ہی کرنا چاہئے تہا ضلع جج نے اپنے اوپر روداد مقدمہ پر غور کرنا گوارا کیا تہا۔ نتیجہ مین تجویز جج ماتحت سے اونہون نے اتفاق کیا اور اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا۔ اب اپیلانٹ بصیغہ اپیل دوم عدالت ہذا مین آتا ہے۔ مسٹر عبدالروف منجانب رسپانڈنٹان کے عذرابتدائی بدین حجت پیش کرتے ہین کہ اپیل دوم ہو نہین سکتا ہے اور حکم ڈسمسی اپیل مصدرہ عدالت ماتحت اگرچہ بلحاظ روداد کے معلوم ہوتا ہے دراصل حکم ڈسمسی بوجہ عدم پیروی کے ہے لہذا چارہ کار اپیلانٹ کا بذریعہ درخواست مقتضیہ دفعہ ۵۵۸ واسطے بازاد خال اپیل کے تہا۔ عدالت ہذا سے چند مقدمات مین یہہ تجویز ہو چکی ہے کہ بنا راضی حکم ڈسمسی اپیل بوجہ عدم پیروی مین اپیل نہین ہوسکتا ہے منجملہ دیگر مقدمات کے دیکھئے مقدمہ بھوکر گرنیام گوپال (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۲۹۱) اور منصب علی بنام نہال چند (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۵۹) لہذا اگر حکم ڈسمسی عدالت اپیل ماتحت کا بطور حکم ڈسمسی بوجہ عدم پیروی کے تصور کیا جاوے تو یہہ اپیل دوم نہین ہوسکتا ہے۔

چند مقدمات ہمشکل مقدمہ حال مین یہہ تجویز ہو چکی ہے کہ جب کوئی عدالت برخلاف احکام دفعہ ۵۵۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عمل کرتی ہے اور فیصلہ اپیل کا روداد پر کرتی ہے تو یہہ فیصلہ صرف بطور حکم ڈسمسی بوجہ عدم پیروی کے متصور ہوتا ہے۔ دیکھئے کنہی لال بنام نوبت راے (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۵۱۹) زینب بیگم بنام منور (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۷۷) اور مہیش چند بنام ٹھکور داس (ویکلی رپورٹر جلد ۲۰ صفحہ ۴۲۴):-

تجویزات بالا سے نتیجہ یہہ برآمد ہوتا ہے کہ حجت کونسل رسپانڈنٹان کی

صحیح ہے اور منظور ہونی چاہئے مین اپیل مع خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔

آگرہ — نگرانی فوجداری نمبر ۲۸۷ ۱۸۹۵ء منفصلہ ۱۹ / جون — صفحہ ۱۴ انگریزی

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام جھجول وغیرہ کس دیگر

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۰۶۔ ضمانت حفظ امن۔ برائت اوس شخص کی جسکو ضمانت داخل کرنیکا حکم ہوا تھا۔

جب وہ شخص جسکو حکم داخل کرنے ضمانت حفظ امن کا بر طبق صدور تجویز ثبوت جرم کے ہوا تھا بر طبق اپیل کے بری ہو جاوے تو حکم جو ضمانت حفظ امن داخل کرنیکا اوس کے نام صادر ہوا ہے از خود بلا دقت ساقط ہو جاتا ہے اور عدالت اپیل مجاز اس حکم کے صادر کرنیکی نہین ہے کہ حکم ضمانت کا قایم رہیگا۔

واقعات اسمقدمہ کے برکٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

اسٹن منجانب سایل گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار

برکٹ صاحب جسٹس۔ از روے دفعہ ۱۰۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے یہہ حکم ہوا ہے کہ جب کسی شخص کے نسبت تجویز ثبوت جرم بعلت اون جرایم کے صادر ہو جو دفعہ مذکور مین نامزد کئے گئے ہین تو اگر عدالت صادر کنندہ تجویز ثبوت جرم کی نسبت نامبردہ کے یہہ راے ہو کہ شخص مذکور سے اقرارنامہ اور ضمانت حفظ امن کی لینا ضروری ہے تو عدالت موصوف اوس مضمون سے حکم صادر کریگی فقرہ اخیر دفعہ مذکور مین یہہ حکم ہے کہ اگر وہ تجویز ثبوت جرم جس سے حکم ضمانت شامل کر دیا گیا ہے بر طبق اپیل کے یا اور طرح پر منسوخ ہو جاوے تو اقرارنامہ جو اسطرح پر لکھا گیا ہوگا نعدم ہو جاویگا۔ اغراض اس فقرہ کا یہہ ہے کہ فوراً بر وقت منسوخی تجویز ثبوت جرم کے حکم لکھے جانے اقرارنامہ یا دینے ضمانت حفظ امن کا از خود غایب ہو جاتا ہے۔ جسوقت سے کہ حکم منسوخی تجویز ثبوت جرم کا صادر کیا جاتا ہے اوسی وقت سے حکم لکھے جانے اقرارنامہ یا دینے ضمانت حفظ امن کا بنام فریق مذکور بالوجود نہین رہتا ہے۔ لہذا ذیعلم سشن جج کی راے غلط تھی جب اونہون نے مقدمہ مین جھجول و سکھا سنگہ دونون سایلون کو یہہ حکم دیا کہ اونکے اقرارنامجات اور ضمانت ہاے حفظ امن قایم رہینگے۔ سشن جج نے صاف طور پر یہہ حکم دینے مین خلاف اختیار عمل کیا ہے کہ حکم مذکور قایم رہیگا جو از روے قوت قانون کے کالعدم ہو گیا تھا۔ مین اوسقدر حکم ذیعلم سشن جج مورخہ ۸ / اپریل ۱۸۹۵ء منسوخ کرتا ہون جس کے روسے یہہ حکم ہوا ہے کہ احکام

حفظ امن مصدرہ ڈپٹی مجسٹریٹ بحال ہین۔

صفحہ ۱۴۱ انگریزی — بجنور بدایون — نگرانی فوجداری نمبر ۶۴ سنہ ۱۸۹۵ء — منفصلہ ۲۶ جون

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام چندرا

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۳۷۲، ۳۷۳ - واسطے اغراض فعل شنیعہ کے نابالغ کا قبضہ مین لانا - جرم مصرحہ دفعہ مذکورہ بالا کا تشریح کیا جانا -

واسطے قایم کیجانے جرم مصرحہ دفعہ ۳۷۳ مجموعہ تعزیرات ہند کے یہہ ضرور ہے اول کہ نابالغ سولہ سال سے کم عمر کا خرید کیا جاوے یا اجرت پر لیا جاوے یا اور طرح پر قبضہ مین لایا جاوے اور ثانیاً یہہ کہ نابالغ مذکور اس نیت سے خرید کیا جاوے یا اجرت پر لیا جاوے یا اور طرح پر قبضہ مین لایا جاوے کہ نابالغ مذکور جب کہ سولہ سال سے کم عمر کا رہے اغراض فعل شنیعہ مین کام مین لایا جاویگا یہہ جانکر کہ نابالغ مذکور جب کہ وہ سولہ سال کم عمر کا رہے غرض ناجایز اور خلاف تہذیب مین کام مین لایا جائیگا احتمال ہے

جرم مذکور فوراً اوسیوقت مکمل ہوجاتا ہے کہ جب بہ نیت و علم ضروری کے حصول قبضہ نابالغ کا مکمل ہوجاتا ہے گو نابالغ مذکور بعد بلوغ کے برسوں تک فعل شنیعہ مین دخل نہ دیوے یا ایسے پیشہ مین مطلق کبھی دخل نہ دیوے۔ ڈپٹی لیگل ریممبرینسر بنام کرونا بیبتوی (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۴) مقبول ہوا -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

درگاچرن منجانب سایلہ قایمقام پبلک پراسکیوٹر (ایڈ) منجانب سرکار

ناکس صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس اور ایکمین صاحب جسٹس

مسماۃ چندرا کے نسبت کامتا پرشاد مجسٹریٹ درجہ اول نے تجویز ثبوت جرم بموجب دفعہ ۳۷۳ مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر کی ہے اور حکم سزاے قید سخت ایکسال کا صادر کیا ہے بر طبق اپیل بہ عدالت سشن جج بجنور بدایون کے تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا بحال رہے۔

اب عدالت ہذا سے یہہ درخواست کی گئی ہے کہ باستعمال اپنے اختیارات نگرانی کے تجویز اور حکم سزا کو اس بنیاد پر منسوخ فرماوے۔

(۱) یہہ کہ منجانب چنداکے کوئی فعل ایسا نہین ہوا ہے جو خرید لے یا اجرت پر لینے یا اورطرحپر قبضہ مین لینے کی حد تک پہونچے۔

(۲) یہہ کہ کوئی صریحی انتظام فیمابین سایلہ اور گوپی باپ مسماۃ دہنی کے نہین ہوا کہ دہنی واسطے فعل شنیعہ کے خرید کیجاوے گی۔

(۳) یہہ کہ سایلہ کا کوئی فعل ایسا ثابت نہین ہوا ہے جس سے اوسکا مقدمہ حسب دفعہ ۳۷۲ مجموعہ تعزیرات ہند مین داخل ہوسکے

ہم بلا تامل یہ کہہ سکتے ہین کہ قبل اسکے کہ جرم مذکورہ دفعہ ۳۷۳ ثابت ہوسکے یہہ ثابت ہونا ضروری ہے (۱) کہ سولہ سال سے کم عمر کا نابالغ ملزم نے خرید کیا ہے یا اجرت پر لیا ہے یا اورطرحپر قبضہ مین لیا ہے اور (۲) کہ نابالغ کو ملزم نے اس نیت سے خرید کیا ہے یا اجرت پر لیا ہے یا اورطرحپر قبضہ مین لایا کہ نابالغ مذکور بحالت سولہ سال سے کم عمر کے ہونیکے اغراض فعل شنیعہ مین مصروف کیا جاویگا یا کام مین لایا جاویگا یا یہہ جانکر کہ اوس نابالغ کے سولہ سال سے کم عمر ہونیکی حالت مین کسی غرض ناجایز یا خلاف تہذیب مین مصروف کیجانے یا کام مین لایجانیکا احتمال ہے۔

ذلعلم بیلک پراسیکیوٹر نے یہہ حجت کی ہے کہ ایسی تعبیر سے منشاء دفعہ ۳۷۳ کی بیجا محدود ہوجاویگی لیکن ہم قوت عبارت اوس نابالغ کو جو اوس دفعہ مین دو مرتبہ مستعمل ہوئی ہے نظر انداز نہین کرسکتے ہین ہماری راے مین لفظ اوس الفاظ عمر سولہ برس سے کم سے متعلق ہے اور اوسکی تعبیر جہان کہین دفعہ مذکور مین ہووے مساوی او نہین الفاظ کے ہونی چاہیے۔ جو تعبیر ہم ان الفاظ کی قایم کرتے ہین وہ وہی تعبیر ہے جو اونکی تعبیر ہایکورٹ کلکتہ نے مقدمہ ڈپٹی لیگل ریممبرینسر بنام کرونا بیستوبی (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۴) مین قایم کی تہی۔ جیسا کہ ذیعلم ججون نے مقدمہ محولہ بالا مین بصفحہ ۱۷۲ تبلایا ہے۔ بنظر قایم کرنے جرم محکومہ دفعہ ۳۷۳ مجموعہ تعزیرات ہند کے کسی لڑکی نابالغ کا خرید جسکی عمر سولہ برس سے کم ہو اس نیت سے ہونا چاہیے کہ وہ نابالغ فعل شنیعہ کی غرض مین مصروف کیجاویگی یا بعلم اس احتمال کے ہونا چاہیے کہ وہ سولہ برس سے کم عمر کی حالت مین اسطرحپر مصروف کیجاویگی۔ جرم مذکور قایم نہوگا اگر باوجود موجودگی ایسی نیت یا علم مجرمانہ کے جس کام مین لایجانیکی نیت ہے یا اوسکے احتمال کا علم ہے وہ اوس وقت وقوع پذیر ہونیکو ہے جب نابالغ سولہ برس پورے کرلیوے۔

ہمارے روبرو جو مقدمہ پیش ہے اوسمین لڑکی دہنی نے جو خود اپنی عمر ستره سال کی بیان کرتی ہے اور جو یہہ کہتی ہے کہ دو سال گذشتہ سے وہ عورت ہوگئی ہے یہہ اظہار دیا ہے کہ بموجب عام دستور اوس قوم کے کہ جس قوم کی وہ ہے (کمایون کے نائک راجپوت) جب کوئی مرد کسی عورت سے شادی کرلیتا ہے تو وہ عورت پردہ مین رہتی ہے لیکن لڑکیان اوس مرد اور اوس عورت کی گاتی ناچتی ہین اور جب وہ عمر پر پہونچتی ہین رنڈی کا پیشہ کرتی ہین۔ دہنی کی بڑی بہن نے بہی اسی دستور پر عمل کیا ہے اور خود کوئی باپ دہنی کا اوس کو جب وہ لڑکی ہی تہی اکہاڑے کے مکان سے ملزم (اوسکی پہوپہی) کے مکان پر لیگیا تہا جسکو تسلیم ہے کہ اوس نے بہی دستور متذکرہ بالا پر عمل کیا تہا۔

جو شہادت دہنی نے دی ہے اوسکی تائید لالی بہن اور موتی پہوپہی اوس لڑکی کی اور بہن ملزمہ کی شہادت سے ہوتی ہے موتی یہہ اور کہتی ہے کہ چندا ملزمہ نے اپنی رنڈی بنانیکے لئے رکہا تہا اور لالی نے اپنی تتمہ اظہار مین جو ۴ ستمبر ۱۸۹۴ء کو دیا ہے یہہ بیان کیا ہے کہ کل لڑکیان جو پہاڑ سے آتی ہین پہلی گاتی ناچتی ہین اور جب وہ اپنی عمر پر آتی ہین رنڈی ہوجاتی ہین اسی غرض کے لئے دہنی کے باپ نے دہنی کو چندا کے ساتہہ چہوڑدیا تہا

جو کچہہ ان گواہون نے بیان کیا ہے اوس سب کی تائید چندا کے اظہارون سے ہوتی ہے جو وقتاً فوقتاً دوران تجویز مین اوس سے پوچہا گیا تہا۔ لعدہ ۴ ستمبر کو اوس نے یہہ بیان کیا تہا اگر کسی نائک راجپوت کے لڑکی کی کوئی رنڈی رشتہ دار نہو تو جوان ہونے پر گہر سے نکل جاتی ہے اور رنڈی ہوجاتی ہے۔ اگر اوس کے کوئی رنڈی رشتہ دار پہاڑ مین یا پہاڑ سے نیچے ہو تو اوس کے والدین اوسکو اوس رشتہ دار کے پاس بہیجدیتے ہین وہ گانا ناچنا سیکہتی ہے اور جب جوان ہوتی ہے تب رنڈی ہوجاتی ہے پہر ۲۸ ستمبر کو اوس نے یہہ بیان کیا تہا کہ دہنی کا باپ اوسکو اوس کے پاس اس لئے چہوڑ گیا تہا کہ وہ گانا ناچنا سیکہی اور جب جوان ہو رنڈی کا پیشہ کرے۔

شہادت ڈاکٹری اسمقدمہ مین بدین خلاصہ ہے کہ سول سرجن دہنی کو قریب سولہ برس کے عمر کا خیال کرتے ہین لڑکیان کسی عمر مین گیارہ سال سے اکیس سال تک مین بالغ ہوجاتی ہین اور بجز قیاس کے کسی لڑکی کی صحیح عمر بتانیکا کوئی امکانی وسیلہ نہین ہے۔ سول سرجن یہہ اور کہتے ہین کہ وہ بلاشبہ چہار دہ سال سے زیادہ عمر کی نہین ہے

پس شہادت سے ہمکو یہہ ثابت ہوتا ہے کہ ملزمہ نے دہنی کو اوس کے باپ سے اس نیت سے لیا تہا کہ وہ قوم کے دستور پر عمل کرے اور اوس کے بلوغ حاصل کرنے پر وہ فوراً بطور رنڈی کے کام مین لائی جاوے۔ شہادت مین ہمکو یہہ بات ملتی ہے کہ ہندوستان مین لڑکیان کسی وقت درمیان گیارہ اور اونیس سال کے بالغ ہو جاتی ہے اور دہنی خود کہتی ہے کہ خود اوس کے معاملہ مین وہ اوس وقت بالغ ہو گئی تہی جب اوسکی عمر پندرہ سال کی تہی۔

پہر لیکن اوس کے طرف سے یہہ حجت ہوئی ہے کہ اس امر کے ثبوت مین شہادت موجود ہے کہ دہنی نے بطور امر واقعہ کے اوس وقت تک کسب نہین شروع کیا تہا کہ جب تک وہ سولہ سال کی عمر کو نہین پہونچی تہی اور اوس وقت بہی وہ اس طریقہ مین خلاف مرضی اور مشورہ ملزمہ کے داخل ہوئی تہی۔

لیکن ہماری راے مین دہنی کی صحیح عمر اوسوقت کی جب وہ طریقہ کسب مین داخل ہوئی تہی غیر اہم ہے۔ جرم مصرحہ دفعہ ۳۷۲ مجموعہ تعزیرات ہند فوراً اوسی وقت مکمل ہوگا اور ہو جاتا ہے جب ملزم کا خرید نا وغیرہ اور علم مجرمانہ بالسبت ملزم کی ثابت ہو جاتی ہے اگرچہ وہ شخص جو خرید کیا گیا ہے اپنی بلوغ حاصل کرنیکے برسون بعد تک کسب کرنا اختیار نہ کرے یا ہرگز نہ کبہی ایسا پیشہ اختیار نہ کرے۔

محض یہہ امر کہ ملزمہ نے کسب کرنے سے اوس لڑکی کو منع کیا تہا یا منع کرنیکی کوشش کی تہی کہ جب وہ اوسوقت کم سن تہی اس خوف سے منع کیا تہا کہ شاید اوسکی اواز بطور رنگا بنوانے کے خراب ہو جاویگی چنداسکے فعل کو زمرہ جرم مصرحہ دفعہ ۳۷۲ سے ہٹا نہ سکیگا۔ جرم اوسی وقت مکمل اور کامل ہو گیا تہا جب اوس نے دہنی کو اوسکی باپ بہت سال پیشتر لیا تہا۔

ملزمہ نے یہہ ثابت نہین کیا ہے کہ اونکی نیت یا علم بجز اوس کے کچہہ اور تہا جو معقول طور پر اوس شہادت سے قیاس کیا جا سکتا ہے جو بہ نسبت دستور مروجہ مابین ناتک راجپوت کے اور بہ نسبت اوس غرض کے دی گئی ہے کہ جس غرض سے دہنی لائی اور موتی سب کہتے ہین کہ وہ ملزمہ کے پاس چہوڑی گئی تہی

خفیف کوشش یہہ بحث کرنے کے لئے کی گئی تھی کہ عبارات عمر برآنا جوان اور بالغ سولہ برس سے زیادہ عمر سے متعلق ہوتی ہین - ایسی تعبیر کی تائید مین ہم کسی سند سے واقف نہین ہین - معمولی معنی اوس لفظ کے یہہ ہین کہ اوس عمر کو پہونچنا جو عمر بلوغ کے نام سے مشہور ہے اور ہم ان الفاظ کو اوسکی قدرتی اور معمولی مضامین قبول کرینگے -

جو وجوہ دست اندازی کے پیش کئے گئے تھے اوسمین کوئی ثابت نہین ہے اور بلاشبہ حکم سزا بہت سخت نہین ہے نظر بران ہم درخواست نمبر (؟) کرتے ہین اور حکم دیتے ہین کہ مسل واپس ہو -

اگر ملزمہ چند ا ضمانت پر ہو تو اوسکو حاضر ہونا چاہیے اور بقیہ میعاد اوس قید کی بھگتنا چاہیے جسکا حکم سزا اوسکی نسبت صادر ہوا ہے -

---

شاہجہانپور اپیل دوم نمبر ۹۰۵ سنہ ۱۸۹۴ع منفصلہ ۲۷ جون

(ریمارک ۱۸۹۶ ہ؟ بینچ؟)

بھاگی ونیک کسن وغیرہ (مدعیان) اپیلانٹان بنام گردہاری وغیرہم (مدعاعلیہم) رسپانڈنٹان

کاشت دخیلکاری - تقسیم - خاندان ہندو مشترکہ - نالش تقسیم کاشت دخیلکاری مقبوضہ خاندان ہندو مشترکہ -

شرکاء خاندان ہندو مشترکہ قابض کاشت دخیلکاری بحیثیت خاندان مشترکہ مذکور کوئی امر مانع نہین ہے کہ اپنی حصص واقع کاشت مذکور کو باخود یا عدالت دیوانی سے تقسیم کرالیوین اگرچہ اگر زمیندار فریق نالش تقسیم مذکور کا نہ کیا جاوے تو ڈگری نالش مذکور کی معیز اوس ذمہ داری مشترکہ کی نہ ہوگی جو اوسکو اسامیان دخیلکار مذکور کے مقابلہ مین حاصل ہے -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوسکتے ہین -

بیچارام منجانب اپیلانٹان رسپانڈنٹان کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

بلیر صاحب جسٹس - اسمقدمہ مین ایک امر عجیب پیدا ہوا ہے اور جو جہانتک مین واقف ہون ممالک ہذا مین صریحاً طے نہین ہوا ہے - چند شرکاء خاندان ہندو مشترکہ نے جو بشمول دیگر اشخاص کے قابض اراضی بطور اسامیان شکمی کے

ہین دعوی تقسیم اپنے مختلف حقیت واقع کاشت مذکور کا کیا ہے - ڈسٹرکٹ جج شاہجہانپور
نے استدعاے مندرجہ عرضی نالش بدین بیان نامنظور کی ہے کہ وہ کسی ایسے قانون
یا رواج سے واقف نہین ہین جس کے روسے ایک شخص قابضان دخیلکاری مشترکہ
مین سے بلا رضامندی زمیندار کے عدالت دیوانی سے تقسیم کرا سکے - مشار الیہ نے
کسیقدر طوالت کے اوس تکلیف اور نقصان قرین قیاس کو بیان کیا ہے جو بوجہ
تقسیم قبضہ داری کے اوسکو لاحق ہوگا - مین بلحاظ واقعہ نہین ہون کہ قبضہ داری
دخیلکارانہ مین کوئی استثنے اوس قابل التقسیم کے عام قاعدہ سے ہے جسکے تابع
جایداد خاندان ہاے ہنود مشترکہ ہین - مین کوئی وجہ ایسی قاعدہ کی نہین
دیکھتا ہون - قابضان دخیلکاری شکمی دے سکتے ہین اور اپنی کل حقوق اتفاقی
واقعہ جایداد کو بجز اپنے حقوق دخیلکاری کو مکفول بطور رہن بیع کر سکتے ہین اور مین اوسکی
کوئی وجہ نہین جانتا ہون کہ کیون مرتہنان ایسے حقوق کے جیسے کہ قابضان
دخیلکاری کو مواخذہ پیدا کرنیکا اختیار حاصل ہوتا ہے بطور مرتہنان منفعتی دخل
حاصل کر سکین لیکن معاملہ قابض دخیلکاری کے جو راہن ہے اور اوسکے مرتہن
کے بالکل قابل پابندی با خود بلا اور جو متعلق خود اونکی حقوق کے کسی طرح اثرانداز
موثر حقوق زمیندار پر نہین ہوسکتا ہے اور نہ مجھے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ تقسیم
جو خاندان ہنود مشترکہ اپنے جو کسی سے کرلیوین یا بذریعہ ڈگری عدالت کے
اوس نالش مین حاصل کرین جس مین زمیندار فریق نہین بنایا گیا ہے وہ کسی درجہ
تک حقوق زمیندار پر موثر ہوگی - ممکن ہے کہ باہم فریقین تقسیم مذکور مختلف
قسم کی ذمہ داری اون ذمہ داریون سے پیدا ہوجاوے جو اوسوقت موجود تہین
جب خاندان مشترکہ تہا لیکن ذمہ داری مشترکہ زمیندار کی بابت اوسکی لگان
اور کل حقوق اور ذمہ دار ہماے درمیان اونکی بطور اسامیان اور اوس کے
بطور زمیندار بالکل بلا خلل رہینگے سوی اتفاق سے رسپانڈنٹ نہ اصالتاً حاضر
ہوا ہے اور نہ بذریعہ کونسل کے کہ جسمین مجھکو وہ مدد حاصل ہوتی جو اس معاملہ
مین مطلوب تہی - بہرکیف مجھے اصول صاف معلوم ہوتا ہے اور اس اپیل کے
منظور کرنے مین کیونکہ مین منظور کرتا ہون اور نالش مدعیان کی ڈگری کرتا ہون

مین کسی طرحپر حقوق زمیندار کی تجویز نہین کرتا ہون اور نہ اوسمین ہین مخل ہوتا ہون۔ مین نالش مدعیان کی ڈگری کرتا ہون اور فیصلہ عدالت ماتحت کا منسوخ کرتا ہون بہ نسبت خرچہ کے کچھہ حکم نہین دیتا ہون۔

---

۲۴۳ بی　جہانسی　نگرانی فوجداری نمبر ۱۷۲ سنہ ۱۸۹۴ء　منفصلہ ۲۹ جون

ملکہ معظمہ قیصر ہند　بنام　لوتی

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۱۰۔ ضمانت نیک چلنی۔ اوصاف ضامنان مندرجہ حکم مصرحہ دفعہ ۱۱۰۔ عدالت اعلی سے اوس شخص کا نامنظور ہونا جو بموجب حکم مذکور کے لائق ہو۔

جس صورت مین کسی مجسٹریٹ ماتحت مجسٹریٹ ضلع نے حکم طلبی ضمانت نیک چلنی کسی شخص کے صادر کیا ہو اور اون اوصاف کو بھی بیان کردیا ہو جو ضامنون مین ہونا چاہئے تو یہہ تجویز ہوئی کہ مجسٹریٹ ضلع مجاز نامنظور ایسے ضامن کا نہین ہے جو پیش کیا جاوے اور جس مین شرائط مندرجہ حکم عدالت طلب کنندہ ضمانت کے پوری ہوتی ہون۔

یہہ استصواب سشن جج جہانسی نے بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری بہ نسبت حکم مجسٹریٹ ضلع کے کیا ہے۔ جن واقعات سے یہہ استصواب ظہور پذیر ہوا ہے وہ فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوسکتے ہین۔

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ لوتی کو حکم ہوا تھا کہ ضمانت خود سو روپیہ کی اور سو سو روپیہ کے دو معتبر ضامنون کے ضمانت داخل کرے۔ اوس نے دو شخصون کو پیش کیا تھا۔ اوس مین سے ایک شخص نامنظور ہوا تھا اور دوسرا منظور ہوا تھا۔ تب اوس نے دوسرا شخص پیش کیا جسکو قابل سمجھا جہانتک وسایل استطاعت کو تعلق ہے لیکن مجسٹریٹ پرگنہ نے جو مقدمہ مین کارروائی کرتا تھا اگرچہ اوسکی استطاعت سے مطمئن ہوگیا رپورٹ مقدمہ کی مجسٹریٹ ضلع سے کی تھی۔ مجسٹریٹ ضلع نے مقدمہ کو اپنی عدالت مین منتقل کرنے کے بغیر ضامنون کو مختصراً اس بنیاد پر نامنظور کردیا کہ وے ایسے شخص نہین ہین جو بوجہہ عمر اور

اونکی سکونت بفاصلہ ہونے کے وجہ سے پوری پر اقتدار نرکھہ سکینگے اور اوسکو طریقہ بد معاشی کے قایم رکھنے مین مانع نہو سکینگے۔ اس معاملہ مین ہم سے استصواب کیا گیا ہے۔ جب کوئی مقدمہ کسی مجسٹریٹ ماتحت کے ہاتھہ مین ہے تو مجسٹریٹ ضلع کو اگر وہ خود مقدمہ مین حکم صادر کرنا ضروری سمجھین چاہئے کہ باضابطہ طور پر مقدمہ کو خود اپنی عدالت مین منتقل کر لیوین۔ اس مقدمہ مین ایسا نہین کیا گیا تھا۔ بہرکیف یہہ معاملہ خفیف ہے۔ زیادہ تر وسیع بحث یہہ ہے کہ آیا مجسٹریٹ اون شخصون کو بطور ضامنون کے نامنظور کر سکتے ہین یا نہین جو مسلمًا شرائط حکم مذکور مین آجاتے ہین۔ ہماری یہہ راے ہے کہ وہ نامنظور نہین کر سکتے ہین۔ بطور عام قاعدہ کے یہہ مناسب ہے کہ حکم ضمانت کے صادر کرنے مین حکم مذکور مین وہ فرقہ اور وہ حصہ ملک کا محدود کر دینا چاہیے کہ جہان سے وہ ضامن آوینگے۔ اسمین شبہہ نہین ہے کہ لوگون کو ضمانت نیک چلنی کی داخل کرنے مین مجبور کرنے کی ایک غرض یہہ ہے کہ ضامنون کو یہہ دیکھنے کی غرض رہے کہ وہ شخص نیک روش ہے اور یہہ کہ وے اوس شخص پر کچھہ دباؤ بھی رکھہ سکین کہ جسکے واسطے وہ ضامن ہوئے ہین۔ بطور عام قاعدہ کے غرض اخیر موثر نہین ہو سکتی ہے اگر ضامنان بڑے فاصلہ کے رہنے والے ہون اور اگر وے ایسے لوگ ہون جو اپنی عمر یا حالت صحبت یا اور طرح پر اوس شخص پر دباؤ نہین رکھہ سکتے ہین جسکے واسطے بطور ضامنان کے وے پیش کئے گئے ہین۔ اسمقدمہ مین دو ضامن یعنی بھوانی پرشاد اور رہر پرشاد اوصاف مشروطہ حکم ضامنان کو پوری کرتے ہین ہم حکم مجسٹریٹ ضلع کا منسوخ کرتے ہین اور حکم دیتے ہین کہ بھوانی پرشاد و رہر پرشاد بطور ضامنان کے منظور کیے جاوین۔

علیگڈہ اپیل اول نمبر ۲۹ سنہ ۱۸۹۴ء منفصلہ ۱۰ جولائی

محمد حسین علیخان (مدیون ڈگریتی) اپیلانٹ بنام ٹھاکر دہرم سنگہ (ڈگریدار) ریسپانڈنٹ

ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۸۸۔ نالش نیلام بر بناء رہن۔ ڈگریدار کا نیلام عام مین خرید کرنا۔ بمقابلہ دیگر جایداد راہن کے

اجرار مزید کی درخواست کیا جاتا ہے۔

ایک مرتہن ڈگریدار نے نالش نیلام مقتضیہ دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ء کے جایداد مرہونہ کو نیلام کرایا اور باجازت عدالت کے اوس کو خود خرید کیا۔ چونکہ زرثمن نیلام واسطے بیباقی قرضہ رہن کے ناکافی ہوا ڈگریدار نے درخواست اجرا کی بمقابلہ دیگر جایداد راہن کے کی۔ تجویز ہوئی کہ ڈگریدار پر بقدر مالیت بازاری جایداد مرہونہ خریدہ نیلام اپنے کے مجرا دینا لازم نہیں ہے بلکہ بقدر زرثمن نیلام واقعی کے مجرا دینا چاہئے۔ مہابیر پرشاد سنگھ بنام میکناٹن (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۶۸۲) وشیو ناتھہ داس بنام جانکی پرشاد سنگھ (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۱۳۲) وگنگا پرشاد بنام جواہر سنگھ (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۴) پر حوالہ ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

ریڈ منجانب اپیلانٹ　　جوگندر ناتھہ چودہری منجانب رسپانڈنٹ

بنرجی صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل ونش ڈگری کے اجرا کی کارروائیات سے ظہور پذیر ہوا ہے جو رسپانڈنٹ نے حاصل کی تھی وہ ڈگری واسطے نیلام جایداد مرہونہ کے تھی اور بموجب دفعہ ۸۸ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے صادر ہوئی تھی ایک حصہ جایداد کا بذریعہ نیلام فروخت کیا گیا جسکو ڈگریدار نے خود باجازت عدالت مطابق دفعہ ۲۹۴ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے خرید کیا چونکہ زرثمن نیلام واسطے بیباقی ڈگری کے کافی نہیں ہوا اسوجہ سے ڈگریدار نے درخواست بقیہ جایداد مرہونہ کے کی اور عدالت ماتحت نے اوسکی درخواست منظور کی تھی۔ منجانب اپیلانٹ مدیون ڈگری کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ ڈگریدار بلا محسوب کرنے واقعی مالیت بازاری جایداد نیلام شدہ کے اور بلا ثابت کرنے اس امر کے کہ بعد منہائی مالیت مذکور منجملہ زر ڈگری کے اب بھی اوسکا کچھہ یافتنی باقی ہے مستحق نیلام کرانے بقیہ جایداد مرہونہ کا نہیں ہے۔ اپنی حجت کی تائید میں مسٹر ریڈ نے مقدمات ذیل پیش کئے ہیں۔ ہارٹ بنام تارا پرسنا مکرجی (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۷۱۸) وبلم داس بنام امراج (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۵) وکرشنا سوامی بنام جانکی مل (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۱۵۳) وسمیر کشور بنام بھگونت سنگھ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۵ء صفحہ ۱)۔

میری یہہ راے کہ حجت غیر مستحکم ہے اور مقدمات پیش شدہ مقدمہ حال سے قابل امتیاز ہے۔
جب کوئی مرتہن جایداد مرہونہ کو بہ تبعیت خود اپنے رہن کے خرید
کرتا ہے یعنی یہہ کہ جب وہ جبریہ حق راہنی خرید کرتا ہے تو بلاشبہ ذمہ دار ہے کہ
مالیت واقعی جایداد کو محسوب کرے جب وہ اپنا زر رہن بذریعہ نیلام دیگر جایداد
راہن کے وصول کرنا چاہتا ہے۔ وجہ اسکی صاف ظاہر ہے۔ مرتہن جو حق راہنی خرید
کرتا ہے وہ اوسکی مالیت واقعی ادا نہین کرتا ہے بلکہ صرف مالیت حق راہنی کی ادا
کرتا ہے۔ بالفاظ دیگر وہ جایداد کی عیوض اوس تفاوت کو ادا کرتا ہے جو اوسکی
مالیت واقعی بطور جایداد غیر مواخذہ دار کے اور زر رہن کے درمیان مین ہوتا ہے
ایسی صورت مین مرتہن کو انصافاً یہہ اجازت نہین دیجا سکتی ہے کہ اپنے قرضہ رہن
کا کل بار راہن کے دیگر جایداد پر ڈال سکے اور اوسکو اصل مالیت جایداد خریدہ خود
اپنی سے محسوب کرنا چاہیے۔ لیکن جب جایداد مرہونہ اوس ڈگری کے بیباقی مین نیلام
کیجاوے جو بربناے رہن حاصل کی گئی ہے اور مرتہن باجازت عدالت اوس جایداد
کو خرید کرے تو وہ اوسی بنیاد پر قایم ہوتا ہے کہ جس بنیاد پر کوئی دوسرا خریدار ہوتا
ہے اور جایداد مین استحقاق راہن اور مرتہن دونون کے حاصل کرتا ہے۔ ایسی
خریداری راہن پر کسیطرح جبر اصرار آموثر نہین ہوتی ہے اور کوئی انصاف مفید اوسکی
پیدا نہین ہوتا ہے۔ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بمقدمہ مہابیر پرشاد سنگہ بنام
میکناٹن (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۶۸۲) مین یہہ تجویز کی ہے کہ
بولی بولینے کی اجازت سے مرتہن اوسی حالت مین ہوجاتا ہے کہ جیسے کوئی بلاتعلق
خریدار ہوتا ہے اور ایسی صورت مین مرتہن بذریعہ اپنی خریداری کے راہن کا رہن
نہین ہوجاتا ہے۔ لہذا مرتہن جو جایداد مرہونہ کو باجازت عدالت اوس نیلام
کی ڈگری کے اجرا مین خرید کرتا ہے جو اوس کے رہن کے بابت صادر ہوئی تھی صرف
بقدر زرثمن کے مجرا دینے کا ذمہ دار ہے اور بابت بقیہ زر ڈگری یافتنی اپنے ڈگری
جاری کرلنے کا مستحق ہے۔ اس راے مین میری تائید فیصلجات ہائیکورٹ کلکتہ
بمقدمہ شیو ناتہہ داس بنام جانکی پرشاد سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶
صفحہ ۱۳۲) و گنگا پرشاد بنام کنجو امر سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۴۰)

سے ہوئی ہے۔ مقدمہ سومیرا کنور بنام بھگونت سنگہ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۵ع صفحہ ۱) مین مرتہن نے ایک نصف جایداد مرہونہ ڈگری زر نقد کے اجرا مین جو کسی شخص ثالث نے حاصل کی تہی اپنی رہن کی اطلاع دینے کے بعد خرید کی تہی اور بعدہ دعوے اپنے رہن کے نافذ کرنیکا بمقابلہ دیگر نصف جایداد مرہونہ کے کیا تہا اوسمین یہہ تجویز ہوئی تہی کہ اوسکو قرضہ رہن کے کل بار دیگر نصف جایداد مرہونہ پر ڈالنے کی نہین دیجا سکتی ہے۔

مقدمہ بلم داس بنام امراج (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۵۳) مین مرتہن نے دو ڈگریان جداگانہ تمسکون کی بنا پر واسطے نیلام جایداد واحد کے حاصل کی تہی اور اون ڈگریو مین سے ایک ڈگری کے اجرا مین جایداد مذکور خرید کی تہی اوسکی خریداری بالغ ذمہ داری بقدر دوسری ڈگری کے نقد ادا کے تہی۔ لہذا اسمقدمہ کو بحث حال سے کچہہ تعلق نہین ہے۔

دیگر دو مقدمات پیش کردہ مسٹر ریڈ قابل امتیاز ہین کیونکہ اون مقدمات مین مرتہن نے صرف حق راہنی خرید کیا تہا۔

میری یہہ رائے ہے کہ عدالت ماتحت نے صحیح طور پر یہہ تجویز کی ہے کہ رسپانڈنٹ ڈگری پانے کا مستحق جاری کرنے ڈگری بابت اوس بقایا کے ہے جو بعد مجرا زر ثمن اوس نیلام کے ہے جسمین اوس نے ایک جزو جایداد مرہونہ کا خرید کیا ہے اور مین یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔

صفحہ ۱۴۵ انگریزی

گورکھپور — نگرانی فوجداری نمبر ۲۶۱ سنہ ۱۸۹۵ء — منفصلہ ۳ جون

اودہار سنگہ وغیرہم (سایلان) بنام ابلاکہہ سنگہ وغیرہم (فریق ثانی)

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۹۵ و ۴۷۶ ۔ اجازت ارجاع استغاثہ فوجداری ۔ کارروائی عدالتی ۔ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۸۳ ۔

تجویز ہوئی کہ جب بہ تعمیل ضابطہ محکومہ دفعہ ۸۳ ۔ ایکٹ انتقال جایداد کے رہنامہ عدالت مین داخل کردیا جاوے تو دستاویز مذکورہ شہادت مین عدالت کے روبرو پیش ہوئی ہے اور نہ کسی کارروائی عدالتی کے دوران مین اوسپر عدالت کی توجہہ مائل کیجاتی ہے کہ جس مین عدالت کو خواہ بموجب دفعہ ۱۹۵ خواہ دفعہ ۴۷۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اختیار دینے اجازت ارجاع استغاثہ فوجداری نسبت اوس شخص کے حاصل ہو سکتے جس کے نسبت دستاویز مذکور کے جعل سازی کا عدالت کو شبہہ ہوا ہے ۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین ۔

کالن و بنرجی منجانب سایلان گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار

بلیر صاحب جسٹس ۔ یہہ درخواست عدالت ہذا کے نسبے باستعمال اوسکے اختیار سماعت نگرانی بدین استدعا ہے کہ عدالت موصوف بعض کارروائیات کو منسوخ کردیوے جو روبرو ضلع جج گورکھپور کے ہوئین اور جس مین مشارالیہ نے اجازت ارجاع استغاثہ فوجداری بنام سایلان حال حسب عبارت ذیل دی ہے ۔ بمقابلہ ان کل شخصون کے ہین اجازت ارجاع استغاثہ فوجداری منجانب ابلاکہہ سنگہ یا دیگر اشخاص اہل غرض کے بابت جعلسازی دستاویز متذکرہ بالا بموجب دفعہ ۴۶۷ مجموعہ تعزیرات ہند اور بابت دینے جہوٹی شہادت کے جو بتایید دستاویز مذکور کے چند مختلف موقعون پر عدالت منصفی مین دی گئی ہے یا بموجب دیگر دفعہ متعلقہ کے دیتا ہون ۔ تواریخ اسمعاملہ کی جو اجازت کی حد تک پہونچ گیا ہے تعلیم بخش ہے ۔

۱۹ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء کو چند اشخاص منجملہ اونکے ابلاکہہ سنگہ ایک ہے اور جو درخواست ہذا کی پیشانی پر بطور فریق ثانی کے بیان کئے گئے ہین راہنان بعض جایداد اراضی کے تھے ۔ اونہون نے عدالت منصفی بستی مین ایک دستاویز باظہار اپنی آمادگی دربارہ ادای

مین جمع کرنے وور قوم ایک لماصہ کی اور دوسری لماطہ کی داخل کی تہی کہ جس رقم کو اوہنون نے بیان کیا یا بدرجہ اقل تسلیم کیا تہا کہ ازروے چند دستاویزات کے قالتی کہ جنکے روسے سایلان حال مرتہن ہین اونکے ذمہ واجب یا فقتنی ہین۔ اوسی تاریخ کو ایک درخواست اوسی عدالت مین بجانب مرتہنان باظہار اپنے آمادگی دربارہ حوالگی سے اوس روپیہ کے جو اسطرحپر داخل ہوا تہا لے لینے اور داخل یا واپس کردینے رہنامجا بغرض حوالگی راہنان کے داخل ہوئی تہی۔ ظاہرانہ کارروایات کا مقصود لطورکارروائی محکومہ دفعہ ۸۳۔ ایکٹ انتقال جایداد کے تہا۔ اوسکے بعد دوسری کارروائی وہہ ہوئی تہی کہ ایک شخص مسمی مہیب سنگہ نے اپنے آپکو کارندہ راہنان کا ظاہر کرکے عدالت مین صرف رقم مبلغ ۱۱۵ کی ادا اور داخل کرنیکو پیش کی۔ مرتہنان نے اپنے طرف سے یہہ حجت کرکے کہ ازروے تمسک کے الصما سہ واجب ہے۔ اپنی رہنامجات بعیوض اوس روپیہ کے داخل نہ کرینگے لہذا اوس روپیہ کو بالیفاے کامل اپنے رہنون لینے سے انکار کیا۔ جہانتک ہم جانتے ہین اس نوبت تک منصف کو اوس معاملہ مین کچہہ کرنا نہین تہا اگر راہن زرواجب ازروے دستاویز کو داخل کردیتا اور اگر مرتہنان اوس روپیہ کو جو اسطرحپر جمع ہونا قبول کرلیتے تو اوسکے وہ اپنی دستاویزات عدالت کے کسی عہدہ دار کے پاس داخل کردیتے جو براہ راست دستاویزات مذکور راہن کے حوالہ کردیتا۔ مجہے کوئی بات ایسی نظر نہین آتی ہے کہ کوئی عمل اوس دفعہ کے روسے ایسا مقصود ہے جو منصف کو عدالتانہ قسم سے کسی درجہ تک کرنا پڑتا۔ بہرحال کارروایات مقتضیہ دفعہ ۸۳ جو کچہہ وہ تہین اوسی وقت ختم ہوگئی جب مرتہنون نے مبلغ ۱۱۵ مذکور کے لینے اور اپنی رہنامجات کے داخل کردینے سے انکار کیا تہا۔

۲۸ اگست ۱۸۹۳ع کو یعنی قریب ایک سال بعد بغایا یہ کارروائی مقتضیہ دفعہ ۸۳۔ ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ع کے منصف سے۔ مین نہین جانتا ہون کہ کیونکر تحریک ہوئی لیکن جہانتک ہم تجویز کرسکتے ہین خود اپنی تحریک سے کسی نہ کسی قسم کی تحقیقات شروع کی اور حکم بعبارت ذیل صادر کیا۔ یہہ کہنا بیہودہ ہے کہ شہادت موجودہ مسل مقدمہ جعل کے ثابت کرنیکے لئے کافی ہے۔ بڑا سقم اس مقدمہ مین یہہ ہے کہ بجملہ چار نویسندگان تمسک کے تین نویسندگان گواہان مین حاضر ہوئے اور بجانب اوس کے تحریر

سے انکار کرنے مین قاصر رہے ہین - نامبردگان جیکرن کے پتہ و نشان دینے مین بہی قاصر
رہے ہین - علاوہ برین اونہون نے گواہان حاشیہ تمسک کو موقع اونکی شناخت کرنیکا
نہین دیا ہے - اگرچہ یہہ واقعہ ہے کہ اون لوگون نے اون شخصون کے مواجہہ مین حاضر
ہونا چاہا تہا جو بطور گواہان شناخت کے رجسٹری کے وقت ظاہر کئے گئے تہے - جو شہادت
ابتک پیش ہوئی ہے وہ اپنی نوعیت مین شہادت قراین سے ہے - یہہ مقدمہ ۵ اپریل
سے دایر ہے یہہ نامناسب ہے کہ وہ اب ائندہ دایر رکہا جاوے - مین خود تو یہہ خیال
نہین کرتا ہون کہ تمسک شبہ سے خالی ہے لیکن چونکہ یہہ کارروائی برطبق درخواست
کسی فریق تمسک کے دایر نہین ہوئی ہے وہ برطبق درخواست کسی فریق معرفت رسیدہ
کے پہر قایم ہو سکیگی بشرطیکہ وہ کبہی حاضر ہوا اور اپنی مستعدی اوسکی پیروی مین ظاہر
کریگا - بالفعل یہہ کارروائی ساقط رہی - وہ کون کارروائی تہی جو ۵ اپریل سے دایر
ہوئی تہی جسکا ذکر حکم متذکرہ بالا مین ہوا ہے مین نہین جانتا ہون لیکن وہ کچہہ رہی ہو
سو ہو بہرحال معلوم ہوتا ہے کہ ذیلی منصف کوئی نتیجہ اخذ نہین کر سکتے تہے -

اونہین منصف نے ۱۱ جنوری ۱۸۹۴ء کو ایک دوسرا روبکار قلمبند کیا کہ
کارروائی پہر دایر کیجاوے ہم نے مقدمہ اس لئے خارج کر دیا تہا کہ وہ بہت عرصہ تک دایر
رہا تہا اور نویسندگان تمسک حاضر ہونے اور اوس کے پیروی کرنے مین پہلو تہی کرتے
تہے - علاوہ برین جو شہادت اوسوقت تک مین حاصل کر سکا تہا وہ مقدمہ جعل
کے ثابت کرنیکے لئے کم تہی - فی الواقع کوئی شہادت فعل جعل کی نہین تہی - اصلیت
تمسک مین مجہکو ہمیشہ شبہ رہا ہے - اگر جیکرن حاضر لایا جا سکے تو مقدمہ مین روشنی
آجاویگی - مناسب ہے کہ مقدمہ ثابت کیا جاوے - اب چونکہ سایلان حاضر ہیں
اور جو واقعات اونہون نے اپنے سوال مین بیان کئے ہین اونکی بابت اظہار دیا ہے
لہذا مقدمہ آگے چلایا جاوے

ملتسیر اور روبکار ۲ مارچ ۱۸۹۳ء کو قلمبند ہوا تہا - یہہ وہ مقدمہ ہے جس مین
اوہار سنگہ پر جعلی دستاویز کے استعمال کرنیکا الزام لگایا گیا ہے - ۱۹ ستمبر ۱۸۹۲ء کو
تین شخصون نے یعنی ابلاکہہ سنگہ جہر نک سنگہ اور مہابل سنگہ نے ایک درخواست بالظہار
امداد کی عدالت مین داخل کرنے مبلغ کا صہ بابت بقیا ایک تمسک کے جو ظاہرا

نوشتہ اونکا بنام اُدہار سنگہ کے ہے داخل کی تہی - ایک ایسی ہی درخواست دربارہ
داخل کرنے مبلغ للعہ بابت بقایای دوسری تمسک موسومہ ادہار سنگہ مذکور سے
داخل کی تہی - ادہار سنگہ نے بجواب اون کے دو درخواستین روپیہ وصول کرنیکے لئے
داخل کی تہین - لیکن سایل نے واقعی روپیہ جو داخل یا ادا کیا تہا اوسکی تعداد لعہ
سے زیادہ نہین تہی - درخواستین جو منجانب ظاہری مدیونان تمسک کے گذری
تہین وہ ایک پرانے وکیل عدالت ہذا یعنی مہابیر پرشاد کے معرفت گذری تہی اور
جو درخواست ادہار سنگہ کے طرف سے روپیہ پانے کے بابت گذری تہی وہ معرفت
غلام رسول وکیل عدالت کے گذری تہی - جب مہابیر پرشاد کو ظاہر ہوا کہ یہہ درخواست
فرضی ہین تو اوس نے اس عدالت مین یہہ کہکر درخواست داخل کی کہ دراصل اوسکو
مغالطہ دیا گیا ہے - اور اوسی وقت ناظر نے اس امر کی تحقیقات رپورٹ کی تہی -
برطبق تحقیقات مجہے معلوم ہوا تہا کہ سایلان حاضر عدالت نہین ہین اور اصل شخص
جس نے یہہ درخواستین اونکی طرف سے داخل کرائی تہین مہیت سنگہ ہے جس نے ابطور
کارندہ کے عمل کیا ہے - چونکہ ادہار سنگہ اور مہیت سنگہ عدالت مین موجود تہے لہذا
مین نے ان شخصون کا اظہار قلمبند کیا تہا اور بعد تحقیقات ابتدائی کے مین نے
ان لوگون پر بموجب دفعہ ۴۷۳ تعزیرات ہند کے مقدمہ قایم کیا تہا - جو تحقیقات مین نے
اس مقدمہ مین کی تہی وہ بہت طول وطویل اور بہت عرصہ تک رہی تہی اور اوسکی
وجہ یہہ تہی کہ ادہار سنگہ متمول شخص ہے اور مجہے خوف تہا کہ مین بلا وجہ معقول کے اوس
کے مقابلہ مین کچہہ کارروائی شاید کرون - بلاشبہ تمسک پر شکوک اہم پیدا ہوے
ہین - قابل اطمینان یہہ بات ہے کہ ابلاکہہ سنگہ وغیرہ عدالت مین حاضر نہ تہے - یہہ
بہی ظاہر ہے کہ اگرچہ سایلان نے پندرہ سو روپیہ ادا کرنیکی امداد کی ظاہر کی تہی لیکن
واقعی جو رقم اونہون نے ادا کی تہی وہ ما لعہ ہے - جن حالات سے جہوٹا تمسک
بنانے کی ترغیب ہوئی تہی وہ حسب ذیل بیان کئے گئے ہین - گوردیال سنگہ ویرتاب
نے تمسک بنام ادہار سنگہ کے شرایط کے ساتہہ دربارہ ادائے سود کے لکہا تہا
معمولی طور پر کیا مہ یا بارہ سال قبل اس نالش کے لکہی جاتے تہے یعنی زر اصل معہ
سود فلان فلان تاریخ کو ادا کیا جاویگا - ایسے تمسکون کے بنا پر دائنان دعوے سود

تا تاریخ نالش سے گئے کی تھی وقوع پذیر ہونی تھیں جسکے عرصہ ہوا ازرو اپیل ہائیکورٹ نے
یہہ تجویز کردی تھی کہ داینان بعد تاریخ وجوب کے سود نہیں پاسکتے تھے الا یہہ کہ شرط
صریحی تمسک میں اس مضمون سے ہو- بعد اس فیصلہ کے اودہار سنگہ نے اسی تمسک کی بناپر
نالش کی تھی اور اوس کے دعوے سود بعد تاریخ وجوب کے اودہار سنگہ نے اوس فیصلہ
کی بنا پر اعتراض کیا تھا اور اسوجہ سے عدالت سے وہ دعوی نامنظور ہوا تھا- اب یہہ
کہا جاتا ہے کہ اودہار سنگہ نے یہہ تمسکات بنظر معاوضہ پانے اوس نقصان کی جہوٹے
بنائی ہیں- وجہ اس امر کی کہ ابلاکہہ چہیریک اور مہابل کیون بغرض مقدمہ کی گئی ہیں یہہ ہے
کہ وہ سری پال کی خاندان سے ہیں جیسے گوردیال نے اودہار سنگہ سے روپیہ ادا کرنیکو قرض
لیا ہے- دراصل کوئی ضرورت قرض لینے کی نہ تھی- ضرورت یہہ بیان کی گئی ہے کہ قرضہ
تمسکی پانقلنی سری کشن اور کیدار سنگہ کے ادا کرنیکے لئے روپیہ قرض لیا گیا- شخص اول الذکر
اودہار سنگہ کا اسامی ہے اور آخر الذکر اوسکا ایک رشتہ دار ہے- تمسکات مذکور پیش
نہیں ہیں اور اونکی نسبت بیان ہوا ہے کہ بلارجسٹری ہیں- زرہاے تمسکات
مذکور رجسٹرار کے روبرو ادا نہیں کئے گئے- منجملہ اون دو گواہوں کے جنہوں نے مقران
تمسک کی شناخت کی تھی ایک جیکرن عرصہ سے مفرور ہے- جگت نراین نے جب وہ پہلی
مرتبہ حاضر ہوا تھا ایک درخواست اس مضمون سے داخل کی تھی کہ اوسکو مغالطہ دیا گیا
لیکن بعدہ بلا لیا گیا- دوسرا گواہ جس نے مقران مذکور کی شناخت کی تھی بکرماجیت ہے
جوان کل مقران مظہرہ کی پہچان شناخت نہیں کرسکا- شہادت موجودہ مسل واسطے
سپردگی اودہار سنگہ کے وجوہ کافی حاصل ہیں لیکن بجاے سپرد کرنیکے میں محض اجازت
ارجاع استغاثہ فوجداری بنام اوسکے دیتا ہوں- بہ نسبت مہیب کے کوئی نیت
اوسکے مجرمانہ نہیں پائی جاتی اور اس لئے وہ چہوڑ دیا گیا-

پس اول سوال یہہ ہے کہ منصف نے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی حکم
اخیر میں اجازت ارجاع استغاثہ فوجداری بنام اودہار سنگہ کے ازسایلان کے دی ہے
حکم مذکور کے صادر کرنیمیں اپنے اختیارات کے اندر عمل کیا ہے یا نہیں- مسٹر کالون نے یہہ
حجت کی ہے کہ منصف کے قبضہ میں وہ معاملات جو اونکی روبرو پیش تھی اسطرح کبہی
نہیں آے تھے کہ وہ ایسے مختص ہو جاوین جو کارروایات عدالتی کرتا ہے- اونکی حجت

یہہ ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ اونکی حجت ظاہرا صحیح ہے کہ ضمن کارروایات مقصودہ
دفعہ ۲۱۸ - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ع سے ہے وہ محض تعمیلی قسم کی ہین - اونمین تجویز کسی تنقیح
کی یا تصفیہ کسی استحقاق کا یا شہادت کا لینا متعلق نہین ہے - جو کام کیا گیا ہے وہ
مجھے محض تعمیلی معلوم ہوتا ہے - اگر راہن واسطے بیباقی قرضہ رہن کے روپیہ جمع کردیوے
اور مرتہن اوس روپیہ کے لینے اور اپنے رہنامہ یا رہنامجات بغرض حوالگی راہن کے
داخل کردینے پر آمادہ ہوجاوے تو یہی کل معاملہ ہے اور مجھے کوئی وجہ نظر نہین آتی
ہے کہ کیونکر یہہ معاملہ تعریف کارروائی عدالتی مشمولہ دفعہ ۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل
ہوسکتا ہے - بجز دیگر دلائل وکیل سرکار نے یہہ بحث کی ہے کہ یہہ اجازت بموجب دفعہ ۱۹۵
مجموعہ تعزیرات ہند کے ہے - وہ یہہ حجت کرتے ہین کہ ایک ظاہری فرق درمیان
اوس دفعہ اور دفعہ ۴۷۶ کے دربارہ آغاز کارروائی فوجداری کے ہے - وہ اس امر
پر توجہ مائل کرتے ہین کہ بموجب دفعہ ۴۷۶ کے جو امور عدالت کے زیر توجہ لائے گئے ہون
وہ اسطرح پر کسی کارروائی کے دوران مین لائی جانا چاہئے اور وہ یہہ بتلاتے ہین کہ
بموجب ضمن (الف) دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اجازت ارجاع استغاثہ
فوجداری کا مقصود بہ نسبت اون جرایم کے ہے جنکا ارتکاب عدالت کے مواجہہ مین
ہوا ہو لیکن ضمن (ج) دفعہ مذکور کا جو اسموقع پر متعلق ہے ظاہرا بہ سختی اوسموقع
سے متعلق ہوتا ہے کہ کارروائی عدالتی کے دوران مین وقوع پذیر ہوتا ہے - جرایم مصرحہ
دفعہ مذکور کا ارتکاب منجانب کسی فریق کارروائی مذکور کے کسی عدالت مین بہ نسبت
کسی ایسے دستاویز کے ہونا ضروری ہے جو اوس کارروائی کے شہادت مین پیش
کی گئی ہو - مجھے صاف و ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ منصف کے روبرو کوئی کارروائی موجود
نہین تہی کوئی دستاویز شہادت مین پیش نہین ہوئی تہی اور وہ کسی ایسی کارروائی
مین اجلاس نہین کر رہے تہے جسمین اونکو مطلق شہادت لینے کا استحقاق حاصل
ہو لہذا اونکا عمل اس معاملہ مین اور اونکی اجازت بنظر قانونی بالکل نفی ہین - یہہ معاملہ
ضلع جج گورکھپور کے روبرو پیش ہوا تہا مجھے کہا گیا ہے کہ وہ اتفاقا منصف کی مسل
اونکی توجہ مین داخل ہونے سے اونکی روبرو پیش ہوا تہا - باعتبار خود اونکی بیان
کے دربارہ طے کرنے اوس معاملہ کے جو اسطرح پر اون کے روبرو پیش ہوا تہا کوئی

عدالتی کارروائی اونکے روبرو دایر نہین تھی - پس یہہ امر غیر ممکن ہے کہ وہ عمل کر سکتے اور اونہون نے بموجب دفعہ ۴۷۶ کے عمل کرنے سے انکار کیا ہے لیکن وہ کہتے ہین کہ مین بموجب دفعہ ۱۹۵ کے عمل کر سکتا ہون - اوس کے بعد وہ اوس حکم کے صادر کرنے مین مصروف ہوگے جو اس فیصلہ کے آغاز مین درج ہے - پس جو وجوہ مین نے اس امر کے ثبوت مین تحریر کی ہین کہ حکم منصف کا لغو ہے حکم ذیلیم ضلع جج سے بہی متعلق ہین اور ایسی تجویز کرنے مین مجہے اون متعدد دیگر وجوہ اعتراض پر بحث کرنیکی ضرورت نہین رہتی ہے جو بصیغہ نگرانی عدالت ہذا کے روبرو پیش کیجا سکتی ہین - مین اجازت ضلع جج اور نیز کل کارروائیات اور احکام کو منسوخ کرتا ہون -

---

مرزاپور　　اپیل اول احکام نمبر ۲۲ سنہ ۱۸۹۵ء　　منفصلہ یکم جولائی

سوبہدرا و یکس دیگر (مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام باسدیو دوبے (مدعی) رسپانڈنٹ

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۸۸ - حکم دلایجانے نان و نفقہ زوجہ کا - حکم مذکور پر ڈگری استقراریہ عدالت دیوانی کا موثر ہونا -

حکم دلایجانے نان و نفقہ زوجہ جو باضابطہ بموجب دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے صادر ہوا ہے بذریعہ ڈگری استقراریہ عدالت دیوانی کے جو بدین مضمون ہو کہ زوجہ جس کے حق مین حکم نان و نفقہ مذکور کا صادر ہو چکا ہے استحقاق نان و نفقہ نہین رکہتی ہے منسوخ ہوگا - سید ڈومنی بنام کتی رور ڈوم (دیکہو رپورٹ جلد ۲ فوجداری صفحہ ۵۸) پر حوالہ ہوا -

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

مادہو پرشاد منجانب اپیلانٹان　　سندرلال منجانب رسپانڈنٹ

ناکس صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس - مسماۃ سوبہدرا اپیلانٹ نے مقدمہ ہذا ایک ہندو عورت زوجہ باسدیو دوبے رسپانڈنٹ کے ہے - اوس نے مجسٹریٹ سے دو حکم حاصل کئے ہین ایک مورخہ ۴ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء اور دوسرا ۲۴ نومبر سنہ ۱۸۹۳ء بدین استقرار کہ وہ خود اور ایک لڑکا مستحق نان و نفقہ کے باسدیو دوبے سے ہین - حکم مذکور باضابطہ طور پر عدالت ہذا کے روبرو بغرض نگرانی بطور عدالت نگرانی

فوجداری کے اجلاس ہو رہا تھا پیش ہوا تھا اور بحال رہا تھا۔ بعد اوسکے رسپانڈنٹ نے ایک نالش عدالت دیوانی مین احکام مجسٹریٹ کو بطور اپنے بنا مخاصمت کے بیان کرکے اور بدین استدعا ایر کی کہ استقرار اس امر کا کر دیا جاوے کہ اپیلانٹ عورت آوارہ اور ذات سے خارج ہے اور لڑکا جو اوس سے پیدا ہوا ہے رسپانڈنٹ کا نہین ہے اور اخر الامر یہہ استقرار کیا جاوے کہ درمیان فریقین کے رشتہ شوہر اور زوجہ کا نہین ہے۔

یہہ دادرسی ایسی دادرسیان نہین ہے جو عدالت دیوانی عطا کر سکے خصوصاً حسب حالات مقدمہ حال کے۔ رسپانڈنٹ جو کرنا چاہتا ہے وہ یہہ ہے کہ احکام نان و نفقہ مصدرہ مجسٹریٹ جسکو پورا اختیار اون کے صادر کرنے اور اس امر کے استقرار کرنیکا ہے کہ وہ بلا کسی قوت کے ہین منسوخ ہو جاوین۔

یہہ معاملہ ایسا نہین ہے جو عدالتون کے روبرو کبھی پیش نہوا ہو۔ مقدمہ سبد رمنی بنام کتر دردوم (ویکلی رپورٹر جلد ۲۰ فوجداری صفحہ ۵۸) مین پانٹیفکس صاحب جسٹس نے برطبق استصواب کے جو مجسٹریٹ نے کیا تہا کہ جسکے روبرو ڈگری عدالت دیوانی کی اسمضمون سے پیش ہوئی ہے کہ عورت جسکے حق مین حکم نان و نفقہ کا ہوا ہے مستحق نان و نفقہ کے نہین ہے حسب ذیل تجویز کی تھی۔ اُس استصواب پر ہماری یہہ راے ہے کہ ڈگری عدالت دیوانی کی حکم مجسٹریٹ پر موثر نہین ہو سکتی ہے کو عدالت دیوانی کو ایسا اختیار بہی حاصل ہو کہ حکم استقرار ولدیت طفل متنازعہ کے صادر کر سکے کہ جو اختیار اوسکو نہین ہے۔

ہم اپیل ڈگری کرتے ہین اور ڈگری عدالت اپیل ماتحت منسوخ کرتے ہین اور اگرچہ ہم ذلیل منصف کے وجوہ سے اتفاق نہین کرتے ہین تاہم اونکی ڈگری مشعر ڈسمسی نالش معہ خرچہ کو بحال کرتے ہین۔

اپیلانٹ اپنا خرچہ کل عدالتون کا پاویگی۔

میرٹھ — اپیل دوم نمبر ۱۲۱۳ سنہ ۱۸۹۳ع — منفصلہ ۲ جولائی

جہنڈو ویک کس دیگر (مدعی) اپیلانٹان بنام رامجی لال و یک کس دیگر (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان

ریگیولیشن نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ دادرسی خاص) دفعہ ۴۲ - ڈگری استقراریہ - اختیار امتیازی عدالت - عدالتانہ استعمال اختیار امتیازی کا -

تجویز ہوئی کہ جس صورت مین عدالت نے ایک نالش مرجوعہ منجانب نابالغ کو جو واسطے استقرار اس امر کے تہی کہ جو بیع اوسکی مان نے اوس جایداد کو کیا ہے جو اوسکو اوسکے باپ سے پہونچی تہی بمقابلہ نابالغ کے کالعدم ہے نالش مذکور کا تجویز رو داد ہی سے اوسکو محض اس بنیاد پر ڈسمس کیا تہا کہ وہ سازسی معلوم ہوتی تہے یہہ استعمال عدالتانہ اوس اختیار امتیازی کا نہین ہے جو عدالت کو از روے دفعہ ۴۲ - ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۷ء کے عطا ہوا ہے بلکہ عدالت کو سماعت اپیل کی رو داد پر کرنی چاہئے تہی -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

روشن لال منجانب اپیلانٹان جوگندر ناتہہ منجانب رسپانڈنٹان

ایچ صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - یہہ نالش منجانب ایک نابالغ کے دایر ہوئی تہی جو بذریعہ اپنے رفیق قریب ترین با ستدعاے استقرار اس امر کے حاضر ہوا تہا کہ بیعنامہ نوشتہ مادر نابالغ نسبت اوس جایداد کے جو اوسکو اوس کے باپ سے ملی تہی بمقابلہ نابالغ کالعدم ہے - عدالت مرافع اولی نے یہہ تجویز کی تہی کہ کوئی ضرورت جایز واسطے بیع کے نہین تہی - عدالت مرافع ثانی نے کسی تنقیح کی تجویز نہین کی بلکہ ظاہرا یہہ راے قایم کرکے کہ نالش سازسی ہے عدالت موصوفہ نے ڈگری عدالت مرافع اولی کو نہ بربناے کسی تجویز واقعاتی یا قانونی کے بلکہ محض اس بنیاد پر منسوخ کیا کہ چونکہ اختیار امتیازی بموجب دفعہ ۴۲ - ایکٹ دادرسی خاص کے حاصل ہے تو وہ اختیار امتیازی عدالت کا بذریعہ ڈسمسی نالش کے استعمال مین لانا چاہیے - یہہ سچ ہے کہ عدالت کو اختیار امتیازی بموجب دفعہ ۴۲ کے حاصل ہے لیکن وہ اختیار امتیازی اوسکو عدالتانہ استعمال مین لانا چاہیے اور اسمقدمہ مین عدالت کو یہہ امر ذہن نشین رکہنا چاہئے تہا کہ جب نابالغ عمر کو پہونچیگا اور بلا توسط ولی کے نالش کرسکیگا تو جس شہادت پر وہ نالش کے قایم رکہنے کے لئے استدلال کرتا ہے وہ شہادت ممکن ہے کہ غایب ہو جاوے - یہہ ایسا

امر ہے جسکو نظر انداز نہ کرنا چاہئے - اور یہہ ممکن ہے کہ حکم ڈسمسی اس نالش کا محض اس بنیاد پر کہ نابالغ اوسوقت نالش کر سکتا ہے جب وہ بالغ ہوگا اہم طور پر حقوق نابالغ پر موثر ہو کر جسمین وہ کبہی اس جایداد پر دخل نہ پاسکے - جج ماتحت کو چاہئے تہا کہ تجویز اپیل کی اوس کے روداد پر کرتے اگر اونکو یہہ معلوم ہوتا کہ نابالغ کا مقدمہ جہوٹہا ہے تو نالش ڈسمس کرنی چاہئے تہی اگر اونکو یہہ معلوم ہوتا کہ نابالغ کا مقدمہ سچا ہے تو جج ماتحت کے ایسی تجویز بذریعہ ڈسمس کرنے اپیل کے موثر کرنی چاہئے تہی - ہم ڈگری جج ماتحت کو منسوخ کرتے ہین اور مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی بغرض اوس کے تجویز روداد ی کے واپس کرتے ہین خرچہ اس اپیل کا نتیجہ پر منحصر رہیگا -

---

فرخ آباد | اپیل اول نمبر ۱۶۷ سنہ ۱۸۹۴ء | منفصلہ ۱۲ جولائی

کلیان سنگہ (مدیون ڈگری) اپیلانٹ بنام رام چرن (ڈگریدار) رسپانڈنٹ

ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۹ء (ایکٹ سرٹفکیٹ وراثت) دفعہ ۴ (ب) -

اجرائے ڈگری - درخواست اجرائے ڈگری کا قبل پیشی سرٹفکیٹ کے داخل ہونا -

جن مقدمات مین سرٹفکیٹ در باب قبل ڈگری جاری ہوسکنے کے ضروری ہوتا ہے اونمین جو کچہہ ضروری ہے وہ کل یہہ ہے کہ صادر ہوسکنے حکم اجرائے ڈگری کے سرٹفکیٹ پیش ہوجانا چاہئے یہہ ضرور نہین ہے کہ سرٹفکیٹ مذکور درخواست اجرائے ڈگری کے ساتہہ داخل کیا جاوے - برجو ناتہہ سرما بنام الیشر چندر دت (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۴۸۲) اور منگل سین بنام سلیم اللہ (زبدۃ النظایر مفتہ وار سنہ ۱۸۹۱ء صفحہ ۵۳۹) پر حوالہ ہوا -

واقعات اسمقدمہ کے برکٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

روشن لال منجانب اپیلانٹ | غلام مجتبی منجانب رسپانڈنٹ

برکٹ صاحب جسٹس - یہہ اپیل مقدمہ اجرائے ڈگری مین ہے - یادداشت اپیل مین تین عذرات درج ہین اون تین عذرات مین سے عذر دوم و سوم وقت سماعت کے چہوڑ دی گئی تہی عذر اول پر اصرار ہوا تہا - عذر مذکور کا مضمون یہہ ہے

ہے کہ عدالت ماتحت کو اجرا ڈگری مین کارروائی کرنیکا اختیار اسوقت تک نہین ہے کہ جب سرٹیفکیٹ محکومہ دفعہ ۴ (ب) ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ء پیش نہو۔ ملاحظہ مسل سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسپانڈنٹ ڈگریدار نے درخواست اجرا ڈگری بلا داخل کرنے سرٹیفکیٹ کے کی ہے اور اوس نے بہت زور سے یہہ حجت کی تھی کہ چند وجوہ سے جو اوس نے بیان کی تھین اور جنکا غیر صحیح ہونا اب تسلیم کیا ہے اوسکو سرٹیفکیٹ حاصل کرنا لازم نہین ہے۔ یہہ بھی واضح ہوتا ہے کہ رسپانڈنٹ ڈگریدار نے اوس کے بعد سرٹیفکیٹ حاصل کرنیکی تدابیر مناسب کی تھین اور مجھکو اطلاع کی گئی کہ اب سرٹیفکیٹ ضروری اوس کے پاس موجود ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ عدالت ماتحت نے یہہ غلط تجویز کی ہے کہ چونکہ رسپانڈنٹ کل ضرور تدابیر حصول سرٹیفکیٹ کے اب عمل مین لاچکا ہے کارروائی اجرا ڈگری کے بلا پیش ہونے اوس سرٹیفکیٹ کے ہونی چاہیے۔ اوس امر مین مجھے کچھہ شبہ نہین ہے کہ عدالت ماتحت کی راے غلط ہے یہہ دیکھکر کہ عبارت ضمن (ب) دفعہ ۴۔ ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۹ء کے رو سے صریحاً عدالت اجرا کنندہ ڈگری کو کارروائی کرنے اجرا ڈگری کے اوس حالت مین ممانعت ہے جب کہ سرٹیفکیٹ ضروری ہو الا یہہ کہ وہ سرٹیفکیٹ پیش ہو۔ لیکن اسمقدمہ مین اگرچہ اپنی تجویز مین بہ نسبت پیشی سرٹیفکیٹ کے غلط راے قایم کی ہے تاہم مین کوئی وجہ دست اندازی کی حکم زیر اپیل مین نہین دیکھتا ہون۔ وہ حکم ایک حکم مشعر ہدایت اجرا ڈگری کے نہین ہے بلکہ ایک حکم مشعر نامنظوری عذرات پیش کردہ مدیون ڈگری کے ہے۔ اگر عدالت نے یہہ حکم دیا ہوتا کہ باوجود نہ پیش ہونے سرٹیفکیٹ حکم اجرا کا جاری کیا جاوے تو یہہ اپیل ضرور منظور ہوتا مگر جیسے کہ اب معاملات موجودہ مین اپیل قبل از وقت ہے کیونکہ اب تک کوئی حکم صادر نہین ہوا ہے یا بدرجہ اقل کسی ایسے حکم کی نارامنی سے اپیل نہین ہوا ہے کہ جسکے رو سے عدالت نے ڈگری پر ڈگری جاری ہونیکا حکم دیا ہو۔ رسپانڈنٹ ڈگریدار کو اب بھی اختیار ہے کہ بذریعہ پیش کرنے سرٹیفکیٹ کے اوس نقص کو رفع کر دیوے جو اب موجود ہے۔ یہہ ضرور نہین ہے کہ درخواست اجرا ڈگری کے ساتھہ سرٹیفکیٹ پیش کیا جاوے۔ اگر کسی وقت عدالت مین

قبل صادر ہونے حکم اجرا ڈگری کے سرٹیفکیٹ داخل ہوجاوے تو وہ کافی ہی
ہائیکورٹ کلکتہ کے مقدمہ برجو ناتھ سرما بنام الشیرچندر دت (انڈین لارپورٹ
سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۴۸۲) اور عدالت ہذا کے مقدمہ منگل خان بنام
سلیم الله (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۳ء صفحہ) ایسا ہی قاعدہ قرار دیا ہے
مین قاعدہ قرار یافتہ مقدمات مذکور اور اون وجوہ سے جن سے اوسکی تائید
ہوتی ہے پورا اتفاق کرتا ہون - اپیلانٹ مقدمہ ہذا کی غرض مجھے یہہ معلوم ہوتی
ہے کہ درخواست اجرا ڈگری اس وجہ سے نامنظور کردیجاوے کہ اوس کے
ساتھہ سرٹیفکیٹ نہین تھا اگرچہ مین تجویز عدالت ماتحت سے حسب متذکرہ بالا
اتفاق نہین کرتا ہون تاہم میری یہہ راے ہے کہ کوئی وجہ نامنظوری
درخواست اجرا ڈگری کے نہین ہین ریسپانڈنٹ کو منصب داخل کرنے سرٹیفکیٹ
کا قبل صدور حکم اجرا ڈگری کے حاصل ہے اور اگر ایسا کیا جاوے تو تمہا
عذر جو اجرا کے بابت ہے غایب ہو جاتا ہے -

لہذا مین اپیل ڈسمس کرتا ہون لیکن خرچہ کے نسبت کچھہ حکم نہین
دیتا ہون -

صفحہ ۱۴۹ ڈگری | میرٹھہ | اپیل اول نمبر ۱۴۹ سنہ ۱۸۹۴ء | منفصلہ ۲۴ جولائی

غلام شبیر (مدیون ڈگری) اپیلانٹ بنام دوارکا پرشاد وغیرہم (ڈگریداران) ریسپانڈنٹان

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۴۴ و ۳۱۹ - اجرا ڈگری - ڈگریدار
کا نیلام مین خرید کرنا - حکم دخلدہانی - اپیل -

چند دارندگان ڈگری نیلام بربنا رہن نے جس جایداد کے
نیلام کا حکم ہوا تھا اوسکو مشتہر بہ نیلام کراکے خود خرید کرلیا - بعد حصول
سرٹیفکیٹ نیلام کے نامبردگان نے درخواست دخلدہانی اوس جایداد
کے کی جس کو اونہون نے خرید کیا تھا اور حکم دخلدہانی کا حاصل کیا
برطبق اپیل منجانب مدیون ڈگری بنا راضی حکم مذکور کے یہہ تجویز ہوئی
کہ اپیل نہین ہو سکتا ہے کیونکہ جس حکم پر اعتراض ہے وہ بموجب

١٦/٤

دفعہ ۳۱۱ کے ہے اور نہ بموجب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی
کے۔ سبہاجیت بنام سری لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد
جلد ۷ صفحہ ۲۲۲) پر حوالہ ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کے بنرجی صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور
پر ظاہر ہوتے ہین۔

مادہو پرشاد غلام مجتبی منجانب اپیلانٹ بلدیو رام منجانب رسپانڈنٹان

بنرجی صاحب جسٹس۔ ایک عذر ابتدائی بہ نسبت سماعت
اس اپیل کے اس بنیاد پر ہوا ہے کہ اپیل نہین ہو سکتا ہے واضح ہوتا ہے
کہ رسپانڈنٹان نے ایک ڈگری نیلام کی بہ مقابلہ اپیلانٹ کے حاصل کی تھی اور
اوس ڈگری کے اجرا مین جایداد مرہونہ خرید کی تھی۔ اوہنون نے سرٹفکٹ
نیلام حاصل کیا اور بموجب دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے درخواست
دخلدہانی کے کی تھی۔ عدالت ماتحت نے حکم دخلدہانی کا صادر کیا ہے اور
بہ نسبت اوسی حکم کے یہہ اپیل دایر کیا گیا ہے۔ بموجب دفعہ ۵۸۸ مجموعہ
ضابطہ دیوانی کے اپیل بنا راضی حکم مقتضہ دفعہ ۳۱۱ کے نہین ہو سکتا ہے۔
مسٹر مادہو پرشاد نے یہہ حجت کی ہے کہ حکم مصدرہ عدالت ماتحت لطور ڈگری
حسب دفعہ ۲۴۴ کے متصور ہونا چاہیے کیونکہ فریقین ڈگریدار اور مدیونڈگری
ہین۔ میری راے مین یہہ حجت صحیح نہین ہے۔ ڈگریداران اوس حیثیت سے
مستحق پانے دخل کے نہین ہین۔ صرف اونکی خریداری نیلام جایداد مدیونڈگری
کی وجہ سے یہہ ثابت ہے کہ اوہنون نے درخواست دخلدہانی کی ہے اور
صرف اونکی حیثیت خریداران نیلام کی وجہ سے یہہ ثابت ہے کہ اوہنون نے
اپنی درخواست دخلدہانی کے کی ہے۔ اونکا منصب بحیثیت خریداران نیلام
کے اونکی حیثیت ڈگریداران سے مختلف ہے۔ اور جیسا کہ فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ
سبہاجیت بنام سری لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۷ صفحہ ۲۲۲)
مین تحریر کیا گیا ہے کہ یہہ محض اتفاق ہے کہ ڈگریدار خریدار نیلام بھی ہے جیسا کہ
مین اوپر کہہ چکا ہون کہ بحیثیت ڈگریداران رسپانڈنٹان دعوے دخل کا نہین

کر سکتے ہتے لہذا اونکی درخواست دخلد ہانی کی بموجب دفعہ ۲۴۴ کے نہ ہتی اور نہو سکتی ہتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ درخواست بموجب دفعہ ۲۴۴ کے ہوئی تہی اور صرف یہی وہ دفعہ ہے کہ جس کے بموجب یہہ درخواست ہو سکتی تہی چونکہ کوئی اپیل بناراضی حکم مقتضیہ دفعہ ۱۹۳۲ کے نہین ہو سکتا ہے لہذا عذر ابتدائی سرسبز ہوگا اور یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس ہونا چاہیے اور ڈسمس کیا جاتا ہے۔

صفحہ ۱۴۹ انگریزی

میر نہہ   اپیل اول نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۹۵ء   منفصلہ ۱۱ جولائی

سنت لال وغیرہ (مدیونان ڈگری) اپیلانٹان بنام سری کشن داس (ڈگریدار) رسپانڈنٹ

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۵۷-الف - اجرائے ڈگری - معاہدہ ایفائے ڈگری - منظوری معاہدہ مذکور کی عدالت صادر کنندہ ڈگری سے صادر نہونا -

ایک ڈگری بغرض اجرا کے منتقل ہوئی تھی اور اوسکے اجرا میں جایداد نیلام ہوجانے کے بعد لیکن قبل منظوری نیلام مذکور کے ڈگریدار و مدیونان ڈگری میں ایک معاہدہ ہوا جو عدالت اجرا کنندہ ڈگری میں ... داخل ہوا تھا کہ مدیونان ڈگری مبلغ پانسو روپیہ ڈگریدار کو ادا کرینگے اور ... زر ڈگری باندر تین مہینے کے ادا کرین اور نیلام منسوخ کیا جاوے - مدیونان ڈگری نے پانسو روپیہ ادا کردیا لیکن زر ڈگری کے ادا کرنے مین قاصر ہوئے ... نیلام منظور ہو گیا -

تجویز ہوئی کہ معاہدہ متذکرہ بالا حسب منشاء دفعہ ۲۵۷-الف مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ایک تصفیہ ڈگری کا ہے لیکن چونکہ عدالت صادر کنندہ ڈگری سے منظور نہیں ہوا ہے وہ کالعدم ہے - مرزا ظہور محمد بنام چھیدی لال (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۹۱ء صفحہ   ) اور گندرب سنگھ بنام سودرشن سنگھ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۰۸) پر حوالہ ہوا -

واقعات اسمقدمہ کے بنرجی صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور ظاہر ہوتے ہین -

گوبند پرشاد منجانب اپیلانٹان   رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

بنرجی صاحب جسٹس - یہہ اپیل متعلق اوس پانسو روپیہ کے رقم کے ہے جسکی نسبت مدیونان ڈگری نے یہہ اعتراض کیا تھا کہ اوس رقم سے منہا ہونی چاہئے تھی جسکے بابت ڈگری عدالت ماتحت مین مطلوب الاجرا تھی - واضح ہوتا ہے کہ ڈگری اسمقدمہ کی جو جج ماتحت میرٹھ نے صادر کی تھی عدالت جج ماتحت علیگڈھ مین بغرض اجرا کے منتقل کردی گئی تھی بموجب احکام عدالت اخر الذکر کے جایداد مدیونان ڈگری کی نیلام ہوئی تھی اور مدیونان ڈگری نے منظوری نیلام مین عذرات پیش کیے تھے اور درخواست منسوخی نیلام کی کی تھی - درخواست مذکور

کے فیصل ہونیکے قبل فریقین مین مصالحت ہوی تھی اور ۱۰ جون ۱۸۹۳ء کو
اونہون نے ایک درخواست عدالت جج ماتحت علیگڈہ مین داخل کی جسکی رو سے
یہہ قرار پایا تھا کہ مدیونانڈگری مبلغ پانسو روپیہ صلح سوائے زرڈگری کے ڈگریدار کو
بطور ہرجہ کے ادا کرینگے اور وے زرڈگری تین مہینے مین ادا کرینگے اور اوس
کے بعد نیلام جایداد کا منسوخ ہو جاویگا۔ مدیونانڈگری نے وہ پانسو روپیہ ادا
کر دیا لیکن چونکہ اونہون نے زرڈگری ادا نہین کیا لہذہ نیلام منظور ہو گیا
درخواست حال اجراء ڈگری کے واسطے ایصال زر بقایا از روئے ڈگری کے
داخل کی گئی ہے۔ منجانب مدیونانڈگری کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ صلحنامہ فریقین
مورخہ ۱۰ جون ۱۸۹۳ء حسب منشاء دفعہ ۲۵۷۔ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی کے
تصفیہ ڈگری کا ہے اور تصفیہ مذکور کو عدالت صادر کنندہ ڈگری یا عدالت اجرا
کنندہ نے منظور نہین کیا تھا اور جج ماتحت علیگڈہ قانوناً اوسکو منظور نہین کر سکتے
تھے اور اسوجہ سے صلحنامہ مذکور ناجایز ہے اور پانسو روپیہ صلح جو مدیونانڈگری نے
زرڈگری کے سوائے ادا کیا ہے ایفاء زرڈگری مین صرف کیا جاوے۔ باعتبار
اس حجت کے دو امور تجویز طلب پیدا ہوتے ہین۔ (۱) آیا صلحنامہ ۱۰ جون ۱۸۹۳ء
کا معاہدہ حسب منشاء دفعہ ۲۵۷۔ الف کے ہے یا نہین اور (۲) آیا وہ معاہدہ
جایز ہے اور موثر کرنا چاہئے یا نہین۔

اسمین شبہہ نہین ہو سکتا ہے کہ صلحنامہ مورخہ ۱۰ جون ۱۸۹۳ء
کے ذریعہ سے ڈگریدار اور مدیونانڈگری نے بہ نسبت اوس طریقہ کے معاہدہ
کیا تھا کہ جس طریقہ سے زرڈگری ادا کیا جاویگا اور اوسمین شرط قرار پائی تھی
کہ مبلغ پانسو روپیہ سوائے زرڈگری کے ادا کیا جاویگا لہذا صاف طور پر وہ
معاہدہ حسب منشاء دفعہ ۲۵۷۔ الف فقرہ دوم کے ہے۔ اس امر سے کہ وہ
معاہدہ بعد ہو جانے نیلام کے ہوا تھا کچھ فرق نہین ہوتا ہے کیونکہ نیلام منظور
نہین ہوا تھا۔ زرڈگری یا قیمتی ڈگریدار کا باقی رہا تھا اور صلحنامہ صرف ایک
معاہدہ بابت ایفاء زرڈگری کے ایک خاص طریقہ مین اور بعد ایک خاص زمانہ
کے تھا۔ اوس معاہدہ مین شرط ادا ہونے ایک رقم سوائے زرڈگری کے بھی

تھی - لہذا اوسکے جواز کے لئے منظوری عدالت صادر کنندہ ڈگری کی ضروری تھی اور بغیر ایسی منظوری کے معاہدہ کالعدم ہے - دفعہ ۲۵۷ - الف مین جیسا یہہ حکم ہے کہ منظوری مطلوبہ منظوری عدالت صادر کنندہ ڈگری کی ہونی چاہئے یہہ وہی راے ہے جو مقدمہ مرزا ظہور محمد بنام چھیدی لال (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۹۱ء صفحہ) اور گندرپ سنگہ بنام شیو درشن سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہاباد جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۷) مین قرار پاچکی ہے - لہذا معاہدہ ایسا ہے جسکو جج ماتحت علیگڈہ منظور نہین کرسکتے تھے اور چونکہ عدالت صادر کنندہ ڈگری نے منظور نہین کیا تھا وہ معاہدہ کالعدم ہے - مبلغ پانسو روپیہ برخلاف احکام دفعہ ۲۵۷ - الف کے ادا کئے گئے تھے اور ایفاء زر ڈگری مین صرف ہونا چاہیے - مسٹر غلام مجتبی نے منجانب رسپانڈنٹ کے یہہ حجت کی ہے کہ وصول مبلغ پانسو روپیہ کی تصدیق ڈگریدار نے عدالت مین نہین کی تھی اور اس لیے بموجب دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت کو معرض سماعت مین نہین لانا چاہئے مسٹر گوبند پرشاد بیان کرتے ہین کہ زر مذکور عدالت مین ادا ہوا تھا مسل مین اس امر کا کچھہ ثبوت نہین ہے کہ آیا مبلغ پانسو روپیہ مذکور عدالت مین ادا ہوا تھا یا بیرون عدالت ڈگریدار کو ادا ہوا تھا لیکن واقعہ یہہ ہے کہ ڈگریدار نے اوس پانسو روپیہ کا پانا تسلیم کیا ہے اور چونکہ کیفیت یہہ ہے تو یہہ امر غیر اہم ہے کہ آیا اس وصول کی تصدیق ہوئی ہے یا نہین - مدیونان ڈگری اپیلانٹان مستحق منہائی مبلغ پانسو روپیہ ادا کردہ اپنے کے ہین اور وے الفعل بھی مستحق اوس منہائی کے ہین کیونکہ جس جایداد کے نیلام کی بابت وہ رقم ادا کی گئی تھی وہ نیلام منظور ہوگیا ہے - مین اپیل منظور کرتا ہون اور ڈگری عدالت ماتحت بدین حکم ترمیم کرتا ہون کہ جس رقم کے بابت اجراے ڈگری مطلوب ہے اوسمین سے مبلغ پانسو روپیہ متذکرہ بالا منہا کردیا جاوے - اپیلانٹان اپنا خرچہ بابت عدالت ہذا کے پاوینگے

میرٹھہ منفصلہ ۱۲ جولائی متفرقہ نمبر ۳ ، ۱۷ سنہ ۱۸۹۵ء

ایسٹ انڈین ریلوے کمپنی (مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام بنیاد علی (مدعی) رسپانڈنٹ

ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۰ء (ایکٹ ریلوے ہاے ہند) دفعہ ۷۲ - معاہدہ دربارہ تحفظ ذمہ داری کمپنی بابت نقصان اوس اسباب کے جو اوس کے ذریعہ سے لیجایا جاوے - یاد داشت خطرہ -

معاہدہ مستعملہ اوس شے کا جو عموماً یاد داشت خطرہ سے جو کہم کے نام سے مشہور ہے یعنی وہ معاہدہ جسکے روسے معاوضہ اسکے کہ ریلوے کمپنی اسباب بشرح تخفیف شدہ لیجاتی ہے بہیجنے والا اسباب کا یہہ اقرار کرتا ہے کہ کمپنی مذکور کل ذمہ داری بابت کسی نقصان یا خسارہ اسباب مذکور سے بری الذمہ ہوگی حسب منشا دفعہ ۷۲ - ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۰ء کے معاہدہ جایز اور معقول ہے - سنتو کہہ رام بنام ایسٹ انڈین ریلوے کمپنی (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی سنہ ۱۸۶۷ء صفحہ ۲۰۰) سے امتیاز کیا گیا -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

کالون منجانب اپیلانٹ سندر لال منجانب رسپانڈنٹ

ناکس صاحب قائممقام چیف جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس - جج ماتحت میرٹھہ کے روبرو ایک اپیل پیش تہا جسمین اونکی ڈگری قطعی ہوگی اور بہ نسبت تغیر ایک دستاویز کے کہ جو تغیر موثر رو داد اوس اپیل کے ہے جو اونکے روبرو پیش تہا شبہ قایم کر کے مشار الیہ نے بیان واقعات مقدمہ کا واسطے فیصلہ عدالت ہذا کے بہیجا ہے جس دستاویز کے تغیر کے نسبت جج ماتحت کو شبہ ہوا ہے وہ دستاویز ہے جو معمولی طور پر یاد داشت خطرہ یا جو کہم کے نام سے مشہور ہے یا بالفاظ دیگر وہ دستاویز مضمن اس امر کے ہے کہ ذمہ داری ایسٹ انڈین ریلوے کمپنی کے بابت گمشتگی و اتلاف یا نقصان اوس اسباب کے محدود ہو جاوے جسکو کمپنی مذکور ریلوے کے ذریعہ سے لیجاوے - فریقین اپیل کیطرف سے یہہ مسلمہ ہے کہ معاہدہ تحریری اور دستخطی اشخاص فرستندگان اسباب کا ہے اور دوسری صورت مین حسب نمونہ پسندیدہ نواب گورنر جنرل باجلاس کونسل کے ہے - صاف طور سے وہ احکام دفعہ ۷۲ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۹۰ء مین داخل ہے اور فاضل وکیل رسپانڈنٹان نے کوئی ثبوت اس امر کا نہین کی ہے کہ اوس معاہدہ کو احکام دفعہ ۷۲ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۹۰ء

سے باہر لا سکے اس معاہدہ کے ذریعہ سے بھیجنے والے اسباب نے جسکو اپنے اسباب بھیجنے کا اختیار معمولی شرح کے ساتھ تھا اور اوس صورت مین مہتممان ریلوے ذمہ دار اونکے نقصانات کے ہوتے بجائے ادا کرنے اوس شرح معمولی کے کم شرح کا ادا کرنا پسند کیا اور بعوض اس کم شرح کے یہہ اقرار کیا اور یہہ گوارا کیا کہ ایسٹ انڈین ریلوے کمپنی ہر گم گشتگی و تلف یا نقصان اسباب روانہ شدہ سے جو کسی وجہ سے قبل یا دوران یا بعد روانگی اور پہونچنے سے مذکورہ کے ہو کل ذمہ داری سے مبرا اور بے خلش رہیگی۔ مقدمہ ہذا مین اسباب جو ریلوے کمپنی کو اسپے لین پر لیجانیکے لئے حوالہ کیا گیا تھا گم ہوگیا اور باوجود اوس معاہدہ کے جو اوس نے کیا تھا بھیجنے والے نے ریلوے کمپنی پر بابت خسارہ نقصان مال مذکور کے نالش کی ہے شبہ جو جج ماتحت کو ہوا ہے وہ دراصل شبہ بہ نسبت اس امر کے ہے کہ آیا ایسا معاہدہ تہدیداً قابل تحفظ کے ہے یا نہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ اونہون نے ریلوے کمپنی کی بہ نہایت خیال کیا ہے کہ کمپنی مذکور کی طرف سے عامہ خلائق کو ایسے خطرہ مین پڑنیکی ترغیب دی گئی ہے اور وہ اپنی راے کی تائید فیصلہ عدالت ہذا مقدمہ سنتو گہہ بنام ایسٹ انڈین ریلوے کمپنی رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۷۶ء صفحہ ۲۰۰ سے چاہتے ہین۔ یادداشت فیصلہ اوس مقدمہ کی بالکل مختلف تھی۔ قانون مروجہ اوس وقت کا بالکل مختلف تھا اور فیصلہ مذکور کو واقعات اس مقدمہ سے کچھہ تعلق نہین ہے۔

احکام دفعہ ۷۲ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۰ء نہایت صاف ہین اور کل ابہام سے مبرا ہیں اور کسی عدالت کو بلیہ اختیار نہین ہے کہ کسی مقدمہ کو احکام قانون سے باہر لا سکے جبکہ وہ مقدمہ صاف طور پر احکام مذکور مین داخل ہوتا ہو۔

ہمارا جواب بہ نسبت استصواب کے باثبات ہے۔ کمپنی مدعا علیہا کل ذمہ داری سے حسب حالات مندرجہ بالا سے بابت نہ حوالہ ہونے اسباب مدعی رسپانڈنٹ کے بری ہے نقل اس فیصلہ کی بدستخط رجسٹرار اوس عدالت کو بھیجی جاویگی جس نے استصواب کیا تھا۔

الہ آباد اپیل اول احکام نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۴ء منفصلہ ۱۵ جولائی

صفحہ ۱۵۱ بنارس ہندی — دریائی بی بی و یکسن و دیگر (مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام بدری پرشاد و یکسن و دیگر (مدعیان) رسپانڈنٹان

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۶۲۲ و ۶۲۹ - تجویز ثانی - اپیل -

بناراضی حکم مشعر منظوری تجویز ثانی بجز حسب شرائط معرمہ دفعہ ۶۲۹

مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اپیل نہین ہو سکتا ہے - بمبئی اینڈ پرشیا اسٹیم نویگیشن

کمپنی لمیٹیڈ بنام دی اس اس زد ارمی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۱۷۱) کی تقلید کیگئی ہے

اسمقدمہ مین رسپانڈنٹان حال مدعیان نالش ابتدائی مین تھے - فیصلہ مقدمہ کا اون کے حق مین یکطرفہ ہوا تھا - مدعا علیہم نے ضلع جج کے حضور مین اپیل کیا تھا جنہون نے اپیل اوس امر کے اعتبار سے ڈگری کیا تھا جو نالش مین پیدا نہین ہوا تھا - تب مدعیان نے درخواست تجویز ثانی بابت فیصلہ عدالت اپیل ماتحت مشعر منظوری اپیل کے کی - اور انہون نے شہادت جدید بشکل دستاویز ضروری معہ بیان حلفی دربارہ وجہ نہ داخل ہو سکنے دستاویز مذکور نوبت ابتدائی مقدمہ کے داخل کی - عدالت نے تجویز ثانی مستدعیہ منظور کی - بناراضی اس حکم کے مدعا علیہم نے اپیل کیا ہے - اونہون نے اپنی یادداشت مین چند وجوہ بیان کئے ہین انمین سے اول وجہ یہہ ہی کہ منظوری درخواست تجویز ثانی کی خلاف احکام دفعہ ۶۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہوئی ہے کل دیگر وجوہ روداد پر ہین -

امام الکبیر و محمد محمود حسین منجانب اپیلانٹان سندر لال منجانب رسپانڈنٹان

بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس - ایک عذر ابتدائی کیا گیا ہی کہ باعتبار واقعات کے اسمقدمہ مین اپیل نہین ہو سکتا ہے یہہ اپیل من قبیل اعتراض بہ نسبت حکم ضلع جج الہ اباد مشعر منظوری تجویز ثانی خود اونکی فیصلہ کے ہے - یہہ حیلہ نہین ہوتا ہی کہ یہہ بقضائے احکام (الف) و (ب) دفعہ ۶۲۶ مین داخل ہے اور حکم برخلاف احکام دفعہ ۶۲۴ کے ہی اور نہ درخواست تجویز ثانی خارج المیعاد ہی چونکہ کیفیت یہہ ہے ہم بہ تقلید اور بمقبولی فیصلہ اور وجوہ مندرجہ مقدمہ دی بمبئی اینڈ پرشیا اسٹیم نویگیشن کمپنی لمٹیڈ بنام اس اس زد ارمی مندرجہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۱۷۱) کے یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین -

---

نمبر ۱۵۲ علیگڈہ ہندی — اپیل اول احکام نمبر ۱۴۹ سنہ ۱۸۹۵ء — منفصلہ ۱۹ جولائی

بمعاملہ درخواست اندرمن

ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء (ایکٹ سرٹیفکٹ وراثت) دفعہ ۶ - واسطے ایصال کل دیون متوفی کے سرٹیفکیٹ کا ضروری نہونا -

بموجب ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۹ء کے عدالت سایل کو سرٹیفکیٹ ایصال زرمنہ مخصوص یا قرضجات مخصوص شخص متوفی کے قانوناً عطا کرسکتی ہے - عدالت پر لازم نہین ہے کہ صرف سرٹیفکیٹ ایصال کل قرضجات متوفی کا عطا کرے -

واقعات اسمقدمہ کے ایکمین صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

رنڈ و منرجی بنجانب اپیلانٹ -

ایکمین صاحب جسٹس - اپیلانٹ مقدمہ ہذا اسیر متوفی کا جو اوس متوفی کا بہتیجا ہے اور بہیجا ہے اوسنے ایک ڈگری اجمالاً بمقابلہ کنور سیر ندیج پرشاد سنگہ کے حاصل کی ہی - اپیلانٹ اس ڈگری کو جاری کرانا چاہتا تہا لیکن اوس کے جاری کرانیکے لئے اوسکو ایک سرٹیفکیٹ جو بموجب ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء کے عطا کیا گیا ہو اور جسمین زر ڈگری مذکور کی صراحت درج ہو اوس عدالت مین پیش کرنا چاہئے جسکو ڈگری جاری کرنا چاہئے تہا - بغرض اس کے کہ وہ تعمیل اقتضایات دفعہ ۴ - اس ایکٹ کے کرسکے اوس نے ضلع جج علیگڈہ سے یہہ درخواست کی کہ اوسکو سرٹیفکیٹ بہ نسبت زر ڈگری متذکرہ اوسکی درخواست کے عطا کیا جاوے - ذیلعلم جج نے حکم ذیل صادر کیا - مین سرٹیفکیٹ ایصال جزواً کا عطا نہین کرسکتا ہون - سایل کو اختیار ہے کہ واسطے سرٹیفکٹ کل قرضجات باقیئی متوفی کے درخواست کرے -

یہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ اور قرضجات بہی ہین اور اگر ہون بہی تو مین کسی ایسے قانون سے واقف نہین ہون جس کے روسے سایل کو بموجب دفعہ ۶ - ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء کے مجبوراً درخواست سرٹیفکیٹ کی بابت اوس سے زیادہ قرضجات کے کرنا ضروری ہے جو وہ وصول کرنا چاہتا ہے - کوئی امر مانع عطای اوس سرٹیفکیٹ کا نہین ہے جسکی سایل نے درخواست کی ہے -

مین اپیل منظور کرتا ہون اور منسوخی حکم جج مورخہ ۲۰ فروری سنہ ۱۸۹۵ء کے اونکو حکم دیتا ہون کہ اس درخواست کو فہرست درخواستہاے متدایرہ مین باز

یہ نمبر سابق قایم کرین اور تصفیہ اوسکا مطابق قانون کے بلحاظ تحریرات بالا کے کرین
چونکہ کوئی رسپانڈنٹ نہین ہے لہذا مین کوئی حکم بہ نسبت خرچہ کے نہین دیتا ہون

منفصلہ ۲۲ جولائی نگرانی فوجداری نمبر ۳۸۰ سنہ ۱۸۹۵ء بریلی | نمبر ۱۵۲۰ انگریزی

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام ملدیو پرشاد

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۹۵ - اجازت ارجاع استغاثہ فوجداری ایکٹ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۱۸۲ - اجازت اوس عدالت کا دینا جسکا ماتحت وہ عہدہ دار نہین ہے جس کے حضور مین نالش کی گئی تھی -

تجویز ہوئی کہ اجازت عطا کردہ جج اسپیشل مجسٹریان بابت ارجاع استغاثہ فوجداری حسب دفعہ ۱۸۲ مجموعہ تعزیرات ہند بہ نسبت اوس شخص کے جسکے نسبت بیان ہوا ہے کہ اوس نے پولس مین جہوٹہی رپورٹ کی تھی اجازت ناجایز ہے کیونکہ عہدہ دار پولس جس سے رپورٹ کی گئی تھی ماتحت جج اسپیشل مجسٹریٹون کا حسب منشاء دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے نہین ہے -

واقعات اسمقدمہ کے سنرجی صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور سے ظاہر ہوتے ہین -

پورٹر منجانب سایل گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار

سنرجی صاحب جسٹس - سایل کے نسبت تجویز ثبوت جرم بابت اوس جرم کے صادر ہوئی ہے جو از روے دفعہ ۱۸۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے - واضح ہوتا ہے کہ ۲۰ نومبر ۱۸۹۴ء کو اوس نے ایک رپورٹ پولس مین ایک شخص سوہن لال پر الزام سرقہ مکان مسکونہ کا قایم کرکے کی تھی - بعدہ اوس نے نالش باضابطہ عدالت جائنٹ مجسٹریٹ مین دایر کی تھی - وہ نالش بغرض تجویز کے اسپیشل مجسٹریٹون کے بنچ مین سپرد ہوئی تھی جنہون نے ۱۲ جنوری ۱۸۹۵ء کو اوسکو ڈسمس کیا تھا - ملدیو پرشاد سایل پر استغاثہ فوجداری اور تجویز ثبوت جرم بابت ۲۰ نومبر ۱۸۹۴ء کو پولس مین جہوٹہی رپورٹ کرنیکی صادر ہوئی ہے -

یہہ حجت ہوئی ہے کہ واسطے ارجاع استغاثہ فوجداری بنام ملدیو پرشاد حسب

دفعہ ۱۸۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے انزیری مجسٹریٹون کے بینچ سنے اجازت دی ہتی اور اجازت مذکور خلاف قانون ہے لہذا جو کارروایات بہ تعمیل اجازت مذکور عمل مین لائی گیئن ناقص ہین۔ بجانب دیگر ذلعلم گورنمنٹ پلیڈر سنے یہہ بحث کی ہے کہ کوئی اجازت بموجب دفعہ ۱۹۵ کے نہین دیگئی ہتی اور انزیری مجسٹریٹون سنے دربارہ حکم دینے تجویز بلدیو پرشاد کے بموجب دفعہ ۴۷۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کارروائی کی ہے۔

واضح ہوتا ہے کہ بعد ڈسمسی نالش بلدیو پرشاد کے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس سنے انزیری مجسٹریٹون کو اس امر پر متوجہ کیا تہا کہ نالش جہونٹی ثابت ہوئی ہے اور اونہون سنے یہہ ایما کیا کہ بلدیو پرشاد پر مقدمہ بموجب دفعہ ۱۸۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے قایم کیا جانا چاہئے۔ بظاہر انزیری مجسٹریٹون سنے اس استصواب کو جو اونسے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس سنے کیا تہا بطور درخواست اجازت محکومہ دفعہ ۱۹۵ کے تصور کیا اور اونہون سنے اجازت دینے سے انکار کیا۔ بعدہ جب مقدمہ اونکے پاس مجسٹریٹ ضلع نے واپس بہیجا تو ۹ مئی ۱۸۹۵ء کو اونہون نے یہہ حکم صادر کیا کہ بموجب دفعہ ۱۸۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے بلدیو پرشاد پر مقدمہ قایم کیا جاوے اور اوسپر بلدیو پرشاد کے نام استغاثہ فوجداری دایر کیا گیا۔ اگر حکم مورخہ ۹ مئی ۱۸۹۵ء انزیری مجسٹریٹون کا بطور اجازت محکومہ دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تصور کیا جاوے تو وہ اجازت بلاشبہ خلاف قانون ہی کیونکہ جس افسر پولس کے روبرو بلدیو پرشاد نے نالش کی ہتی وہ ماتحت انزیری مجسٹریٹون کا نہین ہے۔ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس یا مجسٹریٹ ضلع مجاز تہے کہ بلدیو پرشاد پر اجراء استغاثہ فوجداری کی اجازت بموجب دفعہ ۱۹۵ کے دینے لیکن اون عہدہ دارون مین سے کسی سنے اجازت نہین دی ہتی لہذا تجویز بلدیو پرشاد کی بلا کسی اجازت کے عمل مین آئی ہے جو بموجب احکام دفعہ ۱۹۵ کے واسطے تجویز کے ضروری امر ابتدائی ہے۔

بہ نسبت اس حجت ذلعلم گورنمنٹ پلیڈر کے کہ انزیری مجسٹریٹون سنے بموجب دفعہ ۴۷۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے عمل کیا ہی یہہ تحریر کیا جاسکتا ہے

کہ انریری مجسٹریٹون کی کارروائی مین یا مجسٹریٹ ضلع کے حکم مین جسکے روسے اوسکو تحقیقات مزید کرنیکی ہدایت ہوئی ہتی کہین اوس دفعہ کا مطلق ذکر نہین ہے مزید بران جس جرم کی تحقیقات اور تجویز ثبوت جرم ملدیو پرشاد پر صادر ہوئی ہی وہ ایسا جرم نہین ہے کہ جسکا ارتکاب انریری مجسٹریٹون کے مواجہہ مین ہوا ہو اور کچہہ ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ یہہ اطلاع انریری مجسٹریٹون کو اوسوقت ہوئی ہتی جب سوہن لال کی تجویز اونکی روبرو ہو رہی ہتی کہ ملدیو پرشاد نے پولس مین نالش کی ہتی - لہذا جس جرم کی تجویز ملدیو پرشاد کے نسبت ہوئی ہے وہ ایسا نہین ہی جسکی اطلاع انریری مجسٹریٹون کو عدالتی کارروائی کے دوران مین ہوئی ہو لہذا بموجب دفعہ ۴۷۶ کے انریری مجسٹریٹ قانوناً حکم ارجاع استغاثہ فوجداری بنام ملدیو پرشاد حسب دفعہ ۱۸۲ مجموعہ تعزیرات کے نہین دے سکتے ہتے - حکم مجسٹریٹ ضلع جسکے روسے اونہون نے مقدمہ بغرض تجویز مجسٹریٹ چہاونی کے سپرد کیا تہا بلا شبہ بطور اجازت حسب منشاء دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے متصور نہین ہو سکتا ہی لہذا تجویز اور تجویز ثبوت جرم ملدیو پرشاد کی ناجایز ہے اور اوس کی تجویز ثبوت جرم منسوخ ہونی چاہئے -

مجہے یہہ اطلاع ہوئی ہے کہ ملدیو پرشاد نے بناراضی حکم مجسٹریٹ چہاونی مشعر صدور تجویز ثبوت جرم بہ نسبت نامبردہ بعلت اوس جرم کے جسکا الزام اوس پر لگایا گیا ہے مجسٹریٹ ضلع کے حضور مین اپیل بہی کیا ہی - بموجب معمولی عملدرآمد عدالت ہذا کے جب کوئی اپیل ہو سکتا ہے یا واقعی ہو چکا ہو تو درخواست نگرانی کی مسموع نہونی چاہئے اور اگر قبل ہونے بحث جانب فریقین کے مین اس امر سے واقف ہوتا کہ اپیل دایر ہے تو مین معمولی عملدرآمد عدالت سے انحراف نہ کرتا لیکن فریقین کے کونسل کی سماعت کرنیکے بعد مین یہہ مناسب نہین سمجہتا ہون کہ بقرار داد اس راے کے جو مینے بہ نسبت صحت تجویز ثبوت جرم سایل کے قایم کی ہے مطلق دست اندازی نکرون - اختیارات عدالت ہذا حسب دفعہ ۴۳۹ کے بہت وسیع ہین لیکن یہہ مقدمہ بطور نظر اس تجویز کے متصور نہو کہ ہر موقع پر عدالت اپنی معمولی عملدرآمد سے خلاف ورزی کریگی - مین درخواست ملدیو پرشاد کی منظور کرتا ہون اور اوسکی تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کو منسوخ کرتا ہون

الہ آباد اپیل اول نمبر ۶۴ سنہ ۱۸۹۵ء منفصلہ ۲۹ جولائی

مقرب حسین وملک حسن و دیگر (عذرداران) اپیلانٹان بنام حرمت النساء ڈگریدار) رسپانڈنٹ

اجراے ڈگری ـ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۴۴ و ۲۷۸ ـ فریق نالش جنکے مابین ڈگری صادر ہوئی ہتی ـ

تجویز ہوئی کہ جو اشخاص ابتدأ فریق نالش کئے گئے ہتے لیکن مدیگا تا ثیر ڈگری سے بری کردیے گئے ہتے حسب منشا دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی بہ نسبت اون اعتراضات کے فریق نالش نہین ہین جو اونہون نے بابت قرقی اپنی جایداد کے کئے ہتی جو منجانب ڈگریدار کے ہوئی ہتی بلکہ ایسا عذر بطور عذر متقضہ دفعہ ۲۷۸ مجموعہ کے متصور ہوگا ـ جنگی ناتہہ بنام بہونارو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد صفحہ ۷۴) پر حوالہ ہوا ـ

واقعات اسمقدمہ کے بنرجی صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

مادہو پرشاد منجانب اپیلانٹان سندر لال منجانب رسپانڈنٹ

بنرجی صاحب جسٹس ـ یہہ عذر ابتدائی کہ اسمقدمہ مین اپیل نہین ہوسکتا ہی سرسبز ہوگا ـ واقعات یہہ ہین ـ رسپانڈنٹ نے نالش دین مہر کی بنام سید اشرف علی کے دایر کی ہتی ـ بیان کیا جاتا ہی کہ اشرف علی نے کچہہ جایداد اپیلانٹان حال کے نام ہبہ کی ہتی اور اپیلانٹان حال اوس نالش مین فریق کئے گئے ہتے ـ اونکے مقابلہ مین مدعیہ کی یہہ استدعا ہتی کہ ہبہ منسوخ کیا جاوے ـ یہہ استدعا اس بنیاد پر مسطور ہوئی ہتی کہ چونکہ کوئی دعوی بمقابلہ کسی جایداد اشرف علی کے نہین ہے بلکہ دعوے مہر کا صرف دعوے بمقابلہ اوسکے ہے مدعیہ کو کوئی بناء مخاصمت بمقابلہ اپیلانٹان حال کے حاصل نہین ہے ـ ڈگری صرف بمقابلہ اشرف علی کے صادر ہوئی ہتی ـ اوس ڈگری کے اجرامین ڈگریدار رسپانڈنٹ نے کچہہ جایداد بطور جایداد اشرف علی کے قرق کرائی ہتی ـ اوس جایداد کے نسبت اپیلانٹان حال نے عذرات استحقاق ڈگریدار دربارہ نیلام کرانے جایداد مذکور پر نزاع قایم کرکے اور اوسکا دعوی بطور اپنی جایداد از روے ہبہ متذکرہ بالا کے کرکے داخل کئے ہتے عدالت ماتحت نے عذرات اپیلانٹ کے نامنظور کئے ہین ـ اگر اپیلانٹان بطور فریق نالش حسب منشاء ضمن (ج) دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے متصور کیے جاوین تو بلاشبہہ اپیل ہوسکتا ہے

لیکن اگر برعکس اسکے وے اشخاص اجنبی لقصور کیئے دین تو عذرداری نسبت قرقی جایداد متنازعہ کے ایک عذرداری حسب دفعہ ۲۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے اور اونکا صرف چارہ کار نالش مقتضہ دفعہ ۲۸۳ ہے اور اونکو استحقاق اپیل کا حاصل نہین ہے۔

میری یہہ رائے ہے کہ اپیلانٹان فریق نالش حسب منشاء ضمن (ج) دفعہ ۲۴۴ کے نہین قرار پا سکتے ہین ابتدا بلاشبہ وے فریق کیے گئے تھے لیکن وے ڈگری کے ذمہ داری سے بری کردیے گئے تھے۔ لقدر ڈگری کے وے فریق نالش نہین ہین اونکی مقابلہ مین کوئی ڈگری نہین ہے اور اسوجہ سے کوئی امر نزاعی درمیان اونکی اور ڈگریدار کے دربارہ اجرائے ڈگری کے نہین ہے۔ وے اجرائے ڈگری کے مقدمہ مین فریق نہین ہین اور فی الحقیقت کوئی حکم ڈگری کا ایسا نہین ہے جسکے نسبت ڈگریدار بذریعہ اجرائے ڈگری کے دعوی کسی دادرسی کا اونکی مقابلہ مین کرتا ہو۔ لہذا جہانتک جایداد مطلوب القرق حال کو تعلق ہے وے اشخاص اجنبی کی حیثیت مین ہین اور نہ بحیثیت فریق نالش کے اور جو امر نزاعی درمیان اون کے اور ڈگریدار کے پیدا ہوا ہے وہ امر نزاعی حسب منشاء دفعہ ۲۴۴ ضمن (ج) کے نہین ہے۔ اس رائے کی تائید فیصلہ مقدمہ جنگی ناتھہ بنام پھوندو (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۴۲۷) سے ہوتی ہے جسکا اصول اسمقدمہ سے متعلق ہے۔ در اصل یہہ مقدمہ بہ نسبت مقدمہ جنگی ناتھہ بنام پھوندو کے بہت زوردار ہے۔ چونکہ اپیل نہین ہوسکتا ہے لہذا یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

بریلی   اپیل اول احکام نمبر ۶ ۲ ۱۸۹۵ء   منفصلہ ۱۱ جولائی   صفحہ ۱۵۴ انگریزی

جلسن ناتہہ (مدیونڈگری) اپیلانٹ بنام مکند پرشاد (ڈگریدار) اور بلدیو پرشاد خریدار نیلام ریسپانڈنٹ

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۱۱ - اجرای ڈگری - درخواست منسوخی نیلام اجرای ڈگری - سایل کو کیا ثابت کرنا چاہیئے -

سایل محکومہ دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا یہہ ثابت کرنا کافی نہین ہے کہ نیلام کے اشتہار اور تعمیل مین بیضابطگی اہم ہوئی ہے اور قیمت بازاری سے کم قیمت وصول ہوئی ہے بلکہ اوسکو ایک امر کا دوسرے سے سلسلہ ملا دینا چاہیئے یعنی نقصان کو بیضابطگی سے بطور اثر اور وجہ کے بذریعہ شہادت صریح کے ملانا چاہیئے - تصدق رسول خان بنام احمد حسین (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۲۰ صفحہ ۱۷۶) حوالہ ہوا

واقعات اسمقدمہ کے ناکس صاحب قایمقام چیف جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین -

روشن لال منجانب اپیلانٹ   بنرجی و سندر لال منجانب ریسپانڈنٹان

ناکس صاحب قایمقام چیف جسٹس - یہہ اپیل ابل بنا راضی حکم مصدرہ جج ماتحت بریلی کے ہے - اوس حکم مین جج ماتحت نے نظیر مقدمہ تصدق رسول خان بنام احمد حسین (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۲۰ صفحہ ۱۷۶) پر استدلال کر کے نیلام جایداد غیر منقولہ کے منسوخ کرنے سے اس بنیاد پر انکار کیا ہے کہ مدیون ڈگری جو نیلام پر معترض ہے اس امر کے ثابت کرنے مین قاصر رہا ہے کہ اوسکو ضرر واقعی بوجہ بیضابطگی اہم مبنیہ دربارہ اشتہار نیلام کے سے عاید ہوا ہے - بیضابطگی اہم مبنیہ حسب حالات ذیل وقوع پذیر ہوئی ہے - ابتدا جایداد مشتہرہ نیلام ۲۰ بسوہ موضع برکہانا ہرچند پور تھی - اشتہار نیلام ۲۰ بسوہ کا باضابطہ ہوا تھا اور ۲۰ جولائی وہ تاریخ مقرر تھی جسکو نیلام کا ہونا قرار پایا تھا - ایک مسماۃ سرستی نے ایک نالش بادعویداری ایک ثلث جایداد مشتہرہ نیلام کے دایر کی تھی اور اپنی نالش کے بعد اوس نے ایک درخواست یہہ کی تھی کہ نیلام تا نتیجہ اوسکے نالش کے ملتوی کیا جاوے - پہلی اوسکی درخواست منظور ہوئی اور احکام التواے نیلام کے جاری ہو گئے اوسپر ڈگریدار نے یہہ دکھلایا کہ دعوے مسماۃ سرستی کا صرف بقدر ایک ثلث جایداد مشتہرہ نیلام کے ہے اور اسکی کوئی وجہ

نہین ہے کہ بقیہ دوثلث کیون نیلام نہ کیا جاوے - اسپر سب لواحکام بنام کلکٹر کے
جو نیلام کرنیوالے تھے بدین ہدایت بنام اونکے جاری ہوے کہ دوثلث موضع نیلام
کرین - چنانچہ ۲۰ جولائی تاریخ مبنیہ مندرجہ اشتہار اول کو دوثلث موضع نیلام ہوا
اور بعوض ثمن ملغ ___ روپے کے بلدیو پرشاد نے خرید کیا - زمانہ جو درمیان حکم اول مشعر
التواے نیلام اور حکم ثانی مشعر حکم نیلام ہونے دوثلث کے چودہ یوم کا زمانہ گذرا تھا۔
ہمارے روبرو یہہ حجت کیہے کہ اشتہار جدید ہونا چاہئے تھا - اس حجت کی تائید مین ذیعلم
کونسل اپیلانٹ نے ہمارے روبرو مقدمہ شب پرکاش سنگہ بنام سردار دیال سنگہ (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۵۴۴) پر حوالہ کیا ہے - اوسمقدمہ مین یہہ تجویز ہوئی تہی کہ
اشتہار جدید کی ضرورت تہی اور اوسکے اجرا کی متروکی ایک بیضابطگی اہم ہے - آس
مقدمہ مین اس امر کے تجویز کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ ایا اشتہار جدید ضروری تہا
یا نہین کیونکہ اس اپیل کا فیصلہ ہم دیگر وجوہ پر کرسکتے ہین اور فی الحقیقت بنظر مجوزیالا
مقدمہ جو ہائی کورٹ کلکتہ کے روبرو پیش تھا واسطے شہادت اور فیصلہ اس امر کے واپس
بہیجا گیا تہا کہ ان کل مقدمات مین امر اہم کیا ہوتا ہے یعنی یہہ کہ ایا بحالت وقوع پذیر
ہونے بیضابطگی اہم کے ضرر واقعی بوجہ وقوع پذیر ہونے اوس بیضابطگی کے جسکی شکایت
ہے عاید ہوا ہے یا نہین - اس اپیل مین منجملہ عذرات پیش شدہ کے ایک عذر یہہ ہی
کہ شہادت موجودہ مسل سے ضرر واقعی ثابت ہے اور ہمارا یہہ اطمینان کرنیکے لئے
کوشش کی گئی تہی کہ ضرر واقعی مدیون ڈگری کا ثابت کیا گیا ہے - قرینہ قوی اسبات
کا ہے کہ جائداد اوسکی معمولی بازاری قیمت سے بہت کم قیمت پر نیلام ہوئی ہی لیکن
شہادت مین ایک نقطہ بہی ایسا نہین ہے جس سے کم قیمت بشرطیکہ وہ کم قیمت ہے
جو وصول ہوئی ہے وہ اوس امر سے تعلق رکہتی ہے جسکو بیضابطگی اہم بیان کرتے
ہین - ذیعلم کونسل اپیلانٹ اس مشکل سے نجات ہم سے یہہ استدعا کرکے حاصل کرنا چاہتے
ہین کہ تقلید فیصلہ مقدمہ گنگا پرشاد بنام جگ لال رائے (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد
جلد ۱ صفحہ ۳۳۳) کی کیجاوے - وہ ایک فیصلہ ڈویزنل بنچ عدالت ہذا کا ہے جسمین
اون ذیعلم ججون نے اختلاف کیا تہا جنہون نے اوس اپیل کی سماعت کی تہی - اب
کوئی بحث کسی قسم کی اسبارہ مین نہین ہوسکتی ہے کہ قانون کیا ہے کیونکہ اس معاملہ

پر حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ تصدق رسول خان بنام احمد حسین (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۲۰ صفحہ ۱۷۶) مین غور کامل کیا اور فیصل کیا ہے - اوس مقدمہ مین منجانب رسپانڈنٹان کے یہہ حجت ہوئی تھی کہ درمیان اشتہار اور نیلام کے ۳۰ یوم کی مہلت کے نہو نیسے نیلام نفی ہوگیا ہے - حکام عالیمقام نے بہت صاف و صریح عبارات مین یہہ فرمایا ہے کہ ہم اوس حجت کو منظور نہین کرسکتے ہین - حکام ممدوح نے یہہ منظور کیا تھا کہ اوس مقدمہ مین بضابطگی اہم تھی لیکن بہ تقلید تصفیہ جات سابق پریوی کونسل کے جو اوس مضمون کے تھے حکام ممدوح نے یہہ صاف قاعدہ قرار دیا ہے کہ کل مقدمات بضابطگی متعلقہ دفعہ ۳۱۱ مین شہادت ضرر واقعی کے منتج ہونیکی دینی چاہیئے اور مدیونان ڈگری پر جو رسپانڈنٹان تھے یہہ ثابت کرنا لازم تھا کہ بوجہ اوس بضابطگی کے اونکو ضرر واقعی عاید ہوا ہے - حکام ممدوح نے یہہ قاعدہ بھی قایم فرمایا ہے کہ محض اس امر سے نقصان قیاس نہ کیا جاویگا کہ نیلام بلا تعمیل کامل دفعہ ۲۹۰ کے ہوا ہے اور حکام ممدوح نے تبلا دیا ہے کہ اوس دفعہ کا یہہ مقصود ہے کہ شہادت صریحی اسبارہ مین دیجاوے -

ایکین صاحب جسٹس - مین ذیعلم قایمقام چیف جسٹس سے اتفاق کرتا ہون مین واقعات مقدمہ کو دوبارہ بیان کرنا نہین چاہتا ہون کہ جو صاف طور پر اونکی فیصلہ مین درج ہین - واسطے اغراض بحث کے یہہ مان لیا جاوے کہ جو مقدمہ ہمارے روبرو پیش ہے اوسمین عدالت کے لئے بعد اسکے کہ اوس نے جزو جایداد مشتہرہ نیلام ابتدائی کو نیلام سے مستثنی کردیا تھا اشتہار نیلام مجددا جاری نہ کرنیمین بضابطگی اہم ہوئی تھی مین خیال کرتا ہون کہ یہہ تجویز ہونی چاہیے کہ اپیلانٹ یہہ ثابت کرنیمین قاصر رہا ہے کہ کم قیمت جو اوسکی بروقت نیلام کے آئی تھی وہ بوجہ اوس بضابطگی کے ہے - فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل مقدمہ تصدق رسول خان بنام احمد حسین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۶۶) سے یہہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ سایل محکومہ دفعہ ۳۱۱ کا یہ ثابت کرنا کافی نہین ہے کہ اشتہار اور تعمیل نیلام مین بضابطگی اہم ہوئی ہے اور قیمت بازاری سے کم قیمت وصول ہوئی ہے بلکہ اوسکو ایک کا دوسرے سے تعلق ملا دینا چاہیئے یعنی یہہ کہ نقصان کو بضابطگی سے بطور تاثیر اور وجہ کے بذریعہ شہادت صریحی کے متعلق کردینا چاہیئے - یہہ حجت ذیعلم کونسل اپیلانٹ کی کہ نیلام نفی ہے ایسی

حجت ہے جو ایک فیصلہ عدالت ہذا مقدمہ گنگا پرشاد بنام جگ لال رائے (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۳۲۳) پر مبنی ہے بوجہ اوس فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل کے نا طاقت ہو گئی ہے کیونکہ اوسمین حکام عالیمقام نے ایسی ہی حجت کے منظور کرنے سے انکار کیا ہے۔

از عدالت۔ حکم عدالت کا یہہ ہے کہ اپیل مع خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

صفحہ ۱۵۵ انگریزی

گورکھپور

اپیل دوم نمبر ۱۰۶۵ سنہ ۱۸۹۴ء

منفصلہ ۲۶ جولائی

رام نواز وغیرہم (ڈگریداران) اپیلانٹان بنام رگہو چرن و یک کس دیگر (مدیونان ڈگری) رسپانڈنٹان

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۳۰۔ اجرائے ڈگری۔ میعاد سماعت۔

رام نواز وغیرہم نے ۲۴ فروری سنہ ۱۸۸۱ء کو ایک ڈگری محض زر نقد کی بنام رام چرن و یک کس دیگر کے حاصل کی تھی۔ ۲ مئی سنہ ۱۸۹۲ء کو ڈگریداران نے بوجہ اس کے کہ درخواست ہائے سابق اجرائے ڈگری کے ناکامیاب ہوئی تھین درخواست اجرائے ڈگری داخل کی تھی جسکی وجہ سے کچھہ جایداد مدیونان ڈگری کی قرق ہوئی تھی لیکن بعدہ اوس درخواست کو عدالت نے بہ بحالی قرقی کے خارج کر دیا۔ ۷ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء کو درخواست مزید اجرائے ڈگری کی داخل کی گئی تھی۔

تجویز ہوئی کہ عام اس سے کہ درخواست ۷ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء کی محض سلسلہ درخواست سابق ۲ مئی سنہ ۱۸۹۲ء کا ہو یا نہو اجرائے ڈگری بوجہ قاعدہ معینہ اندرون دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے خارج المیعاد ہے۔

یہہ بھی تجویز ہوئی کہ حکم بالائے درخواست اجرا مشعر اخراج درخواست مگر مشعر بحالی اوس قرقی کے جو اوسکی تعمیل مین ہوئی تھی ایسا حکم ہے جو قانوناً لازم نہین آتا ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے ایکمین صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین
درگا چرن منجانب اپیلانٹان جوگندر ناتھہ منجانب رسپانڈنٹان

ایکمین صاحب جسٹس۔ اپیلانٹان نے ڈگری محض زر نقد کی ۲۴ فروری سنہ ۱۸۸۱ء کو رسپانڈنٹان کے مقابلہ مین حاصل کی تھی۔ ۲ مئی سنہ ۱۸۹۲ء کو اوسہون نے

اوس ڈگری کے جاری ہونیکی درخواست کی تہی۔ چند درخواستہاے سابق ہوئی تہین لیکن
وہ بیلے سود ثابت ہوئی تہین جس عدالت مین درخواست ۲ مئی ۱۸۹۲ء کی ہوئی تہی اوسنے
خود بہی مرضی سے درخواست مذکور ظاہرا اوس قرقی کو جو ہوئی تہی بحال رکہکر خارج کردیا تہا
میری راے مین کوئی حکم اس نوعیت کا صادر نہین ہوسکتا ہے۔ اگر عدالت کے روبرو مقدمہ
اجراے ڈگری دایر نہین ہے تو اوسکا نتیجہ یہہ ہے کہ کوئی قرقی موجود نہین ہے۔ اگر عدالت
ماتحت کے عادت ہی کہ حکم اخراج مقدمہ بہ بحالی اوس قرقی کے جو اوس مقدمہ مین ہوچکی ہی صادر
کرتے ہین وہ مین سمجہتا ہون کہ اختلاف لفظی ہے۔ مجہے معلوم ہوتا ہی کہ ایسے حکم سے صرف
ایک غرض ہوتی تہا اور وہ یہہ ہی کہ مقدمہ اجراے ڈگری بطور مقدمہ متدایرہ کے فہرست عدالت
مین بہت عرصہ نامناسب تک نہ دکہلایا جاوے۔ اگر قرقی بحال رکہنے کی کوئی وجہ ہی تو اوس درخواست
زیر اجرا کی خارج کرنیکی کوئی وجہ نہین ہی کہ جسسے قرقی کرنیکی ترغیب ہوئی تہی۔ ۷ مارچ ۱۸۹۳ء
کو ڈگریداران نے اپنی ڈگری جاری ہونیکی درخواست کی تہی۔ مدیون نامڈگری نے یہہ عذر کیا
تہا کہ درخواست بوجہ قاعدہ میعاد دوازدہ سالہ کے خارج المیعاد ہے۔ اونکی عذر کو منصف نے
نامنظور کیا تہا جس نے یہہ تجویز کی تہی کہ درخواست ۷ مارچ ۱۸۹۳ء کی دراصل درخواست جدید
نہین ہے بلکہ محض سلسلہ درخواست ۲ مئی ۱۸۹۲ء کا ہے۔ مدیون نامڈگری نے جج ماتحت کے حضور مین
اپیل کیا تہا جنہون نے یہہ تجویز کی تہی کہ درخواست ۷ مارچ ۱۸۹۳ء کی درخواست جدید تہی
اور جاری نہین ہوسکتی ہے کیونکہ ڈگری خارج المیعاد ہوگئی ہے۔ جج ماتحت کے اس حکم
کی ناراضی سے ڈگریداران نے عدالت ہذا مین اپیل کیا ہے۔ میری راے مین عام اس سے
کہ درخواست ۷ مارچ ۱۸۹۳ء کی درخواست جدید تصور کیجاوے یا محض سلسلہ درخواست
۲ مئی ۱۸۹۲ء کا سمجہا جاوے وہ منظور نہین ہوسکتی ہے۔ دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین یہہ
حکم ہے کہ جب کوئی درخواست اوس ڈگری کے جاری ہونیکی جسمین زر نقد ادا ہونیکا حکم ہی بموجب
اس دفعہ کے گذری اور منظور ہوجاوے تو کوئی درخواست مابعد اوسی ڈگری کے جاری ہونے
کی بعد انقضاے بارہ سال کے تاریخ ڈگری مطلوب لاجرا سے منظور نہوگی۔ مسل مقدمہ سابق سے
ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ درخواستہاے سابق کسی نہ کسی وجہ سے کچہہ روپیہ وصول نکرسکین تاہم
بدرجہ اقل اونمین سے دو درخواستین منظور ہوئی تہین کیونکہ بہ تعمیل درخواست مشمولہ درخواست
مذکور کے جایداد قرق ہوئی تہی۔ اس سے نتیجہ یہہ برآمد ہوتا ہی کہ عدالت اب کوئی درخواست

اجرا کی منظوری نہیں کر سکتی ہے کیونکہ از روے مضامین دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اوسکا منظور کرنا ممنوع ہے۔ اوس دفعہ مین ایسا قاعدہ مین نہین ہے کہ کوئی درخواست مالو بعد انقضائے بارہ سال کے کسی بحال کی جاوے بلکہ اوسمین کسی درخواست کے منظور کیجانیکی ممانعت ہے درخواست ڈگری ایان کی تعمیل کرنیسے قانون شمولہ دفعہ مذکور کی عدول حکمی کرنا ہو گا ڈگریداران نے یہہ ثابت کرنیکی کوشش کی تھی کہ مدیون ڈگری نے اندر بارہ سال عین ماقبل اونکی درخواست کے ڈگری فریباً جاری ہوسنے نہین دی لیکن یہہ کوشش ناکامیاب رہی

حسب وجوہ بالا اپیل ساقط ہوتا ہے اور معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

منفصلہ ۳۰ جولائی   اپیل اول احکام نمبر ۳۱ ۱۸۹۵ء   مراد آباد   منوبہ ۱۵ انگریزی

عباسی بیگم (مدعاعلیہا) اپیلانٹ بنام امداد ی جان (مدعی) رسپانڈنٹ

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۲ - نام مدعاعلیہ کا مسل سے نکالدیا جانا۔

ایسا حکم بعد سماعت اول کے صادر ہونا چاہیئے۔

حکم شعر اخراج نام مدعاعلیہ مسل مقدمہ سے بموجب دفعہ ۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کسیوقت بعد سماعت اول کے صادر نہین ہو سکتا ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

غلام مجتبیٰ منجانب اپیلانٹ   عبدالرؤف منجانب رسپانڈنٹ

بلیر صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس - یہہ اپیل بنا راضی حکم شعر اخراج نام مدعاعلیہ کے ہے - ۷ دسمبر ۱۸۹۴ء کو نالش دایر ہوئی تھی ۲۷ ماہ مذکور کو کارروائی قرارداد امر تنقیح طلب تک پہونچی تھی اور ۱۱ فروری ۱۸۹۵ء کو واسطے سماعت کے پیش ہوئی اور مسموع ہوئی ۱۵ فروری کو ایک درخواست واسطے اخراج نام چند اشخاص منجملہ مدعاعلیہ کے جسمین سے ایک مسماۃ محمدی بیگم تھی گذری تھی وہ نام اوزدیا دئے گئے تھے اور یہہ ضرور ہوا تھا کہ اطلاعنامجات ان کل مدعاعلیہم پر جو اسطرح از دیاد ہوئے تھے تعمیل کیگئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ محمدی بیگم پر تعمیل کرنیکی کوشش اوس پتہ سے ہوئی تھی جو عدالت کو دیا گیا تھا ہم قیاس کرتے ہین کہ اوس فریق نے دیا تھا جسنے نام مسل مین داخل کرایا تھا - اوسمقام پر وہ کہین نہین ملی اور پھر اس اطلاع کے دیجانے پر کہ وہ اوسوقت کہین اور تھی اطلاعنامجات جدید جاری ہوئے تھے اور واسطے تعمیل کے اوسمقام

پر بہیجے گئے تہے جہان اوسکا ہونا قیاس کیا گیا تہا۔ پہر وہان بہی وہ نہین ملی۔ اوسکے بعد ہمسی کومنجانب مدعی کے ایک درخواست گذری کہ اوسکا نام زمرہ مدعاعلیہم سے خارج کردیا جاوے۔ وہ درخواست اوس توقف کے بنا پر تہی جو افسر تعمیل کنندہ اطلاعنامہ کے اوس تعمیل اکرکے کیونہ پہیجے ہوا تہا۔ اوس درخواست کی تائید بیان حلفی سے نہین کی گئی تہی۔ ۱۰ امسی کو حکم اوسکے نام خارج [illegible] صادر ہوا تہا اوسی تاریخ کو بعد صدور حکم مذکور کے ایک درخواست منجانب مدعا[illegible] تعمیل ہو بعد بگرا دپر اوس عورت کے گذری۔ ہم قیاس کرتے ہین کہ وہ درخواست [illegible] نہین ہوئی تہی۔ بنا برانہی حکم متعلق اخراج نام کے اپیل ہوا ہے۔ مسٹر غلام مجتبی نے [illegible] بیان حاضر ہوکے ہین ہمارے توجہ دفعہ ۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی پر جسمین صراحت ان حالات ہوئی ہے جسمین عدالت کو اختیار ازدیاد یا اخراج فریق کا حاصل ہوتا ہی مائل کی تہی۔ فقرہ اول محض متعلق اختیارات عدالت دربارہ اخراج نام کے ہے۔ عدالت کو اختیار ہے کہ بروقت پیشی اپیل کے یا اوس سے پہلے کسی فریق کی درخواست پر اور ایسی شرائط پر جو عدالت کے نزدیک قرین انصاف ہون یہہ حکم دے کہ نام کسی فریق کا جو بطور بیجا مدعی یا مدعاعلیہ کے زمرہ مین داخل ہوا ہو خارج کیا جاوے معلوم ہوتا ہی کہ قبل خارج کرنیکے تین شرائط قابل لحاظ کے ہین۔ کسی ایک یا دوسرے فریق کی درخواست ہونی چاہئے عدالت کو سماعت اول سے تجاوز نکرنا چاہئے اور عدالت کو معلوم ہونا چاہئے کہ کوئی فریق بیجا شامل کیا گیا ہے جب ہم فقرہ دوم پر آتے ہین جو متعلق ازدیاد یا لکہو کہ متعلق تبدیل فریقون کے ہے تو عبارت مختلف پاتے ہین۔ عدالت کو اختیار ہی کہ کسی وقت ایسی درخواست پر یا بدون اسکے ایسی شرائط سے جو اوسکی دانست مین قرین انصاف ہون یہہ حکم دے کہ کوئی مدعی مدعاعلیہ گردانا جاوے یا جو مدعاعلیہ ہو وہ مدعی بنایا جاوے اور نام کسی شخص کا جسکا بطور مدعی یا مدعاعلیہ شریک کرنا چاہئے تہا یا جسکا عدالت مین حاضر ہونا اسوجہ سے ضروری ہی کہ عدالت جملہ مراتب متنازعہ متعلقہ مقدمہ کو بخوبی تکمیل کے ساتھہ فیصل اور طے کرسکے شامل کیا جائے بہ نسبت وقت کے یہہ اختیار امتیازی لامحدود ہے اور ضرور اس امر کی نہین ہے کہ عدالت سے کوئی فریق تحریک کرے۔

مسٹر غلام مجتبی یہہ حجت کرتے ہین کہ چونکہ نام مدعاعلیہ کا تاریخ سماعت اول پر یا اوسکے قبل خارج نہین کیا گیا تو نام مذکور بعد ازان مناسب طور پر خارج نہین کیا جاسکتا ہے۔ بجانب دیگر ہمسے یہہ ایما کیا گیا تہا کہ یہہ عورت ایک فرضی شخص ہے اور اوسکا نام بطور

اور ذمہ وار رہتا باہمی مدعا علیہم کے ہوگا۔ بالضرورت وہ فیصلہ باہم مدعا علیہم کے امر تجویز شدہ ہوگا جو دلیل
مقدمات متذکرہ بالا مین قرار پایا ہے وہ ہر خیال سے بہ نسبت تاثیر فیصلہ سابق مابین مدعا علیہم کے صحیح قاعدہ ہے
اس قاعدہ کو مقدمہ حال سے متعلق کرنیسے صاف ظاہر ہے کہ فیصلہ سابق جسپر عدالت ماتحت نے استدلال
کیا ہے فیما بین فریقین بطور امر تجویز شدہ کے عمل پذیر نہین ہوسکتا ہے۔ جس نالش مین وہ فیصلہ صادر ہوا
تہا بلاشبہ متعلق جایداد متنازعہ حال کے تہی اور جو تنقیح اوس مقدمہ مین پیدا ہوئی تہی اوس مقدمہ مین پیدا
ہوئی تہی یعنی یہہ کہ آیا حصہ متدعویہ ابتداً احمد علی مدعی حال کا تہا یا نہین لیکن وہ نالش مدعی حال کے
زوجہ اور پسر نے اس بیان سے دایر کی تہی کہ احمد علی مدعی نے اوسکے حق مین ہبہ کردیا ہے۔ صحت ہبہ مذکور اور
استحقاق واہب کو دوبارہ ہبہ کرنیکے اصل مدعا علیہم معرض تنقیح مین لائے تہے۔ احمد علی صرف مدعا علیہ ترتیبی
تہا اور وہ حاضر نہین ہوا تہا۔ عدالت نے اوس نالش کے مدعیون کے خلاف تجویز کی تہی۔ جو امور
تنقیحی اوس نالش مین تجویز کیے گئے تہے وہ درمیان مدعی اور اصل مدعا علیہم کے پیدا اور تجویز ہوے
تہے۔ اگر اوس نالش کے مدعیون کا مقدمہ سچا تہا تو مدعی حال کا کوئی حق جایداد متنازعہ مین نہین
باقی رہا اور کوئی اختلاف حقیت کا مابین اوسکے اور دیگر مدعا علیہم کے نہین تہا کہ جسکا تصفیہ
ضروری تہا۔ اصل نزاع درمیان مدعیان نالش مذکور اور اصل مدعا علیہم کے تہی۔ لہذا جو فیصلہ
اوس نالش مین صادر ہوا تہا بطور مانع نالش حال کے عمل پذیر نہین ہوسکتا ہے۔ فیصلہ ہائیکورٹ
مدراس مقدمہ مادہوی بنام کیلو (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۵ صفحہ ۲۴۴) متدلہ عدالت
ماتحت کامل طور پر قابل امتیاز ہے اور اوسکو مقدمہ حال سے کچہہ تعلق نہین ہے۔

چونکہ اپیل بہ عدالت ماتحت کا امر ابتدائی پر فیصلہ ہوا تہا اور اوسکا فیصلہ نسبت اوس
امر کے غلط ہے مین ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ اور مقدمہ عدالت اپیل ماتحت مین بموجب
دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی بدین ہدایت واپس کرتا ہون کہ اپیل کو اوس کے نمبر ابتدائی
پر رجسٹر مین پہر داخل کرین اور اوسکی تجویز روداوی کرین۔ خرچہ عدالت ہذا اور ابتک کا
نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

جونپور اپیل اول احکام نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۹۵ء منفصلہ ۲۲ جولائی سنہ ۱۸۹۵ء

رام نراین سنگہ (مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام بابو سنگہ (مدعی) ریسپانڈنٹ

ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۷۳ء (ایکٹ حلف ہند) دفعہ ۸ - حلف جسکا شخص ثالث پر موثر ہونا معلوم ہوتا ہو - استرداد اور رضامندی درباره پابند ہونے اس بیان کے جو متعلق ایک خاص شکل سے قلمبند کیا جاوے -

ایک نالش دیوانی مین مدعی نے اوس بیان کا پابند ہونا منظور کیا جو مدعا علیہ بحلف اپنے لڑکے کی بانہہ پکڑ کر بیان کردے - مدعا علیہ نے اس گفتگو کو منظور کیا اور حلف مطلوبہ لیا اور ایسا بیان کیا جسکا اثر مستوجب دعوی مدعی کے تہا - جب مدعا علیہ عدالت مین حلف لینے کو آیا تو مدعی نے اپنی ایجاب کے استرداد کی کوشش کی لیکن بجز اسکے اور کچھہ وجہ نہین بیان کی کہ اوس نے سمجھا نہین تہا کہ اوسکی کیا نیت ہتی اور یہہ نہین خیال کرتا ہے کہ مدعا علیہ سچ بولیگا -

تجویز ہوئی کہ بلحاظ دفعہ ۸ - ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۷۳ء کے حلف بشکل مذکورہ بالا نہ دینی چاہئے ہتی لیکن چونکہ وہ دیجا چکی ہے اور اوس شکل کی حلف ہتی جو بالخصوص ہندوؤن پر قابل پابندی ہے تو جو بیان اوسکے بناپر ہوا تہا مقبول ہونا چاہئے تہا -

یہہ بہی تجویز ہوئی کہ جب کوئی فریق نالش یہہ ایجاب کرے کہ وہ پابند فریق ثانی کے حلف کا ہوگا اور وہ فریق ثانی اوس ایجاب کو قبول کر لیوے تو جو فریق ایسے پابند ہونیکا ایجاب کرے اوسکو اپنے اوس ایجاب کے استرداد کرنیکی بجز بہت قوی اسکانی وجوہ کے جو قابل اطمینان عدالت اصلی ہون وجوہ استرداد ایجاب مذکور کے ہون اجازت نہ دینی چاہئے - لیکہراج سنگہ بنام دلہا کنور (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۰۲) پر حوالہ ہوا -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

درگا چرن منجانب اپیلانٹ گوبند پرشاد منجانب ریسپانڈنٹ

ناکس صاحب قایمقام چیف جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس - عدالت مرافعہ اولی مین مدعی نے جو اب ریسپانڈنٹ ہے کسی ایسے بیان کے پابند ہونیکا ایجاب کیا تہا جو اپیلانٹ اس شکل کے حلف سے بیان کرے یعنی یہہ کہ اپنے لڑکے کی بانہہ پکڑ کے

جو کچھہ وہ اون امور کے بابت بیان کرے جو کچھہ اوس سے پوچھے جاوین - اپیلانٹ راضی ہوا تہا - مقدمہ ملتوی ہوا تہا کہ اپیلانٹ اپنے لڑکے کو لا سکے جو اوسوقت عدالت مین موجود نہین تہا - جس تاریخ تک کہ وہ مقدمہ ملتوی ہوا تہا اوس تاریخ کو وہ معہ اپنے لڑکے کے حاضر ہوا تہا اور اوسوقت اپیلانٹ نے یہہ درخواست کی تہی کہ وہ اپنے اوس ایجاب سے سبکدوش کر دیا جاوے جو اوس نے کیا تہا - جو وجہ وہ بتلاسکا تہا وہ صرف یہہ ہے کہ وہ ایجاب اوس نے بلا سمجھے اپنے نیت کے کیا تہا اور یہہ اوربیان کیا تہا کہ اوسکی یہہ رائے ہے کہ اپیلانٹ سچ نہ بولیگا - عدالت نے اس درخواست کو منظور نہین کیا تہا اور مدعا علیہ نے لڑکے کی تجویزہ ریسپانڈنٹ بیان کیا تہا - نتیجہ یہہ ہوا کہ منصف نے نالش ریسپانڈنٹ کی ڈسمس کی تہی کیونکہ جو بیان اپیلانٹ نے بحلف مجوزہ کیا تہا وہ قاطع دعوے تہا -

ہمکو یہہ کہنے مین کچھہ تامل نہین ہے کہ حلف مجوزہ ہرگز نہین دیجانی چاہیے تہی وہ حلف ایسی تہی کہ جو سمجھی گئی تہی اور معلوم ہوتی تہی کہ شخص ثالث پر موثر ہوگی اور بموجب ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۳ء کے وہ حلف ایسی نہین ہے جو کسی حالات مین دیجا سکے - لیکن چونکہ وہ حلف دیجا چکی ہے اور بیان ہو چکا ہے اور ہماری یہہ رائے ہے کہ جو شہادت اسطرح دی گئی ہے وہ صحیح طور پر ثبوت قطعی امور مبنیہ کا سمجہا گیا تہا - خواہ نوعیت اس حلف کی اور اثر جو ہندو لوگ ویسی قایم کرتے ہین ایسی ہین کہ ہر بیان جو ایسے حلف کے رو سے کیا جاوے ہمکو یقین کامل ہے کہ سچ تسلیم کیا جاویگا - لیکن یہہ حجت ہوئی ہے کہ چونکہ ریسپانڈنٹ نے قبل حلف دیجانیکے اپنی ایجاب کی دست برداری کی درخواست کی تہی تو اوسکو اجازت دست برداری کی دیجانی چاہیئے تہی اور حسب طریقہ مجوزہ اوسکے حلف نہین دیجانی چاہیئے تہی - اس حجت کی تائید مین ہمکو حوالہ مقدمہ لیکہراج سنگہ نام دہلا کنور (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۰۳) کا دیا گیا تہا - اوس مقدمہ مین ججون مین سے ایک جج اولڈفیلڈ صاحب جسٹس نے یہہ کہا تہا کہ وہ کسی ایسے قاعدہ سے واقف نہین ہین کہ جسکے رو سے اس قسم کا اقرار ثالثی یعنی ایک بیان جو حسب حالات خاص مندرجہ دفعہ ۸ - ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۳ء کے کیا جاوے قبل اس کے کہ منحصر علیہ نے اپنی شہادت بہ تعمیل اوس بیان کے ادا کی ہو مسترد

ہو سکیگا - ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ یہہ وہ مرکز نہین ہے کہ جس سے ایجاب من قبیل مندرجہ دفعہ ۸ پر غور کیا جاوے - جب کوئی ایجاب کسی فریق مقدمہ سے کیا جاوے اور عدالت نے بموجب اوس ایجاب کے اوس فریق سے جس سے ایک خاص شکل کا حلف لیا جانا مطلوب ہے یہہ پوچھا ہو کہ آیا وہ اوس شکل کا حلف لے گا اور جس فریق سے پوچھا گیا تھا وہ اوس حلف کے لینے پر راضی ہو گیا ہے تو ایسے حالات مین جس فریق نے ایجاب کیا تھا اوسکو اوس سے دست بردار ہونیکی اجازت نہ دینی چاہئے بجز بر بنا بہت قوی امکانی وجوہ کے جو حسب اطمینان عدالت وجوہ اصلی واسطے استرداد ایجاب مذکور کے ثابت ہوئی ہون - ایسی کوئی وجوہ اسمقدمہ مین ثابت نہین کیگئے اور جو شہادت دیگئی تھی وہ ہماری راے مین ایسی شہادت ہے جسکا رسپانڈنٹ پابند ہے منصف کے حکم کی ناراضی سے رسپانڈنٹ نے اپیل کیا تھا اور ضلع جج نے ممنظوری اپیل کے حکم واپسی مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مشعر بہ ہدایت بنام عدالت مرافع اولی کے صادر کیا کہ تجویز رودادی مقدمہ کی کیجاوے - یہہ اپیل اوسی حکم کی ناراضی سے ہے - حسب وجوہ مندرجہ بالا ہماری یہہ راے ہے کہ اپیل بہ عدالت ماتحت کامیاب ہونی چاہئے تھی - ہم حکم واپسی مقدمہ منسوخ اور ڈگری عدالت مرافع اولی مشعر ڈسمسی نالش بحال کرتے ہین - اپیلانٹ اپنا خرچہ عدالت ہذا کا پاویگا

ڈیرہ دون   اپیل اول نمبر ۱۲۱ سنہ ۱۸۹۳ء   منفصلہ یکم اگست

سی ولسن (مدعاعلیہ) اپیلانٹ بنام ایچ مکالف (مدعی) رسپانڈنٹ

کمپنی - ڈایرکٹر کا اپنی خاص حصص کا حصہ دار کمپنی کے ہاتھہ فروخت کرنا - نالش دغا کی - ڈایرکٹر کا بہ نسبت ہر حصہ داران کے حیثیت امینانہ مین ہونا -

ڈایرکٹر کمپنی کو اگرچہ بمقابلہ حصہ داران کے اجمالاً حیثیت امینانہ حاصل ہوتی تھی لیکن بہ مقابلہ ہر حصہ داران کے ایسی حیثیت حاصل نہین ہوتی ہے - مقدمہ گلبرٹ (لا رپورٹ چینسری جلد ۵ صفحہ ۵۵۹) اور گرور کا مقدمہ (لا رپورٹ ایکوٹی جلد ۹ صفحہ ۷۷) پر حوالہ ہوا -

یہہ نالش واسطے دلاپانے خسارہ بابت فروخت حصص ایک کمپنی کے اس بنا پر

پر ہے کہ مدعا علیہ نے بروقت فروخت کے یہہ جانکر کہ حصص مذکور بیکارہ ہین تقریر اور تحریر دونون سے یہہ جھوٹھہ ظاہر کیا کہ وے جایداد معقول ہین اور اس طرح سے مدعی کو خرید کرنیکی ترغیب دی ۔ مدعی ہمالیہ بنک مین ایک حصہ دار ہی اور مدعا علیہ اوسی بنک کا ڈایرکٹر ہے ۔ مدعی نے اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ع مین سو حصہ بنک کے مدعا علیہ سے خرید کئے اور پھر نومبر سنہ ۱۸۹۰ع مین سینتالیس ۴۷ حصہ اور خرید کئے حصص مذکور کسی قدر اوس شرح سے کم شرح پر فروخت ہوے تھے کہ جس شرح سے بازار مین اونکی بیع وشری ہوتی تھی ۔ بعدہٗ مدعی کو معلوم ہوا کہ جو حصہ اوس نے خرید کئے تھے ہین وہ بیکارہ ہین اور یہہ نالش دایر کی ہے جسمین اوس نے دعوے مبلغ ــــ کا کیا ہے اور یہہ وہ قیمت ہے جو اوس نے حصص مذکور کی ادا کی ہے معہ سود تا تاریخ نالش اور سود اینده اور خرچہ کا دعوے کیا ہے ۔ عرضی نالش مین مختلف افعال متعلق غلط بیانی مدعا علیہ کے بیان ہوئی ہین کہ جو اوسکی دونون حیثیت یعنی ڈایرکٹر بنک اور بطور خانگی بایع حصص کے مین ہوئی ہین ۔

مدعا علیہ نے اکثر بیانات مندرجہ عرضی نالش کی تردید کی ہے بلکہ بالخصوص اس امر سے انکار کیا ہے کہ مدعی کو ترغیب خریداری حصص متنازعہ کی بذریعہ اوسکے غلط بیانی سچ یا جھوٹھہ کے ہوئی ہے اس بیان سے کہ مدعا علیہ نے مسوری مین اور دیگر مقامات مین تحقیقات انسداد کرنیکی بعد اور بعلم اس امر کے خریداری کی ہے کہ بہ نسبت استطاعت بنک کے شہرت ہے ۔

مقدمہ کی تجویز اس اصل تنقیح پر کہ آیا مدعا علیہ نے فریب یا جھوٹھہ بیان سے مدعی کو معاہدہ متنازعہ کے کرنیکی ترغیب دی تھی یا نہین اور تنقیح متعاون بہ نسبت اوس دادرسی کے کہ جسکا مدعی مستحق ہو سکتے ہوئی تھی ۔ عدالت مرافع اولی نے باوجود اس تجویز کے کہ مدعا علیہ بحیثیت ڈایرکٹر بنک بحیثیت امین بمقابلہ مدعی کے نہین تھا کہ جس سے اوسکی مقابلہ مین اوسپر صحیح حالت معاملات بنک کی ظاہر کر دینا لازم ہو یہہ تجویز کی کہ مدعا علیہ نے مدعی کو اوس سے حصص متنازعہ خرید کرنیکی لئے ترغیب دینے مین استعمال فریب کا کیا ہے ۔ چنانچہ عدالت نے مدعی کو ڈگری بابت جزو کثیر اوسکی دعوے کے عطا کی ہے ۔

مدعا علیہ نے ہایکورٹ مین اپیل کیا ہے ۔

اپیل مین یہہ تجویز ہوئی ہے کہ مدعا علیہ کے علم مین حصص متنازعہ اوس وقت
بیکارہ ہے جب اوس نے مدعی کے ہاتھہ اونکو فروخت کیا تہا اور بجانب دیگر مدعی یہہ
باور کرتا تہا کہ وہ معاملہ معقول کر رہا ہے۔ یہہ بہی تجویز ہوئی ہے کہ ڈایرکٹر کی وہی
حیثیت ہے جو کسی دوسرے شریک کمپنی کی بہ نسبت فروخت حصص کے ہوتی ہے
اور ایسے معاملے سے جیسا کہ یہہ معاملہ ہے مسئلہ خریدار ہوشیار باش کا متعلق ہے۔
بہ نسبت اصل غلط بیانات کے جنکو مدعی نے بطور باعث اپنی خریداری کے جسکی شکایت
ہے بیان کیا ہے یہہ تجویز ہوئی ہے کہ کوئی ایسی خلاف بیانی قابل اطمینان عدالت
کے ثابت نہین ہوئی ہے جس سے مدعی مستحق دادرسی کا نالش دغا مین ہو سکے یعنی
یہہ کہ اگرچہ مدعا علیہ مجرم خلاف بیانی کا ہو تاہم یہہ ثابت نہین ہوا ہے کہ غلط
بیانی مذکورہ باعث ہے جس سے مدعی کو ترغیب خریداری حصص متنازعہ کی
ہوئی ہے۔ چنانچہ عدالت نے اپیل ڈگری کیا لیکن حسب حالات مقدمہ بلا خرچہ۔

(بعد مباحثہ اور شہادت دربارہ وجود فریب یا غلط بیانی مدعا علیہ کے
تجاویز بنچ سماعت کنندہ اپیل مین ہر صورت سے بحث امر قانونی پیش کردہ رسپانڈنٹ
دربارہ اوس حیثیت کے جو ڈایرکٹر کو بمقابلہ ہر حصہ داران کے حاصل ہوتی ہے بحث
ہوئی ہے۔ تجاویز مذکورین سے صرف اوسیقدر کی یہان رپورٹ درج کیگئی ہے کہ جسقدر
مین امر اخر الذکر کی بحث ہے۔ منمولف)

السٹن منجانب اپیلانٹ کالون وڈلن منجانب رسپانڈنٹ

ناکس صاحب جسٹس۔ بروقت سماعت کے کچھہ عرصہ تک ہم پر مسٹر کالون
کی اس بحث کا بہت اثر رہا تہا کہ اسمقدمہ مین اپیلانٹ کو بمقابلہ رسپانڈنٹ کے
حیثیت معتمد الیہ کی حاصل ہے اور از روے ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۵۸ء کے اوسپر چند
فرایض قایم ہوئے ہین اور اپیلانٹ کو ایسی حیثیت حاصل ہے جس سے وہ اپنی خاص
فایدہ کا علم مختص حاصل کر سکتا تہا اور تحفظ فایدہ رسپانڈنٹ کا اوسپر لازم تہا لیکن
جب ہمکو وہ مقدمات دکہلائے گئے جن سے یہہ ثابت ہوا کہ ڈایرکٹر کو ایک خاص حیثیت
بمقابلہ کمپنی اور حصہ داران کے حاصل ہے جسکے بابت دیکھو مقدمہ گلبرٹ کا لا رپورٹ
چینسری جلد ۵ صفحہ ۵۵۹) مقدمہ گودر کا (لا رپورٹ ایکویٹی جلد ۵ صفحہ ۷۷) کوئی قیاس

مقدمہ ہمارے روبرو پیش نہین ہوا جسمین کبھی یہہ تجویز ہوئی ہو کہ کمپنی کے ڈایرکٹر کو کوئی ایسا تعلق بمقابلہ ہر خاص حصہ دار کے حاصل ہے - اور ہر صورت مین تعلق باہمی ڈایرکٹران اور حصہ داران کمپنی کا مسل کارندہ کے بمقابلہ اصل مالک کے ہوتا ہے اور نہ امین اور مامون لہم کا - مین تجویز کرتا ہون کہ اپیل منظور ہوگا اور منسوخی فیصلہ اور ڈگری عدالت ماتحت کے دعوے رسپانڈنٹ کا ڈسمس ہوگا حسب حالات مقدمہ کے مین حکم دیتا ہون کہ ہر فریق اپنا اپنا خرچہ ادا کرے -

ایکمین صاحب جسٹس - بہت سی بحث ہمارے روبرو اس امر کے ثابت کرنیکی نظر سے ہوئی تھی کہ مدعا علیہ کو بحیثیت ڈایرکٹر بنک کے حیثیت امینانہ بمقابلہ مدعی کے حاصل ہے اور اوسکا نقص سکوت بہ نسبت حالت بنک کے اسلئے کافی ہے کہ وہ ذمہ دار اوسکی نالش دغا مین قرار دیا جاوے اسکے نسبت مین خیال کرتا ہون کہ جو نتیجہ ذی علم جج ماتحت نے اخذ کیا ہے وہ صحیح ہے اور جس مقدمہ پر اونہون نے حوالہ دیا ہے یعنی گلبرٹ کا مقدمہ (لا ریورٹ چینسری جلد ۵ صفحہ ۵۵۹) ایک سند اوس راے کے لئے ہے جو اونہون نے قایم کی ہے -

مین اپیل منظور اور نالش مدعی کی ڈسمس کرونگا - لیکن بہ استعمال اوس اختیار امتیازی کے جو عدالت کو بہ نسبت بحث خرچہ کے حاصل ہے مین اپیلانٹ کو اوسکا خرچہ بابت عدالت ہذا اور عدالت ماتحت کے نہ دلاونگا کیونکہ اوسکا طریق عمل اگرچہ ایسا نہین تھا کہ جس سے وہ ذمہ دار نالش دغا مین قرار پاوے در اصل الزام سے مبرا نہین ہے حکم عدالت کا یہہ کہ اپیل ڈگری ہو اور نالش مدعی کی ڈسمس ہو - فریقین اپنا اپنا خرچہ بابت عدالت ہذا اور عدالت ماتحت کے ادا کرینگے -

---

جونپور   اپیل دوم نمبر ۹۲۰ سنہ ۱۸۹۳ء   منفصلہ ۳ اگست

نند کشور لال (مدعی) اپیلانٹ بنام احمد عطا و یکس دیگر (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان

اپیل دوم نمبر ۱۰۸۱ سنہ ۱۸۹۳ء

اسمولی بی بی و یکس دیگر (مدعیان) اپیلانٹان بنام احمد عطا و یکس دیگر (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان

اپیل دوم نمبر ۱۲۴۵ سنہ ۱۸۹۳ء

بھولی بی بی (مدعیہ) اپیلانٹ بنام احمد عطا و یکس دیگر (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان

بینامیدار - نالش منجانب بینامیدار بربناء استحقاق واسطے دخلیابی جایداد غیر منقولہ کے - استحقاق بینامیدار دربارہ ارجاع نالش کے خود اپنے نام سے -

بینامیدار جو دعویدار بازیافت جایداد غیر منقولہ کا بربناء استحقاق کے ہو خود اپنے نام سے دعوی دایر کرسکتا ہے اور جب ایسی نالش منجانب بینامیدار کے دایر ہو جاوے تو یہہ قرار پانا چاہئے کہ وہ برضامندی و منظوری مالکان کے دایر ہوئی تہی جسکے مقابلہ مین ہر فیصلہ مخالف استحقاق پیش شدہ کے بطور امر تجویز شدہ کے موثر ہوگا - پرسنو کمار راے چودہری بنام گور و چرن سین (ویکلی رپورٹر جلد ۳ صفحہ ۱۵۹) اور ہری گوبند ادہکاری بنام اکہی کمار موز مدار (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۳۶۴) سے اختلاف ہوا - فضیلن بی بی بنام عمدہ بی بی (ویکلی رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۴۶۹) اور مہر النسا بی بی بنام ہرچرن بوس (ویکلی رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۰) سے امتیاز ہوا - گوپی کرشن گوشائیں بنام گنگا پرشاد گوشائین (لارپورٹ اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۶ صفحہ ۵۳) کی توضیح ہوئی - رام بہروسے سنگہ بنام شب بشیر سنگہ (ویکلی رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۳۵۴) و گوپی ناتہ چوبے بنام بہگوت پرشاد (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۶۹۷) و شنگرا بنام کرشنان (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۲۶۷) پر حوالہ ہوا

واقعات استمقدمات کے برکٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

عبد المجید لعم پرشاد سندر لال مادہو پرشاد منجانب اپیلانٹان امیر الدین و غلام مجتبے منجانب رسپانڈنٹان	اپیل دوم نمبر ۲۰ ۱۸۹۳ء مین
عبد المجید منجانب اپیلانٹان امیر الدین و غلام مجتبی منجانب رسپانڈنٹان	اپیل دوم نمبر ۱۰۸۱ و اپیل دوم نمبر ۱۲۴۵ ۱۸۹۳ء مین

برکٹ صاحب جسٹس - یہہ اور دو اپیلہاے متعلقہ نمبری ۱۰۸۱ و ۱۲۴۵ ۱۸۹۳ء اپیل دوم بناراضی ڈگریات ضلع جج جونپور مشعر بحالی ڈگریات جج ماتحت جونپور مشعر ڈسمسی نالشات مدعیان کے ہین - واقعات مقدمات مذکور یہہ معلوم ہوتے ہین کہ ایک مسماۃ جوکہن بی بی مالک و قابض کل موضع دہنیامو کی تہی - مئی سنہ ۱۸۸۱ء مین اوس کے وفات پر اوسکا شوہر مدعا علیہ رسپانڈنٹ احمد عطا کل سولہ آنہ پر قابض

ہوگیا اور بطور مالک کے درج کاغذات ہوا - یہہ بیان ہوا ہے کہ مسماۃ جوکہن
بی بی کے وفات پر منجملہ اوسکے وارثان کے ایک وارث شیخ امیر علی تہا اور وہ ۸/۱
جایداد کا مستحق تہا - یہہ امیر علی اب فوت ہوگیا ہے - اور اوسکا بیٹا خواجہ محمد علی
اوسکا قایمقام ہے - اس خواجہ محمد علی نے ازروے تین بیعنامجات کے جنمین سے
ایک بابت حصہ ۴/۱ موسومہ مسماۃ مریم بی بی و امنولی بی بی مورخہ ۱۸۹۵ء اور
بہ نسبت حصہ ۲/۱ موسومہ مسماۃ بہولی بی بی مورخہ نومبر ۱۸۹۵ء اور بہ نسبت حصہ ۱/۱
موسومہ مدعی اپیلانٹ مقدمہ ہذا مند کشہر مورخہ ۱۸۹۵ء متضمن بیع حصہ ۷/۱
منجملہ ۸/۱ جسکا وہ دعوے حقیت بوراثت اپنے باپ امیر علی کے کرتا ہے معلوم ہوتے
ہین - بربنا ان دستاویزات کے تین نالشین دایر ہوئی ہین اور ڈسمس ہوئی ہین
دوران سماعت مین یہہ بیان ہوا تہا کہ ان تینون نالشون کے
مدعیان منجانب دیگر اشخاص کے بینامیدار ہین - عدالت ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے
کہ واقعہ یہی ہے اور وہ تجویز اپیل دوم مین ہمیر قابل پابندی ہے - یہہ کہنا
بہت آسان نہین ہے کہ وہ اصل وجہ کیا ہے جس کے بنا پر ذیعلم ضلع جج نے
فیصلہ عدالت مرافعہ اولی کو بحال کیا ہے - ذیعلم جج صاف اور صحیح طور پر یہ تجویز
کرتے ہین کہ بینامیدار اپنے نام سے نالش کرسکتا ہے - ظاہرا وہنون نے
نالشات مدعیان کی اس بنیاد پر بہی ڈسمس نہین کی ہین کہ وے از قسم شام پارٹی
کے ہین - اگرچہ وہ یہہ کہتے ہین کہ کوئی قانون تائیدی شام پارٹی کا ہندوستان
کے مفصل مین نہین ہے لیکن تاہم مین یہہ قیاس نہین کرسکتا ہون کہ قانون
اوس قسم کی شخص کو جسکو خوشبو معقول حقیت اور امکانی دعاوی کے ہے اجازت
اور ہمت اس بات کی دیتا ہے کہ وہ خود قابض دعاوی مذکور بعوض کسی خفیف
اور پوشیدہ بدل کے ہوجاوے اور بحیثیت مالک دعاوی مذکور سے وہ کاغذات
لکہلیوے جو مقدمہ بازی کے لئے ضروری ہین اور بعد نالشات بہ مقابلہ اشخاص
قابض اپنی راے سے دایر کرسکے - ان الفاظ سے بلاشبہ یہہ امر مشتبہ رہجاتا ہے
کہ آیا ضلع جج نے یہہ تجویز کی ہے کہ نالشات مذکور بوجہ ہونے من قبیل شام پارٹی
کے بیجا ہین - وہ یہہ بہی کہتے ہین کہ بیعنامجات اصلی نہین ہین اور بیعنامجات مذکور

فرضی اور شرمناک ہین - اونکی فیصلہ اور جج ماتحت کے فیصلہ کی رجحان سے جسکو اونہون نے اختیار کیاہے صاف ظاہر ہے کہ اونہون نے وہ راے اسوجہ سے قایم کی ہے کہ اونہون نے یہہ تجویز کیاہے کہ معاوضہ بیع مذکورکا جو واقعی فیمابین بایع اور مشتری کے دئے گئے ہین یا بہت ہی خفیف ہین - دو مقدمونمین ذیلعلم جج نے یہہ ثابت کیاہے کہ مبلغ ایک سو روپیہ دام فی مشتری نے بایع کو ادا کی ہین اور تیسرے مقدمہ مین بیعنامہ مین رسید معاوضہ بیع کی درج ہے اور معاہدہ مزید منجانب مشتری یہہ درج ہے کہ بایع کی مدد دربارہ بازیافت حصہ اوس نے اپنی ذمہ رکھی ہے ذیلعلم جج نے بہ نسبت اس اخیر دستاویز کے یہہ تجویز کی ہے کہ معاوضہ بیع کا ادا نہین ہوا ہے اور اونہون نے یہہ بھی تجویز کی ہے کہ مشتری نے مقدمہ مین بایع کی مدد نہین کی تھی - یہہ سمجھنا آسان نہین ہے کہ ان بحثون مین سے اول بحث فیمابین مدعی اور احمد عطا مدعاعلیہ کے کیونکر پیدا ہوتی ہے اور بایع کی اوسکے مقدمہ مین مدد نہ کرنا ایک معاملہ واسطے نالش خسارہ منجانب بایع کے ہے لیکن کوئی وجہ اس امر کے تجویز کرنیکی نہین ہے کہ بیعنامہ ناجایز یا فرضی یا شرمناک ہے اور نہ مدعاعلیہ کو ایسے عذر کے پیش کرنیکی اجازت دینے کی کوئی وجہ ہے -

مجھے معلوم ہوتاہے کہ ان مقدمون کے فیصلہ اخذ کرنے مین ذیلعلم ضلع جج نے دفعہ ۵۴ - ایکٹ انتقال جایداد کو نظر انداز کردیاہے - اوس دفعہ مین لفظ بیع کی تعریف یہہ ہوئی ہے - انتقال ملکیت کا بمبادلہ قیمت کے جو ادا کیجاے یاجسکے اداکا وعدہ کیا جاے یا جو جزءاً ادا کیجاے اور جزءاً موعود ہو - لہذا ان سب تینون مقدمون مین نتیجہ یہہ برآمد ہوتاہے جیساکہ مقدمہ شب لال بنام بھگوانداس (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۴) مین قاعدہ قرار پایاہے کہ عام اس سے کہ معاوضہ بیع مندرجہ بیعنامہ پورا ادا ہوگیاہے یا صرف جزءاً ادا ہواہے یا مطلق ادا نہین ہواہے بلکہ ادا ہونیکا وعدہ ہواہے اثر دستاویزات مذکور کا یہہ ہے کہ جو کچھہ حق دمرافق محمد علی بایع کا جایداد مین تھا جسکا منتقل ہونا ظاہر ہوتاہے وہ مشتری کے طرف منتقل ہوگیا اگر محمد علی حقدار مالک حصہ ۸ کاہے جسکو وہ اپنی حقیت بیان کرتاہے تو اوسکی ملکیت بہ نسبت حصہ منجملہ ۸ مذکور کے کامل طور پر مشتری کیطرف بذریعہ بیعنامہ مذکورہ بالا کے منتقل ہوگئی ہے -

ان اپیلون کے سماعت کے وقت مین کہہ سکتا ہون کوئی قوی کوشش دربارہ
تائید تجویز جج کے جو اسبارہ مین ہے نہین ہوئی تہی - جس امر کے طرف فریقین کے کونسلون
کی تقریر مایل تہی وہ یہہ ہے کہ آیا مشتریان چونکہ بنامیدار ہین اوس حیثیت سے مستحق
اپنے نام سے نالش دایر کرنیکے ہین یا نہین - جج نے دو مقدمون پر استدلال کرکے جنکا
مین آگے چلکر ذکر کرونگا یہہ تجویز کی ہے کہ وہ نالش دایر کرسکتے ہین - اس امر کے نسبت
مجھے یہہ کہنا دشوار ہے کہ کیونکر کوئی شخص بجز اصل مدعیان ان تینون مقدمات کے نالش
دایر کرسکتا ہے - وہی اور صرف وہی لوگ ایسے اشخاص ہین جنکو ملکیت قانون حاصل
ہوئی ہے - مجھے معلوم ہوتا ہے کہ صرف وہی لوگ ایسے شخص ہین جو احمد عطا مدعاعلیہ
سے یہہ کہنے کے مستحق ہین کہ ہمارا بایع اصل مالک حصہ ۸ ر اس موضع کا ہے اور اس نے
منجملہ اس ۸ ر کے ... ہمارے نام قانونًا منتقل کردے ہین لہذا ہم تجھسے کہتے ہین کہ ہمکو
قبضہ دیدیو - اور مجھے کوئی وجہ نہین نظر آتی ہے کہ کیونکر مدعاعلیہم کو یہہ موقع کہنے کا
ہے کہ مدعیان پابند کسی مخفی معاہدہ کے ہین جسکے روسے وہ کسی اور شخص کے نام جو کچھ فایدہ
اونکو اپنی نالش سے ہوگا منتقل کردینگے - اشخاص اخر الذکر یعنی وہ لوگ جنکے فایدہ کے لیے عدالت
ماتحت نے ان خریدارون کا ہونا تجویز کیا ہے نالش نہین کرسکتے ہین الا یہہ کہ بہ تقویت ان
معاملات کے اور بلا اشتمال ان بنامیدارون کے بطور مدعیان کے نالش نہین کرسکتے
ہین اگر بنامیداران مظہرہ استحقاق ماموں لہم مبنیہ سے انکار کرین تو مجھے کوئی وجہ نظر نہین
آتی ہے کہ کیونکر ماموں لہم مذکور کبہی نالش کرسکتے ہین - امر نزاعی فیما بین بنامیداران
اور ماموں لہم مظہرہ کے ایسا امر نہین ہے جسکا فیصلہ اوس نالش مین ہوسکے جو درمیان
خریدار اور مدعا علیہ کے ہے جو بیجا قابض ہے بلکہ وہ امر اوس نالش مین زیر تنقیح ہوگا جو منجانب
ماموں لہم مظہرہ بنام بنامیدار کے ہو بشرطیکہ شخص اخر الذکر جایداد کے ڈگری حاصل کرنے مین
کامیاب ہوا اور ماموں لہم کو جایداد مذکور حوالہ کردینے سے انکار کرے - منجانب رسپانڈنٹ
کے بڑا استدلال مقدمہ ہری گوبند ادہکاری بنام اکہی کمار موز مدار (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۴) پر ہوا تہا - وہ مقدمہ قطعًا اونکی مفید ہے کیونکہ بوسعت
اوسمین یہہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ نالشات بازیافت اراضی بر بناء استحقاق کے
صورت مین بنامیدار مستحق قایم رکہنے نالش کا نہین ہے - بطور سند اس مسئلہ کے

مقدمہ متذکرہ بالا مین مقدمہ پریوی کونسل گوپی کرشن گوشامین بنام گنگا پرشاد گوشامین (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۶ صفحہ ۵۳) کا حوالہ دیا گیا ہے۔ مقدمہ اخرالذکر پڑھنیا غور کرنے سے مین اوسکو سند اس مسئلہ کی نہین سمجھتا ہون کہ نالش بازیافت اراضی بربناے استحقاق کی صورت مین بنامیدار مستحق قایم رکھنے نالش کا نہین ہے۔ اوس مقدمہ مین کوئی بحث اوس قسم کی حکام ممدوح کی روبرو نہین تھی اور نہ حکام ممدوح کے فیصلہ مین کسی ایسے امر کی تجویز ہوئی ہے۔ لیکن چونکہ یہہ ایک مقدمہ او مقدمات سابقہ مین سے تھا جسمین نوعیت اور تاثیرون متعلقہ معاملات بنامی کی حکام ممدوح کے روبرو پیش ہوئی تھی حکام ممدوح نے بغرض توضیح نوعیت معاملات بنامی و بغرض دکھلانے اس امر کے کہ ایسے معاملات تسلیم ہوتے ہین اور سپریم کورٹ کلکتہ نے اونپر فیصلے کئے ہین اور نہ کسی اور غرض سے چند انتخابات فیصلجات مسٹر جسٹس ہاید صاحب اور سر اڈورڈ رین صاحب پڑھا گیا ہے۔

ان انتخابات مین سے اول انتخاب سے جیسا کہ مین اوسکو سمجھتا ہون یہہ ثابت ہوتا ہے کہ محض ذاتی مطالبات مین قاعدہ یہہ تھا کہ بنامیدار کو اپنے نام سے نالش کرنا چاہئے لیکن بہت سے مقدمات مین مدعی نے بربناے اون لوگون کے جو اوس کے نام نہین تھین بلکہ کسی دوسرون کے نام تھین یہہ شہادت دیکر وصول کیا ہے کہ معاملہ دراصل اوسی کا ہے بہ نسبت جایداد غیر منقولہ کے اوس انتخاب مین یہہ بیان ہے لیکن یہہ دونون طریقون مین روا نہین رکھا جاسکتا ہے نزاع اراضی کی صورت مین اون کے فیصلے عدالت سے بدون اختلاف کرنیکے (لفظ طریقون کے بعد انتخاب مذکور مین جو سیمی کولن (Semi colon) ہے وہ ظاہرا چھاپے کی غلط ہے) میری راے مین الفاظ اخرالذکر (یہہ مانکر کہ اونکی کچھہ سند ہے) سے تایید قاعدہ قرار یافتہ جلد ۱۶ کلکتہ صفحہ ۳۶۴) کی نہین ہوتی ہے۔ برعکس اسکے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اون سے ایک قطعا مخالف نتیجہ ظاہر ہوتا ہے اور اون سے یہہ مراد ہے کہ اگرچہ محض ذاتی معاملات مین عملدرآمد یہہ تھا ہے کہ نالش منجانب ماموں لہہ کے دایر ہو جا بجاے اسکے کہ وہ شخص نالش دایر کرے جسکے نام نوٹ ہے لیکن ایسا عملدرآمد جایداد غیر منقولہ کے صورت مین روا نہین رکھا جاسکتا ہے میرے ذہن مین یہہ مخالفت جو ان الفاظ مین کہ یہہ دونون طریقون مین [illegible]

نہین رکہا جا سکتا ہے شامل ہے وہ کسی دوسرے لتعبیر سے پورے طور پر موثر نہین ہو سکتی ہے - مین تجویز کرتا ہون کہ اون الفاظ سے صاف طور پر ایک اختلاف اوس عملدرآمد مین جو نزاعات اراضی کے صورتون کے لئے ہے اور اوس عملدرآمد مین جو کہ ذاتی مطالبات کے صورت کا ہے ظاہر ہوتا ہے - اخرالذکر قسم کی صورتون مین مولت کو بہت مقدمات مین نالش کرنیکی اجازت دی گئی ہے لیکن صورت اول الذکر مین مین قبول کرتا ہون کہ سخت قاعدہ یہہ تہا کہ جو شخص قابض استحقاق جایداد متنازعہ کا ہو وہی وہ شخص ہے جسکو نالش کرنا چاہئے اور نہ وہ اشخاص ہین کہ جنکی طرف سے وہ بینامی قابض ہے -

بہ نسبت اوس مقدمہ کے جو سر ایڈورڈ درین صاحب کے وقت کا ہے مین کوئی قاعدہ اوس سے اخذ نہین کر سکتا ہون معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک نالش ہمیعہ انکو [illegible] سوپریم کورٹ سابق کے تہی جسکے نوعیت کا بیان نہین ہے اور نہ اس سے زیادہ اوس سے دریافت ہو سکتا ہے کہ مدعیان نے کسی قسم کا حساب طلب کیا تہا اور عدالت نے اوس سے انکار کیا تہا ظاہرا اسوجہ سے کہ وے بینامیدار تہے اور حسب متذکرہ بالا ان انتخابات پر غور کرنے مین یہہ امر ذہن نشین رکہنا چاہئے کہ وہ اجزا فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل کے نہین ہین اور حکام ممدوح نے محض واسطے غرض [illegible] کے اونپر حوالہ کیا ہے - مقدمہ مندرجہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۴۳۴ [illegible] حوالہ مقدمہ پرسنو کمار راے چودہری بنام گوروچرن سین دویکلی رپورٹ جلد [illegible] ۱۵۹ کا بطور سند اس مسئلہ کے ہے کہ بینامیدار نالش بازیافت اراضی کے استحقاق نہین کر سکتا ہے لیکن بعد ملاحظہ اوس مقدمہ کے مجہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقدمہ کسی مقدمہ رپورٹ شدہ کے سند پر مبنی نہین ہے فی الحقیقت اون ذیعلم ججون نے جنہون نے اوسکا فیصلہ کیا ہے یہہ کہا ہے - اس امر کے نسبت کوئی تعلیم صریحی نہین ہے لیکن ہم راے بالا پر جو موافق عدل اور مصلحت مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے مایل ہین اور معزی الیہم چند نامناسب نتایج بتلاے ہین جنکو وہ [illegible] پیدا ہون گے بشرطیکہ بینامیدار کو نالش کرنے کی اجازت دیجائے گی -

مقدمہ فضیلان بی بی بنام عمدہ بی بی دویکلی رپورٹ جلد [illegible]

بھی حوالہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۷ صفحہ ۳۴۶ مین ہے وہ ایک وکیل کا مقدمہ ہی جسنے اپنی وہ ان تقرری بحیثیت وکیل مین کچھہ جایداد اپنی موکل سے خرید کی تھی اور اپنی نام ناسب اور خلاف پیشہ کے طریق عمل کو مخفی رکھنے کے نظر سے انتقال نامہ بینامی اپنی داماد کے نام سے لکھایا تھا۔ عدالت سے تجویز ہوئی تھی کہ داماد نالش نہین کرسکتا ہے۔ اسبخیال اس امر کے وکیل اپنی داماد کے پردہ مین اپنی موکل سے وہ فایدہ اوٹھانیکی کوشش کرتا تھا جو قانوناً ممنوع تھا یہہ سمجھنا مشکل ہے کہ عدالت کیونکر کوئی دوسری طرح فیصلہ کرسکتی تھی۔ مقدمہ بالکل ایک خاص قسم کا ہی اور مین اوسکو بطور سند واسطے بحث عام کے تصور نہین کرسکتا ہون۔

اوسی جلد سے ایک دوسرا مقدمہ یعنی مقدمہ مہرانسا بی بی بنام ہرچرن بوس (ویکلی رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۰) کا حوالہ ذیعلم کونسل اپیلانٹ نے ان اپیلون کے سماعت کے وقت دیا تھا۔ یہہ مقدمہ بھی ایک خاص حالت و اوضاع پر مبنی ہے۔ اوسمین ایک اسامی نے جسنے چند مواخذات اپنی جایداد مقبوضہ پر پیدا کیے تھے اوسکو بعلت بقایا کے نیلام ہوجانے دیا اور نیلام مین ایک بینامیدار کے نام سے خرید کرلیا شخص آخر الذکر نے اوس جایداد کو اون کل مواخذات سے جو اصل اسامی نے پیدا کیے تھے مبرا حاصل کرنا چاہا تھا۔ یہہ بہت مناسب طور پر یہہ تجویز ہوئی تھی کہ وہ اسامی خود اپنی فعل بیجا سے فایدہ نہین اوٹھا سکتا ہی اور بینامیدار وہ نالش قایم نہین رکھہ سکتا ہی۔ مقدمہ رام بہروسے سنگہ بنام بشیشر سنگہ متہا (ویکلی رپورٹ جلد ۱۸ صفحہ ۳۸۴) مین مقدمہ مندرجہ ویکلی رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۹ پر مباحثہ ہوا تھا اور اگرچہ واقعی طور پر اوس سے اختلاف نہین ہوا تھا تاہم اوسکی تقلید نہین ہوئی تھی یا بدرجہ اقل یہہ تجویز ہوئی تھی کہ جو مقدمہ اوسوقت زیر مباحثہ تھا وہ اوسکا محکوم نہین مقدمہ آخر الذکر مین مدعی بذریعہ مقرری اور ایک بینامیہ کے قابض استحقاق ظاہری کا تھا اور اوس شخص کو جو بازیافت کا ملکی ہی اوسکو وہ بیان تحقق تھا کہ اوسکی دستاویزات حقیت مین شامل ہے کیا تھا۔ مدعاعلیہ نے یہہ اعتراض کیا تھا کہ مدعی صرف [illegible] کا مجاز [illegible] نالش کرنیکا نہین ہے عدالت نے یہہ تجویز کی تھی کہ استحقاق ظاہری پیش کرکے مدعی [illegible] کافی ہے کہ وہ نالش کرسکے اور اس قسم کی نالش مین مدعاعلیہ کو یہہ حجت پیش کرنیکا اختیار نہین ہے کہ اصل مالک جایداد کا ہی کیونکہ کوئی اور شخص اصل مالک ہے۔ عدالت کی یہہ بھی تجویز قرار پائی تھی کہ جن دقتون کا ایما مقدمہ مندرجہ ویکلی رپورٹ جلد ۱۳ مین ہوا ہی وہ سب بلا تجویز اس امر کے رفع ہوسکتی ہین کہ جو شخص نالش جایز کرتا ہی اور بادی النظری استحقاق رکھتا ہی اوسکو یہہ ثابت کرنا لازم ہی کہ وہ اصل مالک ہی۔ یہہ مقدمہ بالکل ہر چہار پہلو سے مشابہ ان اپیلون کے ہی۔ اون اپیلون مین مدعی اپیلانٹ بادی النظری استحقاق قانونی رکھتا ہی اور حسب عبارت فیصلہ محولہ بالا کے مین خیال کرتا ہون کہ رسپانڈنٹان کو یہہ بحث پیش کرنیکا اختیار نہین ہے کہ وہ مدعیان صرف برائے نام مالک

جایداد کے ہین کیونکہ کوئی دوسرا شخص اصل مالک ہے۔

مقدمہ گوپی ناتھ چوبے بنام بہگوت پرشاد (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۶۹۷ لغایت صفحہ ۷۰۵) مین یہہ حجت نہین ہوئی تہی کہ بینامیدار اپنی نام سے نالش نہین کرسکتا ہی بلکہ برعکس اسکے یہہ مسلمہ تہا کہ وہ ایسا کرسکتا ہی اور بوجہ موجود نہونے شہادت مخالف کی بینامیدار کی نالش کی صورت مین یہہ قیاس ہونا چاہیے کہ وہ نالش باختیار کامل منجانب مالک ماموں لہ کے دایر ہوئی ہے اور جو فیصلہ ہوگا وہ اثر امر تجویز شدہ کا بمقابلہ اصل مالک کے رکہیگا۔ اسی مضمون سے فیصلہ ہائیکورٹ مدراس کا مقدمہ شنگرا بنام کرشنان (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۲۶۷) ہے۔

مقدمات محولہ بالا سے مین یہہ تجویز نہین کرسکتا ہون کہ کوئی قاعدہ جسکی تائید مقدمہ سے ہوتی ہیہ اس مضمون سے موجود ہے کہ بینامیدار اپنی نام سے نالش بازیافت جایداد غیر منقولہ برنا استحقاق نہین کرسکتا ہے۔ میری باستحکام یہہ رائے ہے کہ ایسی نالش قابل رودار رہے جانیکے ہے اور جب بینامیدار کیطرف سے نالش دایر ہوجاوے تو یہہ تجویز ہونی چاہیے کہ وہ برضامندی اور منظوری ماموں لہ کے دایر ہوئی ہے اور جس کے مقابلہ مین فیصلہ مخالف استحقاق پیش شدہ کے اثر امر تجویز شدہ کا رکہیگا۔

لہذا مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ یہہ تینون نالشات اسوجہ سے بیجا نہین ہین کہ وہ اون اشخاص کیطرف سے دایر ہوئی ہین جو بینامیدار تجویز ہوے ہین۔ صرف یہی وہ بحث ہے کہ جسپر کوشش اہم واسطے تائید حکم ڈسمسی نالشات عدالتہاے ماتحت کے ہوی تہی۔

لہذا مین ڈگری مشعر ڈسمسی نالشات کو منسوخ کرتا ہون اور چونکہ فیصلہ نالشات کا اس امر ابتدائی پر کہ وے قابل پذیرائی کے نہین ہین اور بلا تجویز روداد کی نسبت استحقاق بایع محمد علی کے ہوا تہا مین تینون مقدمون کو بذریعہ ضلع جج کے عدالت مرافعہ اولی مین بدین ہدایات واپس کرونگا کہ اونکو فہرست مقدمات متدایرہ مین پہر قایم کرین اور اونکا فیصلہ روداد کی مطابق قانون کے کرین۔ مین یہہ بہی حکم دیتا ہون کہ خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

بلیر صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

علیگڈہ نگرانی فوجداری نمبر ۳۱۴ سنہ ۱۸۹۵ء منفصلہ ۳ جولائی

صفحہ ۳ انگریزی

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بہولا

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۳۳۷ - وعدہ معافی کا شریک جرم سے - معافی کا مسترد ہونا اور شریک جرم کی تجویز حاکم مجاز مسترد کرنے معافی کا -

ایک مجسٹریٹ درجہ اول نے جو جرم قتل عمد کی تحقیقات کر رہا تھا وعدہ معافی شرطیہ ایک شخص بہولا سے کیا جس کے نسبت کہا جاتا ہے کہ جرم قتل عمد مین شریک تھا اور اوسکو بطور گواہ کے عدالت سشن میں بھیجا۔ عدالت سشن مین بہولا کی شہادت جہوٹہی سمجھی گئی۔ بعد اوس تجویز کے مجسٹریٹ ضلع نے اوس معافی کو جسکا وعدہ بہولا سے کیا گیا تہا مسترد کر دیا اور واسطے تجویز کے اوسکو عدالت سشن مین سپرد کیا۔ تجویز ہوئی کہ یہہ سپردگی بیجا نہی کیونکہ بعد ختم ہو جانے تجویز کے مجسٹریٹ ضلع کو اختیار معافی کے مسترد کرنیکا حاصل نتہا۔

واقعات اسمقدمہ کے دونون فیصلون مین سے ہر ایک مین کافی طور پر درج ہین

بلیر صاحب جسٹس - یہہ استعواب منجانب قائمقام سشن جج علیگڈہ کے باین ایما ہی کہ ہم بموجب احکام دفعہ ۲۱۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے حکم سپردگی مصدرہ مجسٹریٹ ضلع نسبت اوس شخص کے منسوخ کر دین جسکا اظہار اوسوقت تک بروقت سماعت جرم بمقابلہ دیگر اشخاص کے قلمبند ہوا تہا کیونکہ وہ شریک جرم تہا اور اوس سے وعدہ معافی شرطیہ کا کیا گیا تہا اور اوس نے اوسکو قبول کیا تہا۔

۲۴ دسمبر ۱۸۹۴ء کو یا قریب اوسکے ایک مجسٹریٹ درجہ اول نے جو اوسوقت جرم قتل عمد کی تحقیقات بمقابلہ بہت سے شخصون کے کر رہا تہا ایک شخص بہولا کے ساتھہ جو شریک جرم معلوم ہوتا تہا وعدہ معافی شرطیہ کا کیا تہا۔ وہ وعدہ قبول کیا گیا تہا بہولا کا اظہار گواہانہ قلمبند ہوا تہا اور بطور گواہ کے عدالت سشن مین بہیجا گیا تہا۔ سشن جج نے بہولا کا اظہار اوس جرم کے بابت قلمبند کیا جو اوسوقت اونکی روبرو پیش تہا اور اپنی فیصلہ مین بہت مستحکم رایہ نسبت جہوٹہائی اوس قصہ کے ظاہر کی جو بہولا نے بیان کیا تہا۔ الفاظ مستعملہ مشارالیہ یہہ ہین - مین بہولا کی داستان کو بطور قطعا نا معتبر اور جہوٹہہ کے نا منظور کرتا ہون بعد فیصلہ بعد ذیلم جج رو کے گئے - میری رایہ مین یہہ امر اونکے تجویز اختیار مین تہا کہ بحیثیت اوس جج کے

جبکہ گواہ کی سماعت اور مقدمہ کی تجویز کی تھی اور بہ نسبت اس امر کے رائے قائم کرنیکے بعد کہ آیا
جو شرط معافی کے ساتھہ قایم کی گئی تھی اوسکی تعمیل ہوئی ہے یا نہین اوس معافی کو مسترد کر دیوے
میری یہہ رائے ہے کہ جب معاملہ مجسٹریٹ کے روبرو تھا تو چونکہ اونکو گواہ کی سماعت کا اور اس
رائے کے قایم کرنیکا موقع حاصل تھا کہ آیا جو شرط اوس معافی پر قایم تھی جو اونھون نے دی تھی اوسکی
تعمیل ہوئی ہے یا نہین جب تک معاملہ اونکے اختیار مین تھا یعنی قبل تجویز اشخاص ملزمان کے
وہ بھی اوس معافی کو مسترد کر سکتے تھے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ ہائیکورٹ کے وہی حاکم
ہین جو اوس معافی کو مسترد کر سکتے ہین - مجموعہ ضابطہ فوجداری مین کوئی مضمون بدین حکم
نہین ہے کہ باضابطہ اور باقاعدہ حکم استرداد کا مسل مین شامل کیا جاوے لیکن مین خیال کرتا
ہون کہ ایکٹ مذکور کا مقصود ایسے حکم سے دست برداری کا ہے اور بلحاظ عظمت وعدہ
معافی اور باضابطہ اندراج وعدہ معافی کے مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ حکم استرداد ایسے معافی
کا بجز بذریعہ صاف و صریح فیصلہ عدالت کے کسی اور طرح موثر کیا جا سکے -

فقرہ دوم دفعہ ۳۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری (سنہ ۱۸۸۲ء) حسب عبارت ذیل ہے
بیان جو کسی ایسے شخص نے کیا ہو جس نے وعدہ معافی کا قبول کیا ہے اوسکی خلاف شہادت
مین پیش کیا جا سکتا ہے جب کہ وعدہ معافی کا اس دفعہ کے بموجب مسترد کر لیا گیا ہو - جز اولین
دفعہ مذکور مین یہہ حکم ہے کہ شرائط وعدہ معافی کی نہ تعمیل کرنیسے وہ شخص جو اسطرح پر قابل ہو سکتا ہے
تجویز اوس جرم کے ہو جاتا ہے جس کے نسبت بطور شریک جرم کے وہ بطور شہادت سرکار کے قبول کیا گیا
دوسرے فقرہ مین یہہ حکم ہے کہ بیان جو اوس نے کیا ہے وہ بطور شہادت کے اوسکے
مقابلہ مین استعمال مین لایا جا سکتا ہے جب کہ معافی اس دفعہ کی بموجب مسترد کر لیجاوے - اس
طرح سے معلوم ہوتا ہے کہ استرداد معافی شرط مقدم در بارہ مقبولی شہادت گواہ سرکار کے خلاف
خود اوس کے رکھی گئی ہے - مین یہہ باور نہین کر سکتا ہون کہ واضعان قوانین کا یہہ منشا تھا کہ کسی
محض قیاسی استرداد سے شرائط قانون کی تعمیل ہو جاویگی -

اسمقدمہ مین مجسٹریٹ ضلع نے بھولا کو اپنی تجویز بعلت اوس جرم کے کرانیکا حکم دیا
ہے جسکا الزام اوسپر لگایا گیا تھا لیکن کوئی حکم استرداد معافی کا بطور امر ابتدائی حکم مذکور کے
نہین ہے - فی الحقیقت ہماری رائے مین مجسٹریٹ ضلع کو اختیار مسترد کرنے اوس معافی کا
حاصل نہین ہے جو مجسٹریٹ درجہ اول نے عطا کی تھی - دفعہ ۱۱۲ ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۱ء مین بھی

قایمقام دفعہ ۳۳۹۔ ایکٹ حال (ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء) ہی صراحتاً اون عدالتون کی جو معافی کو
موثراً مسترد کر سکتے تہین بدین الفاظ ہوئی تہی۔ اگر عدالت سشن کو بروقت تجویز یا عدالت صدر
کو بمنصب عدالت نگرانی کے یہہ دریافت ہو کہ کسی شخص نے جسنے وعدہ معافی کو قبول کیا تہا
تعمیل اون شرایط کی جن کے مطابق وعدہ معافی کا کیا گیا تہا خواہ دیدہ و دانستہ
کسی ضروری امر کے پوشیدہ رکہنے یا جہوٹہی شہادت یا اطلاع دینے کے ذریعہ سے نہین کی ہی تو عدالت موصوف
مجاز یہہ حکم صادر کرنے کی ہے کہ شخص مذکور واسطے تجویز اوس جرم کے دورہ سپرد کیا جاوے جسکی
بابت اوس سے وعدہ معافی کا کیا گیا تہا اوس دفعہ مین کوئی ذکر استرداد معافی کا بطور ایک جزو کارروائی
کے نہین ہے۔ مضمون دفعہ ۳۳۹۔ ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء حسب عبارت ذیل ہے۔ جب معافی حسب
دفعات ۳۳۷ یا ۳۳۸ موعود کی گئی ہو اگر مجسٹریٹ کو قبل تجویز یا عدالت سشن کو قبل صدور فیصلہ
یا حکام عدالت ہایکورٹ کو اوس منصب سے کہ مقدمات انکی حضور مین استغاثہ بہیجے جاتے ہین
یا اونکو مقدمات مین نگرانی کرنیکا اختیار ہے یہہ دریافت ہو کہ جس شخص نے معافی قبول کی
ہے وہ اون شرایط کی تعمیل مین قاصر رہا ہے جنکے مطابق معافی دی گئی تہی اس طرح پر
کہ یا تو اوس نے کسی امر ضروری کو دیدہ و دانستہ مخفی رکہا یا جہوٹی گواہی دی تو مجسٹریٹ
یا عدالت موصوفہ کو اختیار ہوگا کہ شخص مذکور کو اوس جرم کے علت مین سپرد دورہ کرے
یا سپرد دورہ کیےجانیکا حکم دے جس کے نسبت عفو کا وعدہ کیا گیا تہا۔ بیان ہر شخص کا
جسکے ساتہہ معافی کا وعدہ کیا گیا ہو کسی حالت مین کہ وہ معافی حسب دفعہ ہذا مسترد کیجاوے
جایز ہے کہ اوس شخص کے خلاف یعنی اوس کے جرم کی شہادت مین داخل کیا جاسکے۔

لہذا جس مجسٹریٹ نے ابتداً وعدہ معافی کا کیا ہو اوسکو اختیار مسترد کرنے
اوس معافی کا حاصل نہین ہے بجز اسکے کہ قبل تجویز کے کرے۔ یہان اصل مرتبہ ہم نوبت
استرداد کی پاتے ہین جو ایکٹ حال مین بہی جائز ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ واضعان قوانین نے صراحتاً اون ضوابط کو منضبط نہین کیا ہے
جو حکم استرداد معافی سے متعلق ہون اور اون حاکمون کی صراحت کرنا بہی ترک کیا جو معافی
کو مسترد کر سکتے ہین۔

ہمکو اس امر کے باور کرنیکی کوئی وجہ نظر نہین آتی ہے کہ کوئی ایسا ارادہ تہا کہ اختیار
استرداد معافی کو بجز اون حاکمون کے جو کسی مقدمہ مین تحقیقات یا تجویز کی غرض سے [illegible]

یا ہائیکورٹ کے اور حاکمون تک وسعت دیجاوے اور نہ یہہ تجویز کرنیکی کوئی وجہ نظر آتی ہے کہ ایسا حکم استرداد کا بجز ضروری باضابطہ نوبت کسی کارروائی کے تہے - پس بدین وجوہ اول مجسٹریٹ ضلع کو اختیار مسترد کرنے معافی کا نہین ہے اور یہہ کہ استرداد جایز نہین ہوا ہے مین حکم سپردگی کو منسوخ کرتا ہون -

ایکمین صاحب جسٹس - مین اپنی بہائی بلیر صاحب سے اس امر کے خیال کرنےمین اتفاق کرتا ہون کہ حکم سپردگی بہولا کا منسوخ کیا جاوے - مقدمہ کے واقعات حسب ذیل ہین -

ایک مجسٹریٹ درجہ اول جرم قتل عمد کی تحقیقات کر رہا تہا - دوران تحقیقات مین اوسنے بموجب احکام دفعہ ۳۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے بہولا سے جو شریک جرم قتل عمد قیاس کیا جاتا تہا وعدہ معافی کا کیا - وہ وعدہ قبول کیا گیا تہا - بہولا کا اظہار گواہانہ مجسٹریٹ نے قلمبند کیا اور بطور گواہ کے عدالت سشن مین بہیجا - اوسنے اپنی شہادت تجویز کے وقت ادا کی - اوس شہادت کو سشن جج نے قطعاً نامعتبر اور جہوٹا تصور کیا - لیکن ذیعلم جج نے شہادت مذکورہ کی یہہ شکل قایم کر کے خود قناعت کی اور کوئی کارروائی بہولا کے مقابلہ مین نہین کی -

یہہ معاملہ مجسٹریٹ ضلع کے علم مین آیا اور یہہ وہ مجسٹریٹ نہین ہین جسنے وعدہ معافی کا کیا تہا - مجسٹریٹ ضلع نے یہہ خیال کر کے کہ بہولا نے خلاف ورزی اون شرائط کی کی ہے جنکے مطابق اوس سے وعدہ معافی کا کیا گیا تہا یہہ حکم صادر کیا کہ بہولا واسطے تجویز جرم شریک ہونے قتل عمد کے جسکی بابت وہ گواہ سرکار مقرر دیا گیا تہا عدالت سشن کے سپرد کیا جاوے - چنانچہ وہ سپرد ہوا ہے - یہہ وہی حکم سپردگی کا ہے جسکے منسوخ کرنیکی درخواست ہمسے سشن جج نے کی ہے -

اس حکم سپردگی پر دو اعتراض وارد ہوتے ہین جب بہولا نے وعدہ معافی کا پایا اور قبول کیا تو وہ جیسا کہ اسٹریٹ صاحب جسٹس نے بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گنگا چرن (انڈین لار پورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۷۹ لغایت صفحہ ۹۰) بتلایا ہے ملزم نہین رہا اور گواہ ہوگیا - جب تک یہہ معافی باضابطہ مسترد نہ کیجاوے وہ مستغاثہ فوجداری مین جو بعلت اوس جرم کے ہو جسکی بابت معافی دیگئی تہی اس معافی کے عذر کرنیکا مستحق

ہے - معافی اوسیقدر ضابطہ کے ساتہہ مسترد ہونی چاہئے کہ جسقدر باضابطہ اوسکا وعدہ
کیا گیا تہا - حکم استرداد معافی کا باضابطہ قلمبند ہونا چاہئے اور محض اوس کارروائی سے
قیاس کرنیکو تجویز دینا چاہیے کہ جو گواہ سرکار مذکور کے مقابلہ مین کیجاوے - اسمقدمہ
مین کوئی باضابطہ حکم استرداد کا مسل مین شامل نہین ہے - مجموعہ ہائے سابق یعنی ۱۸۶۱ء او
۱۸۷۲ء مین صراحتہً اون عدالتون کی ہتی جو مقدمہ بنام گواہ سرکار بعلت اوس جرم کے
دایر کر سکتی ہہین جس کے بابت اوس نے وعدہ معافی کا پایا تہا - مجموعہ حال مین ایسی کوئی
صراحت نہین معلوم ہوتی ہے - مین نہین جانتا ہون کہ اسکی وجہ کیا ہے - لیکن مین
خیال کرتا ہون کہ صرف اوسی عدالت کو جس نے عدالتاً گواہ سرکار مذکور کی شہادت
پر غور کیا ہے اختیار معافی کے مسترد کرنیکا اور یہہ حکم دینے کا حاصل ہے کہ گواہ سرکار مذکور
پر مقدمہ فوجداری بعلت اوس جرم کے قایم کیا جاوے جس کے بابت اوس سے وعدہ
معافی کا کیا گیا تہا - باعتبار اس راے کے اختیار اوس عدالت پر جس نے وعدہ معافی کا
کیا تہا اور اوس عدالت پر جس نے جرم کی تجویز کی ہتی اور عدالت ہذا پر بمنصب عدالت
استصواب یا نگرانی کے محدود ہے - اگر وہ عدالت جس نے وعدہ معافی کا کیا مجسٹریٹ
درجہ اول ہے تو مین خیال کرتا ہون کہ اگر اختیار مذکور کا استعمال کبہی ہو تو قبل شروع
ہونے تجویز عدالت سشن کے ہونا چاہئے -

اسمقدمہ مین مجسٹریٹ ضلع جو وہ مجسٹریٹ نہین ہین جس نے وعدہ معافی کا کیا
تہا وہ حاکم ہین جنہون نے مقدمہ دایر کرایا ہے - اسوجہ سے اور نیز اسوجہ سے کہ معافی
باضابطہ مسترد نہین ہوئی ہے مین خیال کرتا ہون کہ حکم سپردگی بیجا ہے اور منسوخ ہونا چاہئے

غازیپور — اپیل فرمان شاہی نمبر ۴۸ ۱۸۹۴ء — منفصلہ ۲ اگست

ہرچرن سنگہ (مدعی) اپیلانٹ بنام ہرشنکر سنگہ وغیرہم (مدعاعلیہم) رسپانڈنٹان

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳ - امر تجویز شدہ - عدالت باختیار سماعت
مجاز تجویز کرنے ایسے تنقیح کے جو نالش مابعد مین پیدا ہو - ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء (ایکٹ
مالگذاری اراضی ممالک مغربی وشمالی) دفعات ۱۱۳ و ۱۱۴ -

جس صورت مین عدالت مال نے دفعہ ۱۱۳ ایکٹ نمبر ۱۹ ۱۸۷۳ء پر عمل

کرکے کسی امر حقیت یا حق مالکانہ کی تجویز کردی ہو تو ایسا فیصلہ چونکہ فیصلہ عدالت دیوانی ذی اختیار مرافع اولی کا ہے نالش دیوانی مابعد مین جس مین اوسی امر کی مخاصمت کی جاتی ہو بطور امر تجویز شدہ کے عمل پذیر ہوگا۔

واقعات اس مقدمہ کے ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ مین پورے طور پر درج ہین۔

غلام مجتبی منجانب اپیلانٹ کالندی جوالا پرشاد و گوبند پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

ناکس صاحب جسٹس۔ اپیلانٹ عدالت ہذا عدالت مرافع اولی مین مدعی تہا اوس نے اپنی عرضی نالش مین درخواست دلاپانے دخل مالکانہ بحیثیت زمیندار حصہ ۲ / ہ پائی واقع مواضعات آم گہاٹ درہ پولپور و رام پور اور سیہان اور حصہ ۵ / ۵ پائی ان مواضعات پچھوہا اور جہدوئی کے کی تہی۔ اوس نے یہہ بیان کیا تہا کہ مورثان رسپانڈنٹان کو کل جایداد موسومہ بالا پر بطور مرتہنان منفعتی بعوض اوس روپیہ کے جو اونکی مورث بہیا ارجن سنگہ نے مدعی کو قرض دیا تہا دخل دیدیا گیا تہا۔ اوس نے یہہ بہی بیان کیا تہا کہ جو روپیہ اس طرح پر قرض دیا گیا تہا وہ معہ کل سود کے جو اوس کے بابت واجب ہوا ہو منافع جایداد مرہونہ سے پورا پورا ادا ہوگیا ہے اور اس لئے اپنی عرضی نالش مین استدعا لیجانے حساب کی اور صدور ڈگری زر واصلات کی جو واجب ہو زیادہ کی ہے۔ لیکن اگر عدالت کی یہہ راے قرار پاوے کہ کچہہ روپیہ ابتک مدعی سے واجب الادا ہے تو اوس نے یہہ استدعا کی ہے کہ حکم انفکاک رہن کا مشروط بدین شرط صادر ہو کہ مدعی وہ روپیہ ادا کر دے۔

جوابدہی رسپانڈنٹان کی اس مضمون سے تہی کہ بعد انقضاے میعاد متذکرہ رہنامجات کے کہ جو تاریخ ادا ہونے قرضہ کی تہی مورث رسپانڈنٹان نے درخواست بیعیات کی گذرانی تہی اور معمولی کارروائی بیعیات کی ہوئی تہی اور بعد انقضاے سال رعایتی کے جو قانوناً معین ہے دخل مورثان رسپانڈنٹان کا دخل مالکانہ مخالف اپیلانٹ کے ہوگیا۔ مزید براں یہہ اصرار ہوا تہا کہ مورث رسپانڈنٹان نے دعوے تقسیم اوسی جایداد کا عدالت مال مین کیا تہا اور اپیلانٹ نے طریقہ کارروائی تقسیم پر اعتراض کیا تہا کہ کارروائی متعلقہ بیعیات ناقص ہے اور یہہ اصرار کیا تہا کہ

رہن قایم ہے - عدالت مال نے تجویز ورداری اعتراض مذکور کی ہتی اور بموجب
احکام دفعات ۱۴۳ و ۱۴۱ - ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی و شمالی کے یہہ تجویز
کی ہتی کہ رسیانڈشان کا قبضہ مالکانہ فی الفانہ ہے - یہہ فیصلہ ۱۹ اکتوبر ۱۸۸۸ء کو صادر
ہوا تہا اوس کی ناراضی سے کوئی اپیل نہین ہوا تہا اور اب وہ فیصلہ قطعی عدالت
مجاز ذی اختیار سماعت کا ہے - بایں تطور مانع تجویز مقدمہ حال کے عمل پذیر ہے - جج
ماتحت غازیپور نے یہہ تجویز کی ہتی کہ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی مانع مقدمہ ہذا ہے
اور یہہ حکم دیا کہ دعوے مدعی ڈسمس ہو -
اسپر مدعی نے مدین تحت اپیل دایر کیا ہے کہ عدالت ماتحت کی یہہ تجویز
غلط ہے کہ از روے دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نالش ممنوع السماعت ہے - اول
اپیل کی سماعت ایک ڈویزن بنچ عدالت ہذا نے کی ہتی اور جن ججون نے اوس اپیل
کی سماعت کی ہتی اونمین اختلاف راے واقع ہوا اور چونکہ اونمین سے ایک جج نے
یہہ تجویز کی ہتی کہ بموجب اصول امر تجویز شدہ کے نالش ممنوع السماعت ہے لہذا وہ
ڈگری بحال ہوئی ہتی جسکی ناراضی سے اپیل تہا -
یہہ اپیل بموجب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے دایر کیا گیا ہے اور ہمارے
لئے تجویز طلب دو امور ہین -
اول یہہ کہ آیا نالش از روے قاعدہ امر تجویز شدہ کے ممنوع السماعت
ہے یا نہین -
۲ - یہہ کہ آیا کوئی ایسا امر مانع تشکیل مقدمہ اور فیصلہ سابق بالوجود دایر ہے
یا نہین جہانتک مواضع آم گہاٹ دروپور اور رام پور اور دہبان کو تعلق ہے -
بہ نسبت حصہ متدعویہ اپیلانٹ واقع مواضع چہوہا دہندوئی کے یہہ بات شہادت
موجودہ مسل سے بخوبی ثابت ہے اور اسمین کسی طرح پر نزاع نہین ہے کہ ۱۸۵۸ء
مین بہاارجن سنگہ مورث رسپانڈشان نے دعوے تقسیم کل اراضی متدعویہ حال کا بطور
ملکیت مقبوضہ مملوکہ اپنے موقوعہ محالات مذکور کے کیا تہا - بدرجہ مساوی یہہ صاف
ظاہر ہے کہ اوس تقسیم پر اپیلانٹ نے اس بنیاد پر اعتراض کیا تہا کہ مورث رسپانڈنٹان
کو اراضی مذکورہ مین مرتہن کی منفعتی کے حق سے اعلی حقوق حاصل نہین ہین -

اسسٹنٹ کلکٹر نے جنکی عدالت مین دعوے تقسیم کا دایر تہا اور جنکی عدالت مین اعتراض اپیلانٹ کا بہی پیش تہا تحقیقات کی اور روبکار قلمبند کیا اور فیصلہ باستقرار اس حق کے کہ بہیارجن سنگہ کا حق اراضی متدعویہ مین مالکانہ ہے صادر کیا۔

یہہ فیصلہ (ہمکو اوس کے روداد یا غیر روداد سے یا اون وجوہ سے جسپر وہ مبنی ہے کچہہ سروکار نہین ہے) ۱۹ اکتوبر ۱۸۸۰ء کو صادر ہوا تہا۔ یہہ ایسا فیصلہ ہے جو بموجب احکام دفعہ ۱۱۴ ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی و شمالی ۱۸۷۳ء کے فیصلہ عدالت دیوانی ذی اختیار سماعت مرافعہ اولی کا قرار پانا چاہئے۔ اوسکا اپیل عدالت ضلع اور اپیل خاص عدالت ہذا مین ہوسکتا تہا۔ کوئی اپیل دایر نہین ہوا۔ اور وہ فیصلہ عرصہ سے قطعی ہوچکا ہے۔

مقدمہ جیسا کہ مسٹر غلام مجتبی نے منجانب اپیلانٹ کے ہمارے روبرو بیان کیا ہے یہہ ہے کہ فیصلہ عدالت مال کا بلا اختیار تہے اور اگر عدالت مال کو اختیار بہی ہو تو وہ عدالت مجاز تجویز کرنے مقدمہ مابعد کی نہین ہے۔ جزو اول اس حجت کا غلطی پر مبنی ہے۔ فاضل وکیل نے اس واقعہ کو نظرانداز کیا ہے جو مسل سے بالبداہت عیان ہے کہ بہیارجن سنگہ حصہ دار محال تہا اور اوسوقت قابض تہا جبکہ وہ اعتراض پیش کیا تہا۔ روبکار عدالت بندوبست سے جو رسپانڈنٹ کے کتاب کے صفحہ ۱۲ مین پایا جاتا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ حصہ متنازعہ سے قطع نظر کرنیسے بہی بہیارجن سنگہ اور ہرجن سنگہ دونون حصہ داران ہند سکہ موضع ... ٹکہوہلا اور بہدونی کے تہے اور یہہ اعتراض جو اس قیاس پر مبنی ہے کہ سواے حقیت متنازعہ کے اور کوئی حقیت اونکی نہ تہی یعنی کسی دعوے تقسیم کا ایک کو اور دوسرے کو عذر پیش کرنیکا منصب نہ تہا ساقط ہوتا ہے۔ فی الحقیقت وہ اعتراض چہوڑ دیا گیا تہا۔

اصل حجت اس بحث پر مبنی ہے کہ چونکہ عدالت مال جس نے فیصلہ امر متنازعہ کا ۱۸۸۰ء مین کیا تہا مجاز تجویز کرنے اس نالش کی جو اب دایر ہوئی ہے نہین ہے تو اوسکا فیصلہ بطور امر تجویز شدہ کے عمل پذیر نہین ہوسکتا ہے۔ ہمکو حوالہ مقدمہ مصر رگہوبردیال بنام شیوبخش سنگہ کا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۴۳۹) بطور سند اس حجت کے دیا گیا تہا کہ صرف وہی عدالت مجاز ذی اختیار سماعت ہے کہ جسکو معاملہ نالش مابعد پر جسمین وہ فیصلہ بطور قطعی استعمال کیا جاتا ہے۔ اختیار سماعت

حاصل ہے یہہ تعبیر اس عبارت کی عدالت مجاز اختیار سماعت مگر مقدمہ رن بہادر سنگہ بنام لچہو منور (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۰) مین ہوئی ہے - ان دونون فیصلون پر مقدمہ شیخ حسو بنام رام کمار سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۸۳) مین غور ہوا تہا اور ہمکو اوس فیصلہ کا جو الطور بناے اس مسئلہ کے دیا گیا تہا کہ عدالت مجاز اختیار سماعت تجویز کرینگی وہ عدالت ہوگی جسکو نہ صرف بلحاظ نوعیت کے بلکہ بلحاظ تعداد نالش کے اختیار حاصل ہو - ہم سے یہہ امر ارشاد کیا گیا ہے کہ عدالت ڈپٹی کلکٹر کی ان دونون امور مین قاصر ہے - وہ ایسی عدالت ہے جسکو اختیار سماعت نہ باعتبار نوعیت کے نالش ہذا پر حاصل ہے اور نہ باعتبار تعداد نالش کے حاصل ہے -

اس بحث کے قایم کرینمین یہہ امر نظر انداز ہوا ہے کہ عدالت ہائے مال جب وہ امور نزاعی محکومہ دفعہ ۲۱۱ - ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء کی تجویز کرتی ہین اور اون پر فیصلہ صادر کرتی ہین قانوناً حیثیت عدالت دیوانی اختیار سماعت مرافعہ اولے کی عطا ہوئی ہے - اونکی فیصلون کا رتبہ اور اقتدار تعمیل فیصلجات عدالت دیوانی اختیار سماعت مرافعہ اولی کا قایم کیا گیا ہے بالفاظ دیگر رتبہ فیصلجات عدالت کا بقدر معاملہ متنازعہ کے یکسان اور ہموقت اختیار سماعت کا دیا گیا ہے چونکہ صورت یہہ ہے تو ہمکو کوئی وجہ نہین دیکہتے ہین کہ ایسے فیصلہ کو اوس اقتدار اور اثر سے محروم گردانین جو اوسکو اس صورت مین حاصل ہوتا کہ جب وہ مصدرہ ایسے عدالت کا ہوتا جو نام اور اصلیت دونون مین حیثیت عدالت دیوانی اختیار سماعت مرافعہ اولی کی رکہتی ہے - ایسی صورت مین بلاشبہہ وہ فیصلہ بموجب دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بطور امتناع کے عمل پذیر ہوتا اور ہم ضرور یہہ تجویز کرینگے کہ اسمقدمہ مین وہ اسطرح عمل پذیر ہو منجانب رسپانڈنٹان کے یہہ حجت ہوئی تہی کہ کل جایداد متنازعہ کی نسبت عدالت مال سے تصفیہ ہو چکا ہے - فیصلہ مذکور مین کل جایداد متنازعہ شامل ہے اور اسوقت تک ہر عدالت مین اپیلانٹ نے ہر عدالت کو اسی قیاس پر عمل کرنے دیا ہے کہ عدالت مال کے روبکار مین کل جایداد پانچو موضعون کی شامل ہے - لیکن اس اعتراض کو ہم نے نامنظور کیا ہے اور رسپانڈنٹان کو موقع معقول ایسے فیصلونکی نقل حاصل کرنے اور پیش کرنیکا دیا ہے جو موضع ام گہاٹ رودپور - اور رام پور اور دیہات پر موثر ہوئے تہون موضع

کچھوہا اور بھدوئی پر جو فیصلجات موثر ہین وہ شامل مسل ہین -

رسپانڈنٹان نے کوئی نقل کسی ایسے فیصلون کی پیش نہین کی ہے اور ہم ضرور یہہ نتیجہ اخذ کرینگے کہ کوئی ایسے فیصلہ موجود نہین ہین -

لہذا بحث وہ پیش شدہ اپیل کی سرسبز ہوگی - ہم فیصلہ اور ڈگری زیر اپیل کو جہانتک وہ جایداد موقوعہ ام گہاٹ روپلوپور اور رام پور اودیبہان پر موثر ہین منسوخ کرتے ہین اور مقدمہ عدالت مرافعہ اولی مین بدین ہدایت واپس کرتے ہین کہ پہر نے فہرست مقدمات متدایرہ مین اوسکو پہر داخل کرین اور اوسکا فیصلہ مطابق قانون کے کرین خرچہ مقدمہ کے اس جزو کا نتیجہ پر منحصر رہیگا - بہ نسبت جایداد واقعہ کچھوہا اور بھدوئی کے ہم اپیل معہ خرچہ رسدی کے ڈسمس کرتے ہین -

بنرجی صاحب جسٹس - میری بہی بالکل یہی راے ہے لیکن چند تحریرات مین ازدیاد کرنا چاہتا ہون -

بہ نسبت جایداد موقوعہ مواضعات آم گہاٹ و روپلوپور و رام پور اودیبہان کے رسپانڈنٹان ایکامیابی عذر تعارضہ امر تجویز شدہ کا نہین کرسکتے ہین بجز اوس صورت کے کہ وہ یہہ ثابت کرسکین کہ کوئی فیصلہ سابق اون امور کا ہے جو اب زیر تنقیح اوسی جایداد کے بابت ہین - اونہون نے یہہ ثابت نہین کیا ہے کہ کبہی کوئی ایسا فیصلہ ہوا تہا - اونکا بیان یہہ ہے کہ اس امر کی تجویز مختتم طور پر عدالت مال سے مقدمہ تقسیم مین جو ۱۸۶۸ء مین ہوئی تہی ہوچکی ہے - بلا شبہہ معلوم ہوتا ہے کہ بموجب احکام عدالت مال کے تقسیم ہوئی تہی لیکن کوئی فیصلہ اس امر کے ثبوت مین پیش نہین ہوا ہے کہ امر زیر تنقیح کی تجویز مختتم طور پر مقدمہ تقسیم مین ہوئی تہی - جب عذر فیصلہ سابق کا کیا جاتا ہے تو یہہ قیاس نہین کیا جاسکتا ہے کہ ایسا فیصلہ موجود ہے یا یہہ کہ اگر ایسا فیصلہ موجود بہی ہو تو اوسکے رو سے فیصلہ اون تنقیحون کا ہوچکا ہے جو مقدمہ حال مین پیدا ہوے ہین - چونکہ کوئی فیصلہ جملہ جایداد موقوعہ ہر سہ مواضع موسومہ بالا پر موثر ہو ہمارے روبرو موجود نہین ہے لہذا ہم کوئی قیاس مفید رسپانڈنٹان کے نہین کرسکتے ہین محض اس امر سے کہ جایداد مذکور تقسیم ہوچکی ہے ہم یہہ قیاس نہین کرسکتے ہین کہ اوس حقیت جواب بہ نسبت اوس جایداد کے پیدا ہوا ہے فیما بین فریقین یا مابین اون

لوگون کے جنکے توسط سے وہ دعویٰ یا رہن مختتم طور پر فیصل ہو چکا ہے۔
بہ نسبت بقیہ دو موضعون کے یہہ نزاع نہین ہے کہ اسسٹنٹ کلکٹر
نے بذریعہ اپنی فیصلہ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۸۹۰ء کے جا بجا یہہ فیصلہ کر دیا ہے کہ متقدم حقیت
رسانندگان نے حق مالکانہ کامل جایداد موقوعہ مواضع مذکور کا حاصل کر لیا ہے اور رہن جو
مدعی نے کیا تھا ختم ہو گیا ہے۔ مقدمہ تقسیم مین جسمین وہ فیصلہ ہوا تھا ہمارا رجن [illegible]
نے جس شخص کے توسط سے رسانندگان نے استحقاق حاصل کیا ہے دعویٰ ملکیت
کامل حصہ متنازعہ حال کا کیا تھا۔ اوسکی دعوے کی جوابدہی اپیلانٹ حال نے کی تھی
جس نے یہہ بیان کیا تھا کہ رہن جو اوس نے کیا تھا ابتک قایم بالوجود ہے اور بیعیات
نہین ہوا ہے۔ امر حقیت اور حق مالکانہ کی بحث اسطرح پیدا ہوی تھی اور بموجب دفعہ
۱۱۳ ایکٹ نمبر ۱۹ ۱۸۷۳ء کے اسسٹنٹ کلکٹر کے اختیار مین جس کے حضور مین درخواست
تقسیم کی ہوی تھی دو طریقہ تھے۔ یا تو وہ درخواست مذکور کو اوسوقت منظور کرنے سے
انکار کرتے کہ جب تک امر نزاعی کی تجویز عدالت مجاز سے نہو جاتی یا وہ خود اعتراض کی
تحقیقات رودادی مین مصروف ہوتے۔ اگر وہ طریقہ اول کا اختیار کرنا پسند کرتے تو
معاملہ زیر تنقیح حال بلحاظ نوعیت اور مالیت شے متنازعہ کے اوس عدالت دیوانی مجاز
مین جسکو اختیار سماعت تجویز کرنے نالش حال کا ہوتا پیش ہوتا اور اسمین بحث نہین
ہو سکتی ہے کہ فیصلہ اوس عدالت کا بوجہ احکام دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مانع تجویز
اور نہین تنقیحات کا مقدمہ حال مین ہوتا۔ اسسٹنٹ کلکٹر نے طریقہ دوم کا اختیار کرنا
پسند کیا اور اوس امر کو فیصل کیا جو اسمقدمہ مین زیر تنقیح ہے۔ ازروے احکام دفعہ
۱۱۴ ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء کے اونکا فیصلہ فیصلہ عدالت دیوانی ذی اختیار سماعت
مرافعہ اولی کا سمجھنا چاہیے یعنی اوس عدالت دیوانی کا سمجھنا چاہیے جو امر نزاعی کو
مابین فریقین کے فیصل کر سکتی ہے بشرطیکہ اسسٹنٹ کلکٹر نے بجاے اسکے کہ وہ خود
تحقیقات روداد اعتراض کی کرتی اونکو ہدایت عدالت دیوانی کی بموجب دفعہ ۱۱۳
کے کی ہوتی۔ جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون کہ جو عدالت دیوانی اس امر کی تجویز کرتی
بشرطیکہ فریقین کو اوسکی ہدایت ہوتی وہ وہی عدالت ہوتی جسکو اسمقدمہ کے
تجویز کرنیکا اختیار سماعت حاصل ہوتا۔ لہذا فیصلہ اسسٹنٹ کلکٹر کا فیصلہ

ایسے عدالت کا قرار پانا چاہئے جو مجاز تجویز کرنے مقدمہ حال کی تھی اور اوس حیثیت سے بموجب دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے وہ بطور امر تجویز شدہ کے عمل پذیر ہے۔

واسطے اغراض اس بحث کے جو ہمارے روبرو پیش ہے مجھے یہہ امر بالکل غیر اہم معلوم ہوتا ہے کہ فیصلہ اسسٹنٹ کلکٹر کا خام اور غلط خیالات قانونی پر مبنی ہے اور یہہ کہ بوجہ نقص اختیار سماعت ذاتی کے وہ اسمقدمہ کے تجویز کرنے کے غیر مجاز تھے۔

حسب وجوہ بالا مین ڈگری اور حکم مجوزہ اپنی ذی علم ہم جلیس سے اتفاق کرتا ہون۔

بلیر صاحب جسٹس۔ مین دونون فیصلون سے اتفاق کرتا ہون۔

کانپور — اپیل اول نمبر ۱۰۳ سنہ ۱۸۹۴ع منفصلہ ۲ جون ۱۸۹۵ع انگریزی

سہگا اہ اوشگر مدعا علیہ اپیلانٹ بنام چہیدن سنگھ مدعی رسپانڈنٹ

شاستر - شاستر مروجہ بنارس - تبنیت - دوجنمی قومون مین سے ایک قوم کا مان کے بہن کے بیٹے کو متبنی کرنا۔

تجویز ایج صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب و بلیر صاحب و برکٹ صاحب جسٹسان (بنرجی صاحب و ایکمین صاحب جسٹسان مختلف الرائے) از روی شاستر بنارس کے تین دوجنمی قومون مین متبنی کرنیوالے کے بہانجہ ہونے اور مان کے بہن کے بیٹے کی تبنیت ممنوع نہین ہے اور اس لئے بار ثبوت اس امر کا کہ تبنیت مذکورہ بالا ممنوع ہے اوس شخص پر ہے جو بیان کرتا ہے کہ وہ ناجایز ہے۔

شاستر بنارس مین نندہ پنڈت کے دتک میمانسا کے بند پر غور ہوا۔ دتک میمانسا تبنیت کے بارہ مین ہدایت کامل شاستر بنارس مین نہین ہے اور جب اوسکے رو سے استحقاق تبنیت پر ایسی شرایط قایم ہوتی ہین جو اسناد مسلمہ بنارس مین نہین پائے جاتے ہین تو اوسکی تعمیل نہین ہونی چاہئے۔

تجویز بنرجی صاحب جسٹس (ایکمین صاحب جسٹس متفق الرائے) تبنیت مان کی بہن کے بیٹے کی بجانب ہندوؤن کے جو تین دوجنمی قومون مین سے ہو بموجب شاستر بنارس کے ممنوع ہے یہ ممانعت محض ہدایتی ہی نہین ہے بلکہ تبنیت مذکور قطعاً ممنوعہ اور کالعدم ہے اور اس قاعدہ سے جایز نہین ہو جاتا ہے کہ جو فعل ہو جاوے وہ جایز ہے۔

بنرجی صاحب جسٹس نے یہہ بہی تجویز کی کہ دتک چندرکا اور دتک میمانسا بابت تبنیت کے اون اجزا ہند مین جو محکوم شاستر بنارس کے ہین اوسی طرح سند مقدم ہین کہ جیسے اور اور مقامات مین۔

یہہ استصواب اجلاس کامل سے اوس اپیل کا تہا جسمین اصل امر متعلقہ یہہ تہا کہ آیا تبنیت مان کے بہن کے بیٹے کی بجانب اوس ہندو کے جو تین دوجنمی قومون مین سے (چہتری) ہے اور تابع شاستر متاکشرا یا شاستر مروجہ بنارس کے ہے بموجب اوس شاستر کے تبنیت جایز ہے یا نہین واقعات اس مقدمہ کے جس سے استصواب پیدا ہوا معہ وجوہ تایید ہر ایک رائے در بارہ امر مذکور کے بہت کامل طور پر فیصلہ ایج صاحب چیف جسٹس مین درج ہین اور وہ بنرجی صاحب جسٹس کے فیصلہ مین بہی درج ہین۔

بابو درگا چرن بنرجی منجانب اپیلانٹ ۔ پنڈت سندر لال منجانب ریسپانڈنٹ
بنرجی صاحب جسٹس ۔ یہہ مقدمہ جسمین یہہ اپیل بطور تدبیر دائر ہوا ہے ریسپانڈنٹان نے
واسطے استقرار اپنے استحقاق بطور مستحقین بالعہد جایداد متروکہ ماذ ہوسنگہ اور واسطے استقرار
اس امر کے کہ تبنیت مظہرہ اپیلانٹ منجانب ماذ ہوسنگہ مذکور کے کالعدم اور غیر موثر ہے دایر کی تہی
منجملہ او ان وجوہ کے جنکی بنا پر تبنیت مظہرہ پر اعتراض تہا ایک وجہ یہہ تہی کہ اپیلانٹ ماذ ہوسنگہ کی
ماں کے بہن کا بیٹا ہے چونکہ عدالت ماتحت نے تبنیت مظہرہ اپیلانٹ کو ناجایز تجویز کیا تہا
اسوجہ سے یہہ اپیل دایر ہوا ہے اور صرف ایک امر ہمارے لئے غور اور تجویز طلب ہے وہ یہہ
ہے کہ آیا تبنیت ماں کے بہن کے بیٹے کی منجانب اوس ہندو کے جو تینون دوجنمی قومون مین
سے ہے بموجب شاستر کے جایز ہے یا نہین ۔ فریقین شاکرین یعنی دوجنمی قوم چہتری ہین
یہہ بیان نہین ہوا ہے کہ ایسی تبنیت جیسی کہ اس مقدمہ مین ظاہر کیجاتی ہے بموجب کسی خاص
رواج مروجہ اوس قوم یا مقام کے جسکے اور جہان کے وہ ہین جایز ہوتی ہے ۔ لہذا تجویز
مقدمہ کی بلحاظ اوس قاعدہ شاستری کے جو تبنیت پر حاوی ہوتا ہے اور بلا لحاظ کسی رواج
تاکیدی کے جو علاوہ اوسکے ہوسکا وجود موافق شاستر کے قیاس کیا جاسکتا ہے ہونی چاہئے

یہہ امر متنازعہ نہین ہے بلکہ بحث مین تسلیم ہوا ہے کہ جو اصول تبنیت نواسہ یا
بہانجے سے متعلق ہین وہ بدرجہ مساوی ماں کے بہن کے بیٹے کی تبنیت متعلق ہوتے ہین
اور اگر تبنیت نواسہ یا بہانجہ کی تین اعلی قومون مین کالعدم ہے تو بدرجہ مساوی ماں کے
بہن کے بیٹے کی صورت مین بہی کالعدم ہے مین یہہ بہی تحریر کرسکتا ہون کہ بنسبت اس امر
کے کوئی فرق درمیان متاکشرا اور دیگر شاستروں کے نہین ہے اور قواعد قانون متعلقہ اس
امر کے یکسان مختلف شاستروں سے متعلق ہوتے ہین ۔ بہ نسبت تعلق اون قواعد کے درمیان
برہمن چہتری اور ویشیون کے بہی کچہہ فرق نہین ہے اس امر پر غور کرنے مین جسکی ہمکو اس مقدمہ
مین تجویز کرنا ہے ان واقعات کا ذہن نشین رکہنا ضروری ہے ۔
یہہ امر بہت ضرورت کا ہے کیونکہ ہندون کی جماعت کے ذی قدر کثیر سے متعلق ہے
اور اوسکے تجویز کرنے مین اولاً سند مقدمات منفصلہ اور ثانیاً زمانہ حال کے شاستر پر تحریر
کرنیوالون کے سند پر جو اہل یورپ اور ہندوستانی ہین اور ثالثاً سند دہرم شاستر پر معمولی
شارحان کے غور کرونگا ۔ مین سند مقدمات منفصلہ پر بہت وقعت قایم کرتا ہون کیونکہ

اگر وے یکسان اور موافق ہین اور مدتہا سال سے وسعت پذیر ہو رہے ہین تو میری
راے مین قیاس یہہ پیدا ہوتا ہے کہ وے اسطرح پر عموماً مقبول ہوتے رہے ہین
کہ گویا اونکے روسے اسبارہ مین قانون صحیح طور پر قرار دیا گیا ہے اور لوگون کے تمام معاملہ
کا برتاؤ اونہین کے مطابق ہوتا رہا ہے۔ قاعدہ تقلید فیصلہ کا ہمیشہ بطور فایدہ مند قاعدہ
کے سمجھا گیا ہے اور میری راے مین امور شاستری سے بھی متعلق ہونا چاہئے الا یہہ ثابت کیا
جا سکے کہ منشاء اون اسناد کا جو مقدمات منفصلہ مین ظاہر کیا گیا ہے نہایت غلط تعبیر قانون پر
یا جو کچھہ دراصل قانون ہے اوسکی غلط فہمی پر مبنی ہے اور غلط فہمی وہ جو اون اصل
کتابون کے غلط ترجمہ سے پیدا ہوئی ہے کہ جن کتابون تک ججون کی رسائی نہین ہو سکتی
ہے اور اونکی صحیح معنی اور منشا کے نسبت غلط بیانی ہوئی ہے۔ مین اس سے بھی تجاوز
کرونگا اور یہہ تجویز کرونگا کہ اگر چند صورتون مین فیصلجات مشتبہ اسناد پر بھی مبنی ہو گئے
ہون تو اگر وہ یکسان اور مدت دراز سے ہو رہے ہون تو اون سے اختلاف نکرنا چاہئے گو
غلطی کے مستمر ہونیکا خطرہ بھی ہو بشرطیکہ وہ غلطی ایسی مسلّم اور عیان نہو کہ جس سے قیاس
سکوت بالتسلیم اور رواج متذکرہ بالا کا نفی ہو جاتا ہو۔ کیونکہ باستعمال الفاظ داکٹر
(جواب مسٹر جسٹس ایلن) گوورداس بنرجی (ٹاگور لا لیکچر ۱۸۷۹ء صفحہ ۱۶) کسی غلطی کو ختم
کرنا بیجا ہے تاہم اوس غلطی کو بلا لحاظ کرنے قانون کے اور منسوخ کرنے [illegible] جو
مدت سے لوگون نے امید اور طریق عمل کی بنا ہو رہی ہے رفع کرنا مستقبل مناسب ہوگا
بمبئی کے ہائیکورٹ کے اجلاس کامل حال کے مقدمہ دامان رگھوپتی باوا بنام کرشنا جی
کاشی راج باوا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۲۴۹) اس اصول کو مقبول
کیا تھا جسمین ناظم ججون نے بحث مقدمہ دتک میا النسا اور دتک چندر کا بطور اسناد اعلی
دربارہ تبنیت کے ہمکن بدین نظر غور ثانی کرنے سے انکار کیا تھا کہ فیصلون کی یکسانیت حاصل
ہوا اور ممدوح الیہم نے فیصلہ اجلاس کامل سابق پر اس بنا پر غور ثانی کرنے سے انکار
کیا تھا کہ دس سال گذشتہ سے فیصلہ اجلاس کامل مذکور کو تمام لوگ ہمیشہ بطور قانون
کے یا قاعدہ کے اسبارہ مین تصور کرتے آئے ہین۔ مقدمہ پارپتی بنام سندر (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۱) بھی ملاحظہ ہو صاحب چیف جسٹس و برادو صاحب جسٹس [illegible]
یہہ راے قرار پائی [illegible] وغیرہ کے مقدمات مین یکسان سلسلہ فیصلجات کا اعتبار جواز

مبنیت سہارنپور کے تقلید کرنا لازم ہے - اور مقدمہ تلشی رام بنام بہاری لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۲۸) مین عدالت ہذا کے ذیعلم چیف جسٹس صاحب نے فی الجملہ اوس تبنیت کے جو ہندو بیوہ نے بلا صریحی اجازت اپنے شوہر کے کی تہی اس بنیاد پر فیصلہ کیا تہا کہ بلحاظ اس امر کے کہ شارحان سابق کی کتابین کم و بیش اس بارے مین مختلف ہین کہ کوئی ایسا مقدمہ جو ممالک مغربی و شمالی یا اودہ مین یا اون اضلاع شمالی مین جہان بنارس کے شاستر کی تعمیل ہوتی ہے ظہور پذیر ہوا ہو تا ئید جواز ایسی تبنیت کے پیش نہین ہوا ہے اور بہ نسبت چار مقدمات پیش شدہ کے معزی الیہ نے یہہ خیال کیا ہے کہ جو شخص اب یہہ حجت کرے کہ ہندو بیوہ تابع شاستر بنارس تبنیت جائز اپنے شوہر کے لئے بلا اوس کے اجازت صریحی کے کر سکتی ہے اوسکو تائید اس حجت کی صاف ثبوت اوس خاص ضلع کے عام رواج سے کرنا ہوگی کہ تبنیت حسب حالات مذکور اوس خاص ضلع مین بطور تبنیت جائز کے اون لوگون مین تسلیم ہوئی ہے جو تابع شاستر بنارس کے ہین - یہہ تحریرات ذیعلم چیف جسٹس کی میری رائے مین بقوت مساوی بحث حال سے متعلق ہین اور اگر اس امر کی نسبت مدت دراز کا اور یکسان سلسلہ فیصلجات کا موجود ہے جسکے رو سے ایسی تبنیت جیسے کہ اسمقدمہ مین پیش ہوئی ہے ناجائز قرار پائی ہے تو حسب عبارت ذیعلم چیف جسٹس کے عدالت کو ہر شخص سے جو اب یہہ حجت کرے کہ ایسی تبنیت جائز ہے یہہ امید کرنا چاہئے کہ اوس حجت کی تائید اوس خاص ضلع کے عام رواج کے صاف ثبوت سے کرنا چاہئے کہ ایسی تبنیت اوس خاص ضلع مین بطور تبنیت جائز کے تسلیم ہوئی ہے -

ذیعلم چیف جسٹس کی ان باوقعت تحریرات کو ذہن نشین کر کے مین مقدمات منفصلہ پر جہانتک وہ میں پیش ہوے ہین یا جو خود مجھکو دستیاب ہوسکی ہین غور کر ونگا مین یہہ تحریر کر سکتا ہون کہ ذیعلم وکیل نے جس نے اپیلانٹ کے مقدمہ کی بہت لیاقت سے بحث کی ہے بمستعدی یہہ تسلیم کیا ہے کہ بجز دو مقدمات کے اور شاید تیسرے مقدمہ کی جنکا مین ابہی ذکر کرونگا کل مقدمات منفصلہ ممالک ہذا و بنگال و مدراس و بمبئی بالبداہت اوسکے خلاف منشا سے متعلق رہے ہے -

اول مقدمہ دو حسیم کو بنام بی بی ہتی [illegible]

مقدمہ پاربتی بنام سندر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۱) مین چیف جسٹس صاحب
صاحب چیف جسٹس اور براڈہرسٹ صاحب جسٹس نے ۱۸۸۵ع مین یہہ تجویز کی تھی کہ
برہمن جائز طور پر اپنے بہانجہ کو متبنی نہین کرسکتا ہے جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون امین
ذی علم ججون نے ہمارے کل عدالتون کے مدت دراز اور یکسان سلسلہ فیصلجات مین جو زمانہ
سابق کے اسبارہ مین ہوچکی ہین عقل اندازی سے انکار کیا تہا۔

اس مقدمہ کی اپیل بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل ہوئی تھی۔ حکام عالیمقام نے
فیصلہ اپیل دیگر وجوہ پر کیا تہا (سندر بنام پاربتی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد
۱۲ صفحہ ۱۵) لیکن بہ نسبت بحث تبنیت کے حکام ممدوح نے اپنی راے حسب ذیل ظاہر
فرمائی تھی۔ اگر اس امر کا تجویز کرنا ضروری ہوتا تو حکام ممدوح کو غالباً ہائیکورٹ کی راے
قبول کرنے مین بہت کم دقت ہوتی کہ ہندو برہمن خود اپنے بہانجہ کو جائز طور پر متبنی نہین
کرسکتا ہے (صفحہ ۵۷) یہہ بہت زوردار اظہار راے کا ہے اور اگرچہ واسطے اغراض
اوس مقدمہ کے جو حکام عالیمقام کے روبرو پیش تہا وہ محض اظہار راے ہے لیکن
چونکہ یہہ اظہار راے کا عدالت بالا ترکا ہے وہ وقعت عظیم کا مستحق ہے۔

مین نے مقدمہ لچھمن ناتہہ راو نایک کلیا بنام مسماۃ بہنا بائی (صدر دیوانی
عدالت ممالک مغربی وشمالی صفحہ ۱۴۴) کا ذکر نہین کیا ہے کیونکہ اگرچہ اوس مقدمہ مین ججون
نے اپنی یہہ راے ظاہر کی تھی کہ تبنیت بہانجہ کی جائز ہے عدالت نے اس امر کی تجویز
نہین کی تھی کیونکہ مقدمہ دیگر وجوہ پر طے کردیا گیا تہا۔

اپر انڈیا کے جن مقدمات کے نسبت کہا جاتا ہے کہ اونمین سے مخالف
قرار پائی ہے وہ ظرف یہہ ہین (۱) رام چند رچٹرجی بنام سمبھو چند رچٹرجی منفصلہ اگست
۱۸۱۲ع مقام بنگال (ڈائجسٹ مورلی صاحب جلد اصفحہ ۱۸) اور (۲) ایک مقدمہ ضلع
مرزاپور کا منفصلہ ۱۸ جولائی ۱۸۱۸ع ہے جو سر ولیم میکناٹن صاحب کے اصول انتظاہر
شاستر جلد ۲ صفحہ ۱۸۵ مین دوسرا مقدمہ ہے اور (۳) چودہری پرلیفت دت جہا بنام
منوہان دت جہا منفصلہ ۸ دسمبر ۱۸۳۴ع (ڈائجسٹ مورلی صاحب جلد ۱ صفحہ ۱۹)
ان مقدمات مین سے اول مقدمہ مین تبنیت اوسکی بہانجہ کی منجانب برہمن کے جائز
قرار پائی تھی لیکن حسب بیان سر فرانسس میکناٹن کے چوتھا مقدمہ اوسی مقدمہ مین

مرتبی لکہا گیا تہا وہ کارروائی مابعد مین سوپریم کورٹ سے منسوخ ہوگیا تہا (دیکہئے کتاب دربارہ دہرم شاستر ہنود صفحات ۱۲۶ و ۱۲۸) لیکن سند اوس مقدمہ کی باوقعت ہنوز رہی - بہ نسبت مقدمہ دوم محولہ بالا کے سر ولیم میکناٹن صاحب کے یہہ راے قرار پائی تہی کہ وہ سودر روں کا مقدمہ تہا - پنڈتون سے یہہ کہا گیا تہا کہ آیا نواسہ جسکو نانا نے متبنی کیا ہو مستحق وراثتا پانے جایداد اپنے نانا خواہ بحیثیت اوس کے پسر متبنی کے ہو خواہ بحیثیت اوسکے نواسہ کے بترجیح اوس کے بہائی اور بہتیجون کے ہے یا نہین - سوال جو کیا گیا تہا اور جوابات جو دیے گئے تہے اونکی نوعیت سے ظاہر ہے کہ تبنیت مذکور جایز مان لی گئی تہی اور کوئی بحث بہ نسبت جواز اوس تبنیت کے پیدا نہین ہوئی تہی - یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ آیا وہ مقدمہ تین اعلی درجہ کے لوگون کے درمیان کا تہا اور چونکہ جواز تبنیت پر اعتراض نہین ہوا تہا سر ولیم میکناٹن صاحب نے اپنا یہہ نتیجہ مناسب طور پر اخذ کیا تہا کہ فریقین سودر تہے جنکے درمیان ایسی تبنیت مسلمۂ جایز ہوتی ہے - لہذا یہہ مقدمہ بطور سند تایید جواز ایسے تبنیت کے جیسے اب زیر بحث ہے متصور نہین ہوسکتا ہے - اس امر کے فرض کرلینے کی کوئی وجہ نہین ہے کہ وہ مقدمہ درمیان سودرون کے نہین تہا - اگر فریقین متعلقہ مقدمہ مذکور تین اعلی درجون مین سے ہوتے تو بہت بڑی قراین اسبات کے ہین کہ جواز تبنیت ضرور معرض بحث مین لایا جاتا - اسمقدمہ پر اپیلانٹ کے بہت مفید شکاع بنظر کرتے وہ کوئی سند ایک جانب یا دوسرے جانب کے لئے نہین ہے - تیسرا مقدمہ متذکرہ بالا بہانجہ کی تبنیت کا تہا جو بشکل کرتیرم ہوئی تہی - اوس شکل کی تبنیت بہت ضروری امور مین اوس تبنیت سے مختلف ہوتی ہے جو بشکل دتک ہوتی ہے وہ مقدمہ اس امر کے لئے سند نہین ہے جو ہمکو طے کرنا ہے - اسطرح سے یہہ بات صاف ظاہر ہے کہ بجز ایک مقدمہ کے جو مقدمہ درمیان اون لوگون کے تہا جو دایابہاگ کے محکوم ہین اور نہ شاستر بنارس کے اور یہہ جو مقدمہ مابعد مین ظاہرا منسوخ کردیا گیا تہا یکسان طور پر ۱۸۱۵ء سے برابر عدالتہاے ایرانڈیا مین یہہ تجویز ہوتی رہی ہے کہ تبنیت ایسی شخص کی جسکا رشتہ متبنی کرنیوالے سے اوسی طرح پر ہو کہ جیسا کہ رشتہ اپیلانٹ کا ملہو سنگہ سے تہا ناجایز ہے -

پہر پنڈت صاحبان مدراس اور بمبئی پر عود کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ متا ماسمال بنام بالارا ماچار لو (ہائیکورٹ رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۴۴۲) مین یہہ تجویز ہوئی تہی کہ تبنیت بہانجہ کی ناجایز ہے اور مقدمہ جیونی بہائی بنام جیو بہائی (رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۴۶۲) اور گوپالایان بنام رگہوپتی ایان (رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۲۵۰) مین ایسا ہی فیصلہ ہوا تہا اور مقدمہ مناکشی بنام رام اناد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۴۹) مین اجلاس کامل نے یہہ تجویز کی تہی کہ شاستر کا عام قاعدہ یہہ ہے کہ کوئی تبنیت جایز نہین ہو سکتی ہے بجز اوس صورت کے کہ جس شخص کے واسطے تبنیت کیجاتی ہے اوسکے اور اوس لڑکے کی مان کے درمیان مین جو متبنی کیا جاتا ہے بحالت اوسکے کنوارے پن کے جایز شادی کا ہونا ممکن ہو مقدمات وشنو بنام کرشنا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۳) و ویدیناد ابنام الیو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۴۴) جنکا ذیل مین وکیل اپیلانٹ نے حوالہ دیا ہے بربناء موجودگی ایک خاص رواج کے فیصل ہوئے تہے جسکے روسے تبنیت متنازعہ اون مقدمات کی جایز مانی گئی تہی مقدمہ رام لنگا پلی بنام سداسیو پلی (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۹ صفحہ ۵۰۶) کا فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے اس بنیاد پر کیا تہا کہ تبنیت رسپنڈنٹ کی اپیلانٹ نے تسلیم کی تہی ۔ یادداشت حاشیہ رپورٹ مذکور کا منشا دہی کا ہے کیونکہ مقدمہ دراصل سود روں کا تہا اور نہ دلیلوں کا ۔ دیکہئے جیونی بہائی بنام جیو بہائی (رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۴۶۲) لہذا یہہ مقدمہ اوس امر کے لئے سند نہین ہے جو ہمارے روبرو پیش ہے

بمبئی مین ۱۸۲۱ء مین شاستریوں نے مقدمہ [illegible] بنام [illegible] راو بلونت [illegible] (رپورٹ برڈ ویل صاحب جلد ۲ صفحہ ۶۰۲) مع حوالہ شاستر دست [illegible] مہلر صاحب صفحہ ۱۰۲ مین یہہ قرار دیا تہا کہ نواسہ یا بہانجہ یا مان کی بہن کا بیٹا بجز سودروں کے اور کسی مین قابل تبنیت نہین ہوتا ہے مقدمہ گوپال بلونت بنام [illegible] بلونت [illegible] (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۲۶۴) مین یہہ تجویز ہوئی تہی کہ برہمن چہتری اور ویس قطعا نواسہ بہانجہ یا کسی [illegible]

ایسے عورت کا لیپالک یعنی متبنی کرنے سے ممنوع ہین یا متبنی نہین کر سکتے ہین جسکی ساتھ بوجہ رشتہ مندرجہ
کی وجہ سے وہ شادی نہین کر سکتے ہین۔ کل مقدمات سابق پر جو الہ آباد اور اون پر
غور ہوا تہا اور اون سے ہند کے اوس جانب اسبار مین اتفاق رای ظاہر ہوتا ہے
اسمقدمہ کی تقلید مقدمہ بہاگرتہی بائی بنام راڈہا بائی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی
جلد ۳ صفحہ ۲۹۸) مین ہوئی تہی۔ صرف ایک مقدمہ جسمین راے مخالف ظاہر ہوئی تہی
مقدمہ گنیت راو ویشویشور بنام ویٹہوبا کہلنا آیا (رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۱۳۰
اپیل سول جورسد کشن) کا ہے جسمین فریقین ولیس تہے لیکن وہ فیصلہ محض اوپر فیصلہ
پریوی کونسل بمقدمہ رام لنگا پلی بنام سداسیوا پلی (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۹ صفحہ
۵۰۶) محولہ بالا پر مبنی تہا جو دراصل سودر ولنکا مقدمہ تہا پس فیصلہ اخر الذکر غلط فہمی پر
مبنی تہا اور صاف طور پر غلط تہا۔

اسطرح حسب بیان مسٹر مین صاحب (دفعہ ۱۲۸) سے ایک عجیب زور دار
سلسلہ اسناد کل اجزاء ہند کا مشعر امتناع تبنیت نواسہ و بہانجہ و پسر بہنی کے ہم کو
حاصل ہوتا ہے۔ مقدمات رپورٹ شدہ کے مقابلہ سے واضح ہوتا ہے کہ مقدمات متعلقہ
بحث حال کے پریزیڈنسی ہاے جنوبی مین بہ نسبت اپر انڈیا کے زیادہ تر ہوے ہین
یہہ واقعہ بخوبی جانا ہوا ہے کہ قواعد شادی اور تبنیت کے جنوبی اور مغربی ہند مین
بہ نسبت ممالک ہذا کے زیادہ تر نادرست اور سست ہین اور اسوجہ سے رسم و
رواج شادی اور تبنیت کے اون پریزیڈنسیون مین ایسے رواج پذیر ہو گئے ہین کہ
جیسے اون پریزیڈنسیون مین زیادہ تر مقدمات متعلقہ بحث تبنیت کے بہ نسبت
اپر انڈیا کے ظہور پذیر ہوتے ہین۔ مسٹر مین صاحب نے یہہ بہی تحریر کیا ہے (دفعہ ۹۲)
کہ اس امر سے کہ ہر تبنیت سے جایداد در اثنا یہہ کہتی ہے ہر مقدمہ جسمین نزاع ہو سکتی
ہے عدالت مین لایا جاتا ہے۔ باوجود فواید روحانی کے جسکا نتیجہ ہونا اس [illegible]
سے (تبنیت سے) گمان کیا جاتا ہے یہہ امر مشتبہ ہے کہ آیا کبہی یہہ امر سماعت مین آیا
اور نگا کہ پسر متبنی وارث بہی نہین ہے۔ مفلسون کے بہی روحین اون جنکی مکتی ہونی
چاہیے لیکن اونکو متبنی کرنیکی عادت نہین ہے۔ بہ نسبت جواز تبنیت نواسہ و بہانجہ
و پسر بہنی کے یکسان فیصلون کے ہونے اور ایسے مقدمات کے قلت سے جنہین اپر انڈیا

سے ایسے فیصلے صادر ہوے ہین میری راے مین یہہ نتیجہ ناگزیر پیدا ہوتا ہے کہ ایسی
تبنیت شاذ ہین گو لا معلوم نہون اور ممالک ہذا کے ہندؤن کا یہہ رسم رواج ہے کہ
وہ ایسے تبنیت کو ناجایز تصور کرتے ہین اور اونکی طرف رجوع نہین کرتے ہین - اگر ایسی
تبنیت عام اور بیشمار ہوتین تو بلاشبہ اونکی بابت بہت سے مقدمات ہوتے - چونکہ
تبنیت کا یہہ اثر ہے کہ سلسلہ وراثت جایداد اپنی معمولی طریقہ سے تبدیل ہو جاوے
تو ہر ایسا شخص جو اوسطرحپر اوس جایداد پر کامیاب ہوتا جو متبنی کو پہونچ گئی ہے بلاشبہ
جواز تبنیت پر اور استحقاق پیش کردہ پسر متبنی پر اعتراض کرتا - ممالک ہذا کا کوئی ایک
مقدمہ بھی ہمارے نظر مین ایسا نہین لایا گیا ہے جسمین ایسی تبنیت جایز قرار پائی ہو
اور جو چند مقدمات عدالت مین آے ہین اونمین ظاہرا وہ ناجایز قرار پائی ہے - بوجہ
عدم موجودگی ایسے فیصلجات کے جنمین ایسی تبنیت کسی ایسے مقدمہ مین جایز قرار پائی
ہو اور اوسمقدمہ مین بوجہ موجودگی ایسے فیصلون کے جنکے روسے تبنیت مذکور کالعدم
قرار پائی ہے یہہ بات ہوئی تھی کہ مقدمہ تلشی رام بنام بہاری لعل (انڈین لا رپورٹ سلسلہ
الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۲۸) مین ایسا ہی نتیجہ ذیعلم چیف جسٹس اور عدالت ہذا کے دیگر ذیعلم
ججون نے اخذ کیا تھا - جیساکہ میری راے مین صاف طور پر یہہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے
کہ ممالک ہذا کے لوگون کا عملدرآمد مطابق اوس قاعدہ کے ہے جو سنہ ۱۸۱۵ء سے یکسان
عدالتون مین قایم ہوتا رہا ہے اور یہہ کہ اوس قاعدہ سے اسطرحپر رسم و رواج کی منظوری
پائی جاتی ہے کو اس ملک مین جو جج کا کام ہے وہ اوس سے صاف ظاہر ہے جو حکام عالیمقام پریوی
کونسل نے قرار دیا ہے - مقدمہ کلکٹر مدورا بنام موتو رامالنگا ساتھوپتی (اپیل ہاے موسومہ مور
جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۷) مین حکام عالیمقام نے (صفحہ ۴۳۶) یہہ فرمایا ہے - لہذا جج اپیل کورٹ
کا جسپر ذمہ داری تعمیل کرنے شاستر کی ہے اسقدر تحقیقات کرنیکا کام نہین ہے کہ آیا قاعدہ
متنازعہ صاف طور پر اسناد سابقہ سے ثابت ہوتا ہے یا نہین کہ جس سے یہہ دریافت ہو سکے
کہ آیا اوس شاستر نے جسکا وہ ضلع محکوم ہے جسکے نسبت اوسکو تجویز کرنا ہے منظوری پائی
ہے اور وہان سدا جا منظوری پائی ہے - کیونکہ اندروے قاعدہ شاستر کے رواج کے
خلاف ہوتا ہے تحریری کتب قانونی کم وزن ہو جاوینگی - بلحاظ ان تحریرات حکام عالیمقام
کے ہمپر اوس رواج کا متحقق کرنا فرض ہے جسکا موجود ہونا ممالک ہذا مین میری راے مین

قیاس کیا جانا چاہئے اور اس امر پر غور کرنا ضروری نہین ہے کہ آیا رواج مذکور نے کتب شاستری سے منظوری پائی ہے یا نہین ۔

یہہ ایسا واقعہ ہے جسمین گنجایش اس بحث کی نہین ہے کہ استحقاق تبنیت بموجب شاستر کے ایسا استحقاق نہین ہے جو قیود سے غیر مشروط ہو ۔ برعکس اسکے اوس قانون کے رو سے متعدد اور ضروری قیود حیثیت شخص متبنی کرنیوالے اور شخص متبنی دینے والے اور شخص متبنی پر قایم کی گئی ہین اور جب اون حیثیتون مین سے کوئی حیثیت نہو یا ناقص ہو تو بموجب اوس قانون کے تبنیت کالعدم ہوتی ہے ۔ لہذا جب کوئی تبنیت برخلاف استحقاق اوس شخص کے بیان کیجاوے جو بحالت نہونے اوس تبنیت کے جایداد شخص متوفی پر جانشین ہوتا تو جواز اوس تبنیت کا میری راے مین اوس شخص کو ثابت کرنا چاہئے جو اوس تبنیت کو بیان کرتا ہے اور یہہ تنقیح اوس شخص کے ذمہ نہین ہے جو اوسکے مخالف بیان کرتا ہے ۔ جب مثل اسمقدمہ کی یکسان سلسلہ فیصلجات خلاف جواز اوس تبنیت کے ہوا ہے جیسا کہ اسمقدمہ مین متنازعہ ہے اور اس طرح ایک قیاس رواج کا پیدا کیا ہے باوجودیکہ کتب اور شرح مختلف ہون تو ہر شخص کو جو اوس تبنیت کو جایز بیان کرتا ہو اپنا بیان کسی ایسے خاص رواج مخالف پر مبنی کرنا چاہئے جو اوسکو صاف طور پر ثابت کرنا پڑیگی ۔ مین سمجھتا ہون کہ اسی قسم کا وہ رواج ہے جسپر حکام عالیمقام پریوی کونسل نے حوالہ کیا ہے اور مجھے یہہ معلوم نہین ہوتا ہے کہ حکام عالیمقام ممدوح کی یہہ قاعدہ قرار دینے سے مراد تھی کہ ہر امر متنازعہ شاستر کا محض بحوالہ رواج کے فیصل ہونا چاہئے ۔ اسمقدمہ مین یہہ بیان نہین ہوا ہے کہ جس فرقہ کے فریقین مقدمہ ہذا ہین اوس فرقہ کے لوگون مین یا اوس مقام مین جہان یہہ مقدمہ ظہور پذیر ہوا ہے کوئی ایسا رواج مروج ہے جسکے رو سے تبنیت پیش کردہ پایا جایز قرار پاتی ہے

یہہ ہو سکتا ہے کہ پریزیڈنسیہاے غربی اور جنوبی مین کوئی رواج مخالف مروج ہو ۔ بلحاظ اس امر کے کہ قواعد شادی اور تبنیت کے اون پریزیڈنسیون مین نادرست اور سست ہین اور ایسی سختی سے نافذ نہین کیجاتے ہین کہ جس سختی سے ممالک ہذا مین نافذ کیجاتے ہین (دیکھئے شاستر وسشٹ صاحب و بہاری صاحب صفحہ ۵۸ اور سابقہ بین الارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۳۲۲) اور بلحاظ اس امر کے کہ مثلاً بنگالہ

درمیان بھائی اور بہن کے لڑکون کے دکہن مین عام ہے حالانکہ ممالک ہذا مین
ایسی شادی نامناسب متصور ہوتی ہے اور اعلی قوم کے ہندوون مین بالکل لامعلوم
ہے یہہ امر حیرت انگیز نہین ہے کہ ایسا رواج اون پریزیڈنسیون مین وجود پذیر ہو۔ یہہ
بہی ممکن ہے کہ ایسا رواج پنجاب مین رایج ہو۔ لیکن کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے یہہ
ایما ہوتا ہو کہ وہ رواج ممالک ہذا مین یا لوربنگال کے اوس حصہ مین رایج ہے جو شاستر
بنارس کا محکوم ہے۔ مسٹر گوپال چندر کا یہہ بیان (ٹاگور لا لیکچر ۱۸۸۸ء صفحہ ۴۴۳) کہ نواسہ
اور بہانجہ کی تبنیت کی مثالین بنگال کے برہمنون مین کم نہین ہین جہانتک مین واقف
ہون بناء معقول پر مبنی نہین ہے اور مجہے ایک حال کے مشہور ہندو جج ہایکورٹ کلکتہ کے
سند یہہ کہنے کے لئے حاصل ہے کہ نہ صرف ایسی تبنیت بنگال کی برہمنون مین لامعلوم ہے
بلکہ سودرون مین بہی شاذ ہین۔ ممالک ہذا مین بجز جینیون کے جو عملی طور پر شاستر بنارس
کے محکوم نہین ہین اور جنکے یہان اونکا خاص رواج ہے تبنیت نواسہ و بہانجہ کی تین اعلی
قومون مین جہانتک میرا عدالتانہ تجربہ ہے عام نہین ہے اور میرا تجربہ بطور افسر
عدالت ممالک ہذا کے تئیس ۲۳ سال کا ہے میرے ذہن مین ایک صورت بہی ایسی
تبنیت کی بجز مقدمہ حال کے نہین آئی ہے جسمین کوئی ایسی تبنیت کا تین اعلی قومون مین
ہونا بیان کیا گیا ہو یا اوسکا جایز ہونا بیان کیا گیا ہو۔ عدم موجودگی کسی مقدمہ رپورٹ
شدہ ممالک ہذا کی جسمین اس قسم کی تبنیت جایز قرار پائی ہو اور ایکسان اور مدت دراز
کے سلسلہ فیصلجات کے ہونے سے جسمین ایسی تبنیت ناجایز قرار پائی ہے اور ایسے مقدمات
کے قلت سے جسمین ایسی تبنیت کے صحت پر اعتراض ہوا ہو میری راے مین جیسا کہ
مین اس تجویز کے دوسرے حصہ مین کہہ چکا ہون قیاس ایسے رواج کا پیدا ہوتا ہے جو مطابق
اون فیصلون کے ہے۔ چونکہ اسمقدمہ مین یہہ بیان نہین ہوا ہے کہ کوئی رواج مخالف
اس خاص فرقہ مین یا اوس خاص مقام مین جہان کے فریقین مقدمہ ہذا ہین میری راے
مین ہملوگو بنہ مطابق یکسان اور مدت دراز کے سلسلہ فیصلون کے جو ہند کے کل
حصون مین ہوے ہین تجویز کرنا لازم ہے کہ تبنیت اپیلانٹ کی ناجایز ہے۔ بلحاظ اون
فیصلجات کے اور بلحاظ قلت نہونے اسناد مخالف بر مقدمات رپورٹ شدہ اور بلحاظ قوی
اظہار راے حکام عالیمقام پریوی کونسل در بارہ اس امر کے بمقدمہ سندر بنام پار...

(انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۵) کے یہہ بحث اب بطور بحث کلیہ کے متصفیہ نہین ہوسکتی ہے
بفرض اس امر کے کہ یہہ بحث اب بھی کھولی ہوئی ہے تو دوسرا امر غور طلب
یہہ ہی کہ قاعدہ مقدمات منفصلہ کا اسبارہ مین جسکا مین اوپر ذکر کرچکا ہون مطابق قواعد شاستر کی
کے ہے یا نہین - یہہ امر غیر مشتبہ ہے کہ وے مطابق سند زمانہ حال کے اہل یورپ تحریر کنندگان
شاستر کے ہے اور درحقیقت یہہ مسلمہ ہے - قاعدہ متعلقہ حیثیت اوس شخص کے جو متبنی ہونیوالا
ہے مین صاحب نے شاستر و رسم و رواج کے دفعہ ۱۲۳ (طبع پنجم صفحات ۱۴۱ و ۱۴۲)
مین اسطرحپر بیان کی ہے - معلوم ہوتا ہے کہ شخص متبنی ہونیوالی کے انتخاب پر جو قیود ہین وہ
اس خیال پر مبنی ہین کہ چونکہ غرض تبنیت کی یہہ ہے کہ رسوم مذہبی مورثان متوفی کی بجا آوری
تو جہانتک ممکن ہو رشتہ لڑکے کا بہت قریب ہونا چاہیے - لہذا اولاً بہت قریبی اہل ذوی
... منتخب ہونا چاہیے بشرطیکہ دیگر امور مین وہ لائق ہو اور اگر ممکن ہو تو بھائی کا لڑکا ہونا
چاہیے کہ بخیال قانون کے وہ اپنی چچا کا بیٹا ہے - اگر ایسا کوئی قریبی سپنڈ ... بہ ... سے
تو ایسا شخص ہونا چاہیے جو دور کا رشتہ دار ہو یا ... وہ ... خاندان کا جسکا گوتر واحد ہو یا سودر کی صورت مین ہم قوم
ہو ... ثانیاً کوئی ایسا شخص متبنی نہین کیا جاسکتا ہی جسکی مان (متبنی کرنیوالی سے) ساتھ شادی
نہین کرسکتی ہے - جو لعلم مصنف کہتے ہین اور ایسا ہی واقعہ ہے کہ جو قاعدہ اسطرحپر قرار پایا
ہے وہ مسٹر سدرلینڈ اور دونون میکفرسن صاحبون اور دونون اسٹریح صاحبون نے بیان
کیا تھا اور تینون دو جمنی فرقون پر محدود تھا اور ازروے مستحکم سلسلہ اسناد کل اجزا ہندوستان میں
وبرقرار رکھا گیا ہے کہ گویا اوسکی رو سے تبنیت نواسہ و بھانجہ و بہن کے لڑکے کی ممنوع ہے
قاعدہ مقدمات منفصلہ کی جو اسبارہ مین ہین مشہور اہالیان یورپ تحریر کنندگان
شاستر کی رائے متفقہ سے تائید ہوتی ہے کہ جو ابتک اسبارہ مین اعلی مستند قرار پاگئے ہین مخالف
رائے صرف ڈاکٹر جالی کی ہے (ٹاگور لا لیکچر ۱۸۸۳ء) جنہون نے اون ہشکل ہونے بنا پر جو مسٹر
منڈلک نے اپنی لائق یادداشتہاے دربارہ رسم تبنیت ... ظاہر کی ہین یہہ خیال کیا ہی کہ شاستر
کے رسالون مین اگر کچھہ ہے تو بہت کم ایسے ہین جن سے ترتیب ایسے قاعدہ کی لازم آتی ہی
(صفحہ ۱۶۳) یہہ حجت ہوتی ہے کہ تحریر کنندگان اہالیان یورپ کی سند فقرہ ذیل موقومہ
... سدرلینڈ صاحب (کتب شاستر اسٹوک صاحب صفحہ ۶۶۴) پر مبنی ہی - اول ...
... یہہ ہی کہ جو شخص متبنی تجویز کیا جاوے وہ ایسا ہونا چاہیے جو اپنی مان کی شادی

جایز ہے جیسی ہ کا متبنی کرنیوالیکا ہو سکتا ہے - اس قاعدہ سے اثر ہے یہا نتک یا ایسی دیکر عورت کی اولاد جسکے ساتھہ متبنی کرنیوالا شادی نہین کر سکتا ہے اور ثالث درجہ کی عورت کی اولاد تبنیت سے خارج ہین - اور یہہ اصرار ہوا ہے کہ جو قاعدہ اسطرح قرار پایا ہے وہ اوس قاعدہ کے خلاف ہے جو دتک میما لنسا (دفعہ ۵ - اسلوک ۱۶ - اور مابعد) اور دتک چندرکا (دفعہ ۲ اسلوک ۸) مین موضوع ہوا ہی کہ جسپر وہ مبنی معلوم ہوتا ہے اور اسوجہ سے دیگر اہالیان یورپ نویسندگان کتب ساشتری کو ایسے قاعدہ کے اختیار کرنیمین مغالطہ ہوا ہے جسکی کوئی بناد ساشتر مین نہین ہے اور عدالتہون کو اوس قاعدہ کے قبول کرنیمین اون نویسندگان کتب ساستری سے مغالطہ ہوا ہے - یہہ امر ذہن نشین کرنا چاہیے کہ مسٹر سدرلینڈ کے خلاصہ مین جو کچھہ شامل ہے وہ لطور اون نتایج کے مقصود ہونا چاہیے جو اونہون نے دو کتب متذکرہ بالا سے اخذ کئے ہین - اون دو کتابون کا حرف بحرف ترجمہ اونہون نے اصل سنسکرت سے انگریزی زبان مین کیا ہے - یہہ حجت نہین ہوتی ہے کہ ترجمہ فی نفسہ غلط ہین بجز خفیف امور متعلقہ فعل فاعل کے - برعکس اسکے کل حال کے نکتہ چینیون مین جو قاعدہ قرار دادہ مسٹر سدرلینڈ پر ہوتی ہین یہہ تسلیم ہے کہ اونکا ترجمہ اصل کتاب کا جو متعلق بحث حال کے ہی کافی طور پر صحیح ہے - لہذا کوئی وجہ جایز اس حجت کی نہین ہے کہ کل دیگر اہالیان یورپ نویسندگان کتب اور ذیعلم جج یورپین اور ہندوستانی دونون کو جنہون نے اسبارہ مین راے ظاہر کی ہے صرف اون نتایج سے رہبری ہوئی ہے جو اپنی خلاصہ مین مسٹر سدرلینڈ صاحب نے دتک میما لنسا اور دتک چندرکا کی کتابون سے اخذ کئے ہین - بموجب کتب دتک میما لنسا اور دتک چندرکا کے مصداق لیاقت تبنیت کا اس قابلیت پر ہے کہ وہ متبنی کرنیوالے سے بلا نقرار وغیرہ کے پیدا ہو گیا ہو (دتک چندرکا دفعہ ۵ - اشلوک ۸ - اور دتک میما لنسا دفعہ ۵ - اشلوک ۱۶) مصنفان دتک چندرکا اور دتک میما لنسا نے دستور قدیم نیوگ یعنی اقرار سے لڑکے کے ہونیکی دستور پر حوالہ کیا ہی کہ جو اب معدوم ہو گیا ہے اور کلجگ مین ممنوع ہے اور مسٹر سدرلینڈ صاحب نے ظاہرا شادی کے ساتھہ اوسکو مخلوط کر دیا ہی - لیکن جیسا کہ فیصلہ اجلاس کامل مدراس ہایکورٹ مقدمہ میناکشی بنام راماننددا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۴۹) مین ثابت کیا گیا ہے شادی اوسصورت مین ممکن نہین تھی کہ جس صورت مین نیوگ غیر ممکن تھا لہذا اس قاعدہ کے قایم کرنیمین کہ ایسی عورت کی اولاد کا متبنی کرنا خلاف قانون ہے کہ جسکی ساتھہ

یعنی کہ نیوالاشادی نہین کرسکتا ہی مسٹر سدرلینڈ صاحب نے ایسا مسئلہ قائم نہین کیا ہی جو جایز طور پر دتک چندرکا اور دتک میمانسا سے منتج ہو سکے۔ اور جہانتک اس بحث کو جو ہمارے روبرو پیش ہے تعلق ہے جن اہل یورپ نولیسندگان شاستر نے مسٹر سدرلینڈ صاحب کی تقلید کی ہے اونہون نے فاش غلطی نہین کی ہے۔ مین یہہ اور کہہ سکتا ہون کہ سوا‌ے عالمان اہل یورپ اور سنسکرت والون کے جنہون نے اوس قاعدہ کو قبول کیا ہے جسکے رو سے دختر کے لڑکے دبہن کے لڑکے یا موسی کے لڑکے کی تبنیت ممنوع ہے اور جسکی تشریح مین صاحب نے اشلوک ۱۲۳-۱۲۴ اپنی کتاب کے طبع پنجم مین کی ہے یعنی مسٹر سدرلینڈ صاحب و دونون مسکناٹن صاحبان اور دونون اسٹرینج صاحبان اور وسٹ صاحب اور بہلر صاحب کے سوا‌ے (دیکھیئ شاستر صفحہ ۲۸ : ۱) دو ہندو مقنن یعنی بابو شاماچرن سرکار مصنف ویوستہ درپن اور ویوستہ چندرکا اور مسٹر سرومنی مصنف شروح شاستر نے وہی قاعدہ اختیار کیا ہی (دیکھیئ ویوستہ چندرکا جلد ۲ صفحات ۳، ۵، ۷، اور سرومنی کے شروح طبع دوم صفحہ ۱۶۵ اور مابعد) جن نولیسندگان نے را‌ے مخالف ظاہر کی ہے وہ صرف مسٹر منڈلک مسٹر گلاب چندر سرکار اور ڈاکٹر جالی صاحب ہین۔ وے اس امر سے انکار نہین کرتے ہین کہ دتک چندرکا اور دتک میمانسا اور چند دیگر شارحان کے تصنیفات اسناد بتائید اوس را‌ے کے ہین جو خود اونکی را‌ے کے خلاف ہے۔ وے صرف اون اسناد کی وقعت پر اعتراض کرتے ہین۔ اس امر پر مین آگے چلکر غور کرونگا کہ اونکا اعتراض اون اسناد کی وقعت پر کہانتک غالب آتا ہی لیکن مین یہہ تحریر کرسکتا ہون کہ باوجود مسٹر منڈلک کے نکتہ چینیون کے اجلاس کامل ہائیکورٹ مدراس نے مقدمہ میناکشی بنام رامانند (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۴۹) اور اجلاس کامل ہائیکورٹ بمبئی نے مقدمہ وامان رگھوپتی باوا بنام کرشناجی کاشی جی باوا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۲۴۹) مین سند دتک چندرکا اور دتک میمانسا کو بہ نسبت تبنیت کے قائم اور بحال رکہا ہی۔ اسطرح ہمارے پاس نہ صرف یکسان سلسلہ فیصلجات کل عدالتہا‌ے ہند کا سنہ ۱۸۶۶ء سے بتائید اس مسئلہ کے موجود ہے کہ مان کے بہن کے بیٹے کی تبنیت ناجایز ہے بلکہ ہمارے پاس قریب قریب متفق را‌ے حال کے نولیسندگان شاستر اہل یورپ اور ہندوستانی کی موجود ہے کہ ایسی تبنیت ناجایز ہے۔

اب ہمکو اس امر پر غور کرنا چاہیئے کہ آیا قاعدہ مقدمات منفصلہ اور سب نولیسندگان

حال اس امر کے بابت بالکل مخالف اور مغایر اوس کے ہے جو پاک قوانین ہندو نکی سمجھی جاتی
ہین - اسمین شبہ نہین ہے کہ حسب تحریر ذیعلم جیف جسٹس بمقدمہ بینی پرشاد بنام ہرکچی بی بی
(انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۶۷) کے شاستر کی تحقیقات اوس کالون کے
اصل کتاب سے اور مستند شروح سے کرنی چاہئے اور نہ غلط اور مغالطہ دہ ترجمون کے تعبیر
پر کوشش کرنیسے یا غیر مستند تحرلفات انگریزی ترجمون کی تعبیر پر کوشش کرنیسے (صفحہ ۷۹ و ۸۰)
بمشکل مجھے یہہ بتلانیکی ضرورت ہے کہ وسایل شاستر ہی سورتی یا ویدا ور سمرتی
اور شروح اور ڈائجسٹ ہین - شروح اور ڈائجسٹ زمانہ حال کہ نولیسندگان نے اس غرض سے تحریر
اور تالیف کئے ہین کہ جو اختلافات رشیون کی قولون مین ہین وہ یکسان اور موافق ہو جاوین
اور قانون کے مختلف شاخون کے لئے مکمل اور موافق مجموعہ ہاے قواعد کے قایم ہو جاوین -
لہذا شروح اور ڈائجسٹ جزو اسناد ضروری شاستر کے ہین اور حسب تجویز ہائیکورٹ مدراس کے
ذیعلم ججون کے وسایل جدید قانونی ہو گئی ہین - بموجب راے مسٹر مورلی کے (انٹروڈکشن
ٹو ڈائجسٹ صفحہ ۲۱۱) واسطے سند مختتم درباره تجویز کرنے امور قانونی کے شروح اور ڈائجسٹون پر
رجوع کرنا چاہئے اور یہہ وہی شروح ہین کہ جنکے وجہ سے بموجب تبلانے حکام عالیمقام پریوی
کونسل بمقدمہ رام نند (اپیل ہند مولفہ مور صاحب صفحہ ۳۹۷ لغایت صفحہ ۴۳۵) شاستر مین مختلف
عقائدین پیدا ہو گئی ہین - متاکشرا جسکے روسے ممالک ہذا مین امور شاستری طے ہوتی ہین
صرف ایک شرح ہے اور دایا بہاگ اور دیوہار میوکہہ بہی ایسی ہین کہ جو سند اعلی ممالک بنگال
اور بمبی مین بترتیب صدر ہین -
منجملہ شروح بابت شاستر تبنیت کے دتک میمانسا اور دتک چندرکا ہین اور ان
مین سے دونون اور بالخصوص اول الذکر ابتک بطور اسناد اعلی ملک بنارس مین بابت بحث
تبنیت کے متصور ہوتے آے ہین - بموجب راے سر ولیم میکناٹن صاحب کے امور متعلقہ شاستر
تبنیت مین دتک میمانسا اور دتک چندرکا کی کل ہندوستان مین بدرجہ مساوی تعظیم ہوتی ہے اور
شاستر اول الذکر ممالک متہلا اور بنارس مین ہدایت بلا خطا قرار پائی ہین (تحریرات تمہیدی
صفحہ ۲۳) اس راے کو مور لی صاحب نے اپنی ڈائجسٹ کے دیباچہ (صفحہ ۲۱۰) مین قبول کیا ہے
اور معلوم ہوتا ہے کہ یہی راے مسٹر کولبروک صاحب (دیکہو استرینج صاحب ہندو لا جلد ۲
صفحہ ۲۳ طبع ۱۸۳۰ء) اور خود طامس استرینج صاحب کی راے ہے - اپنی چٹھی موسومہ

لفٹنٹ کرنل ملکیبرن صاحب مورخہ ۱۲ مئی ۱۸۱۲ء مین (جلد ۱ صفحہ ۱۹۴) ممدوح الیہ نے یہہ بیان کیا ہے کہ نند اپنڈت کی دتک میمانسا بہ نسبت تبنیت کے سند عظیم ہے۔ یہی راے مشہور ہندو مقنن بابو شاماچرن سرکار (دیباچہ ویوستہا چندرکا صفحہ ۲۲ اور دیباچہ ویوستہا درپن صفحہ ۱۳) مین ہے۔ مسٹر سرپادہیکاری نے ٹاگور لا لیکچر ۱۸۸۰ء مین دتک چندرکا اور دتک میمانسا کو اسناد حکمران بہ نسبت بحث تبنیت سے کل شاستہاے شاستری مین قرار دیا ہے۔ (صفحہ ۵۱۹) اور مسٹر سیہ ومنی نے اپنی ہندو لا کے شروح مین بہ نسبت بحث تبنیت کے اون دونون شرحون کی سند کو سند اعلی تسلیم کیا ہے مسٹر جسٹس دوارکاناتھہ مرحوم نے جو ان ہندو ججون مین سے جو کبہی اجلاس فرما ہوے ہین ایک مشہور جج تہے یہہ راے ظاہر کی ہے کہ دتک چندرکا اور دتک میمانسا بلاشبہ مستحق ہین کہ بلسنبت بحث تبنیت کے بطور سند اعلی کے تصور کیجاوین اور ہمیشہ ایسا ہی تصور کیے گئے ہین (راجندر نراین لاہوری بنام سرودا سندری (بمبی ویکلی رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۵۴۸) اور مسٹر جسٹس رامیش چندر متر نے فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ اومان شنکر میترو بنام کالی کومل موزمدار (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۶۵) باتفاق راے اپنی ہم جلیسون کے یہہ قرار دیا ہے کہ یہہ دو کتب ہمیشہ ہندوستان مین بہ نسبت بحث متعلقہ تبنیت کے بطور قطعی کے مقبول ہوتے رہتے ہین۔ ڈاکٹر گورو داس بنرجی (بالفعل جج ہایکورٹ کلکتہ) نے اپنی ٹاگور لا لکچر ۱۸۷۹ء مین دتک میمانسا کو سند اعلی ملک بنارس مین بہ نسبت معاملات تبنیت کے خیال کیا ہے (صفحہ ۴۱۳) مسٹر جسٹس نانا بہائی ہرداس نے سر چارلس سارجنٹ صاحب چیف جسٹس سے ان دونون کتابون کو بطور سند اعلی کے بمبی مین اور دیوہار میوکہ کے تجویز کرنے مین اتفاق کیا ہے (لکشمی بائی بنام راما داہا ہایکورٹ رپورٹ بمبی جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۴) مسٹر جسٹس متوسامی ایار نے اجلاس کامل مقدمہ میناکشی بنام رامانند (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۴۹) مین اون رسالون کی سند اعلی کو بہ نسبت تبنیت کے قایم رکہا ہے مقدمہ تلشی رام بنام بہاری لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۲۸) مین مسٹر جسٹس محمود صاحب نے یہہ راے ظاہر کی ہے کہ نند اپنڈت کی دتک میمانسا بہت اعلی سند ملک بنارس مین بہ نسبت تبنیت کے ہے اور یہہ کہ جہانتک ملک بنارس کو تعلق ہے اوس کتاب کا مستند ہونا پورے طور پر تسلیم ہوتا آیا ہے (صفحہ ۳۴۱) اور معزز الیہ نے اوس راے سے مقدمہ

بینی پرشاد بنام ہردی ڈہبی (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۶۷ (دیکھو صفحہ ۱۰۸ مین اختیار نہین کیا - وتنا چندیکا اور وتنا میمالنسا کی سند کو حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ کلکٹر مدورا بنام موتو رامانگا ساتہوپتی (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۰) مین تسلیم کیا ہے - حکام عالیمقام نے صفحہ ۴۳۴ مین یہہ فرمایا ہے - بہ نسبت مذاہب ہندو کے میتاکشرا اور دیو بہاگ کے وتنا چندیکا دو رسالہ خاص امر تبنیت کے بارہ مین ہین مسٹر کولیم میکناٹن صاحب کہتے ہین کہ کل ہندوستان مین تعظیم ہوتی ہے لیکن جب اونمین اختلاف ہوتا ہے تو اصول اخیر الذکر کا بنگال مین اور مقنان جنوبی ہین مانا جاتا ہے اور اصول اول الذکر کا ممالک متہلا اور بنارس مین بطور ہدایت لاخطا کے قرار پاتا ہے - مقدمہ وامار گہوپتی باوا بنام کرشناجی کاشی راج باوا (انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۱۴ صفحہ ۲۴۹) مین اجلاس کامل ہائیکورٹ بمبی نے یہہ کہا ہے کہ وتنا میمالنسا اور وتنا چندرکا اوس عدالت مین بہ نسبت بحث تبنیت کے بطور اسناد دیہہ کیجاتی ہین اور باوجودیکہ جیسی مسٹر منڈلک کے جو مخالف ہین عدالت موصوف کو کوئی وجہ اوس مصداق سے اختلاف کرنیکی نظر نہین آئی جو عدالت موصوف یکسان مختلف کتابون کے وقعت کے تجویز کرنمین متعلق کرتی آئی ہے - اجلاس کامل ہائیکورٹ مدراس نے بہی ایسے ہی آرا مقدمہ میناکشی بنام راماندا (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۴۹) متذکرہ بالا مین قایم کی ہین -

اسطرحسے تہا وایک عجیب رائے متفقہ بہ نسبت سند اعلی وتنک میمالنسا اور وتنک چندرکا کے دربارہ امور تبنیت کے حاصل ہے یہہ کہا گیا ہے کہ وہ دونون رسالہ جنون مین اور اہل یورپ مصنف ان رسالہ جات مین اسوجہ سے بہت مشہور ہوگئے ہین کہ اونکا ترجمہ مسٹر سدرلینڈ نے کیا ہے اور اونہون نے اونکی بہت اعلی وقعت قایم کی ہے اور ہندو مقننون مین اور ہندو عوام الناس مین وہ لامعلوم ہین اور اونکی سند کی تقلید نہین ہوتی ہے - بمبی پریزیڈنسی مین جوکچہہ کیفیت ہو سو ہو جہانتک ممالک ہذا کو تعلق ہے مجہے کوئی سند بیان متذکرہ بالاکی نہین معلوم ہوتی ہے - ہندا پنڈت مصنف وتنک میمالنسا کا بموجب اوس بیان کے جو مسٹر منڈلک سے بنارس کے مشہور پنڈت بال شاستری نے کیا تہا جو باشندہ اوسی شہر کا تہا - اوسکے مورث بدار ملک دکہن ہند سے بنارس آئے تہے

اوس نے اپنی شرح وشنو کی اسنبت جسکا نام کیسواد بجینتی ہے ۱۶۳۳ء مین لکھی تھی (منی صاحب کا ہندو لا صفحہ ۴۰) قیاس کیا جاتا ہے کہ ونگ میالنسا زمانہ حال کے تصنیف ہی لیکن چونکہ اوسکا ذکر دیجنیتی مین ہی (دیکھو باب ۴۴ ۲) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے لکھی گئی تھی یا بدرجہ اقل دیجنیتی کے ہموقت لکھی گئی تھی لہذا سترہوین صدی کے حصہ اولین مین یعنی دیا می سوا تین سو سال گذشتہ کے درمیان مین وہ ضرور لکھی گئی تھی - ونگ چندرکا چند سال پہلے لکھی گئی ہی اور یہہ امر بالکل صحیح ہے کہ ایا اوسکا مصنف ایک شخص مسمی کو دیر باشندہ بنگالہ کا حسب بیان مسٹر سنڈلینڈ کہا یا دلو نندن پنڈت حسب بیان مسٹر سدرلینڈ کے تہا - بہ نسبت تصدیق اوس کتاب کے کچہ شبہہ نہین ہو سکتا ہے اور مین اوس روایت پر کچہہ وقعت قایم کرنیکو امادہ نہین ہون جو مسٹر گوپال چندر سرکار نے برخلاف اپنی ٹاگور لا لکچرس مین بیان کی ہے - ایک جلد مطبوعہ ونگ چندرکا اور ونگ میمانسا دونون کی کلکتہ مین ۱۸۰۸ء مین ظاہر ہوئی تہی اور اونکا انگریزی مین ترجمہ مسٹر سدرلینڈ کا ۱۸۲۱ء مین شایع ہوا تہا (مورلی صاحب کے ڈائجسٹ کی تمہید صفحہ ۲۱۶) مسٹر سدرلینڈ کی دیباچہ سے واضح ہوتا ہے کہ ترجمہ ۱۸۱۴ء کے قریب شروع ہوا تہا اور ۱۸۱۹ء مین ختم ہوا تہا (اسٹوکس صاحب کے ہندو لا بکس صفحہ ۵۲۹) اور عوام الناس اوس ترجمہ سے ظاہر ا ۱۸۲۱ء کے کچہہ وقت تک واقف نہین ہوے تہے لیکن صاف اور ناقابل تحقیق شہادت اس امر کے ثبوت مین ہے کہ یہہ دونون کتابون سے ہندو پنڈت اور مقننان بخوبی واقف تہے -

میگناٹن صاحب کے اصول اور نظایر شاستر کے جلد دوم مین جہان موقع الدیلنے حکام شاستر کی راے بہ نسبت اون امور کے جو اونکی روبرو پیش کئے گئے تہے مجمع معلوم ہوتا ہے کہ بطور اسناد اون جوابات کے جو پنڈتون نے اون سوالات کے بابت دے جو اون سے کئے گئے تہے مقدمہ نمبر ۸ (صفحات ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹) مین اونہون نے ۲۰ اپریل ۱۸۱۴ء کو دتک میمانسا اور دتک چندرکا دونون پر حوالہ کیا ہے - مقدمہ راجہ شمشیر مل بنام رانی دلراج کنور (مقدمہ ۱۴ صفحہ ۱۸۹) جو ضلع گورکھپور کا مقدمہ تہا اور ۳ جنوری ۱۸۱۵ء کو فیصل ہوا تہا دتک میمانسا پر استدلال ہوا تہا اور حکام شاستر کی راے مین یہہ بات صاف طور پر بیان ہوی تہی کہ بہ نسبت متذکرہ مقدمہ مذکور بموجب دتک میمانسا

سکے جو گورکہپور مین رایج ہی قابل پروار کہی جا سکتی ہی۔ اسٹرینج ۔ مناظرہ مقدمہ نمبر ۵ (صفحہ
۱۸۰) مورخہ ۱۹ مارچ سنہ ۱۸۱۵ء مطابق اصول منو و ویوہار تتو و دتک میمانسا و دیگر
کتب قانونی بیان کی گئی ہے سنہ ۱۸۲۲ء و سنہ ۱۸۲۴ء و سنہ ۱۸۲۶ء مین دتک میمانسا و دتک
چندرکا دونون پر پنڈتون نے مقدمات متذکرہ صفحات ۱۷۵ و ۱۷۹ و ۱۸۳ مین حوالہ کیا
ہے۔ اسٹرینج صاحب کے ہندو لا پر پہر غور کرنے سے مین ایک مقدمہ زیر مد
جوابات معقول منفصلہ پراونشل کورٹ واقع مسولیپٹم مورخہ ۲ جولائی سنہ ۱۸۰۹ء (جلد ۲
صفحہ ۱۰۳) پاتا ہون جسمین پنڈت نے اپنی جواب مین حوالہ دتک میمانسا اور سندساکلا محولہ
اوسکے پر کیا ہے۔ مسٹر ایلس صاحب نے ایک کاغذ مورخہ ۱۲ اگست سنہ ۱۸۱۲ء مین حوالہ
ایک صحیح کتاب پنڈت [illegible] دتک میمانسا پر جو مدراس مین دستیاب ہو سکی تہی حوالہ
کیا ہے (اسٹرینج صاحب کا ہندو لا جلد ۲ صفحہ ۱۷۹) مقدمہ راجہ ہمچل سنگہ بنام کومر گہنسام سنگہ
(نیپ صاحب کے رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۳۰۲) مین جو ضلع اٹاوہ کا مقدمہ تہا اور سنہ ۱۸۱۱ء مین
دایر اور سنہ ۱۸۱۳ء مین پراونشل کورٹ سے اور سنہ ۱۸۱۶ء مین صدر دیوانی عدالت بنگالہ سے
[illegible] علاقہ اختیار سماعت [illegible] و سوقت اٹاوہ تہا فیصل ہوا تہا پنڈتون نے دتک میمانسا
پر واسطے جواب حوالہ کیا تہا اور ضلع [illegible] مین نافذ تہا بابت شعبہ بریلی کی پراونشل کورٹ کے پنڈتون
نے متاکشرا و [illegible] ایک کتاب [illegible] جو بعلی مین مستند کتاب ہے حوالہ کیا تہا لیکن
یہہ ذہن نشین رکہنا چاہیئے کہ میمانسا [illegible] بہی بیان بحث تبنیت کا ہے اور چونکہ مسئلہ متاکشرا
کے ایک شرح [illegible] کی ہے لہذا [illegible] حوالہ متاکشرا کے ساتہہ ہو سکتا ہے۔ اسواسطے
یہہ بات صاف ظاہر ہے کہ سدرلینڈ صاحب نے دتک چندرکا اور دتک میمانسا ترجمہ شروع
کرنیسے پہلے بہی وہ کتابین ہندو پنڈتون مین بطور اسناد بحث تبنیت کے نہ صرف ہند شمالی
مین مشہور تہین بلکہ پریزیڈنسی مدراس مین بہی مشہور تہین۔ یہہ سچ ہے کہ اونکا کچہہ
ذکر کولبروک صاحب کے ڈائجسٹ ہندو لا مولفہ سنہ ۱۷۹۸ء مین نہین ہے لیکن یہہ یاد
رکہنا چاہیئے کہ ڈائجسٹ مذکور مین بہت ہی کم وقعت بحث تبنیت کو دی گئی ہے یہہ
ہو سکتا ہے کہ جگنناتہہ تارک پنچانن مصنف دلوادا بہنگارناوا کا جو ڈائجسٹ کولبروک
کا اصل ہے دتک چندرکا اور دتک میمانسا سے واقف نہ تہا یا اوس نے اون کتابون کو
مستند نہین خیال کیا لیکن پریوی کونسل نے مقدمہ [illegible] بنام اجابار [illegible] ہند مولف

مور صاحب جلد ۴ صفحہ ۱) مین بترجیح کتاب جگنناتہہ کی اون کتابون کی تقلید کی ہے
علاوہ برین جگنناتہہ تارکا پنچانن کی بنگال مین جو کچھہ سند ہو سو ہو بنارس مین وہ بطور
سند متصور نہین ہوتا ہے اور خود اوسکے مترجم مسٹر کولبروک نے اوسکی بابت یہہ
کہا ہے کہ ہم اوسکی وہی بزرگی یہان نہین پاتے ہین جب کہ وہ خود اپنی نام کا ذکر
کرتا ہے (مسٹر نیج صاحب کا ہندو لا جلد ۲ صفحہ ۶۷۱) جیسا کہ ہم اوپر کہہ چکی ہین خود
مسٹر کولبروک صاحب نے دتک میمانسا کو ایک مستند کتاب تصور کیا تہی- ایک خط
مین جو ممدوح الیہ نے سرجان رائڈس کو بتاریخ ۱۴ مارچ ۱۸۱۲ء کو لکہا تہا اونہون نے
بہ نسبت اوس کتاب کے یہہ کہا تہا کہ غالباً بہ نسبت تبنیت کے وہ سب سے
عمدہ کتاب ہے (مسٹر نیج صاحب کا ہندو لا جلد ۲ صفحہ ۱۳۳) بمشکل مجہے یہہ اوسکے کہنے
کی ضرورت ہے کہ مسٹر سدرلینڈ نے دتک میمانسا اور دتک چندریکا کو بہت مستند
کتب سمجہا تہا- اپنی ترجمہ کی دیباچہ مین اونہون نے یہہ بیان کیا ہے کہ دتک میمانسا
بہت مشہور کتاب موجودہ دربارہ تبنیت شاستری کے ہے- اوسکے مصنف نند
پنڈت اسلئے بہت علمی فضیلت حاصل کی ہے- دتک چندریکا ایک مستند کتاب ہے
اور نند اپنڈت کے رسالہ کی بیخ و بنیاد خیال کیجاتی ہے (اسٹوکس صاحب کا
ہندو لا صفحہ ۵۴۷) - وجہ اس امر کی کہ منجملہ کل دیگر کتابون کی کیون اونہون نے ان
دونون کتابون کو ترجمہ کے لئے منتخب کیا تہا یہہ ہے کہ جا بیجا وہ کتابین باوقر
سمجہی جاتی تہین اور یہہ بات کہ امر واقعہ یہی ہے اون حوالہ جات سے ثابت کردیا
ہے جو اوپر نقل ہوتون نے اتنی مدت پہلے سے کئے ہین جو کہ ۱۸۱۹ء و ۱۸۲۱ء کو مدت ہوئی ہے
یہہ سچ ہے کہ دتک چندریکا اور دتک میمانسا زمانہ حال ہی کے کتب ہین اگرچہ
وہ اب ڈہائی سو برس سے زیادہ کی ہین- لیکن خود قانون کا ظاہر ظہور بہی حال ہی کا
ہے- زمانہ ہاے ابتدائی مین بارہ طریقے لڑکا بنانیکی تہے لیسر متبنی کی بہت کم وقعت
اور ادنی حیثیت ہوتی تہی- لیکن امتداد زمانہ سے ہندون کے دلون مین مختلف
خیالات بہ نسبت تعلقات جنس کے پیدا ہو گئے اور کل دیگر اشکال لڑکا بنانیکی متروک
ہو گئین اور تبنیت سربرآوردہ ہو گئی اور زمانہ حال مین جو پسران تسلیم کئے جاتی
ہین وہ صرف وہ لڑکے ہین جو پیدا ہوئے ہین یا متبنی کیجاتی ہین لہذا یہہ

صاحب کا امید کیجا سکتی ہے کہ زمانہ حال ہی کے مصنفان وہ شخص ہین جنہون نے
شرح وبسط کے ساتھہ اور قابل الفہم قانون تبنیت کو طے کیا ہے۔ معلوم ہوتا
ہے کہ سب سے پرانی دو کتابین جنمین محض تبنیت کا بیان ہے دتک چندرکا اور
دتک میمانسا ہین اور چونکہ وہ قریباً تین صدیون سے وجود پذیر ہین اور جیسا کہ
مین اوپر کہہ چکا ہون بطور اسناد اعلی بہ نسبت بحث تبنیت کے نہ صرف
مصنفان اہل یورپ بلکہ قریب قریب کل ہندو ججون نے جنہون نے مختلف
ہایکورٹون مین اجلاس کیا ہے اور دیگر مشہور ججون یوروپین اور ہندوستانی
اور مدراس اور بمبئی ہایکورٹ کے دو اجلاس کامل نے اور حکام عالیمقام پریوی
کونسل نے اور قریب قریب کل ہندو مصنفان شاستر نے اور ہندو پنڈتون
نے جنہون نے شروع صدی حال سے اظہار کئے ہین تسلیم کیا ہے تو مجھے معلوم
ہوتا ہے کہ اون کتابون کی سند سے اب چشم پوشی کرنیکے لئے ناوقت ہو گیا ہے
اور بمقابلہ ایسے محکم مجموعہ اسناد کے ہر شخص کو ذی علم وکیل اپیلانٹ کی یہہ حجت قبول کرنے مین
تامل ہوگا کہ اونپر کچھہ وقعت نہ قایم کرنا چاہئے۔ یہہ امر قابل یادداشت کے ہے کہ
جہانتک بحث حال کو تعلق ہے (۱) سنسکار کوستبھا (۲) دہرم سندہو (۳) دتک نرنے
(جو پریزیڈنسی غربی مین اسناد ہین دیکھئے منڈلک صفحہ ۳۸۹) (۴) دتک کومدی۔
(دیکھئے جالی صفحہ ۳۰۸ اور گوپال چندر سرکار صفحہ ۳۳۴) (۵) دتک درپن (۶) دتک
ویدیتی (۷) دتک منجری (دیکھئے سرکار صفحہ ۳۲۷) اور (۸) دتک سرومنی (دیکھئے
ضمیمہ ڈاکٹر جالی صاحب کے ٹاگور لا لیکچرس) کی وہی راے ہے جو دتک میمانسا اور دتک چندرکا کی ہے
مسٹر وسٹ اور مسٹر بہلر نے (صفحہ ۸۶۵) مین بہت صداقت کے ساتھہ یہہ تحریر کیا
ہے کہ زمانہ حال مین یہہ قرین قیاس نہین معلوم ہوتا کہ تخرج قانونی بہت سے واسطے اصول قانون تبنیت
کے نکالے جاوینگے۔ درحقیقت ایسے اصول کے بہم پہونچانے کے لئے وہ بہت کمزور ہین بجز اسکے
کہ بذریعہ عمل طریقہ نتیجہ تعبیری کے نکالے جا سکین۔ صدہا سال سے ہندو مصنفان
نے اون [illegible] اسکا لیا ہے اور ان مصنفان نے جو نتایج اخذ کئے ہین وہ اونکی بارکی
[illegible] رسم ورواج اور ہندو [illegible]
سے [illegible] مستحق اور مقبول نہین ہوسکتے جو اوس کے

ضروریات کے موافق اور مناسب ہین۔ عملدرآمد حال کے لئے ویدسے سمرتی زیادہ
ترقریب ہوتی ہین لیکن زیادہ تر بادقعت اسناد مستند دہ مصنفان ہین جنپر
حوالہ ہوچکا ہے اور جنکی توضیحات جزو قانون مروجہ مین شامل ہوچکی ہین اور جزو
قانون مذکور مین دستورالعمل ہوگئی ہین۔ الیسی تیار لسے اجلاس کامل ہائیکورٹ
مدراس نے مقدمہ مینا کشی بنام رامانند آف انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ
۴۹ مین قایم کی تھی جسکا اکثر مین نے حوالہ دیا ہے۔ ذیعلم ججون نے کہا ہے یہہ
ایسا وکیل اپیلانٹ کا پیدا نہین ہوسکتا ہے کہ ہمکو یہہ دیکھنا چاہئے کہ تعبیر شارح
کی تشبیہاً مناسب ہے یا نہین یہہ یاد رکھنا چاہیے کہ جنبا حضور تو نہین خود تشریحات
مذکور بوجہ اسکے کہ لوگون نے اون اراکو جو اونمین ظاہر کی گئی ہین بطور جزو قانون
مروجہ کے اختیار کرلیا ہے وسایل قانون جدید ہوگئی ہین۔ پہلے سے یہہ کہدینا
ممکن نہین ہے بجز بحوالہ رسم و رواج واقعی کے کہ آیا رائے شارح کی بہ نسبت کسی خاص
امر کے جزو شاستری ہے جو لوگون نے قبول کیا ہے یا نہین اور عدالتہاے انصاف کے لئے
صرف یہی طریقہ اختیاری ہے جیسا کہ متوسامی ایار نے مقدمہ شیولنگا متو ویدیاگاوندا
پتور بنام دوراسنگہا تیور مین بتایا ہے کہ جو تشریحات بالعموم بطور ایسے مستند کے
جسمین قانون متعلقہ فریقین شامل ہے مقبول ہوچکی ہین اونکو قبول کرنا چاہئے
الّا یہہ کہ شہادت صاف و صریح سے یہہ ثابت ہو کہ کسی خاص امر مین رسم و رواج لوگونکا
اونکے مطابق نہین ہے۔

میری راے مین ان تحریرات مین بہت وقعت ہے اور میرا پورا اتفاق ہے
تشریحات زمانہ حال کے ضروری جزو اوس امر کے تجویز کرنے مین ہین کہ کیا وسایل شاستری
ہر خاص امر کے لئے ہوچکی ہین اور بجز اوس صورت کے کہ یہہ ظاہر ہوتا ہو کہ وسے صریحاً بخلاف
ورزی قواعد اوس قانون کے ہین جو شاستر مین ظاہر کیا گیا ہے یا بخلاف ورزی
اوس عملدرآمد زمانہ قدیم کے ہین جسکا کسی خاص مقام یا کسی خاص فرقہ مین وجود پذیر
ہونا بصاف طور پر ثابت ہوتا ہو تو اونکی سند کو محض اس بنیاد پر نظرانداز نکردینا چاہیے کہ
جو دلایل اونکے پیدا ہوے ہین اونمین سے چند پر نکتہ چینی وارد ہوتی ہے۔ اس امر کے
مین لحاظ اس امر کے کہ ونک میالسنا اور دتک چندرکا عرصہ تین ربع ایک صدی سے

عمل اجرا ہند مین بطور کتب اصلی سند دربارہ تبنیت کے عدالتانہ تسلیم ہوئی آئی ہین
ہر شخص کو جواب اونکی وقعت کم کرنیکی کوشش کرتا ہو بہت قوی وجوہ سے یہہ کوشش
کرنی چاہئے - میری رائے مین ایسی وجوہ اسمقدمہ مین ثابت نہین ہوئی ہین -

یہہ امر متنازعہ نہین ہے کہ بموجب رائے نند اپنڈت مصنف دتک میمانسا
و مصنف دتک چندر کا کے تبنیت نواسہ یا بھانجہ یا مان کے بہن کے بیٹے کی قطعاً ممنوع
ہے - تو ہمکو یہہ دیکھنا چاہئے کہ آیا اس ممانعت کی تائید کسی رشیون کے اقوال سے ہوتی
ہے یا کوئی ایسے اقوال اوسکے مخالف ہین -

ان دونون کتابون کا استدلال ساکلا کے یا جسکو ساکلیا بھی کہتے ہین قول پر ہے

کسی دوجنمی قوم کا کوئی شخص جو اولاد ذکور سے محروم ہوا سوجہ سے ایک
لڑکا جو اولاد ... پیدا کیا مخصوص یا اوسکا قریبی بھی ہو اور جو ایک ہی خاندان
عام مین پیدا ہوا ہو ... کر لیوے اگر ایسا کوئی موجود نہو تو اوسکو متبنی کر لیوے جو
دوسرے خاندان سے پیدا ہوا ہو بجز نواسہ یا بھانجہ یا مان کے بہن کے بیٹے کے -

(دتک میمانسا دفعہ ۲ اشلوک ۱۰۷ اور دتک چندر کا دفعہ ۱ اشلوک ۲)

عبارت مندرجہ بالا مسٹر سدرلینڈ کا ترجمہ ہے و مسٹر گلاب چند سرکار کا ترجمہ بھی
اسی مضمون کا ہے - اسمین شبہ نہین ہو سکتا ہے کہ ساکلا کے قول مندرجہ بالا مین
ممانعت تاکیدی خلاف تبنیت نواسہ و بھانجہ و مان کے بہن کے بیٹے کے شامل ہے
اوسکے روسے ایک استحقاق معہ ایک قید کے عطا ہوتا ہے اور وہ قید یہہ ہے کہ نواسہ
و بھانجہ و مان کے بہن کا بیٹا خارج ہے - چونکہ وہ استحقاق معہ ممانعت کے وجود
پذیر ہوا ہے تو جو کوئی شخص اوس استحقاق کو استعمال مین لاوے وہ ضرور پابند
اوس ممانعت کا رہیگا - مسٹر گلاب چند سرکار کی دلیل اس بنیاد پر کہ چونکہ قاعدہ
اجازتی اور اختیاری ہے لہذا ممانعت بھی اختیاری ہے میری رائے مین غلط ہے
چونکہ کوئی وجہ ممانعت کو ... نہین ہے لہذا بموجب قاعدہ لغویہ جیمنی کے وہ ممانعت لازمی
اور قطعی قرار پانی چاہیے اور نہ محض ہدایتی - ساکلا کی سند بطور مصنف ہونے کے غیر مشتبہ
ہے - رگ وید کی اصل ساکھا اوسی کے نام سے موسوم ہے دیکھئے منڈلک کا دیباچہ
میو کہہ صفحہ ۸ اور مسٹر ومنی کا ہندو لا صفحہ ۴۰) سمرتی رتناکر مین اوسکا ذکر بطور رشی کے

اور مصنفان ثونیو رو اسوتر کے ہوا ہے (منڈلک کا دیباچہ صفحہ ۱۴ اور میر و منی صفحہ ۱۴۴) مہابھارت مین بطور قانون دینے والے یعنی ادیدلشٹکا کے وہ نامزد کیا گیا ہے (دیباچہ منڈلک صفحہ ۱۵) وید ویستہا جیند ریکا کے دیباچہ مین منجملہ اون رشیون کے اوسکا شمار ہوا ہے جنہون نے دہرم شاستر پر تحریرات کئی ہین اور وسٹ و بہولر صاحب کے شاستر (صفحہ ۲۸) مین اوسکا تذکرہ بطور مصنف سمرتی کے ہوا ہے جسکی تحریرات کا ایک جزو بالوجود رہا۔ کولبروک صاحب کے تحریر شدہ مضامین بھی جو ہندوستان کے مذہب اور علم فلسفہ کی بابت ہین اور جو ایشیاٹک ریسرچز مورخہ ۱۸۰۵ء و ۱۸۰۱ء کی معاون ہوئین اوسکا تذکرہ بطور رشی کے ہوا ہے ۔ ہمکو کوئی وجہ نہین دکہلائی گئی ہے جس سے ہم مناسب طور پر یہہ قیاس کرسکین کہ جس قول پر ونگ چندریکا اور ونگ میالنا مین بطور قول سانکلا کے حوالہ ہوا ہے وہ اصلی نہین ہے یا وہ نا مکمل ہے ۔ یہہ قیاس کرنا زاید انامدازہ ہے کہ اون دونون کتابون کے مصنفون نے وہ جہوٹہہ بنالیا ہے بموجب راے وسٹ صاحب اور بہولر صاحب کے تحریرات سانکلا کے اجزا اب مروج ہین اور اگر وہ قول جو اوس سے منسوب کیا جاتا ہے اصلی نہوتا تو اوسکا دروغ ثابت کرنا دشوار نہوتا ۔ بلاشبہ ڈہائی سو برس سے زیادہ ہوا وہ بلا اعتراض نشٹ پاتا اور مختلف دیسی ہندو مقننان جنہون نے تبنیت کے بارہ مین تحریر کی ہے اوس قاعدہ کو قبول نکرلتے جو اوس نے ظاہر کیا ہے ۔ اسطرح پر غیر مشتبہ سند سانکلا کی تائید قاعدہ محرومی قرار یافتہ ونگ چندریکا اور ونگ میالنا کے ہے ۔

دوسری سند تائید نتیجہ اخذ کردہ نند اپنڈت کے سونک کا قول ہے ۔ وہ بہی غیر متنازعہ سند کے رشی تہے ۔ منو نے بہی اونکو بطور ایک سند کے حوالہ کیا ہے ۔ باب سویم دفعہ ۱۶ امین منو نے یہہ کہا ہے ۔ بموجب اتری اور گوتم (لیسر اوتا تہیا کے جو شخص اسطرح پر نیچ قوم کی عورت سے شادی کرتا ہے اگر وہ پرو کشت ہو تو فوراً ذات سے نیچا کردیا جاتا ہے اور اگر جنگی یعنی سپاہی ہو تو بموجب سونک کے لڑکا پیدا ہونے پر ذات سے گرا دیا جاتا ہے (دیکہئے سر ولیم جونس صاحب کا ترجمہ منو او دہرم شاستر طبع ۱۸۶۳ء صفحہ ۴۹ اور نیز سیکرڈ بکس آف دی ایسٹ جلد ۲۵ صفحہ ۷۸) سونک کی سمرتی موجود ہے اور اوسکا جزواً ترجمہ ڈاکٹر بہولر صاحب نے جو قل

ایشیاٹک سوسایٹی جلد ۳ حصہ ا صفحہ ۱۴۹ و ما بعد مین کیا ہے افسکے قول کے اجزا پر جو امر نزاعی حال سے متعلق ہین دتک میمانسا مین حوالہ ہوا ہے (دفعہ ۱۲ اشلوک ۴۷) اور دفعہ ۵ اشلوک ۱۷ و ۱۸) کل قول کا ترجمہ مسٹر گولاب چندر سرکار کے ہندو لا در بارہ تبنیت صفحہ ۳۰۸ مین درج ہے۔ وسکا حصہ جو نیوہاں میوکھ مین پھر درج کیا گیا ہے اوسکا ترجمہ صفحہ ۳۲ و ۳۳ مسٹر منڈلک صاحب کے کتاب مین کیا گیا ہے اور مسٹر منڈلک نے اپنی کتاب کے حصہ مابعد مین ایک ترجمہ اوس قول کے ایک جز و کا بسطرح پر کہ وہ اوسکو پڑہتے ہین کیا ہے۔

جو قاعدہ نند اپنڈت نے سوتک کے قول سے اخذ کیا ہے وہ یہہ ہے کہ کوئی ایسا شخص قابل تبنیت کے نہین ہے کہ جسکی اور متبنی کرنیوالے کے درمیان ناموافقت رشتہ مندی (ویرودہ سمبندہ) کی ہے اور چونکہ جو ناموافقت درمیان کسی شخص اور اوسکے نواسہ یا بہانجہ یا موسی کے بیٹے کے ہے وہ ایسی ہے کہ جسسے شخص اخر الذکر بیٹا شخص اول الذکر کا نہین ہوسکتا ہے یعنی شخص اخر الذکر شخص اول الذکر کو متبنی نہین کرسکتا ہے۔ مصداق اس امر کے تجویز کرنیکا کہ ایا تبنیت مین ناموافقت رشتہ مندی کی متعلق ہے یا نہین بموجب نند اپنڈت کے یہہ ہے کہ خود اوس سے (متبنی کرنیوالے سے) بذریعہ قول و قرار (کسی دوسرے کی زوجہ سے اولاد پیدا کرنا) پیدا ہوسکنے کی قابلیت وغیرہ (دفعہ اشلوک ۱۶)

یہہ امر ذہن نشین رکہنا چاہئے کہ چونکہ غرض تبنیت کی یہہ ہے کہ واسطے فایدہ روحانی اور استمرار نسل کے بیٹا بنایا جاوے لہذا قدیم مصنفان شاستر خواہشمند اس امر کے ہین کہ جہانتک ہوسکے پسر متبنی مشابہ اوس بیٹے کے ہو جو پیدا ہوتا ہے اور بتاثیر تمام فایدہ روحانی پہونچا سکے۔ جیسا کہ سر طامس اسٹرینج صاحب نے کہا ہے (جلد ا صفحہ ۸۳) کہ بدرجہ اتم وہ ایسا ہونا چاہئے کہ گویا وہ بیٹا اوسی کے پیدا ہوا ہے اور جیسا کہ منو مین صاحب نے کہا ہے (اشلوک ۹۴) کہ جہانتک ممکن ہو وہ مسل اوسکے حقیقی بیٹے کی نظر اوسے اور فی الحقیقت ایسا ہونا چاہئے جو کبہی اوسکا بیٹا نہین ہوسکتا تہا معلوم ہوتا ہے کہ اسیوجہ سے منو نے باب ۹ دفعہ ۱۶۸ مین یہہ قاعدہ قایم کیا ہے کہ لڑکا جو متبنی

کیا جاوے وہ پوترسا اورسا ہونا چاہئے یعنی مشابہ یا مثل بیٹے کے ہونا چاہئے
ایسی ہی وجہ سے سونک نے یہہ قرار دیا ہے کہ وہ پوتر چہایا یا عکس ہونا چاہئے یعنی
بیٹے کا عکس اور سین ہونا چاہئے اور متن سے کسی نے یہہ نہین کہا ہے کہ وہ
مشابہت کس امرمین ہونی چاہئے۔ بہ نسبت قول منو کے اونکی شارحان کی یہہ
رائے ہے کہ لے متبنی مین مشابہت یہہ ہونی چاہئے کہ جس درجہ کا متبنی کرنیوالا
ہے اوس درجہ کا وہ بہی ہو۔ بہ نسبت قول سونک کے نند اپنڈت نے یہہ قرار
دیا ہے کہ مشابہت اس امرمین ہونی چاہئے کہ جو متبنی کرنیوالے سے بذریعہ
قول و قرار (یعنی دوسرے کی زوجہ سے اولاد پیدا کرنا) وغیرہ سے جیسا کہ بہائی
کے بیٹے کسی نزدیک یا دور رشتہ مند وغیرہ کے تبنیت کی صورت مین دفعہ اشلوک
۱۲) ہوتا ہے اور اوسی طرح اون نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ بہائی چچا ماموں یا نواسہ
اور بہانجہ مستثنی ہیں کیونکہ اونمین بیٹے کی مشابہت نہین ہوتی (اشلوک
یہہ حجت ہوتی ہے) کہ سونک کا یہہ مقصود نہین تہا کہ الفاظ عکس بیٹے
کا رکہا ہو متبنی کی لیاقت متبنی ہونے پر کوئی قید ہو اور یہہ مقصود نہین
ہے کہ مشابہت قبل رسم تبنیت کے ہو۔ اس حجت اخیر کی تائید مین حوالہ اوپر
ترجمہ قوانین زیر بحث پر جو ڈاکٹر بہولر صاحب نے الشا تاک رلیسر خرصفحہ ۱۲۰ مین
کیا ہے ہوا ہے کہ جو حسب ذیل ہے۔ تب اوسکو لڑکے کو آراستہ کرنا چاہئے جو ایا
مشابہ لیسر لینے والے کے جسم کے لباس وغیرہ (زیورات متذکرہ ماسبق) کے ہو۔
اور یہہ کہا گیا ہے کہ جو کچھہ مراد ہے وہ یہہ ہے کہ لڑکا بوجہ رسم داد و ستد کے مشابہت
بیٹے کی رکہتا ہے۔ میری رائے مین یہہ حجت جائز نہین ہے۔ مسٹر گلاب چندر
سرکار نے اس فقرہ کا ترجمہ اسطرح پر کیا ہے (صفحہ ۳۰۰) اور مسٹر منڈلک کا ترجمہ
قریب قریب اسی مضمون کا ہے۔
دینے والے کو جو قابل ہو کہ بیٹا ہو اوسے پانچ رچا پڑ کر جو اوپا چلنا ہی
شروع ہونگے دیدینا چاہئے۔ متبنی کرنیوالا دونوں ہاتھوں سے اوسی لڑکے کو
لیکر۔۔۔ اور اوس لڑکے کو زیور ... پہنا کر ... چاہئے
سا تہہ معہ ناچ کے لا کر بقیہ حصہ رسم کی تکمیل کرنا چاہئے۔ اس فقرہ کا کل مضمون

سے ظاہر ہوتا ہے کہ قبل تعمیل کل رسمون کے جلسے تبنیت مکمل ہوتی ہے دینے والا
ایسا شخص ہونا چاہیئے جو قابل دینے کے ہو اور لڑکا ایسا ہونا چاہیئے جو عکس
بیٹے کا رکھتا ہو۔ میری راے مین معقول طور پر یہ حجت نہین ہو سکتی ہے کہ لڑکا اب
عکس بیٹے کا رکھتا ہے کیونکہ بوجہ تبنیت کے وہ بعکس بیٹے کے نہین ہوجاتا ہے لیکن
واسطے کل عملی اغراض کے وہ واقعی بیٹا متبنی کرنیوالیکا معہ کل حقوق ذمہ دارہیاے
حقیقی بیٹے کے ہوجاتا ہے اور میری یہہ راے ہے کہ جو معنی نندا پنڈت نے اس
قول کے لگاے ہین وہ اوسکے صحیح معنی ہین۔ فیصلہ اجلاس کامل ہائیکورٹ
مدراس مقدمہ میناکشی بنام راماننداکا انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۱
صفحہ ۴۹) مین یہہ بات پورے طور پر دکہلا دی گئی ہے کہ قاعدہ مستثنی کا جو نندا
پنڈت نے بر بنا ء رشتہ ہمندی قریبہ اور رشتہ نامناسب کے اخذ کیا ہے وہ مغایر
قاعدہ نہین ہے اور جو کچہہ مجہے کہنے کی ضرورت ہے وہ کل یہہ ہے کہ مین اوس فیصلہ
سے اور ان وجوہ سے جو بابت نتیجہ اخذ کردہ ذیعلم ججون کے اوس فیصلہ مین درج
ہین اتفاق کرتا ہون۔ ہندؤن مین غرض شادی کی یہہ ہے کہ لڑکا ایسا پیدا ہو
جو فایدہ روحانی پہونچا سکے اور یہہ بات ناجایز شادی سے حاصل نہین ہوتی
ہے اسیوجہ سے قواعد شادی درمیان مدارج ممنوعہ کے ہین۔ چونکہ یہی غرض لڑکا
پیدا کرنیکی بذریعہ دستور نیوگ کے جواب نامستعمل ہے تہی۔ لہذا قواعد رشتہ
مندی ممنوعہ کے نیوگ مین بہی منضبط کئے گئے تہے۔ چونکہ تبنیت ایک ہی غرض
کے لئے عمل مین لائی جاتی ہے تو ایک ہی سے قواعد مبنی بر تشبیہہ نیوگ کے نتیجہ
ضروری ہونگے اس اقتضاء فطری کے ہین کہ بیٹا جو متبنی کیا جاوے اوسمین عکس بیٹا
کا ہونا چاہیئے یعنی اوس بیٹے کا عکس ہونا چاہیئے جو بیاہ سے پیدا ہوا ہو ورنہ
لیاقت تبنیت کی ساقط ہوجاویگی اور اوس صورت مین بیٹا جو متبنی کیا جاویگا
وہ مشابہ اوس اولاد کے ہوگا جو بعلق زناکاری سے پیدا ہوتا ہے۔ لہذا جو
قاعدہ نندا پنڈت نے دفعہ نہم اشلوک ۲۰ مین یہہ موضوع کیا ہے کہ ایسا شخص
متبنی کرنا چاہیئے جسکی ماں کے ساتہہ متبنی کرنیوالا علم جسمانی بموجب ترجمہ سدرلینڈ
صاحب کے یا جسکی ماں کے ساتہہ متبنی کرنیوالا محبت زناشوہی کی حسب ترجمہ

گلاب چند رسرکار رکھے رکھہ سکتا ہو صحیح نتیجہ سونک کے اس قول سے کہ پسر متبنی عکس بیٹے کا
رکھتا ہوا اخذ ہونا چاہئے اور لازم آتا ہے یہہ ایسا قول ہے جسکے روسے اوس قسم کے
شخصون کے تبنیت پر ممانعت ہوتی ہے جسکا ذکر اشلوک ۲۰ دفعہ پنجم ونک مہمالنسا میں ہے
چونکہ ماں کے بہن کا بیٹا اوس قسم کے شخصون مین ہے لہذا تبنیت ایسے بیٹی کی سونک
نے منع کی ہے۔

دوسرا قول سونک کا جسپر نندا پنڈت نے استدلال کیا ہے اسلوک ۴۷ دفعہ ۲۹
ترجمہ سدرلینڈ مین اسطرح پر بیان ہوا ہے چہتریون میں خود اپنی ہی فرقہ مین اور (بحالت
ہونے رشتہ مند سپنڈ کے) عام خاندان مین بہی جو ایک ہی گروکے ہو وکار ہون اور
ویشیو مین فرقہ ویش کے لوگو مین سے (ویش جاتشو) اور سودرو مین سودر کے فرقہ
کے لوگون مین سے صرف سب فرقون مین اور قومون مین بہی (اپنی ہی اپنی قوم مین)
اور نہ اور طرحپر۔ لیکن نواسہ اور بہانجہ کو سودر لوگ متبنی کرلیتے ہین۔ تین اعلی قومون
کے لئے کسی موقع پر بہانجہ بیٹا (بیان کیا گیا) نہین ہے۔ اخیر دو فقرون کو مسٹر منڈلک
نے اسطرحپر بتایا ہے (صفحہ ۴۹۱)۔ نواسہ یا بہانجہ کو بطور پسر کے صرف سودر ہی متبنی
کرلیتے ہین تین قومون کی صورت مین جو برہمن سے شروع ہوتے ہین بہانجہ (نواسہ)
کسی موقع پر بطور بیٹے کے بیان نہین کیا گیا ہے۔

اخیر فقرہ کا حوالہ سونک کے اوس انتخاب مین نہین ہے جو دیوہار میوکھ
مین درج ہے (دیکھیئے منڈلک صفحہ ۵۲ و ۵۳) اور ظاہرا سونک سمرتی کے اوس جلد
مین نہین موجود تہا جسکا ترجمہ ڈاکٹر بہلر صاحب نے کیا ہے۔ اگر وہ فقرہ اوس کتاب
مین نہین پایا جاتا ہے تو یہہ بحث کہ یہی وجہ اوس قاعدہ کے اوس کتاب مین مرتب
کیجا چکی ہے یعنی یہہ قاعدہ کہ نواسہ اور بہانجہ صرف سودرون ہی مین متبنی کیا جاتا
ہے اور قاعدہ تعبیر جمینی کے متعلق کرنیسے قاعدہ مذکور صرف بطور ہدایتی کے متصور
ہو سکتا ہے اور نہ بطور تاکیدی کے خارج ہو جاتی ہے۔ اگر یہہ فقرہ کہ تین اعلی قومون
کے لئے بہانجہ کسی موقع پر بطور بیٹے کے نہین ہے (بیان کیا گیا) بطور امر واقعہ کے
اوس کتاب مین پایا جاتا ہے اور اندازہ شہادت کا یہہ ہے کہ وہ پایا جاتا ہے تو سونک
نے اوسکا استعمال بطور وجہ اس امر کے نہین کیا ہے جو اوس سے ماسبق ہے (اگرچہ

منڈ ا پنڈ ت کا یہہ خیال ہے کہ اونہون نے استعمال کیا ہے) لہذا سونک کی کتاب پر بطور تکملیہ کے محض بطور ہدایت کے حوالہ نہین ہو سکتا ہے۔ سونک سمرتی کے اکثر قلمی جلدون مین جواب موجود ہین یہہ قول پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ مین اوس قول کو دیتا ہون اوسکے رو سے یہہ قاعدہ بہ نسبت اون شخصون کے درجین کے قرار پایا ہے کہ جنمین سے لڑکا متبنی ہونیوالا منتخب کیا جاویگا اور اوسمین ایک مستثنی اوس قاعدہ کے لئے بصورت نواسہ یا بھانجہ کے مقرر ہے جنکے نسبت اوسمین کہا گیا ہے کہ بجز بابین سودروان کے قابل تبنیت کے نہین ہین اور تین اعلی فرقوںمین ممنوع ہے میری راے مین یہہ قول ممانعت قطعی خلاف تبنیت نواسہ یا بھانجہ کے تین اعلی قومون مین ہے اور محض بطور ہدایت کے متصور نہین ہو سکتا ہے۔

بحوالہ اس قول کے منڈ ا پنڈت نے دفعہ ۲ اشلوک ۹۱ مین یہہ کہا ہے:-

اس قول کے اوس جزو مین (بجز نواسہ وغیرہ ابتدائی تین اعلی قومون کے در بارہ نواسہ اور بھانجہ کے ایک مستثنی قایم کیا گیا ہے جو بالعموم تذکرہ رشتہ مندی سے نتیجہ ہوتا ہے۔ اسلوک ۹۲ مین اونہون نے یہہ کہا ہے چونکہ (جزو قلیل لیکن تہا ضروری ہی) ایک قید صرف سودروان کے لئے پائی جاتی ہے تین اول قوم کے لوگ اوس سے خارج ہین۔ اور جو نتیجہ اونہون نے اخذ کیا ہے وہ یہہ ہے کہ عبارت بھانجہ (قول سونک اشلوک ۱۴۷ کے فقرہ اخیر مین) نواسہ اور موسی کے بیٹے کے لئے تمثیلا ہے اور یہہ مناسب ہے کیونکہ تعلق ممنوعہ کل تینون کے لئے عام ہے (اشلوک ۱۰۸)۔

منڈ ا پنڈت کی بحث کا یہہ نتیجہ ہے کہ وہ قاعدہ مجوزہ مبنی بر رشتہ مندی اخذ کرتے ہین۔ جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون اوس قاعدہ کے واسطے وہ ساکلا کی سند رکہتے ہین جنہون نے ممانعت سخت قایم کی ہے۔ وہ سونک کی بہی سند رکہتے ہین جنہون نے درحالیکہ یہہ چاہتے ہین کہ جو لڑکا متبنی کیا جاوے وہ عکس فرزند کا کہتا ہو ممانعت بہی قایم کی ہے۔ اونکی قول کا بقیہ حصہ کے رو سے بہی جیسا اوپر حوالہ ہوا ہے جیسا کہ مین نے اوپر بیان کیا ہے ممانعت قایم ہوئی ہے۔ لیکن عام اس سے کہ اون کے قول کے اوس جزو کے رو سے صرف قاعدہ موجودہ کی تشریح ہوتی ہے یا وہ قاعدہ قرار پاتا ہے جو صرف ہدایتی ہے یا اوسکے رو سے ممانعت قطعی قایم ہوتی ہے یا نہین

نند اپنڈت سنے اوسپر صرف بطور قاعدہ تمثیلی کے استدلال کیا ہے کہ جو قاعدہ اونہون
نے اخذ کیا ہے۔ اوس قاعدہ مین صرف سودر کی صورت مین مستثنی وجود پذیر ہوا ہے
اس نتیجہ کے لئے وہ سند کافی سولنک کی اقوال مین پاتے ہین۔ سودرون کی صورت
مین مستثنی ہونیسے اونکا یہہ قاعدہ مغایر نہین ہوجاتا ہے کیونکہ جیسا وسٹراپ
صاحب چیف جسٹس نے مقدمہ گوپال نرہر سفری بنام ہنمنت گنیش سفری (انڈین
لا رپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۳ صفحہ ۲۷۳) بہ تقویت ایک لوٹ کے جو مشہور جج اور
سنسکرت دان سر ریمنڈ وسٹ صاحب نے اونکو بہہ بہم پہونچایا تھا کہ سودر
شاستر آ بطور غلام کے اور اونکی شادیان کچھہ کلام شناسی بہہ مقصود ہوتی ہین تحریر کیا ہے
یہہ صحبت ہوئی ہے کہ نند اپنڈت کے نتیجہ کی اور اون قواعد کی جنکی اونہون
نے تشریح کی ہے منو یا وسسٹ یا جاجنولک کے کسی قول سے تائید نہین ہوتی
ہے۔ یہہ سچ ہے لیکن یہہ یاد رکھنا چاہئے کہ اون رشیون نے قانون تبنیت کو جو
ہندوؤن مین وجود پذیر ہے کامل طور پر اور جامع اور مانع طور پر طے نہین کیا ہے
اور نہ مکمل اور صاف قواعد بہ نسبت اوصاف اون اشخاص کے قائم کئے ہین جو
متبنی کیجاوین۔ لہذا اونکے تحریرات مین کسی ایسے قول کا ہونا حیرت انگیز نہین
ہے اور نہ بحث حال پر کسی نہ کسی طرح موثر ہے۔

اوسکی بعد یہہ اصرار ہوا ہے کہ ایک قول یاماکا ہے جو قاعدہ قرار یافتہ
دتک میمانسا اور دتک چندرکا کے مغایر ہے اور جسکی رو سے نواسہ کی تبنیت
کی اجازت ہے۔ اس قول کی نقل مسٹر منڈلک نے صفحہ ۴۸۳ مین کی ہے اور حسب
ذیل ہے۔ نواسہ اور بھیجہ کی صورت مین قاعدہ بابت ان فیرہ کی رواج نہین ہے
دتبنیت کا عمل) صرف زبانی ہبہ سے مکمل ہوجاتا ہے۔ پاکیزہ یاما ایسا ہی لکھتے ہین
بظاہر یہہ قول بہ نسبت رسمیات متعلقہ تبنیت کے ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ
سرستی ولاس مین اوسکا حوالہ ہوا ہے کہ جو کتاب پریزیڈنسی بمبی مین مقبول
ہوئی ہے لیکن شاستر بنارس مین وہ کوئی سند نہین ہے۔ مسٹر منڈلک مستقل طور
پر یہہ نہین کہتے ہین کہ یہہ قول سرستی ولاس مین موجود ہے بلکہ وہ یہہ کہتے ہین
کہ یہہ قول دتک درپن مین بدین تمہید نقل کیا گیا ہے کہ سرستی ولاس مین یہہ بیان

ہے کہ قول محولہ بالا ایک قول یاما کلہے۔ پس دربارہ صحت اس قول کے ہمارے لئے
یہہ امر ہے کہ دتک و درپن مین یہہ بیان ہے کہ سرستی ولاس مین یہہ ذکر ہے کہ یاما
کا یہہ قول ہے کہ نواسہ کی تبنیت کی صورت مین قاعدہ متعلقہ بل دان کا رایج
نہین ہے اور اسطرح کنایتاً نواسہ کی تبنیت کی اجازت ہے۔ درحقیقت یہہ بہت
ضعیف شہادت اوس قول کی صحت کے بابت ہے جو یاما سے منسوب کیا جاتا
ہے۔ یہہ بیان نہین ہوتا ہے کہ یہہ قول یاما سمرتی یا یاما دہرم شاستر مین پایا جاتا
ہے کہ جواب موجود ہین اور جبیر حوالہ مسٹر منڈلک نے صفحات ۲۹۵ و ۲۹۶ اور ۲۹۷
مین کیا ہے۔ مسٹر گلاب چندر سرکار صفحہ ۳۳۴ مین یہہ تسلیم کرتے ہین کہ اونہون نے
اس قول کا کسی تشریح مشہور مین ذکر نہین دیکھا ہے اور اونہون نے صرف
پنڈت بہارت چندر سرومنی کو اپنی شاگردون سے بیان کرتے سُنا ہے۔ یہہ امر
قابل لحاظ ہے کہ پنڈت بہارت چندر سرومنی نے اسکا ذکر خود اپنی کتاب موسومہ
دتک سرومنی مین دربارہ تبنیت کے نہین کیا ہے۔ اس امر سے نتیجہ یہہ برآمد ہوتا
ہے کہ پنڈت بہارت چندر سرومنی نے خود اس قول کو صحیح نہین سمجھا تھا۔ یہہ قول
یاما ان تصنیفات مین بھی نہین ہے جو حال مین کلکتہ سے شایع ہوا ہے اور جسکی ایک
جلد میرے پاس موجود ہے۔ اگر صحت یاما کے اس قول کے تسلیم بھی کر لیجاوے
تو ہمارے پاس ایک قول ایسا ہے جو ساکلا اور سونک کے قولون کے خلاف ہے
پس جب اقوال مین اختلاف ہو تو بموجب راے مسٹر منڈلک (صفحہ ۴۹۲) کے
دو طریقے ہین جنمین ہمارے مقنان ایسے دقت سے نجات پاسکتے ہین ایک یہہ ہے
کہ اونمین سے کسی ایک قول کی تعمیل کیجاوے اور دوسرا طریقہ یہہ تجویز کرنیکا
ہے کہ وہ دونون قول مختلف اجزاے ملک سے متعلق ہین۔ دتک نرنے طریقہ
اخرالذکر کے تعبیر کے نسبت ایک سند کا حوالہ دیتا ہے۔ جب سورتی اور سمرتی مین
مین (کسی امر کے بابت) اختلاف ہو تو اختلاف ملک (جہان اوسپر عمل ہوتا ہے)
بغرض اونکے موافق کرنیکے) ملحوظ ہوتا ہے۔ اور مسٹر منڈلک کا یہہ خیال ہے کہ
ہند کے بعض اجزا مین ممانعت کے موجود ہونیسے اور اوسکا دیگر اجزا کی بابت
موجود نہونیسے . . . کل بحث حل ہوجاتی ہے۔ ممکن ہے کہ حسب وجوہ مسٹر منڈلک

ہے۔ چونکہ معاملہ نفی ہے تو ایسا وقوع پذیر ہونا نہین قرار پا سکتا ہے (از دسٹرا یپ
صاحب چیف جسٹس بمقدمہ لکشما پا بنام راما نا ہائی کورٹ رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۳۴۲ لغایت ۳۹۷)
پس بہ نسبت بحث صحت اس قسم کی تبنیت کی جو اپیلانٹ نے بیان کی
ہے دوسری لکھنے والون کے اقوال مشعر امتناع ایسی تبنیت کے ہمارے روبرو موجود
ہین اور کوئی بالیقین قول مشعر اوسکی اجازت دینے کی نہین ہے۔ ہمارے پاس خلاف
جواز ایسی تبنیت کے سند دتک میمانسا اور دتک چندریکا کی موجود ہے جسکو قریب قریب
کل حال کے نولیسندگان مسایل اہل یورپ اور ہندو تسلیم کرتے اور کل ہندو جج مختلف
ہائیکورٹون کے اور اکثر یورپین اور دیگر ججون نے جنہین بعض مشہور عالم ہندو شاستر کے
تھے اور دو ہائیکورٹ کے اجلاس کامل کے فیصلون نے اور ہندو پنڈتون اور
شاستریون نے سنہ ۱۸۰۹ء سے اور حکام عالیمقام پریوی کونسل نے سند اعظم قرار
دیا ہے۔ مزید بران یہہ امر بھی ہمارے روبرو ہے کہ ایسی تبنیت کو دیگر حال کے نولیسندگان
شاستر تبنیت مین سے آٹھ نے کم سے کم جنکا مین اوپر ذکر کر چکا ہون مکروہ نہین قرار
دیا ہے کہ جنھون نے خود اپنی رائے آزادانہ قایم کی ہے اور آنکھہ بند کر کے دتک
چندریکا اور دتک میمانسا کی پیروی نہین کی ہے۔ یہہ امر بھی ہمارے روبرو موجود
ہے کہ ابتدا ہی سنہ ۱۸۱۵ء سے ہندوستان کے کل عدالتون نے ایسی تبنیت کو کالعدم
تجویز کیا ہے اور بجز صرف ایک مقدمہ سنہ ۱۸۱۸ء کے جسکو سر فرانسس میکناٹن کہتے ہین
کہ بعدہ منسوخ ہوگیا ہے کوئی ایک مقدمہ رپورٹ شدہ ہندوستان کے کسی حصہ کا ایسا
نہین ہے جسمین رائے مخالف قایم کی گئی ہو۔ پس خلاف جواز تبنیت اپیلانٹ ہمارے
روبرو نہ صرف یکسان سلسلہ فیصلجات عدالتی کے جو صدی کے تین ربع سے زیادہ
وسعت پذیر رہا چلا آتا ہے موجود ہے بلکہ قیاس موجودگی عملدرآمد موافق اوسکے بھی
موجود ہے جو اتنی مدت سے طریقہ شاستر بنارس مین اس بارہ مین قانون مفہوم اور مقبول ہوتا
آیا ہے اور ذرہ بھی ایما خلاف رسم و رواج کے موجودگی کا نہین ہے۔ پس اپیلانٹ کے
حجت کے خلاف ہر سہ ہین جو ان دلیلون مین بطور وسایل شاستر متصور ہونی چاہیے
یعنی (۱) اسناد رشیون اور مفسران کی (۲) فیصلجات عدالتی اور (۳) رسم و رواج
پس حسب عبارت مشہور جج مسٹر جسٹس محمود کے ہم صرف ایک ایجاد معاشرت ہی پر

بلکہ ایک ایجاد مذہبی کے داخل کرلئے اور منظور شدہ قواعد لیہ بنا متبنی کے جانشینی جاری ہونے
مین ہرج ڈالنے سے کچھہ کم وبیش نہ کرینگے اگر ہم اس حصہ ملک مین یکسان طرز فیصلہ
مذکور کو جو سنہ ۱۸۱۶ء سے چلا آتا ہے منسوخ کردین ۔ اوسی ذریعہ جج کی عبارت کو نقل کرکے
ہم مقررہ حقوق مین خلل ڈالینگے وسلطنت برطانیہ ہند کی انتظامات مذہبی سے زیادہ
کی یکسان لقیہ عدالتی کو رد کرینگے اگر ہم ذیعلم وکیل اپیلانٹ کی یہہ بحث اختیار کرین
کہ سنہ ۱۸۱۶ء سے (اس مقدمہ مین سنہ ۱۸۱۵ء ہے) عدالتہاے برٹش انڈیا نے دربارہ تبنیت
کے دہرم شاستر کے مسایل متعلقہ طریقہ بنارس کو غلط سمجھا ہے (تلشی رام بنام بہالعل
(انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۵)

حسب وجوہ بالا مین تجویز کرتا ہون کہ تبنیت منظرہ اپیلانٹ کی کالعدم سمجہی جاوے
اور نیز یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون ۔

ایکمین صاحب جسٹس مجکو نیز چیف جسٹس صاحب و میرے بہائی بنرجی صاحب کے تجویزون کے پڑہنے کا موقع ملا تہا
مین خیال کرتا ہون کہ یہہ امر مسلمہ ہوگا کہ اپنی لایق اور جامع اور مانع تجویز مین ذیعلم
چیف جسٹس یہہ ثابت کرنے مین کامیاب ہوئے ہین کہ وقعت سند خلاف جواز اوس
تبنیت کے جو اپیلانٹ قایم کرنا چاہتا ہے کسیطرح اوتنی کثرت سے نہین ہے کہ جیسا کہ
مین صاحب نے اور دیگر مصنف شاستری نے اوسکا ہونا باور کیا ہے ۔ لیکن جب
سب کچھہ کہا گیا ہے تو مین خیال کرتا ہون جیسا کہ میرے بہائی بنرجی صاحب نے
اپنی تجویز مین ثابت کردیکہایا ہے کہ تاہم سند قوی اس امر کے تجویز کرنیکی ہے کہ بموجب
شاستر کے تبنیت ناجایز ہے ۔ لہذا اپیلانٹ پر صاف ثبوت رسم ورواج کا پیش کرنا
چاہئے لیکن بلکہ وہ تبنیت کو قایم رکہنا چاہتا ہے ۔ یہہ اوس نے نہین کیا ہے ۔
بجانب دیگر یہہ ثابت کرنا مشکل ہوگا کہ ایسا رسم ورواج نہین ہے لیکن میری راے
منکسر مین اوس بحث مین کچھہ قوت ہے جو ذیعلم وکیل رسپانڈنٹ نے بہت قلیل تعداد
اون مقدمات رپورٹ شدہ پر مبنی کی ہے جنمین ایسی تبنیت کے جواز پر اعتراض ہوا ہے
جیسا کہ مین صاحب تحریر کرتے ہین ۔ جو اثر تبنیت کو وقت وقوع اوسکا ہوتا ہے جایداد
پر ہوگا وہی ہر مقدمہ کے عدالت مین اوسکا [illegible] ہوسکتی ہے
مجہے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی امر اوسکا مانع نہوتا تو ہر ہندو جسکے بیٹا نہو محبت

فطری سے نواسہ بھانجہ یا ماں کے بہن کے بیٹے کو متبنی کرلنے پر بمقابلہ زیادہ دور کے رشتہ مند کے بیٹے کے ترجیح دیتا۔ ایسی تبنیت لغیر طیکہ کبھی وے بلاشبہ باعتبار اسناد بحیثیت موجودہ علانیہ طور پر قابل اعتراض ہوگی لہذا مین یہہ خیال کرتا ہون کہ مقدمات رپورٹ شدہ کے سکوت سے نتیجہ عدم موجودگی ایسے رسم ورواج کا اخذ کرنا نامناسب ہوگا۔ گو یہہ بہت قوی دلیل ہو لیکن بحیثیت موجودہ وہ میرے ذہن مین مفید رسپانڈنٹ کے بولتی ہے۔ یہہ سچ ہے کہ مصنفان دتک میمانسا اور دتک چندرکا کے جو خاص عبارات درباره تبنیت کے ہین تنہا مفسر ہین۔ لیکن ہندوون کے علم قانون مین مفسرون کی ایک خاص حیثیت ہوتی ہے۔ ولسن صاحب نے اپنی تمہید متعلقہ اصول شرح دہرم شاستر مولفہ مسٹر ڈبلیو میگناٹن صاحب مین یہہ تحریر کیا ہے۔ رشیون کی کتب قانونی نیز منو اور متاکشرا کی اگرچہ اون سے ہندو کے علم قانون کی بنیاد حاصل ہوتی ہے بطور عملی ہدایات کے متصور نہین ہوتی ہین بجز اوس صورت کے کہ جب اونکی مفسرون نے شرح کی ہو جیساکہ متاکشرا کی صورت مین تصنیفات قابل ترجیح بمقابلہ مصنفان سابق یا جداگانہ رسالہ جات امر خاص کے مثلاً وراثت تبنیت وغیرہ کے متصور ہوتی ہین۔

ان دونون رسالون کے مصنفون نے رائے خلاف جواز ایسی تبنیت کے ظاہر کی ہے جسکا اپیلانٹ دعوے کرتا ہے۔ قول ساکلا جسپر وہ ہر ایک حوالہ کرتے ہین صاف طور پر اونکی رائے کی تائید کرتا ہے اور مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ وجہ کافی یہہ قیاس کرنیکی ہے کہ اونمین سے کسی نے اس قول کو ایجاد کیا ہے بلکہ اسمین ان رسالون کے مصنفون نے سونک کے ایک قول پر بھی استدلال کیا ہے جسمین یہہ فقرہ شامل ہے تین اعلی قومون کے لئے بھانجہ کسی موقع پر پسر (بیان کیا گیا) نہین۔ دفعہ ۲۔ اشلوک ۱۰۸ دتک میمانسا مین نند پنڈت مصنف نے بحوالہ فقرہ بالا سونک کے یہہ قرار دیا ہے کہ عبارت بھانجہ تمثیلاً واسطے نواسہ اور ماں کے بہن کے بیٹے کے ہے اور بھانجہ تک کہا ہے یہ مناسب ہے کیونکہ تعلق ممنوعہ سب تینون کے لئے ایک ہی ہے اس سے اور دیگر فقرات سے دبالخصوص دفعہ ۲۰ دتک میمانسا کی قابل ملاحظہ ہے اسدر لعنیڈ صاحب نے یہہ قاعدہ قرار دیا ہے

رسمی کوئی ایسا شخص متبنی نہین کیا جاسکتا ہے جسکے مان کے ساتھہ متبنی کرنیوالا جائز طور
شادی نہین کرسکتا ہے۔ اگر سوئنگ کے اس بیان پر کہ تین اعلی قومون کے لئے بہانجا
یا کسی موقع پر بطور لیسر کے بیان نہین کیا گیا ہے بطور ہدایت اور نظر کیجاوے جو عین یا قبل اوسکے
بیان ہوچکا ہے جیسا کہ مسٹر اینڈرث قیاس کرتے ہین تو قاعدہ تعبیر مندرجہ میاالنساء چمنی کے
متعلق کرنیسے یہہ قول فقرہ ماسبق کو ایک نصیحت بنا دیتا ہے اور نہ ممانعت قطعی لیکن
اس طریقہ تعبیر سے بیان وسیع مندرجہ فقرہ محولہ بالا پر کچہہ اثر نہین آتا ہے کیونکہ خود
اوسکی کوئی وجہ نہین لکہی ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ فقرہ محولہ بالا نہ ممانعت ہی اور نہ نصیحت
ہے بلکہ محض بیان واقعاتی ہے۔ مقدمات منفصلہ جو اس امر کے نسبت ہین اونپر ذیعلم
چیف جسٹس اور میرے بہائی بنرجی صاحب کے تجویزون مین جامع اور مانع طور پر غور ہوا ہے
مجھے بہت افسوس ہے کہ مین خود امر استصواب بہ کی نسبت ذیعلم چیف جسٹس اور
کثرت رائے اپنی ہم جلیسون سے اتفاق نہین کرسکتا ہون۔ مین اپنی بہائی بنرجی صاحب
سے اتفاق کرتا ہون اور تجویز کرتا ہون کہ تبنیت متنظرہ اپیلانٹ خلاف شاستر کے ہے اور
یہہ ثابت نہین ہوا ہے کہ اوس قوم کے کسی خاص رسم و رواج سے روا رکہی گئی ہے کہ
جس قوم کا وہ ہے۔ لہذا مین یہہ اپیل مع خرچہ ڈسمس کرونگا۔

ایچ صاحب چیف جسٹس۔ جس نالش مین یہہ اپیل ظہور پذیر ہوا ہے وہ
مادہو سنگہ متوفی کے چچا ؤن نے بنام بہگوان سنگہ نابالغ و مساۃ رتن کنور بیوہ مادہو سنگہ و مساۃ
سکہری کنور مان مادہو سنگہ کے واسطے استقرارات ان امور کے دائر کی ہے کہ مدعیان
بحیثیت مستحقین مابعد کے مساۃ رتن کنور اور سکہری کنور کے وفات پر مستحق اوس جائداد
غیر منقولہ کے ہونگے جو مادہو سنگہ کے حیات بین اوسکی تہی اور تبنیت متنظرہ بہگوان سنگہ
مدعا علیہ منجانب مادہو سنگہ لغو اور غیر موثر ہے۔

مادہو سنگہ کے لڑکا نہ تہا اور ہندو جدا خاندان سے تہا۔ بہگوان سنگہ مدعا علیہ
مادہو سنگہ کی مان کے بہن کا اصلی بیٹا ہے اور بہگوان سنگہ مدعا علیہ کا بیان ہے اور
مدعیان کو اوس سے انکار ہے کہ فی الواقع مادہو سنگہ نے اوسکو متبنی کیا تہا۔ اس تنقیح کی
تجویز ابتک نہین ہوئی ہے کہ آیا فی الواقع تبنیت عمل مین آئی تہی یا نہین۔ مدعیان تبنیت
متنظرہ پر کئی وجوہ سے اعتراض کرتے ہین جنمین سے صرف ایک پر اسوقت ہمکو غور کیکی ضرورت ہی

عدالت ماتحت مین بکامیابی مدعیان کیطرف سے یہہ حجت ہوئی ہی کہ چونکہ
مدعاعلیہ مادہوسنگہ کی مان کے بہن کا بیٹا ہے تبنیت اوسکی منجانب مادہوسنگ کے شاستراً
ممنوع اور ناجائز ہے اور اسوجہ سے تبنیت منظہرہ مدعاعلیہ بہگوان سنگہ اگر فی الواقع عمل مین
آئی ہو کالعدم اور غیر موثر ہے - سید اکبر حسین نے جو اوسوقت جج ماتحت کانپور کے تہے
درات قانونی منظہرہ فقرہ ۱۱۸ شاستر ورسم ورواج مولفہ مین صاحب کو تسلیم کرکے یہہ
تجویز کی کہ چونکہ فریقین ہندون کی تین دو جنمی قومون مین سے ایک قوم کے ہین تبنیت
منظہرہ ممنوعہ اور کالعدم ہے اور بلا تجویز کرنے کسی دیگر تنقیحات مقدمہ کے ڈگری بحق
مدعیان بدین استقرار صادر کی کہ مدعیان بحیثیت مستحقین مالبعد مستحق ہین اور تبنیت منظہرہ
کالعدم ہے - اوس ڈگری کی ناراضی سے بہگوان سنگہ مدعاعلیہ نے عدالت ہذا مین اپیل
کیا ہے - اوسکا اپیل اجلاس کامل مین سپرد ہوا ہے -

فریقین کے جانب سے یہہ مسلمہ ہے اور اسمین نزاع نہین ہوسکتی ہے کہ
سودرون مین نواسہ اور بہانجہ اور متبنی کرنیوالے کے مان کے بہن کے بیٹے کی تبنیت
شاستراً روا ہے لیکن منجانب مدعیان کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ تین دو جنمی قومون مین سے
ہر ایک قوم مین نواسہ بہانجہ اور متبنی کرنیوالے کے مان کے بہن کے بیٹے کی تبنیت
شاستراً ممنوع ہے اور ناجائز ہوتی ہے - اوس حجت کی تائید مین نند اپنڈت کے دتک میماںسا
اور ایک قول پر جو اوس میماںسا مین بطور قول ساکلا کے بیان ہوا ہی اور ایک قول پر جو
اوسی میماںسا مین بطور قول سونک کے بیان ہوا ہے اور ارا ے منظہرہ مسٹر فرانسس
میکناٹن مندرجہ اونکے خیالات لنسبت شاستر ہنود جیسا کہ وہ بنگال مین مروج ہی اور ارا منظہرہ
مسٹر ولیم میکناٹن مندرجہ اونکے اصول ونظایر شاستر پر اور مسٹر طامس اسٹرینج مندرجہ اونکی
شاستر ہنود اور مین صاحب مندرجہ اونکے شاستر ورسم ورواج اور مندرجہ ذابجسٹ
شاستر مولفہ وسٹ صاحب وبہلر صاحب اور چند دیگر فیصلجات عدالتہای ہند پر استدلال ہوا ہی
مین خیال کرتا ہون کہ غور سے معلوم ہوگا کہ مدعیان کے مقدمہ کا مدار اس امر
پر ہے کہ آیا نند اپنڈت کے جو اونکی دتک میماںسا مین ظاہر کی گئی ہین کہانتک مناسب ہین
اور کہانتک اونپر استدلال ہوسکتا ہی اور اگر وہ آرا مناسب ہین تو بدرجہ مساوی اس امر پر
مدار ہی کہ کہانتک دتک میماںسا نند اپنڈت کا بطور تفسیر ہند کے طریقہ شاستر وجہ ہند کی قبول

لیا ہے بشرطیکہ قبول کیا بھی ہو اور کہانتک کہ اوس طریقہ شاستر کے ہندوؤن نے قابل پابندی کے
برعکس اسکے ہمارے روبرو منجانب مدعاعلیہ کے یہہ حجت ہوئی ہی کہ ہندوؤن
کے دہرم شاستر مین کوئی مستند ممانعت خلاف تبنیت نواسہ یا بہانجہ یا متبنی کرنیوالے
کے مان کے بہن کے بیٹے کی منجانب کسی ایک فرقہ منجملہ تین و جمیع فرقون کے نہین ہے
اور نیز ایسی کوئی ممانعت یا کوئی قول مشتمل ایسے ممانعت کے اہل ہنود تابع طریقہ شاستر
ہنود مروجہ بنارس نے قبول کی ہے اور نہ اوسپر عمل کیا ہے اور یہہ خیال کہ ایسی ممانعت
موجود ہے ابتداً ننداپنڈت کے دتک میمانسا یا دتک چندرکا سے پیدا ہوا ہے اور ساکلا
کا قول مظہرہ جہانتک اب دریافت ہو سکا ہے اول مرتبہ دتک چندرکا [illegible]
اور اگر قول زیر بحث درحقیقت ساکلا ہی کا قول ہے تو ساکلا کو بھی [illegible] باوقعت
کے طریقہ دہرم شاستر بنارس مین نہین قبول کیا ہے اور ساکلا کا [illegible] نہین
ہے اور نہ ہندوؤن کے کتاب مین بطور سند کے طریقہ شاستر مروجہ بنارس [illegible] قبول کیا
گیا ہے اور ایسی کوئی قید منو کی شاستر مین یا وسسٹٹ کے کسی قول [illegible] یا ویدون
مین یا سرتی یا سمرتی مین یا متاکشرا یا اور شاستر کی تفسیر مین جو نندا پنڈت کے دتک میمانسا
یا دتک چندرکا سے تاریخ مین مقدم ہو پائی نہین جاتی ہے۔ منجانب مدعاعلیہ کے یہہ بھی
بحث ہوئی تھی کہ ابتدائی مصنفان مسایل بحث ہذا پر مسٹر سدرلینڈ کے خلاصہ
اور دتک میمانسا کے ترجمہ کا اثر ایسے وقت مین ہوا تھا جبکہ بہت سی سنسکرت کی کتابون کا
اوسوقت تک ترجمہ انگریزی مین نہین ہوا تھا اور اونہون نے عظمت غیرواجب دتک
میمانسا سے منسوب کی تھی جو محض ایک تفسیر شاستر کی بابت تبنیت کے نندا پنڈت کی
لکھی ہوئی اندر تین سو سال کے ہے۔ منجانب مدعاعلیہ کے چند ہندوستانی عدالتون کے
فیصلون پر اور ارائے مظہرہ مشہور عالم سنسکرت اور مصنف شاستر و مفسر جالی صاحب
(تقشیہ تواریخ شاستر دربارہ تقسیم وراثت اور تبنیت مشمولہ اصلی سنسکرت رسالجات) اور
اونیز نکتہ چینی بابے دسونا تھہ نراین منڈلک مرحوم مندرجہ اونکی ویوہار میوکہ اور چند
اقوال مندرجہ شاستر تبنیت مصنفہ گلاب چندر سرکار پر بھی استدلال ہوا ہے۔ منجانب
مدعاعلیہ کے بہت زور کے ساتھہ یہہ بھی حجت ہوئی ہے کہ قبل تجویز کرنے اس امر کے کہ
ممالک ہذا مین ایسی قید نسبت استحقاق تبنیت کے موجود ہے ہمکو معقول طور پر یہہ

اسمقدمہ کے فریقین چہتری ہین اور طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے محکوم ہین۔ بحیثیت چہتری کے وہ ہندوں کے تین دوجنمی قومون مین سے ایک قوم کے ہین۔ ہمکو جو امر تحقیقات طلب ہے وہ یہہ ہی کہ از روے دہرم شاستر کے جیسا کہ وہ طریقہ شاستر مروجہ بنارس مین مقبول ہوتا ہے چہتری کا اپنی مان کے بہن کے بیٹے کو متبنی کرنا اس نظر سے کہ ایسی تبنیت خلاف قانون اور کالعدم ہے ممنوع ہی یا نہین جہانتک ایسی تبنیت کے بحث کو تعلق ہے باعتبار اسناد مستدلہ جانب مدعیان کے اگر وہ اسناد قابل استدلال ہین اور ہم اونکو متعلق کر سکتے ہین تو بہانجہ نواسہ اور متبنی کرنیوالے کے مان کے بہن کا بیٹا ایک ہی حیثیت کے ہین اور اونمین سے سب قابل تبنیت کے ہین یا اونمین سے کوئی اس قابل نہین ہین۔

یہہ ایما نہین ہوا ہے کہ کوئی شہادت ممالک ہذا کے کسی ایسے رسم ورواج کی اسمقدمہ مین ہی جسکے رو سے تبنیت لڑکے کی متبنی کرانیوالے کے مان کے بہن کے بیٹے کی یا اوسکی بہانجہ کی یا اوسکی نواسہ کی منجملہ تین دوجنمی قومون کے کسی قوم مین یا تو بطور جایز کے تسلیم ہوئی ہے یا بطور خلاف قانون کے ممنوع ہی۔ اسمقدمہ مین کسی جانب سے کسی ایسے رسم ورواج پر نہ استدلال ہوا ہی اور نہ عذر ہوا ہے اگر ایسا کوئی رسم ورواج ممالک ہذا مین یا ضلع کانپور مین جہان فریقین اصل باشندے ہین موجود ہو تو مجہے اوسکا ذاتی علم نہین ہے اور نہ باستثناء فاص صورتو کے جو ہمراہ برہمنون کے ہے جنکا مین اینده کچہہ طوالت کے بیان کرونگا مجہکو اطلاع عدالتانہ کسی ایسے رسم ورواج ممالک ہذا کی نہین ہے۔ بنظر صفائی بحث کے مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ مین نے اس اجلاس کے دیگر ججون سے یہہ سوال کیا تہا اور اس اجلاس مین ایک بہی ایسا جج نہین ہے جو خود اپنی ذاتی وقفیت سے یہہ کہہ سکتا ہو کہ ممالک ہذا کے کسی جزو مین طریقہ مروجہ بنارس کے ہندون مین کوئی ایسا رواج ہی جسکے رو سے بہانجہ یا نواسہ یا مان کے بہن کے بیٹے کے تبنیت کی ہندون کے تین دوجنمی قومون مین سے کسی قوم مین اجازت ہے یا ممانعت ہے بمشکل یہہ کہنے کی ضرورت ہے کہ اس اجلاس مین ایسا ہندو جج کوئی نہین ہے جو طریقہ شاستر مروجہ بنارس کا تابع ہو اور اس امر کے نسبت ہم سب جج یکسان ممالک ہذا کے ہندون کیواسطے جو تابع

طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے ہین اشخاص اجنبی ہین۔

بنظر اخذ کرنے نتیجہ بابت اس ضروری امر کے جسکی ہمکو تجویز کرنا ہی مین اس امرکو بترتیب ذیل طے کرنا چاہتا ہون۔ مین اس بحث کی غور سے جسکا ہمپر اصرار ہے شروع کرونگا کہ تبنیت کے اس بحث کی نسبت مقدمات رپورٹ شدہ کے سکوت سے کہ جس سے اون ہندوون کو تعلق ہے جو تابع طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے ہین یہہ قیاس کرلینا چاہئے کہ ایسی تبنیت جیسی کہ اسمقدمہ مین ہی از روے دہرم شاستر یا از روے رواج اوس طریقہ کے ہندوون کے خلاف قانون ہے اور بحیثیت ایک جزو اوس بحث کے مین اپنی راے اوس جانب بیان کرونگا کہ جس جانب بار ثبوت اسمقدمہ مین عاید ہوتا ہے اوسکے بعد مین اون قدیم مسایل کتابی پر جو اسبارہ مین ہین اور جنکی نسبت اور جنکی معنی کے نسبت نزاع نہین ہی غور کرونگا اور جو بلاشبہ مسایل قدیم سند اعظم طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے ہین۔ اوسکے بعد مین یہہ غور کرونگا کہ آیا دتک میمانسا نندا پنڈت کا بموجب اس بیان سر ولیم میکناٹن صاحب کے وہ ہی کبھی ہدایت لااحطا دربارہ بحث تبنیت کے ملک بنارس مین رہا ہے اور دہرم شاستر کے طریقہ مروجہ بنارس مین اوسکی سند ہے۔ اوسکے بعد مین اون مسایل کتابی کو جو اسبارہ مین ہین اور نندا پنڈت کے دتک میمانسا مین درج ہین جانچونگا اور یہہ غور کرونگا کہ اون مسایل کتابی اور نیز نندا پنڈت کے تشریح پر جو اوسکی نسبت ہے کہانتک استدلال ہوسکتا ہے۔ اوسکے بعد مین اس امر پر غور کرونگا کہ بدرجہ اقل جہانتک طریقہ شاستر مروجہ بنارس کو تعلق ہے کہانتک بیانات اور آرا انگریزی مصنفان کتب مسایل جنہون نے اسبارہ مین بیانات قانونی سدرلینڈ صاحب کی تقلید کی ہے اور جنہون نے درمیان سنہ ۱۸۲۰ء اور سنہ ۱۸۳۰ء کے تصنیفات کے ہین بطور صحیح بیانات قانونی کے استدلال کیا جاسکتا ہے۔ اوسکے بعد مین اون کل مقدمات رپورٹ شدہ پر جن سے مین واقف ہون اور جن سے اس امر پر کچھہ شعاع پڑتا ہے اور جنمین وہ ہندو فریق تھے جو تابع طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے تھے حوالہ کرونگا اور آخرکار مین اون مقدمات رپورٹ شدہ مدراس اور بمبئی کا ذکر کرونگا جو دربارہ بحث تبنیت کے ہین اور جسکی رپورٹ مین دیکھہ سکا ہون اور تب مین نتیجہ اخیر اوس بحث کا جو ہمارے روبرو پیش ہے اور جو مینے اخذ کیا ہی بیان کرونگا

دوران بحث مین ذی علم وکیل مدعیان رسپانڈنٹان نے بلحاظ اس امر کے کہ
بہت کم ایسے مقدمات رپورٹ شدہ ہین جنمین کوئی بحث جواز یا عدم جواز تبنیت
بھانجہ نواسہ مان کے بہن کے بیٹے کی منجانب کسی ایک قوم منجملہ تین دوجنمی قوم
محکومہ طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے عدالتون مین معرض بحث مین آئی ہو یہہ کہا
تو یہہ قیاس کر لینا چاہیے کہ ایسی تبنیت خلاف اوس دہرم شاستر کے ہے جسکو وہ
ہندو ملنتے ہین یا جسپر عمل کرتے جو تابع طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے ہین اور یا یہہ
قیاس کر لینا چاہیے کہ کوئی ایسا رواج موجود ہے جسکی رو سے ایسی تبنیت ممنوع ہے
مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مجھے کسی ایسے قیاس کر لینے کا اختیار نہین ہے جو محض اس امر
پر مبنی ہو کہ جواز یا عدم جواز ایسی تبنیت کا تین دوجنمی قومون مین سے کسی قوم کے
ہندو بعین جہانتک رپورٹ ہاے موجود ہین شاذ ہی کبھی معرض نزاع مین باہم
ہندون کے آیا ہے جو تابع طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے ہین اور مزید بران اگر
بربناے ایسے مواد کے مین ایک جانب یا دوسرے جانب کوئی ایسا قیاس قائم کرون
تو غالباً وہ ایسا ہی صحیح ہوگا جیسا کہ وہ غلط ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جہانتک مین جانتا
ہون اوس سبب سے ممکن ہے کہ ایسی تبنیتین گاہ گاہے وقوع پذیر ہوئی ہون اور
شاذ ہی اونپر اعتراض ہوا ہو یا ممکن ہے کہ گاہ گاہے ایسی تبنیت وقوع پذیر ہوئی
ہین اور ہر ایسی تبنیت پر عدالت قانونی مین اعتراض کیا گیا ہو۔ چونکہ تمثیلین ایسی
تبنیت کی اون لوگون نے جایز تصور کی ہین جنکا فایدہ اونپر اعتراض کرنیکا ہے
چونکہ ایسی تبنیت کی صورتون کو اون لوگون نے جایز تصور کیا ہے جنکا فایدہ اونپر
اعتراض کرنے مین تہا ممکن ہے کہ ایسی تبنیت کی تمثیلات کافی طور پر باوجود ممانعت
تنداینجرت اور غیر عدالتانہ راے مسٹر ولیم میگناٹن کے اس لیے بیشمار ہون کہ اورون
کو اوس کے صحت پر اعتراض کرنیسے باز رکہا ہین۔ بجانب دیگر ایسی تبنیت کے عمل
مین آنیکی تمثیلات ممکن ہے کہ سواے موجودگی ممانعت مذکورہ کے دیگر وجوہ سے
گاہ گاہے ہوئی ہون۔ ہم جانتے ہین کہ بہت سے ہندون پر اس خواہش کا
ہوتا ہے کہ جایداد موروثی انکی گوت ہی مین رہے۔ جب جج لوگ اس امر کے واقف
ہون تو یہہ بات صرف فضول ہی نہین ہے بلکہ خطرناک ہے کہ خیالات اس امر کے

نسبت قایم کیجاوین کہ خاص طریقہ کے ہندوؤن مین یا خاص صوبہ کے یا خاص ضلع کے ہندوؤن مین کون رسم ورواج ہوسکتا ہے یا نہین ہوسکتا ہے۔ قطعاً کوئی تجویز بہ نسبت صحت تفصیلات عدالتانہ کے نہین ہوسکتا ہے بشرطیکہ صاحبان جج بربناء ایسے مواد کے قیاس قایم کرسکتے جیسا کہ ہونا مقدمات متعلقہ اون امور کے ہے جسکے رسم ورواج کا ثبوت نہ اسطرف ہے اور نہ اوسطرف ہے اور جنکی نسبت عام قانون متعلقہ امر مذکورہ کسی اورطرح متحقق ہوتا ہے اور نہ قابل متحقق ہونیکے ہے۔ بہت سے دیگر معاملات کے نسبت جو ہمارے روبرو پیش آوین اوسوقت اس امر پر اصرار ہوسکتا ہے کہ ایسے مواد پر ہم نے اسمقدمہ مین بہ نسبت قانونی اور مذہبی حقوق فریقین کے قیاس قایم کرلیا تہا اور دیگر مقدمات مین جو ہندوؤن یا قانون متبنیٰ کے متعلق ہون ایسے ہی مواد پر ہم سے قیاس قایم کرنیکی استدعا کیجاویگی ہزارہا قیاسات سے ایک امر زیادہ تر باوقعت ہے اور اوس سے ثابت ہوگا کہ جو مبحث سکوت مقدمات رپورٹ شدہ پر مبنی ہے وہ کیسے ناقابل اعتبار ہے۔ بوہرہ برہمن ایک دولتمند فرقہ ممالک ہذا کے قوم برہمنون کا ہے جو بہت جایداد پر قابض ہے دو مقدمو نمین جو بصیغہ اپیل ایک دوسرے جج عدالت ہذا اور خود میرے روبرو ۱۸۹۱ء سنہ مین پیش ہوئی تہی (رچہپن سنگہہ رام بنام پاربتی و منسارام بنام سندر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۵۳) اور جنکا ذکر کچہہ طوالت کے ساتھ ہم آیندہ کرونگا خارج از شبہ اور حسب اطمینان ہندو جج ماتحت اور عدالت ہذا کے شہادت گواہان ساکنان دہلی اور اثنا دیگر اضلاع ممالک ہذا سے یہہ ثابت ہوا تہا کہ بوہرہ برہمنون مین ایسا رسم ورواج موجود ہے جسکے روسے جایز طور پر بہانجے متبنیٰ کیجا سکتے ہین۔ اوسمقدمہ مین دو تمثیلین ایسی تہین جنہون نے اوس بہانجے کو متبنیٰ کی تہین جنہون نے اوس شخص کی جایداد وراثتاً نہین پائی تہی جسنے اونکو متبنیٰ کیا تہا اور اوسمین سے ایک مقدمہ مین نہ متبنیٰ نے دیگر اہالیان خاندان سے رقم کثیر بعوض اپنے دعوے سے دست بردار ہونیکے پائی تہی۔ ایک ذرہ بہی شبہ نہین ہوا تہا کہ اوسمقدمہ کے بوہرہ برہمنان ہندو تہے اور قوم برہمن کے ایک فرقہ تہے اگرچہ بطور ایک گروہ کے برہمنون سے علیحدہ ہین۔ اوسی تبنیت کے جواز

پر یعنی پریم سکھ کی تبنیت پر جو بلدیو سہائے کی تھی اوس نالش مین اعتراض ہوا تھا جو
بصیغہ اپیل سنہ ۱۸۸۵ء مین عدالت مین آیا تھا دیا رہی بنام سندر (دیکھو انڈین لا رپورٹ سلسلہ
الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۱) اور جو پریوی کونسل کے روبرو بصیغہ اپیل سنہ ۱۸۸۹ء مین پیش تھا
(لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۱۶ صفحہ ۱۸۶) ان سب تینون مقدمون مین جو لوگ پریم سکھ
کی تبنیت پر اعتراض کرتے تھے وہ اسی بنیاد پر اعتراض کرتے تھے کہ فریقین چونکہ
منجملہ تین دو جینی قوم ہندون کے ایک قوم کے ہین لہذا ممانعت نند اپنڈت کے دتک
میما لنسا کی اس تبنیت سے متعلق ہے حال مین اور بہ نسبت تعلق اوس مقدمہ کے جسکی
بحث پر مین غور کر رہا ہون یہہ ایسا ہوا تھا کہ ممکن ہے کہ بوہرہ برہمنان اسلام سے
ہندو مذہب مین نو مرید ہو گئے ہون اگرچہ مین ہمیشہ سے یہہ سمجھتا ہون کہ کوئی شخص
ہندو نہین ہو سکتا ہے جو پیدایش سے ہندو نہو۔ لیکن یہہ جو کچھہ ہو سو ہوا اوس دعوی
کی صرف یہی بنیاد تھی کہ ظاہرا بوہرہ برہمنان جو گجرات مین رہا کرتے تھے مثل بہت
سے برہمنان دیگر اجزا ہند کے نو مسلم ہو گئے تھے کہ جو بالکل مختلف امر ہے۔ اگر وہ مقدمات
جو واحد اور اوسی تبنیت سے متعلق تھے ادا نہوتے تو اس امر سے کہ بوہرہ برہمنان
بحیثیت ایک گروہ کے بہت مالیتی جایداد پر قابض ہین اور اس امر سے کہ کوئی مقدمہ
رپورٹ شدہ ایسا نہین ہے جسمین بحث بہ نسبت بوہرہ برہمنون کے جواز بہانجہ کو
متبنی کرنیکی پیش ہوئی ہو ہم سے یہہ نتیجہ اخذ کرنیکی استدعا کیجاتی ہے کہ وے نند اپنڈت کے
دتک میما لنسا کے محکوم ہین اور اونمین بہانجون کی تبنیتین کبھی وقوع پذیر نہین ہوئی ہین
خوش اتفاقی سے حکام عالیمقام پریوی کونسل نے ایک فقرہ مین جسکی
نقل مین اونکی فیصلہ مقدمہ کلکٹر آف مدورا بنام موتو رام لنگا ساتھوپتی (لا رپورٹ
اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۲ صفحہ ۴۳۶) کرتا ہون وہ بیان کیا ہے کہ جو یوروپین ججون
کی خدمت دہرم شاستر پر عمل کرنیمین ہوتی ہے۔ وہ فقرہ حسب ذیل ہے۔ "پس ایک
یوروپین جج کا یہہ فرض نہین ہے کہ جسکو دہرم شاستر کے تعمیل کرنا لازمی ہے اس امر کی تحقیقات کرنا
کوئی مسئلہ متنازعہ نہایت قدیم اسناد سے قابل استنباط ہے یا نہین چندان فرض
نہین ہے جتنا کہ اس امر کا معلوم کرنا ہے کہ آیا اوس خاص فرقہ نے جس سے وہ ضلع
جسمین اوسکو تجویز کرنا ہے متعلق ہے اوس مسئلہ کو مانا ہے اور وہ وہان رواج

ذریعہ سے منظور کیا گیا ہے یا نہین کس واسطے کہ از روے دہرم شاستر کے صریح ثبوت رواج کو تحریری معقول قانون پر ترجیح ہو جاتی ہے ۔ (جن الفاظ پر خط ہے وہ میرے الفاظ مین) ۔ اسمقدمہ مین منجانب مدعیان کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ اسمقدمہ مین کوئی قاعدہ متنازعہ نہین ہے اور نند اپنڈت کے بیانات بہ نسبت قانون مندرجہ اوسکی دتک میمانسا کے قطعی ہین اور مدعا علیہ کو السیا رسم و رواج ثابت کرنا چاہئے جسکے روسے وہ ممانعت نند اپنڈت مندرجہ میمانسا مذکور سے وہ مستثنیٰ ہوتا ہو اور نہ یہہ کہ مدعی یہہ ثابت کرے کہ نند پنڈت کا دتک میمانسا لطور سند قابل پابندی اسبارہ مین طریقہ شاستر مروجہ بنارس مین مقبول ہوا ہے یا بذریعہ رسم و رواج کے اوس طریقہ کے ہندون مین عام استحقاق تبنیت کا محدود ہو گیا ہے اور ایسی تبنیت جیسے کہ اسمقدمہ مین ہے ممنوع ہے ۔ بتایید اوس حجت کے مدعیون کیطرف سے یہہ بحث ہوئی ہے کہ کوئی قاعدہ حسب منشاء اوس فقرہ کے جسکی مین نے حکام عالیمقام پریوی کونسل کے فیصلہ سے نقل کی ہے متنازعہ نہین ہوتا ہے بشرطیکہ کوئی معقول مفسر ان حال نے بطور معقول سند قدیم دہرم شاستر پر حوالہ کیا ہو جبکہ حوالہ کیا جاوے تو یا تو اوس سے بلا اشتباہ و ابہام کے وہ قاعدہ نکلتا ہو اور یا اوسکی تعبیر اوس مفسر حال نے اس طرح کی ہو کہ گویا اوس سے وہ قاعدہ برآمد ہوتا ہے اگرچہ صحت اوس معقول کی موضع بحث مین ہو اور وجہ معقول اوسکے صحت پر یا اوس تعبیر کی صحت پر شبہ کرنیکی ہو جو اوسکی نسبت قایم کی گئی ہے ۔ میرے ذہن مین یہہ بحث بیجا ہے ۔ وہ ایسے قیاس پر مبنی ہے کہ جنکو واسطے اغراض بحث کرنے مقدمہ اپنے موکل کے کوئی کونسل پیش کر سکتا ہے لیکن کوئی جج اوسکو قایم نہین کر سکتا ہے اور نہ اونکو کوئی جج بطور بنیاد نہ بحث عدالتانہ کے بلکہ فیصلہ عدالتانہ کے استعمال کر سکتا ہے ۔ اوس سے قیاس یہہ قایم ہو جاتا ہے کہ وہ معقول اوسی امر کے بابت ہے اور یہہ کہ وہ اونکی موافق ہے اور اوسمین کوئی شرط یا حد اوسکی تعلق کی قایم نہین کرتا ہے اور یہہ کہ اوسکی تعبیر صحیح طور پر مفسر حال نے قایم کی ہے اور یہہ کہ اوسکی تعبیر شاستر کے اوس طریقہ مین مقبول ہو چکی ہے کہ جس طریقہ مین اوسکا متعلق کرنا مطلوب ہے ۔ یہہ مجھے ظاہر ہے کہ مثلاً از روے کسی قدیم اور مسلمہ معقول کے تبنیت بلا کسی قید کے روا ہے اور اگر از روے کسی

دوسرے مقولہ قدیم اور مسلمہ کے وہ خاص قید استحقاق تبنیت پر قایم ہوتی ہے تو یہہ
دونوں مقولہ مختلف ہین اور قاعدہ متنازعہ ہے۔ اگر وہ قید امتناعی ہے تو جو تبنیت
ایک مقولہ کے روسے جایز ہے وہ دوسری مقولہ کے روسے ناجایز ہوگی۔ اون دونو
مقولون مین ایک ہی تعبیر کی گنجایش نہو سکیگی اور اوسموقع پر قاعدہ متنازعہ ہوگا

مدعیان اسمقدمہ مین جو کچھہ چاہتے ہین وہ استقرار اس امر کا ہی کہ مادہوسنگہ
بوجہ اپنے چہتری ہونیکے اپنی مان سگی بہن کے بیٹے کو جایز طور پر متبنی نہین کر سکتا
ہے اور اسوجہ سے تبنیت بہگوان سنگہ مدعا علیہ کی بحق بنمادہوسنگہ کے ناجایز اور
کالعدم ہے۔ ہمارے تعجلت ایسے استقرار کردینیکے نتایج ایسے وسیع ہین کہ جسسے
یہہ ضروری امر ہے کہ ہم بہت احتیاط اور دور اندیشی سے کام کرین جس اصول
اور سند پر ہم سے اس استقرار کی استدعا کیجاتی ہے بشرطیکہ اوس پر استدلال کیا جاوے
وہ بدرجہ مساوی بہانجہ و نواسہ کی ہر تبنیت سے اوسی طرح متعلق ہے کہ جسطرح
مان کے بہن کے بیٹون کی تبنیت سے درمیان ہر سہ دو جنمی قومون کے متعلق
ہوتی ہین کہ جو یا تو ممالک ہذا مین یا ہندوستان کے دیگر اجزا مین تابع طریقہ شاستر مروجہ بنارس
کے ہین نتیجہ ایسے استقرار کا بجز اوس صورت کے کہ بموجب طریقہ دہرم شاستر مروجہ
بنارس کے مناسب سمجہا جاوے یا صریحی ثبوت رواج سے مناسب سمجہا جاوے
یہہ ہوگا کہ ایک قید بے سر و پا اوس استحقاق تبنیت پر قایم ہو جاویگی جسکو منو اور
دیگر رشیون نے اور ہندو مفسران نے مثلاً مصنف متاکشرا نے تسلیم کیا ہے جنکو
مدتون سے طریقہ شاستر مروجہ بنارس ہندون نے سند عظیم بلا حجت تسلیم کیا ہے
اور کرلیتے ہین اور اوس سے اون پسران متبنی کی کریا کرم اور دیگر رسوم کی تاثیر
پر بہی شبہ پڑتا ہے جو اتفاقاً بہانجے یا نواسے یا متبنی کرنیوالیکے مان کے بہن کے
بیٹے ہین درحالیکہ متبنی کرنیوالا اون دو جنمی قومون مین سے کسی ایک قوم کا ہے
اور کریا کرم و رسوم بغرض حصول نجات روح متبنی کرنیوالے اور نیز اوس کے
مورثان کے ایت سے یعنی ہندون کے نرک سے کیجاوین یا کئے گئے ہون۔ ایسے
استقرار سے بہگوان سنگہ مدعا علیہ کل حق بازیافت جایداد متدعویہ مقدمہ ہذا سے
محروم ہو جاویگا اور ہر ایسے پسر متبنی کے استحقاق نسبت اوس جایداد کے جو اوسکی

اپنی باپ متبنی کرنیوالے سے بہ تقویت جایز ہونے تبنیت کے حال کی ہی شبہ معاودہ
مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ان مدعیون کو جو دعوی استقرار مذکور کا مشعر قایم
ہونے قید اوپر استحقاق تبنیت کے کرتے ہین بہ لحاظ اپنی کامیابی کے یا تو کسی غیر
مشتبہ مقولہ دہرم شاستر پر جو طریقہ مروجہ بنارس کے ہندون کا مشعر امتناع
ایسی تبنیت کے ہو استدلال کرنا چاہئے اور یا ثبوت صریح رواج کا جو طریقہ مروجہ
بنارس کے ہندون مین مشعر اخراج و ناجوازی تبنیت مذکور کے ہو دینا چاہئے اور
ایسا ثبوت دینا چاہئے جو تاثیر اوسی بات ہو یعنی صاف طور پر یہہ ثابت کرنا
چاہئے کہ ارا کسی شاستر کے مفسر کی دربارہ خلاف قانون ہونے ایسی تبنیت کے
ہین اونکو بطور صحیح توضیحات قانونی شاستر کی اسبارہ مین بالعموم اون ہندون
نے مانا اور اوسپر عمل کیا ہے جو تابع طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے ہین۔
مفسر شاستر قانون دینے والا نہین ہوتا ہے اور اوسکو کسی مقولہ
شاستری کے تبدیل کرنے یا شاستر تبنیت پر کوئی قیود قایم کرنیکا اختیار اوس سے
زیادہ حاصل نہین ہوتا ہے جو عوام الناس کو حاصل ہوتا ہے۔ مین خیال کرتا ہون
کہ اوس مسئلہ مین ہر منصف ہندو اتفاق کریگا ممکن ہے کہ کوئی شرح اندرونی
طور پر باوقعت ہدایت بہ نسبت صحیح تعبیر یا کسی مقولہ شاستر کی ہو یا نہو لیکن وہ
فی نفسہ یا کسی مقولہ نہین ہے جو رائے کسی شرح مین ظاہر کیجاوے ممکن ہے کہ اوسکے
ایجاد یا استحکام کسی رواج کا مطابق ارائے مظہرہ کے ظہور مین آوے اگر ضرار
مذکور سے استحقاق مقتضیہ مقولہ قدیم پر قید قایم ہوتی ہو اور ایسی صورت مین
صرف ثبوت رواج تو تحریری مقولہ کا نون پر ترجیح ہوجاویگی۔ دہرم شاستر مین
بعض افعال کرنیکے خلاف نصیحتین ہین اور دیگر افعال کے کرنیکی خلاف ممانعت
تاکیدی ہین جو افعال تاکیداً ممنوع ہین وہ شاستر مین خلاف قانون ہین اور
ممالک ہند امین اونکی غرض پر موثر نہین ہوتے ہین جو فعل خلاف نصیحت کے
ہو اور تاکیداً ممنوع نہین ہے جایز ہے کہ وہ پاپ ہو لیکن نہ وہ خلاف قانون
ہے اور نہ غیر موثر ہے یہی شاستر کے قدیم مقولہ کسی طریقہ کے بموجب لکھے گئے تھے
اگر وہ بسطر حرنہ لکھے جاتے تو اکثر یہہ تجویز کرنا غیر ممکن ہوتا کہ آیا کسی خاص فعل کا

کرنا تاکیداً ممنوع ہے یا محض خلاف اوس نصیحت مندرجہ مقولہ کے ہے کہ جسکے روسے
وہ تھوڑا سا پاپ ہے۔ جیمینی کے میمانسا سے جسکا مجھے آگے چلکر ذکر کرنا پڑیگا ہمکو وہ قواعد
معلوم ہوتے ہین جو اسبارہ مین قواعد تعبیر بیدون کے پاک مقولون کے بابت ہین۔
واسطے اغراض حال کے واقعہ تبنیت کا مان لیا جاوے تو بار ثبوت اس امر
کے ثابت کرنیکا کہ تبنیت خلاف قانون اور ناجائز ہے میری راے مین مدعیان پر ہے
اور انہین وجوہ سے منوجی اور مصنف متاکشرا نے استحقاق تبنیت پر کسی قید کا ایما
نہین کیا ہے اور یہہ امر خارج از بحث ہے کہ کل فرقون کے ہندو جسکے بیٹا نہو متبنی
کر سکتا ہے۔ جو لوگ استحقاق تبنیت مقدمہ ہذا کو محدود کرتے ہین اونہین کو
کوئی غیر متنازعہ اور غیر مبہم پاک مقولہ دہرم شاستر کا ایسا بتانا لازم ہے بشرطیکہ
کوئی ہو جو طریقہ شاستر مروجہ بنارس مین تسلیم ہوا ہوا اور اوسپر عمل ہوا ہو یا اوس
طریقہ کے ہندوون مین صریحی ثبوت ایسے رواج کا دینا لازم ہے جسکے روسے وہ استحقاق
تبنیت کا ایسی تبنیت کو جیسے کہ اسمقدمہ مین ہی خلاف قانون کرکے محدود ہوتا ہے بدین
قیاس کہ تبنیت فی الواقع وقوع پذیر ہوئی ہے تو مدعیان ہی کو جو دعوے اس
استقرار کا کرتے ہین کہ تبنیت مذکور خلاف قانون اور کالعدم ہے یہہ ثابت کرنا چاہئے کہ
تبنیت مذکور خلاف قانون ہے۔ یہہ ثابت کرنا کافی نہین ہے کہ تبنیت مذکور محض
پاپ ہے۔ اگر تبنیت مذکور محض پاپ ہی ہے تو اصول اس مسئلہ کا کہ امر ناکردنی
اگر کر دیا جاوے تو جائز ہو جاتا ہے متعلق ہوگا اور اگرچہ پاپ ہی ہو تو تبنیت مذکور کل
اغراض کے لئے جائز ہوگی۔ برعکس اسکے اگر کسی مسلمہ مقولہ دہرم شاستر کسی خاص
طریقہ کے روسے بجز حالات خاص معینہ کے کسی تبنیت کی ممانعت ہی تو بار ثبوت اس
امر کے ثابت کرنیکا کہ تبنیت ممنوعہ مذکور کسی رواج کے روسے جائز ہے اوس فریق
پر ہوگا جو اوس تبنیت پر استدلال کرتا ہے۔ یہی صورت مقدمہ تلشی رام بنام
بہاری لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۲۸) مین تہی جس مین
خلاف اس مقولہ مسلمہ وششٹ جی کے کسی عورت کو بجز رضامندی اپنی شوہر کے لڑکا
دینے یا لینے کا اختیار نہ دینا چاہئے یہہ بحث ہوئی تہی کہ اون ہندوون مین جو طریقہ
شاستر مروجہ بنارس کے تابع ہین کہ جس طریقہ مین یہہ مقولہ جسکی مین نے ابہی نقل

کی ہے بطور مسلمہ مقبول تسلیم کی جاتی ہے کہ تبنیت جو بیوہ نے بلا اجازت صریحی کے اپنی شوہر متوفی کے لئے کی ہو جایز ہے۔ اور مقدمہ میں بعد ذکر کرنے مقدمات منفصلہ کے اور جسمین ہندو تابع طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے فریق تہے۔ مقدمات مذکورہ میں سے ایک مقدمہ ممالک ہذا کا پریوی کونسل مین تہا مین نے یہہ کہا تہا اور مین سمجہتا ہون کہ صحیح کہا تہا کہ مجہکو امید ہے کہ کوئی شخص جو اب یہہ بحث کریگا کہ ہندو بیوہ تابع طریقہ بنارس اپنی خاوند متوفی کیواسطے جایز تبنیت بلغیر صریحی اجازت عطا کردہ اوسکے کر سکتی ہے وہ بحث مذکور کی تائید عام رواج خاص ضلع کے صاف ثبوت سے کریگا کہ تبنیت اندر حالات مذکور حاضر ضلع مین اون اشخاص نے جایز تسلیم کیا ہے جو تابع طریقہ بنارس کے ہین۔ مقدمہ اخیر الذکر مین جو بابت تبنیت لیسر متبنی تہا زوجہ یا بیوہ کے اپنی خاوندکیواسطے تہا ایک مقولہ کے رو سے جو بنارس کے طریقہ مین بطور اصلی کے مسلمہ اور مقبولہ تہا عبارت اقتباسی مین متبنی کرنیکے عام استحقاق پر قید قایم کی گئی تہی اور مقدمہ زیر غور اپیل ہذا مین ایک قید استحقاق عام متبنی کرنے پر قایم کرنا چاہا جاتا ہے اولاً بذریعہ ایک مقولہ کے جو ساکلاجی کا قول کہا جاتا ہے لیکن جسکو کسی مفسر مستند طریقہ شاستر مروجہ بنارس نے کبہی بطور اصلی کے تسلیم نہین کیا ہے اور ثانیاً بذریعہ دوا حیزاء قول سونک جی کے جسکی تعبیر نندا پنڈت نے کی ہے کہ جس تعبیر کو کسی مفسر مستند طریقہ بنارس نے بطور صحیح تعبیر کے قبول نہین کیا ہے الا در حقیقت یہہ مان لیا جاوے کہ طریقہ شاستر مروجہ بنارس مین نندا پنڈت ایک مفسر مستند ہے۔ مین یہہ ثابت کرنیکی امید کرتا ہون کہ ہر ایسا قیاس بدرجہ غایت بعجلت سخت ہوگا اور باعتبار واقعات کی مناسب ہوگا اگر بلا لحاظ مناسبت کے جج کو ایسے قیاسات قایم کرنیکا اختیار دیا جاوے تو بار ثبوت کا مدار ہر خاص جج کے تلون طبعی اور طرفداری اور کم وقفیت یا خیال پر ہوگا اور نہ اون قانونی اصولون پر جو اون واقعات سے متعلق ہوتے ہین جو یا تو ثابت ہوئے ہین یا تسلیم ہوئے ہین یا جنکی نسبت جج کو قیاس عدالتانہ قایم کرنیکا اختیار دیا گیا ہے ایسی صورت مین حقوق فریقین کا مدار اون خاص واقعات کے وسایل وقفیت پر ہوگا جسپر جج خود اپنی وقفیت سے استدلال کریگا لیکن جو نہ شہادت سے ثابت کئے گئے ہین

اور مدعی یقین سے تسلیم کئے ہین اور یہہ ظاہر ہوگا لیشرطیکہ جج کتہرہ گہاٹ مین کہرا
کیا جاوے کہ اوسکی معرفت کا مدار محض با افواہ یا سماعی خبرہ ہی سنی ہوئی ابتدا اوسکی شہادت
نسبت ان واقعات ... لی ہووی لیشرطیکہ اوسکا اظہار گواہانہ قلمبند
کیا جاتا کوئی جج بغیر اسکے کہ وہ شہادت گواہانہ ادا کرے کسی مقدمہ مین خود اپنی
واقفیت کے خاص واقعات کو داخل نہین کرسکتا ہے اور خود اوسکی علم و یقین
پر جو باعتبار عام افواہ کے ہے ایسے وجوہ ہین جنپر کسی جج کو عمل کرنا مناسب نہوگا ۔
دیکھئے تجاویز حکام عالیمقام پریوی کونسل مقدمہ ہر پرشاد بنام شیودیال (لا رپورٹ
اپیل ہند جلد ۳ صفحہ ۲۸۶ اور مقدمہ مہتاب بی بی بنام لشکر خان (اپیل ہند مولفہ
مور صاحب جلد ۱ صفحہ ۲۲۱) مین نے یہہ تحریرات اسوجہ سے کی ہین کہ مجہے معلوم ہوتا
تہا کہ اسمقدمہ مین خطرہ اس امر کا ہے کہ ہم بار ثبوت فریق بجا پر بوجہ اون کے قایم کرتے
ہین کہ چند شخصون پر ہم مین سے جسمین مین بہی شامل ہون آغاز بحث مین پہلے سے
خیال کی ہوئی غیر عدالتانہ اراموش ہوگئی ہین اور جہانتک مجہکو تعلق ہے کسی یقینی
بنیاد پر مبنی نہین ہین ۔

قبل اسکے کہ اس امر پر غور کیا جاوے کہ نندا پنڈت کی دتک میمانسا اس
امر مین کیا سند قایم کیجاوے مین مختصر آدہرم شاستر کے اسبارہ مین اوسمقدمہ کا
ذکر کرونگا جو نندا پنڈت کی اس تصنیف کے تحریر سے پہلے مشہور تہا ۔

منجملہ اون قدیم رشیون کے جن سے دہرم شاستر منسوب کیا جاتا ہے وشسٹ جی
یاگ یلمان جی اور سونک جی زمانہ سوتر کے ہین ایسا ہی نادر جی بہی ہین یہہ بات
مشکوک ہے آیا منو جی قبل وشسٹ جی کے تہے یا اونکے بعد ہوئے منو جی کے مجموعہ مین جیسا کہ اوسکو
اب ہم پاتے ہین وشسٹ جی کے قولون کی نقل پائی جاتی ہین ۔ منو جی کے بعد سند
مین اور ترتیب تاریخ مین یاجن ولک جی آئے ہین ۔ بموجب رائے مسٹر مین صاحب
کے یاجن ولک جی کی کتاب مصنفہ چودہ سو سال سے زیادہ کے پورانی ہے لیکن کتنی
پورانی ہے یہہ کہنا غیر ممکن ہے عدالت ہذا مین بحیثیت جج کے بحث شاستری قانون
ہندون کے فیصل کرنیکے لئے اجلاس کرکے میرا یہہ کام نہین ہے کہ کوئی رائے نسبت
قدامت خاص منو جی کے بیان کرون یہہ کہنا کافی ہے کہ متعصب ہندو لوگ قوانین منو جی

کو اسطرح پر مانتے ہین کہ گویا الہام الہی ہین اور منوجی کا یہہ بیان ہے کہ اونہون نے وہ مجموعہ برہما سے پایا اور اونہوں نے رشیون سے بیان کیا تہا۔ اور قرینہ غالب ہے کہ بحیثیت موجودہ وہ مجموعہ وہی نہین ہے جو ابتدائی حیثیت مین تہا سر ولیم جونس صاحب مجموعہ منوجی کو بحیثیت موجودہ اتنی مدت کا سمجہتے ہین کہ جتنی مدت و دو سو اسی سال قبل سنہ عیسوی کے گذری ہے۔ جہانتک مین واقف ہون کسی شخص نے جو اسبارہ مین قابل رائے قایم کرنیکے ہو یہہ ایسا نہین کیا ہے کہ مجموعہ مذکور بحیثیت موجودہ حال دو سو سال قبل سنہ عیسوی کے بعد کی تاریخ کا ہے مسٹر مین صاحب نے فقرہ ۲۰ - اپنی شاستر و رسم و رواج طبع پنجم مین صحیح طور پر یہہ بیان کیا ہے۔ مجموعہ منوجی کو ہندو رشی اور مفسران زمانہ قدیم سے ہمیشہ بطور سند عظیم کے تصور کرلیتے آے ہین لیکن یہہ ایسی رائے ہے کہ جو اونکو یہہ تصور کرنے مین جب کبہی قع ہو مانع نہین ہے کہ وہ اوسکو بطور بے استعمال کے تصور کرین۔ اسمین شبہ نہین ہو سکتا ہے کہ طالقیہ شاستر مروجہ بنارس مین منوجی کا مجموعہ سند عظیم ہمیشہ تہا اور اب بہی ہے

پسر متبنی (و ترسما) کا ذکر مجموعہ منوجی کے باب ۹ - اشلوک ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۵۹ و ۱۶۸ مین ہوا ہے اشلوک ۱۶۸ کا ترجمہ ڈاکٹر بہلر صاحب کے (کتب مقدس ممالک مشرقی جلد ۲۵ صفحہ ۳۶۱) مین حسب ذیل ہوا ہے۔ ۱۶۸ - وہ (لڑکا) جو برابر (قوم مین) جسکو اوسکی مان یا اوسکا باپ محبت سے (باستحکام یہہ) معہ (جل یعنی) پانی کے تکلیف کے اوقات مین (کسی شخص کو بطور اوسکے بیٹے کے دیوے تو وہ پسر متبنی (دترسما) تصور کیا جاویگا۔

بجز قید مشمولہ اشلوک ۱۶۸ کے منوجی نے کسطرح پر کوئی قید تبنیت پسر بشکل تبنیت و تنک سے قایم نہین کی ہے۔

بہ نسبت تبنیت کے وشسٹ جی نے اشلوک آیت ۱ باب ۱۵ مین جسکا ترجمہ ڈاکٹر بہلر صاحب نے (کتب مقدس ممالک مشرقی جلد ۱۴ صفحات ۵ و ۶ و ۷) مین کیا ہے یہہ بیان کیا ہے۔

۱ - انسان جو خون اور نطفہ سے بنا ہے اپنی مان اور اپنے باپ اوسی طرح پیدا ہوتا ہے جیسے کہ اوسکی نتیجہ کے سبب سے

۲ - لہذا باپ اور مان کو اپنے بیٹے کو دینے بیچنے اور ترک کر دینے کا اختیار حاصل ہے

۳- مگر وہ اکلوتا بیٹا نہ لیوے اور نہ دیوے (تبنیت مین)۔

۴- کسواسطے کہ مورث کے نسل قایم رکہنے کے لئے اوسکا رہنا ضروری ہے

۵- کوئی عورت بیٹے کو نہ لیوے اور نہ دیوے الا برضامندی اپنی شوہر کے

۶- جو کوئی بیٹا متبنی کرنا چاہے اوسکو اپنی رشتہ مند جمع کرنا چاہئے راجہ سے اپنا ارادہ ظاہر کرنا چاہئے اور گہر کے بیچو بیچ مین دیا ہورتی پر تکبر ہون کرنا چاہئے اور دور کے رشتہ دار کو (بطور بیٹے کے) نہ لینا چاہئے اور اپنی رشتہ دارون مین سے زیادہ تر قریب جو ہو اوسکو لینا چاہئے۔

۷- لیکن اگر کوئی شبہ (بہ نسبت پسر متبنی کے جو) دور کا رشتہ مند ہی پیدا ہو تو (متبنی لینے والا) اوسکو مثل سودر کے علیحدہ کر دیگا۔

۸- کسواسطے کہ ویدمین یہہ قرار پایا ہے ایک ذریعہ سے وہ بہتونکو نجات دلواتا ہی

۹- اگر بعد تبنیت ہوجانیکے کوئی صلبی بیٹا پیدا ہو تو (پسر متبنی) چہارم حصہ پاویگا

۱۰- الا شرط یہہ ہی کہ وہ مال ومتاع کے (رسمیات) پیدا کرنیمین مشغول و مصروف ہو

منجملہ اشلوک ہاے مندرجہ بالا کے تیسرے اشلوک مین وہی مرشامل ہے جو اشلوک چہارم کے ساتہہ پڑہنے سے بعض عدالتون نے بطور ممانعت تاکیدی خلاف تبنیت اکلوتے بیٹے کے تجویز کی ہے اور عدالت ہذا نے اور دیگر عدالتون کے بعض ججون نے صرف بطور نصیحت خلاف اکلوتے بیٹے کے تجویز کی ہے۔

اشلوک پنجم باعث اختلاف راے کا عدالت ہاے ہند مین ہوا ہے

منوجی یا وشسٹ جی کے مقولونمین ایک لفظ بدین مفہوم نہین ہے کہ بہانجہ یا نواسہ یا مان کے بہن کا بیٹا قانوناً یا جوازاً متبنی نہین کیا جاسکتا ہے۔ اسمقدمہ کے دوران بحث مین یہہ تسلیم ہوا تہا کہ یاجن ولک جی مین بہی کوئی لفظ بدین ایسا نہین ہے کہ بہانجہ یا نواسہ یا مان کے بہن کا بیٹا قانوناً اور جوازاً متبنی نہ کیا جایگا - یاجن ولک جی طریقہ شاستر مروجہ بنارس مین سند غیر مشتبہ باعتبار سند سر ولیم میکناٹن صاحب (اصول ونظایر دہرم شاستر جلد ۱ صفحہ ۷۶) کے یہہ مان لیا گیا ہے کہ بموجب ناردجی کے لڑکا اوس عورت کا جس کے ساتہہ متبنی کرنیوالا شادی نہین کرسکتا ہے جیسے کہ بہانجہ یا نواسہ ہی درمیان

مین ذوجنمی قومون کے جواز متبنی نہین کیا جاسکتا ہے۔ پروفیسر جالی صاحب نے نارد جی سمرتی کا ترجمہ کیا ہے اور اونکی کتاب تواریخ دہرم شاستر کے صفحہ ۱۶۲ سے ہمکو یہہ یقین حاصل ہوتا ہے کہ ایسا قاعدہ نارد سمرتی کے دو ترجمون مین سے کسی ترجمہ مین واقعہ نہین ہوا ہے۔

بہ نسبت یامان جی کے مسٹر منڈلک نے اپنی دیو بار میوکہہ صفحہ ۳۰۸ مین یہہ بیان کیا ہے کہ سرسوتی ویلاس مین یامان جی کے ایک مقولہ کی نقل ہوئی ہے جسکو اونہون نے سنسکرت مین لکہا ہے اور وہ جسکا ترجمہ کیا گیا حسب ذیل ہے۔

لواسہ یا بہانجہ کی صورت مین قاعدہ ملبدان وغیرہ کا رائج نہین ہے (عمل تبنیت کا) حرف زبانی ہبہ سے مکمل ہو جاتا ہے۔ مقدس یامان جی ایسا ہی کہتے ہین۔ مسٹر منڈلک یہہ کہتے ہین کہ بعینہٖ یہی مقولہ باعتبار سند سرسوتی ویلاس کے دتک درپن مصنفہ دواجی پاہن مین نقل کیا گیا تہا اور صدر دیوانی عدالت بمبی کے شاستریون نے میوت رائے مانگر بنام گووندراؤ بلونت مانگر (رپورٹ بوراڈیل صاحب جلد ۲ صفحہ ۸۷) مین اختیار کیا تہا۔ ایک خفیف فرق کے ساتہہ یامان جی کے اوسی قول کو گلاب چند سرکار نے اپنی دہرم شاستر متعلقہ تبنیت کے صفحہ ۳۴۳ مین اپنی اوس مقولہ کی یادداشت سے جیسا کہ پنڈت بہارت چندر سرومنی نے اپنی شاگردون کو سکہلایا تہا تحریر کیا ہے۔ گلاب چند سرکار کا ترجمہ اوس مقولہ کا جیسا کہ اونکو یاد تہا حسب ذیل لکہا ہے۔ صریحا یہہ ضرور نہین ہے کہ ہون ملبدان یا دیگر رسمیات لواسہ یا بہتیجہ کے تبنیت کے وقت کیجاوین اسلیے تبنیت مذکور اون صورتون مین حرف موںہہ کے الفاظ سے مکمل ہو جاتی ہے۔ یامان جی کے مقولہ کے رو سے استحقاق ہندو کا دربارہ متبنی کرنے اپنی لواسہ کے بلاکسی شرط اور قید کے تسلیم ہوا ہے۔

متاکشرا مین جو ایسی تفسیر ہے کہ جسکو بحیثیت تفسیر کے طریقہ شاستر و درجہ بنارس مین سند افضل حاصل ہے کسیقدر تبنیت کا ذکر ہے لیکن جہانتک مین دریافت کرسکا ہون اوسمین ایک لفظ بہی ایسا نہین ہے جس سے یہہ ایما ہوسکے کہ تبنیت بہانجہ کی یا لواسہ کی یا مان کے بہن کے بیٹے کی ہندوون کے کسی فرقہ مین ممنوع ہے

مسٹر مین صاحب اپنی دہرم شاستر رسم و رواج طبع پنجم کے فقرہ ۲۶ مین یہہ کہتے
ہین۔ منجملہ کل تفسیرات کے سب سے زیادہ گران بہا تفسیر وگیندیسر کی ہے جو متاکشرا
کے نام سے مشہور ہے۔ اوسکی سند شہر اور صوبہ بنارس مین سے سب سے اعلی
ہے اور وہ اون الفاظ کے سرنامہ پر واقعہ ہے جنکی نسبت یہہ کہا جاتا ہے کہ اونکی
رو سے جنوب و مغرب ہند مین قانون طے یافتہ ہے بموجب راے مین صاحب
کے جو بہ تقلید راے وسٹ صاحب و بہلر صاحب کے ہے رمین صاحب کا دہرم
شاستر رسم و رواج طبع پنجم فقرہ ۲۶) متاکشرا کی عمر تحقیقات حال سے جزو اخیر
گیارہوین صدی ہی قرار پائی ہے۔ اگر دہرم شاستر کے کسی مقولہ مین کہ جس مقولہ
کو طریقہ دہرم شاستر مروجہ بنارس نے تسلیم کر لیا ہو کوئی ممانعت صریحی یا کوئی
ایسا مقولہ شامل ہوتا جس سے ہندوون کے کسی فرقہ کے لئے ممانعت بہانجہ یا
نواسہ یا مان کے بہن کے بیٹے کی تبنیت کا اشارہ ہوتا ہو تو مجہے یہہ بات بدرجہ
غایت خلاف قیاس معلوم ہوتی ہے کہ متاکشرا ایسی قید ضروری متعلقہ استحقاق تبنیت کے نسبت خاموش ہے
جو کچہہ مجہے بہ نسبت سونک جی اور ساکلاجی کے کہنا ہے اوسکو مین
اوس وقت تک ملتوی رکہونگا کہ جب تک دتک میماانسا نندا پنڈت کو ملحوظ نرکہونگا
کیونکہ سونک جی کے مقولہ کے دو فقرون کے بناپر اور ایک اور مقولہ کی بناپر
جسکو اونہون نے لطور مقولہ ساکلاجی کے لکہا ہے یہہ بات ہے کہ نندا پنڈت
نے اپنی تفسیر مین اپنا یہہ بیان مبنی کیا ہے کہ تین دو جنمی قومون مین بہانجہ یا
نواسہ اور مان کے بہن کا بیٹا متبنی نہین کیا جا سکتا ہے۔
بجز اوس صورت کے کہ جو تعبیر سونک جی کے مقولہ پر نندا پنڈت نے
قایم کی ہے اور بجز اس صورت کے کہ جو قول ساکلاجی کا نندا پنڈت نے تحریر
کیا ہے اوسپر استدلال کیا جاوے اور وہ قول مکمل اور پورا ہے کوئی ایک مقولہ
دہرم شاستر اور کوئی ایک فقرہ کسی ایسے مفسر کا جو بلحاظ تاریخ کے اوس وقت سے
ماقبل کا ہو کہ جب نندا پنڈت کی دتک میماانسا اور دتک چندر کا لکہی گئی تہین
ہمارے روبرو پیش نہین ہوا ہے اور نہ جہانتک مین واقف ہون کوئی ایسا مقولہ
موجود ہے کہ جس سے یہہ ایسا ہو سکے کہ تین دو جنمی قومون سے کسی قوم کو بہانجہ

یا بھتیجہ یا ماں کے بہن کے بیٹے کے متبنی کرنیکی ممانعت ہے -

یہہ بات میرے تجربہ کی ہے کہ یہہ قیاس کر لینا مناسب ہے کہ کوئی ہندو مفسر بطور سند کے کسی خاص طریقہ دہرم شاستر مین قبول کر لیا گیا ہے بشرطیکہ اوسکے خیالات کسی امور مین مطابق قواعد اوس طریقہ کے پاے گئے ہون مین اقرار کرتا ہون کہ قبل ازین مین نے ایسا قیاس قایم کیا ہے - میرے ذہن مین اس سے زیادہ خطرناک کوئی قیاس نہین ہو سکتا ہے - بہت سے مفسران کے خیالات نہایت وحشیانہ اور نہایت غیر صحیح اور خود علم سماعی کے اکثر امور مین غالباً موافق اون قواعد کے پاے جاوینگے جو مسلم سمجھے ہین آگاہ کلمے یہہ بہی قیاس کیا گیا ہے کہ کوئی ہندو مفسر کسی خاص طریقہ دہرم شاستر مین مستند مانا گیا ہے کیونکہ وہ اوس ضلع مین پیدا ہوا تہا یا رہتا تہا کہ جس ضلع مین قواعد اوس طریقہ شاستر کے مروج ہتے - مقدس شہر بنارس مین دہرم شاستر کے ہر طریقہ کے عام لوگ رہتے ہین اور پاے جاتے ہین - نند اپنڈت کے معاملہ مین قیاس متذکرہ بالا قایم کئے گئے ہین - نند اپنڈت اگرچہ وہ بنارس مین پیدا ہوا تہا اور اگرچہ وہ اور اوسکا خاندان بنارس مین رہتا تہا جہانتک دریافت ہو سکا ہے بلا واقع ہند جنوبی کے ایک خاندان سے آیا تہا جو بنارس مین آباد ہوا تہا - عام اس سے کہ نند اپنڈت کا خاندان کوئی پورا خاندان بنارس کا تہا یا ہند جنوبی سے یا اور کہین سے بنارس مین آیا تہا یہہ امر یقینی ہے کہ چند ضروری امور متعلقہ تبنیت مین نند اپنڈت کی آرا مطابق قواعد طریقہ بنارس کے نہین قرار پائی ہین -

قبل غور کرنے اور پر مسلہ دتک میمانسا کے اس امر پر غور کرنا ضروری ہے کہ آیا سند اوس تفسیر کی ایسی افضل ہے یا نہین کہ جیسا اوسکا افضل ہونا سر ولیم میکناٹن صاحب نے اوسوقت قیاس کیا تہا جب دتک چندرکا اور دتک میمانسا کے ذکر کرتے وقت اونہون نے یہہ کہا ہے - کل ہندوستان مین بدرجہ مساوی اونکی تعظیم ہوتی ہے اور جہان کہین اونمین اختلاف ہوتی قاعدہ رسالہ آخر الذکر کا بنگال مین اور مقامات جنوبی نے اختیار کیا ہے اور رسالہ اول الذکر بطور ہدایت لاخطا صوبجات متہلا اور بنارس مین قرار پایا ہے

مجھے یہہ دریافت نہین ہوتا ہے کہ کس سند کے اعتبار پر مسٹر ولیم میگناٹن صاحب نے
اپنی دہرم شاستر و رسم و رواج کے تحریرات دیباچہ مین وہ بیان کیا ہے۔ اسمین شبہہ نہین
ہے کہ وہ سرگرم طالب علم دہرم شاستر کے تھے اور جب وہ رجسٹرار صدر دیوانی عدالت
کلکتہ کے تھے اونہون نے تین جلدین رپورٹ مقدمات منفصلہ کی چھپوائین تھین مین
خیال کرتا ہون کہ جو کچھہ مین آیندہ کہونگا اوس سے ظاہر ہوگا کہ مسٹر ولیم میگناٹن صاحب
نے غلط راے مسٹر سدرلینڈ کی بہ نسبت اس بحث تبنیت کے اختیار کی ہے۔

فقرہ ۳۰ طبع پنجم مسٹر مین صاحب کے دہرم شاستر و رسم و رواج سے یہہ امر
مشتبہ ہو جاتا ہے کہ آیا مسٹر ولیم میگناٹن کا جو اوس وقت مسٹر ڈبلیو ایچ میگناٹن تھے جب
اونہون نے اس بارہ مین تحریر کی تھی صحیح خیال اوس سند کا تھا جو دتک چندرکا یا دتک
میمانسا کی بہ نسبت وہ قایم کیا چاہتے تھے اور یہہ واضح ہوتا ہے کہ وہ اور مسٹر سدرلینڈ
جنہون نے دتک چندرکا کا ترجمہ کیا تھا دربارہ مصنفی اوس تفسیر کے خیال خام مین تھے

بعض امور مین نند اپنڈت کا دتک میمانسا مسایل و قواعد طریقہ شاستر مروجہ
بنارس کے موافق ہے خلاف نہین ہے اور ایسی سند بشرطیکہ کچھہ ہو جو اوسکو کبھی دہرم
شاستر کے اوس طریقہ مین حاصل ہو مین باور کرتا ہون کہ اوسی امور سے منسوب ہے او
اونہین امور پر محدود ہے کہ جنکے وہ مسایل اور قواعد طریقہ بنارس کے موافق ہے۔

یہہ تحقیق ہے کہ چند بہت ضروری اور قطعی امور متعلقہ شاستر تبنیت کے بابت قواعد
نند اپنڈت کے دتک میمانسا کی تعمیل نہین کی گئی ہے مثلاً حکام عالیمقام پریوی کونسل
نے بہ نسبت اس امر کے کہ آیا جب بھتیجہ قابل متبنی کرنیکی موجود ہے تو جو شخص بھتیجہ نہین ہے
قانوناً متبنی کیا جا سکتا ہے یا نہین بمقدمہ سریمتی اوما دیبی بنام گوکل نند داس مہاپاتر
(لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۵ صفحہ ۴۰) جسمین یہہ تجویز ہوئی تھی کہ مسایل نند اپنڈت کے دتک
میمانسا کے اور مسئلہ دتک چندرکا جسکو حکام عالیمقام نے (رپورٹ کے صفحہ ۵۰) مین یہہ
کہا ہے عبارتاً یہہ قاعدہ قرار دیتے ہین کہ جو ہندو متبنی کرنا چاہتا ہو وہ اپنے حقیقی بھائی کے
بیٹے کو بشرطیکہ ایسا شخص موجود ہو اور قابل تبنیت کے ہو بترجیح کسی دوسرے شخص کے
متبنی کریگا اثر قانون کا نہین رکھتے ہین اور عدالت ہذا نے جسکو قریب قریب کل امور
شاستری مین شاستر مروجہ بنارس کی تعمیل کرنا پڑتی ہے بہ نسبت بحث تبنیت ایک

ایک برہمن کے جسکی عمر پانچ سال سے زیادہ تھی مقدمہ گنگا سہاے بنام لیکھراج سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۲۵۳) اور بہ نسبت اس بحث کے کہ آیا بیوہ کسی حالت مین اپنی شوہر کے لئے بعد وفات شوہر کے لڑکا متبنی کرسکتی ہے یا نہین (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۲۰) اور دیگر مقدمات مین اور بہ نسبت بحث تبنیت اکلوتا بیٹے کی مقدمہ بہنی پرشاد بنام ہردی بی بی (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۶۷) تعمیل نہین کی ہے۔

دتک میمانسا کی سند پر مسٹر جسٹس محمود صاحب نے مقدمہ گنگا سہاے بنام لیکھراج سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴) اور مین نے مقدمہ بہنی پرشاد بنام ہردی بی بی (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۴ صفحہ ۸۱ و مابعد) مین مباحثہ کیا تہا۔ مقدمہ تلشی رام بنام بہاری لال (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۲۸) مین مسٹر جسٹس محمود صاحب نے نند اپنڈت کے دتک میمانسا کو طریقہ شاستر بنارس مین بحیثیت کتاب حوالہ شاستر متعلقہ تبنیت کے سند گا جاگزین کیا ہے۔ جب وہ مقدمہ عدالت ہذا کے روبرو پیش تہا تو مین نے باحتیاط اس امر پر غور نہین کیا تہا کہ نند اپنڈت کی دتک میمانسا کی دراصل کیا سند ہے۔ اوسمقدمہ مین اگرچہ مین نے مسٹر جسٹس محمود صاحب کے فیصلہ سے اتفاق کیا تہا مین نے دراصل مقدمات منفصلہ پر استدلال کیا تہا جنمین وہ ہندو فریق تہے جو تابع طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے ہین۔ جسوقت مقدمہ تلشی رام بنام بہاری لعل عدالت ہذا کے روبرو پیش تہا اوسوقت عدالت ہذا نے یہہ قیاس کرلیا تہا لیکن غلط قیاس کیا تہا کہ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ کلکٹر اف مدورا بنام رام لنگا ساتہوپتی (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۷) مین سر ولیم میگناٹن صاحب کے اس بیان کو قبول کرلیا ہے کہ نند اپنڈت کی دتک میمانسا صوبہ بنارس مین بہ نسبت تبنیت کے ہدایات لاخطا ہے (دیکھئے صفحات ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۲) یہہ غلط قیاس کہ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے رائے سر ولیم میگناٹن صاحب کی جو مین اوپر بیان کرچکا ہون اختیار کی ہتی مین یقین کرتا ہون کہ عدالت ہذا کے ججون پر موثر تہا اور بلاشبہ مجہپر تو بہت زمانہ حال تک موثر تہا۔

مقدمہ بینی پرشاد بنام ہردی بی بی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۱۸۸) میں بہم پر اس بحث کا زور دیا گیا تہا کہ بحیثیت عدالت ماتحت پریوی کونسل کے ہمکو زیادہ وقعت اس امر پر قایم کرنا چاہئے کہ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے سر ولیم میکناٹن صاحب کی راے پر حوالہ کیا ہے اور اوس سے کوئی اختلاف نہین ظاہر کیا ہے۔ اوس مقدمہ مین اس بحث سے مجھے نند اپندت کے دتک میمانسا کو اوس سے زیادہ حیثیت سند اعلی کے قایم کرنیکی ترغیب ہوئی تہی کہ جسکا اوسکو مستحق مین اب بعد غور کامل اور بعد تحقیقات مزید کے باور کرتا ہون ؀

دو بہت مشہور سنسکرت سے انگریزی مین کتب شاستری کے مترجم اور دو بہت مشہور مصنفان امور شاستری اس صدی کے زمانہ ابتدائی مین مسٹر کولبروک صاحب اور اونکے بہتیجے مسٹر سدرلینڈ صاحب تہے ۱۷۹۶ء مین مسٹر کولبروک مرزاپور کے جج تہے اور ۱۸۰۱ء مین صدر دیوانی عدالت کلکتہ کے جج تہے ۱۷۹۶ء مین مسٹر کولبروک نے دائجسٹ اف ہندو لا کا اپنا ترجمہ شایع کیا تہا جو بالعموم کولبروک صاحب کے ڈائجسٹ کے نام سے مشہور ہے۔ سنہ ۱۸۱۰ء مین مسٹر کولبروک صاحب نے متاکشرا کا اپنا ترجمہ شایع کیا تہا۔ مرزاپور مین مسٹر کولبروک اون ہندوون کے درمیان مین تہے جو تابع طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے تہے ۱۸۱۵ء مین مسٹر سدرلینڈ بہاگلپور واقعہ ملک بنگال کے جج تہے۔ بموجب امپریل گزیٹر اف انڈیا مرتبہ سر ولیم ہنٹر صاحب کے (دیکہئے عنوان موسومہ بنگال) ٹہیک بنگال وہ ملک ہے جو دکہن پورب بہاگلپور سے سمندر کیطرف پہیلتا ہے۔ چونکہ لفظ بنگال کا مسٹر کولبروک صاحب نے استعمال کیا تہا تو اوسمین متہلا (بہار) یا صوبہ بنارس شامل نہین ہے۔ قبل ۱۸۱۵ء کے مسٹر سدرلینڈ مختلف ماتحت عہدہ ہاے متعلقہ عدالتہا پر رہ چکے تہے ۱۸۲۱ء مین مسٹر سدرلینڈ صاحب نے نند اپندت کے دتک میمانسا کے اپنی ترجمہ کا اور دتک چندرکا کے اپنی ترجمہ کا اپنا دیباچہ لکہا تہا۔ اوسوقت وہ منگہیر مین مقیم تہے جو بنگال مین ہے چند سال قبل ۱۸۲۱ء کے مسٹر کولبروک اور مسٹر سدرلینڈ دربارہ امور شاستری کے سر طامس اسٹرینج صاحب سے خط وکتابت کرتے تہے اور اونکو حوالہ جات مقدمہ شاستری مختلف عدالتون کے معہ آئینڈتان بہ نسبت امور مذکور کی معہ خود اپنی خیالات کے جو اون رایون کے نسبت ہوتے تہے بہم پہونچاتے تہے دیکہو

دیباچہ سر طامس اسٹرینج صاحب جو اونکی دہرم شاستر کا ہے اور مقدمات وار الحفظ
و کتابت مطبوعہ جلد ۲ کتاب مذکور طبع ۱۸۳۰ء منجملہ افضل بنا ہر طریقہ شاستر دایابہاگ
جو طریقہ شاستر خاص بنگال مین رایج ہے ایک جگنا تہہ ترکا پنچانن ہے۔ کسیوقت درمیان
سنہ ۱۷۹۲ء اور ۱۷۹۶ء کے اوس نے زیر نگرانی سر ولیم جونس صاحب کے ڈایجسٹ آف ہندو لا
تالیف کیا تہا جسکا ترجمہ مسٹر کولبروک صاحب نے سال مابعد مین شایع کیا تہا۔ بموجب دیباچہ
سنہ ۱۸۱۰ء کے جو اونکی ترجمہ دتک میمانسا نند اپنڈت کے اور اونکی ترجمہ دتک چندریکا کا ہے
دتک چندریکا کی نسبت یہہ سمجہا جاتا ہے کہ وہ بنیاد عمل نند اپنڈت کے دتک میمانسا کی
ہے۔ اگر دتک چندریکا یا نند اپنڈت کی دتک میمانسا یا اونکی مخالفت جو در بارہ تبنیت بہانجا
و لواسہ اور مان کے بہن کے بیٹے کے ہین بطور سند کے خاص بنگال مین یا صوبہ بنارس
مین مقبول ہوئی ہین تو یہہ غیر ممکن ہے کہ یہہ امر جگنا تہہ ترکا پنچانن اور سر ولیم جونس
صاحب کو جب مسٹر کولبروک صاحب کا ڈایجسٹ تالیف ہو رہا تہا لا معلوم ہوتا یہہ بہی
غیر ممکن ہے کہ یہہ امر مسٹر کولبروک صاحب کو جب وہ ڈایجسٹ کا ترجمہ ۱۷۹۶ء مین یا اوس
سے پہلے کر رہے تہے اور جب ۱۸۰۸ء مین اونہون نے اپنا ترجمہ متاکشرا کا شایع کیا تہا
لا معلوم ہوتا اور یہہ بہی غیر ممکن ہے کہ یہہ امر مسٹر سدرلینڈ کو جب ۱۸۱۹ء مین اونہون نے
اپنا دیباچہ نند اپنڈت کی دتک میمانسا کا اپنے ترجمہ کا اور دتک چندریکا کے اپنے ترجمہ کا
دیباچہ لکہا تہا لا معلوم ہوتا۔ مین یہہ ثابت کرینگی امید کرتا ہون کہ نند اپنڈت کی دتک
میمانسا اور دتک چندریکا اور یہہ مخالفت مظہرہ نسبت تبنیت بہانجہ و لواسہ و مان کے
بہن کے بیٹے کے سر ولیم جونس صاحب اور جگنا تہہ ترکا پنچانن نے جب کولبروک صاحب
کا ڈایجسٹ تالیف ہو رہا تہا بطور مستند کے تسلیم نہین کی تہی اور مسٹر کولبروک صاحب نے
جب وہ اوس ڈایجسٹ کا ترجمہ کر رہے تہے بطور مستند کے تسلیم نہین کیا تہا اور مسٹر
کولبروک صاحب نے اپنی یادداشت متعلقہ اپنی ترجمہ متاکشرا سنہ ۱۸۱۰ء مین کسی ایسی مخالفت
کا ذکر نہین کیا ہے اور یہہ ایسا نہین کیا ہے کہ نند اپنڈت کے دتک میمانسا یا دتک چندریکا
کبہی بطور مستند کے طریقہ شاستر مروجہ بنارس مین مقبول ہوئی ہے اور اپنی کتاب موسومہ ایکونٹ
آف ہندو لا آف انہرٹنس مین جو صفحہ ۱۳۵ لغایت ۲۱۹ جلد اول دہرم شاستر سر طامس
اسٹرینج صاحب طبع ۱۸۳۰ء مین طبع ہوئی ہے مسٹر کولبروک صاحب نے نہ صرف یہہ بات

کہ اونہون نے یہہ ایسا نہین کیا ہے کہ نند اپنڈت کا وتک میمانسا اور دتک چندرکا یا اونمین سے کوئی طریقہ شاستر مروجہ بنارس مین کتاب مستند نہین ہے بلکہ اونہون نے اونکو کچہہ کم وبیش دوسرے اور مختلف طریقہ شاستر کا کتب مستند قرار دیا ہے مین یہہ بہی ثابت کرونگا کہ ۱۸۱۹ء مین طریقہ ہاے شاستر بارہ اضلاع جنمین قواعد نند اپنڈت کے دتک میمانسا کے اور دتک چندرکا کے مقبول ہوتے تھے اور اونکی تعمیل ہوتی تہی اسقدر کم معلوم تہے کہ مسٹر سدرلینڈ نے ۱۸۱۹ء مین بہ تحفظ اپنی خیال عدالتانہ کے اپنی ترجمہ نند اپنڈت کے دتک میمانسا کے اور دتک چندرکا کے اپنی دیباچون مین یہہ بیان کیا ہے۔ لیکن یہہ کتاب جیسی کہ ایسے حالات مین تالیف ہوئی ہے کہ جن حالات مین بہت کم سہولیت تحقیقات یا فراہم کرنے اطلاع کی حاصل ہوئی ہے اور اونہون نے (مسٹر سدرلینڈ صاحب نے) مغالطہ کے اندیشہ سے کوشش اثبات کی کی ہے کہ عمل کسی خاص قاعدہ کا کسی خاص حصہ ملک کے حدود پر ممنوع یا محدود ہو فی الواقع بمشکل ایسی ٹہیک صحت حاصل ہوسکتی ہے (اسٹو صاحب کے کتب دہرم شاستر صفحہ ۵۲۸) مین نہین جانتا ہون کہ سر ولیم میکناٹن صاحب نے اپنی تحریرات ابتدائی متعلقہ اپنی اصول و نظایر دہرم شاستر کے کب تحریر کی تہین لیکن وہ کتاب اول مرتبہ ۱۸۲۹ء مین شایع ہوئی تہی۔ مین یہہ ثابت کرنیکی امید کرتا ہون کہ درمیان ۱۷۹۶ء اور ۱۸۲۹ء کے بجز اشاعت ترجمہ نند اپنڈت کے دتک میمانسا کے جو مسٹر سدرلینڈ نے ۱۸۲۱ء مین شایع کیا تہا کوئی امر ایسا وقوع پذیر نہین ہوا تہا کہ جس سے یہہ مناسب سمجہا جاوے یا یہہ ایسا بہی ہوسکے کہ کوئی بنیاد سر ولیم میکناٹن صاحب کے اس بیان کی اونکی تحریرات ابتدائی مین ہے کہ بہ نسبت امور تبنیت کے نند اپنڈت کا دتک میمانسا ہدایت لاخطا ممالک متہلا اور بنارس مین قرار پائی ہے۔ مین یہہ بہی ثابت کرنیکی امید کرتا ہون کہ کسی وقت مین جسمین زمانہ حال بہی شامل ہے وہ بیان فی الواقع صحیح ہوا ہوگا یا بجز غلط اور مغالطہ دہی کے اور کچہہ ہوا ہوگا۔

دایبہاگ دہرم شاستر جو عموماً کولبروک صاحب کے دایبہاگ کے نام سے مشہور رہے ذیعلم بنگالی پنڈت جگناتہہ تارکا پنچانن نے حسب ایما اور زیر نگرانی

سر ولیم جونس صاحب کے تالیف کیا تہا اور سنسکرت سے انگریزی مین کولبروک صاحب جنہون
نے ۱۸۰۶؁ مین ترجمہ کیا تہا۔ اوسوقت مسٹر کولبروک صاحب مرزاپور مین رہتے
تہے۔ ضلع مرزاپور ضلع بنارس کے ملحق ہے اور مرزاپور کے ہندوؤن مین طریقہ
شاستر مروجہ بنارس ہی کا دہرم شاستر ہے۔ اسطرحپر مولف ڈائجسٹ مذکور ایک
بنگالی پنڈت اعلی شہرت کا بطور سند طریقہ شاستر دایا بہاگ بنگال جنوبی یعنی بنگال
خاص بابت امور شاستری کے ملتا ہے اور مترجم ڈائجسٹ مذکور مشہور عالم سنسکرت
اور سرگرم طالب علم شاستر اور مصنف امور شاستر کا جو شہر بنارس سے پچاس میل
کے اندر رہتا تہا اور اون ہندوون کے درمیان مین رہتا تہا جو تابع طریقہ شاستر بنارس
کے تہے اور ہمکو یہہ بات حاصل ہے کہ ڈائجسٹ مذکور زیر نگرانی سر ولیم جونس صاحب
کے تالیف ہوا تہا اور ہم جانتے ہین کہ غرض سر ولیم جونس صاحب کی یہہ تہی کہ ایک
قابل الفہم ڈائجسٹ دہرم شاستر کا عام وجوہ پر بنایا جاوے۔ ہم یہہ بہی جانتے ہین
کہ نندا پنڈتا بنارس مین رہتا تہا اور اوس نے اپنا دتک میمانسا کچہہ کم سو برس قبل اوسکے
لکہا تہا جب ڈائجسٹ مرتب ہوا تہا۔ اسطرحپر ہمکو وہ کل شرائط دستیاب ہوگئی ہین جنکی
رو سے معقول طور پر کہنے مین عملی طور پر یہہ غیر ممکن ہے کہ نندا پنڈت کا دتک میمانسا
اور اوسکی مخالفتین نہ صرف سر ولیم جونس صاحب ہی کے توجہ سے فروگذاشت ہوتین
بلکہ مولف اور مترجم ڈائجسٹ کی توجہ بہی اوسپر مایل ہوتی ہوتی بشرطیکہ وہ میمانسا
اوسکے قواعد اور مخالفتین کو ہندوون نے یا بنگال جنوبی کے یا ملک بنارس کے
عالمون نے طریقہ شاستر دایا بہاگ یا طریقہ شاستر مروجہ بنارس مین اوسوقت کم سند کا سمجہا
ہوتا کہ جب ڈائجسٹ مرتب ہوا تہا اور اوسکا ترجمہ ہوا تہا کہ جو اٹہارہوین صدی کے
اخیر چہارم حصہ مین ہوا تہا۔ ڈائجسٹ مین مسایل شامل ہین جنکی نسبت مولفین نے
تفسیرات کی ہین۔ مسٹر کولبروک صاحب نے کچہہ یادداشت بڑہائی ہین۔ باب ۴ کتاب
پنجم حصہ ۲ ڈائجسٹ مین ذکر قانون متعلقہ پسران صلبی و متبنی کا بطور ایک شاخ
دہرم شاستر وراثت یا جانشینی کے ہوا ہے۔ ڈائجسٹ مین ذکر دی ہوے لڑکے کا
اور اوس لڑکے کی عمر کا جو دیا جاویگا اور اختیار والدین کا دربارہ دیدینے لڑکے
اور شکل اور رسم تبنیت اور استحقاق متبنی کرنے بیٹے کا بشرطیکہ بہتیجہ موجود ہو اور

استحقاق نان ونفقہ ووراثت پسران متبنی کا اور مختلف اشکال تبنیت ممنوعہ کا
اور اوس شکل کی تبنیت کا بہی جسکی اجازت ہے۔ بنسبت امور متذکرہ بالا کے ایک یا
زیادہ مسئلے ڈائجسٹ مین منو کے کتاب و بودہیانا و کالکاپوران و گوتم و وشنو و سانچا
و بچتا و برتیانارد یبجن و لکیا و دیوالا و یامان جی کے کتابون سے نقل کی گئی ہین
مولف کی تفسیرات مین جو بہ نسبت مسئلے مندرجہ اسناد بالا کے ہین حوالہ کالکاپوران اور
پرکاسا اور یبجن ولکیا و وسسٹ و چند لیسور و منو و وشنو و کلوکا بہٹ و رتناکلا و جیتی
مصر و رگہونندن و جیتی بہٹاچارجی و میدہتی پر کیا گیا ہے۔ اگر نند اپنڈت کا دتک
میمانسا کسی سند کی کتاب بنگال مین یا اضلاع تابع طریقہ شاستر مروجہ بنارس مین اوسوقت
سمجھی جاتی ہوتی کہ جب جگناتہہ تار کا پنچانن نے زیر نگرانی سر ولیم جونس صاحب کے تالیف
کیا یا جسوقت مسٹر کولبروک صاحب نے اوسکا ترجمہ کیا تہا تو یہہ بہت عجیب بات ہے
کہ ایک مسئلہ بہی متعلقہ تبنیت کے سونک جی یا ساکلا جی کی کتاب سے نقل نہین کیا
گیا اور نہ ایک بہی حوالہ سونک جی یا ساکلا جی کی کتاب کا مولف کے تفسیر مین اور نہ
مترجم کی یادداشت مین دربارہ تبنیت کے ہے۔ اگر اوسوقت کہ جب ڈائجسٹ تالیف
ہوا تہا دتک میمانسا نند اپنڈت کا یا دتک چندرکا کی کل ہندوستان مین تعظیم کیجاتی
ہوتی اور دتک چندرکا کی قواعد پر بنگال مین عمل کیا جاتا ہوتا اور نند اپنڈت کا دتک
میمانسا بطور ہدایت بالخصوص بجات متہلا اور بنارس مین تصور کیجاتی ہوتی تو یہہ
باور کرنا غیر ممکن ہے کہ اون تفسیرات مین کوئی تفسیر جگناتہہ تار کا پنچانن سر ولیم جونس یا
مسٹر کولبروک کو معلوم نہوسے ہوتے اور اگر تفسیرات مذکور کے نسبت اونکو معلوم تہا
کہ وہ بطور سند کے بنگال مین یا متہلا مین یا طریقہ شاستر مروجہ بنارس مین ہین تو اوس
عظمت یا مقولہ سونک جی کے اور اوس مقولہ کی جو بطور مقولہ ساکلا جی کے دیا گیا ہے
عظمت کو جگناتہہ تار کا پنچانن سر ولیم جونس یا مسٹر کولبروک نے تسلیم کی ہوتی اس
سلسلہ مین مین صاحب کے ہندو لا اور رسم و رواج کے فقرہ ۱۳۲ سے ایک عبارت کی
نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ اوس سے ایک رائے بے طرفدارانہ اور مظہرہ
عدالتانہ بہ نسبت اوصاف مولف ڈائجسٹ کولبروک صاحب کے جو مشہور منصف و جج
نے قایم کی ہتی جسکو مدت ہوئے ہوئے اور جو تابع طریقہ دہرم شاستر دایا بہاگ

گئے تھا اور جسکو اب کوئی ہر وکار امو تبنیت یا رسم و رواج سے بشرطیکہ یہہ ہو جو
بہ نسبت اس امر کے درمیان اہالیان کسی قوم ہند و بنگال جنوبی کے ہو نہین ہے
مسٹر مین صاحب نے بعد ذکر کرنے نکتہ چینی مسٹر کولبروک صاحب کے جو دربارہ جگنا
تھہ تار کا پنچانن دربارہ فضول رسالون پر غور کرنے اور مختلف طریقون کے
مصنفان کے ارا پر بحث کرنے بلا امتیاز اس امر کے کہ کونسا قاعدہ طریقہ کا مانا گیا ہے
یا یہہ کہ ایا اونمین سے کون واقعی اوسوقت رائج تھا یہہ کہا ہے۔ اس شکل سے
ڈائجسٹ پر یہہ نکتہ چینی وارد ہوتی ہے کہ سب سے عمدہ قانونی کتاب واسطے کونسل
کے اور سب سے خراب کتاب واسطے جج کے۔ برعکس اسکے کہ مسٹر جسٹس دوارکا ناتھ
متر نے جو بہت مشہور بنگالی مقنن ہے حال مین ایک اعلی بیان تعریف نسبت جگنا تھہ
کے اور اونکی کتاب کے کیا ہے جسکی نسبت اونہون نے یہہ کہا ہے۔ مین یہہ اقرار
کرنا چاہتا ہون کہ باستثناء تین سرغنا مصنفان طریقہ شاستر مروجہ بنگال کے
یعنی مصنف دایا بہاگ و مصنف دایا تتوا و مصنف دایا کرم سنگرہ کے سند جگنا تھہ
تار کا پنچانن کی جہانتک اوس طریقہ شاستر کو تعلق ہے ہر مصنف دہرم شاستر زندہ
یا مردہ کی سند سے اعلی ہے کہ جن سے خود مسٹر کولبروک صاحب بھی مستثنے نہین ہین
درحقیقت مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جگنا تھہ کی کتاب ایسی حالت منفرد مین پڑتی ہے کہ
جسکے لائق وہ نہین ہے۔ [illegible] جج صاحبان قدیم کے کہ [illegible] بین اکثر انگریزی خوان
کو اور کبھی دستیاب نہین ہو سکتی ہین وہ محض بیوقعت ہے۔ خود اونکی
[illegible] ارائین بھی جو ان کے [illegible] قابل [illegible] ہے اور یہہ [illegible] ارائے کل ہندو مقننون
کے لئے عام ہے۔ لیکن چونکہ وہ ہمیشہ نام اپنی اسناد کا دیتے ہین اسوجہ سے پڑہنے والونکو
بہت کم تکلیف اس امر کے دریافت کرنے مین ہوتی ہے کہ وے دہرم شاستر کے
کس طریقہ کے ہین۔ جہان کہین دریافت ہو سکتی ہے خود اونکی رائے پر بالعموم
اسطرح پر استدلال کیا جا سکتا ہے کہ گویا وہ سچا خیال طریقہ مروجہ بنگال کا ظاہر کرتی
مسٹر کولبروک نے اپنا ترجمہ متاکشرا کا سنہ ۱۸۱۰ء مین شایع کیا تھا۔ اپنی
یادداشت ہاے متعلقہ باب تبنیت مین اونہون نے خیالات مختلف طریقہ ہاے
دہرم شاستر اور متعدد تفسیرات مختلف طریقہ ہاے دہرم شاستر کا منجملہ اور وں

نند اپنڈت کے دتک ممالنسا اور وجینتی دربارہ وشنو متعلق دیو بھارسیو کہ طریقہ ہای
مروجہ مہاراشٹر اور تفسیر وچسپتی مصر کا جسکے طریقہ شاستر مروجہ متہلا مین تعمیل ہوتی ہی اور
دیر متروو ایاکا ذکر کیا ہے۔ مسٹر کولبروک صاحب نے اپنی متاکشرا کے ترجمہ کے اپنے
دیباچہ مین یا اپنی یادداشتون مین یہہ ایما نہین کیا ہے کہ نند اپنڈت کا دتک ممالنسا
طریقہ شاستر مروجہ بنارس مین کوئی مستند کتاب ہی اگرچہ اونہون نے اوسکا ذکر اپنی
دیباچہ مین اسطرحپر کیا ہے کہ ایک عمدہ رسالہ دربارہ متبنیت کے۔ مسٹر کولبروک اس
امر پر توجہ مایل کرتے ہین کہ نند اپنڈت نے اپنی دتک ممالنسا مین مضمون ایکسا ہی قول
کا خلاف اوسمضمون کے تحریر کیا ہے جو پنڈت موصوف نے اپنی تفسیر متعلقہ وشنو مین
تحریر کیا ہے۔ مسٹر کولبروک یہہ تبلاتے ہین کہ نند اپنڈت نے اپنی دتک ممالنسا مین
بیوہ کو متبنی کرنیکا کوئی اختیار نہین دیا ہی اور اوسی ممالنسا مین نند اپنڈت نے تبنیت
مین بہتیجہ کو ترجیح دی ہے۔ ظاہر ہے کہ ۱۸۱۰ء مین مسٹر کولبروک صاحب نند اپنڈت
کی دتک ممالنسا سے بخوبی واقف تہے تاہم کسی موقع پر اونہون نے اوس ممالنسا کا
ذکر بطور سند کے طریقہ شاستر مروجہ بنارس مین نہین کیا ہے اور نہ نند اپنڈت کی
ممانعت دربارہ متبنی کرنے بہانجہ یا نواسہ یا مان کے بہن کے بیٹے کا اشارہ کیا ہے
اگر ایسی کوئی ممانعت طریقہ شاستر مروجہ بنارس مین ۱۸۱۰ء مین موجود ہوتی تو مسٹر
کولبروک ضرور اوس سے واقف رہے ہوتے اور اوسکا ذکر متروک نکرتے۔ علاوہ
برین بیان ایچ ٹی کولبروک صاحب دربارہ طریقہ ہائے دہرم شاستر مطبوعہ صفحات
۱۶۱ لغایت ۱۹۳ جلد اول دہرم شاستر مولفہ سر طامس اسٹرینج صاحب ۱۸۳۰ء
سے میرے ذہن پر یہہ بہی ظاہر ہے کہ مسٹر کولبروک صاحب نے نند اپنڈت کے دتک ممالنسا
کو یا دتک چندریکا کو بطور کتاب مستند کے طریقہ شاستر مروجہ بنارس مین نہین تصور
کیا تہا۔ صفحہ ۱۷۳ مین اونہون نے یہہ کہا ہے۔ طریقہ شاستر مروجہ بنارس جو وسط
ہند مین مروج ہے بالخصوص وگیانیسور کی متاکشرا کی سند کا محکوم ہے جو طریقہ ہای
جو یا جنولک کی طریقون کی تفسیر ہے۔ بالضرور اوسی کی تعمیل شہر اور صوبہ بنارس
مین ہوتی ہے یہانتک کہ معمولی پنڈتون کی قانونی رائے سلیس کی عبارت مین جو سبیل
قایم ہوتے اون عدالتون سے کہ جسکی نگرانی انگریزی جج اور مجسٹریٹ کرتے ہین ہندوستانی

بنارس مین رہتا تھا دتنک میمانسا کو تیرہوین صدی کی شروع مین لکھا تھا جسکی تصدیق
مین سے آخر تفسیر سنہ ۱۲۰۰ء مین مرتب ہوئی تھی یہہ قیاس ہوسکتا ہے کہ اگر سنہ ۱۰۰۰ء کے لغایت مین
دتنک میمانسا بنگال جنوبی مین مستند ہوچکی تھی اور صوبہ بنارس مین لطور ہدایت لا اختلاف
بابت امور تبنیت شاستری ضلع منگھر مین متصور ہوچکی تھی تو یہہ بخوبی معلوم ہوچکا ہوتا
کہ اوسکا مصنف کون ہے اور نیز یہہ کہ وہ مصنف اور اوسکا خاندان باشندگان بنارس
کے ہین۔ مسٹر سدرلینڈ صاحب نے اپنی دیباچہ مورخہ سنہ ۱۸۲۱ء مین غلطی سے مصنفی دتنک
میمانسا کی دیونند ابھٹ سے منسوب کی ہے اور دتنک چندرکا اور دتنک میمانسا کا ذکر کرکے مین
یہہ کہا ہے۔ دربارہ تشریح اوس انتخاب کے جو کہا گیا ہے اسقدر کہنے کے بعد مترجم بخوبی
کچھہ بیان اون مصنفون کا کرنا چاہتا ہے جنکے رسالے اب بلباس انگریزی پیش کیجاتی
ہین۔ لیکن بہت محدود موقع اونکی حالات کے دریافت کرنے مین پانیکی وجہ سے بجز اسکے
اور کچھہ بیان [illegible] کرسکتے کہ ہر دو مصنفان ہند جنوبی کے ہین۔ اوس بیان سے کہ مین
جہانتک کہ اوسکو نندا پنڈت سے تعلق ہے مسٹر سدرلینڈ نے ضرور غلط اطلاع پر استدلال
کیا ہوگا۔ فقرہ ۳۰ دہرم شاستر ورسم ورواج مولفہ مین صاحب سے یہہ امر قرین قیاس
معلوم ہوتا ہے کہ مصنف دتنک چندرکا کا باشندہ اور مصنف بنگال جنوبی کا تھا اور نہ ہند
جنوبی کا مصنف تھا جیسے کہ مسٹر سدرلینڈ کو اطلاع ہوئی تھی ممکن ہے کہ یہہ غلط خیالات
کسی کو کم وقعت امور معلوم ہون۔ وے مجھے بیوقعت نہین معلوم ہوتی ہین جب کہ
ہمیسے سدرلینڈ کی اس بیان سے کہ دتنک میمانسا بہت مشہور رسالہ موجودہ شاستر تبنیت کا
ہے بدین مفہوم قبول کرینگی استدعا کیجاتی ہے کہ وہ لطور سند اعلی بدرجہ اتم واسطے اوس
حصہ ہند کے قبول کرلیا جاوے کہ جہان مسٹر سدرلینڈ نے اپنا دیباچہ لکھا تھا اور نیز بدین
مفہوم قبول کرلیا جاوے کہ ایسی اطلاع جو یہ نسبت اوسکے مصنف اور اوسکی سند کے
مسٹر سدرلینڈ نے پائی تھی وہ قابل اعتبار ہے۔ مین یقین کرتا ہون کہ سب سے پہلا
مقدمہ تبنیت کا رپورٹ شدہ جسمین نندا پنڈت کا دتنک میمانسا متعلق کیا گیا تھا سوپریم
کورٹ مدراس سنہ ۱۸۰۱ء مین ہوا تھا جسکو مین نے نہین دیکھا ہے۔ یہہ امر خلاف قیاس نہین ہے
کہ اوس مقدمہ مین اوسکے متعلق کرینسے اور اس امر سے کہ اوسمین وہ قواعد قرار دے گئے
تھے جبکہ اوسوقت تک ایسا نہین ہوا تھا مصنفان مدراس مین اوسکی شہرت اس لئے

کافی ہوگئی ہوگی جس سے مسٹر سدرلینڈ کو اور اونکو جنکی اطلاع پر اونہون نے استدلال کیا تہا
یہہ نتیجہ اخذ کرنیکی رہبری ہوئی ہو کہ تبدل ایڈپٹ مقتف مت جنوبی کا تہا۔
بنظر اظہار آراے مسٹر سدرلینڈ کی جو دتک مماننسا کے مختلف اضلاع مین
متعلق ہونیکے بابت ہین اور یہہ کہ مختلف طریقہ ہاے شاستر مین اوسکی سند مقبول ہوئی
ہے فقرہ ذیل جو اونکی دیباچہ سنہ ۱۸۱۹ء سے مین نقل کرتا ہون ضروری ہے وہ یہہ لکہتے
ہین۔ بہ نسبت قاعدہ وراثت کے ضروری اختلافات قواعد مروجہ ملک گور یا بنگال اور
دیگر طریقہ ہاے شاستر مین پاے جاتے ہین۔ اور اس اختلاف سے تحریرات اور مختلف
رسالہ جات بحث انگیز کے جنمین ظاہراً اوسی علم قانون کی شاخ کا ذکر ہوا ہے جو مختلف طریقہ
شاستر مین جداگانہ مروج ہے ایجاد ہوئی ہے۔ لیکن بہ نسبت تبنیت کے وہی صورت
نہین ہے۔ فی الحقیقت خاص خاص مصنفان مین کچھہ اختلاف راے کا اسبارہ مین ہونا
ممکن ہے لیکن یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ کسی قسم کے قواعد کی تائید یا تردید بطور خاص قاعدہ
کسی خاص طریقہ شاستر کے ہوئی تہی۔ جن امور کے نسبت کوئی اختلاف راے کا ہوا ہے
اونکی یادداشت خلاصہ مین درج کر لی گئی ہے اور بعض صورتون مین مترجم نے بتلادیا ہے
کہ جو اوسکو زیادہ تر صحیح اور مروج قاعدہ معلوم ہوا ہے۔ لیکن چونکہ یہہ کتاب ایسی
حالات مین تالیف کی گئی ہے جن سے بہت کم سہولیت تحقیقات یا حاصل کرنے اطلاع
کی حاصل ہوئی ہے مترجم موصوف نے مغالطہ کے اندیشہ سے کسی خاص قاعدہ کے
عمل کو کسی خاص حدود کسی حصہ ملک پر محدود یا منتشر کرنیکی کوشش نہین کی ہے۔
فی الواقع ایسی صحت بمشکل حاصل ہو سکتی ہے۔ ہمارے روبرو یہہ واقعہ موجود ہے کہ
سنہ ۱۸۱۹ء مین مسٹر سدرلینڈ صاحب نے یہہ ایسا کرنیکی جرات نہین کی تہی کہ باعتبار اوس
اطلاع کے جو اونکو حاصل ہوئی تہی یا بعد اوس تحقیقات کے جو وہ کر سکتے تہے تبدل ایڈپٹ
کا دتک مماننسا یا اوسکی کوئی خاص اثر صوبہ بنارس مین یا طریقہ شاستر مروجہ بنارس مین
یا کسی ایسے اضلاع مین جنمین وہ ہندو رہتے تہے کہ جو تابع طریقہ شاستر مروجہ بنارس
کے ہین قبول کی گئی ہین یا نافذ ہین۔ تاہم صرف دس برس کے بعد یعنی سنہ ۱۸۲۹ء مین
مسٹر ولیم میکناٹن صاحب نے یہہ تحریر کیا تہا کہ تبدل ایڈپٹ کا دتک مماننسا بطور ہدایت
لاخطا بہ نسبت امور تبنیت کے صوبہ بنارس مین قبول کیا گیا ہے۔ اسی عرصہ مین یعنی

درمیان سنہ ۱۸۱۹ء و سنہ ۱۸۲۹ء کیا بات ایسی وقوع پذیر ہوئی کہ جس سے نندا پنڈت کے دتک
میمانسا کو اہل ہنود تابع طریقہ شاستر مروجہ بنارس نے بطور ہدایت لاخطا کے بنسبت امور
تبنیت کے قبول کر لیا مطلق کوئی امر وقوع پذیر نہین ہوا تہا بجز اسکے کہ مسٹر سدر
لینڈ کا سنسکرت سے انگریزی مین نندا پنڈت کے دتک میمانسا کا ترجمہ سنہ ۱۸۲۱ء مین شایع
ہوگیا تہا منجملہ لاکہون ہندون کے جو تابع طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے تہے کتنے
ہندو سنہ ۱۸۲۱ء سے سنہ ۱۸۲۹ء تک مین اسقدر انگریزی جان گئے ہونگے کہ وہ مسٹر سدر لینڈ
کا ترجمہ پڑہ اور سمجھہ سکتے ہون۔ غالباً بیس بہی ایسی نہ تہے۔ کسی مفسر کے رایون کو
ہندون کا قبول کر لینا یا اپنی رسم و رواج کو ایسے رایون کے مطابق کر دینا ایک دن
یا دس سال یا بیس سال کا کام نہین ہے۔ اگرچہ ہندون کے رسم و رواج مختلف
ہوتے ہین اور اہم طور پر اضلاع ملحقہ مین بہی مختلف ہوتے ہین تاہم ہندو لوگ اپنی رسم
و رواج کے نہایت پابند ہوتے ہین اور اگرچہ وے مختلف ہوتے ہین تاہم رسم و
رواج بہت صورتون مین اونکے صدہا سال کے ایجاد کیے ہوتے ہین۔ مسٹر سدر لینڈ
کی ترجمہ دتک میمانسا کو شایع ہوئے ستر سال سے زیادہ گذر گئے اور قریب تین سو سال
کے اوسوقت سے گذر گئے ہین کہ جب وہ میمانسا لکہا گیا تہا تاہم چند ضروری امور
قانون تبنیت کے بنسبت رسم و رواج اہل ہنود تابع طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے
صریحاً خلاف قواعد اوس میمانسا کے ابتک قایم ہین۔ لیکن ہم سے یہہ قیاس کر لینے
کی استدعا کیجاتی ہے اور بلا اسکے کہ کوئی ایک ذرہ بہی شہادت بتائید اوس قیاس کے
ہو یہہ قیاس کر لینے کی استدعا ہے کہ اس خاص امر تبنیت کی بنسبت جس سے ہمکو سروکار
ہے طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے ہندون نے قاعدہ نندا پنڈت کا قبول کر لیا ہے اور مان
لیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اون رسم و رواج کو باعتبار سند بیان ایک صاحب ساکن
کلکتہ کے اختیار کیا ہی کہ جو بیان کسی خانگی خط و کتابت مین جو دربارہ اسمقدمہ کے ہوئی
کیا گیا تہا لیکن نہ فریقین نے یا اونکی مشیران قانونی نے اور نہ پنچ ہذا کے اون
ججون نے جو بحث فی تبنیت کے بارہ مین کثرت رائے مین متفق ہین درمیان کسی فرقہ
کے ہندون مین جو طریقہ شاستر دایا بہاگ جنوب بنگال کے تابع ہین مروج دیکہا ہے
مین محض اس نظر سے یہہ بیان کرتا ہون کہ اگر اون صاحب کو یہہ خواہش ہتی کہ

بلحاظ اوس بیان کا اثر بطور امر واقعہ کے عمل پذیر ہوتا جو انکو چاہئے تہا کیونکہ اون کو
ضرور سمجھنی معلوم رہا ہوگا کہ اپنی شہادت ادا کرنیکے لئے کچہری مین حاضر آنی
مشکل یہہ کہنے کی ضرورت ہے کہ قوانین رسم و رواج طریقہ شاستر دایابہاگ کے جیسا
فیصلجات عدالتی سے ثابت ہو چکا ہے ضرورتا بہت امور مین قوانین اور رسم و رواج
طریقہ شاستر بنارس سے مختلف ہین۔ مسٹر کولبروک صاحب نے دربارۂ تذکرہ ایک
نکتہ چینی کے ایک یادداشت مطبوعہ صفحہ ۳۲ جلد اول دہرم شاستر مولفہ سر طامس
اسٹرینج صاحب طبع سنہ ۱۸۳۰ع مین یہہ لکہا ہے کیا وہ اس سے بہی ناواقف ہو سکتا ہے
کہ ہندؤ کے نام مین ایسے مختلف اقوام شامل ہین جو زبان اور طریقون مین ویسی
قدر مختلف ہین کہ جسقدر مختلف اقوام یورپ مذہب عیسوی مین شامل ہین اسلئے
مین زیادہ تعجب نکرنا چاہئے کہ بنگال اور بنارس مین قانون اوس سے زیادہ مختلف
ہے کہ جیسا وہ جرمنی اور اسپین مین ہے۔ دربارہ اقوام کے سر جان اسٹریچی صاحب کا
انڈیا اور سر الفرد لایل صاحب کا ایشیاٹک اسٹڈیز بہی قابل ملاحظہ ہین۔

دیباچہ کے ایک جزو اولین مین مسٹر سدرلینڈ صاحب نے یہہ کہا ہے۔
دتک میمانسا جیسا کہ اوسکی نام سے ظاہر ہوتا ہے ایک مدلل رسالہ یا توضیح دربارہ
تبنیت کے ہے اور اگرچہ مصنف کے فضول دلایل منطقی سے وہ کتاب ہمیشہ مشکل ہو جاتی
ہے اور اوسکے دلایل اکثر ضعیف اور فضول ہوتے ہین اور اگرچہ اوسکا محاورہ اکثر
تاریک ہوتا ہے اور اکثر غیر صحیح ہوتا ہے تاہم بطور کلیہ کے لیاقت اور اوسبارہ مین
نہایت باریک توجہ سے اوسکی تالیف ہوئی ہے اور جو شہرت اوسکو حاصل ہوئی ہے
اوسکے ناقابل نہین معلوم ہوتی ہے۔

مجہے معلوم ہوتا ہے کہ بیش بہا ذریعہ ازمانے اوس سند کا جو نند پنڈت
کی دتک میمانسا کو قبل اسکے کہ اوسکا ترجمہ سنہ ۱۸۲۱ع مین مسٹر سدرلینڈ نے کیا تہا اور
مسٹر سدرلینڈ کے خیالات اور اون لوگون کے خیالات کے صحت کے ازمانیکا ذریعہ
جنہون نے اونکی تقلید بہ نسبت عظمت اوس تفسیر کے جو ہندوؤن مین ہے کی ہے اس
امر کے دریافت کرنیسے حاصل ہو سکتا ہے کہ پریزیڈنسی فورٹ ولیم واقع بنگال کے
صوبون کے عدالتون نے کہانتک اوسکے احکام کو قبل اوسکے ترجمہ ہونے کے سنہ ۱۸۲۱ع

کے اور بعد اوسکے وجود پذیر ہوئے جسکو قریب دو صدیون کے گذر چکی ہتی کہانتک
تسلیم کیا ہے اور اونکی تعمیل کی ہے - سوا ایسے آزمایش کا کم ہے لیکن کچہہ موجود ہی
یہہ ایسا کبہی نہین ہوا ہے کہ کسیوقت مین سودرون کو بہانجہ یا نواسہ کے متبنی کرنیکی
کی ممانعت ہتی - برعکس اسکے چند مصنفون نے یہہ قرار دیا ہے مین خیال کرتا ہون
غلطی سے کہ سودرونمین اول شے تبنیت کی بہانجہ یا نواسہ بترجیح کل اورون کے
ہے - اسیطرح بعض مصنفون نے بشمول نند اینڈت کے لیکن غلطی سے یہہ قرار دیا
ہے کہ برہمنون مین جب بہتیجہ تبنیت کے قابل موجود ہو تو تبنیت کسی دوسرے شخص
کی ناجائز ہوگی - اس امرکو ذہن نشین کرکے کہ کسی مقولہ یا مصنف نے کبہی یہہ ایما
نہین کیا کہ سودرونمین بہانجہ یا نواسہ کا متبنی کرنا جائز نہین ہے یہہ معقول
طور پر قیاس کیا جاسکتا ہے کہ جس مقدمہ کا اب اینده ذکر کرنیوالا ہون اوسکے
فریقین یعنی دو جینی قومونمین سے ایک قوم کے ہتے کیونکہ دوسری صورتمین
پنڈتون سے تبنیت کے سوال کرنیکی ضرورت نہین ہتی مقدمہ ۱۲ صفحات ۱۸۵ و ۱۸۶ و
۱۸۷ جلد ۲ میگناٹن صاحب کے اصول و نظایر دہرم شاستر مین منجملہ اون سوالات
کے جو پنڈتون سے کیے گئے ہتے ایک سوال یہہ ہتا کہ آیا (د) نے اپنی نواسہ کو متبنی
کیا اور مرگیا تو پسر متبنی مستحق وراثت جایداد (د) کا ہے یا نہین - جواب یہہ ہوا ہتا
اگر چہ اجداد بہائیون مین سے سب سے چہوٹا بہائی اپنی نواسہ کو تبنیت مین لیکر
مرگیا ہے تو صرف ایسا متبنی ہی مستحق اوس جایداد کا ہے جسکا مستحق متوفی ہتا - یہہ مقدمہ
سنہ ۱۸۱۸ء مین ضلع مرزاپور مین جہان طریقہ شاستر مروجہ بنارس اعلی درجہ پر عمل پذیر
ہے پیدا ہوا ہتا - مقدمات نمبری ۵۸ و ۵۹ صفحہ ۱۸ جلد ۱ ڈائجسٹ مقدمات مندرجہ
رپورٹ سوپریم کورٹ آف جوڈیکچر ہند مولفہ مورلی صاحب سے واضح ہوتا ہے کہ
سنہ ۱۸۱۶ء مین برہمن کا اپنی بہانجہ کو متبنی کرنا جائز قرار پایا ہتا اور سنہ ۱۸۱۵ء مین یہہ
تجویز ہوئی ہتی کہ برہمن اپنی بہانجہ کو متبنی نہین کرسکتا ہے کیونکہ اوس سے گالی پیدا
ہوتی ہے - جیسا کہ مقدمہ نمبری ۱۸ صفحہ ۱۹ ڈائجسٹ مذکور مین یہہ بیان ہوا ہے کہ
اوس مقدمہ مین شکل تبنیت کی کرتیرما ہتی مین خیال کرتا ہون کہ بلا خطر یہہ نتیجہ اخذ
کیا جاسکتا ہے کہ شکل تبنیت کی مقدمات نمبری ۵۸ و ۵۹ صفحہ ۱۸ کی بشکل دتک

تہی۔ مین مقدمات متذکرہ بالا کا ذکر اسموقع پر بہ ثبوت اس امر کے کرتا ہون کہ قبل ترجمہ مسٹر سدرلینڈ صاحب کے جو دتک ممانسا کا سنہ ۱۸۲۱ء مین ہوا تہا نندا پنڈت کے دتک ممانسا کی ممانعت پر عدالتہاے بنگال نے منجملہ تین مقدمات کے دو مقدمون مین عمل نہین کیا تہا کہ جنکی کوئی رپورٹ موجود ہو اور جسمین تبنیت خواہ مخواہ ناجائز قرار پائی ہو لیکن بشرطیکہ اوسوقت دتک ممانسا پر عمل ہوتا۔

یہہ امر قابل یاد رکہنے کے ہے کہ مسٹر سدرلینڈ صاحب جب بنگال مین اپنے دیباچہ اپنی دتک ممانسا اور دتک چندریکا کے ترجمہ کا سنہ ۱۸۲۱ء مین لکہہ رہے تہے یہہ تحقیقات کی ہوئی کہ مصنف کون تہے اور جو اطلاع اونکو اوسبارہ مین بنگال مین حاصل ہو سکتی تہی وہ صرف یہہ ہوئی کہ مصنف ہند جنوبی کے سحر کنندگان ہین صاف نتیجہ یہہ ہے کہ اوسکی اطلاع دینوالون کی راے مین وہ تفسیرات زیادہ تر مستند ہند جنوبی مین بمقابلہ بنگال یا بنارس کے تہے۔ سر طامس اسٹرینج صاحب نے ایک یادداشت متعلقہ مقدمہ سنہ ۱۸۰۶ء کے جو ضلع کدایا کا تہا بحوالہ دتک ممانسا نندا پنڈت کے اور دو دیگر تفسیرات مقامی کے جو ظاہرا بہت مستند نہین تہی یہہ کہا ہے عملدرامد مین تبنیت بہانجے کی سب ذات کے لوگون مین غیر معمولی نہین ہے چونکہ سند متذکرہ بالا کا مدار صرف ایک ہی قول پر ہے اور قطعا ممنوع نہین ہے لہذا اونسے ناجوازی ایسی تبنیتون کے کافی نہین متصور ہو سکتی ہے دیکہو دہرم شاستر مولفہ سر طامس اسٹرینج صاحب طبع سنہ ۱۸۳۰ء جلد ۲ صفحات ۱۰۰ و ۱۰۱۔ مقدمہ نارا ساکل بنام بالا رام چارلو (مدراس ہائی کورٹ رپورٹ سنہ ۶۳-۱۸۶۲ء) ہالووے صاحب جسٹس نے یہہ کہا ہے کہ جس یادداشت کا مین نے ابہی ذکر کیا ہے وہ مسٹر ایلس صاحب کا ہے۔ سر طامس اسٹرینج صاحب نے اپنی دیباچہ اپنی دہرم شاستر کے طبع اول مین یہہ بیان کیا ہے کہ اونہون نے تحریرات مندرجہ ضمیمہ کو حروف سی و ای و اور اس کی سے قابل امتیاز کر دیا ہے جس سے بہ ترتیب مصدر نام مسٹر کولبروک صاحب و مسٹر ایلس صاحب و مسٹر سدرلینڈ صاحب کے ظاہر ہوتی ہین چونکہ سر طامس اسٹرینج صاحب کے دہرم شاستر کی تنہا طبع مین یعنی طبع سنہ ۱۸۳۰ء مین جسمین ضمیمہ شامل ہے اور جسکو مین نے دیکہا ہے کوئی نشانی حرف سی و ای یا اس کی کسی یادداشت سے متعلق نہین ہے

کہ جسکا مین نے ذکر کیا ہے لہذا مین نے یہہ قیاس کر لیا ہے کہ وہ یادداشت خود مسٹر اسٹرینج صاحب کی ہے
مین واقف ہون کہ چند پنڈتون نے نندا پنڈت کے دتک مما لنسا کا حوالہ چند
مقدمات تبنیت ہاے درمیان اہل ہنود طریقہ بنارس مین دیا ہے اور یہہ حجت ہوئی تہی
کہ اس امر سے تجہے یہہ نتیجہ نکالنا چاہئے کہ طریقہ شاستر مروجہ بنارس مین دتک مما لنسا بطور
السی سند کے مقبول ہوئی ہے کہ جسکی تعمیل کل امور تبنیت مین بشمول اسمقدمہ کے ہونی
چاہئے جو میرے روبرو پیش ہے ۔ بحیثیت جج کے مین اس بحث کو قبول نہین کر سکتا
ہون ۔ مین نہین جانتا ہون اور نہ دہرم شاستر کے اوس طریقہ سے مجہکو اطلاع ہی کہ جس
طریقہ کے وہ پنڈتان ہین ۔ اضلاع مشرقی مثلاً گورکہپور مین اوسیقدر قرین قیاس
ہے کہ جسقدر قرین قیاس نہین ہے کہ پنڈتان مذکور طریقہ شاستر مروجہ بنگال جنوبی
کے تہے یا زیر اثر اوس طریقہ کے تہے جو دایا بہاگ کی تقلید کرتا ہے ۔ بہر کیف مین واقف
ہون کہ اون مقدمات مین پنڈتون مین اتفاق راے نہین ہوا تہا ۔ مین اس امر کو نظر
انداز نہین کر سکتا ہون کہ سر ولیم میگناٹن صاحب کے راے مین پنڈتون کی زرپرستی
نے مفسران کے خیالات سے زیادہ دہرم شاستر مین تذبذب پیدا کر دیا ہے اور اونکی
تجربہ کے بموجب پنڈت لوگ اون اسناد کو پیش کر دیتے ہین جو اصلی ہین اور کسی خاص
امر سے متعلق ہین لیکن جنکی کسی خاص صوبہ مین ایسی وقعت نہین ہے کہ جہان اوسی
صوبہ کے قواعد کی تعمیل ہونی چاہئے ۔ مثال اس تشبیہہ کے صداقت کی پراونشل کورٹ
بریلی کے پنڈت عدالت سے ایک مقدمہ مین حاصل ہوئی ہے کہ جسمقدمہ کا ذکر مین ابہی
کرونگا کہ پنڈت نے یہہ بیان کیا تہا کہ ضلع اٹاوہ مین دیوہار میوکہہ نافذ ہے اوس بیان
کی تشریح صرف بربناے لاعلمی کامل اور یا بشیرم دروغ اوس پنڈت کے ہو سکتی ہے جس نے
وہ بیان کیا تہا ۔ کیونکہ مین سب جانتا ہون کہ اور پنڈتون نے جو بدرجہ مساوی ناواقف
تہے یا بدرجہ مساوی صداقت سے بے پرواہ تہے اوسکی تقلید کی ہوگی بشرطیکہ اونہون
نے تقلید کی ہو اور اونکی بیانات ظاہر ہو جا سکتے ہین ہم امید کرتے ہین کہ کسی روز
عدالت ہذا مین بزور یہہ بحث سننے مین آویگی کہ دیوہار میوکہہ وہ سند ہے جسکی تعمیل دربارہ
تجویز کرنے امر نزاعی فیمابین اہل ہنود طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے ہونی چاہئے
بہ نسبت پنڈت ہاے عدالت مدراس کے جو صدی گذشتہ کے جزو اخیر مین اور صدی

حال کے جزو اولین مین جسے سر طامس اسٹرینج صاحب نے بصفحات ۲۱ و ۲۲ دیباچہ طبع اول اپنی دہرم شاستر مین یہہ کہا ہے - کیونکہ بہ نسبت پنڈتون کے بلحاظ اس امر کے
کہ اہتمام عدالتانہ جو واسطے علاقہ جات ماتحت گورنمنٹ مدراس اوسوقت ہوا تہا جب
کہ اجتماع کیا لیا تہا چند ہی روز کا ہتا جہتون کی سند پر اسقدر نظر نہین کیجا سکتی ہے
کہ وہ بہت بڑہی سند ہے - نہایت ہی قابل دیہہ قیاس کرنا چاہیے، مقرر ہوئی تہی -
لیکن ہند کے اوس حصہ مین اور بوقت زیر بحث ہندوستانیون مین کم ہمت اگر کچہہ
رہی ہو در بارہ ترقی تعلیم کے دنیا شروع ہوا تہا لہذا موقع انتخاب کافی نہین ہو سکتا
تہا - خاص خاص صور تو سمین امکان بد اعمالی کی بہی گنجائش لقصور کرلینی چاہیے اور
سر ولیم جونس صاحب کا یہہ بیان [illegible] کسی فیصلہ
مین محض باعتبار رائے تحریری مفتیان ہندوستانی کے کسی ایسے مقدمہ مین انفاذ نہ
کرسکے کہ جسمین انکو بہت بعید فایدہ عدالت کے مغالطہ دہی مین حاصل ہو سکتا تہا
اب مین دو فقرہ متعلق پنڈتون کے جو سر ولیم میگناٹن صاحب کے دیباچہ اونکی خیالات
دہرم شاستر مین پائے جاتے ہین نقل کرتا ہون - صفحہ ۱۰ مین سر ولیم میگناٹن صاحب
نے یہہ کہا ہے - بہت سے پنڈتون نے جنہون نے اپنی ہو سبتہ دیے ہین یہہ بیان کیا
ہے کہ پسر متبنی اپنی متبنی کرنیوالے باپ کی جایداد ورثتاً پاویگا اور ظاہرا
بہت معقول لعبیر سے اوسکی تایید ہوتی ہے تاہم ضلع سہارنپور سے یہہ جواب ہو ہے
کہ از روے متاکشرا کے اور کل دیگر اسناد کے رو سے پسر متبنی وراثت سے خارج ہے -
فقرات ذیل اور صفحہ ۱۲ دیباچہ سر فرانسس میگناٹن صاحب کو باحتیاط پڑہیے غالباً
زیادہ تر پنڈتون کو تقصیر وار ٹہراتے ہین بہ نسبت ہر دیگر امر کے جو اونہون نے تحریر
کیا ہے - اونہون نے یہہ کہا ہے - مین اپنی حال کے سوپریم کورٹ کے پنڈتون پر
غور کرنیکی ارادہ سے بالکل دست بردار ہوتا ہون - مین نے اون دونون سے بہت تعلق
کی ہتی اور مین باور کرتا ہون کہ وے کل امور مین بہ نسبت اون لوگون کے جو معمولی
ہوتے ہین اپنی عہدون کے لئے زیادہ لایق ہین - تاہم یہہ اکثر دیکہا گیا ہے کہ جوابات کسی
خاص مقدمہ مین دیے گئے ہین وہ ایسے [illegible] جو ایسا موقعون پر
حاصل ہوتی نہین اور مین نے خود اپنی آپ کو یہہ [illegible] جو اقل زیادہ تر

قابل اطمینان یہہ ہوگا کہ اونکی خیالات ایسے وقت مین دریافت کیجاوین جب وہ
رضامند یا طرفداری نکرتے ہون یا کسی فریق مقدمہ موجودہ سے خیالات متعلقہ سے طرفداری
نکرتے ہون ـ جہانتک مین واقف ہون ہم مین سے اس بنچ پر کوئی نہ تو واقف ہی اور نکسی
کو اس امر کے دریافت کرنیکی وسایل حاصل ہین کہ طریق عمل اون پنڈتون کے کیسے تھے
جنہون نے اہل ہنود طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے مقدمات مین نندا پنڈت کے دتک
مماسنا کا حوالہ لبطور سند کے کیا ہے ـ البتہ یہہ ممکن ہی لیکن بمشکل قرین قیاس ہی کہ معمولی
پنڈت اضلاع مفصل ممالک مغربی شمالی گورکہپور کے زیادہ عالم اور دیانت دار بمقابلہ
پنڈتان پراوکنسل کورٹ بریلی اور بمقابلہ پنڈتان سہارنپور اور بمقابلہ اون دیگر
پنڈتان کے تھے جنکا سر فرانسس میگناٹن صاحب نے ذکر کیا ہے یا بمقابلہ اون پنڈتون
کے تھے جنکو سر ولیم میگناٹن صاحب و سر طامس اسٹرینج صاحب اور سر ولیم جونس
صاحب نے تقصیروار ٹھہرایا ہے ـ مین خیال کرتا ہون کہ اس مقدمہ مین جو اہل ہنود
طریقہ بنارس کے لئے بہت ضرورت کا ہے جسمین اگر ہم ایسے قیاسات جو مناسب
نہین ہین بہ نسبت سند نندا پنڈت کے اوس طریقہ مین قایم کر لیوین تو یہہ خطرہ ہی کہ ہم
اہل ہنود طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے لئے الیسا دستور قایم کر دینگے جو ممکن ہے کہ اہل ہنود
بنگال جنوب مین جو دایابہاگ کی تعمیل کرتے ہین بالوجود ہو یا ہو اور جو ممالک
ہذا مین کبھی وجود پذیر نہین رہا ہے ـ مین بحیثیت جج کے اس امر سے کہ چند مقدما
متعلقہ طریقہ شاستر مروجہ بنارس مین چند پنڈتون نے جنکی چال وچلن سے ہم کچھہ
واقف نہین ہین نندا پنڈت کے دتک مماسنا کا حوالہ دیا ہے یہہ نتیجہ اخذ نہین
کر سکتا ہون کہ طریقہ شاستر مروجہ بنارس نے نندا پنڈت کو لبطور سند کے قبول کیا ہی

اگر اس امر سے کہ پنڈتون نے سالہاے سابقہ مین عدالتہاے ممالک ہذا
مین بتائید اپنی بیانات کے چند تفسیرات کا حوالہ دیا ہے ہم یہہ نتیجہ اخذ کرین کہ جن تفسیرات
کا اسطرح حوالہ دیا گیا ہے اونکو طریقہ شاستر مروجہ بنارس نے لبطور مستند تفسیر قانون
کے قبول کر لیا ہے تو تذبذب بہت خراب ہو جاویگا اور ہم فیصلہ مین اہل ہنود طریقہ
بنارس کے امور نزاعی کو نہ بذریعہ شاستر اوس طریقہ کے تجویز کرینگے بلکہ جو کچھہ کسی دوسرے
طریقہ کے مفسر نے غلط یا صحیح کہا ہے وہی وہ قانون ہوگا کہ جسکے رو سے ہم تجویز کرینگے ـ

یہہ کہا گیا ہے کہ اٹھہ تفسیرات مفصلہ ذیل موید آرا اسبارہ مین نندا پنڈت
کے ہین یعنی سمسکارا کوستبہا دہرم سندہو دتک نرنے دتک کومدی دتک درپن
دتک دیدہتی دتک منجری اور دتک سرومنی ۔ اونمین سے بعض تفسیرات مصنفان
طریقہ دایابہاگ بنگال جنوب کے ہین اور بعض طریقہ شاستر مہاراشٹر پر یعنی بمبئی کے
ہین اور مین باور کرتا ہون کہ ایک مصنف طریقہ متہلا کی ہے بہ نسبت بقیہ کے مین
نہین جانتا ہون کہ ہندوستان کے کس حصہ کے مصنفون کی ہین لیکن وہ ممالک ہذا
یا طریقہ بنارس کے مصنفون کی نہین ہین ۔ جہانتک مین دریافت کرسکا ہون اون
مین سے سب نندا پنڈت کے دتک میمانسا کے تاریخ کے بعد کی ہین ۔ اسمقدمہ کے
دوران سماعت مین اونمین سے کسیکا حوالہ کسی نے بہی نہین کیا تہا ۔ ذی علم وکیل
کو جس نے اسمقدمہ کی بحث منجانب مدعا علیہ کے کی تہی کوئی موقع ہم سے بحث کرنیکا
اونمین سے کسی تفسیر یا کسی ایسی سند پر بشرطیکہ کچہہ ہو نہین حاصل ہوا جو اونمین سے
کسی تفسیر دہرم شاستر کے اون طریقون مین اونکی ہو کہ جن طریقون کے اونکی مصنف
ہتے ۔ بعد ختم ہوجانے بحث اسمقدمہ کے اور مقدمہ واسطے تجویز کے ملتوی ہونیکے
ایک ہفتہ سے زیادہ عرصہ بعد اول مرتبہ میری توجہ ان تفسیرات پر عدالت ہذا کے
ایک ممبر نے متوجہ کی تہی ۔ نو سال کے عرصہ مین کہ جس عرصہ مین مین اس عدالت
کے بنچ پر رہا ہون جہانتک مجہے یاد آتا ہے یا مین دریافت کرسکا ہون اون تفسیرات
مین سے صرف تین پر کسی مقدمہ مین میرے روبرو حوالہ ہوا ہے اور تب بہی بطور اسناد
طریقہ بنارس کے اونپر حوالہ نہین ہوا تہا ۔ اونپر حوالہ بہ ثبوت اوس تغیر کے ہوا تہا
جو دہرم شاستر کے دوسرے طریقہ کے مصنفون نے مقولہ قدیم پر قایم کی تہی ۔ اون اٹھہ
تفسیرات مین سے ایک مقدمہ مین یعنی تلسی رام بنام بہاری لال (انڈین لا ریورٹس سلسلہ
الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۲۸) مین میرے روبرو حوالہ ہوا تہا ۔ سمسکارا کوستبہا دتک درپن
اور دتک نرنے ۔ مین نہین واقف ہون کہ اس اجلاس کا کوئی دوسرا جج یہہ کہہ سکتا
ہے کہ اون اٹھہ تفسیرات مین سے کسی ایک کا حوالہ بطور سند طریقہ بنارس کے اوس کے
روبرو ہوا ہے یا فی الواقعہ کبہی اوس کے روبرو عدالت ہذا مین کسی غرض سے حوالہ
ہوا ہے ۔ مین نہین واقف ہون کہ اون اٹھہ تفسیرات مین سے کسی کا مقولہ مصدقہ

یا غیر مصدقہ ممالک ہند مین پایا جاتا ہی بجز مسٹر تھیبالی ناکس صاحب کے اس اجلاس مین کوئی ایک جج بھی
ایسا نہین ہے جو اسقدر سنسکرت کا عالم ہو کہ اون مقولون کا ترجمہ کر سکے یا مضمون کو متحقق کر سکے یا یہ
متحقق کر سکے کہ فی الواقعہ ان مقولون مین کیا کہا گیا ہی جواب مدعا علیہ نے جسکے حقوق معرض خطر مین اسموقع
پر مین کسیکو موقع اون تفسیرات کے مقولون کے ترجمہ کا حاصل نہین ہوا- اندرینحالات مین اونپر اشارہ کرنیکی
جرات نکرونگا لیکن بشرطیکہ مین یہہ نہ سمجھون کہ اس اجلاس نے ایک جج یا امکانا دو ججون کی راے مین اس امرکی
نسبت کہ دربارہ بحث تبنیت جو ہمارے روبرو پیش ہے وہ آٹھون تفسیرات جو دیگر طریقہ دہرم شاستر کے مصنفون
کے ہین کم و بیش موافق اسکے نندا پنڈت نے ہین یہہ تقیدی بحث پیدا کرے کہ نندا پنڈت کا دتک میمانسا بہ
اس بحث کے جو ہمارے روبرو پیش ہے قانون اور قاعدہ طریقہ شاستر مروجہ بنارس کا ہی- اندرینحالات مین
اون تفسیرات کو حتی الامکان اپنی باعتبار ایسے قلیل مواد کے طے کرونگا جو ہمکو اونپر حوالہ جات اسبارہ مین
مہیا ہوتا ہی اور جو ہمکو تحریرات مسٹر منڈلک گلاب چندر سرکار اور ڈاکٹر جالی صاحب مین دستیاب ہوتا ہی
سمسکار کوستبہ مین سونک کی اوس مقولہ کی اوسے مختلف عبارت ہی جو نندا پنڈت کے دتک میمانسا مین بھی
تو اسکے بابت ہی اوسمین وہ جزو اوس مقولہ کا مترک ہوا ہی جسکا ترجمہ مسٹر سدرلینڈ نے اسطرح کیا ہی یعنی اعلی
قومون کے لئے کسی موقع پر بھانجہ بطور بیٹے کے (بیان نہین ہوا ہی) دیکھئے دیوہار میوکہہ منڈلک صفحہ ۴۸۹
دہرم سندہو مین بیان سونک کے مقولہ کا بلا تذکرہ اوسکے کسی مصنف کے ہوا ہی (دیوہار میوکہہ مسٹر منڈلک صفحہ ۴۸۹)
دتک نرنے مین سونک کے مقولہ کا بیان بطور مقولہ نارد کے ہوا ہی (دیوہار میوکہہ مسٹر منڈلک صفحہ ۴۸۹) معلوم ہوتا
ہی کہ اون تینون تفسیرات کے مصنفون نے یہہ خیال کیا ہی کہ مقولہ سونک کا جسکا ذکر بطور التباس آیندہ کرونگا نواسہ اور
بھانجہ کی تبنیت کو منع کرتا ہی اور اون مصنفون نے اوس ممانعت کو بدرجہ مساوی ممانعت دربارہ دینے سب سے بڑے
بیٹے کے اور اوس قاعدہ کے قرار دیا ہی جنکی رو سے سلسلہ ان ایسے مقولون کا جو قابل اسکے ہین قرار پایا ہی کہ وہ لوازمہ ضروری ہی بطور مذہبی تسلیم
ہوتی ہین (مثلاً مسٹر منڈلک صاحب کا دیوہار میوکہہ صفحات ۴۸۸ و ۴۸۹) حکام عالیمقام پریوی کونسل
نے مقدمہ سری متی اودمادی بنام گوکلانند داس مہاپاتر (انڈین لا رپورٹ ایپیل ہند جلد ۸ صفحہ ۲۴)
مین یہہ تجویز کی ہے کہ بموجب اوس دہرم شاستر کے جو بنارس مین مروج ہے کہ تبنیت
بہت دور کے رشتہ مند کی جو متبنی کرنیوالے باپ کے سپنڈون مین داخل نہو اور جو
بخلاف مذہبی حق مرجح حقیقی بھائی کے بیٹے کے ہوتی ہی جائز ہے اور جن مقولات مین قاعدہ
تبنیت مرجح ایسی بیٹے کا معین ہی وہ تاثیر قانونی نہین رکھتے ہین جن مقولات اور اعمال
سند پر اوس مقدمہ مین بطور مانع تبنیت دور کے رشتہ مند کی استدلال ہوا تھا وہ دتک چندرکا

اور نندا پنڈت کے دتک میمانسا اور مسٹر سدرلینڈ کے خلاصہ کے مقولات ہین۔ مقدمہ
جانکی دیبیا بنام گوپال اچارجی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۳۶۵) مین
یہہ تجویز ہوئی تھی کہ تبنیت پہلو نٹھی بیٹے کی اگرچہ قابل الزام ہے تاہم قانوناً جائز ہے
معلوم ہوتا ہے کہ دتک کومدی محض نندا پنڈت کے دتک میمانسا کی آواز بازگشت ہے
ازروے دتک درپن کے بھانجہ اور نواسہ زمرہ اشخاص قابل تبنیت سے خارج ہین لیکن
ظاہرا بہ نسبت مان کے بہن کے بیٹے کی اوسمین کچھہ ذکر نہین ہے۔ دتک دیدہیتی مقولہ
سونک جی کو نندا پنڈت سے مختلف طور پر پڑھتا ہے اوسمین یہہ بیان ہے کہ نواسہ اور
بھانجہ کو سودر لوگ متبنی کر سکتے ہین لیکن اوسمین کچھہ بھی بیان بہ نسبت اونکی تبنیت
منجانب تین دو جنمی قومون کے نہین ہے اور ظاہرا بہ نسبت مان کے بہن کے بیٹے کے
متعلق ذکر نہین ہے۔ دتک منجری مین یہہ بیان ہے۔ برہمنون مین نواسہ اور بھانجہ
مستثنی ہین کیونکہ اونپر بطور بیٹون کے اختیار نہین کیا جا سکتا ہے اور اسی وجہ سے چچا اور
وغیرہ خارج ہین۔ جو کچھہ مین نے دتک کومدی و دتک درپن و دتک دیدہیتی و دتک
منجری کے بیان کیا ہے وہ مین نے صفحہ ۳۲۷ دہرم شاستر تبنیت مسٹر گلاب چندر سرکار
سے اخذ کیا ہے۔ بموجب راے ڈاکٹر جالی صاحب مندرجہ ضمیمہ اونکی نقشہ تواریخی دہرم
شاستر کے دتک سرومنی خلاصہ ان ساتون رسالہ تبنیت کا ہے۔ ڈاکٹر جالی صاحب نے ان
ترجمہ اون اجزا منتخب شدہ کا کیا ہے جو کہ وے دتک سرومنی مین پاے جاتے ہین لیکن ان
فقرات کا ترجمہ نہین کیا ہے جو نندا پنڈت کے دتک میمانسا سے اور دتک چندرکا سے
لئے گئے ہین کیونکہ وہ کتب انگریزی شکل مین دستیاب ہو سکتے ہین۔ وقعت اون سنال
کی جنکا بہ نسبت کسی امر شاستر طریقہ مروجہ بنارس کے خلاصہ کیا گیا ہے۔ واقعات ذیل
سے یہہ بانکل دریافت ہو سکتی ہے کہ دتک سرومنی مین اونکا خلاصہ بصحت ہوا ہی اور
جنیز اون مختصر انتخابات سے جو اس خاص بحث تبنیت کے بارہ مین گلاب چندر سرکار نے
بصفحہ ۳۲۲ اپنی دہرم شاستر تبنیت مین لکھی ہین شبہ ہو سکتا ہے۔ بموجب خلاصہ
دتک سرومنی کے دتک درپن مین خاندان سے جدا ہندو کی بیوہ کو اپنی شوہر کے لئے بلا
اوسکی اجازت کے متبنی کرنیکا اختیار دیا گیا ہے۔ دتک کومدی مین بحالت حیات ایک
پسر متبنی کے دوسری پسر کے متبنی کرنیکی اجازت اس خواہش سے دی گئی ہو کہ بصحت سے

لڑکے ہوں ظاہر ادتک ویدمتی نے بھی یہی راے ظاہر کی ہے اور یہہ بھی بیان کیا
ہے کہ چند اشخاص ایک ساتھہ ایک ہی لڑکے کو متبنی کر سکتے ہین۔ دتک تلوک کا یہہ بیان
ہے کہ ایک ہی شخص بہت سے لڑکون کو متبنی کر سکتا ہے بشرطیکہ وے سب ایک ہی دفعہ
مین متبنی کیجاوین اور بیاہا ہوا شخص بھی قابل متبنی کیجانیکے ہے۔ ایک ہی امر کے بابت
بہت کچھہ لکھا جا سکتا ہے۔ جہانتک مجھکو اسمقدمہ مین تعلق ہے رسالہ جات خلاصہ
شدہ مین صحیح بلا تعلق تبنیت طریقہ شاستر وایا بہاگ کا ہو اور چونکہ میرے بھائی ججون مین سے
ایک جج نے قریب قریب اون تفسیرات پر استدلال کیا ہے لہذا مین مان لیتا ہون کہ ادہنہون
نے یہہ خیال کیا ہے کہ وہ ایسے اسناد ہین جنکو دہرم شاستر کے کسی نہ کسی طریقہ نے قبول
کرلیا ہے لیکن در اصل وے اسناد مقبولہ طریقہ دہرم شاستر مروجہ بنارس مین بطور سند
کے مقبول نہین ہو سکتی ہین اور نہ مقبول ہوئی ہین اگر یہہ قیاس ہو سکتا ہے کہ اونمین
بعض کو متہلا کے ہندوون نے بطور سند منظور نہین کیا ہے۔ نتیجہ یہہ ہے کہ اون اشہد تفسیرات
مین سے چہہ مین کوئی ذکر مان کے بہن کے بیٹے کے تبنیت کا نہین ہوا ہے اور اونمین سے
ایک مین کوئی ممانعت تین دو جنمی قومون مین نواسہ یا بہانجہ یا مان کے بہن کے بیٹے کی تبنیت
کے نہین ہے۔ اقوال دتک چندریکا کے یا نند اپنڈت کے دتک میمانسا کی جو اون اشہد تفسیرات
مین سے تین مین بطور مانع کے اختیار کئے گئے ہین اونکو ایک امر کے نسبت حکام عالیمقام
پریوی کونسل نے تجویز کیا ہے کہ طریقہ دہرم شاستر مروجہ بنارس مین وہ حکم قانون کا نہین
رکہتے ہین اور دوسری امر کے بابت ہائیکورٹ مقام کلکتہ نے تجویز کیا ہے کہ وہ مانع نہین ہین
اون اٹہون تفسیرات کے روسے جو دیگر طریق ہاے دہرم شاستر کے ہین منفرداً یا اجمالاً
میری راے مین ذرہ بھی وجہ اس امر کے قیاس کرنیکی [illegible] ہوتی ہے کہ جو بحث ہمارے
روبرو پیش ہے اوسکی بابت نند اپنڈت کا دتک میمانسا کبھی [illegible] طریقہ دہرم شاستر مروجہ بنارس
مین بطور سند کے مقبول ہوا ہے یا وہ کبھی قانون تہا اور نہ میرے ذہن مین اون سے یہہ
ایسا ہوتا ہے کہ جو تعبیر نند اپنڈت نے اس امر کے بابت [illegible] پر قائم کی جسکا حوالہ اونہون
نے اپنی دتک میمانسا مین دیا ہے وہ صحیح ہے۔ اور [illegible] ہے کہ کوئی اتہہ یا زیادہ مفسران
نے جنکی سند یا شہرت یا صحت خیالی سے ہم کچہہ واقف نہین ہین کم و بیش قریب قریب ہی دتک
چندریکا یا نند اپنڈت کے دتک میمانسا کی ہدایت کی تقلید کی ہے یہہ ثابت نہین ہوتا ہے

نندا پنڈت نے سونک جی کے مقولہ کی صحیح تعبیر کی ہے۔ جو اطلاع ہمارے روبرو موجود ہے اوس سے یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ آیا ان مفسران مین سے کسی نے مقولہ محولہ کو بطور مقولہ سانکلاجی کے قبول کیا ہے۔ صرف ایک دیسی مصنف نے بنگولین تابع طریقہ بنارس کا باور کرتا ہون نندا پنڈت کی دتک ممانسا کی ہدایت کو قبول کیا ہے۔ وہ مفسر ایک پردہ نشین عورت ہے جو بنارس مین رہتی تھی اور جس نے بالم بہٹ کے نام تحریر کی ہے۔ مین بلا خوف اختلاف کے جو اس عدالت مین ہی یہہ کہتا ہون کہ وہ عورت بطور سند کے طریقہ بنارس مین نہین مانی گئی ہی۔ بادی النظر مین یہہ قرین قیاس نہین ہے کہ طریقہ بنارس مین جس سے مشہور عالم اور دہرم شاستر کے توضیح کرنیوالے پیدا ہوئے ہین بہت زمانہ حال کے ایک عورت کو بطور سند کے قبول کرینگے کہ جس عورت کا علم قانونی اور ممالک ہذا کے ہندون کے رسم ورواج کا علم ایسے علم پر محدود تہا جیسا کہ اوس عورت کو ایسی حیثیت مین جبکہ اپنی شوہر کے گہر مین پردہ کے پیچہے بیٹہکر حاصل کر سکتی تھی۔

طریقہ مروجہ بنارس کے تین دو جینی قومون کے ہندؤن نے ابتک یہہ اقرار نہین کیا ہے کہ اونپر اون لوگون کے رسم ورواج کا قبول کرنا یا دہرم شاستر کی اوس تعبیر کا تعمیل کرنا لازم ہے جو اوس طریقہ کے ہین جو دایا بہاگ کی تعمیل کرتے ہین۔ ہم بحیثیت جج عدالت ہذا کے اسمقدمہ مین اس لئے اجلاس کر رہے ہین کہ دہرم شاستر رسم ورواج طریقہ مروجہ بنارس کو متعلق کرین اور نہ طریقہ دہرم شاستر بنگال جنوبی یا دیگر مقامات کے شاستر اور رسم ورواج کو متعلق کرین۔ اندرینحالات مجہے ہمارا یہہ فرض معلوم ہوتا ہے کہ بالخصوص احتیاط اسبات کی کرین کہ ہم اپنی فیصلہ سے ممالک ہذا کے ہندؤن کے تین دو جینی قومون پر ایسی ممانعت یا مذہبی قاعدہ قایم نکرین جو اوس طریقہ کے دہرم شاستر مین نہین پایا جاتا ہے کہ جسکے وہ تابع ہین کہ جو ایسی ممانعت ہے کہ شاید اوسکی اصلیت اوس قانون کے غلط خیالی پر مبنی ہے جو بہت زمانہ حال کے دو مفسران نے قایم کی ہے اور جسکی تعمیل قریب قریب اون مصنفان نے کی ہے جو طریقہ مروجہ بنارس کے نہین تہے اور جسکی نسبت قیاس ہوسکتا ہے کہ طریقہ دہرم شاستر مروجہ بنارس سے اون لوگون نے متعلق کیا ہے جنہون نے بلا اطلاع کافی اون دو مفسران کے خیالات اور مترجم کے خیالات کو بطور صحیح کے قبول کر لیا ہے۔

جو سند نندا پنڈت کے دتک ممانسا کو دیجانی چاہئے اوسمین تحقیقات باعتبار

کے نتیجے سے ... ظاہر ہوتی ہے کہ مشہور عالم سنسکرت پروفیسر جالی صاحب کا بھی
راے سے اتفاق ... ان کو یہہ خصوصی سوء اتفاق ہے کہ ہندوستان کے کل عدالتون مین
اسقدر سند ایسے رسالہ کی نسبت ... صاحب جیسی کہ نندا پنڈت کا دتک میمانسا ہی
کہ جسمین شاید بہ نسبت کسی دیگر کتب متعلقہ تبنیت کے بہت سے خیالی اختلافات بہری
ہوے ہین اور اب بہی عین وقت ہے کہ بہت سی دیگر رسالہ جات متعلقہ تبنیت کی ...
پوری جانچ کیجاوے اور واجبی وقعت اونپر قایم کیجاوے ابتک باوجود اوس دباو کے
جو نندا پنڈت کی سند کا رہا ہی رجحان فیصلجات مروجہ کا مفید اس امر کے ہے کہ تبنیت کے
وہ بے سروپا قیود علیحدہ کردیجاوین جنکی اتفاقا یا قانونا کوئی بنیاد نہین ہی (نقشہ
تواریخی دہرم شاستر پروفیسر جالی صاحب صفحہ ۱۶۶) مجھے یقین ہے کہ سنہ ۱۸۳۰ء تک
طریقہ مروجہ بنارس مین نندا پنڈت کا دتک میمانسا بطور سند کے قبول نہین کیا گیا تھا
سنہ ۱۸۳۰ء سے اکثر اوس میمانسا کا حوالہ ممالک بنگالہ کی صدر دیوانی عدالت مین ہونے لگا ہی
لیکن جب اوسکے قواعد متاکشرا یا دیگر مستند کتب طریقہ بنارس کے مخالف پاے گئے ہین
تو اوسکی تعمیل نہین ہوئی ہے اون مقدمات مین کہ جنکا اب آیندہ مین بطوالت ذکر ہوگا
اور جسمین سے کسی مین ججون نے یہہ تحقیقات نہین کی تھی کہ آیا اوسکی قواعد طریقہ شاستری
مروجہ بنارس مین مقبول ہوئی ہین یا نہین - اونمین سے اول مقدمہ مین ایک صدر
منصف نے تبنیت کو ثابت اور جایز تجویز کیا تھا ضلع جج نے بہ نسبت تبنیت کے کوئی
راے ظاہر نہین کی اور مقدمہ کسی دوسرے امر کی بنا پر فیصل کردیا صدر دیوانی عدالت
کے ججون نے محض باعتبار سند مسٹر سدرلینڈ کے اس بیان کے کہ تبنیت ناجایز ہی باوجود
شہادت کے جسکو اون ججون نے بطور صحیح کے قبول کیا تھا یہہ ثابت ہوا تھا کہ ذات
کے لوگون کی راے مین وہ تبنیت جایز ہے مقدمہ کو فیصل کیا تھا دوسرے مقدمہ مین
کل تینون عدالتون نے نندا پنڈت کی ممانعت خلاف تبنیت بہانجہ کو متعلق کرکے یہہ تجویز
کی تھی کہ تبنیت ناجایز ہے اوس مقدمہ کے بابت امور عجیب یہہ ہین کہ یہہ بحث غیر متعلق
تھی کیونکہ بیوہ نے اپنی شوہر سے متبنی کرنیکا اختیار نہین پایا تھا جیسا کہ ثابت ہوا ہے
اور نندا پنڈت کی ممانعت اگرچہ متعلق کی گئی تھی فی الواقع بیجا متعلق کی گئی تھی کیونکہ
جو لڑکا بیوہ نے اپنی شوہر کے لئے متبنی کیا تھا اوسی کے بہائی کا بیٹا تھا اور بیوہ کے

شوہر متوفی کے بہن کا بیٹا نہین تہا اور اگر وہ تبنیت باختیار عمل مین آتی تو جایز ہوتی
تیسرے مقدمہ مین بحث تبنیت کی غیر متعلق ہتی اور عجیب متعلق اوس مقدمہ کے یہہ ہے
کہ فریقین اوس مقدمہ کے مقدمہ مابعد مین فریق تہے جسمین شہادت سے خارج از شبہ
یہہ بات ثابت ہوئی ہتی کہ وہ خاص تبنیت بہانجہ کی بنجاب برہمن کے جایز ہتی اور
قوم برہمن کے اوس فرقہ مین مطابق رسم و رواج کے ہتی۔
ایک لحہ کو بہی یہہ امر نظر انداز نکرنا چاہیئے کہ نند اپنڈت کی تہنا حیثیت
دہرم شاستر مین محض مفسر کی حیثیت ہے اور اوسکو خود اپنی مرضی سے کوئی اختیار
ہندوون کے استعمال استحقاق تبنیت مین بار یا قیود قایم کرنیکا نہین ہے۔ اوس کی
دتک میمانسا کی اوسیطرح پر تجویز کرنی چاہیئے کہ جسطرح پر تفسیر کی تجویز ہوسکتی ہے۔ مین خیال
کرتا ہون کہ مین اپنی فیصلہ مقدمہ بیبی پرشاد بنام ہردی بی بی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ
الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۶۷) مین یہہ ثابت کرنے مین کامیاب ہوا ہون کہ نند اپنڈت نے وسشٹ جی
کے ایک اہم قول کی تعبیر کرنے مین دہرم شاستر کے اصول تعبیر اقوال دہرم شاستر کو نظر
انداز کیا ہے جو جیمنی کے میمانسا مین معین ہین اور اون اصول تعبیر سے خلاف ورزی
کرکے اوس قول کی ایسی تعبیر قایم کی ہے جو بہت مشہور مصنف متاکشرا نے اختیار نہین کی
نند اپنڈت نے دتک میمانسا مین یہہ بیان کیا ہے کہ تین دو جینی قومون مین
متبنی کرنیوالے کے نواسہ و بہانجہ و مان کے بہن کے بیٹے کی تبنیت ممنوع ہے۔ یہ نتیجہ
وہ اون دو فقرون سے نکالتے ہین جنکو اونہون نے سونک جی کے ایک مقولہ سے نقل
کیا ہے اور ایک فقرہ سے جسکی نسبت اونہون نے بیان کیا ہے کہ ساکلا جی کا قول ہے
سونک جی کے قول کا ایک فقرہ جزو ۱ فقرہ ۲ دفعہ ۲ صفحہ ۵۴۷ ترجمہ دتک میمانسا مترجمہ
سار لنڈ صاحب مندرجہ جلد ۱ لا بکس مولفہ اسٹوکس صاحب مین اور جزو ۲ اوسی دفعہ کے
فقرہ ۱۴ صفحات ۵۶۳ و ۵۶۴ مین درج ہے۔ یہہ بیان کیا جاسکتا ہے کہ دتک میمانسا شروع
مین لکہا گیا تہا اور اصل کتاب مین دفعات اور فقرات مین منقسم نہین تہا اور نہ اوسمین
نقطہ اعراب کے لگائے گئے تہے۔ دتک میمانسا مین جو طریقہ اختیار کیا گیا تہا وہ یہہ ہے
کہ ایک جزو کسی مقولہ کا لکہا گیا اور اوسکے بعد تفسیرات نند اپنڈت کے لکہی گئین اوسکے
بعد پہر ایک جزو مقولہ کا لکہا گیا اوسکی بعد تفسیرات لکہی گئین۔ سونک جی کا مقولہ جو

دفعہ ۸ کے فقرہ ۲ - اور ۳ و ۴ ترجمہ مین لکھا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے - ہر ایک برہمن کو
اپنی سپنڈ وطن سے یا ایسے رشتہ مندوں مین سے جنکو کہانے پینے سے تعلق ہو کسی کے
لڑکے کو متبنی کرنا چاہیے یا انکی نہونیکی صورت مین اسپنڈ یا کسی ایسے شخص کو متبنی کرنا
ہے جسکا اسطرح تعلق نہو - دوسری صورت مین اوسکو متبنی کرنا ہی نہین چاہیے چہتریون
مین خود اپنی ہی فرقہ مین تاکیداً اور (بحالت نہونے رشتہ داران سپنڈ کے) عام خاندان
ہی مین سے جو قدیم گرو کے پیرو کار ہون - ولیشون مین اوس فرقہ کے ولیشو سمین سے
(ولیش جاتیشو) سودرون مین فرقہ سودر کے لوگون مین سے - سب مین اور فرقون مین
بہی صرف (خود اپنی) فرقون مین اور نہ اور طرح - لیکن نواسہ یا بہانجہ سودرون مین
متبنی کیا جاتا ہے - تین اعلی قومون کے لئے بہانجہ کسی موقع پر بطور لڑکے کے نہین بیان کیا
گیا ہے) مقولہ سونک جی کے اس جزو کی ایک عبارت کا ترجمہ گلاب چندر سرکار نے اپنی
دہرم شاستر تبنیت کے صفحہ ۳۰۹ مین اسطرح کیا ہے - برہمنون مین بیٹی کی تبنیت (اولاد
تریاہ) سپنڈون مین سے ہونی چاہیے اور بحالت عدم موجودگی کے غیر سپنڈون مین
(تبنیت ہونی چاہیے) لیکن کوئی اور متبنی نکیا جا سکیگا - چہتریون مین خود اپنی قوم
مین بہی کو یا کسی ایسے کو جسکا وہی گوتر ہو جو متبنی کرنیوالے کے گورو کا گوتر ہے (متبنی لیا
جا سکتا ہے) ولیشون مین ولیش کی [illegible] سودر کی قوم مین سے اور
سب قومون مین اپنی اپنی قوم مین سے اور نہ اورون مین سے - لیکن نواسہ اور بہانجہ
کو سودرون مین متبنی کر سکتے ہین تین (قومون مین) جو برہمن سے شروع ہوتی ہین بہانجہ
کہین کہین (یا کہین نہین) متبنی نہین لیا جاتا ہے - مقولہ سونک جی کے اسی جزو کی
ایک عبارت کا ترجمہ مسٹر منڈلک نے اپنی ویوہار میوکہ کے صفحہ ۵۳ مین اسطرح کیا ہے
برہمنون مین تبنیت بیٹے کی سپنڈون مین سے ہونی چاہیے یا اونکی عدم موجودگی کی
صورت مین اسپنڈ کو متبنی کرنا چاہئے ور کسی کو متبنی نکرنا چاہئے - چہتریون مین خود اپنی
قوم مین سے یا کسی ایسے کو متبنی کرنا چاہیے جسکا وہی گوتر ہو جو متبنی کرنیوالے کے گرو کا گوتر
ہے - ولیشو سمین ولیش ہی کے قوم کے لوگون مین سے سودرون مین سودر کی قوم کے
لوگون مین سے اور سب فرقون مین صرف اپنی اپنی فرقہ کے لوگون مین سے اور نہ
اور لوگون مین سے - لیکن نواسہ اور بہانجہ سودرون مین بہی متبنی کیجاتی ہین - فقرہ

مندرجہ صفحہ ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۴ - اونکی ولیوہار میوکہہ سے مین یہہ نتیجہ اخذ کرتا ہون کہ مسٹر
منڈلک نے یہہ مقولہ جسکی اونکی ترجمہ سے مین نے ابہی نقل کی ہے اوس مقولہ سے پایا ہے
جو ولیوہار میوکہہ مین لکہا ہے - مسٹر منڈلک نے اپنی ولیوہار میوکہہ کے صفحہ ۹۹۴ مین جزو
اخیر مقولہ سونک جی جو نند اپنڈت کی دتک ممانسا مین درج ہے تفسیر کرنے کے وقت
وہ بیان کیا ہے جسکو وہ خود اپنا اور بطور صحیح ترجمہ اوس جزو مقولہ کے بیان کرتے ہین
جو دتک ممانسا مین ظاہر ہوتا ہے جو اسطرح ہے - سودرون کو نواسہ یا بہانجہ متبنی
کرنا چاہئے - بہانجہ بعض مقامات مین تین فرقون مین نسلا (جو برہمن سے شروع ہوئی ہین)
بطور بیٹے کے متبنی نہین کیجاتے ہین - ڈاکٹر بہلر صاحب کے مضمون دربارہ سونک
سمرتی مندرجہ جرنل ایشیاٹک سوسایٹی بنگال سنہ ۱۸۶۶ء صفحہ ۵۹ اسے ظاہر ہوتا ہے
کہ اونکو کم سے کم سونک جی کے مقولہ کی اس جزو کی پانچ مختلف عبارات سنسکرت مین
جو نند اپنڈات کے دتک ممانسا مین درج ہے اور جسکا ترجمہ مسٹر سدرلینڈ نے اسطرح
کیا ہے معلوم ہین - لیکن نواسہ اور بہانجہ کو سودر متبنی کرتے ہین - لیکن ڈاکٹر بہلر
صاحب سونک جی کے مقولہ کی کسی عبارت سے بجز اوسکے واقف نہ تھے جو نند اپنڈت نے
اپنی دتک ممانسا مین لکہا ہے کہ جسمین وہ الفاظ جنکا مسٹر سدرلینڈ نے اسطرح ترجمہ کیا
ہے کہ تینون اعلی قومون کے لئے کسی مقام پر بہانجہ بطور بیٹے کے نہین بیان کیا گیا ہی
پائے جاتے ہین

اس امر اخیر کے نسبت مسٹر منڈلک نے صفحات ۹۸۹ و ۹۹۰ ولیوہار میوکہہ
مین یہہ کہا ہے - یہہ دفعہ اگرچہ قلمی جلد سونک کریکاس موجودہ میرے کتب خانہ مین
پایا جاتا ہے لیکن کریکاس کے اوس [illegible] مین نہین پایا جاتا ہے جو ڈاکٹر بہلر صاحب
کو دستیاب ہوئی تھی - اور نہ انتخاب باب تبنیت کریکاس مین جو سکار اکو سبہا نے
کیا ہے اور نہ ولیوہار میوکہہ مین پایا جاتا ہے - یہہ انتخابات مطابق قلمی تحریرات بہلر صاحب
کے ہین - بجانب دیگر دتک ممانسا اور دتک چندریکا اور [illegible] سونک کریکاس
مین یہہ مقولہ درج [illegible] ڈاکٹر بہلر صاحب نے یہہ تجویز [illegible] ہوئی
کہ سونک کے پاس [illegible] نہین ایک [illegible]
دوسری [illegible] زبان عربی مین - [illegible] واقعات [illegible]

اور بلا خیال احتیاط عدالتانہ کے اون مقولات کے قبول کرنے مین محتاط ہوویگا جو نندا پنڈت نے اپنی دتک میمانسا اور اونیز اپنی تفسیرات مین لکھی ہین - ڈاکٹر بہلر صاحب کی یہہ راے قرار پائی تھی کہ سونک کے رتکاس سے نندا پنڈت نے اپنی دتک میمانسا مین نقل کی تھی (دیکھیے جرنل ایشیاٹک سوسایٹی ۱۸۶۶ع صفحہ ۱۵۰) سونک جی کے اوس قول کے جزو اخیر پر جو اونہون نے یعنی نندا پنڈت نے کہا ہے اور مطابق اوس ترجمہ کے مسٹر سدرلینڈ نے فقرات ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و [illegible] دتک میمانسا کا کیا ہے (کتب دہرم شاستر اسٹوکس صاحب صفحہ ۵۴۴) تفسیر کرکے یہہ کہا ہے -

۹۱ مقولہ کے اس جز سے بجز نواسہ وغیرہ کے ایک مستثنی یہہ نسبت اون تین اعلی قومون کے بہ نسبت نواسہ اور بہانجہ کے ظاہر ہوتا ہے کہ جو ذکر رشتہ سندی بالعموم سے منتج ہوتا ہے -

۹۲ چونکہ (خبر خفیف ہے لیکن ضرورت تنہا کا ہے) یہہ قید صرف سودرون سے متعلق ہے وہ تینون اول قوم اس سے خارج ہین - اس امر کے نسبت مصنف نے ایک وجہ قایم کردی ہے - واسطے تینون اعلی قومون کے وغیرہ وغیرہ -

۹۳ چونکہ تعلق تبنیت بہانجے کا تین اول قومون مین سے کسی قوم مین کسی عذر سے ظاہر نہین ہوتا لہذا وہ فقرہ صرف سودرون سے متعلق ہے۔

۹۴ عبارت بہانجہ اوس وجہ مین (اوس خبر مین جو قایم کیا گیا ہے) ایک معنی کے ہین (ورنہ) نتیجہ یہہ برآمد ہوتا ہے کہ اوسمین یہہ لفظ بے معنی ہوتی یا اوسکی معنی مختلف ہوتے ایک خبر (فقرہ ماسبق یعنی نواسہ) کے معنی نہو سکے -

مین اقرار کرتا ہون کہ مجھے اون فقرون اور فقرات مابعد کے معنی قایم کرنے مین دقت معلوم ہوتی ہے - مجھے معلوم ہوتا ہے کہ نندا پنڈت جس امر کے بتلانے کی کوشش کرتے تھے وہ یہہ ہے کہ فقرہ مقولہ سونک جی کا جسکا ترجمہ مسٹر سدرلینڈ نے کیا ہے - تین اعلی قومون کے لئے بہانجہ کسی موقع پر (بیان نہین کیا گیا) مثل پسر کے ایک وجہ فقرہ عین ماقبل مقولہ مذکور کے قایم کی گئی ہے - لیکن نواسہ یا بہانجہ کو سودر لوگ متبنی کرتے ہین اور ان دونون فقرون کو یکجا پڑھنے سے نندا پنڈت کی راے مین سونک جی نے صریحاً تین دوجنمی قومون مین تبنیت نواسہ اور بہانجہ کی صریحاً منع کی ہے - ایک لمحہ یہہ مان کرکہ

نندا پنڈت کی تعبیر اس فقرہ کی صحیح ہے۔ تین اعلی قوموں کے لئے مہا سنجہ کسی موقع پر
بطور تفسیر کے (نہیں بیان کیا گیا) بطور وجہ بیان مشمولہ فقرہ مین ماسبق منقولہ ہونیکی جگہ
ہے اور قاعدہ تعبیر میالنا جیمینی کو متعلق کرتے سے جو متعلق کتب سنسکرت مسایل دہرم شاستر
قدیم سے متعلق ہوتا ہے ان دونون فقرون مین صرف نصیحت شامل ہے اور نہ مخالفت نتائج کی
خلاف ... مہا سنجہ اور انواسہ کے تین دو جنمی قومون مین قاعدہ میالنا جیمینی کا مسٹر
منڈ لک سے صفحہ ۲۹۹ دیوہار میتر کہہ من اسطرحپر بیان کیا ہے۔ یہہ قاعدہ پوروا میمانسا
کا ہے کہ کل مقولون کے نسبت جنکی تائید وجہ قایم زشت سے ہوتی ہے محض بطور ویدہی
یعنی ارتہاود (استفارسی) کے نہ تصور کرنا چاہیئے جب کوئی مقولہ بطور ارتہاود کے تصور کیا
جاتا ہے تو نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ اوسمین کوئی قوت لازمی کسی قسم کی نہین ہوتی۔ مین نے
اپنے فیصلہ مقدمہ بینی پرشاد بنام ہردئی بی بی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۲
الصفحات ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳) مین یہہ ثابت کیا ہے کہ قواعد میالنا جیمینی کے اگرچہ
کبھی کبھی اونکو ہندو اور نیز انگریزی مفسران مصنفان اور انگریزی مترجمون نے
کبھی کبھی نظر انداز کیا ہے یا اونکی تعمیل نہین کی قواعد جدید تعبیر کے نہین ہین بلکہ
قواعد مستند مسایل دہرم شاستر ہندون کے ہین۔ جیمینی کا میالنا نندا پنڈت سے
دیکھ میالنا سے صدہا سال پورانا ہے۔ اوسکی سند غیر مشتبہ ہے۔ منجملہ اور ون کے
اوسکو جگنا تہہ تارکا پنچانن نے جس نے کول بروک صاحب کا ڈایجسٹ تالیف کیا
ہے متعلق کیا ہے اور اوس ڈایجسٹ کے یادداشتون مین اوسکا حوالہ دیا گیا ہے مسٹر
کول بروک صاحب نے بہ نسبت میالنا جیمینی کے جو کچھہ بیان کیا ہے وہ یہی ہے
قانون تحریری عام اس سے کہ وہ سرتی ہو یا سمرتی الہام صریحی ہو یا روایت تابع
قواعد تعبیر واحد کے ہے۔ وہ قواعد میالنا مین جمع کئے گئے ہین جو رسالہ ثابت توسط
اور سند احکام کے ہے۔ وہ بطور ایک شاخ علم فلسفہ کے سمجھی جاتی ہے اور منا طوز
قانون [illegible] ہے۔ حصہ شرقی ہند مین یعنی بنگال اور بہار مین جہان بید اور میمانسا
بمقابلہ دکہن کے کم پڑہی جاتی ہین اوسکم دیکھی جاتی ہین زبانی علم فلسفہ یا نیایا پر زیادہ
عمل کیا جاتا ہے اور واسطے قواعد دلائل اور تعبیر نسبت امور قانونی کے اور نیز امور
الوہیت کے استدلال کیا جاتا ہے۔ دیکھئے بیان ایچ ٹی کول بروک صاحب بابت

طریقہای شاستری مندرجہ دہرم شاستر بہر ثامس اسٹرینج صاحب جلد ا صفحہ ۱۳۵ طبع سنہ ۱۸۶۳ء - رسالہ مسٹر کول بروک صاحب بابت میتاکشرا جیمنی مندرجہ حالات ایشیاٹک سوسائٹی جلد ۵ صفحہ ۵۷۴ بہی ملاحظہ کیجئے - یہہ بات کہ مسٹر کول بروک صاحب نے انتخاب متذکرہ بالا مین جب تذکرہ ملک بنگال کا کیا تہا تو اونہون نے بے پروایانہ اس لفظ کا استعمال نہین کیا بلکہ ٹہیک ٹہیک مطابق اوسکی صحیح اور اصلی معنی کے اوس ملک سے متعلق کیا تہا جو دکہن پورب بہاگلپور سے سمندر تک ہے اور اوس لفظ مین بہار اور صوبہ بنارس شامل نہین کیا تہا اوس انتخاب مین اس تذکرہ سے ظاہر ہے جو بنگال اور بہار کے نسبت ہے اور نیز فقرہ ذیل متعلقہ اسناد مختلف طریقہاے دہرم شاستر مندرجہ کتاب مذکور سے ظاہر ہے - ان مین [illegible] ات جی متاداہن اور تصنیفات رگہونندن اور چند دیگر اشخاص کے جن سے ایک مختلف طریقہ شاستر کا موضوع ہوتا ہے بنگال مین اضافہ کیا جاتا ہے جو بہت امور مین متہلا سے مختلف ہے اور طریقہاے بنارس اور دکہن یعنی جنوبی جزیرہ نما سے تو اور بہی مختلف ہین - مین نے اپنے فیصلہ مقدمہ بینی پرشاد بنام ہردئی بی بی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۶۷) مین یہہ ثابت کردیا ہے کہ مصنف متاکشرا نے تشٹ جی کے ایک قول کی تعبیر مطابق قواعد میماںسا جیمنی کے کی ہے اور اوسی قول کی تعبیر نند اپنڈت کی دتک میماںسا مین بخلاف ورزی اون قواعد کی ہوئی ہے - سچ تو یہہ ہے کہ نند اپنڈت نے کسی قاعدہ تعبیر کی تقلید نہین کی بلکہ اقوال قدیم کے تعبیر اوسطرح کی ہے کہ جسطرح اونکے خیال ورد لایل کے موافق معلوم ہو

ذکر لڑاسہ اور بہانجہ کا سونک جی کے مقولہ مین اگروہ مقولہ نند اپنڈت نے صحیح طور پر لکہا ہے مجہے معلوم ہوتا ہے محض ایک بیان اوس امر کا ہے جسکو سونک جی نے امر واقعی خیال کیا تہا یعنی یہہ کہ اونکی وقت مین سودرون مین بہانجہ و نواسے ایسے پسران تہے جسکو سودر متبنی کرتے تہے اور دہرم شاستر کے اقوال قدیم مین یہہ ذکر نہین ہوا ہے کہ بہانجہ تین دوجمنی قومون مین متبنی کیا جاسکتا ہے اور یہہ بات اس امر کے کہنے سے بہت مختلف ہے کہ تبنیت بہانجہ کی ممنوع ہے - مجہے معلوم ہوتا ہے کہ سونک جی کا مقصود ہرگز یہہ ظاہر کرنیکا نہ تہا کہ تین دوجمنی قومون مین تبنیت بہانجہ

اور نواسہ کی تاکیداً ممنوع ہے۔ چند مصنفون نے سونک جی کے اوس قول کے بابت ایک تیسری اور مخلتف رائے قایم کی ہے اور یہہ حجت کی ہے کہ اوس سے یہہ مراد ہے کہ سودرون مین بہانجہ اور نواسہ بجز جیج اورون کے متبنی کرنا چاہیے۔ سونک جی کے بیان سے اس امر کے ظاہر ہونیکا مقصود پایا جاسکتا ہے کہ اونکی زمانہ مین اور ہند کے کچہہ حصہ مین جہانتک اونکو معلوم ہوا تین دوجنمی قومون مین بہانجہ اور نواسہ کے متبنی کرنیکا دستور نہ تہا لیکن میری راے مین اوس سے ممانعت کا مفہوم نہین ہوتا۔ مقولہ مذکور کے جن ترجمون کا مین نے اوپر بیان کیا ہے اونمین سے ہر ایک مجہکو یہی نتیجہ اخذ کرنیکی رہبری ہوتی ہے۔ اس امر سے بہی مین نے وہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ قوانین منوجی وششٹ جی یا متاکشرا مین کوئی ایسی ممانعت دربارہ تبنیت نواسہ یا بہانجہ کا بیان بہی نہین ہوا ہے حالانکہ یامان جی نے جو بلاشبہ بہت بزرگ رشی دہرم شاستر مین تہا بالتصریح بلا کسی قید و شرط کے یہہ استحقاق ہندو کا تسلیم کیا ہے کہ نواسہ کو متبنی کرسکتا ہے۔ آگے چلکر ہم دیکہلاینگے کہ نند اپنڈت نے غالباً مقولہ سونک جی کے جیسا کہ اوس نے لکہا ہے غلطی سے عملدر آمد قدیم اور ناجنہ نیوگ کو قاعدہ تبنیت سے اختلاط کرکے غلط التعبیر کی ہے اور مسٹر سدرلینڈ نے خلاصہ مین ایک قدم اور بڑہایا ہے اور نیوگ کو شادی کے ساتہہ مخلوط کردیا ہے۔

فقرہ ۱۰۷ دفعہ ۲ ترجمہ سدرلینڈ صاحب کا ڈتک ممانسا صفحہ ۵۷ کتب دہرم شاستر مولفہ اسٹوکس صاحب مین ساکل جی سے ایک قول لکہا گیا ہے۔ نند پنڈت نے لسلسلہ اور بتائید اپنے دلایل دربارہ اوس جزو مقولہ سونک جی کے کہ جسکا اوپر مین ذکر کرچکا ہون اوس مقولہ کو جو اونہون نے لکہا ہے بطور مقولہ ساکل جی کے بیان کیا ہے اور مین ایسے موقعہ پر اور قبل غور کرنے اوپر تفسیرات نند اپنڈت کے جو مقولہ سونک جی کے دیگر جزو کے بابت ہین مین اوسکو نقل کرونگا۔ فقرہ مذکور حسب ذیل ہے ۱۰۷ ساکل نے صاف طور پر امور بالا قرار دئے ہین دو۔۔۔ قوم مین سے جو کوئی اولاد ذکور سے محروم ہو تو اوس وجہ سے ایک لڑکا اولاد رشتہ مند [illegible] یا [illegible] ایسا لڑکا جو ہم خاندان واحد [illegible] پیدا ہوا ہو متبنی کرسکیگا اگر ایسا کوئی موجود نہو تو ایسا لڑکا متبنی کرے جو دوسرے

خاندان سے پیدا ہوا ہو بجز نواسہ یا بہانجہ یا مان کے بہن کے بیٹا کے۔ فقرہ ذیل سے لفظ تبنیت تدا ینڈرث کے اوس مقولہ کے بابت پائی جاتی ہے - ۱۰۸ اسے صاف طور پر ثابت ہے کہ عبارت بہانجہ (فقرہ اخیر مقولہ سونک دفعہ ۲۴) مین تمثیلاً نواسہ اور مان کے بہن کے بیٹا کے ہے اور یہہ مناسب ہے کیونکہ رشتہ ممنوعہ کل تینون کے لئے عام ہے۔ اسکو بڑہانا فضول ہوگا۔

مجہے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہمارے روبرو فقرہ ۱۰۷ دفعہ ۲ مسٹر سدرلینڈ کے ترجمہ دتک ممانسا مین مقولہ مکمل سونک جی کا جیسا کہ ترجمہ ہوا ہے موجود ہے تو الفاظ بجز نواسہ یا بہانجہ یا مان کے بہن کے بیٹے مساوی اس عبارت کے ہین کہ تین دوجنمی قومون مین سے کوئی ایک نواسہ یا بہانجہ یا مان کے بہن کے بیٹے کو متبنی نکریگا چونکہ کوئی وجہ اوس مقولہ مین نہین لکہی ہے (اوسکو مکمل مان کر ہم قواعد ممانسا جینکے متعلق کرکے ضرور تعبیر مقولہ مذکور کی اسطرح پر کرینگے کہ گویا تاکیداً مانع ایسی تبنیت کا ہے۔ لیکن قبل اسکے کہ ہم یہہ نتیجہ اخذ کرین کہ مقولہ مقدس دہرم شاستر کے رو سے ایسی تبنیت ممنوع ہے ہمکو یہہ اطمینان کرلینا چاہیے کہ مقولہ مندرجہ دتک ممانسا نہ صرف اصلی دہرم شاستر کا ہے بلکہ یہہ بہی اطمینان کرلینا چاہیے کہ وہ مقولہ مکمل ہے یعنی یہہ کہ اصل مقولہ مین اس سے زیادہ کچہہ اور نہین ہے اور کوئی وجہ اخراج بہانجہ نواسہ و مان کے بہن کے بیٹے کی زمرہ اون اشخاص سے ہے جو قابل تبنیت کے ہین کیونکہ اگر اصل مقولہ مین کوئی وجہ اخراج بہانجہ نواسہ اور مان کے بہن کے بیٹے کی درج ہے تو اصل مقولہ صرف نصیحتاً نہ ہے اور نہ امتناعی۔

مقولہ سونک جی کا جیسا اوسکی تعبیر نندا پنڈت کی ہے اور اوس مقولہ کا اقتباس جو منو لابہی جیا نے بطور مقولہ ساکل کے لکہا گیا ہے اونکو مقابلہ کرنے سے ضرور یہہ خیال کریگا کہ مقولہ سونک جی کا صرف متعلق بہانجہ اور نواسہ کے ہے اور جو مقولہ بطور مقولہ ساکل کے لکہا گیا ہے وہ نہ صرف متعلق بہانجہ اور نواسہ کے ہے بلکہ مان کے بہن کے بیٹے سے بہی متعلق ہے اور معمولی تحقیقات سے فی الفور یہہ ایسا ہوگا کہ مقولہ سونک جی مین جو خارج از تمام شبہہ ایک سند عظیم دہرم شاستر کی ہے کیون ذکر مان کے بہن کے بیٹے کا نہین ہے۔ اوس تحقیقات کے امکانا صرف دو جواب ہوسکتے ہین ایک یہہ کہ جب سونک جی نے لکہا تہا اوسوقت وہ اس امر سے واقف

نہ تہی کہ ماں کے بہن کے بیٹے کی تبنیت پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہی کہ جو امر واقعی
ہے بشرطیکہ ایسا کوئی اعتراض فی الواقع خصوصاً گالی کے بنیاد پر زمانہ سونک جی مین
وجود پذیر رہا ہو اور دوسرا جواب یہہ ہوگا کہ کوئی اعتراض بہ نسبت تبنیت ماں کے بہن
کے بیٹے کے فی الواقع سونک جی کے زمانہ مین موجود نہ تہا۔ دوسرا امر جو بمقابلہ اون
دو مقولون کے اور قواعد تعبیر میمانسا جنہین کو ذہن نشین کر لینے مین نظر آتا ہی وہ یہہ
ہے کہ مقولہ سونک جی مین حسب راے نند اپنڈت کے ایک وجہ قایم کی گئی ہے اور اس
وجہ سے اگر اونکی راے اوس امر کے بابت صحیح ہے اور وہ مقولہ بجز محض اس بیان
واقعاتی کے کچھہ زیادہ ہے کہ سودر لوگ بہانجہ اور نواسہ کو متبنی کر لیتے ہین تو مقولہ
مذکور کے تعبیر بدرجہ غایت بطور نصیحتانہ کے ہونی چاہئے اور نہ بطور امتناعی کے جو
مقولہ بطور مقولہ ساکل کے لکہا گیا ہے اوسمین کوئی وجہ نہین ہے اور اگر وہ مقولہ
جو نند اپنڈت نے لکہا ہے مکمل ہے تو مقولہ ساکل کی تعبیر بطور ممانعت تاکیدی تبنیت
بہانجہ نواسہ اور ماں کے بہن کے بیٹے کے ہونا چاہیے۔ کیون ایک سند غیر مشتہر
مین جیسے کہ سونک جی کی ہے محض نصیحت بہانجہ یا نواسہ کے متبنی نکرنے کی کی گئی ہے اور
کیون ساکل جی نے اگر فی الحقیقت اونہون نے ممانعت کی ہے تاکیداً تبنیت بہانجہ
نواسہ اور ماں کے بہن کے بیٹے کی منع کی ہے۔ کس ذریعہ سے نند اپنڈت نے یہہ
مقولہ حاصل کیا ہے جسکو اونہون نے مقولہ ساکل جی کا بیان کیا ہے۔ وہ مقولہ نہ کسی
وید یا سرتی یا سمرتی یا سوتر یا مجموعہ دہرم شاستر مین جو موجود ہین نہین پایا جاتا ہی
مقولہ مذکور کسی ابتدائی تفسیر دہرم شاستر مین جیسے کہ متاکشرا ہے نہین پایا جاتا اور
اول اول جہانتک معلوم ہوا ہے دتک چندرکا مین ظاہر ہوا ہے کہ جو ظاہرا نند اپنڈت
کے دتک میمانسا سے کچھہ بہت عرصہ پہلے کی نہین معلوم ہوتی ہے۔ دتک چندرکا کے
مصنف نے وہ مقولہ کہاں سے پایا۔ نہ تو دتک چندرکا کے مصنف نے جو کوئی تہا اور نہ نندا
پنڈت نے اور نہ کسی اور نے ہمکو یہہ بتلایا ہے کہ دتک چندرکا کے مصنف نے وہ مقولہ
کہاں سے پایا ہے جو مقولہ بطور مقولہ ساکل کے بیان کیا گیا ہے۔ دتک چندرکا کے مصنف
اوس مقولہ کو یا اوس ممانعت کو جسکا مفہوم خلاف تبنیت بہانجہ و نواسہ و ماں کے بہن
کے بیٹے کے کیا جاتا ہے کسی کتاب مقدس یا مجموعہ یا تفسیر شاستر مین جواب سہنے والا مان

سنسکرت کو معلوم ہین نہین پایا۔ مجھے یہہ باور کرنا غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ذکر
اوس معقولہ کا یا اوس ممانعت کا جسکا مفہوم خلاف تبنیت بہانجہ و نواسہ اور مان کی
بہن کے بیٹے کے ہوتا ہے کسی کتاب مقدس مجموعہ یا تفسیر شاستر مین نہ کیا جاتا بشرطیکہ
وجود اوس معقولہ یا ممانعت کا اوس سے پہلے معلوم ہوتا کہ جب مصنف دتک چندریکا
نے اول اول اپنی تفسیر مین داخل کیا ہے۔ مین اس نتیجہ کو روک نہین سکتا ہون کہ
یا تو ایسا معقولہ موجود نہ تہا اور یا اگر موجود تہا تو وہ کوئی مستند نہین سمجہا جاتا تہا۔ اوسکی
رو سے تبنیت نواسہ کی خلاف قانون ہوتی ہے کہ جسکو یان جی نے بلا کسی قید کے بطور
ایسی شخص کے تسلیم کیا ہے جو بدرجہ مساوی بھتیجے کے ساتہہ قابل تبنیت کے ہے۔
بلا علمی تمام اس امر کے کہ کیونکر یا کہان سے مصنف دتک چندریکا نے وہ معقولہ
پایا ہی بشرطیکہ وہ فی الواقع موجود رہا ہو ہم کیونکر یہہ قیاس کرسکتے ہین کہ ہمارے روبرو
مکمل ترجمہ اصل معقولہ سائل کا موجود ہے۔ کیا اس سب قدیم معقولہ متظرہ پر بالعموم بطور
معقولہ مستند کے ہندون نے عمل کیا ہے یا نہین۔ اس سلسلہ مین یہہ امر ذہن نشین رکہنا
چاہیئے کہ اجلاس کامل ہائیکورٹ مدراس نے بمقدمہ ییران جوتی الاتہہ بسنونا مبدری بنام
ییران جوتی الاتہہ کرشنا نامبدری (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۳) یہہ تجویز کی
ہے کہ نامبدری برہمنون مین بہانجہ کے متبنی کرنیکا دستور ثابت ہی اور بمقدمہ ویدناد
بنام الیو (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۴۴) یہہ تجویز کی ہے کہ برہمنون مین
بہانجہ و نواسہ کے متبنی کرنیکا دستور موجود ہے اور ایسی تبنیت جائز ہے۔ پنجاب مین
بموجب یادداشت بصفحہ ۱۰۲۸ ڈائجسٹ ہندو لا ولیٹ صاحب و بہلر صاحب طبع سوم
جو کسٹمری لا پنجاب ٹوپر صاحب پر مبنی ہے بہانجہ اور نواسہ برضامندی رشتہ داران
ذکور کے متبنی کیا جا سکتا ہے پنجاب مین اعتراض نسبت تبنیت بہانجہ یا نواسہ کے
اسطرح پیدا ہوتا ہے کہ جایداد دوسری گوتر مین لیجاتی ہے۔ مسٹر منڈلک مرحوم نے
یقیناً یہہ بیان کیا ہے کہ پریزیڈنسی بمبی مین ایسی تبنیت عام ہین اور جہانتک مین واقف
ہون وہ بیان جو اونکے ویو یار میوکہہ مین عام طور پر کیا گیا ہے اوسکی تردید عام طور پر
نہین کی گئی ہے۔ گلاب چندر سرکار نے یہہ بیان کیا ہے کہ ایسی تبنیتین بنگال مشرقی
مین غیر عام نہین ہین لیکن اوس بیان کی اونکی کیا سند ہی اونہون نے کچہہ بیان نہین کیا

اور جس لایق اور لکہا بیان ہے اوسیقدر مین اوسکی سند قایم کرتا ہون - ان دو فیصلے
اجلاس کامل مدراس سے اور اس امر سے کہ ایسی تبنیتون کی اجازت پنجاب مین ہی
بشمول بیان مسٹر ٹامس اسٹرینج کے جسکو مین اوپر بیان کرچکا ہون اور بشمول مقدمہ
نمبر ۱۲ اور مقدمات مندرجہ ڈائجسٹ مورلی صاحب کے جسکو مین اوپر بیان کرچکا ہون اور
بشمول بیان مسٹر منڈلک صاحب مرحوم متعلقہ بمبئی پریزیڈنسی سے ثابت ہوتا ہے کہ یا تو
خیالات نسبت قانون تبنیت مظہرہ دتک میمانسا نند اپنڈت کے بالعموم بطور صحیح کے قبول
نہین ہوے ہین یا یہہ کہ ہندوستان کے مختلف اضلاع مین ہندوون کے بہت کسی
جماعتون کو لا معلوم رہی ہین یا اونکی دلون نے بطور نا قابل پابندی کے اوسکو مسترد
کیا ہے - کولبروک صاحب کے ڈائجسٹ مین نہ ذکر معقولہ مظہرہ ساکل کا اور نہ نند اپنڈت
کے ممانعت کا ہے - گلاب چندر سرکار نے اپنے دہرم شاستر تبنیت کے صفحہ ۳۰۴ مین
یہہ معقول سوال کیا ہے جو ہندوستان کے بہت حصون سے متعلق ہو سکتا ہے کیا
کوئی برہمن اپنے نواسہ یا بہانجہ کے متبنی کرنیکے لیے کبہی ذات سے خارج کردیا گیا ہے اگرچہ
ایسی تبنیت کے تمثیلات کم نہین ہین - مین یہہ قرین قیاس سمجہتا ہون کہ نند اپنڈت
نے یہہ معقولہ دتک چندرکا سے پایا ہے - مسٹر سدرلینڈ صاحب نے دتک میمانسا و دتک
چندرکا کے اپنے ترجمون کے دیباچہ مورخہ سنہ ۱۸۲۱ء مین (کتب دہرم شاستر اسٹوک صاحب
صفحہ ۵۲۶) یہہ کہا ہے کہ دتک چندرکا بیخ و بنیاد دتک میمانسا کی قیاس کیجاتی ہے - اوسی
معقولہ کا حوالہ ہر ایک کتاب مین بطور معقولہ ساکل کے ہوا ہے - اوسکا حوالہ فقرہ ۱۱ دفعہ ۱ ترجمہ
دتک چندرکا مسٹر سدرلینڈ صاحب صفحہ ۶۳۱ کتب دہرم شاستر اسٹوک صاحب مین ہوا
ہے - بہت سی تحریرات جو مین نے نند اپنڈت کے تفسیرات نسبت معقولہ سونک جی کے
کیے ہین وہ بدرجہ مساوی اونکی تفسیرات پر اوس معقولہ کے جسکو اونہون نے بطور معقولہ
ساکل کے بیان کیا ہے متعلق ہین -

اب مین دوسرے فقرہ موقوعہ معقولہ سونک کا ذکر کرونگا کہ جس پر بہی نند اپنڈت
نے اسطرح پر استدلال کیا ہے کہ اوس سے اونکی نتیجہ مناسب ہوتے ہین - مسٹر منڈلک کے
ویوہار میوکہہ صفحہ ۱۸۴ و ۴۸۲ و ۴۸۳ - اور گلاب چندر سرکار کے دہرم شاستر تبنیت
خصوصاً صفحہ ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۸ و ۳۲۹ سے اور نقشہ تواریخی دہرم شاستر

مولفہ پروفیسر جالی صاحب صفحہ ۱۶۲ و ۹۳ و ۱۹۴ سے ظاہر ہوتا ہے کہ نندا پنڈت کو دتک میمانسا مین
اس غلط خیالی کا اثر ہوا تھا کہ جن اصول پر دستور نیوگ کا زمانہ ہاے سابق مین
محکوم تھا وہی اصول دہرم شاستر تبنیت پر حاوی ہین اور تعلق اون اصولون سے
یا اون اصولون کی غلط فہمی سے نندا پنڈت کو اس خیال کی رہبری ہوئی ہتی کہ مین دوجنی
قومون مین تبنیت نواسے بہانجے اور مان کی بہن کے بیٹے کی قطعاً ممنوع اور خلاف قانون
ہے۔ یہ امر کہ نندا پنڈت نے نیوگ کو تبنیت کے ساتھہ مخلوط کر دیا ہے صاف طور پر اوسکے
اوس فقرہ کی تعبیرات سے ظاہر ہوتا ہے جسکا مین اب ذکر کرونگا اور جو مقولہ سونک
کے حصہ اول مین پایا جاتا ہے۔ پورا ترجمہ مقولہ سونک کا تبنیت کے بارہ مین مسٹر
مندلیک نے اپنے بیوہار میوکہ کے صفحہ ۵۲ و ۵۳ مین اور مسٹر گلاب چند رسرکار نے
اپنی دہرم شاستر تبنیت کے صفحہ ۳۰۸ و ۳۰۹ مین لکھا ہے۔ وہ خاص فقرہ اون رسم و رواج
کی تفصیل طول و طویل کے درمیان مین جنکی تعمیل تبنیت کے وقت کیجاتی ہے اور بعض اون
ضروری رسون اور دستورون کے بیان کرنے کے اور قبل بیان مراسم تبنیت کو واقع ہے
کہ جنکے متروکی سے عدالت ہاے ہند نے یہ تجویز کیا ہے کہ تبنیت ناجائز نہین ہو جاتی
ہے۔ وہ خاص فقرہ جیساکہ وہ فقرہ ۱۵ دفعہ ۵ نندا پنڈت کے دتک میمانسا مین ظاہر
ہوتا ہے اور جسکا ترجمہ مسٹر سدرلینڈ نے کیا ہے (کتب دہرم شاستر استوکس صاحب صفحہ ۵۹)
اسطرح پر ہے۔ کپڑے وغیرہ سے اوس لڑکے کو جو کہ بیٹے کا اثر رکھتا ہے آراستہ کرنے کے بعد۔ اوسی
خاص فقرہ کا ترجمہ مسٹر مندلیک نے اپنے بیوہار میوکہ صفحہ ۵۲ مین حسب ذیل کیا ہے۔ اوس لڑکے کو
جو عکس پسر کا رکھتا ہے وغیرہ کپڑون وغیرہ سے آراستہ کرنیکے بعد۔ اور گلاب چند رسرکار نے
اپنی دہرم شاستر تبنیت کے صفحہ ۳۰۸ مین اسطرح پر کیا ہے لڑکے کو جو عکس پسر کا رکھتا ہے
کپڑہ وغیرہ سے آراستہ کرنے کے بعد۔ ڈاکٹر بوہلر صاحب نے اصل مقولہ کا اسطرح پر ترجمہ کیا ہے
تب وہ لڑکے کو جو (اب) مشابہ پسر جسم لینے والے کے ہے وغیرہ آراستہ کریگا (جرنل آف
ایشیاٹک سوسایٹی آف بنگال سنہ ۱۸۶۶ء مد سونک سمرتی) بظاہر انندا پنڈت نے تعبیر فقرہ
زیر بحث کی اسطرح پر کی ہے کہ بیان لڑکے کا قبل تبنیت کے ہے اور نہ بیان پسر
متبنی کا بعد اسکے کہ کل ضروری مراسم و دستورات بشمول درخواست دینے اور دینے لڑکے کو
تبنیت مین دینے کے قبول ہونے کے ختم ہو جانیکے بعد کی ہے۔ بدرجہ اعلی یہ امر خلاف

قیاس ہے کہ اوس فقرہ کے درمیان مین جسمین بیان رسم تبنیت کا ہے سوتک نے بے موقع ایسا فقرہ داخل کردیا ہے جسکا اثر یہہ ہے کہ تبنیت نواسہ یا بھانجے یا مان کی بہن کے بیٹے کی ممنوع ہو۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ منشا اس فقرہ کی بلحاظ اوس مقام کے جہان وہ فقرہ پایا جاتا ہے ڈاکٹر بوہلر صاحب کے ترجمہ مین بیان ہوئی ہے۔ اور فقرہ مذکور سے یہہ مراد ہے کہ کل ضروری مراسم اور دستورات تبنیت کی تعمیل ہوجانے کے بعد پسر متبنی اوس وقت اور اول مرتبہ عکس لڑکے کا اوس شخص کے لے رکھتا ہے جسنے اوسکو متبنی کیا ہے۔ تغیرات نندا پنڈت کی فقرہ ۱۱۶۵ اور ما بعد دفعہ ۵ ترجمہ دتک میمانسا سدرلینڈ صاحب بصفحہ ۵۹۰ و ۵۹۱ کتب دہرم شاستر استوک صاحب مین پائی جاتی ہے۔ فقرہ ۱۶ و ۱۷ حسب ذیل ہے۔ ۱۶ (عکس پسر کا) مشابہت لیکے۔ اور یعنی قابلیت پیدا ہونے کے خود (متبنی کرنے والے) سے بذریعہ عہد و پیمان کے (کسی دوسرے کی عورت سے اولاد پیدا کرنا) وغیرہ جیسا کہ بھائی کے بیٹے یا کسی قریب یا بعید رشتہ دار کے بیٹے وغیرہ کی (دیکھو ہے)۔ اور نہ ایسا عہد و پیمان کسی غیر رشتہ مند سے غیر ممکن ہے کیونکہ ایسا بولانا (اولاد پیدا کرلے کے لئے) اس مقولہ کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے بیج حاصل کرنیکے لئے کوئی برہمن بذریعہ دولت وغیرہ کے بولایا جاسکتا ہے۔

۱۷ اپنا چچہ بھائی چچا اور ماموں نواسہ اور بھانجہ مستثنی ہین کیونکہ وے مشابہت پسر کی نہین رکھتے ہین۔

اگر ترجمہ مسٹر سدرلینڈ کا صحیح ہے تو نندا پنڈت نے فقرہ ۱۶ و ۱۸ و دفعہ ۵ مین ضرور اصول نیوگ کا سوتک کے قول مین متعلق کیا ہوگا کہ جس قول مین بیان رسوم تبنیت بشکل دتک کا ہے۔ بجز اسکے کہ بذریعہ نیوگ کے لڑکا پیدا ہوا ہو۔ ہر خاص امر مین وہ برخلاف شادی کے ہے۔ شادی مین شوہر اپنی زوجہ سے بیٹا خود اپنے عمل سے حاصل کرتا ہے اور اپنی زوجہ کا جب ا... سے اوسکو لڑکا پیدا ہو بجود شوہر قایم رہتا ہے نیوگ مین شاستر اقوال اور تغیرات مندرجہ ڈائجسٹ کولبروک صاحب سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نامرد اپنی زوجہ کو اختیار دیسکتا ہے کہ کسی دوسرے شخص سے جو بھائی ہو یا رشتہ دار ہو یا غیر ہو حمل حاصل کرے اور جو لڑکا اسطرح پیدا ہوا ہو وہ اپنی مان کے شوہر سے مثل اوس لڑکے کے جو خود اوس شوہر سے اور اوسکی زوجہ سے پیدا ہوا ہو وراثت پا سکتا ہے نیز

کوئی لاپسر بیوہ جواز اً لڑکا پیدا کر سکتی ہے بشرطیکہ اوسنے اپنے شوہر سے اوسکی حیات مین اجازت حاصل کرلی ہو یا اوسکے رشتہ دار یا والدین سے اجازت دی ہو مزید بران جس شخص کی اولاد ذکور نہو وہ بعد اجازت کما حقہ حاصل کرنے کے اپنے جسم سے دوسرے کی زوجہ سے لڑکا پیدا کر سکتا ہے اور اوس صورت مین جو لڑکا اسطرحپر دوسرے کی زوجہ سے پیدا کیا جاوے وہ لڑکا شل اوس لڑکے کے سمجھا جاتا ہے جو اپنی مان کے شوہر سے پیدا ہوا ہو اور بطور لڑکا اوس شخص کے سمجھا جاتا ہے جس سے وہ پیدا ہوا۔ بھائی یا رشتہ دار جو نامرد شوہر کی حالت مین اولاد پیدا کرنے کے لئے بولایا گیا تھا اوسکو لازم ہے کہ جسوقت وہ عورت حاملہ ہو جاوے فوراً اوس سے پرہیز کرے اور جواز اً دوسرا لڑکا اوس سے پیدا نہین کر سکتا۔ چند اور ہدایات بہ نسبت طریق عمل اوس شخص کے ہین جو اولاد پیدا کرنے کے لئے بولایا گیا تھا لیکن اونکا بیان کرنا ضروری نہین ہے یہ کہنا کافی ہے کہ درمیان نیوگ اور شادی کے کچھ مشابہت نہین ہے۔ فقرہ ۱۶ دفعہ ۵ کے جزو اخیر مین یہ امر یقینی ہے کہ نندا پنڈت نیوگ کے اوس خاص شکل کا بیان کرتے ہین جسمین بھائی یا رشتہ دار یا برہمن کسی نامرد شوہر کے لئے اوس شوہر کی زوجہ سے بیٹا پیدا کرنیکے لئے مقرر کیا جاوے یا بولایا جاوے اور اگر مسٹر سدرلینڈ کے تحریفات پر جو اندر ہلال کے ہے لحاظ کیا جاوے تو قرین قیاس یہ ہے کہ جزو اولین فقرہ مذکور مین بھی اوس خاص شکل نیوگ کا بیان ہے۔ فقرہ ۱۹ و ۲۰ دفعہ ۵ مین اگر ترجمہ مسٹر سدرلینڈ کا صحیح ہے تو نندا پنڈت نے ظاہر شادی کے تمثیلات بیان کئے ہین۔ فقرات ۲۳۶ و ۲۴۴ اور ۲۴۵ صفحات ۳۶۲ و ۳۶۶ ڈیجسٹ کولبروک جلد دوم مین بھی عجب تمثیلات شعر توضیح نتیجہ نیوگ کے پائی جاتی ہین نندا پنڈت کے جن فقرون کا مین ذکر کرتا ہون اوسکے عالمان سنسکرت مین تذبذب پیدا ہو گیا ہے۔ ہائیکورٹ مدراس نے بمقدمہ میناکشی بنام راماندا (انڈین لاریورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۴۹) مین یہ تجویز کی ہے کہ مسٹر سدرلینڈ کا ترجمہ فقرہ ۲۰ دفعہ ۵ کا غلط ہے اوس فقرہ کے نندا پنڈت کی سنسکرت کا جسکا مسٹر سدرلینڈ نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ جسکی مان کے ساتھ متبنی کرنے والا وقفیت اندرونی رکھ سکتا ہو صحیح ترجمہ مسٹر منڈلیک نے اسطرحپر کیا ہے جسکی مان کے ساتھ نیوگ ممکن ہے۔

عموماً یہ مشکل کام ہے کہ ایسے مصنف کے بہت سے ارکے وسیلے کے توضیح بیان

کرنےکی کوشش کیجاتی جیساکہ ہندا پنڈت ہین - [illegible]
انکے اندرونی خیال سے برآمد ہوین ہین [illegible]
غلط فہمی کا نتیجہ ہے اور صورتون مین دے دو باتین بالکل مختلف امور کے اختلاط
کرنے اور معقول تقدیم کو اوس اختلاط کے شعاع مین تعبیر کرنے کا نتیجہ ہے - تشریح ذیل
دسیلہ ہندا پنڈت کے ارا کے جیسا کہ اوسکی توضیح فقرہ ۱۶ یا ۲۰ دفعہ ۵ تک بیان ہوا مین
ہوئی ہے معنی معقول معلوم ہوتی ہے - منوجی نے بارہ قسم کے لڑکے بیان کئے ہین
اشلوک ۱۵۹ و ۱۶۰ باب ۹ دھرم شاستر منو (کتب مقدس مشرقی جلد ۲۵) مین وہ اسطرحپر
بیان ہوئے ہین - ۱۵۹ صحیح النسب بیٹا اپنے جسم کا - بیٹا جو زوجہ سے پیدا کیا جاوے -
بیٹا جو بنایا جاوے - بیٹا جو خفیہ پیدا ہوا ہو - بیٹا جو پھینک دیا گیا ہو (ہین) یہہ چھہ وارث
اور رشتہ مند - ۱۶۰ بیٹا کنواری لڑکی کا - لڑکا جو زوجہ کے ساتھہ آیا ہو - لڑکا جو
خرید لیا گیا ہو - لڑکا جو ایسی عورت سے پیدا کیا گیا ہو جسکی دوسری شادی ہوئی ہو -
لڑکا جو خود اپنے آپ کو دیدے - لڑکا شودر عورت کا (ہین) یہہ چھہ جو وارث نہین ہین
(لیکن) رشتہ دار ہین اشلوک ۱۶۵ حسب ذیل ہے - ۱۶۵ پسر صحیح النسب اور پسر زوجہ کا
(اسطرح پر) باپ کے املاک مین حصہ پاتے ہین لیکن دس دیگر شرکا خاندان ہوتے ہین
اور مطابق اپنی ترتیب کے وراثت پاتے ہین (ہر اخیر نامزدہ بحالت نہونے اوسکے
جسکا نام اوس سے پہلے لیا گیا) اشلوک ۱۶۶ لغایت ۱۷۹ مین یہہ بارہ قسم کے لڑکے زیادہ
پورے طور پر بیان کئے گئے ہین اشلوک ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ کا ترجمہ ڈاکٹر بوہلر صاحب نے
(کتب مقدس مشرقی جلد ۲۵) مین اسطرحپر کیا ہے - ۱۶۶ وہ شخص جسکو کوئی شخص اپنی زوجہ سے پیدا کرتا ہے
اوسکو پسر صحیح النسب اوس شخص کا (اور اوس) اول درجہ کا جاننا چاہئے - ۱۶۷
وہ جو ... قاعدہ خاص (نیوگ کے) زوجہ متقررہ کسی شخص متوفی یا کسی مخنث
یا کسی شخص متوفی کے زوجہ سے پیدا کیا جاوے وہ بیٹا جو زوجہ سے پیدا کیا گیا ہو (چھیترج)
کہلاتا ہے - ۱۶۸ وہ (لڑکا) برابر (ذات سے) جسکو اوسکی مان یا اوسکا باپ براہ محبت
(کسی شخص کو) بطور اوسکے لڑکے کے تکلیف کے وقت مین دیتی ہے یا دیتا ہے اور
استحکام ہبہ کا پانی چھوڑنے کرتے ہین اوسکو بطور پسر متبنیٰ (دتریمان) سمجھنا چاہئے -
اوسکے بعد اقسام کرتر مان اور دیگر دوم درجون کے لڑکون یا لڑکون کے قائمقام کے

کے بیعض سب اقسام بجز پسر صحیح النسب کے جیسا ذکر اغلوک ۰۸ مین ہے بطور نا جائز لڑکے کے بیان کیا ہے اور ان قسم کے لڑکے حرامی ہوتے ہین - دلواندا بہٹ کی سمرتی چندر کا کے باب ۱۰ کے اخیر حصہ مین جسمین بیان قانون جانشینی اور ورثہ کا ہے اونھون نے منوجی کے بارہ لڑکون کی فہرست کا ذکر کیا ہے - بعد تذکرہ پسر صحیح النسب کے اوسمین دلواندا بہٹ نے یہ بیان کیا ہے (باب ۱۰ ترجمہ کرشنا سامی آیر سمرتی چندر کا دلواندا بہٹ بابت قانون وراثت) چھترج وغیرہ قسم کے لڑکے اپنے اپنے باپون کی جایداد وراثتا پاتے ہین (یعنی شوہر اوس عورت کا جس سے چھترج پیدا کیا ہے وغیرہ) اور نہ ایسے باپون کے بھائیون وغیرہ کی جایداد - ۱۲ وہی مصنف (منوجی) چھترج و دیگر اقسام دوم درجون کے لڑکون کی اسطرح پر تعریف کرتے ہین ۱- وہ جو حسب قانون کسی شخص متوفی نامرد یا خارج از قوم کی زوجہ سے بعد اسکے کہ اوسکو اختیار باضابطہ دیا گیا ہو پیدا کیا جاوے تو وہ چھترج یا پسر جائز زوجہ کا کہلاتا ہے - ۲ وہ جسکو اوسکا باپ یا مان براہ محبت بطور پسر اور جو (بذریعہ قسم فرقہ کے) برابر ہو اور تکلیف کے وقت دیدے اور اوس ہبہ کو پانی کے ساتھ مستحکم کر دے تو وہ دتریما یا دیا ہوا لڑکا کہلاتا ہے اوسکے بعد دیگر اقسام پسران کی تعریفات لکھتے ہین بارہ پسران مین جنکا بیان منوجی نے اور ذکر دلواندا بہٹ نے کیا ہے کوئی بیان یا اشارہ اوس لڑکے کا نہین ہے جو کسی لا پسر مرد نے کسی دوسرے شخص کی عورت سے پیدا کیا ہو اور فی الحقیقت باب ۹ شاستر منوجی (کتب مقدس مشرقی جلد ۲۵) کے اشلوک جو مذکور ہے جو اشلوک ۳۱ سے شروع ہوتے ہین اور بابت اولاد ذکور کے ہین یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قاعدہ نیوگ کا جسکے رو سے اگلے وقتون مین کوئی لا پسر مرد بااجازت شوہر کے کسی شخص کی زوجہ سے لڑکا پیدا کر سکتا تھا منوجی نے روا نہین رکھا تھا - اشلوک ۴۱ یا ۴۲ مین منوجی نے تنبیہ کیا ہے - ۴۱ لہذا کسی ہوشیار اور شایستہ شخص کو جو بیدا اور اوسکے انگ کو جانتا ہو اور حیات ابدی چاہتا ہو کسی دوسرے شخص کی زوجہ سے ہرگز ہم بستر ہونا چاہیے - ۴۲ بابت اس امر کے وہ لوگ جو زمانہ ماضی سے واقف ہین اور ان فقرون کا بیان کرتے ہین جو وایو نے گائے ہین (یہ ثبوت اس امر کا کہ کسی شخص کو اوس سے پرہیز کرنا چاہیے جو دوسرے کی ہے - اسکے بعد چند تمثیلات فصل وغیرہ کے پیدا ہونے کی بابت

شخص سے نامرد شوہر کی زوجہ کے ساتھ۔ فقرہ ۱۸ دفعہ ۵ دتک میما لسا نند اپنڈت
مین ظاہر انیوگ کا بیان ہے لیکن بوجہ اون شلوک کے جو دربارہ صحیح ہونے شبہہ
مسٹر سدرلینڈ کے ناشی ہوئی ہین مین نہین کہہ سکتا ہون کہ نند اپنڈت سنے اوس فقرہ
مین کس شکل کے نیوگ کا ذکر کیا ہے اب میری توضیح یہہ ہے کہ نند اپنڈت سنے وقت مجمع
مقولہ سونک جی متعلق مشابہت لڑکے یا منشا ایک وجہ ظاہری کے اور یہہ دیکھہ کر کہ دتریما
کے حین مالبعد جیترج فہرست اون پسران مین ہے جو وراثت پا سکتے ہین اور جو دیولانند
بھٹ کے سمرتی چندرکا اور شاستر منو مین درج ہے تذبذب یہہ خیال کیا کہ کچھہ
نہ کچھہ تعلق درمیان دتریما و جیترج کے ہے یا بالفاظ دیگر درمیان تبنیت بشکل
دتک اور نیوگ کے کچھہ تعلق ہے اور تمثیلات خیالی شادی مین کسی قدر آوارہ گردی
سے منتیجہ فقرات ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ دفعہ ۵ دتک میما لسا مین پیدا ہوا۔ جو کچھہ نند اپنڈت
سنے نظر انداز کیا ہے وہ یہہ ہے کہ اگر تبنیت بشکل دتک صرف بشکل نیوگ کے اصولون
کے محکوم ہوتی کہ جسمین بموجب رائے منوجی و دیوانند ابھٹ کے ایسا لڑکا
پیدا ہو سکتا تھا جو وراثت پا سکتا تھا اور مراسم میت ادا کر سکتا تھا تو ہرگز ایسا
لڑکا پیدا نہین ہو سکتا تھا جو بشکل دتک متبنی کیا جا سکتا کیونکہ جو لڑکا کسی دوسرے
شخص سے کسی نامرد شوہر کی زوجہ سے باجازت اوسکے پیدا کیا جاسے وہ اگلے زمانہ
کے شاستر کی رو سے لڑکا شخص آخر الذکر ہی کا ہے اور کوئی شخص اپنے ہی لڑکے کو
متبنی انہین کر سکتا ہے۔ اگر جیسا کہ ہائی کورٹ مدراس سنے تجویز کیا ہے ترجمہ مسٹر منڈ
لیک کا بابت الفاظ اخیر فقرہ ۲۰ دفعہ ۵ دتک میما لسا نند اپنڈت کے صحیح ہے اور ترجمہ
مسٹر سدرلینڈ کا بابت اونھین الفاظ کے غلط ہے تو ظاہر ہے کہ جب نند اپنڈت سنے
اونکو لکھا تھا اوسوقت وہ نیوگ کا ذکر کرتے تھے اور شادی کا۔ نند اپنڈت کا
دتریما کے ساتھہ جیترج کا اختلاط کرنا اس سے زیادہ مناسب نہین تھا کہ جتنا مناسب
اوس حالت مین ہوتا کہ جب وہ دتریما کو دیگر دوم درجے کے لڑکون کے ساتھہ
مخلوط کرتے اور مقولہ سونک جی کو اوپر حوالہ ودیکر توضیح و تشریح کرتے۔ ڈاکٹر جالی صاحب
نے اپنے نقشہ تاریخی دہرم شاستر کے صفحات ۱۶۲ و ۱۶۴ مین اور مسٹر منڈلیک سنے
ولیو ہار میوکھ کے صفحہ ۴۸۲ و ۴۸۳ مین زور دار تمثیلات نتیجہ اصول نیوگ کو تبنیت کے

ساتھ متعلق کرینکا پتہ سب لکھے ہین اور یہ ثابت کیا ہے کہ اگر نندا پنڈت کی راے اصول نیوگ کو ساتھ تبنیت سے متعلق کرنے مین صحیح ہے تو دیگر قواعد جو اونھون نے اپنے میمانسا مین قایم کئے ہین ضرور غلط ہین۔

یہ راے کہ تین دو جنمی قومون مین تبنیت مین جو شخص متبنیٰ کرنا چاہئیے وہ ایسا ہونا چاہئیے جو بذریعہ شادی جایز ساتھ اوسکی مان کے پسر صحیح النسب متبنیٰ کرنے والے کا ہو سکتا تھا اور جسکا اثر مسٹر ولیم میکناٹن صاحب اور اون دیگر اشخاص پر ہوا ہے جنھون نے تبنیت کے بارہ مین لکھا ہے اور جس سے عدالت ہاے ہند کو تبنیت کے فیصلون مین بہ نسبت نواسہ و بھانجہ اور مان کی بہن کے بیٹے کی نسبت یہ رہبری ہوئی ہے کہ وہ تین دو جنمی قومون مین قابل تبنیت کے نہین ہین مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر سدرلینڈ کے خلاصہ کے اوس فقرہ سے اختیار کی گئی ہے جو اونکے ترجمہ دتک میمانسا اور دتک چندرکا کے ساتھ ہے۔ فقرہ مندرجہ خلاصہ مذکور کتاب دہرم شاستر اشٹوک صاحب کے صفحہ ۴۴ مین پایا جاتا ہی اور حسب ذیل ہے۔ اول اور اصلی اصول یہ ہے کہ جو شخص تبنیت کے لئے تجویز کیا جاے وہ ایسا ہو جو بذریعہ شادی جایز ساتھ اوسکی مان کے پسر صحیح النسب متبنیٰ کرنے والے کا ہو سکے اس قاعدہ کے اثر سے بھانجہ اور اولاد دوسری عورتون کی جنکے ساتھ متبنیٰ کرنے والا شادی نہین کر سکتا تھا اور جو مختلف فرقہ کا ہے تبنیت سے خارج ہین۔ زمانہ حال مین جو کوئی فرقہ مین برابر ہو اوسکے ساتھ شادی ممنوع ہے۔ عام اس سے کہ وہ بیان مندرجہ خلاصہ نتیجہ معقول تفسرات نندا پنڈت مندرجہ فرقہ ۱۹ الغایتہ ۲۰ دفعہ ۵ اونکے دتک میمانسا کا ہو یا نہو مین خیال کرتا ہون کہ یہ ظاہر ہے کہ مسٹر سدرلینڈ نے اوسی تفسیرات کی سند قیاسی کے اعتبار پر وہ بیان کیا ہے۔ اگر تفسیرات نندا پنڈت مندرجہ فقرات ۱۶ الغایتہ ۲۰ اونکے دتک میمانسا کے از روے معقول متعلقہ مشابہت پسر کے مناسب نہین ہین تو نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ بیان مسٹر سدرلینڈ کا جنکی نقل مین نے اونکے خلاصہ سے کی ہے دہرم شاستر مین بے بنیاد ہے جیسا کہ میری راے مین وہ بیان بے بنیاد ہے بھٹاچارجی صاحب نے صفحہ ۱۶۳ اپنے نقشہ تواریخ دہرم شاستر مین دیباچہ

تذکرہ اوس امر کے جسکو اونہون نے نندا پنڈت کے دتک میمانسا مین کسیقدر فقرہ
تا صاف بیان کیا ہے یہ کہا ہے بغرض اس امر کے بہی ترجمہ سدرلینڈ صاحب کا جیسا
پڑہا جاتا ہے صحیح ہے کہ جو شبہہ ہے ظاہرا اوسکو تعلق شادی سے نہین ہے بلکہ نیوگ
سے تعلق ہے کہ جو ابتدا ئر نندا پنڈت کے مد نظر تھا۔ مسٹر مندلیک صاحب نے صفحہ
۴۸۰ و ۴۸۱ اپنے دیو ہار میوکہ مین مسٹر سدرلینڈ کے قاعدہ مندرجہ اونکے خلاصہ کے
ذکر کر کے یہ کہا ہے۔ مسٹر سدرلینڈ کا قاعدہ مندرجہ اونکے خلاصہ کا اوس سے بہت تجاوز
تجاوز کر جاتا ہے جسکو اونہون نے بطور اپنے اسناد کے بیان کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے
کہ اونہون نے نیوگ کو اوس سے مخلوط کر دیا ہے جسکو شادی جائز کہتے ہین۔ ۔ ۔ نیوگ
ہرگز کسی قسم کی شادی نہین ہے اور علاوہ برین نیوگ مین بدرجہ اکمل تیلے سے یہ
قیاس پیدا ہو جاتا ہے کہ اگلی سگائی اوس عورت کی جسکے ساتھ نیوگ بذکور کا ہونا خیال
کیا جاتا ہے پہلی سی سمجھی جاتی ہے۔ صحیح کہین تو یہ ہے کہ نیوگ سے مراد کسی شخص متوفی کی
بیوہ سے کسی دوسرے شخص کا بذریعہ قول قرار کے اونسے ..اکرتا ہے۔ بطور عملدرآمد کے
اوسکو منوجی نے منع کیا ہے۔ تواریخ ہند مین کسی وقت نیوگ کو شادی کا رتبہ نہین دیا گیا
اور اب وہ محض زمانہ ماضی کے گزری ہوئی شے کا نکالنا ہے۔ ہندؤن مین شادی بڑے
سنسکارون مین سے ایک سنسکار ہے حالانکہ نیوگ سنسکار ہے اور نہ محض خفیف
عام تعمیل کسی ایسے رسم کی ہے جو جواز امنظور ہوئی سو بدرجہ غایت بموجب راے منوجی
کے وہ صوابی دستور ہے اور عالمون مین اور ظاہرا کلجگ مین ممنوع ہے۔ مسٹر سدرلینڈ
نے کیونکر یہ غلطی کی ہے کہ نیوگ کو شادی کے ساتھ مخلوط کر دیا ہے مجھے نہین معلوم ہوتا۔
یہ تشریح مختصر وہ نتایج کہ جو مین نے بہ نسبت حالات نندا پنڈت دربارہ بحث تبنیت
کے اخذ کئے ہین یہ ہین کہ مقولات سونک سے جیسے کہ وہ نندا پنڈت نے بہی لکہے ہین
وہ تعبیر ثابت نہین ہوتی ہے جو اونہون نے اونکے نسبت قایم کی ہے۔ اور بہ نسبت صحت
مکمل اور سند اوس قول کے جسکا حوالا اونہون نے بطور قول ساکل کے دیا ہے بہت
ابہام اونکے اس نتیجہ پیدا ہونے کے بارہ مین ہے کہ تبنیت بہانجی نواسی اور ماں کی
بہن سگے بیٹے کی ازروے اوس قول دہرم شاستر کے ممنوع ہے کہ جو اوس وقت
یا اوس سے قبل موجود تھا جب اونہون نے اپنا دتک میمانسا لکہا تھا۔ مجھکو اطمینان

ہے کہ ایسی کوئی ممانعت شاستر مین موجود نہتی جیسا کہ اوسوقت طریقہ شاستر مروجہ
بنارس مین سمجھا جاتا تھا

دوسرا سوال یہ ہے۔ آیا نندا پنڈت کے اس نسبت تبنیت بھانجی نواسے وماں کی بہن کے
بیٹے کی تہن دو جہنی قومون مین اندر دو سو تئیس سال کے اون ہندؤن نے جو تابع دہرم شاستر طریقہ بنارس کے ہین
عموماً قبول کیا ہے اور اوسپر عمل کیا ہے یا نہین بالفاظ دیگر یا کوئی ایسا صاف یا نا صاف ثبوت ہے جسپر کوئی جج ایسا کل
کرنا مناسب سمجھے کہ کوئی عام رواج مبنی نندا پنڈت کی اس راے پر مطابق اونکے اون ہندؤن مین پیدا ہوا
یا اوسکی تعمیل ہوئی ہے جو ہندو دہرم شاستر طریقہ بنارس کے تابع ہین۔ دیگر طریقہ دہرم شاستر
کے ہندؤن مین جو کچھ پیدا ہوا یا منوا ہو وہ طالب علمان اور مصنفان شاستر کے لیے
ہدایت تعلیمی ہو سکتا ہے لیکن کسی دوسرے طریقہ شاستر کی رواج کا وجود یا عدم وجود
بطور ثبوت یا غیر ثبوت اوسی رواج کے طریقہ شاستر بنارس مین مقبول نہین ہو سکتا کیونکہ
ہمکو صرف اوسی سے تعلق ہے۔ جو کچھہ ہم کہہ چکے ہین اوسے ہم جانتے ہین کہ مدراس مین
غالباً بمبئی مین اور امکاناً بنگال شرقی مین ممانعت ایسی تبنیتون کی عموماً نہین مانی گئی
اور ہم جانتے ہین کہ کوئی قید استحقاق تبنیت پر جو گالی کی بنا پر مبنی ہو پنجاب مین
مقبول نہین ہوئی ہے اوس سے ہم یہ نتیجہ نہین اخذ کر سکتے ہین کہ ممالک ہذا کے
ہندؤن مین جو تابع طریقہ بنارس کے ہین کوئی دستور یا قول مقدس ایسا ہے جسکے رو سے
بھانجے نواسے یا ماں کی بہن کے بیٹے کی تبنیت ممنوع ہو۔

کیا ہم یہ نتیجہ تحریرات مسٹر سدرلینڈ سر فرا ۲ ہیگناٹن سر ولیم میکناٹن یا سر طامس
اسٹرینج سے اخذ کر سکتے ہین کہ ایسا کوئی دستور عموماً یا مطلقاً ممالک ہذا یا دیگر مقامات مین
موجود تھا۔ مسٹر اسٹرینج صاحب کا منول ہندو لا عدالت ہذا کے کتب خانہ مین نہین ہے
اور اسوجہ سے ہم کوئی راے اونکے خیالات کے نسبت ظاہر نہین کر سکتے ہین۔

ہم جانتے ہین کہ کس بنا پر یا بدرجہ اقل ضعیف بنا پر مسٹر سدرلینڈ نے اپنی راے
یہ قایم کی ہے۔ کہ اول اور اصلی اصول دہرم شاستر [illegible]
ہونے کے لیے [illegible] شادی جایز ہے وہ لڑکی
صحیح النسب متبنٰی کرنے والے کا ہو سکے۔ ہم جانتے ہین کہ مسٹر سدرلینڈ کی راے نندا پنڈت
و دتک میمانسا اور مسٹر سدرلینڈ کے اختلاط پر جو شادی کا نیوگ کے ساتھ کیا ہے مبنی ہے

یہہ بیان مندرجہ اصول ونظایر دہرم شاستر میکناٹن صاحب (سر ولیم میکناٹن صفحہ ۹۶ جلد اطبع سیوم مین کہ جو شخص متبنی کیا جاوے وہ ایسے شخص کا بیٹا ہونا چاہیئے جسکی ساتھہ متبنی کرنے والا شادی نکر سکتا ہو خلاصہ بھانجہ یا نواسہ ظاہرا محض عبارت فقرہ مندرجہ خلاصہ مسٹر سدرلینڈ صاحب کے ہے جسکا مین اوپر بیان کر چکا ہون اگرچہ تنہا سند اس خاص مسئلہ کی بابت جسپر سر ولیم میکناٹن نے حوالہ کیا ہے ظاہرا صرف ناردہین ... جانی صاحب سے جنہون نے ناردسمرتی کا ترجمہ کیا ہے ہمکو معلوم ہوا ہے کہ ایسا کوئی قاعدہ ناردسمرتی کے دونون مضامین سے کسی مین نہین پایا جاتا۔ یاددا[شت] صفحہ ۱۰۵ جلد ۲ طبع سیوم اصول نظایر دہرم شاستر میکناٹن صاحب متعلق مقدمہ نمبر ۱۲ کے ہین جسمین پنڈتون نے ایک مقدمہ ضلع مرزاپور مین بدین خلاصہ بیان کیا تھا کہ تبنیت نواسہ کی جایز ہے یہہ ایما ہوا ہے کہ فریقین شودر تھے۔ مین بتلا چکا ہون کہ اگر فریقین شودر تھے تو جہانتک جواز تبنیت نواسے کو تعلق ہے یہہ بحث فضول اور بے معنی ہے کیونکہ کبھی کسی نے یہہ ایما نہین کیا تھا کہ ایسی تبنیت منجانب شودر کے جایز نہوگی۔ جہانتک مین دریافت کر سکا ہون بجز اوس مقدمہ کے جسکا مین نے اخیر مین ذکر کیا ہے جب تک کہ میکناٹن صاحب کے اصول ونظایر دہرم شاستر کے شایع نہین ہوے تھے اور اسکے بہت عرصہ بعد تک کوئی رپورٹ کسی مقدمہ کی نہین ہے جسمین بحث استحقاق کسی شخص منجملہ تین دوجہنی قومون کے دربارہ متبنی کرنے بھانجے یا نواسے یا مان کی بہن کے بیٹے کے پیدا ہوئی ہو اور جو صاف طور پر کسی ایسے ضلع سے آیا ہو جسمین ہندو لوگ تابع طریقہ مروجہ بنارس کے ہون۔ اگر میری راے اس امر کے قیاس کرنے مین غلط ہے کہ مقدمہ نمبر ۱۲ محولہ بالا مین فریقین شودر نہین تھے (سر ولیم میکناٹن خیال کرتے ہین کہ فریقین شودر تھے) تو جہانتک مین دریافت کر سکا ہون اصول ونظایر دہرم شاستر میکناٹن صاحب کے لکھے جانے کے ... برس بعد تک اور سر ولیم میکناٹن کے وفات کے بہت عرصہ بعد تک کوئی رپورٹ کسی مقدمہ منفصلہ کی ایسی نہین ہے جسمین یہہ بحث پیدا ہوئی ہو اور فیصل ہوئی ہو اور جسمین یہہ بات صاف ظاہر ہو کہ فریقین تین دوجہنی قومون مین سے کسی ایک قوم کے تھے اور ہندو تابع طریقہ مروجہ بنارس کے تھے یا نیز باشندگان اوس ضلع کے تھے کہ

جسمین شاستر اوس طریقہ کا مروج ہے - لہذا باوجود شہرت اصول و نظایر دہرم شاستر مذکورہ کے مین اوس سے یہ نتیجہ نہین اخذ کر سکتا ہون کہ جسوقت وہ لکھے گئے تہے اوس سے پہلے کوئی رسم و رواج اہل ہنود تابع طریقہ شاستر مروجہ بنارس مین ایسا تھا جسکے رو سے تبنیت بھانجے یا نواسے یا مان کی بہن کے بیٹے کی ہندوٴن کے کسی فرقہ مین ممنوع تہی - یہی تحریرات تصنیفات مسٹر فرانسس میکناٹن اور مسٹر ٹامس اسٹرینج سے بدین ترتیب یعنی ۱۸۲۴ء و ۱۸۲۵ء مین تصنیف کئے ہین متعلق ہونگے -

یہ بیان مسٹر فرانسس میگناٹن صاحب کا مندرجہ صفحہ ۱۵۰ خیالات بالا سے دہرم شاستر جیساکہ وہ بنگال مین رایج ہے مطبوعہ ۱۸۲۹ء کہ - بھانجہ اور نواسہ کو شودر متبنیٰ کر سکتا ہے - بہ نسبت تین اعلیٰ قومون کے یہ قاعدہ ہے کہ وے ایسے لڑکے کو متبنیٰ نہین کر سکتے ہین کہ جسکے پیدا کرنے سے گالی پیدا ہوتی ہے ظاہر ہے کہ تغیرات نندا پنڈت مندرجہ دتک میمانسا اور بیان مسٹر سدرلینڈ صاحب مندرجہ اونکی خلاصہ متذکرہ بالا سے لیا گیا ہے - صفحہ ۱۲۵ کے اخیر مین مسٹر میگناٹن صاحب نے یہ کہا ہے پاک سونک جی نے (جیساکہ اونکو بردہن نے کہا ہے) یہ بیان کیا ہے . . . .

لیکن کسی صورت مین بھانجہ نواسہ یا وہ لوگ جنکی عام فہم کی رو سے تبنیت ممنوع ہے مثلاً بھائی چچا اور ماموں . یہ تحریف مسٹر فرانسس میگناٹن صاحب کی ہے -

مسٹر ٹامس اسٹرینج صاحب نے اپنی دہرم شاستر جلد ا صفحہ ۸۲ مین دربارہ ذکر اوس رشتہ کے جو شخص متبنیٰ ہونے والے کا متبنیٰ کرنے والے کے ساتھ ہے یہ بیان کیا ہے - عام اصول جیساکہ حال کی مستند کتاب مین جو اس کل امر کی بابت ہے یہ قرار پایا ہے کہ جس شخص کی مان کے ساتھ متبنیٰ کرنے والا جائز طور پر شادی نہین کر سکتا ہے اوسکو متبنیٰ نکرنا چاہیئے - + + + اگرچہ متبنیٰ واقعی بیٹا متبنیٰ کرنے والے کا ہوتا ہم اوسکو شایہ ہونا چاہیئے اور جہانتک ممکن ہو اوسکے قریب ہونا چاہیئے بدرجہ اقل وہ ایسا ہونا چاہیئے کہ جیسے وہ خود اوسی کا بیٹا ہو سکتا تھا - لیکن متبنیٰ کرنے والا خود اپنی مان کے ساتھ شادی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ رشتہ ممنوعہ ہے - لہذا اپنے بھائی کو وہ متبنیٰ نہین کر سکتا ہے - اسی خیال سے چچا اور ماموں نواسہ اور بھانجہ مستثنیٰ کئے گئے ہین - لیکن یہ امر قابل لحاظ ہے کہ یہ دو اخیر اشخاص خود مین

قابل تبنیت سکے ہین گویین اعلی درجون مین باوجود مسایل مختلف کے اور کوئی دوسرا موجود نہین ہے قابل تبنیت نہ بہی ہون - یادداشت (۳) صفحہ ۸۲ سے ہمکو معلوم ہے کہ حال کی مستند کتاب مسٹر سدرلینڈ صاحب کا خلاصہ ہے - ہمکو یادداشت ہائے مندرجہ صفحات ۸۳ و ۸۴ سے بہی یہہ معلوم ہے کہ ڈنگ سیمالتا و ڈنگ چندر کا دیکہ اسناد مین جنپر سر ٹامس اسٹرینج نے جز واجبات مسایل متذکرہ بالا کے استدلال کیا ہے جزو اخیر عبارت متذکرہ بالا سے ظاہر ہے کہ مسٹر ٹامس اسٹرینج نے قاعدہ خلاصہ مسٹر سدرلینڈ یا قاعدہ ڈنگ سیمالتا نندا پنڈت کو اسطرحپر قبول نہین کیا ہے کہ گویا وہ بالعموم متعلق ہوتا ہے - اگر نندا پنڈت کا اور مسٹر سدرلینڈ کا خیال گالی کا سچا خیال ہے اور اگر نندا پنڈت کی تعبیر نسبت مقولہ سونگ جی کے صحیح ہے تو یہہ سمجہنا مشکل ہے کہ کیونکر یہہ وقت گالی کی اوس حالت مین رفع ہو سکتی جب بجز نواسے یا بہانجے کے اتفاقاً کوئی دوسرا واسطے تبنیت کے موجود نہ پایا جاے - مین یادداشت مندرجہ صفحہ ۱۰۱ جلد ۲ دہرم شاستر سر ٹامس اسٹرینج صاحب کا ذکر کر چکا ہون - وہ کل یادداشت با وقعت ہے کیونکہ ظاہرا وہ بعد تلاش بسیار اور تعلیم نندا پنڈت کے ڈنگ سیمالتا کے اور قبل اسکے کہ مسٹر ٹامس اسٹرینج صاحب کے دل پر بشرطیکہ وہ مصنف ہین تیز مسلہ مسٹر سدرلینڈ مندرجہ اونکے خلاصہ کا اثر ہو چکا تہا لکہا گیا تہا -

مسٹر آرتہر اسٹیل صاحب نے جنہون نے ۱۸۲۶ع مین تصنیف کی ہے جیسا کہ مین تاریخ اونکے دیباچہ صفحہ ۴۴ فقرہ ۸ ۳ طبع ۱۸۶۸ع اونکے دہرم شاستر در رواج اقوام ملک دکہن تابع پریزیڈنسی بمبئی سے نتیجہ نکالتا ہون بعد درج کرنے پانچ قسم کے لڑکون کے جو متبنی کئے جا سکتے ہین یہہ کہا ہے - ۶ لڑکا مختلف گوت کا لڑکا اوسی قوم کا (پرگوترا) - ایسے بہانجے اور نواسے ہین جو بحالت ہونے مسبوق الذکر لڑکون کے قابل متبنی کئے جانے کے ہین (گو شاستر دہرنے سند ہو) چچا متبنی نہین کیا جا سکتا ہے کیونکہ بجاے اونکے باپ کے ہے - اور نہ ماموں کیونکہ رشتہ مین بڑا ہے (بلا لحاظ عمر فریقین کے) متبنی کیا جا سکتا ہے - فقرہ محولہ بالا سے یہہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ خیال گالی کا باعث اخراج چچا اور ماموں کا اون لوگون کی فہرست

سے نہین ہے جو تبنیت مین لیئے جا سکتے ہین - یہہ بھی قابل لحاظ ہے کہ مسٹر
ٹامس اسٹرینج اس امر پر متفق الراے ہین کہ بحالت نہونے دیگر اشخاص
قابل تبنیت کے بہانجہ و نواسہ متبنی کئے جا سکتے ہین - یہہ بیان مسٹر اسٹیل کا
ناکاپر کی راے کی سند پر مبنی ہے اگرچہ یادداشت سے ظاہر ہوتا ہے کہ پونا
کے بعض شاستریون نے راے مختلف قایم کی تہی -

دہرم شاستر کے انگریزی تعبیرات - ملاحظہ سے جو درمیان ۱۸۱۹ء و ۱۸۳۰ء
کے لکہے گئے ہین میری راے مین ظاہر ہوتا ہے کہ مسٹر سدرلینڈ اس خیال کے
ذمہ دار ہین کہ جو شخص متبنی کیا جاے وہ ایسا ہونا چاہیئے جو بذریعہ شادی جایز اوسکی
مان کے ساتہہ کے پسر صحیح النسب متبنی کرنے والے کا ہو سکتا ہے اور اوسی مسئلہ کو بلا تحقیقات
کافی کے مسٹر فرانسس میگناٹن صاحب اور مسٹر ولیم میگناٹن صاحب نے اختیار کر لیا تہا
اور یہ ترمیم ضروری کے جو قاطع بنا ہر خیال مذکور کے ہے اوسکو مسٹر ٹامس اسٹرینج نے
قبول کیا تہا اگرچہ مسٹر ٹامس اسٹرینج بخوبی واقف تہے کہ ہند جنوبی مین رواج تبنیت
بہانجے کی منجانب اکل قوم کے شخصون کے غیر عام نہین ہے - کتب مسایل اون
مصنفون سے جنہون نے تقلید مسٹر سدرلینڈ و مسٹر ولیم میگناٹن کے کی ہے بواقفیت
اوس سند کے جسپر اون مصنفون نے استدلال کیا ہے مجہے رہبری اس نتیجہ کی
نہین ہوتی ہے کہ قبل ۱۸۳۰ء کے کوئی عام مسئلہ ممانعت مسایل دہرم شاستر مین یا از روے
عام رواج کے تینون دوجنمی قومون مین سے کسی قوم کے ہندؤن مین خلاف تبنیت
بہانجے نواسے یا مان کی بہن کے بیٹے کے تہی برعکس اسکے اوسنے مجہے یہہ نتیجہ اخذ
کرنے کی رہبری ہوتی ہے کہ خلاف ایسی تبنیون کے جو ممانعتین اوس وقت جاتی
گئی تہین وہ صرف مسٹر سدرلینڈ اور نندا پنڈت اور مصنف دتک چندرکا کی ممانعتین تہین
جہانتک مین دریافت کر سکا ہون کوئی مقدمہ منفصلہ قبل ۱۸۰۵ء کے ایسا
نہین ہے جسمین کبہی یہہ تجویز ہوئی ہو کہ تبنیت بہانجے نواسے یا مان کی بہن کے بیٹے
کی ممنوع ہین دوجنمی قومون کے کسی قوم مین ممنوع ہو بجز مقدمہ ۱۸۳۹ء کے جو سوالی یا ہم
لایا ہے جسکو مین نے نہین دیکہا ہے - مقدمہ نمبر ۹۵ مندرجہ ڈیجسٹ سوریلی صاحب مین
۱۸۱۵ء مین یہہ تجویز ہوئی تہی کہ برہمن اپنے بہانجے کو متبنی نہین کر سکتا ہے یہانتک

ہمارے روبرو یہ واقعہ موجود ہے کہ ہندا پنڈت کی ویرمترودیا اور وینتیک چندریکا اور مقولہ سوتک جی کا ہورامن عقول کا جیبر اور طہر الدین سماکن کے اون تفسیرات مین استدلال ہے کو لبرک صاحب کے ذیجست مین ذکر بھی نہین ہے۔ ہمارے روبرو یادداشت مسٹر ٹامس اسٹرینج متعلق مقدمہ ۱۸۵۱ء ضلع گدا یا بھی موجود ہے جسمین ہندا پنڈت کی دتک میمانسا اور دیگر مقامی کتابون پر لحاظ کرنے کے بعد اونھون نے یہ بیان کیا ہے۔ کہ رواجاً تبنیت بموجب نے ہندجنوبی کے کل قومون مین غیر عام نہین ہے لیکن کب وہ یادداشت لکھی گئی ہے یہ ظاہر نہین ہوتا ہے۔ ہمارے روبرو یہ واقعہ بھی موجود ہے کہ مقدمہ ۱۸۱۴ء ضلع مرزاپور مین (مقدمہ ۱۲ صفحہ ۱۹۸ دہرم شاستر میکناٹن صاحب جلد ۲) اور مقدمہ ۱۸۱۰ء نمبری ۵۸ مندرجہ ڈیجسٹ مور صاحب مین ہندا پنڈت کی ضمانت متعلق نہین کی گئی ہے۔ ہمارے روبرو مسٹر مندلیک مرحوم کا یہ یقین تاکیدی (دیباچہ بیوہار میوکہ صفحہ ۷۴) بھی موجود ہے کہ بمبئی پریسیڈنسی مین ہندا پنڈت کا اصل دتک میمانسا لوگون کو بہت برسون تک بعد اشاعت اسکے ترجمہ کے جو زیر اہتمام گورنمنٹ کے ہوا تھا معلوم بھی نہین تھا۔ واقعات متذکرہ بالا سے خواہ مخواہ مجھکو اسی نتیجہ کی رہبری ہوتی ہے کہ یہ خلاصہ مسٹر مین صاحب کا جو فقرہ ۳۰ اونکے دہرم شاستر ورواج مین درج ہے کہ جو سند ہندا پنڈت کے دتک میمانسا کو اور دتک چندریکا کو دیگر کتب در بارہ تبنیت پر حاصل ہے وہ منسوب اس واقعہ سے ہے کہ انگریزی مصنفان دیجسن کو مسٹر سدرلینڈ کے ترجمہ کر دینے سے وہ باسانی دستیاب ہو سکتی تھین بنا معقول پر مبنی ہے اور صحیح ہے۔ اون دونون کتابون کا ترجمہ سدرلینڈ صاحب کا ۱۸۲۱ء مین شایع ہوا تھا۔ وہ ترجمہ کا کام بہت عرصے تک کرتے رہے جیسا کہ اونکے دیباچہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ مین نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ہندا پنڈت کے دتک میمانسا اور دتک چندریکا کو بنگال شرقی کے عالمون نے بھی بطور کتب مستند کے ۱۸۱۰ء کے بعد تک بھی بالتصور نہین کیا تھا۔ یہ کہنا غیر ممکن ہے کہ وی یا اونکی مماثلتین لوگون کو کب معلوم ہوئین بشرطیکہ کبھی معلوم ہوئی ہون غالباً بنگال شرقی کے کسی حصہ مین ۱۸۱۰ء کے بعد تک بھی نہین معلوم ہوئی تھین۔ یہ سمجھنا آسان ہے کہ مسٹر ولیم میکناٹن کو ۱۸۲۴ء معلوم تھین کیونکہ یہ تبنیت اسکی وقعت کے متعلق

سے نہین ہے جو تبنیت مین لئے جا سکتے ہین ۔ یہ بہی قابل لحاظ ہے کہ مسٹر ایجل
ومسٹر ٹامس اسٹرینج اس امر پر متفق الراے ہین کہ بحالت نہونے دیگر اشخاص
قابل تبنیت کے بہانجہ و نواسہ متبنیٰ کئے جا سکتے ہین ۔ یہ بیان مسٹر اسٹیل کا
پونا کا بحری کی راے کی سند پر مبنی ہے اگرچہ یادداشت سے ظاہر ہوتا ہے کہ پونا
کے بعض شاستریون نے راے مختلف قایم کی تہی ۔

دہرم شاستر کے انگریزی العبارت مصنفون سے جو درمیان سنہ ۱۸۱۹ء و سنہ ۱۸۳۰ء
کے لکہے گئے ہین میری راے مین ظاہر ہوتا ہے کہ مسٹر سدرلینڈ اس خیال کے
ذمہ دار ہین کہ جو شخص متبنیٰ کیا جاے وہ ایسا ہونا چاہیئے جو بذریعہ شادی جایز اوسکی
مان کے ساتہ کے پسر صحیح النسب متبنیٰ کرنے والے کا ہوسکتا ہے اور اوسی مسئلہ کو بلا تحقیقات
کافی کے مسٹر فرانسس میگناٹن صاحب اور مسٹر ولیم میگناٹن صاحب نے اختیار کر لیا تہا
اور یہ ترمیم ضروری کے جو قاطع بنا رخیال مذکور کے ہے اوسکو مسٹر ٹامس اسٹرینج نے
قبول کیا تہا اگرچہ مسٹر ٹامس اسٹرینج بخوبی واقف تہے کہ ہند جنوبی مین رواج تبنیت
بہانجے کی منجانب اکل قوم کے شخصون کے غیر عام نہین ہے ۔ کتب مسایل اون
مصنفون سے جنہون نے تقلید مسٹر سدرلینڈ و مسٹر ولیم میگناٹن کے کی ہے بواقفیت
اوس سند کے جسپر اون مصنفون نے استدلال کیا ہے مجہے رہبری اس نتیجہ کی
نہین ہوتی ہے کہ قبل سنہ ۱۸۳۰ء کے کوئی عام مسلمہ ممانعت مسایل دہرم شاستر مین یا اندرو
عام رواج کے تین دو جنمی قومون مین سے کسی قوم کے ہندوؤن مین خلاف تبنیت
بہانجے نواسے یا مان کی بہن کے بیٹے کے تہی برعکس اسکے اوسنے مجہے یہ نتیجہ اخذ
کرنے کی رہبری ہوتی ہے کہ خلاف ایسی تبنیون کے جو ممانعتین اوس وقت جاری
کی گئی تہین وہ صرف مسٹر سدرلینڈ اور نند اپنڈت اور مصنف دتک چندرکا کی ممانعتین تہین
جہانتک مین دریافت کر سکا ہون کوئی مقدمہ منفصلہ قبل سنہ ۱۸۳۰ء کے ایسا
نہین ہے جسمین کبہی یہ تجویز ہوئی ہو کہ تبنیت بہانجے نواسے یا مان کی بہن کے بیٹے
کی منجملہ مین دو جنمی قومون کے کسی قوم مین ممنوع ہو بجز مقدمہ سنہ ۱۸۳۰ء کے جو ہوا یا کم
کا ہے جسکو مین نے نہین دیکہا ہے ۔ مقدمہ نمبر ۹ مندرجہ ڈائجسٹ مورلی صاحب مین
سنہ ۱۸۳۰ء مین یہ تجویز ہوئی تہی کہ برہمن اپنے بہانجے کو متبنیٰ نہین کر سکتا ہے یہانتک کہ

ہمارے روبرو یہ بھی واقعہ موجود ہے کہ ستدا پنڈت کی ونک میمانسا اور ونک
چندریکا اور معقول ہو تک بھی کالا دلوس متو کا بھی مطبوعہ لاسا کل کے اون تفسیرات
مین استدلال ہے کو لبروک صاحب کے ڈیجسٹ مین ذکر بھی نہین ہے۔ ہمارے
روبرو یاداشت مسٹر ٹامس اسٹرینج متعلق مقدمہ سنہ ۱۸۰۶ء ضلع کدا پا بھی موجود ہے
جسمین ستدا پنڈت کی ونک میمانسا اور دو مقامی کتابون پر لحاظ کرنے کے بعد اونہون
یہ بیان کیا ہے۔ کہ رواجاً تبنیت بھانجے کے ہند جنوبی کے کل قومون مین غیر عام
نہین ہے لیکن کب وہ یادداشت لکھی گئی ہے یہ ظاہر نہین ہوتا ہے۔ ہمارے
روبرو یہ واقعہ بھی موجود ہے کہ مقدمہ سنہ ۱۸۰۱ء ضلع مرزاپور مین (مقدمہ ۱۲ صفحہ ۱۸۰
ہر ہرشاستہ میگناٹن صاحب جلد ۲) اور مقدمہ سنہ ۱۸۱۰ء نمبری ۵۸ مندرجہ ڈیجسٹ موصوف
صاحب مین ستدا پنڈت کی ونک متعلق نہین کی گئی ہے۔ ہمارے روبرو دستر سدرلینڈ
مرحوم کا یہ یقینی تاکیدی (دیباچہ بیوہار میوکہ صفحہ ۷۴) بھی موجود ہے کہ بمبئی پریسیڈنسی
مین ستدا پنڈت کا اصل ونک میمانسا لوگون کو بہت برسون تک بعد اشاعت اسکے
ترجمہ کے جو زیر اہتمام گورنمنٹ کے ہوا تھا معلوم بھی نہین تھا۔ واقعات متذکرہ بالا سے
خواہ مخواہ مجھکو اسی نتیجہ کی رہبری ہوتی ہے کہ یہ خلاصہ مسٹر مین صاحب کا جو فقرہ ۲۰
اونکے دہرم شاستر و رواج مین درج ہے کہ جو سند ستدا پنڈت کے ونک میمانسا کو
اور ونک چندریکا کو دیگر کتب دربارہ تبنیت پر حاصل ہے وہ منسوب اس واقعہ سے
ہے کہ انگریزی مصنفان و ججون کو مسٹر سدرلینڈ کے ترجمہ کرنیسے وہ باسانی دستیاب
ہوسکتی تھین بنا معقول پر مبنی ہے اور صحیح ہے۔ ان دونون کتابون کا ترجمہ
سدرلینڈ صاحب کا سنہ ۱۸۲۱ء مین شایع ہوا تھا۔ وہ ترجمہ کا کام بہت عرصے تک
کرتے رہے جیسا کہ اونکے دیباچہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ مین نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ
ستدا پنڈت کے ونک میمانسا اور ونک چندریکا کو بنگال شرقی کے عالمون نے بھی بطور
کتب مستند کے سنہ ۱۸۱۰ء کے بعد تک بھی تصور نہین کیا تھا۔ یہ کتنا غیر ممکن ہے کہ
وہی یا اونکی مخالفین لوگون کو کب معلوم ہوئی بشرطیکہ کبھی معلوم ہو [illegible]
بنگال شرقی کے کسی حصہ مین سنہ ۱۸۱۰ء کے بعد تک بھی نہین معلوم ہوئی تھین [illegible]
آسان ہے کہ مرحوم میگناٹن کو [illegible] کیونکہ یہ نسبت اسکی وقعت کے مفاد

بابت ... انگریزی مجموعون و ... کونسل کو انگریزی ترجمہ کسی تفسیر متعلقہ ... د
تبنیت کا زیادہ تر قابل الفہم بہ نسبت سنسکرات مسایل اور تفسیرات کے ہو یا
اور ہندوستان سے انگریزی مجموعون اور انگریزی کونسلون مین مسٹر سدرلینڈ کے
ترجمون پر فوراً توجہ کی گئی ہوگی اور نندا پنڈت کے دتک میمانسا اور دتک چندریکا
انگریزی مجموعون کی نظر دنین وہ وقعت قایم کی گئی ہوگی کہ جو مین یاد کرتا ہون
کہ رعایا مین اونکی وقعت نہ رہی ہوگی -
قرینہ غالب ہے کہ نندا پنڈت کی اور مسٹر سدرلینڈ کی ممانعت بنگال کے
انگریزی مجموعون مین درمیان سنہ ۱۸۱۵ء و سنہ ۱۸۲۰ء کے اختیار کی گئی ہوگی -
یہ امر خلاف قیاس نہین ہے کہ ممانعت مسٹر سدرلینڈ کی اور بنگال شرقی مجموعون کی اندر عرصہ
چند سال مین جیسا جیسا کہ وہ معلوم ہوتی گئین ہین اونہون نے کلکتہ اور اضلاع
ملحق کے برہمنون پر اثر کیا ہے لیکن یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ زمانہ ریلوی کا نہ تھا
اور نہ بہت وسعت کے ساتھ دیسی چھاپہ خانے تھے - اور یہہ امر کہ آیا بنگال شرقی مین
کوئی رسم و رواج ایسا پیدا ہوا تھا جسکے رو سے تبنیت بھانجے نواسے اور ماں کی
بہن کے بیٹے کے ممنوع ہو گئی تھی وہ امر نہین ہے کہ جسکی ہمکو تجویز کرنا ہے - بجز واسطے
اغراض صحت تصدیق بیانات سر ولیم میگناٹن دربارہ سند نندا پنڈت کی دتک
میمانسا کے اور تصدیق صحت بیانات مسٹر سدرلینڈ اور اون لوگون کے جنھون نے
اونکی تقلید کی ہے تحقیقات نسبت اس امر کے کہ رسم و رواج درمیان پیروکاران
دایا بھاگ بنگال شرقی کے سنہ ۱۸۳۰ء مین یا قبل اسکے مطابق ممانعت کے ہوئی تھی
یا نہین خارج از بحث ہے - مین خیال کرتا ہون کہ مین معقول طور پر یہہ قیاس کر سکتا
ہون کہ کوئی ہندو معقن ذی حیثیت آج کلمہ یہہ یا منکر ہوگا کہ وجود یا عدم وجود کسی خاص
رسم و رواج بابت تبنیت کے اون اہل ہنود کا جو طریقہ دایا بھاگ کے ہین شہادت
اس امر کی ہوگی کہ وہ خاص رسم و رواج اون اہل ہنود مین موجود ہے یا نہین جو
طریقہ شاستر بنارس کے تابع ہین -
لیکن مین یہہ بتلا سکتا ہون کہ اس اجلاس کے روبرو کوئی شے قطعی ایسی
نہین ہے جسپر کوئی جج ایک لمحہ بھی بطور شہادت وجود یا عدم وجود زمانہ حال کے

کسی ایسی رسم و رواج مابین اہل ہنود بنگال شرقی سے نقل کر سکے کہ جسکی رو سے تین
دوجہنی قوموں مین اجازت یا ممانعت تبنیت بھانجے نواسے یا اون کی بہن کے
بیٹے کی گئی ہو گلاب چند سرکار کے اس بیان مندرجہ باونگی دہرم شاستر تبنیت
سے کہ ایسی تبنیتین بنگال شرقی مین غیر عام نہین ہین یہہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ ایسا
رسم و رواج وجود پذیر ہے یا وجود پذیر نہین ہے اوس بیان سے اگر وہ بنا معقول
پر مبنی ہے محض یہہ ثابت ہوتا ہے کہ نندا پنڈت کی ممانعت بالعموم قبول نہین ہوئی
ہے اور بنگال شرقی مین اوس پر عمل نہین ہوا ہے۔ چونکہ وہ بیان علانیہ طور پر اپنی ٹاگور
لا لکچر کے دینے کے دوران مین کیا گیا ہے اور جہانتک مین واقف ہون اوسکی علانیہ
طور پر کبھی تردید نہین ہوئی ہے تو جو وقعت اوسکی ہے وہی اوسپر قایم ہونی چاہیے
قبل اسکے کہ بطور شہادت کے کسی مقدمہ مین یہہ بیان مندرجہ کتب زندہ مصنف کا
کہ کوئی دستور یا رسم و رواج بالعموم یا کسی خاص مقام مین وجود پذیر ہے یا نہین قبول
کیا جاوے مین بحیثیت ایسے جج کے جسکو تعمیل قانون کی کرنا لازم ہے یہہ خواہش کرونگا
کہ مصنف بیان مذکور میرے روبرو گواہانہ پیش کیا جاوے اسلیئے کہ جس فریق مقدمہ پر
وہ بیان موثر ہوتا ہے اوسکو موقع تصدیق اوسکی صحت کا اور اون وسایل علم کے
دریافت کرنے کا حاصل ہو کہ جن وسایل پر وہ مبنی ہے۔ اجلاس بہت کوئی جج
بھی خود اپنے کسی خاص واقعہ کی واقفیت پر قانوناً عمل نہین کر سکتا ہے بلکہ جو شہادت
اوسکے روبرو ہوا اوسی پر عمل کرنا چاہیئے جیسا کہ بہت سال گذرے مسٹر فیلڈ صاحب
نے جو مشہور جج ہائیکورٹ کلکتہ کے تھے اپنے دیباچہ قانون شہادت برٹش انڈیا
مین بتلایا ہے۔

اس سوال کا جواب کہ آیا کوئی ایسی ممانعت سنہ ۱۸۳۰ع مین یا اوسکے قبل ممالک ہذا
کے ہندوٴن مین جو تابع شاستر طریقہ بنارس کے ہین سمجھی گئی تھی یا اوسپر عمل ہوا تھا
یا نہین صرف یہی ہو سکتا ہے جو میری راے مین کوئی جج دیسکتا ہے کہ یہانتک کوئی
شہادت نہین ہے کہ ایسا تھا اور چونکہ دہرم شاستر طریقہ بنارس کی رو سے کوئی ایسی
ممانعت قایم نہین ہوئی ہے اور نہ اوس بارہ مین استحقاق تبنیت کا محدود کیا گیا ہے
تو قیاس یہہ ہے کہ از روے کسی رسم و رواج کے جو اوس طریقہ کے ہندوٴن کی کوئی آئی

ممانعت قایم نہین ہوئی ہے۔

اب مین اون مقدمات رپورٹ شدہ کا ذکر کرونگا جو متعلق اہل ہنود ساکنان اون اضلاع کے ہین جو تابع طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے ہے مین بشرط ممکن بغرض دریافت اس امر کے کہ آیا اوسسے کوئی شہادت بہ نسبت وجود کسی ایسی رسم و رواج کے جو قبل یا بعد سنہ ۱۸۲۳ء کے تین دوجنی قوم کے ہندوؤن مین تہا یا نہین جسکی رو سے بہانجہ نواسہ یا مان کی بہن کا بیٹا جایز طور پر متبنٰی نہین کیا جا سکتا تہا حاصل ہوتی ہے۔ سب سے پہلا مقدمہ جو مجھکو ظاہر ہوا ہے مقدمہ نمبر ۱۲ مندرجہ اصول و نظایر دہرم شاستر میگناٹن صاحب جلد ۲ صفحات ۱۸۵ و ۸۶ و ۱۸۷ ہے اور وہ مقدمہ جیسا کہ اوپر بیان کرچکا ہون ضلع مرزاپور کا ہے جو سنہ ۱۸۰۶ء مین ہوا تہا۔ بغرض اسکے کہ جو وجہ مین یہہ نتیجہ اخذ کرنے کے بیان کرچکا ہون کہ فریقین تین دوجنی قومون مین سے ایک قوم کی تہی صحیح ہے تو یہہ ثابت ہے کہ سنہ ۱۸۰۶ء مین طریقہ شاستر مروجہ بنارس مین پنڈتون کی یہہ راے تہی کہ تبنیت نواسہ کی جایز ہے اور نندا پنڈت کا اصول بہ نسبت گالی کے طریقہ شاستر بنارس مین مقبول نہین ہوا تہا۔

سنہ ۱۸۱۸ء مین ایک نالش پراونشل کورٹ بریلی مین دایر ہوئی تہی جو بالآخر بصیغہ اپیل سنہ ۱۸۳۲ء مین صدر دیوانی عدالت بنگال سے حکام عالیمقام پریوی کونسل کے روبرو پیش ہوئی تہی۔ وہ مقدمہ راجہ پنچل سنگہ بنام کومر گمنستام سنگہ (رپورٹ نیپ صاحب جلد ۲ صفحہ ۲۰۳) ہے۔ اوسمین یہہ امر متعلق ہے کہ آیا جس بیوہ کو اوسکے شوہر نے اختیار متبنٰی کرنیکا ندیا ہو اور اوسکے شوہر متوفی کے رشتہ دارون سے اجازت متبنٰی کرنیکی ندی ہو وہ اپنے شوہر کے لئے متبنٰی کرسکتی ہے یا نہین اور ایا اکلوتا بیٹا تبنیت مین دیا جاسکتا ہے یا نہین۔ مقدمہ حال مین اوسکا فایدہ اون بیانات مین شامل ہے جو اون پنڈتون سے لئے گئے تہے جن سے اوس مقدمہ مین مشورہ لیا گیا تہا۔ ۱۲ اپریل سنہ ۱۸۲۱ء کو پراونشل کورٹ سے وہ نالش ڈسمس کی تہی۔ مدعی نے عدالت صدر دیوانی مقام کلکتہ مین اپیل کیا تہا کہ جب عدالت نے بعض پنڈتون کی راے لینے کے بعد ۱۴ جولائی سنہ ۱۸۲۸ء کو اپیل ڈسمس کیا تہا۔ یہہ تاریخین اہم ہین کیونکہ اوسسے یہہ زمانہ ظاہر ہوتا ہے کہ جس زمانہ مین اون پنڈتون سے جن سے صدر دیوانی عدالت نے مشورہ

لیا تھا اپنی راے دی تہی - جن پنڈتون سے صدر دیوانی عدالت نے مشورہ لیا تھا
وہ پراونشل کورٹ بریلی اور صدر دیوانی عدالت کلکتہ کے پنڈت تہے - پراونشل
کورٹ بریلی کے پنڈت نے اپنے جواب مین نہایت ہی غلط یہ بیان کیا تھا کہ ضلع
اٹاوہ مین ویوہار میوکہ نافذ ہے - ممالک مغربی و شمالی واقعہ پریزیڈنسی فورٹ ولیم
بنگال ہے کے کسی اضلاع مین ویوہار میوکہ کبہی نافذ نہین رہا ہے - البتہ وہ اون ہندوئن
سے متعلق ہوتا ہے جو پریزیڈنسی بمبئی سے آے ہین اور اپنے ساتھ اپنے قوانین
لائے ہین اور اونکو مانتے ہین - ظاہر ہے کہ فریقین اوس نالش کے باشندگان
ممالک ہذا کے تہے اور مہاراشٹر نہین تہے - صدر دیوانی عدالت کلکتہ کے پنڈتون نے
اپنے جواب مین یہ بیان کیا تھا کہ ضلع اٹاوہ مین وتک مکانسا نافذ تھا - قرینہ یہ ہے کہ بیان
آخر الذکر کی بنیاد فی الواقع اوس بیان سے زیادہ نہین تہی کہ جو بیان بہ نسبت ویوہار
میوکہ کے ہوا تھا - کلکتہ کے پنڈتون پر اس بیان کے کرنیمین جو دیتک مکانسا کی بابت
تھا اغلباً اس امر کا اثر ہوا ہوگا کہ نندا پنڈت کے وتک مکانسا کی مخالفت ۱۸۰۵ء مین
مقدمہ نمبر ۵۹ ڈائجسٹ مورلی صاحب سے متعلق کی گئی ہوگی اگرچہ یہ ظاہر نہین ہوتا ہے
کہ فریقین اوس مقدمہ کے ملک کے کس حصہ کے تہے - یہ بات ظاہر نہین ہوئی ہے
کہ کلکتہ کے پنڈتون نے اون کتب مستند کو جو ضلع اٹاوہ کے ہندو لوگ مانتے تہے
کیونکر جانا تھا - ضلع اٹاوہ کلکتہ سے قریب قریب آٹھ سو میل کے فاصلہ پر ہے اور
اوس بیل گاڑی کے زمانہ مین کلکتہ سے اٹاوہ تک کے سفر کرنیمین چار سے پانچ
ہفتہ تک صرف ہوتے تہے - علاوہ برین بنگال شرقی کے ہندو اور ممالک ہذا کے
ہندو کچہہ ہی کم اوسی قوم کے ہین کہ جس قوم کے اہل اٹلی اور اہل جرمن ہین اور
جو زبان ان اضلاع کے لوگ بولتی ہین وہ بالفرد مختلف ہین - اٹاوہ کے پنڈت نے
جس سے پراونشل کورٹ نے شورہ لیا تھا اور بنارس کے پنڈت نے اور اس
آخر الذکر پنڈت نے کسی دوسرے مقدمہ مین راے دی تہی کہ جس مقدمہ کی مسل
صدر دیوانی عدالت مین بہیجی گئی تہی ظاہر انہ نندا پنڈت کی وتک مکانسا پر حوالہ کیا
تھا اور نہ ویوہار میوکہ پر -

دوسرا مقدمہ لکہمی ناتہہ راؤ نایک کلیا بنام سماۃ بہینا بائی (صدر دیوانی

عدالت ممالک مغربی و شمالی ۱۸۷۶ء صفحہ ۲۵) بصیغہ اپیل دیوانی عدالت ممالک ہذا
سے فیصل ہوا تھا۔ نالش واسطے تنسیخ ہبہ نامہ کے اس بنیاد پر تھی کہ ہبہ مذکور خلاف
کاغذات انتظام دیہی اوس موضع کے ہے کہ جس موضع مین شے موہوبہ واقعہ ہے
مدعا علیہم نے یہ عذر کیا تھا کہ کاغذات انتظام دیہی کے روسے ہبہ ناجایز نہین ہے
اور موضع تقسیم ہوگیا ہے اور کاغذات انتظام دیہی مذکور اب نافذ نہین رہی ہین اور
مزید بران چونکہ ہبہ بنام پسر متبنی کے ہوا تھا قانوناً جایز ہے۔ فریقین برہمن تھے تبنیت
بھانجہ کی تھی۔ واہب نے یہ بیان کیا تھا کہ وہ طفلک دینا ناتھ کو اپنے گھر مین
اوس وقت سے لایا تھا جب اوس طفلک کی عمر پانچ سال کی تھی اور دو برس بعد
اوس لڑکے کو متبنی کیا تھا اور باقرار اوس تبنیت کے اہل برادری کی دعوت
کی تھی اور دینا ناتھ کی شادی کا انتظام اور اوسکے مصارف کا خود متحمل ہوا تھا کہ جو
اپنی وفات تک بطور اہل خاندان واہب کے قایم رہا تھا۔ منصف نے تجویز تنقیحات
مشمول تنقیح متعلقہ تبنیت کے بحق مدعا علیہم کر کے نالش ڈسمس کی تھی۔ ضلع جج نے
اپیل مین بلا اظہار کسی راے دربارہ جواز تبنیت کے ڈگری منصف کی منسوخ
کی تھی اور ہبہ نامہ اس بنیاد پر منسوخ کر کے کہ چونکہ تقسیم موضع کی تکمیل نہین ہوئی تھی
ہبہ خلاف کاغذات انتظام دیہی کے ہے مدعی کے حق مین ڈگری صادر کی تھی۔
مدعا علیہم نے صدر دیوانی عدالت ممالک ہذا مین اپیل کیا تھا اور عدالت موصوفہ
نے ضلع جج سے دربارہ ناجایز ہونے ہبہ بوجہ کاغذات انتظام دیہی کے
اتفاق کیا اور واسطے اغراض اپنے فیصلہ کے بیان واہب کا دربارہ تبنیت
دینا ناتھ کے مقبول کر کے ممانعت مسٹر سدرلینڈ صاحب کو ٹیک اون الفاظ مین
جو اونکے مصنف کے خلاصہ مین ہین متعلق کیا اور اوسپر حوالہ دیکر اوسپر حروف اوتا قایم
کر دیے اور تبنیت کو خلاف قانون تجویز کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ صدر دیوانی عدالت
ممالک ہذا نے تجویز خلاف تبنیت کے بربنا کسی شہادت رسوم رواج کے نہین
کی تھی۔ جو شہادت عدالت موصوفہ نے واسطے اغراض اپنے فیصلہ کے مقبول
کی تھی اوس سے استحکام کوئی رواج مشعر امتناع ایسی تبنیت کے معدوم ہوتا
اور اوس سے ثابت ہوتا تھا کہ تبنیت کے موقع پر [illegible]

اور باقرار اوس تبنیت کے اونکو دعوت کہلادی گئی تہی - اگر اہالیان قوم کی دانست مین تبنیت بہانجہ کی بموجب دہرم شاستر کے خلاف قانون ہوتی تو وہ تبنیت کی دعوت مین شریک نہوتے اور اوس ذریعہ سے اپنے آپ کو مستوجب ذات سے خارج کردیجانیکا نکرتے - یہہ یاد رکہنا چاہئے کہ ہندوستانی منصف نے اوس تبنیت کو جائز تجویز کیا تہا - بلاموجودگی کسی ایسی شہادت کے مسٹر سدرلینڈ کی مخالفت خلاف تبنیت بہانجہ کے ممالک ہذا کے رسم و رواج مین مقبول ہوئی ہے اور بموجودگی اس شہادت کے جو حکام عدالت ... استحکاما یہ ثبوت اس امر کے موجود تہی کہ تبنیت اپنے بہانجہ کی منجانب برہمن تابع طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے خلاف رسم و رواج ممالک ہذا کے نہین ہے صدر دیوانی عدالت کے دو ذو علیم ججون نے مسٹر سدرلینڈ کی مخالفت کو متعلق کیا تہا ۱۸۶۶ء تک یہہ بات نہین ہوئی تہی کہ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بمقدمہ کلکٹر آف مدورا بنام موتو رام لنگا ساتو پتی (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۲ صفحہ ۴۳۶) اون خدمات کو قایم کردیا تہا جو انگریزی جج کے ایسے مقدمات مین ہین -

دوسرا مقدمہ ممالک ہذا مین مسماۃ بتاس کنور بنام لچہمن سنگہ (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی جلد ۷ صفحہ ۱۱۷) کا ہے - اوس مقدمہ مین بیوہ نے بلا اجازت اپنے شوہر متوفی کے اپنے شوہر متوفی کے لئے اپنے بہائی کا بیٹا متبنی کیا تہا - عدالت مرافع اولی نے باعتبار سند نندا پنڈت کی دتک ممانسا کے یہہ تجویز کی تہی کہ بہن کو بہائی کا بیٹا متبنی نکرنا چاہئے - جج کانپور نے اپیل مین خلاف تبنیت کے اس بنیاد پر فیصلہ کیا تہا کہ بموجب دتک ممانسا کے جیسا کہ اوسکا حوالہ میکناٹن صاحب کی دہرم شاستر مین ہے جو شخص متبنی کیا جاوے وہ ایسے شخص کا بیٹا ہونا چاہئے جسکے ساتہ متبنی کرنے والا شادی نکرسکتا ہو مثلا اپنے بہانجہ یا نواسہ کو عدالت ہذا نے بلا خیال اس امر کے کہ آیا کوئی قاعدہ کتب قانونی سے قابل الاخذ ہے یا نہین یا طریقہ شاستر مروجہ بنارس مین مقبول ہوا ہے یا نہین یہہ تجویز کی تہی کہ تبنیت اس بنیاد پر قابل درگذر کے ہے کہ جو شخص متبنی کیا گیا ہے وہ قانونا قابل تبنیت منجانب بیوہ از طرف اپنے شوہر کے نہین ہے اور تیسرا اس بنیاد پر

ا وسکو اوسکے شوہر نے اپنی طرف سے متبنیٰ کرنیکا اختیار نہین دیا تھا - اوسمقدمہ مین
مسٹر جسٹس پیرسن اور مسٹر جسٹس ا سپنکی صاحبان نے ظاہرا بلا کسی خیال نسبت اس امر کے
در حقیقت بلا کسی ثبوت کسی رسم و رواج ممالک ہذا کے نندا پنڈت اور مسٹر
یم میگناٹن صاحب کے اقوال کو جیسا کہ وہ ملے تھے اختیار کر لیا تھا - وہ مقدمہ
دالت ہذا سے ۱۸۷۵ء مین فیصل ہوا تھا - بحیثیت سند اس خاص امر کے جو ہمارے
و برو پیش ہے وہ فیصلہ بیوقعت ہے بشرطیکہ فی الواقع جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے
بیوہ نے خود اپنے بھائی کا بیٹا اپنے شوہر کے لئے متبنیٰ کیا تھا - نندا پنڈت
ور مسٹر سدرلینڈ کی ممانعت زوجہ کی بہن کے بیٹے یا زوجہ کے بھائی کے بیٹے
کی تبنیت سے متعلق نہین ہے اور اسوجہ سے نندا پنڈت اور مسٹر سدرلینڈ
صاحب کی راے کے بموجب بھی شخص متبنیٰ شدہ فی الواقع قانونًا نا قابل تبنیت
بجانب بیوہ از طرف اپنے شوہر کے نہین ہے - تبنیت مذکور جایز ہوتی بشرطیکہ
بیوہ اپنے شوہر سے اوسکے لئے متبنیٰ کرنیکا اختیار حاصل کر چکی ہوتی -
بیوہ کا اپنے شوہر کے لئے اوسکی اجازت سے متبنیٰ کرنا اور خود اپنے واسطے
متبنیٰ کرنا جیسا کہ ہر عالم دہرم شاستر جانتا ہے وہ دو مختلف امور ہین اور اونکو
ممیز کرنا چاہیئے اپنے شوہر کے لئے اوسکی اجازت سے زوجہ یا بیوہ کا متبنیٰ کرنا
ایسے کی صورت ہو وہ بطور کارندہ اپنے شوہر کے عمل کرتی ہے - جن اسناد سے
یہ ثابت ہوتا ہے کہ زوجہ کا بھائی یا اوسکا بیٹا یا زوجہ کی بہن کا بیٹا متبنیٰ کیا
جا سکتا ہے وہ اسناد مین صاحب کے دہرم شاستر و رسم و رواج کے فقرہ
۱ کی یادداشتون مین درج ہین -

دوسرا مقدمہ جسمین جواز تبنیت بھانجہ پر جو منجملہ تین دو جینی قومون کے
ایک قوم کے اہل قوم کی طرف سے کئی اعتراض ہوا تھا اور جو عدالت ہذا مین
پیش ہوا تھا مقدمہ پاربتی بنام سندر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۱)
ہے مقدمہ مذکور ۱۸۸۵ء مین عدالت ہذا مین پیش ہوا تھا اور سلسلہ قلم جن
کے روبرو وہ مقدمہ پیش ہوا تھا اپنے آپ کو پابند اسناد کا خیال کر کے بحث
جواز تبنیت پر غور کرنیسے انکار کیا تھا - واقعہ یہ ہے کہ وہ بحث اوسمقدمہ میں حا

غیر متعلق تہی۔ جہانتک مین واقف ہون کوئی فیصلہ عدالت ہذا یا صدر دیوانی عدالت ممالک ہذا کا ایسا نہین ہے جو حکام موصوف کو بحث جواز تبنیت مذکورہ محدود کرنے مین مانع ہو۔ جہانتک مین تحقیق کرسکا ہون کوئی مقدمہ ایسا نہین ہے جسمین اہل ہنود تابع طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے کوئی رسم و رواج مانع ایسی تبنیت کا ثابت ہوا ہو یا اوسکے ثابت ہونیکی کوشش ہی کی گئی ہو۔ مگر اون ذیعلم ججون کی توجہ اوس فقرہ پر جسکا ابہی مینے حوالہ فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل مقدمہ کلکٹر آف مندورا بنام موتو رام لنگا ستو پتی (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۲ صفحہ ۴۳۶) سے دیا ہے مایل کیجاتی اور اگر ممدوح الیہم نے اوس امر کو متعلق تصور کیا ہوتا تو بلاشبہہ وے اس امر کے متحقق کرنیکی کوشش کرتے کہ آیا سند اینڈرت اور مسٹر سدرلینڈ کی ممانعت طریقہ شاستر مروجہ بنارس مین مانی گئی ہے یا نہین کہ جسکا محکوم وہ ضلع تھا جسکی اونکو تجویز کرنی تہی اور یہ کہ آیا وہ ممانعت ازروے رسم و رواج کے اوس ضلع مین منظور ہوئی ہے یا نہین۔ فیصلہ مندرجہ انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۱ کا حوالہ بطور سند اس قاعدہ مسٹر سدرلینڈ کے دیا گیا ہے کہ تبنیت مین دو جنبی قومون پر محدود کیا گیا ہے عدالت ہذا سے بحال و برقرار ہوچکا ہے۔ میری راے مین بحیثیت سند اس مسلہ کے کوئی ایسا قاعدہ ۱۸۸۵ء مین یا کسیوقت ممالک ہذا مین نفاذ پذیر تھا۔ وہ بیفایدہ ہے۔ وہ مقدمہ بصیغہ اپیل حضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل مین پیش ہوا تہا۔ حکام عالیمقام (لارپورٹ اپیل ہند جلد ۱۶ صفحہ ۱۴۶) نے ڈگری عدالت ہذا کی دوسرے امر کی بنا پر منسوخ کی تہی اور بہ نسبت بحث تبنیت کے محض یہ فرمایا تہا اگر اس امر کا تجویز کرنا ضروری ہوتا تو حکام عالیمقام کو تامل تہا یہ راے ہائیکورٹ کی قبول کرنے مین بہت کم دقت ہوتی کہ ہندو جرہمن خود اپنے بہانجے کو متبنی نہین کرسکتا ہے۔ مین یہ نہین خیال کرتا ہون کہ حکام عالیمقام یہ تجویز کرنیکے کہ وہ تحریر عدالت ہذا کو اس معاملہ مین غور کرنیکے لئے مانع ہے۔

دوسرا مقدمہ عدالت ہذا کا دربارہ بحث تبنیت بہانجہ منجانب برہمن کے مقدمہ جیون سنگہ رام بنام پار بتی (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۵۴۰) ہے۔ اوس مقدمہ مین دو اپیلون کی سماعت کیجاتی تہی [illegible] کے

ایک اپیل مین مسماۃ پاربتی جو اپیلانٹ مقدمہ سندر جہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱ تہی رسپانڈنٹ ہتی اور اون مقدمات مین سے دوسرے مقدمہ مسماۃ سندر جو مقدمہ مندرجہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱ مین رسپانڈنٹ تہی رسپانڈنٹ ہتی جن نالشات ابتدائی سے وہ دونون اپیل ظہور پذیر ہوئے تہے اونکی تجویز عدالت مرافعہ اولی سے بعد ادس وقت کے ہوئی تہی کہ جب عدالت ہذا کے ججون نے مقدمہ پاربتی بنام سندر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۱) مین بحث جواز تبنیت بہانجہ پر اپنے آپ کو پابند سند کا اس امر کے تجویز کرنے مین خیال کر کے کہ تبنیت مذکور ناجائز ہے غور کرنیسے انکار کیا تہا۔ لہذا ان دو مقدمات اخر الذکر مین بلحاظ نگر میرٹھ بلند شہر علیگڈہ دہلی سہارنپور متہرا اٹاوہ اور کانپور سے شہادت بغرض ثبوت اس امر کے طلب کی گئی تہی کہ بوہرہ برہمنون مین ایسا دستور ہے کہ جسکے رو سے تبنیت بہانجہ کی جائز ہے۔ جب وہ نالشات اپیل مین اس عدالت کے روبرو پیش ہوئین تہین تو زور کے ساتھہ یہہ حجت کی گئی تہی کہ یہہ امر کہ آیا ایسا دستور جائز ہو سکتا ہے یا نہین خلاف دستور مذکور کے حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بمقدمہ سندر بنام پاربتی (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۱۶ صفحہ ۱۸۶) اوس فقرہ مین مختتم طور پر طے کر دیا ہے جسکی ہمنے اوپر نقل کر دی ہے۔ مسٹر جسٹس ٹرل اور مین نے یہہ تجویز کی تہی کہ ہم بحث دستور پر غور کرنے مین ممنوع نہین ہین اور بعد تبلانے اس امر کے کہ قاعدہ مشہرہ شاستر کا جسکے رو سے تین دو جنمی قومون مین تبنیت بہانجہ یا نواسہ کی ممنوع ہے ہند کے بہت حصو نمین از روے دستور و رواج کے مختلف ہو گیا ہے یا امکاناً اوسکی تعمیل نہین ہوتی ہے اور یہہ کہ بہت شکوک بہ نسبت صداقت اس اصول کے پیدا ہو گئے ہین کہ جو شخص متبنی کیا جاے وہ ایسا ہو جو اوسکی مان کے ساتھہ شادی جائز سے پسر صحیح النسب متبنی کرنیوالیکا ہو سکتا ہو واسطے اغراض اوس اپیل کے جو ہمارے روبرو پیش تہا لیکن اوسکی تجویز نہین کی تہی یہہ قیاس کر لیا تہا کہ راے سدرلینڈ صاحب کی اسبارہ مین صحیح ہے اور تنقیح متعلقہ دستور مظہرہ بوہرہ برہمنان ممالک مغربی شمالی کے تجویز کرنیمین مصروف ہوے تہے باعتبار شہادت کے ہمنے بطور امر متعلقہ کے تجویز کی تہی کہ ممالک ہذا کے بوہرہ برہمنان مین بہانجہ کے متبنی کرنیکا دستور

ثابت ہے اور ہمنے یہ تجویز کی تھی کہ وہ دستور جایز اور قانوناً عمدہ ہے۔ اس
امر مین شبہ نہین ہوسکتا ہے کہ بوہرہ برہمنان بہت سے برہمنان کی قوم مین سے
کسی ایک قوم کے ہین اور اسلیئے ہندؤن کے تین دوجینی قومون مین سے
ایک قوم کے ہین۔ اوس مقدمہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حسب شہادت متعلقہ
دستور مذکور کی بدرجہ اوّل ایک باعظمت شاخ قوم ہنود اجزاء شمالی ممالک ہذا سے تصدیق
کیجاوے تو ننداپنڈت اور مسٹر سدرلینڈ کی منافعتین بالکل اوس شاخ کے برہمنون مین بطور
قابل پابندی لحاظ نہین کیجاتی ہین اس سے کچھ ثابت نہین ہوتا ہے لیکن اوس سے
یہ ایما ہوتا ہے کہ عدالت انسیہ تجویز کرنا سخت ہوگا بجز باعتبار شہادت صاف وصریح کے
کہ ننداپنڈت اور مسٹر سدرلینڈ کی منافعتون کو اہل ہنود ممالک ہذا کے تین دوجینی قومون
سے کسی قوم نے بطور قابل پابندی کے قبول کیا ہے۔

تین مقدمات متعلق اس بحث تبنیت کے ڈائجسٹ مورلی صاحب کے
صفحات ۱۸ و ۱۹ مین درج ہین۔ وے مقدمات نمبری ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ ہین اور
بترتیب صدر سنہ ۱۸۱۰ء و سنہ ۱۸۱۵ء و سنہ ۱۸۱۹ء مین فیصل ہوے تھے۔ مین یہ دریافت
نہین کرسکا ہون کہ آیا فریقین ان مقدمات بہ ترتیب صدر کے تابع طریقہ شاستر مروجہ
بنارس کے تھے یا نہین۔ مقدمہ نمبری ۵۸ مین سنہ ۱۸۱۰ء مین یہ تجویز ہوئی تھی کہ برہمن
کا اپنے بھانجہ کو متبنیٰ کرنا جایز ہے۔ مقدمہ نمبر ۵۹ مین سنہ ۱۸۱۵ء مین یہ تجویز ہوئی تھی
کہ برہمن اپنے بھانجہ کو متبنیٰ نہین کرسکتا ہے کیونکہ ایسی تبنیت سے گالی پیدا ہوتی
ہے۔ مقدمہ نمبر ۶۰ مین سنہ ۱۸۱۹ء مین یہ تجویز ہوئی تھی کہ برہمنون مین بیوہ اپنے چچا
کے بیٹے کو متبنیٰ نہین کرسکتی ہے کیونکہ بربنا ر گالی کے وہ اوسکی ماں نہین ہوسکتی ہے

چونکہ وہ مقدمات جنکا ہمکو حوالہ دیا گیا تھا اور جو مدراس اور بمبئی مین فیصل
ہوے تھے اور جنمین یہ تجویز ہوئی تھی کہ تین دوجینی قومون مین تبنیت بھانجہ
نواسہ اور ماں کی بہن کے بیٹے کی ناجایز ہے طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے ہندؤن
سے یا ممالک ہذا سے متعلق نہین ہین بلکہ دہرم شاستر کے اون ضلعون کے طریقون
سے متعلق ہین جنسے ہمکو عدالت ہذا کے اس مقدمہ مین سروکار نہین ہے اور
جیسا کہ مقدمات مذکور پر غور کرنیسے مجھے ظاہر ہوتا ہے کہ اون طریقون یا اصطلاح کے

لوگونکا یہ فعل نہین ہے بلکہ اون لوگون کیطرف سے ہائیکورٹ کے ججون کا اور خلاف خواہش اہد دستور و رسم اون لوگون کے یہ فعل ہے کہ نندا پنڈت کے دتک میمانسا اور دتک چندرکا اور مسٹر سندرلینڈ کی مالغتین قبول اور اختیار کی گئی ہین لہذا اون فیصلون کا ذکر کرنا مینے فضول خیال کیا تھا۔ بہرکیف جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر دونون نہین تو منجملہ حکام عدالت ہذا کے جنکی قلت رائے ہے ایک جج نے یہہ خیال کیا ہے کہ بحث نسبت اوس سند کے جو اون تفسیرات کی قایم ہونی چاہئیے اور بہ نسبت صحیح تعبیر مقولہ سوتک اور بحث بہ نسبت بار ثبوت مقدمہ ہذا کے عملی طور پر اون مقدمات مدراس اور بمبئی کے فیصلون سے ختم ہو چکے ہین مجھے اونکا ذکر کرنا ضروری ہے اور جہانتک ممکن ہوگا مین مختصراً اونکا بیان کرونگا بنظر اس امر کے کہ عدالت ہذا مین غلط قایم نہونے پاوے مین یہہ بتلا دینا مناسب سمجھتا ہون کہ ہندوستان کی ایک ہائیکورٹ کا فیصلہ ونمین سے کسی دوسری ہائیکورٹ پر قابل پابندی نہین ہے بجز اون مقدمات کے کہ جن سے اصول امر تجویز شدہ کا متعلق ہے اور جب وہ اصول متعلق ہو تو کسی ہائیکورٹ پر اگرچہ اوسکو اون وجوہ پر غور کامل کرنا چاہئے جو کسی دوسری ہائیکورٹ نے اپنے فیصلہ کے قلمبند کئے ہین اوس فیصلہ کی تقلید کرنا لازم نہین ہے الا یہہ کہ وہ اوس فیصلہ سے اتفاق کرے۔

سب سے پہلے مقدمہ منفصلہ مدراس کا جسکی رپورٹ کتب خانہ عدالت ہذا مین ہے مقدمہ تاراسا مل بنام بالا رام چارلو (رپورٹ ہائیکورٹ مدراس ۱۸۶۳ء و ۱۸۶۴ء صفحہ ۲۶۴) ہے۔ وہ مقدمہ ملک اندبرا کا تھا اور مین اوس فیصلہ سے یہہ نتیجہ اخذ کرتا ہون کہ ہائیکورٹ مدراس نے یہہ خیال کیا تھا کہ اگرچہ برہمن کا بھانجہ کو متبنی کرنا ڈراوڈ دیس مین جایز ہو لیکن ایسی تبنیت کے ملک اندبرا مین بھی ثبوت رواج سے تائید نہین ہو سکتی ہے۔ ذیعلم ججون نے یہہ کہا ہے۔ پس یہہ ایسا مقدمہ ہے جسمین ایک ایسا فرضی دستور قایم کرنا مطلوب ہے جواز روے سند عدالتانہ کے کبھی منظور نہین ہوا ہے کہ جو صاف و صریح عبارت اسناد اعظم کے ہے۔ ہماری راے باستحکام یہہ ہے کہ اگر اوسکا وجود پذیر ہونا ثابت بھی ہو ایسا دستور عدالت عدل مین جسپر تعمیل قانون کی لازم ہے عمل پذیر نہین ہو سکتا ہے۔ اوس فقرہ پر جو اول تحریر ہو سکتی ہے

لیکن یہ نسبت بحث تبنیت کے جو کچھ ذیلی ججون نے کہا ہے وہ یہ ہے کہ نسبت
جوازتبنیت اوس لیسر بیٹی اوس شخص کے جسکے لئے اوسکی ماں متبنی کرنیوالا شادی نکرسکتا ہو ہندؤن
مین بہت اختلاف سند کا پایا جاویگا لیکن اسنادمین کوئی اختلاف کسی قسم کا
نپایا جاویگا - وہ سب کامل طور پر موافق استقرار اس امر کے ہین کہ ایسی تبنیتین
ناجایز ہین - شاید یہ ثابت ہوگا کہ بیان دستور کا اس مقدمہ مین محض بمنزلہ اس بیان
کے ہے کہ لوگ وہ کام کرتے ہین جو قانونا ممنوع ہے - وہ محض ایک سرسری
بیان ہے - ہمسے یہ نہین تبلایا گیا ہے کہ وہ کونسے اسناد ہین جو کامل طور پر موافق
استقرار اس امر کے ہین کہ ایسی تبنیتین ناجائز ہین - انکا نام منوسا کشرا اور چند دیگر
اسناد طریقہ شاستر مروجہ بنارس کو جنمین سے کسیکے رو سے ایسا ایسی ممانعت کا نہین
ہوتا ہے اون ذیعلم ججون نے ۱۸۶۵ء مین مدراس اور ہند جنوبی مین اسنادنہین
خیال کیا تھا -

دوسرا مقدمہ مدراس کا گوپالا ین بنام رگھو پتایّن (رپورٹ ہائیکورٹ مدراس
۱۸۷۳ء جلد ۷ صفحہ ۲۵۰) ہے - وہ ایسا مقدمہ ہے جو ہر شخص بہت احتیاط سے پڑھیگا
جسکو یہ دریافت کرنیکی خواہش ہو کہ ہندوستان کے ہائیکورٹون نے سنداپنڈت
اوس ممانعت کو اور دتک چندرکا کو بطور تنہا ایسے قانون کے جو ہندؤن کو اس امر
جیت کی بابت تعمیل کرنا چاہیے کہانتک باعتبار رسم و رواج لوگونکے نہین مانا ہے اور
پامال کردیا ہے - وہ مقدمہ برہمن کے بھانجہ کو متبنی کرنیکا ہے - بقول جج نے باعتبار
شہادت کے یہ تجویز کی تھی کہ ایسی تبنیت کرنیکا دستور جایز ہے - اونہون نے اپنے
فیصلہ مین یہ بیان کیا تھا - اگر اب اس استقرار کی کوشش کیجاوے کہ ایسی تبنیت
جنوبی ہند مین خلاف قانون ہین تو صرف ایک ہی طریقہ اختیار کرنا پڑیگا یعنی ہمشکل
اوس طریقہ کے جسپر چند سال گذشتہ مین ملک انگلستان مین بمعاملہ شادی ساتھ
ہمشیرگان زوجہ متوفیہ کے عمل ہوا تھا یعنی یہ کہ ایکٹ مشعر استقرار اس امر کے صادر
کیا جاوے کہ جن تبنیتین جو اب تک ہوچکی ہین جائز قرار دیجاوین لیکن آیندہ کو اونکی
ممانعت ہوجاوے - ورنہ ایک خوفناک جھگڑا صرف اسی ضلع کے بہت سے
خاندانون مین پیدا ہوجاویگا - حسب تحریر ہائیکورٹ مدراس کے وہ خاص سول جج

بہت بڑے تجربہ کے جج تھے لیکن چونکہ ہائی کورٹ نے یہ خیال کیا تھا کہ بموجب
کل طریقون کے مصنفون کے برہمن کا اپنے بھانجہ کو تبنی کرنا جائز نہین ہے (وہ
مصنف کون تھے ہمکو نہین بتلایا ہے) ہائیکورٹ موصوف نے ایک تنقیح نسبت
وجود قانون رواج کے واپس بھیجی تھی اور اوس تنقیح کے واپس کرنے مین دو ہدایتین
کی تھین جنمین سے ہدایت ذیل بہت ضروری ہے - شہادت ایسی ہونی چاہئے
جس سے یکسان اور مستمر رواج ثابت ہوتی ہو اور جو لوگ اوسکی پیروی کرتے ہون
اونکا یہ یقین ثابت ہوتا ہو کہ وے مطابق قانون کے عمل کرتے ہین اور یہ یقین شہادت
سے صحیح ہوتا ہو - اس تنقیح کی تجویز واپس کرتے وقت سول جج (ای ایف ولیسٹر
صاحب) نے (بلحاظ شہادت زبانی کے) یہ تجویز کی تھی کہ رواج یکسان ثابت ہوا
کیونکہ بالفعل رہا ہے اور وجود اس رواج کا بیسیوں برس سال گذشتہ سے پایا جاتا ہے اور
افعال کی کثرت اور اون افعال مین لوگونکی رضامندی عام اور سمجھدار لوگون کے اون
لوگون کی اس راے سے جو شاستر سے واقف ہین کہ ایسی تبنیتین جائز ہین اونکے سبب
سے بالصراحت لوگون کا یہ یقین ثابت ہوتا ہے کہ وے مطابق قانون کے عمل کرتے
ہین لہذا جو تنقیح بھیجی گئی ہے اوسکی تجویز مین باثبات کرتا ہون کوئی شخص یہ
خیال کریگا کہ بدرجہ اعلی مدراس میں باعتبار اوس شہادت اور اوس تجویز کے
تندا پنڈت کی ونک مانسا کا یہ حکم ہمیشہ کے لئے قایم ہو گیا ہوگا لیکن ایسا نہین ہوا
ہائی کورٹ نے یہ تجویز کی تھی کہ کوئی شہادت ایسی نہین ہے کہ جسکی بنا پر کوئی قاعدہ
قانونی خلاف کل اسناد کے اور بالخصوص خلاف اوس قاعدہ کے جو قریب قریب
صرف ایک ہنرمند گواہ نے قرار دیا ہے کہ جسکا اظہار مفید اوس دستور کے قلمبند
ہوا تھا جو واجب التعمیل خود اوسی ضلع مین تھین اوسکا نافذ کرنا مطلوب ہے مناسب
معلوم ہوا - وہ کونسے اسناد ہین جو ہائی کورٹ کو اوس شہادت پر عمل کرنے مین
مانع ہوئی تھی -

اوسکے بعد مدراس کے دو مقدمات اجلاس کامل کے یعنی یران جوبی الاتہہ
وغیرہ نامسید رسی بنام یران جولی کرشنا نامسید رسی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس
جلد ۷ صفحہ ۳) اور ویدنا د بنام ایو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۴۴)

ہین جنمین بترتیب صدر دستور نا سپدری برہمنون مین بہانجہ کے تبنی کرنیکا اور جنوب ہند مین دستور برہمنون مین بہانجہ دونواسہ کے تبنی کرنیکا باوجود فیصلجات سابق عدالت موصوف باوجود قطعی فیصلہ اور ننداپنڈت کے دتک مماننسا اور دتک چندرکا کی جائز قرار دیا ہے ۔ سپرد و مقدمات مذکور مین سے اول مقدمہ کے فیصلہ مین ان تفسیرات مین سے کسیکا ذکر نہین ہے اور ان دونون مقدمات مین سے اخیر مقدمہ مین اگرچہ مقولہ سونک جی کی بابت جو ننداپنڈت کے دتک مماننسا مین مندرج ہے مباحثہ ہوا ہے اور سونک جی کے مقولہ سے جو دوسرے مفسر نے بیان کیا ہے مقابلہ کیا گیا ہے لیکن فیصلہ مین ایک لفظ بہی اوس مقولہ کے بابت بیان نہین ہوا جسکو ننداپنڈت نے مقولہ ساکل کا بیان کیا ہے ۔ ظاہرا اجلاس کامل نے مقولہ اخر الذکر پر کچہ اعتبار نہین کیا تھا ۔

اوسکے بعد دوسرا مقدمہ مندرجہ رپورٹ مدراس کا متاکشی بنام راماندا انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ا صفحہ ۹۴) ہے ۔ اوس مقدمہ کا فیصلہ ننداپنڈت کے دتک مماننسا کے اوس جزو پر ہوا تھا جو سونک جی کے مقولہ کی تفسیر ہے اور نیز کوئی حوالہ بتائید رائے عدالت نسبت مقولہ منظرہ ساکل کے نہین ہوا ہے ۔ اوس مقدمہ مین ایک امر با وقعت یہہ ہے کہ عدالت نے یہہ تجویز کی تھی کہ مسٹر سدرلینڈ نے ترجمہ الفاظ اخیر فقرہ ۲۰ دفعہ ۲ ننداپنڈت کے دتک مماننسا کا غلط لیا ہے ۔ اوس مقدمہ مین عدالت نے دتک چندرکا پر حوالہ نہین کیا تھا ۔

مدراس کے مقدمات مندرجہ رپورٹ پر غور کرنیکا نتیجہ مجہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کبہی ہائیکورٹ مدراس نے فریقین کو اجازت غضب کرنیکے شہادت بغرض تردید دتک چندرکا اور ننداپنڈت کے دتک مماننسا کی دی تہی تو نتیجہ یہہ ہوا تھا کہ ان دونون تفسیرات کی مماثلتون پر اعتبار نہین کیا گیا تھا اور یہہ ثابت ہوا تھا کہ لوگون نے اونکو قبول نہین کیا ہے ۔

اب مین مختصراً ذکر اون تین مقدمونکا کرونگا جو بمبئی مین فیصل ہوئے تہے اور جنکی رپورٹ مجہے دستیاب ہوئی ہین اور جنمین واقعہ تبنیت کا ثابت ہوا تھا ۔ بمبئی مین ایک مقدمہ ہوا تھا اور ممکن ہے کہ زیادہ ہوئی ہون جنمین واقعہ تبنیت کا ثابت ہوا ہو ۔

اول مقدمہ بمبئی جسکی رپورٹ میرے پاس موجود ہے گنپت راؤ بیرشور بنام وٹھوبا کہانداپا (رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۴ اپیل دیوانی صفحہ ۱۳۰) ہے۔

باوجود اون کوششون کے جو واسطے توضیح فیصلہ مقدمہ مذکور نسبت اس بیان کے جو بنیاد معقول پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ فریقین فی الواقع شودر تھے کی گئی تہین تاہم حوالہ جات فیصلہ مقدمہ مذکور کے جو اوپر مقدمہ پریوی کونسل کے جسپر سند واسطے تائید جواز اوسکی تبنیت بہانجہ کے ہوا تہا جو فی الواقع وقوع پذیر ہوئی تہی مجھے اس نتیجہ اخذ کرنیکی رہبری ہوئی ہے کہ مسٹر رچرڈ کوچ صاحب چیف جسٹس اور نیوٹن صاحب جسٹس اور وارڈن صاحب جسٹس نے یہ خیال کیا تھا کہ فریقین ویش ہین یعنی تین دوجنمی قومون سے ایک قوم کے ہندو ہین جب کہ مغزی الیہم نے یہ تجویز کی تہی کہ چونکہ تبنیت بہانجہ کی وقوع مین آچکی ہے لہذا منسوخ نہین ہو سکتی ہے۔ بموجب رپورٹ کے وکیلون کی بحث کا مدار اس واقعہ مفروضہ پر تھا کہ فریقین تین دوجنمی قومون سے ایک قوم کے ہین اور کسی نے کسیوقت یہ ایما نہین کیا تھا کہ تبنیت بہانجہ کی بجانب سودر کے جائز نہین ہے۔

بمبئی کا دوسرا مقدمہ گوپال نرہر سفری بنام ہنمنت گنیش سفری اور گنیش رامچندر سفری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۲۷۳) ہے۔ اوسمقدمہ مین ہائیکورٹ بمبئی بلالحاظ فیصلہ سابق خود اپنی عدالت بمقدمہ گنپت راؤ بیرشور بنام وٹھوبا کہانداپا (رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۴ اپیل ہند صفحہ ۱۳۰) کے یہ تجویز کی تہی کہ تین دوجنمی قومون کے لوگ قطعاً بہانجہ یا نواسہ یا کسی اور ایسی عورت کے لڑکے کو متبنی کرنیسے ممنوع ہین اور متبنی نہین کر سکتے ہین کہ جس عورت کے ساتھ بوجہ رشتہ مندی کے وہ شادی نہین کر سکتے ہین اور بار ثبوت خاص دستور مخالف کا اوس شخص پر ہے جو اوس دستور کو بیان کرتا ہے۔ عدالت نے اوس مقولہ کو بلا تحقیقات نسبت اوسکی صحت کے منظور کر لیا تھا جسکو مندابتدا نے مقولہ سائل کا بیان کیا ہے۔ منجملہ اون اسناد کے جسپر اوسمقدمہ مین استدلال ہوا تھا ایک ڈبک چندرکا ہے جسکو عدالت نے دیوانند ابہٹ کی تصنیف تصور کیا اور دوسری سند مسترلہ مقدمہ لکشمی ناتھہ راؤ نایک کلیا بنام سماۃ بہنیا بائی (صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی و شمالی جلد ۷ سنہ ۱۸۵۲ء صفحہ ۱۴۴) ہے جسمین یہ تجویز نہین ہوئی تہی جیسا کہ ہائیکورٹ بمبئی نے یہ قیاس کیا تھا کہ تجویز ہوئی ہے کہ ممالک ہذا مین برہمن کے بہانجہ

متبنی کرنا جایز ہے وہ ا ور مقدمہ مین جسمین استدلال ہوا تھا اور وہ نارا ساول بنام بالا رام چارلو (رپورٹ ہائی کورٹ مدراس ۱۸۶۳ء صفحہ ۴۲) اور گوپالا ین بنام رگھوپتاین (رپورٹ ہائیکورٹ مدراس ۱۸۷۲ء صفحہ ۲۵۰) جسپر مینے ابھی شرح کی ہے ہین۔

مقدمہ بھاگیرتی بائی بنام راد ہا بائی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۲۹۸) مین عدالت نے اوس فیصلہ کی تقلید کی ہے جسکا اخیر مین مینے ذکر کیا ہے۔

اب مین اون کل مقدمات کا ذکر کر چکا ہون جنسے مین واقف ہون اور جنکی رپورٹ مجھے دستیاب ہوئی ہے اور جنمین نندا پنڈت اور مسٹر سدرلینڈ کی ممانعتین اختیار کی گئی ہین۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ عدالتون نے باعتبار سند مسٹر سدرلینڈ یا سر ولیم میکناٹن یا اون لوگون کے جو اون کے ہم بیان ہوے ہین اور نندا پنڈت کی ممانعتون کو اور اونکی شروح اور تعبیرات معقولہ جات کو قبول کر لیا ہے اور اونکو بہت سے مقدمات مین بلا تحقیقات متعلق کے ہندؤن سے متعلق کیا ہے اور اون مین سے بعض مقدمات مین بلا تحقیقات کافی نسبت اس امر کے متعلق کیا ہے کہ آیا وہ ممانعتین اور وہ شروح اور تعبیرات اور وہ معقولہ جات مناسب ہین یا نہین یا یہ کہ آیا اون طریقون کے ہندؤن نے جنسے مقدمات مذکور متعلق ہین اونکو قبول کیا ہے یا نہین۔ علاوہ برین مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اونمین سے بقیہ مقدمات مین ججون نے اس قیاس پر عمل کیا ہے کہ تبنیت کے معاملہ مین لوگونکی رسم و رواج پر بالکل لحاظ نکرنا چاہئے اور بطور ناقابل غور کے تصور کیا بشرطیکہ سوے اتفاق سے اونکی رسم و رواج نندا پنڈت اور مسٹر سدرلینڈ کی ممانعتون کے خلاف پاے گئے ہون

اسقدر مین بوجہ اس نامناسب قیاس کے تذبذب داخل ہو گیا ہے کہ ممالک ہذا کے ہندؤن نے جو تابع طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے ہین ایسی رسم و رواج قایم کر لئے ہین جو مطابق فیصلجات حکام ہائی کورٹ مدراس اور بمبئی کے ہو جاوین یہہ مین ضرور بتلاونگا کہ مقدمات رپورٹ شدہ مدراس پر بے طرفدارانہ غور کرنیسے ظاہر ہوتا ہے کہ اون فیصلون کا وہ اثر مدراس مین بھی نہین ہوا تھا کہ جس

اثر کی ممالک ہذا مین ہمسے قیاس کر لینے کی خواہش کیجاتی ہے کچھ مضایقہ نہین کہ اون فیصلون کا اثر مدراس اور بمبئی کے لوگون کی رسم و رواج پر کیا ہوا ہوگا ہمکو اسمقدمہ مین جس شے پر عمل کرنا ہے وہ شاستر مروجہ بنارس ہے۔

جہانتک اس امر کو جو ہمارے روبرو پیش ہے تعلق ہے مین خیال کرتا ہون کہ یہہ بحث کہ آیا ممالک ہذا کے تین دو جنبی قومون مین جو تابع طریقہ شاستر مروجہ بنارس کے ہین تبنیت متبنی کرنیوالے کی بھانجہ نواسہ یا ماان کی بہن کے بیٹے کی بموجب اقوال دہرم شاستر کے قابل روا رکہنے کی ہے یا ممنوع ہے ازروے کسی سند کے ختم نہین ہوئی ہے اور ہم اسمقدمہ مین اوسکی نسبت راے ظاہر کرنیکے مستحق ہین۔ میری راے مین قطعاً کوئی ثبوت صاف یا ناصاف اس امر کا نہین ہے کہ ننداپنڈت اور مسٹر سدرلینڈ کی ممانعت خلاف ایسی تبنیت کے دہرم شاستر طریقہ مروجہ بنارس مین پائی گئی ہین اور ممالک ہذا کے رسم و رواج مین مقبول ہوئی ہین درحقیقت مقدمہ نمبر ۱۲ مندرجہ جلد دوم دہرم شاستر میگناٹن صاحب اور مقدمہ مندرجہ صدر دیوانی عدالت جلد ۷ صفحہ ۱۴۴ سے میرے ذہن مین یہہ پایا ہوتا ہے کہ ایسی ممانعت ممالک ہذا مین سنہ ۱۸۵۵ء تک تسلیم نہین ہوئی اور اختیار نہین کی گئی ہے۔ علاوہ برین میری راے مین یہہ ثابت نہین ہوا ہے کہ دہرم شاستر طریقہ مروجہ بنارس کے کسی مقولہ مین کوئی ایسی ممانعت شامل ہے۔

میری راے مین یہہ ثابت نہین ہوا ہے کہ اسمقدمہ کی تبنیت بھانجہ کی اشپہلکر وقوع پذیر ہوئی ہے بیجا نپ باد ہوسنگہ کے ازروے دہرم شاستر مروجہ بنارس سے جو ممالک ہذا مین اور فریقین سے متعلق ہے خلاف قانون اور ممنوع ہے۔ اگر ضرورت ہو تو مین آگے بڑہنے اور یہہ تجویز کرنیکو آمادہ ہون کہ تبنیت مان کی بہن کے بیٹے کی اون تین دو جنبی قومون کے ہندؤن مین جو تابع شاستر طریقہ مروجہ بنارس کے ہین نہ صرف ممنوع ہی نہین ہے بلکہ جایز ہے۔ مین ڈگری زیر اپیل جو اس امر ابتدائی کے بنا پر ہے منسوخ کرونگا اور مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس کرونگا۔

ناکس صاحب جسٹس۔ ذی علم چیف جسٹس کے بہت لایق اونجا میع اور مانع تجویز کے باحتیاط پڑہنے کا مجھے پورا موقع ملا تھا اوسی بنیاد پر غور کرنا تضیع اوقات ہوگا۔ مین اس امر کے تجویز کرنے مین پورا اتفاق کرتا ہون کہ جو کچھ بحث طلب مسئلہ [illegible] ہے

بطور غیر متنازعہ قاعدہ شاستر کے قبول کرنیکی التماس کرتے ہین وہ اوس حیثیت سے مقبول نہین ہوسکتا ہے رسپانڈنٹان کو یہ ثابت کرنا چاہئے تھا کہ وہ غیر متنازعہ قاعدہ شاستر کا جسکے رو سے وہ بھگوان سنگہ کی تبنیت پر اعتراض کرتے ہین طریقہ شاستر مروجہ بنارس ہین اور از روے رواج کے مانا گیا ہے اور منظور کیا گیا ہے اور چونکہ اونہون نے یہ ثابت نہین کیا ہی لہذا مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس جاویگا۔

جن مقولون کا رسپانڈنٹان کی طرف سے واسطے مقبولی کے بہت زور دیا گیا ہے وہ سونک سمرتی کے مقولہ جات ہین اور ساکلہ کا مقولہ بیان کیا جاتا ہے۔

مقولہ جات سونک سمرتی پر نندا پنڈت نے اپنی دتک مانسا مین اون کل مختلف وجوہ کو مبنی کیا ہے جو وہ اس امر کے کہنے کے لئے پیش کرتے ہین کہ تبنیت نواسہ و بھانجہ اور ماں کی بہن کے بیٹے کی ناجایز ہی جس جزو مقولہ کو مقولہ ساکلی کا بیان کیا ہے وہ بطور مقولہ تائید اپنی تعلیم کے جو اسبارہ مین ہے ازدیاد کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر بوہلر صاحب نے ایک مفید کاغذ مین جو جرنل ایشیاٹک سوسائٹی ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۴۹ مین مکرر درج ہوا ہے اور کل مقولہ اور ترجمہ ایک قلمی مضمون کا جسکو شاستری نام سے برہٹ سونک سمرتی کے جانتے ہین کیا ہے وہ سونک کرلکا کے نام موسوم ہے اور یہہ وہ کتاب ہے جسپر نندا پنڈت اور دیگر مصنفان دربارہ تبنیت کے حوالہ کرتے ہین۔ ڈاکٹر بوہلر صاحب نے اپنے مضمون قلمی کو اوس مقولہ سے جو دتک مانسا اور دتک چندرکا ویوہار میوکہ اور سنسکارا کوستبھا مین ہے مقابلہ کیا تھا جسکا نتیجہ ہے۔ اول فقرہ منجملہ اون دو فقرات کے جسپر نندا پنڈت نے استدلال کیا ہے اور جیساکہ نندا پنڈت نے نقل کی ہے اہم طور پر اس سے مختلف ہے جیساکہ دیگر مفسران نے اوسکی نقل کی ہے اور وہ قلمی مضمون مقبوضہ ڈاکٹر بوہلر صاحب سے بھی مختلف ہے اوس فقرہ مین جسطرح کہ اوسکے دیگر مفسران نے نقل کی ہے دو معمولی اشلوک ہین اور اون اشلوکون کی مضمون کے پانچ مختلف عبارت سے کم نہین ہین۔ صرف دتک چندرکا بہ نسبت عبارت اصل مضمون مقولہ کے متفق ہے۔ جیساکہ نیل کنٹھ نے ویوہار میوکہ مین اصل مضمون کی نقل کی اوسکا نتیجہ

یہ ہے کہ اس شکل کی تبنیت کل قومون مین بشمول شودرون کے جایز ہے
مقولہ ڈاکٹر بوہلر صاحب کے مضمون قلمی کانیل کنٹھ کی عبارت کے موافق ہی اگرچہ اوسکے خلاف ہے
لفظ لیکن (ر چ) بجاے لفظ اور (मात्र) قایم کرکے دتک ممانسا اور دتک چندر کا مانوذ
لگاتے ہین۔ لیکن صرف دتک ممانسا کچھہ تجاوز کرتا ہے اور نصف اشلوک درج کرتا ہے
جسکی عبارت حسب ذیل ہے۔

[illegible Devanagari line]

جسکے یہ معنی ہین کہ تین دوجینی قومون مین جو برہمن سے شروع ہوتی ہین بھانجہ
کسی جگہہ متبنی نہین کیا جاتا ہے۔

یہ نصف اشلوک اوس مقولہ مین نہین پایا جاتا ہے جیسا کہ اوسکی نقل
کسی دوسرے مفسرون نے کی ہے چونکہ وہ نصف ہی ہے تو اوس نصف اشلوک
فی نفسہ سے یہ شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ایک فقرہ اصل مقولہ مین بدین نظر درمیان مین
بڑھا دیا گیا ہے کہ مقولہ ماسبق کے پڑھنے مین تقویت ہو کہ جس مقام پر وہ اوس مقولہ سے
اختلاف کرتا ہے جیسا کہ اوسکو دیگر مفسران نے لکھا ہے۔

منجملہ مقولون کے مقولہ دوم جسپر نندا پنڈت نے استدلال کیا ہے ایسی عبارت
مین ہے کہ اگر وہ صحیح ہے تو اوس سے اون تفسیرات پر اہم طور پر اثر آتا ہے جو نندا پنڈت
نے کی ہین۔ یہ وہ مقولہ ہے جسپر وقت سماعت کے اکثر حوالہ ہوا تھا اور جسمین لفظ
(पुत्रच्छायावह) شامل ہے۔ اس لفظ کا اخیر حصہ یونانی مین شیک ۰۰۸۰۰۹۰، ہرہ
مکرر آیا ہے اور اوسکے لفظی معنی سایہ رکھنا۔ نندا پنڈت نے اوسکا ترجمہ یہ کیا ہے
مشابہت پسر کی رکھنا اور اس ایک لفظ پر اونھون نے اپنا کل یہ خیال قایم کرلیا ہے
کہ لڑکا ایسا ہونا چاہیئے جو بذریعہ نیوگ کے متبنی کرنیوالے سے پیدا ہو سکنے کے قابل ہو۔
اگر اصل مقولہ مین لفظ (पुत्रच्छायावह) شامل نہین ہے تو بیخ و بنیاد اس قاعدہ
کی ساقط ہوتی ہے اور عبارت جو اوسپر تفسیر ہوئی ہے ہلکی ہوا مین کھل جاویگی مصنف
سنسکار کوستبہا نے بھی اوسی مقولہ کی نقل سونک سمرتی سے کی ہے لیکن اوسکو مطابق
عبارت مقولہ مذکور کے حسب ذیل ہے۔

[illegible Devanagari line] — یہ عبارت بادی النظر مین
زیادہ اصلی اور معقول معلوم ہوتی ہے۔ اسکی یہ معنی ہین کہ لڑکے کو گیرد ان اعدز یوبیعت

آراستہ کرنیکے بعد اور جیتری کے سایہ میں آنیکے بعد - اگر یہ عبارت صحیح ہے تو عبارت مقولہ سونک جی سے نندا پنڈت کی حکمت سے بھی عبارت [illegible] سے خیال نیوگ کا برآمد نہین ہوتا ہے -

اگر عبارت قایم کردہ نندا پنڈت کی صحیح ہے تاہم مین اس دیپہ وار تعبیر کو جو اونھون نے [illegible] کی قایم کی ہے قبول نہین کر سکتا ہون اور قبول نہین کرتا ہون - اصلی معنی یہ ہین کہ لڑکا جو قبل تبنیت کے اپنے باپ متبنی کرنیوالا کا بیٹا تھا اب مشابہت بیٹے کی رکھتا ہے - مین اس اصلی معنی کو چھوڑنے اور مذہب گروہ خلیفات جو نندا پنڈت نے برآمد کی ہین قبول کرنیکو آمادہ نہین ہون - اس امر کو دیلم جیف جسٹس نے ایسے پورے طور پر طے کر دیا ہے کہ مین بجز اسکے اور کچھ نکھونگا کہ مین اوس سے پورا اتفاق کرتا ہون جو کچھ معزی الیہ نے بہ نسبت تفسیرات نندا پنڈت مندرجہ اونکی مقولات کے کہا ہے -

کیا یہ تعجب کی بات ہے کہ مین کچھ بے اعتباری کے ساتھ اون معنی پر نظر کرون جو دتک ممانسا مین دی گئی ہین جب کہ مین ایسے اہم اختلافات اون دونون مقولون کی عبارت مین پاتا ہون جنکی نقل نندا پنڈت نے بطور سند اپنے قانون کے کی ہے مین اس امر سے ناواقف نہین ہون کہ ویوہار میوکہ اور سنسکار کو ستبھا طریقہ نیارس مین استاد نہین ہین لیکن سب سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصل اور ایک ہی مقولہ کسی قدیم مجاسر کا ظاہر کرتے ہین کسی نہ کسی نے اصل مقولہ کو غلط پڑھا ہوگا یا یاد کیا ہوگا اور بحالت نہونے شہادت کے مین کیونکر یہ تجویز کر سکتا ہون کہ کونسی عبارت مقولہ کی جو اصل مین ہے صحیح و نیک ہے -

بصحت اوس جزو مقولہ کا جسکا نقل ہونا ساکل سے بیان کیا جاتا ہے آزمانا مشکل ہے - اوسکا نہ آغاز ہے اور نہ انجام ہے اور نہ حوالہ اس امر کا ہے کہ وہ کون کتاب ہے جس سے وہ لیا گیا ہے - ممکن ہے کہ وہ ہرگز ساکل کا مقولہ نہو - نندا پنڈت کی نسبت یہ معلوم ہے کہ اونھون نے حوالہ جات مین پہلے سے غلطی کی ہے - ممکن ہے کہ ساکل کا مقولہ ہو لیکن بلا مضمون سابقہ کے مین کسی قسم کا اوس سے نتیجہ نکالنے سے انکار کرتا ہون جیسا کہ بعض فضول اور بیموقع ہونگی بشرطیکہ میرے روبرو شہادت اس امر کی

[illegible] کی بنا ... [illegible] ... نالش ... [illegible]

واقعات مقدمہ کے فیصلہ میں ایچ صاحب چیف جسٹس اور نیز فیصلہ میں بنرجی صاحب کے کافی طور پر درج ہیں۔

جوگیندر ناتھ منجانب اپیلانٹ   سندر لال منجانب رسپانڈنٹ

بنرجی صاحب جسٹس۔ وہ حالات کہ جنسے یہ نالش پیدا ہوئی حسب ذیل ہیں ایک شخص بھیمی معہ اپنے پانچ لڑکوں کے شریک ایک ہندو خاندان مشترکہ تابع قانون متاکشرا کا تھا اور اوس خاندان کا ایک حصہ ایک باغ میں تھا جسکی نسبت یہ تجویز ہوئی کہ وہ ملکیت موروثی خاندان مشترکہ کی تھی اوسنے اور اوسکے بھائی نے جو بعد ازان فوت ہوگیا کچھ روپیہ بھوانی پرشاد اپیلانٹ سے قرض لیا اور اس رقم قرضہ کی بابتہ اونہوں نے ایک رہنامہ سادہ باغ کا بحق بھوانی پرشاد کے تحریر کیا بھوانی پرشاد نے ایک نالش بربنائے اپنے رہنامہ کے دایر کی اور بھیمی اور قائمقام قانونی اوسکے بھائی کو نالش میں مدعاعلیہ بنایا اور ۲۳۔ فروری ۱۸۹۲ء کو اوسنے ڈگری نیلام جایداد مرہونہ حسب دفعہ ۸۸۔ ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ء حاصل کی جب اوسنے حسب دفعہ ۸۹۔ ایکٹ مذکور درخواست حکم قطعی نیلام کی پیش کی اوسوقت بھیمی کے تین لڑکوں نے جو اپیل ہذا میں رسپانڈنٹ ہیں حکم مذکور کے صادر کرنے کی نسبت عذر کیا اونکا عذر نا منظور ہوا اور اونہوں نے نالش ہذا بدعوی استقرار اس امر کے دایر کی کہ اونکے حقوق واقع جایداد مرہونہ ذمہ داری ڈگری سے مستثنی ہیں اصل بنا اونکے دعوی کی یہہ تہی کہ وے اوس نالش میں فریق نہ تھے جسمیں ڈگری صادر ہوئی تھی اونہوں نے امر قرضہ سے انکار نہین کیا اور اونہوں نے یہہ بیان نہین کیا کہ بھیمی نے واسطے اغراض خلاف تہذیب یا مذہب کے قرضہ لیا تھا عدالت مرافعہ اولی نے نالش کو اس بنا پر ڈسمس کیا کہ مدعیان نے یہہ بیان بھی نہین کیا تھا چہ جائیکہ ثابت کیا ہو کہ قرضہ اونکے باپ کا واسطے غرض خلاف تہذیب کے لیا گیا تھا بر طبق اپیل [illegible] عدالت ماتحت نے ڈگری منصف کو منسوخ کیا اور دعوی کو اس تجویز کے ساتھ [illegible] کہ مدعیان مقدمہ بھوانی پرشاد میں فریق نہین بنائے گئے تھے لہذا جو ڈگری کہ او[illegible] بمقابلہ اونکے حقوق واقع جایداد مرہونہ کے قابل اجرا نہین ہے۔

صحت اس فیصلہ کی نسبت اس اپیل دوم میں اعتراض کیا گیا ہے او[illegible] برطبق اس استصواب کے جو اجلاس کامل سے کیا گیا غور کرنا ہے دراصل یہہ

اپنی نالش مین صرف اس بنا پر کامیاب ہو سکتے ہین یا نہین کہ روے نالش ہوا تی پرشاد مین جو اونکے باپ کے نام تھی فریق نہ تھے یا اونکو یہہ بہی ثابت کرنا چاہیے کہ باپ اونکے نے کوئی قرضہ نہین لیا یا یہہ کہ قرضہ ایسا تھا کہ جسکا ادا کرنا اونپر بوجہ اونکے مذہبی فرض کے بحیثیت ہندو پسران کے قانوناً لازم نتھا۔

یہہ بحث دقت طلب ہے اور جو دقت کہ مجکو اوسپر غور کرنے مین ہے وہ بوجہ بعض تحریرات کے زیادہ ہوگئی ہے کہ جو تجویز ذیعلم چیف جسٹس صاحب مصدورہ مقدمہ بدری پرشاد بنام مدن لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۷۵) مین ہین اور جنکی نسبت یہہ کہا جاتا ہے کہ اونسے عملاً امر مذکور فیصل ہوگیا ہے بصفحہ ۸۳ یہہ درج رپورٹ ہے کہ ذیعلم چیف جسٹس صاحب نے یہہ فرمایا۔ اگر مدعیان نالش ہذا نے کہ جو بعد نفاذ ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ع دایر ہوئی باوجود اس اطلاع کے کہ لڑکون کا حق جایداد مین ہے اونکو شریک نہین کیا تو وے ڈگری صرف بمقابلہ حق پدر کے حاصل کر سکتے تھے اور ایسی ڈگری نیلام حاصل نہین کر سکتے تھے کہ جو حقوق پسران واقع جایداد مرہونہ پر موثر ہو۔ یہہ تحریرات میری دانست مین نسبت اوس بحث کے جسکا فیصلہ ہمکو برطبق استصواب ہذا کرنا ہے قطعی نہین ہین یہہ خاص بحث پیدا نہین ہوئی تھی اور نہ وہ مقدمہ بدری پرشاد بنام مدن لال مین داخل تھی اور اسوجہ سے اوسکا فیصلہ مقدمہ مذکور مین نہین ہوسکتا تھا وہ امور کہ جنپر مقدمہ مذکور مین غور کیا گیا اور جنکا فیصلہ کیا گیا یہہ تھے کہ اولاً آیا پسران ہندو خاندان مشترکہ پر اپنے پدر کے ساتھ بربناے رہنامہ کے جو صرف باپ نے لکھا تھا نالش ہو سکتی ہے یا نہین دوم نوعیت اوس ڈگری کی کیا ہے کہ جسکا مرتہن مستحق ہے امر دوم کی تجویز کرنے مین ذیعلم چیف جسٹس صاحب نے وہ تحریرات کین کہ جسکا ذکر مین بیشتر کر چکا ہون اور مجکو معلوم ہوتا ہے کہ تحریرات مذکور مین صرف چند وجوہ منجملہ اون وجوہ کے مندرج تھے کہ جن سے حاکم موصوف کا میلان اوس ڈگری کے صادر کرنے کی طرف ہوا کہ جو اوس مقدمہ مین صادر ہوئی تھی بوجہ مذکور تحریرات مذکور صرف بطور اظہار راے کے سمجھی جا سکتی ہین اور نہ بطور فیصلہ عدالتی اوس امر کے جواب زیر غور ہے میرے ذیعلم بہائی ناکس صاحب وبلیر صاحب اوس وقت سے ایک حاکم کی ظاہرا اوسوقت بہی راے تہی کہ جب اونہون نے مقدمہ مین حکام سے بحث مین سپرد کیا تھا اور غالباً اونکو کچھ پس و پیش مقبولی راے ذیعلم چیف جسٹس صاحب مین تہا اور نہ [illegible] کوئی وجہ سپردگی مذکور کے کرنے کی نہ تہی بوقت سماعت مقدمہ روبرو میرے

بھالی، ملیر صاحب و برکت صاحب اور خود میری مین نے یہہ خیال کیا تھا کہ اون ذیلی عجوبات کی یہہ رائے تھی کہ امر ہذا از روے سند نظر اجلاس کامل محولہ بالا طے نہین ہوا تھا پس یہہ کہا گیا ہے کہ جسکی بابت کوئی فیصلہ نہین ہوا ہے اور اوسکی تجویز رویداد پر ہونی چاہئے مین یہہ اور تحریر کرتا ہون کہ بلحاظ اوس راے کے جو مین نے اس مقدمہ کی نسبت قایم کی ہے تحریرات ذیلی حبیب جسٹس صاحب سے امر ہذا کلیتًا بلا فیصلہ باقی ہے۔

اسمین کوئی شبہہ نہین ہوسکتا کہ چونکہ مدعیان نالش ہذا کو جایداد مشمولہ رہنامہ مرہونہ بھوانی پرشاد مین حق حاصل تھا لہذا بموجب دفعہ ۸۵- ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے وے فریق ضروری اوس نالش کے تھے جو بھوانی پرشاد نے واسطے نفاذ رہنامہ کے دایر کی تھی یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اونکے فریق مقدمہ نہ بنانے کی وجہ سے بھوانی پرشاد کی نالش بموجب تجویز اجلاس کامل مصدرہ مقدمہ بتادین کنور بنام کاظم حسین (انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۲ (۲۳۱) کے قابل ڈسمسی تھی یہہ بھی ہوسکتا ہے کہ اگر وہ ڈگری نیلام نالش مذکور مین حاصل بھی کرسکتا تھا تو ڈگری مذکور صرف باپ کے حقوق تک محدود ہونی چاہئے تھی لیکن اوسنے ڈگری نیلام کل جایداد مرہونہ کی حاصل کی تھی اور جس امر پر ہمکو غور کرنا ہے وہ یہہ ہے کہ پسران راہن کو فریق مقدمہ نہ بنانے کا کیا اثر اوس ڈگری پر جو اسطرح حاصل کی گئی اور حقوق پسران واقع جایداد مرہونہ پر تھا۔

معمولی طور پر ہر شخص کو جسکو حق انفکاک رہن حاصل ہو موقع استعمال اوس حق کا ملنا چاہئے اور اگر ایسا موقع اوسکو نہ دیا جاے تو اوسکو حق مذکور اوسوقت تک حاصل رہتا ہے کہ حق مذکور بوجہ اثر قانون میعاد سماعت کے زایل ہوجاے اگر قبل اسکے کہ اوسکا حق انفکاک زایل ہوجاے نیلام عمل مین آوے تو نیلام مذکور کے ذریعہ سے اوسکا حق واقع جایداد مذکور خریدار کی جانب منتقل نہین ہوسکتا پس مرتہن کی نالش نیلام مین اون لوگون کو شریک کرنے کا نتیجہ جو فریق ضروری نالش کے تھے یہہ ہے کہ اون لوگون کا حق انفکاک قایم رہتا ہے اور وے لوگ مستحق استعمال کرنے اوس حق کے اوسوقت تک ہین کہ وہ بذریعہ نالش کے زایل ہوجاے یا اوس مین امتداد زمانہ کیوجہ سے تمادی عارض ہوجاے۔

لیکن ہندو لوگ پسر تابع قانون متاکشرا کی حیثیت کسیقدر مختلف ہے فیصلجات حکام پریوی کونسل سے یہہ امر طے ہوگیا ہے کہ لڑکے کا یہہ فرض مذہبی ہے کہ اپنے باپ کے قرضہا جو امر خلاف مذہب کے واسطے نہ لیے گئے ہون جایداد موروثی مین سے ادا کرے کہ جس مین لڑکے کو حق

حاصل ہے اور یہہ فرض مساوی طور پر بیٹے کے ذمہ ہے خواہ قرضجات مین کل جایداد موروثی
رہن ہو یا نہو یہہ بھی ایک امر مشتبہ ہے کہ انتقال جایداد موروثی کا جو باپ نے بمعاوضہ ایسے قرضجات
کے کیا ہو حقوق پسر پر قابل پابندی ہے اور نیلام جایداد موروثی سے جو بہ تحریک قرضخواہ پدر کے
واسطے ایصال قرضجات مذکور کے ہو حقوق پسر بھی بجانب خریدار منتقل ہو جاتے ہین بمقدمہ
نانومئی پرساد بنام مدن موہن (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۲۱) حکام عالی مقام
نے یہہ فرمایا - کچہ عرصہ سے یہہ اصول بذریعہ فیصلجات کے قایم ہوا ہے کہ پسران اپنے حقوق
بمقابلہ انتقال پدری بعوض قرضہ موروثی کے یا بمقابلہ چارہ کار قرضخواہ نسبت قرضجات کے اگر
اونمین نقص خلاف تہذیب ہونے کا نہو استدلال نہین کر سکتے اور اجلاس کامل عدالت بڑا
نے بمقدمہ پدری پرشاد بنام مدن لال (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۷) یہہ تجویز کی
کہ حیات پدر مین بھی وہ ایسا نہین کر سکتے وہ وجوہ کہ جنکی بنا پر پسر ذمہ داری قرضہ ذمگی اپنے
پدر سے سبکدوش ہو سکتا ہے یا یہہ دعوی کر سکتا ہے کہ نیلام جایداد موروثی جو واسطے
ایصال قرضجات پدر کے کیا گیا پسر کے حقوق واقع جایداد پر موثر نہین ہے صرف یہہ ہین کہ
درحقیقت باپ نے قرضہ نہین لیا تھا یا یہہ کہ قرضجات قایم نہ تھے یا یہہ کہ قرضجات اس قسم کے تھے
کہ جنکا ادا کرنا اوس پر بوجہ اوسکے فرض مذہبی کے بحیثیت ہندو پسر کے لازم نہتا جبکہ یہی صرف وہ
وجوہ ہین کہ جنکی بنا پر وہ ذمہ داری قرضجات پدر سے سبکدوش ہو سکتا ہے تو وہ بجواب نالش
داین کے وجوہ مذکور کو اوس حالت مین پیش کر سکتا ہے کہ وہ نالش مذکور مین فریق بنایا جاوے
یا اگر وہ نالش داین مین فریق نہ بنایا جاوے تو وہ خود نالش کر سکتا ہے لیکن ہر دو صورت مین
صرف یہی وہ وجوہ ہین کہ جن سے وہ مستفید ہو سکتا ہے اور وجوہ مذکور سے وہ قبل یا بعد وقوع
نیلام کے جو بہ تحریک داین کے ہو فایدہ اوٹھا سکتا ہے حکام عالی مقام پریوی کونسل نے بمقدمہ
نانومی پرساد بنام مدن موہن (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۲۱) یہہ فرمایا حکام
عالی مقام کو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ احتیاط کی [illegible] س امر کی تعین کی گئی کہ مابین اس امر کے کہ کہان تک
کل جایداد مشترکہ سواے خدمہ دار قرضہ پدر کی ہے در اس امر کے کہ کہان تک پسران بوجہ اون کے رعایات کے
جو صرف بمقابلہ باپ کے لی ہین یا اوسکے لین ذمہ داری کی نسبت اعتراض کرنے سے ممنوع
ہین فرق کیا جاوے اگر اوسکا قرضہ اس قسم کا تھا کہ بابت اوسکے نیلام کل جایداد کا ہو سکے تو وہ
تمام جایداد کو بلا نالش کے فروخت کر سکتا تھا یا داین قانوناً اوسکو بذریعہ نالش کے نیلام کر سکتا تھا

فریقین جو دعوی کرسکتے ہین وہ صرف یہہ ہے کہ چونکہ وسکے نیلام یا کارروئیات اجرا ڈگری مین فریق نہ ستھے لہذا وسے اس امر سے ممنوع نہوسنے چاہئین کہ قرضہ کے وجود یا اوسکی نوعیت کی اپنی بخاص نالش مین فیصلہ کرا سکین۔

اب دیکھنا چاہئے کہ آیا ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ء کی رو سے اصول وہ ہم شناستہ جو حکام عالیمقام پریوی کونسل سنے اسطور پہ بیان فرمائے ہین منسوخ یا ترمیم ہوگئے یا نہین بجز کہ خود ایکٹ مین صاف اور صریح اظہار منشاے واضعان قانون کا اس بارہ مین ہو اس امر کا جانب اثبات مین دینے مین تامل ہونا چاہئے اس قسم کا اظہار میری دانست مین احکام دفعہ ۸۵ مین پایا نہین جاتا بمقدمہ تامدار چودہری بنام کرم رضی (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۲۱۵) اسٹریٹ صاحب جسٹس نے بحوالہ دفعہ مذکورہ باتفاق راے ٹرل صاحب جسٹس کے یہہ فرمایا دفعہ ۸۵ ایکٹ انتقال جایداد کی رو سے کہ جواب نافذ ہے صرف وہ اصول متعلق کیا گیا ہے جو بہت پیشتر عدالت ہاے ملک ہذا مین مسلمہ تھا اور جو ایک ایسا اصول ہے جسکا نافذ کرنا میری دانست مین عدالتہاے موصوف پر بلحاظ انصاف و عدل و نیک نیتی کے فرض تھا اس راے سے مجکو بھی پورے طور پر اتفاق ہے اور میری دانست مین یہہ وہ نتیجہ ہے کہ جو تحریرات ذیل ذیعلم چیف جسٹس صاحب بمقدمہ ماتادین کسودہن بنام کاظم حسین (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۴۳۲) سے پیدا ہوتا ہے۔ بصفحہ ۴۵۳ حاکم موصوف نے یہہ فرمایا اون فیصلجات سے جنکا مین سنے حوالہ دیا یہہ ظاہر ہوتا ہے اور میری دانست مین صحیح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ قبل اور نیز بعد نفاذ ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء کے کسی مرتہن کو کوئی یہہ حق نہ تھا کہ جایداد رہونہ کو بابت اپنے زررہن کے بلا انفکاک رہن سابق کے اگر کوئی ہو یا بلا اسکے کہ مرتہن مابعد کو اگر کوئی ہو موقع انفکاک کا دیا جاے نیلام کرا ے اور نالش مرتہن مین جو واسطے نیلام کے بربناے اوسکے رہنامہ کے ہو دیگر مرتہنان خواہ وہ مرتہنان ماقبل یا مابعد ہون فریق ضروری تھے یہی نتیجہ اکثر اون مقدمات سے نکلتا ہے جو تجویز ذیعلم چیف جسٹس صاحب مصدرہ مقدمہ مذکور مین جمع کئے گئے ہین میری راے مین دفعہ ۸۵ مین وہی قاعدہ منضبط کیا گیا ہے کہ جو ہمیشہ قاعدہ ضابطہ رہا ہے یعنی یہہ کہ جملہ اشخاص جنکے حقوق کو مضرت پہونچانا بذریعہ کسی نالش کے مقصود ہے فریق بناے جائین بجز اسکے کہ اونکے حقوق کی بابت کوئی قایم مقام دیگر فریق نالش ہو اور اونکی حفاظت کا کافی ہوتی ہو دیکھو کتاب مسٹر ڈ صاحب متعلقہ پلیڈنگ صفحات ۱۴۲

(۱۴) اور اسوجہ سے کہ قاعدہ مذکور کی تعمیل ٹھیک طور پر عدالتوں نے خصوصاً ممالک بنگالہ مین نہین کی اور نتیجہ یہ ہوا کہ نزاعات بے انتہا ہوے واضعان قانون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ ۸۵ کو قاعدہ مذکور پر استدلال کرنے اور اوسکو نافذ کرنے کے لیے وضع کیا دفعہ مذکور سے میری دانست مین کوئی قاعدہ قانون اصلی قایم نہین ہوا بعلاوہ اس حجت کی کوئی بنیاد نہین ہے کہ ڈگری جو بخلاف ورزی احکام دفعہ مذکور کے حاصل کیجاے کالعدم ہے ایسی ڈگری بقابل کالعدم ہونے کے معنی پر بتحریک اون اشخاص کے ہے کہ جو اوس نالش مین فریق نہ تھے کہ جسمین ڈگری صادر ہوئی تھی چونکہ دفعہ ۸۵ مین کوئی قاعدہ جدید ضابطہ کا بیان نہین کیا گیا ہے لہذا منسوخ ہونے دفعہ مذکور سے اوس قاعدہ پر اثر نہین پہونچ سکتا اور نہین پہونچتا کہ جو حکام عالیمقام پریوی کونسل نے قرار دیا ہے اور قاعدہ مذکور اون ڈگریات سے جو بمقابلہ باپ کے بعد صدور ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے حاصل کی گئین اوسیقدر متعلق ہے کہ جسقدر وہ اون ڈگریات سے جو بعد صدور ایکٹ مذکور کے حاصل کی گئین متعلق ہے جیساکہ مین پیشتر بیان کرچکا ہون کوئی ہندو پسر جس سے قانون متاکشرا متعلق ہے بموجب فیصلجات پریوی کونسل کے اثر ڈگری سے جو بمقابلہ باپ کے حاصل کی گئی ہو سواے ان وجوہ کے نہین بچ سکتا کہ وہ قرضہ جسکی بابت ڈگری صادر ہوئی درحقیقت باپ نے نہین لیا تھا یا اگر لیا تھا اور وہ ہنوز قایم ہے تو وہ واسطے غرض خلاف تہذیب و خلاف مذہب کے لیا گیا تھا بموجب دہرم شاستر کے کوئی اور وجہ نہین ہے جسکی بنا پر وہ اوس ذمہ داری کے مواخذہ سے بچے جو بموجب دہرم شاستر مذکور کے اوسپر بابت قرضہ پدر کے عاید کی گئی ہے یہی وہ وجوہ ہین کہ جنکی بنا پر وہ نالش داین کی جوابدہی اوس حالت مین کرسکتا تھا کہ وہ اوس نالش مین فریق ہوتا اور چونکہ داین کی نالش مین اوسکے فریق نہ بنانے کا یہ اثر نہ تھا کہ ڈگری جو نالش مذکور مین صادر ہوئی قطعاً کالعدم و ناجایز ہوجاے بلکہ صرف یہ اثر تھا کہ پسر کی وہی حالت ہوجاوے کہ جو قبل ارجاع نالش کے تھی لہذا مجھکو یہ نہین معلوم ہوتا کہ کس طرح وہ بعد صدور ڈگری کے بابت قرضہ کے کوئی ایسا عذر کرسکتا ہے کہ جو وہ قبل ڈگری کے پیش نہین کرسکتا تھا یہ حجت کی گئی ہے کہ ڈگری نیلام بابت قرضہ رہن کے بہ نسبت خود قرضہ کے مختلف حیثیت رکھتی ہے اور گو پسر ذمہ دار اداے اوس قرضہ کا ہو کہ جس مین وہ شریک نہ تھا لیکن وہ ذمہداری اوس ڈگری سے جو بابت قرضہ مذکور کے صادر ہوئی ہو صرف اسی وجہ سے بری ہونے کا دعوی کرسکتا ہے کہ وہ اوس نالش مین فریق نہ تھا

ان ہندوون ۔۔۔ ابتی اس بحث کو صحیح مان کر بغرض یکسانیت کے مزد رہے کہ دونون
ہندو ولپسر تابع متاکشرا کے اوسیقدر ڈگری سادہ زر نقد سے متعلق ہو کہ بقدر وہ ڈگری
جایداد مرہونہ سے متعلق ہے یہ صحیح ہے کہ یہ دونون اقسام کی ڈگریات بلحاظ جملہ لوازمہ کے
یکسان نہین ہین مگر اونکا اثر بطور ڈگری ونگی پدر کے حقوق پسر واقع جایداد مشترکہ موروثی پر
مطابق تجویز حکام عالیمقام پریوی کونسل کے یکسان ہے بصورت اشخاص دیگر علاوہ ہنود
تابع متاکشرا کے اوس نیلام سے جو اجرائے ڈگری سادہ زر نقد مین جو صرف باپ پر حاصل
کی گئی ہو حقوق پسر واقع جایداد مملوکہ مشترکہ پدر و پسر منتقل نہین ہو سکتے لیکن بصورت ایسے
پسر کے جس سے قانون متاکشرا متعلق ہو بموجودگی فیصلجات پریوی کونسل کے ایک لحظہ بھی
یہ بحث نہین ہو سکتی کہ پسر نیلام اجرائے ڈگری مذکور کے اثر سے جو اوسکے خاص حقوق
واقع جایداد موروثی پر ہو اس بنا پر بچ سکتا ہے کہ وہ نالش یا کارروائیات اجرائین کوئی
فریق نہ تھا اگر بصورت نیلام بعلت اجرائے ڈگری سادہ زر نقد کے وہ محفوظ نہین رہ سکتا
تو وہ متساوی طور پر بصورت ایسے نیلام کے جو با جرائے ڈگری نیلام بابت زر رہن کے
عمل مین آیا ہو محفوظ نہین رہ سکتا اجلاس کامل عدالت ہذا نے بمقدمہ فتح چند بنام محمد بخش
(انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۲۵۹) یہ تجویز کی ہے کہ ڈگری نیلام حسب دفعہ ۸۸
ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء ایک قسم کی ڈگری ادائے قرضہ ہے (بصفحہ ۲۶۸) جبکہ ایسی ڈگری بمقابلہ پدر
پسر این ہندو تابع قانون متاکشرا کے صادر ہو تو وہ ایک ڈگری واسطے ادائے قرضہ پدر کے
ہے اور جو ذمہ داری کہ پسر پر بابتہ جملہ ایسے قرضجات پدر کے ہوتی ہے جو خلاف تہذیب یا جو سے
ملوث نہون اس قرضہ سے بھی متعلق ہے پس بصورت ڈگری نیلام کے پسر کی حالت
کچھ اوس سے بہتر نہین ہو سکتی کہ جو اوسکی حالت بصورت دیگر قرضہ پدر کے ہے جیسا کہ حکام
عالیمقام پریوی کونسل نے تجویز کیا ہے پسر کی ذمہ داری صرف نوعیت قرضہ سے تعلق رکھتی ہے
اور ماورا اوس ضابطہ کا اثر ہو جسکا کہ پسر واین نے واسطے نفاذ قرضہ کے عمل کیا ہو یہ ذمہ داری
قانوناً اوسپر اسوجہ سے عاید کی گئی ہے کہ وہ اپنے باپ کا بیٹا ہے اور نہ اسوجہ سے کہ ڈگری
بمقابلہ باپ کے حاصل کی گئی اور اگر وہ قرضہ جسکی بابتہ وہ ڈگری بنام پدر حاصل کی گئی ایسا
قرضہ ہے کہ جو بیٹے پر بوجہ اوسکے فرض مذہبی ہندو پسر کے قابل پابندی ہے تو ڈگری
جو اسعلت پر حاصل کی گئی حقوق پسر پر بھی قابل پابندی ہے یعنی کسی ایسی سند سے واقف نہین ہون

لیکن مسند کا ہموار دیا گیا ہے کہ جو مو یداس بحث کی ہو کہ عین حیات پدر کے داین کو فرزند
بحیثیت بیٹے کی ذمہ داری بذریعہ نالش بنام پسر کے ثابت کرنے تجویز مقدمہ مجبی بمقابلہ
بنام کنجی لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۴۴۹) جسکا حوالہ بروقت بحث
نہین دیا گیا مگر جسکی نسبت یہ سمجھا جاتا ہے کہ بحث ہذا کے متعلق ہے متناقض میری تحریر
مندرجہ بالا کے نہین ہے وہ ایسا مقدمہ تھا کہ جس مین ایک ڈگری سادہ زر نقد
بمقابلہ باپ کے صادر کی گئی تھی اور بعد وفات پدر کے استدعاے اجراے ڈگری
بمقابلہ پسران حسب دفعہ ۲۳۴ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء بطور وارثان یا قایم مقامان قانونی کے
بذریعہ قرقی جایداد مشترکہ کے جو عین حیات پدر قرق نہین کرائی گئی تھی کی گئی تھی یہہ
تجویز ہوئی کہ چونکہ جایداد بیٹے کو بہ استحقاق باقی ماندگی پہونچی تھی لہذا وہ اثاثہ پدر متوفی
بقبضہ پسران بحیثیت اوسکے وارثان یا قایم مقامان قانونی کے نہ تھی اور بہ حیثیت مذکور
قرق نہین ہو سکتی تھی یہہ بھی تجویز ہوئی تھی کہ ذمہ داری قایم مقام قانونی کی حسب دفعہ ۲۳۴
ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء اوس حد تک کہ اثاثہ مدیون ڈگری متوفی اوسکے ہاتھہ مین آیا تھا
اور واجب طور پر صرف نہین ہوا تھا ایک اصول مختلف پر اس اصول سے مبنی ہے جو نسبت
اس ذمہ داری مذہبی ہندو پسر کے ہے کہ قرضجات پدر جن مین نقص خلاف تہذیب ہونیکا نہ ہو
ادا کرے اور یہہ کہ بحیثیت فرض مذہبی مذکور کی عدالت اجراکنندہ ڈگری مین بمقابلہ پسران کے
بہ حیثیت قایم مقامان قانونی اپنے باپ کے پیش نہین ہو سکتی اور نہ اوسکا تصفیہ ہو سکتا ہے
وہ مقدمہ ایک ایسے اصول پر فیصل کیا گیا تھا کہ جو بالکل مختلف اصول متعلقہ مقدمہ ہذا
سے ہے اور اوس مقدمہ مین اور مقدمہ ہذا مین کوئی مشابہت بعید ترین قسم کی بھی نہین ہے
معلوم ہوتا ہے کہ یہہ امر نظر انداز کیا گیا ہے کہ اس مقدمہ مین جو ہمارے روبرو پیش ہے
بحث ذمہ داری حقوق مدعیان واقع جایداد موروثی بابتہ قرضہ پدر جسکی نسبت ہوانی پرشاد
نے ڈگری حاصل کی ہے اوس ڈگری کے اجرا مین پیش نہین ہوئی ہے بلکہ ایک نالش مین
جو منجانب پسران دائر ہوئی ہے اس قسم کی نالش کو مثل ہر دوسری نالش کے خود
مدعیان کے استحقاق کی قوت سے قیام یا ضعف سے زوال ہوگا اور چونکہ بحیثیت پسران
ہندو جو تابع قانون متاکشرا کے وے مستحق دعوی برات کے ذمہ داری قرضجات اپنے
سے بر بناے کسی اور وجہ کے سوا اسکے دل وجوہ کے تعین مین جو پریوی کونسل نے

فریق مذکورہ ذی حق نہین ہین لہذا وے اپنی نالش مین محض اسوجہ سے کامیاب نہین ہوسکتے کہ دعا علیہ
داخل مین فریق نہ تھے دفعہ ۹۰ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ع ہی [illegible] نہین ہے [illegible]
جو کچھ کہ مفہوم ہے یہ ہے کہ مرتہن جایداد مرہونہ کو بیچ نہ سکے کہ نالش نیلام حسب دفعہ ۶۷ دایر کر کے
نیلام نہین کرا سکتا اور یہ کہ وہ محض حق انفکاک کو نیلام نہین کرا سکتا ایک نالش حسب دفعہ
۶۷ بمواقی پرشاد اپیلانٹ نے دایر کی اور اوسنے ڈگری نیلام جایداد مرہونہ کی حاصل کی اسوجہ سے
کہ مدعیان اوس نالش مین شامل نہ تھے اونکو صرف یہ اختیار باقی رہتا ہے کہ واقعہ یا نوعیت
قرضکی بابت جیسی کہ پریوی کونسل سے تجویز کی ہے خود اپنی نالش مین تصفیہ کرائین یا اپنے حق
انفکاک کو استعمال کرین بصورت مرتہنان مابعد کے بمقدمہ تامدار چودہری بنام کرم راجی
(انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۱۵) کہ جو ایک مقدمہ حسب ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ع
کے تھا یہ تجویز ہوئی تھی کہ مرتہنان مابعد کو نالش مرتہن ماقبل مین شریک نہ کرنیکا یہ نتیجہ ہوگا
کہ اوسکے حق انفکاک رہن ماقبل پر کچھ اثر نہ پہونچے گا قاعدہ انگلستان متعلقہ مرتہنان مابعد
کتاب کوٹ صاحب دربارہ رہون جلد دوم صفحہ ۱۰۹۴ مین حسب ذیل مندرج ہے جو مرتہن
کہ نالش بیعبات یا نیلام دایر کرے خواہ وہ مرتہن اول ہو یا مابعد اور خواہ اوسکو حق قانونی
حاصل ہو یا حق قرین عدل باوجود اسکے اوسکو ضرور ہے کہ ہر مرتہن مابعد کو اپنی نالش مین
فریق بناوے نسبت رہن ہاے مابعد رہن مذکورہ کے جو قبل ارجاع نالش کے وقوع مین
آئے ہون قاعدہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ڈگری بیعبات اون سب پر قابل پابندی ہوگی
جو فریق نالش ہون مگر نہ اور ون پر اور یہ عام قاعدہ ہے کہ ایسے جملہ مرتہنان فریق بنائے
جاوین اور درحقیقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ وے فریق ضروری نالش کے ہین اور اسوجہ سے
مرتہن دوم یا دیگر مرتہن مابعد کو جو فریق نالش نہین ہے یہ اختیار ہے کہ زر رہن اول اور
خرچہ ادا کرے اور مرتہن اول سے بعد حصول ڈگری کے انفکاک کرا لے اگر مرتہن اول کو
کوئی اطلاع دیگر مرتہنان کی بوقت صدور ڈگری کے نہو مسٹر سند مال نے یہ تسلیم کیا کہ سوا ے
بمقدمہ جانکی پرشاد بنام کشن دت (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۴۸۸) کسی عدالت
نے اوسوقت سے کہ ایکٹ انتقال جایداد ۴ سنہ ۱۸۸۲ع یکم جولائی سنہ ۱۸۸۲ع مین نافذ ہوا یہ تجویز نہین کی
کہ مرتہن مابعد کو نالش مرتہن اول مین فریق نہ بنانے کا یہ نتیجہ ہے کہ مرتہن مابعد کو سوا ے
حق انفکاک رہن ماسبق کے اور کوئی حق مزید حاصل ہو جاتا ہے لیکن واسطے اغراض نالش کے

اوس بحث پر غور کرنا ضروری نہین ہے میری دانست مین جبکہ ڈگری بمقابلہ پدر کے حاصل ہو
خواہ وہ بابتہ سادہ زر قرضہ کے ہو یا بابتہ رہن جایداد موروثی کے ہو اوسکے پسران خود اپنی
نالش مین دعوی برات اپنے حقوق واقع جایداد مذکور کا ذمہ داری ڈگری سے بر بنا ہے
کسی اور وجہ کے علاوہ خلاف تہذیب ہونے قرضہ یا عدم موجودگی قرضہ یا اثر قانون میعاد سماعت
کے نہین کر سکتے اور وے دعوی اس قسم کی برات کا محض اس بنا پر نہین کر سکتے کہ نالش
داین مین وے فریق نہ تھے بصورت رہن اگر وے داین کی نالش نیلام مین فریق تھے اور ۔۔۔ جائز ہونے
کی نسبت اعتراض نہین کرتے ہین تو وے صرف یہ دعوی کر سکتے ہین کہ اونکو موقع انفکاک رہن کا دیا
جاوے اس ذریعہ سے باپ کے قرضہ کو ادا کرین اور ایسا کرنیکا استحقاق اونکو قبل وقوع نیلام اور بعد
اوسکی دونون وقت حاصل ہے اسیطرح بصورت بیعبات از روے دستاویز بیع بالوفا کے
جسکا ذکر مسٹر سندر لال نے اپنی تقریر مین کیا ہے اگر پسران نالش مرتہن مین فریق نہون
تو وے مساوی طور پر دعوی انفکاک رہن کا کر سکتے ہین پس ہندو پسر مدیان کی حالت
کے کسی صورت مین اشخاص مندرجہ دفعہ ۹۱ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء سے زیادہ خراب
حالت مین نہوگا اگر کوئی اور نتیجہ نکالا جاوے تو سخت دقتین پیدا ہونگی بصورت قرضہ
غیر کفالتی پدر کے کہ جس مین نقص خلاف تہذیب ہونے کا نہو اوسکے داین کو اختیار ہے
کہ کل جایداد موروثی کو نیلام کرا وے اور ایسے نیلام سے کل جایداد خریدار کو پہونچیگی
گو نالش داین مین پسران فریق نہ بہی ہون لیکن بموجب بحث مسٹر سندر لال کے بصورت
ایسے قرضہ کے جس مین جایداد رہن ہو اگر ڈگری بلا اسکے کہ پسران نالش داین مین فریق
ہون حاصل کیجاوے تو داین کو یہ استحقاق نہوگا کہ حقوق پسران کو نیلام کراے اور اوسکی
حالت بلنسبت ایسے داین کے بدتر ہوگی جسکا قرضہ کفالتی نہ تھا پہر اگر باپ جایداد موروثی
کو بعوض زر ایسے رہن کے جو اوسنے ایسی اغراض کے لئے کیا ہو جو خلاف تہذیب
یا خلاف مذہب نہون بیع کرے تو کوئی شبہ نہین ہو سکتا کہ ایسی بیع کے ذریعہ سے
پسران کے حقوق بہی منتقل ہو جاوینگے لیکن بموجب حجت مسٹر سندر لال کے اگر مرتہن
جسکے حقوق بذریعہ رہن درحقیقت حقوق راہن سے کم نہین ہین نیلام جایداد مرہونہ کا
بلا فریق مقدمہ بنانے پسران کے کرا دے تو نیلام صرف حقوق پدر پر محدود ہوگا علاوہ
اسکے اگر مرتہن اپنے حقوق مرتہنی سے دست بردار ہو اور ڈگری سادہ زر نقد بمقابلہ

ذریعے حاصل کرے تو وہ مستحق فروخت کرانے حقوق پسران کا بھی ہوگا لیکن اگر وہ
بذریعہ اپنے رہن کے ڈگری حاصل کرے تو بموجب نظائر رسپانڈنٹان کے وہ مستحق
نیلام کرانے حقوق مذکور کا ہوگا یہ یقین کرنا دشوار ہے کہ دفعہ ۸۵ ایکٹ انتقال جائداد
سنہ ۱۸۸۲ء کے وضع کرنے سے واضعان قانون کا یہ منشا تھا کہ اس قسم کی دقتیں پیدا ہوں گی
یہ کہا جاتا ہے کہ داین کا چارہ کار زائل ہو جاوے گا باوجود اسکے وہ نالش بنام پسران
واسطے نفاذ اپنے رہن کے بمقابلہ اونکے حقوق واقع جائداد موروثی کے بربنائے
اونکے فرض مذہبی ادائے قرضجات پدر کے دایر کر سکتا ہے یہ تجویز کرنا ممکن نہیں ہے
کہ داین کو کوئی چارہ کار نہ رہے گا کیونکہ ایسی تجویز کر لینے سے تجاویز حکام عالیمقام پریوی
کونسل دربارہ ذمہ داری پسران ہنود متعلق قرضجات پدر کے بالکل کالعدم ہو جاوینگی
لیکن اگر یہ فرض بھی کیا جاوے کہ داین کو ہنوز چارہ کار باقی رہے گا اور وہ ضرور باقی
رہے گا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ کثرت مقدمات کی ترغیب اور تحریک ہوگی کہ جسکا انسداد بلاشبہہ
دفعہ ۸۵ میں مقصود ہے ہر پسر جسکو اپنے باپ کے داین نے اپنی نالش موسومہ [illegible] رہن میں
فریق نہ بنایا ہو اپنے حقوق واقع جائداد موروثی کے نیلام کو بربنائے ترک مذکور نالش دائر
کرنے کے ذریعہ سے مسدود اور ملتوی کرا سکتا ہے گو بابت قرضجات اپنے پدر کے وہ کچھ
حجت نہ کر سکتا ہو اگر باپ کے چند پسران اتفاق سے ہوں تو ہر ایک اون میں سے علیحدہ
نالش اس قسم کی کر سکتا ہے ایسی صورتوں میں داین کو نالشات بمقابلہ پسران کے دایر کرنی
ہونگی کہ جسکا کوئی جواب پسران کے پاس نہوگا نتیجہ یہ ہوگا کہ بہت سی نالشات رجوع ہونگی
کہ جو اور طور پر بالکل غیر ضروری ہوتیں بلاشبہہ مرتہن کو نالش نیلام جائداد موروثی موسومہ
پدر میں یہ لازم ہے کہ بطور فریق اپنی نالش کے پسران راہن کو جنکے حقوق کی [illegible]
شامل کرے تاکہ ڈگری جو نالش میں صادر ہو پسران مذکور پر بطور ڈگری ادائے قرضہ
پدر کے قابل پابندی ہو اور نزاع آئندہ اس طور پر باقی نہ رہے اگر اس قسم کا مرتہن [illegible]
دفعہ ۸۵ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کی خلاف ورزی کرے اور پسران کو مدعا علیہ نہ بناوے تو
نالش مع خرچہ ڈسمس ہو جانے کے خطرہ میں بوجہ نہ شامل کیئے جانے فریق ضروری
ہوگی اوسکو یہ بھی خطرہ ہو سکتا ہے کہ ڈگری نیلام صرف باپ کے حق پر محدود [illegible]
اونکو یہ خطرہ نہ ہے کہ بحث وجوہ [illegible] قرضہ کی ابتدا [illegible]

اپنی نالش مین اوسکو پھر پیش کرین لیکن جیسی کہ صورت مقدمہ ہذا مین ہے جبکہ ڈگری بمقابلہ محض پدر کے بلا شامل کرنے پسران کے حاصل کی گئی ہو میری دانست مین پسران خلاف نفاذ ڈگری کے بمقابلہ اپنے حقوق کے سواے اون عذرات کے اور کوئی عذر نہین کرسکتے کہ جو وے بمقابلہ دعوی مرتہن کے اسغرض سے کرسکتے تہے کہ اپنے آپکو ذمہ داری قرضہ پدر سے اوس حالت مین سبکدوش کرتے کہ وے نالش مرتہن مین فریق بناے جاتے مجکو نہین معلوم ہوتا کہ کیونکر اوس نتیجہ کا جو مین نے اخذ کیا ہے یہہ اثر ہوسکتا ہے کہ مثلاً دفعہ ۸۵ ہنوز تابع قانون متاکشرا سے غیر متعلق ہوجاوے بخلاف اسکے راے مخالف جیسا کہ مین پیشتر بیان کرچکا ہون نہ صرف خلاف قواعد دہرم شاستر کے ہوگی اور اثر چند تجاویز جوڈیشل کمیٹی پریوی کونسل کا باطل کریگی اور ایسی دقتین پیدا کریگی کہ جو بلاشبہ کبہی واضعان قانون کے خیال مین نہ تہین بلکہ بہت سی صورتون مین اوس راے سے غیر ضروری مقدمات خلاف منشاے مسلمہ دفعہ ۸۵ - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے پیدا ہوجائینگے بوجوہ مندرجہ بالا مین اوس سوال کا جو اجلاس کامل سے کیا گیا جواب نفی مین دونگا اور مجہکو نہایت افسوس ہے کہ یہہ نتیجہ جیسا کہ مجہکو معلوم ہوا ہے مطابق راے میرے ذیعلم و معزز ہمجلیسان کے نہین ہے۔

ایج صاحب چیف جسٹس - مدعیان جو رسپانڈنٹان اپیل ہذا ہین معہ اپنے باپ بیہی کے شرکاے ایک ہندو خاندان مشترکہ کے تہے اور ہین اور اسطرح معہ اپنے باپ کے مالکان مشترک بعض جایداد موروثی خاندان مشترک شئے نتہے اور رہن بہوانی پرشاد مدعاعلیہ نے جو کہ اپیل ہذا مین اپیلانٹ ہے بربناے رہن جایداد خاندانی کے جو اوسکے حق مین بیہی نے کیا تہا ایک نالش سنہ ۱۸۹۲ء مین واسطے نیلام کے حسب باب چہارم ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ء (ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے دائر کی گو بہوانی پرشاد کو جو وقت کہ اوسنے نالش واسطے نیلام کے دایر کی اطلاع اس امر کی تہی کہ پسران بیہی جایداد مندرجہ رہنامہ مین حقدار تہے اوسنے اونکو نالش مین فریق نہین بنایا با وجود یکہ پسران بیہی نالش مین فریق نہ تہے بہوانی پرشاد نے ڈگری حسب دفعہ ۸۸ - ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ء کے واسطے نیلام جایداد مشترکہ خاندانی کے حاصل کی اور اوس ڈگری کے جاری کرانے کی کوشش بذریعہ نیلام نہ صرف حق بیہی واقع جایداد مشترکہ خاندانی کے بلکہ

حقوق پسران واقع جایداد مذکورہ کے کی پسران ہیمی سنے برطبق اسکے نالش دایر کی کہ جس سے یہ اپیل پیدا ہوا اور یہ استدعا کی کہ اونکا حصہ جایداد مشترکہ خاندانی نیلام ابرا یہ ڈگری بھوانی پرشاد سے مستثنی کیا جاوے پسران سنے یہ بیان نہین کیا اور میری راے مین اونکو اس نالش مین یہ بیان کرنا ضرور نہ تھا کہ جس قرضہ کی بابت بھوانی پرشاد سنے ڈگری حاصل کی اوسمین نقص خلاف تہذیب ہونیکا تھا - بموجب اون وجوہ کے جو آیندہ ظاہر ہونگے میری رایمین پسران یہ ضروری ہے کہ یہ امر تنقیح طلب کہ آیا وہ قرضہ جسکی بابت بھوانی پرشاد سنے اپنی ڈگری نیلام حاصل کی خلاف تہذیب ہونے کا نقص رکھتا تھا یا نہین ایک تنقیح غیر متعلق مقدمہ ہذا ہوئی جسمین محض بحث یہ نہین ہے کہ آیا وہ قرضہ ایسا تھا کہ جسکا ادا کرنا ایک فرض قانونی پر جو بموجب اس شرع مذہبی ہنود و پسر کے تھا کہ اپنے باپ کے قرضجات کو جو ملوث بخارج تہذیب ہون ادا کرے بلکہ بحث یہ ہے کہ آیا اوس فرض قانونی کا تقاضا بذریعہ ایسی نالش نیلام حسب باب چہارم ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے ہو سکتا ہے کہ جس مین لڑکے فریق نہ تھے ڈگری سادہ زر نقد حسب مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر ہو سکتی ہے اوسکی رو سے کوئی ترجیح ڈگریدار کو دیگر ڈگریداران مدیون ڈگری پر نہین ہوتی اور از روے اوسکے کوئی حق خریدار کو بمقابلہ مرتہنان کے حاصل نہین ہوتا بجز اوس حق کے کہ جو مدیون ڈگری کو حاصل تھا یعنی حق انفکاک جایداد مرہونہ کا بخلاف اسکے ڈگری نیلام محض بموجب باب چہارم ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے ہو سکتی ہے اوسکی رو سے ایک بار پیدا ہوتا ہے اور بمقابلہ دیگر ڈگریداران سادہ زر نقد کے اوسکو ترجیح حاصل ہوتی ہے اور وہ رقم طے ہو جاتی ہے کہ جسکے ادا کرنے پر شریک یا دیگر شخص مندرجہ دفعہ ۹۱ - ایکٹ مذکور جایداد مرہونہ کا انفکاک کرا سکتا ہے اور اگر دیگر مرتہنان جایداد کے ہون تو ترجیح انفکاک کا تصفیہ ہو جاتا ہے اور یہ حکم ہوتا ہے کہ اگر مدعاعلیہ یا مدعاعلیہم بتاریخ یا قبل تاریخ معینہ عدالت اندر میعاد مقررہ کے زر مذکور کو ادا نہ کرین تو جایداد نیلام ہوگی خریدار بعلت ڈگری نیلام جایداد کو بری از جملہ حقوق ورہنون و مطالبات فریقین نالش نیلام کے پاتا ہے اور فریق نالش مذکور دے سب لوگ ہونے چاہئین جنکا جایداد مین کوئی حق ہے اور جنکے حق کی مدعی نالش مذکور کو اطلاع ہے یہ ظاہر ہے کہ جو استحقاق بوقت نیلام حسب ڈگری نیلام منتقل ہوتا ہے

وہ زیادہ تر مستحق ہے اور اسوجہ سے زیادہ قیمتی بہ نسبت اوس استحقاق کے ہے
جو بذریعہ نیلام اجراے ڈگری سادہ کے حاصل ہوتا ہے اور یہ کہ ڈگری نیلام زیادہ
قیمتی بلحاظ مال واسطے داین کے بہ نسبت ڈگری سادہ زر نقد کے ہے بغرض انسداد
وقوع اون صورتون کے جن مین شدید سختی ہوا اور جہان تک ممکن ہو بغرض رفع جملہ وجوہ
بے انتہا اور برباد کرنے والی نزاعات کے جو اوس سے بیشتر عموماً ہوتی تہین واضعان
قانون نے دفعہ ۹۹ ۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء مین یہ حکم دیا کہ کوئی مرتہن مستحق اس امر کا ہوگا کہ
جایداد مرہونہ کو نیلام کرا دے بجز اسکے کہ حسب دفعہ ۶۷ ۔ ایکٹ مذکور نالش دایر کرے
جو نالشات کہ حسب دفعہ ۶۷ ۔ دایر ہو سکتی ہین اونمین سے ایک نالش نیلام ہے دفعہ ۹۶
و دفعہ ۸۵ ۔ دو دفعات باب چہارم ایکٹ مذکور مین داخل ہین دفعہ ۸۵ حسب ذیل ہے
بلحوظ شرایط مندرجہ دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ضرور ہے کہ جملہ اشخاص جنکو اوس
جایداد سے تعلق ہو جسکی بابت معاملہ رہن ہوا ہو ہر نالش مین فریق کئے جائین جو اس
باب کے مطابق رہن مذکور کی بابت رجوع کرے بشرطیکہ مدعیکو ایسے تعلق ہونے کی
اطلاع ہو چکی ہو ۔ دفعہ ۴۳۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین یہ حکم ہے ۔ جملہ مقدمات مین جو ایسی
جایداد سے متعلق ہون جو کسی امین یا وصی یا مہتمم ترکہ کی سپردگی مین ہو جبکہ جھگڑا اوس
جایداد کا مابین اون اشخاص کے جو جایداد مذکور مین استحقاق حصول انتفاع رکھتے ہون
بطور فریق اول اور کسی شخص غیر فریق ثانی کے ہو تو ایسا امین یا وصی یا مہتمم ترکہ ایسے اشخاص
عرصندار کا قایم مقام سمجھا جاے گا اور علی العموم اون اشخاص کو فریق مقدمہ کرنا ضرور
نہوگا لیکن اگر عدالت مناسب جانے تو حکم دے سکتی ہے کہ وہ سب یا اون مین سے
کوئی فریق مقدمہ کیا جاوے دفعہ ۸۵ ۔ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء مین حوالہ دفعہ ۴۳۷ مجموعہ
ضابطہ دیوانی کا کارآمد ہے کیونکہ اوس سے وہ صورتین ظاہر ہوتی ہین کہ جن مین اور
صرف جن مین واسطے اغراض نالش محکومہ باب چہارم ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے فریق
نالش حسب باب مذکورہ بطور قایم مقام ایسے شخص کے سمجھے جا سکتے ہین کہ جنکو جایداد
مرہونہ مین حق ہے اور جو فریق نالش نہین ہے مین نے ابھی تک کسی شخص کو فضول
ترین تقریر مین بھی یہ کہتے ہوے نہین سنا کہ خاندان مشترکہ ہنود مین باپ بہ حیثیت مذکور
کوئی امین یا وصی یا مہتمم اپنے لڑکے کا حسب مراد دفعہ ۴۳۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے

خاصکر اوس حالت مین کہ پسر مذکور زندہ اور بالغ ہو لیس اسمقدمہ پر غور کرنے مین ہمکو
چاہیے کہ اس خیال کو دور کرین کہ نالش بھوانی پرشاد مین جو واسطے نیلام حقوق پسران
واقع جایداد خاندانی کے تہی یہی قایم مقام اپنے لڑکون کا تھا یا اوس نالش مین ہوا نی بی
یا عدالت اوسکو بطور قایم مقام اونکے واسطے اغراض دفعہ ۸۵ ۔ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء
کے تصور کر سکتی تہی اس بیان سے وہ تاریکی رفع ہوجاوے گی جو بوقت سماعت کے کچہہ
حد تک بحث قانونی کو جو ر دبرو ہمارے ہے نظر سے پوشیدہ کئے ہوئے تہی ۔

جسطرحپر مین دفعات ۹۹ و ۶۷ و ۸۵ ۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کو سمجہتا ہون واضعان قانون کا
یہ منشا تھا کہ کوئی مرتہن جایداد مرہونہ کو نیلام نہ کرا وے بجز بذریعہ نالش نیلام حسب دفعہ
۶۷ کے اور اوس نالش مین جملہ اشخاص کا جنکو جایداد مرہونہ مین حق ہو اور جنکے
حقوق کی مدعیکو اطلاع ہو فریق بنایا جانا ضرور ہے بجز اسکے کہ جب حق جایداد کسی امین
یا وصی یا مہتمم ترکہ کو حاصل ہو کہ اوسصورت مین امین یا وصی یا مہتمم ترکہ فریق نالش
ہونا چاہیے اگر وہ بحیثیت امین یا وصی یا مہتمم ترکہ کے واسطے اغراض نالش کے اور
ہر ڈگری مین جو نالش مذکور مین صادر ہو قایم مقام اون اشخاص کا ہوسکتا ہے جو استحقاق
انتفاع جایداد کا رکہتے ہون لفظ ضرور ہے ایک منجملہ قوی ترین الفاظ کے ہے جسکو واضعان
قانون بغرض لازمی کرنے کسی امر کے استعمال کر سکتے ہین اور میری رائے مین عدالتون پر
فرض ہے کہ اوسکو نافذ کرین اور نہ یہ کہ اوسکو اور اوسکے معنی کو نظر انداز کرین اس سے
کم حکمی معنی کا لفظ لازم ہے سو قوعہ دفعہ ۵۴۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کو جملہ حکام عدالت ہذا نے
ایسا حکمی قرار دیا ہے کہ عدالت ایسی یادداشت اپیل کے قبول کرنے سے کہ جسکے ساتھ
نقل ڈگری اپیل شدہ کی نہو اور ایسی یادداشت اپیل کے پیش کرنے کو جسکے ساتھ
نقل ڈگری نہین ہے جایز پیش کرنا اپیل کا تصور کرنے سے ممنوع ہے ۔

اسغرض سے کہ امر قانونی جسکا تصفیہ ہمکو کرنا ہے نظر سے پوشیدہ نہو جاوے اور
خیالات اور اصول قانونی مین اختلاط پیدا نہو مین یہ چاہتا ہون کہ اب مختصراً بیان کرون
کہ امر قانونی کیا ہے وہ یہ ہے ۔ ایا بموجب اوس فرض مذہبی کے جسکی رو سے ہندو
لڑکے پر لازم ہے کہ اپنے حصہ جایداد مشترکہ خاندانی سے اپنے باپ کے قرضجات ادا کرے
کہ جو خلاف تہذیب ہونے سے ملوث نہون لڑکے کا حصہ واقع جایداد خاندانی مستوجب

نیلام کا بہ اجراے اوس ڈگری نیلام کے ہے یا نہین جو بمقابلہ اوسکی پدر کے ایسی نالش
نیلام مین حسب باب چہارم ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ء صادر ہوئی ہو جو بخلاف
ورزی وعدول حکمی قانون دایر کی گئی ہو اور جس نالش مین لڑکا فریق نہو بجز اسکے
کہ لڑکا یہ عذر کرے کہ قرضہ جسکی بابتہ نالش دایر کی گئی خلاف تہذیب ہونے سے
ملوث تھا بہ الفاظ دیگر آیا فرض مذہبی اس امر کا مانع ہے کہ پسر یہ ثابت کرے کہ ڈگری
بمقابلہ جایداد و دیا اوسکے پدر کے کہ جب ہے قرضہ مندرجہ ڈگری قایم ہوا ڈگریدار نے
بہ عدول حکمی و خلاف ورزی قانون کے حاصل کی تھی۔

بعض امور اس قسم کے ہین کہ جنپر ہم سب کو لااتفاق راے ہے وہ یہ ہین وکلا
یا حکام کو اس امر سے انکار نہین ہے اور ہم سب متفق الراے ہین کہ یہ فرض مذہبی ہندو
لڑکے کا ہے کہ وہ اپنے باپ کے ایسے قرضجات کو ادا کرے جو خلاف تہذیب ہونے سے
ملوث نہون اوس فرض مذہبی سے ایک فرض قانونی لڑکے پر عاید ہوتا ہے جو بذریعہ
نالش نیلام بنام پسر کے حسب باب چہارم ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے یا بذریعہ نالش ڈگری
سادہ زر نقد کے جہان تک کہ جایداد خاندانی اوسکے قبضہ مین ہو نافذ کیا جا سکتا ہے اور
نیز اجراے ڈگری سادہ زر نقد کے ذریعہ سے نافذ ہو سکتا ہے جو ایسی نالش مین حاصل
کی گئی ہو جو بموجب قانون کے بمقابلہ پدر کے دایر کی گئی ہو گو پسر نالش مذکورہ مین کوئی فریق
نہو بشرطیکہ قرقی جایداد خاندان کی پدر کی حیات مین کرائی گئی ہو یہ بیان کرنا غیر ضروری معلوم
ہوتا ہے کہ حکام عدالت ہذا بنسبت اوس امر کے متفق ہین کہ جواب قاعدہ مستحکم قرار پا چکا ہے
لیکن مین یہ بیان اسمقدمہ مین ایک مرتبہ اور ہمیشہ کے لئے کرتا ہون کیونکہ تجربہ سے مجھکو
معلوم ہوا ہے کہ اگر مین ایسا نکرون تو شاید یہ قیاس کیا جاوے کہ مین اوس قانون سے
ناواقف تھا کہ جو اوس امر کے متعلق ہے اور کیونکہ تجربہ سے مجھکو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کسی
مسلمہ اصول قانونی کا بار بار اعادہ کرنے سے امر متنازعہ کی جانب سے توجہ ہٹ جاتی ہے
اور ممکن ہے کہ یہ امر نظرانداز ہو جاوے کہ اصول مسلمہ قانون کا غلط طور پر متعلق کیا جاتا ہے
یا اوس سے کوئی نتیجہ غلط اخذ کیا جاتا ہے۔

مین یقین کرتا ہون کہ ہم سب متفق الراے ہین کہ فرض قانونی ہندو پسر کا
خاندان مشترکہ مین ادا کرنے اون قرضجات اپنے پدر کا جو خلاف تہذیب ہونے سے

ملوث ہون سواے بذریعہ نالش محکومہ باب چہارم ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء کے ایسی صورت مین نافذ نہین کیا جا سکتا کہ استدعاے نفاذ بمقابلہ جایداد مشترکہ خاندانی کے جسکو پدر نے داین کے پاس رہن کیا ہو کی گئی ہو یا بذریعہ اجراے ڈگری سادہ زرنقد کے ہو جو ایسی نالش مین حاصل کی گئی ہو جسکی اجازت مجموعہ ضابطہ دیوانی مین ہے بشرطیکہ استدعاے اجراے ڈگری بمقابلہ ایسی جایداد کے ہو جسکو پدر نے داین کے پاس رہن کیا ہو اور یہ کہ کسی صورت مین قانون مین داین کو یہ اجازت نہین ہے کہ ... قانونی مذکور کو بجز بذریعہ حکم مناسب عدالت قانون کے نافذ کرے -

ہم سب متفق الراے ہین کہ دفعہ ۸۵ - ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء مساوی طور پر ہندون اور مسلمانون یا عیسائیون سے متعلق ہے اور یہ کہ ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء مین کوئی امر ایسا نہین ہے کہ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ واضعان قانون کا یہ منشا نہ تھا کہ دفعہ مذکور ایسے پورے طور پر ہندون سے متعلق ہو جیسی کہ وہ مسلمانون اور عیسائیون سے متعلق ہے ہم سب متفق الراے ہین کہ دفعہ ۸۵ نہایت عملی ہے اور عدالت پر فرض ہے کہ اوس نالش کو ڈسمس کرے کہ جسکو مدعی بخلاف ورزی دفعہ مذکور دایر کرے اور قایم رکھنے کی کوشش کرے خواہ وہ نالش ہندو نے یا مسلمان نے یا عیسائی نے دایر کی ہو لیکن اگر عدالت ایسا کرنا مناسب سمجھے تو وہ فریق ضروری کو حسب دفعہ ۳۲ - ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء شامل کر سکتی ہے ہم سب متفق الراے ہین کہ پسران خاندان مشترکہ ہنود مین ایسے اشخاص ہین کہ جنکو جایداد خاندان مندرجہ رہننامہ مین حسب مراد دفعہ ۸۵ - ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء کے حق حاصل ہے اور اسطرح یہ ضرور ہے کہ وے نالش محکومہ باب چہارم ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء متعلقہ رہن مذکور مین فریق بنائے جاوین بشرطیکہ مدعی نالش مذکور کو اطلاع حق مذکور کی ہو اور وہ ڈگری ہی نیلام حقوق پسران کی چاہتا ہو اور نہ صرف ڈگری نیلام حقوق راہن یعنی اونکے پدر کی -

ہم سب متفق الراے ہین کہ دفعہ ۸۵ - ایسے پورے طور پر درصورت ہندو پسر کے جسکو جایداد مندرجہ رہننامہ مین حق حاصل ہو متعلق ہے کہ جسطرح وہ کسی مرتہن جایداد ماقبل یا مابعد یا کسی شخص مندرجہ دفعہ ۹۱ ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء سے متعلق ہے ہم سب متفق الراے ہین کہ عدالت اپیل اول نے یہ تجویز اس مقدمہ مین کی ہے کہ جب بوانی پرشاد

مدعاعلیہ اپیلانٹ نے یہ نالش واسطے نیلام حسب باب چہارم ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء بربنا اپنے رہن نامہ کے دایر کی اوسوقت اوسکو یہ اطلاع تھی کہ یہ مدعیان رسپانڈنٹان بطور ارکان خاندان مشترکہ کے جایداد مندرجہ رہنامہ مین حق رکھتے تھے ہم سب متفق الراے ہین کہ اگر بھوانی پرشاد کی نالش نیلام مین حاکم عدالت کی توجہ اس امر پر مایل کی جاتی کہ یہ مدعیان رسپانڈنٹان جایداد مین حق رکھتے تھے اور یہ کہ بھوانی پرشاد اس امر سے اوسوقت واقف تھا کہ جب اوسنے اپنی نالش دایر کی تو حاکم عدالت پر یہ لازم ہوتا کہ اوس نالش کو ڈسمس کرتا درنہ یہ کہ جایداد خاندانی کے نیلام کی ڈگری صادر کرتا بجز اسکے کہ حاکم عدالت یہ مناسب سمجھتا کہ اوس اختیار تمیزی کو کام مین لاوے جو اوسکو حسب دفعہ ۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے عطا کیا گیا ہے۔

ہم سب متفق الراے ہین کہ باوجود اس فرض مذہبی ہندو پسر کے لئے اپنے باپ کے قرضہ کو جو خلاف تہذیب ہونے سے ملوث نہوا داکرے قانوناً اوسپر یہ فرض نہین ڈالا گیا ہے کہ اون قرضجات کو کسیطرح اداکرے اگر اونکے ایصال کی نالش مین اتفاق سے تمادی عارض ہو۔

ہم سب متفق الراے ہین کہ عدالت کا حسب دفعہ ۴۔ ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء تابع دیگر احکام ایکٹ مذکور کے یہ فرض ہے کہ ہر نالش کو ڈسمس کرے جو بعد اوس میعاد کے دایر ہو جو اوسکے واسطے ضمیمہ دوم ملحقہ ایکٹ مذکور مین مقرر کی گئی ہے گو میعاد سماعت کا عذر بطور جوابدہی کے نہ کیا گیا ہو۔

وکلا نے یہ تسلیم کیا اور ہم سب متفق الراے ہین کہ اگر داین کسی ہندو پدر کا ڈگری بمقابلہ پدر کے واسطے نیلام جایداد خاندانی کے یا ڈگری سادہ زر نقد محض باپ پر ایسی نالش کر کے کہ جس مین تمادی عارض ہو حاصل کرے اور ڈگری کا نفاذ بمقابلہ حصہ پسر واقع جایداد خاندانی کے چاہے تو پسر کو استحقاق ہے کہ یہ ثابت کرے کہ جب نالش دایر کی گئی تھی اوس مین تمادی عارض تھی اور یہ کہ نالش و ڈگری بخلاف ورزی ایکٹ میعاد سماعت بابتہ ۱۸۷۷ء کے تھین اور یہ کہ ایسی صورت مین اگر پسر تسلیم بھی کرے کہ وہ قرضہ جسکی بابتہ داین نے اپنی نالش دایر کی ہے ایسا قرضہ تھا کہ جسکا ادا کرنا اوسپر بوجہ فرض مذہبی کے لازم تھا اور گو داین کی ڈگری بمقابلہ پدر کے قطعی بھی ہوگئی ہو تاہم وہ ڈگری بمقابلہ کسی حق پسر

واقع جایداد خاندانی کے نافذ نہین ہوسکتی۔

ہم سب کو اتفاق ہے کہ پسران ہندو خاندان مشترکہ مین حق ڈگر یدار نسبت ا
ایسی ڈگری سکے بمقابلہ اونکے حقیت واقع جایداد خاندان سکے جو واسطے بنام اونکے
سکے ایسی نالش مین حاصل کی ہو جو تنہا بنام اونکے باپ کے تھی باوجود قطعی ہو جانے
ڈگری مذکور کے یہ ثابت کرکے ساقط کر سکتے ہین کہ جسوقت کہ نالش بمقابلہ اونکے باپ
دایر کی گئی تھی اونکے باپ کا قرضہ رفع ہوگیا تھا مثلاً بذریعہ ادا کے۔

ہم سب متفق الرا ے ہین کہ میری بہائی بنرجی صاحب اور مین نے اپنی
سوتی ہوئی تجویز مقدمہ لچھمی نراین بنام کنجی لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد
۴۴۹) مین یہ تجویز کی تھی کہ جو داین کہ بغرض ادا ے اپنے قرضہ کے جو اوسکو کسی ہندو
سے واجب ہو ایک نالش مین جو صرف بمقابلہ پدر کے ہو ڈگری زرنقد حاصل کرے
وہ بعد وفات پدر کے کسی جز جایداد خاندانی کو بہ اجراے اوس ڈگری کے نیلام
نہین کرا سکتا ہے بجز اسکے کہ قرقی جایداد کی حیات پدر مین کرائی ہو سوا ے ایسی صورت
داین کو صرف چارہ کار یہ ہے کہ ایسی نالش کرے جو بمقابلہ پسر کے دایر کر سکتا ہو او
ایسی نالش داین مین اور نہ کارروائیات اجرا مین اس امر کی تحقیقات ہو سکتی ہے
کہ آیا باپ کا قرضہ خلاف تہذیب ہونے سے ملوث تھا یا نہین اگر ہم اب یہ تجویز کریں
کہ بہوانی پرشاد کی ڈگری نیلام کی ڈگری اسمقدمہ مین نافذ ہو سکتی ہے تو قانون مین
یا فیصلجات عدالتی مین عجیب تناقص پیدا ہوگا۔

مقدمہ ہذا مین کسی نے یہ نہین کہا کہ بہوانی پرشاد کی ڈگری سوا ے بخلاف ورزی
حکم لازمی دفعہ ۸۵ ۔ ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء کے اور کسی طرح حاصل کی گئی اور باوجود اسکے
یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مستحق اجرا ے ڈگری مذکور کا بذریعہ نیلام حصص ہندو پسران واقع
جایداد خاندانی کے اس وجہ سے ہے کہ گو درحقیقت وہ خلاف قانون تھی مگر بہوانی پرشاد
نے ڈگری مذکور حاصل کی تھی اور وہ بمقابلہ پدر کے قطعی ہو گئی تھی اور پسران پر یہ فرض
مذہبی ہے کہ اپنے باپ کے قرضہ کو ادا کرین بجز اسکے کہ وہ یہ دکھلا سکین کہ قرضہ خلاف
تہذیب ہونے سے ملوث تھا بخلاف اسکے بمقدمہ لچھمی نراین بنام کنجی لال (انڈین لا
سلسلہ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۴۴۹) ایک داین کی نسبت جسنے درحقیقت صحیح طریقہ قانون او

ضابطہ سے ایک ڈگری بمقابلہ ایک ہندو باپ کے حاصل کی تھی اور جو قطعی ہو گئی تھی لیکن
اوسنے قرقی باپ کی زندگی مین نہین کرائی تھی یہہ تجویز ہوئی تھی کہ وہ مستحق اجرا کرانے ڈگری
مذکور کا بمقابلہ کسی جزو جایداد خاندانی کے اور نیز بمقابلہ خود حصہ باپ کے نہین ہے عام
اس سے کہ قرضہ ایسا تھا یا نہین کہ جسکا ادا کرنا پسر پر فرض مذہبی تھا علاوہ اسکے ہم سب
متفق الراے ہین کہ اگر بھوانی پرشاد کی نالش نیلام مین اوسوقت کہ جب وہ دایر ہوئی
تمادی عارض ہوئی تو مدعیان رسپانڈنٹان مستحق ڈگری کے اپنی نالش مین مشعر اس
استقرار کے ہوتے کہ بھوانی پرشاد کی ڈگری بمقابلہ اونکے حقوق واقع جایداد خاندانی کے
بعد ثبوت اس امر کے نافذ نہین ہو سکتی کہ بھوانی پرشاد کی نالش مین درحقیقت مین تمادی عارض
تھی گو وہ ڈسمس نہین ہوئی اور اوسکو ڈگری ملی جو بمقابلہ باپ کے قطعی ہو گئی اور یہہ کہ پسران
مستحق ڈگری استقراریہ کے بلا اسکے ہین کہ یہہ بیان یا ثابت کرین کہ ابتدائی قرضہ انکے باپ کا
خلاف تہذیب ہونے سے ملوث تھا فیصلہ مقدمہ لچھمی نراین بنام کنجی لال (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۴۴۹) اور اوس مسلمہ صحیح مسئلہ قانونی سے جسکا مین نے بیشتر ذکر کیا ہے
ظاہر ہوتا ہے کہ واسطے جانچنے حق ڈگریدار بر پدر ہندو خاندان مشترکہ کے کہ حقوق پسران واقع
جایداد خاندانی کو اپنی ڈگری کے اجرا مین نیلام کراے یہہ امر تنقیح طلب معیار نہین ہے
کہ آیا قرضہ باپ کا خلاف تہذیب تھا یا نہین اوس مسلمہ صحیح مسئلہ قانونی سے اور اس مسلمہ صحیح قانونی سے کہ ہندو خاندان
مشترکہ مین پسر کامیابی کے ساتھہ نسبت اجراے ایسی ڈگری کے بمقابلہ اپنے حقوق واقع جایداد
خاندانی کے جو بنام اوسکے باپ کے حاصل کی گئی ہو اور جو قطعی ہو گئی ہو محض بہ ثبوت
اس امر کے عذر کر سکتا ہے کہ اوسکے باپ کا قرضہ مثلاً بذریعہ ادا کے قبل اسکے رفع ہو گیا تھا
کہ نالش بمقابلہ باپ کے کی گئی یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ قطعی ہونا ڈگری کا جہانتک کہ باپ کو تعلق
ہے معیار ذمہ داری یا عدم ذمہ داری حق پسران واقع جایداد خاندانی کا کہ وہ اجراے ڈگری موسومہ پدر مین نیلام
کیجاے نہین ہے مجکو معلوم ہوتا ہے کہ ان خیالات سے دو اور پردے جو اثناے تقریر
مین کسی قدر اوس امر قانونی کے صاف طور پر نظر آتے مین حارج تھے کہ جسپر انحصار
اس اپیل کا ہے رفع ہو جاینگے۔

مجکو بوقت سماعت بہت دقت یہہ سمجھنے مین ہوئی کہ درحقیقت بھوانی پرشاد
کیجانب سے کیا حجت کی جاتی ہے ایک وقت پر یہہ بحث کی گئی تھی کہ بھوانی پرشاد مستحق

جاری کرانے اپنی ڈگری نیلام کا بذریعہ نیلام کرانے حق پسران واقع جایداد خاندانی اسوجہ سے تھا کہ پسران نے اپنی نالش مین یہ عذر نہین کیا اور نہ یہ ثابت کیا تھا کہ اونکے باپ کا قرضہ جسکی بابت نالش نیلام ہوئی تھی خلاف تہذیب تھا دوسری مرتبہ یہ بحث کی گئی تھی کہ بھوانی پرشاد مستحق اجراے اپنی ڈگری کا بذریعہ نیلام حق پسر واقع جایداد خاندان اسوجہ سے ہے کہ صحیح طور پر یا غلط طور پر اوسنے وہ ڈگری حاصل کی تھی اور پسران کا یہ فرض مذہبی تھا کہ زر ڈگری کو ادا کرین مجکو معلوم ہوتا ہے کہ کسی قدر خیالات اور اصول قانونی کے سمجھنے مین اختلاط ہوگیا ہے پسران صرف یہ کہتے ہین کہ ہمکو اس امر سے انکار نہین ہے کہ ہمپر قانونًا یہ فرض ہے کہ اپنے باپ کے قرضجات کو جو خلاف تہذیب نہون ادا کرین ہمکو موقع کافی واسطے پیش کرنے بحث خلاف تہذیب ہونے کے اوسوقت حاصل ہوگا کہ جبکہ ہمپر نالش مطابق دفعہ ۸۵ - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے دایر ہو اور بوجہ دفعہ ۹۹ - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے صرف اوس صورت مین کہ جب ایسی ڈگری جاری کرائی جاے جو ایسی نالش مین حاصل کی گئی ہو جو ہمارے نام بموجب باب چہارم ایکٹ مذکور کے دایر کی گئی ہو ہمارے حقوق واقع جایداد خاندان کو یہ مرتہن نیلام کرا سکتا ہے بالفعل کوئی ایسی نالش دایر نہین ہوئی اور یہ نالش ہماری تمائید اوس ڈگری کے دایر نہین ہوئی ہے جو بھوانی پرشاد نے حاصل کی تھی بلکہ واسطے استقرار اس امر کے دائر کی گئی ہے کہ جو ڈگری بھوانی پرشاد نے حسب باب چہارم ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء حاصل کی تھی اور جس مین ہم کوئی فریق نہ تھے بمقابلہ ہمارے حقوق واقع جایداد خاندان کے نافذ نہین ہو سکتی ہم اس مسئلہ پر کلیتًا اعتراض کرتے ہین کہ بموجب دہرم شاستر کے کوئی فرض مذہبی ادا کرنے ایسی ڈگری کا بطور قرضہ ہمارے پدر کے ہے جو ایسی نالش مین حاصل کی گئی کہ جس مین ہم فریق نہ تھے جبکہ وہ ڈگری بخلاف ورزی ایکٹ میعاد سماعت ہند مصدرہ سنہ ۱۸۷۷ء کے یا بخلاف ورزی باب چہارم ایکٹ انتقال جایداد سنہ ۱۸۸۲ء کے حاصل کی گئی یا جبکہ قرضہ اگر وہ کبھی لیا گیا ہو بذریعہ اداے قبل نالش کے بیباق ہوگیا ہو - ان صورتون مین سے کسی مین بھی کوئی فرض مذہبی یا فرض قانونی ہمپر واسطے ادا کرنے زر ڈگری کے بحیثیت زر ڈگری نہین ہے -

وہ ذمہ داری قانونی جو اس فرض مذہبی ہندو پسر سے پیدا ہوتی ہے کہ وہ اپنے باپ کے قرضجات جو خلاف تہذیب نہون ادا کرے محض بذریعہ نالش کے

جو صحیح طور پر ترتیب دی گئی ہو اور بذریعہ مناسب ضابطہ دیوانی کے نافذ کیجا سکتی ہے کوئی شخص یہ نہین کہہ سکتا کہ ہندو باپ کا دائن بجز اجراے ڈگری کے جایداد خاندانی کو قرق و نیلام کرا سکتا ہے -

قبل صدور ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ء کے ضابطہ مستعملہ و قانون مجریہ اکثر عدالتون سے مخلوق پر بہت سختی اور معدالت گستری مین سخت بدنامی ہوئی تہی وہ فرقہ کہ محض جنکو ان حالات سے فایدہ ہوا اشخاص قانون پیشہ تہے اون دنون مین مرتہن کو عدالت یہ اجازت دیتی تہی کہ نالش نیلام بر بنا ے اپنے رہن نامہ کے دایر کرے اور ڈگری نیلام کی حاصل کرے اور اوسکو بلا اسکے کہ کسی شخص کو جنکو جایداد مرہونہ مین حق ہو سوا ے راہن کے اپنی نالش مین فریق بنانے کے جاری کرا دے عام اس سے کہ راہن ایک ہندو پدر ہو کہ جسنے جایداد خاندانی اپنی اور اپنے پسران کی رہن کی ہو اور عام اس سے کہ دو یا ایک درجن دیگر مرتہنان ماقبل یا مابعد ہون جنکے پاس وہی جایداد علیحدہ رہن کی گئی ہو بعد نیلام کے مرتہنان ماقبل یا مابعد اور ہندو پسران علیحدہ نالشات بنام خریدار اور بمقابلہ راہن اور بمقابلہ ایک دوسرے کے دائر کرتے تہے کہ جس سے اکثر کل اہین تو چند اونمین سے برباد ہو جاتے تہے اور بہت سی صورتون مین جایداد مرہونہ بہی بوجہ ادا ے رسوم عدالت اور محنتانہ اہالی قانون پیشہ کے بالآخر غائب ہو جاتی تہی اس کیفیت کے رفع کرنے اور اوسکے وقوع مکرر کے روکنے کے لئے دفعہ ۸۵ ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء وضع کی گئی تہی نہ واضعان قانون کو اس امر سے مطلقاً تعلق تھا اور نہ مجکو ہے کہ احکام باب چہارم ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء اور خاصکر احکام مندرجہ دفعات ۹۹ و ۸۵ کے عدالت ہاے انصاف مین نافذ ہونے سے وجہ معاش اون اشخاص مین فرق آئیگا کہ جو ملک ہذا مین پیشہ قانونی اختیار کرتے ہین وہ امر کہ جس سے واضعان قانون کو تعلق تھا اور جسکے تحفظ کی اونکی خواہش تہی حقوق اون اشخاص اس ملک کے تہے کہ جنکو ایسی جایداد مین حق ہو جسپر بذریعہ نالش نیلام یا نالش بیعات یا نالش انفکاک کے اثر ڈالنا مقصود ہے اور وہ ایسے حقوق ہین کہ جواب تک نظرانداز ہوتے رہے -

واضعان قانون نے مصلحتاً لفظ ضرور ہے (مسٹ) کا دفعہ ۸۵ مین استعمال

کیا یہ امر کہ استعمال لفظ فرد ہے کا اس غرض سے ضروری تہا کہ واضعان قانون اپنے
معنی ظاہر کر سکین اسطور پر بخوبی ثابت ہے کہ بلا ہر کوششین اس امر کی ہوتی ہی ہین
کہ دفعہ مذکور کی تعمیل سے گریز کیا جاوے اور پہر اسے تکلیف دہ ضابطہ پر عود کیا جاوے
جسکو عدالتون نے جایز رکہا تہا بوقت وضع کرنے دفعہ ۸۵ کے واضعان قانون نے
کوئی استثنا، دربارہ مشترک خاندان ہاے ہنود یا اونکے معاہدات یا اونکی جایداد
یا جارہ کار دائن پدر خاندان مشترکہ ہنود کے نہین کیا واضعان قانون نے بوقت بنانے
ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ء کے اس امر کو فروگذاشت نہین کیا تہا کہ ہنود و مسلمان اور
بدہ لوگ اپنے اپنے خاص قوانین رکہتے ہین بذریعہ دفعہ ۲ ۔ ایکٹ مذکور کے یہ حکم دیا گیا
کہ کوئی امر مندرجہ باب دوم ایکٹ ہذا کسی قاعدہ قانون اہل ہنود یا اسلام یا بودہ مت کے
لوگون پر موثر ہوگا ۔ دفعہ ۸۵ باب ۴ ۔ ایکٹ مذکور مین واقع ہے اگر واضعان قانون کا یہ منشا
ہوتا کہ احکام دفعہ ۸۵ ہندؤن سے متعلق ہون تو وے اونکو اوسکے اثر سے صریح طور پر
مستثنی کر دیتے جیسا کہ واضعان قانون نے اونکو بذریعہ دفعہ ۹۹ کے استعمال کرنے اختیارات
نیلام سے معاملہ رہن مین بلا دست اندازی عدالت کے منع کیا ہے مین نتیجہ یہ اخذ کرتا ہون
کہ واضعان قانون کا یہ منشا تہا کہ دفعہ ۸۵ سب سے یکسان طور پر متعلق ہو عام اس سے
کہ اونکے قانون کا خاص قاعدہ کیا ہے ۔

جہان تک کہ مین واقف ہون کوئی مقدمہ جو دفعہ ۸۵ ۔ ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء سے
پیدا ہوا ہو ابہی تک حکام پریوی کونسل کے روبرو نہین ایا اور بجز اسکے اور جب تک پریوی کونسل
یا واضعان قانون مجہ سے یہ نہ کہین کہ دفعہ ۸۵ کو اسطور پر متعلق کرون کہ جیسا ہوا ئی برتاؤ
چاہتا ہے اوسوقت تک مین احکام دفعہ مذکور کو جو باعث رفاہ ہین پامال نکرون گا
اور اوسی حالت کے پہر واقع ہونے کا موقع ندونگا جو قبل صدور دفعہ مذکور کے تہی
اور شرکا ے خاندان مشترکہ ہنود پر بربادی اور تکلیف دہ نزاعات عاید نکرونگا اور
یہ محض اسلیے نکرونگا کہ ایک دائن کو اوس دقت سے بچاؤن کہ جس مین وہ خود اسوجہ سے
پڑا ہے کہ اوسنے دیدہ و دانستہ دفعہ ۸۵ کا لحاظ نہین کیا ۔

مجکو یقین ہے کہ تجاویز عدالت ہذا بمقدمہ ماتادین کسودہن بنام کاظم حسین
(انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۴۳۲) و جانکی پرشاد بنام کشن دت (انڈین

لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۴۸۷) اور اوس قاعدہ کے مضبوطی کے ساتھ متعلق
کرتے ہے کہ جو میری دانست مین صحیح قاعدہ ہے اور جو بمقدمہ بدری پرشاد بنام مدن لال
بصفحات ۸۲ و ۸۳ - انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ بیان کیا گیا ہے نزاعات
دربارہ رہنون بعوض زیادہ ہونیکے کم ہوجاینگے عدالتون کے روبرو نالشات بربنای
رہنون مین وہ جملہ فریق موجود ہونگے جنکی نسبت مدعیکو معلوم ہے کہ جایداد مین حق رکھتے
ہین اور حقوق جداگانہ کا تصفیہ ایک ہی نالش مین اور نہ متعدد نالشون مین ہوجاے گا
قانون کی تعمیل کرنا اور اوسکی تعمیل پر استدلال کرنا بہ نسبت اسکے بہت بہتر ہے کہ نفاذ قانون
مین تساہل کیا جاے اور کسی خرابی کو دوامی کیا جاے اگر بھوانی پرشاد پسران کو اپنی نالش
نیلام مین مدعاعلیہ بناتا تو صرف ایک ہی نالش ہوتی اور اگر وہ کامیاب ہوتا تو ایک ہی
خرچہ جایداد سے بموجب ڈگری بصدورہ حسب دفعہ ۸۸ - ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء دلایا جاتا اگر
وہ راے قانونی جسکا دعوی از جانب بھوانی پرشاد کیا جاتا ہے صحیح ہو تو بھوانی پرشاد نے
ایسی نالش دایر کرکے جو اوسنے بخلاف ورزی دفعہ ۸۵ کے دایر کی اور عدالت سے
نالش مذکور مین اس امر کو مخفی رکھکر کہ اوسکی نالش بخلاف ورزی قانون کے تھی ایک
ایسی ڈگری حاصل کی کہ جسکا وہ مستحق نہ تھا اور باوجود اسکے اوس ڈگری کا اجرا بذریعہ
نیلام حقوق پسران واقع جایداد خاندان کے چاہا جاتا ہے بجز اسکے کہ پسران نالش بنام
بھوانی پرشاد دایر کرین اور اوسمین یہہ ثابت کرین کہ اصل قرضہ خلاف تہذیب تھا یا اوسمین
میعاد سماعت عارض تھی یا وہ کبھی نہین لیا گیا یا اگر لیا گیا تو وہ بذریعہ ادا کے یا اور کسی
طریق سے قبل اسکے کہ نالش دایر کی گئی بیباق ہوگیا -

مجھپر ایک مثال کا جو پنڈت سندر لال نے اثناے تقریر مقدمہ ہذا مین بنسبت
اس امر کے دی کہ کیا صحیح نتیجہ ہمارے اوس راے قانونی کے قبول کرنے کا ہوگا جسپر
منجانب بھوانی پرشاد استدلال کیا جاتا ہے بہت اثر ہوا وہ یہہ ہے - اگر قانون یہہ ہو کہ ہندو
پسران اس ڈگری نیلام کے اجرا مین مزاحم نہین ہوسکتے بجز اسکے کہ ایسی نالش دایر کرین جس مین
وہ یہہ امر ثابت کرین کہ قرضہ خلاف تہذیب تھا تو وہ ہی قاعدہ درصورت نالش ہبیات بطریق
بیع بالوفا سے متعلق کرنا پڑیگا ایسی نالش مین از روے اوس ڈگری کے جو حسب دفعہ ۸۸
ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء صادر ہو یہہ قرار دیا جاسکتا ہے کہ مدعیکو بابت زر اصل و سود کے بربنای

رہننامہ اور بابت خرچہ نالش کے اگر کچہہ ہو جو اوسکو دلایا جاوے کیا واجب ہے اور اوسمین یہہ حکم ہو سکتا ہے کہ اگر مدعاعلیہ مدعیکو یا عدالت مین زر واجب مذکور کسی تاریخ کو اندر چہہ ماہ کے اوس تاریخ سے کہ عدالت زر واجب معینہ عدالت قرار دیے ادا کرے تو مدعی مدعاعلیہ کو جملہ دستاویزات وغیرہ حوالہ کریگا اور جایداد مرہونہ بحق مدعاعلیہ منتقل کریگا لیکن اگر بتاریخ یا قبل تاریخ معینہ عدالت کے زر مذکور ادا نہ کیا جاوے تو مدعاعلیہ قطعی طور پر جملہ حق انفکاک سے محروم ہو جاویگا بموجب راے قانونی مستدلہ منجانب بھوانی پرشاد کے اشخاص مندرجہ دفعہ ۹۱ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء مین سے کوئی شخص کسی طرح ایسی ڈگری کا جو حسب دفعہ ۸۶ صادر ہو پابند نہوگا بجز اسکے کہ وہ نالش مین فریق ہو یا بجز اسکے کہ گو وہ نالش مین فریق نہو وہ اتفاق سے پسر خاندان مشترکہ ہنود ہو اور اوسکا باپ نالش مین مدعاعلیہ ہو کوئی اور شخص مندرجہ دفعہ ۹۱ جو نالش بیعبات یا نیلام مین فریق نہو باوجود ڈگری مذکور نالش انفکاک کسی وقت اندر ساٹھہ سال کے اوسوقت سے کہ جب حق انفکاک پیدا ہوا ہو دایر کر سکتا ہے مگر بدنصیب ہندو پسر خواہ وہ نالش یا ڈگری کے حال سے واقف ہو یا نہو جملہ حق انفکاک سے محروم ہو جایگا بجز اسکے کہ وہ زر ڈگری شدہ بتاریخ معینہ عدالت یا قبل اوسکے ادا کرے کہ درصورت ڈگری نالش بیعبات کے جسکا مین نے ذکر کیا ایک تاریخ اندر چہہ ماہ کے تاریخ ڈگری سے ہوگی وہ بدنصیب ہندو پسر نسبت جواز اوس ڈگری کے اور نسبت اثر قطعی ڈگری مذکور کے حق واقع جایداد خاندانی پر کوئی عذر نہ کر سکیگا بجز اسکے کہ وہ ایسی نالش مین جو وہ مرتہن ڈگریدار پر دایر کرے ثبوت اس امر مین کامیاب ہو کہ زر رہن خلاف تہذیب تھا بموجب اوس مسئلہ کے جسپر بطور قانون کے منجانب بھوانی پرشاد استدلال کیا جاتا ہے ایسی صورت مین یہہ کافی ہوگا کہ مرتہن نے ڈگری حسب دفعہ ۸۶ بمقابلہ باپ کے حاصل کی ہو اور یہہ امر بالکل غیر اہم ہوگا کہ ہندو پسر کو کوئی علم نالش یا ڈگری کا اوسوقت تک نہ تھا کہ میعاد مقررہ ڈگری واسطے انفکاک رہن کے گذر گئی اور حقوق انفکاک اہالی خاندان مشترکہ ہنود ہمیشہ کے لئے زایل ہو گئے درحقیقت یہہ ایک اور تعجب انگیز بے عنوانی قانون مین ہوگی مین نے کوئی بات ایسی نہین سنی کہ جس مین کوشش جواب دینے اوس تمثیل بندلات استدلال کی گئی ہو لیکن اگر ہم یہہ تجویز کرین کہ بھوانی پرشاد کی ڈگری کا اجرا بذریعہ نیلام حقوق ان ہندو پسران واقع جایداد خاندان مشترکہ کے ہو سکتا ہے

تو اگر ہم تعبیر دفعہ ۸۵۔ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء اور قانون کے متعلق کرنے مین یکسان
عمل کرین ہمکو یہہ قرار دینا لازم ہوگا کہ اگر ایسی صورت واقع ہو کہ حقوق پسران خاندان مشترکہ
ہنود نسبت انفکاک جایداد خاندان کے ایسی ڈگری بیعبات کیوجہ سے کہ جو انکی غیبت مین
حاصل کی گئی ہو اور جسکی انکو کچھ اطلاع نہو بوقت انقضا سے اوس میعاد کے جو عدالت نے
واسطے انفکاک کے مقرر کی ہو ہمیشہ کے واسطے زایل ہو جاینگے بشرطیکہ اصلی قرضہ خلاف تہذیب
تھے کسی نے یہہ بیان نہین کیا کہ وہ کونسا اصول قانون یا عدل یا انصاف یا نیک نیتی کا
ہے کہ جسکی روسے میعاد ساٹھہ سال کی جو ہر دیگر شخص کو دی گئی ہے داخل دفعہ ۹۱۔
ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء کے ہو در صورت پسر خاندان مشترکہ ہنود کے ایسی ڈگری کی وجہ سے
جو بموجب دفعہ ۸۴ حاصل کی گئی ہو جس مین وہ فریق نہ تھا اور نہ جسکی اوسکو اطلاع ہے
کم کر کے چھہ مہینہ کی میعاد تاریخ ڈگری سے رکھی جاوے۔

فرض مذہبی ہنود پسر کا کہ اپنے باپ کے قرضجات ادا کرے جو خلاف تہذیب
ہوں ایک امر غیر متنازعہ ہے لیکن جس نتیجہ کے اسمقدمہ مین منجانب بھوانی پرشاد متعلق
کئے جانے کی کوشش کی جاتی ہے اگر وہ نتیجہ صحیح طور پر مسئلہ مندرجہ بالا سے اخذ کیا گیا ہو تو
میری راے مین مسئلہ مذکور محض بیہودہ ثابت ہو جاتا ہے۔

اوس ڈگری مین جو بھوانی پرشاد کی نالش نیلام مین صادر ہوئی یہہ حکم تھا کہ
جایداد نیلام کیجاے بجز اسکے کہ زر اصل و سود جو بر بناے رہننامہ واجب تھا اور خرچہ
نالش مذکور جو بھوانی پرشاد کو دلایا گیا تھا اندر چھہ ماہ کے ادا کیا جاے اثناے تقریر مین
مینے دریافت کیا تھا کہ کونسا اصول اس قسم کا ممکن ہے یا کونسا ایسا قاعدہ دہرم شاستر
یا دیگر قانون کا ہے کہ جسکی روسے کوئی فرض قانونی یا مذہبی یا دیگر قسم کا پسران پر نسبت
ادا کرنے خرچہ نالش نیلام کے ہو جو بخلاف ورزی دفعہ ۸۵۔ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء
دایر کی گئی تھی اور جس مین پسران کوئی فریق نہ تھے اس سوال کے جواب دینے کی
کسی نے جرأت نہین کی درحقیقت کوئی جواب سواے ایک جواب کے نہین دیا
جا سکتا تھا اور وہ یہہ تھا کہ نہ پسران اور نہ انکے حقوق واقع جایداد خاندان کسی اصول
یا قاعدہ قانونی کی روسے مواخذہ دار اس خرچہ کے ہو سکتے ہین اور باوجود اسکے
ہم سے استدعا یہہ تجویز کرنے کی کیجاتی ہے کہ انکے حقوق زر ڈگری سے الغا مین نیلام

کئے جاوین کہ جس مین خرچہ مذکور داخل ہے۔
قبل اختتام مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ میری دانست مین وہ جزو میری تجویز متعلقہ
بدری پرشاد بنام مدن لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۵۷) کا جو اوس
فقرہ مین مندرج ہے جسکا آغاز بصفحہ ۸۲ و اختتام بصفحہ ۸۳ ہوتا ہے کل صحیح طور پر متعلق
ایک امر کے منجملہ اون امور کے تہا جنکا تصفیہ اجلاس کامل کو اوس مقدمہ مین کرنا تہا یعنی
یہہ کہ کیا ڈگری حکم اوس مقدمہ مین صادر کرنی چاہئے تہی میری تجویز مصدورہ مقدمہ مذکور
کے ہر لفظ پر مشورہ دیگر پانچ حکام عدالت کے جو اسوقت عدالت مین تہے احتیاط
کے ساتھہ غور کیا گیا تہا اور بطور نتیجہ مشورہ مذکور کے تجویز بطوریکہ وہ مندرج رپورٹ
ہے صادر کی گئی تہی اور جملہ حکام وقت عدالت ہذا نے اوس سے اتفاق کیا تہا یہہ
نہین کہا جاتا کہ فقرہ ذیل مندرجہ تجویز مذکور ایک اظہار رائے تہا۔ اوس نالش مین
چونکہ وے ڈگری نیلام کی نہ صرف بابتہ حق مدن لال واقع جایداد مرہونہ کے چاہتے تہے
بلکہ بمقابلہ حقوق پسران مدن لال کے بہی چاہتے تہے لہذا جبکہ انکو اطلاع بہی کہ پسران کا
حق جایداد مرہونہ مین ہے اونہون نے مناسب طور سے اور بموجب دفعہ ۸۵۔ ایکٹ
مذکور کے پسران کو نالش مین فریق کیا تہا یہہ رائے نسبت تعبیر دفعہ ۸۵۔ ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء
کے صادر کی گئی تہی لیکن یہہ کہا جاتا ہے کہ رائے مندرجہ ذیل متعلق فیصلہ مقدمہ کے
نہ تہی۔ اگر مدعیان نالش ہذا کہ جو بعد نفاذ ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ء کے دایر کی گئی تہی
باوجود اس اطلاع کے کہ پسران کا حق جایداد مین ہے اونکو شریک نکرتے تو وے
ڈگری صرف بمقابلہ حق پدر کے حاصل کر سکتے تہے اور ایسی ڈگری نیلام کی حاصل
نہین کر سکتے تہے کہ جو حقوق پسران واقع جایداد مرہونہ پر موثر ہوتی مجھکو یہہ معلوم
ہوتا ہے کہ مسئلہ آخر الذکر مسئلہ اول الذکر مین خواہ مخواہ داخل تہا جبکہ یہہ مقدمہ واسطے
بحث کے پیش ہوا اوسوقت پنڈت سندر لال نے یہہ ظاہر کیا تہا کہ بحث قانونی
بوجہ اوس تجویز کے جس مین فقرات مذکور مین نے نقل کئے جہان تک کہ عدالت ہذا کو
تعلق ہے قطعاً طے ہوتی ہے لیکن چونکہ میرے ہمجلیس بنرجی صاحب کی یہہ رائے تہی
کہ امر مذکور ہنوز غیر طے شدہ ہے اور دو دیگر حکام اجلاس مذکور کا یہہ خیال تہا کہ
امر قابل بحث ہے کہ ایا جو فقرہ کہ مین نے آخر کو نقل کیا ہے وہ محض اظہار رائے نہ تہا

لہذا ہمنے بحث مقدمہ کی سماعت کرنا تجویز کیا مین کچھہ حد تک یہہ ظاہر کر چکا ہون کہ بعض مراتب مین کیا تفاوت مابین ڈگری سادہ زر نقد اور ڈگری نیلام کے ہے اور چونکہ اوسی امر کی بابت تجویز میرے ہمجلیس برکٹ صاحب مین بحث کی گئی ہے کہ جسکے پڑہنے کا موقع مجھکو ملا ہے لہذا یہہ ضرور نہین ہے کہ مین اوس امر کی نسبت زیادہ بحث کرون بلاشبہہ ہر دو ڈگری واسطے ادا ے قرضہ کے ہین لیکن اثر ہر ڈگری کا حقوق اون اشخاص پر جو نالش مین فریق نہین ہین بالکل مختلف ہے اور ضابطہ جسکی رو سے ہر ایک حاصل کیجاتی ہے مختلف ہے -

بلحاظ اوس سوال کا جسکی نسبت اجلاس کامل سے استصواب کیا گیا ہے اس بیان سے جواب دونگا کہ نظر بحالات مندرجہ سوال مذکور پسران کامیابی کے ساتھہ نالش استقرار اس امر کی کر سکتے ہین کہ مرتہن ڈگریدار کو استحقاق نہین ہے کہ اپنی ڈگری نیلام کے اجرا مین حقوق پسران واقع جایداد مشمولہ رہن نامہ نوشتہ بیبی کو نیلام کرائے گو پسران کی نالش صرف اس بنیاد پر ہے کہ وے نالش بھوانی پرشاد مین کوئی فریق نہ تھے -

برکٹ صاحب جبلش - وہ امر کہ جسکی بابت اجلاس کامل سے استصواب کیا گیا ہے حسب ذیل ہے -

جبکہ کوئی مدعی مرتہن نالش نیلام حسب دفعہ ۸۸ - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء بنام اپنے راہن کے جو پدر پسران کا ایک ہندو خاندان غیر منقسمہ تابع متاکشرا مین ہو بلا اسکے دایر کرے کہ پسران راہن کو جنکے حقوق واقع جایداد مرہونہ کی اوسکو اطلاع تہی فریق مقدمہ بناوے اور ڈگری اور حکم قطعی نیلام کا صرف بمقابلہ پدر کے حاصل کرے توکیا پسران مذکور نالش استقرار اس امر مین کامیاب ہو سکتے ہین کہ مرتہن ڈگریدار کو استحقاق نہین ہے کہ اپنی ڈگری نیلام کے اجرا مین حقوق پسران واقع جایداد مرہونہ نیلام کرائے اور اونکی نالش کی بنا محض یہہ ہو کہ وے نالش مرتہن مین فریق نہ تھے -

واقعات کہ جن سے یہہ استصواب پیدا ہوتا ہے بہت سادہ ہین مسمی بیبی اور اوسکے پسران اہالی ایک ہندو خاندان مشترکہ غیر منقسمہ کے تھے کہ جو بہ حیثیت مذکور کچھہ جایداد موروثی پر قابض تھے بیبی نے ایک حصہ ایک باغ کا جو جزو جایداد مشترکہ موروثی کا تھا بنام اپیلانٹ بھوانی پرشاد کے پاس رہن کیا شخص آخر الذکر نے نالش حسب ایکٹ انتقال جایداد

بنام ہمی کے واسطے وصول قرضہ کے بذریعہ نیلام جایداد مرہونہ دایر کی اور ڈگری نیلام
حاصل کی اوس نالش مین ہمی کے پسران فریق نہین بنائے گئے تھے جبکہ بہوانی پرشاد نے
حسب دفعہ ۸۹ - ایکٹ انتقال جایداد درخواست کی کہ حکم قطعی نیلام صادر ہو اوسوقت ہمی
کے بعض پسران نے دعوی کیا اور صدور حکم مذکور کی نسبت اعتراض کیا اونکے عذرات
نامنظور ہوئے چنانچہ نالش ہذا مین کلو و زورآور اور خیالی تین منجملہ پانچ پسران ہمی کے
استدعا استقرار اس امر کی کرتے ہین کہ اونکا حق واقع جایداد مشترکہ جسکا وے اپنے آپکو
قابض قرار دیتے ہین مستوجب نیلام باجراے ڈگری موسومہ پدر کے نہین ہے اونکی عرضیدعوی
مین بہت سے امور بیان کئے گئے ہین مگر وے سب بیکار ہو گئے بجز اس عذر کے کہ باوجود
اسکے مدعیان ایسے اشخاص تھے کہ جنکو جایداد مشمولہ رہن مین حق حاصل تھا اور اونکے
حق کی بہوانی پرشاد کو اطلاع تھی نالش مین فریق نہین بنائے گئے لہذا وے ڈگری موسومہ
پدر کے پابند نہین ہین اور اونکا حق واقع جایداد مشترکہ بہ ایفاے ڈگری مذکور نیلام
نہین ہوسکتا عدالت مرافعہ اولی نے نالش کو اس بنیاد پر ڈسمس کیا کہ مدعیان پسران
نے کوشش ثبوت اس امر کی نہین کی تھی کہ اونکے باپ کا قرضہ اغراض خلاف تہذیب
کے لئے لیا گیا تھا عدالت اپیل ماتحت نے تجویز کی کہ عذر عدم شمول پسران کا قاطع
ہے اور ڈگری بحق پسران کے صادر کی لہذا یہ اپیل منجانب مرتہن ڈگریدار کے ہوا ہے بحث
بحث واسطے ہمارے غور اور تصفیہ کے یہ ہے - آیا حقوق پسران رہاپذیر تھا
کے حالات مندرجہ بالا مین بہ اجراے ڈگری موسومہ پدر کے نیلام ہوسکتے ہین یا نہین
واضح ہو کہ دفعہ ۸۵ - ایکٹ انتقال جایداد مین بہت وسیع اور حکمی عبارت مین یہ تحریر
ہے کہ جملہ اشخاص کا جنکو جایداد مشمولہ رہن مین حق حاصل ہو ہر نالش حسب باب ہذا
(یعنی باب چہارم) مین جو متعلق رہن مذکور ہو بطور فریق شامل کیا جانا ضرور ہے نالش
منجانب اپیلانٹ بربناے رہن بنام راہن مسمی ہمی کے ایک نالش حسب باب چہارم
ایکٹ انتقال جایداد تھی یہ بھی ظاہر ہے کہ چونکہ ہمی کے پسران تھے اور چونکہ جایداد
مرہونہ بوجہ موروثی ہونے کے جایداد مشترکہ غیر منقسمہ ہمی اور اوسکے پسران کی تھی لہذا
اشخاص آخر الذکر ایسے اشخاص تھے کہ جنکو جایداد مشمولہ رہن مین حق حاصل تھا پس
بموجب احکام دفعہ ۸۵ کے وے فریق نالش بنائے جانے چاہئین تھے وے اسلئے یہ

فریق نہین بنائے گئے اپیلانٹ کو حق پسران کی اطلاع ہونیکی نسبت کوئی بحث نہین کی گئی اوسنے اس امر سے انکار نہین کیا کہ اوسکو یہہ اطلاع نہ تھی اور نالش اور استصواب مین یہہ امر فرض کر لیا گیا ہے کہ اوسکو اطلاع تھی اب دیکھنا چاہئے کہ کیا نتیجہ اس امر کا ہے کہ اپیلانٹ نے بیمی کے پسران کو فریق مقدمہ نہین بنایا اس سوال کا جواب بہت صاف اور غیر مبہم عبارت مین اجلاس کامل عدالت ہذا نے بمقدمہ بدری پرشاد بنام مدن لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۷۵) دیا ہے وہ ایک ایسا مقدمہ تھا کہ جسمین ایک شخص سے لئے گئے جو بذریعہ رہنامہ نوشتہ پدر ہندو خاندان مشترکہ کے مرتہن تھا نالش نہ صرف باپ پر بلکہ پسران پر بھی بربنائے رہنامہ کی تھی تجویز ہوئی تھی کہ پسران کا فریق مقدمہ بنانا اونکے باپ کی حیات مین حسب دفعہ ۸۵ ایکٹ انتقال جایداد صحیح تھا اور اجلاس کامل نے یہہ اور تجویز کیا - اگر مدعیان نالش ہذا جو بعد نفاذ ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ء سے دائر ہوئی باوجود اس اطلاع کے کہ پسران کا حق جایداد مین ہے اونکو فریق مقدمہ نہ بنائے تو ایسے ڈگری صرف بمقابلہ حق پدر کے حاصل کر سکتے تھے اور ایسی ڈگری نیلام کی حاصل نہین کر سکتے تھے جو حقوق پسران واقع جایداد مرہونہ پر موثر ہوتی مین ایک اون حکام مین سے تھا کہ جنہون نے اس رائے سے اتفاق کیا تھا اور مجکو کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ کیون اوس رائے سے اب اختلاف کرون لیکن یہہ بحث کیجاتی ہے کہ رائے مذکور محض ایک اظہار رائے تھا اور ممکن ہے کہ ایسا ہو کیونکہ فیصلہ مقدمہ کیواسطے وہ ٹھیک طور پر ضروری نہ تھی لیکن ایسی صورت مین بھی وہ رائے ذیعلم چیف جسٹس صاحب کی ہے کہ جس نے پانچ دیگر حکام عدالت سے بعد مشورہ کے متفق ہوکر اتفاق کیا۔

بیمی کے پسران کو نالش مین جو بربنائے رہنامہ جایداد مشترکہ کے تھی فریق مقدمہ نہ بنانے کا اثر میری دانست مین یہہ ہے کہ پسران مذکور اوس ڈگری کے پابند نہین ہین جو اوس نالش مین صادر ہوئی تھی اور نہ اونکے حقوق پر اوسکا اثر پہونچتا ہے منجانب اپیلانٹان یہہ بحث ضعیف طور پر کی گئی تھی کہ پسران ایسے اشخاص نہین ہین کہ جنکو جایداد مرہونہ مین حق حاصل ہو میری رائے مین اس بحث مین کوئی قوت نہین ہے ہر پسر کو بوقت اوسکی پیدایش کے ایک حق جایداد موروثی مشترکہ اوس خاندان مین کہ جسمین وہ پیدا ہوا حاصل ہوگیا تھا اور مجھکو کوئی شبہ نہین ہے کہ اس قسم کا حق ایک حق واقع جایداد

حسب مراد دفعہ ۸۵ ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ء کے ہے یہ بھی بحث کی گئی تھی
کہ پسران کے فریق مقدمہ نہ بنانے سے وہ ڈگری ناقص نہین ہوگئی جو بمقابلہ ہمی رکے
حاصل کی گئی تھی یہ امر جہان تک کہ ہمی کو تعلق ہے میری دانست مین صحیح ہے ڈگری جو
کہ اب قطعی ہوگئی ایک ڈگری بالکل صحیح ہے گو اگر عذر عدم اشتمال فریق ہا سے ضروری
قبل ڈگری کے کیا جاتا تو یا تو نالش خواہ ڈسمس ہوتی یا پسران حسب دفعہ ۳۲ مجموعہ ضابطہ
دیوانی کے فریق مقدمہ بنائے جاتے لیکن مین اس امر مزید سے اتفاق نہین کرسکتا کہ
ڈگری مذکور ایک ڈگری جایز بمقابلہ پسران کے ہے اور اونکے حقوق پہ موثر ہے بجز اسکے
کہ وے یہ ثابت کرسکین کہ یا تو باپ کا کوئی قرضہ نہ تھا یا قرضہ وا... ... خلاف
تہذیب کے لیا گیا تھا ایسے مسئلہ کے منظور کرنے کا اثر میری دانست مین یہ ہوگا کہ
دفعہ ۸۵ ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء منسوخ ہوجائیگی کیونکہ اوسکی وجہ سے ... حسب باب
چہارم ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء کے نالش دایر کرے یہ ضرورت ... احکام تا
دفعہ مذکور کی تعمیل دربارہ اشتمال اون اشخاص کے کرے کہ جنکو ... جایداد مرہونہ
مین بطور اہالی ہند و خاندان غیر منقسمہ کے حاصل ہے اور جنکے حق کی ... ہے۔
یہ بحث کی گئی تھی کہ بموجب فرض مذہبی کے جو پسران ہندو خاندان ... کہ اپنے
باپ کے قرضجات کہ جو خلاف تہذیب نہون ادا کرے رسپانڈنٹان مقدمہ ہذا ...
سکتے اس دعوی مین کہ اونکے حقوق واقع جایداد مشترکہ واسطے ایفاے قرضہ ...
قرق کئے جائین عذر نہین کرسکتے بلاشبہہ ایسی صورت ہوتی اگر ڈگری بنام ... سادہ
ڈگری زر نقد ہوتی اوسصورت مین جایداد موروثی خاندان اجرای ڈگری مذکور مین
نیلام ہوسکتی تھی لیکن اگر مرتہن مقدمہ ہذا ایسی ڈگری کی استدعا کرنے پر قانع ہوتا اور
ایسی ڈگری حاصل کرتا تو وہ مستوجب اون خطرات کا ہوتا جو ڈگریدار ڈگری سادہ زر نقد کو
ہوتے ہین مثلاً وہ مستحق اس امر کا نہوتا کہ بموجب فقرہ (ج) دفعہ ۲۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی
کے زر ثمن نیلام کو (بعد ادای اخراجات کے) ادای زر اصل و سود مین جو اوسکو رہن
کی بابت واجب ہو بہ ترجیح دیگر ڈگریداران ڈگری زر نقد کے لیتا یہ ایک منجملہ اون خطرات
کے ہے جو اوسکو ہوتے اور مین ایک اور خطرہ بھی بیان کرسکتا ہون اور وہ ایک بہت
سخت خطرہ ہے جو اوسکو بہ حیثیت ڈگریدار ایسی ڈگری سادہ زر نقد کے ہوتا کہ جو صرف

بنام پدر خاندان مشترکہ ہندؤن کے تھی اور پسران جو فریق ڈگری نہ تھے موجود تھے تجویز ہوئی کہ ایسا ڈگریدار جسین حیات پدر مدیون بذریعہ اپنی ڈگری کی بذریعہ قرقی جایداد موروثی مشترکہ کے کرے وہ بعد وفات پدر کے اپنی ڈگری کا اجرا بمقابلہ جایداد موروثی مشترکہ کے نہین کرا سکتا اور اوسکو ضرور ہے کہ نالش بمقابلہ پسران دایر کرے اگر اوسکو یہ منظور ہو بمقابلہ اونکے فرض مذہبی ادائے قرضہ پدر متوفی کو نافذ کرائے یہہ قاعدہ بہت پورے اور صاف طور پر مقدمہ حال یعنی لچھمی نراین بنام کنجی لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۴۴۹) مندرج ہے کہ جس مین بعد بحث جا بجا پہنچنے اون اسناد کے جو اس بحث کے متعلق تھین یہہ تجویز کی گئی تھی کہ دائن پدر ہندو خاندان مشترکہ تابع قانون متاکشرا کا جسنے ڈگری سادہ زر نقد ایسی نالش مین حاصل کی ہو جو صرف بنام پدر کے ہو ڈگری مذکور کا اجرا بمقابلہ جایداد خاندان مشترکہ یا اوسکے کسی جزو کے جو پسران کے قبضہ مین ہو بذریعہ اجرائے ڈگری مذکور مین جو بعد وفات پدر کے دایر کیا گیا ہو اور جو ایک کارروائی بہ تسلسل ایسی قرقی جایداد کے نہو جو بہ حیات پدر کی گئی ہو نہین کرا سکتا ایسی صورت مین مزید بران تجویز ہوئی کہ اگر دائن یہہ چاہتا ہو کہ بمقابلہ جایداد موروثی یا اوسکے کسی جزو کے جو قبضہ پسر ہو چارہ جوئی کرے تو اوسکو ضرور ہے کہ چارہ جوئی مذکور بذریعہ نالش موسومہ پسر کے کرے کہ جسکے جواب مین پسر کو یہ استحقاق ہوگا کہ ایسا کوئی امر ثابت کرے جو نالش مذکور کا جواب ہو نسبت صحت قاعدہ قانونی مندرجہ مقدمہ مذکور کے کوئی شبہہ کرنا ناممکن ہے میری دانست مین اوس سے وہ وقت بہت کم ہو جاتی ہے جسپر اسقدر استدلال بوقت سماعت اپیل ہذا کیا گیا دقت مذکور یہہ تھی کہ ڈگریدار ڈگری سادہ زر نقد جو محض بنام پدر ہندو خاندان مشترکہ کے ہو ڈگری مذکور کو بمقابلہ جایداد مشترکہ موروثی کل خاندان کے جاری کرا سکتا ہے اگر قرضہ خلاف تہذیب نہو مگر ڈگریدار ڈگری نیلام حسب ایکٹ انتقال جایداد جو بنام صرف پدر کے ہوا جرائے ڈگری مذکور مین اگر رائے قانونی مستدلہ رسپانڈنٹان صحیح ہو صرف حق باپ کا نیلام کرا سکتا ہے لیکن اوس دقت کی وقعت مین اگر کوئی ہو اوس خیال سے جسکا مین ذکر کر چکا ہون بہت کمی ہو جاتی ہے اور مزید بران مین یہہ اور کہا چاہتا ہون کہ اگر اپیلانٹ والا مندرجہ دفعہ ۸۵ ایکٹ انتقال جایداد کی تعمیل کرتا اور رسپانڈنٹان کو فریق مقدمہ بنا کر ڈگری نیلام بمقابلہ اونکے بھی حاصل کرتا تو وہ مستحق اجرائے ڈگری مذکور کا بمقابلہ کل جایداد مشترکہ

مو، دلی کے ہوتا عام اس سے کہ دیگر اشخاص کے پاس ڈگری سادہ زرنقد بمقابلہ پدر یا بمقابلہ کسی پسر یا بمقابلہ جملہ پسران کے ہوتین اور نیز عام اس سے کہ باپ قبل آغاز کارروائی اجرا کے فوت ہوجاتا یا نہین صاف ظاہر ہے کہ اگر کوئی مدعی جبکہ نالش حسب باب چہارم ایکٹ انتقال جایداد کے دایر کیجاے احکام دفعہ ۸۵ - ایکٹ مذکور کی تعمیل کرے تو اوسکو بذریعہ حصول ڈگری نیلام بے انتہا قوی تر استحقاق بمقابلہ ڈگریدار ڈگری سادہ زرنقد کے باوجود اوس وسعت کے حاصل ہوتا ہے جو حقوق شخص آخرالذکر کو حال مین پریوی کونسل نے عطا کی ہے۔

میری راے مین نالش مرجوعہ حسب ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء مین یہ فرض مذہبی پسر کا کہ اپنے باپ کا قرضہ رہن ادا کرے صرف اوس صورت مین نافذ ہوسکتا ہے کہ نالش نیلام مناسب طور پر بغرض مذکور ترتیب دی گئی ہو اور اشخاص مناسب فریق بناے گئے ہون جیسی کہ صورت مقدمہ بدری پرشاد بنام مدن لال کے تھی کہ اوس مین پسران فریق بناے گئے تھے اوسکا نفاذ بذریعہ ایسی نالش نیلام کے ہونا ضروری ہے کہ جس مین احکام دفعہ ۸۵ - ایکٹ انتقال جایداد کی تعمیل کی گئی ہو اور نہ بذریعہ ایسی نالش کے کہ جسمین احکام مذکور بالکل نظرانداز کئے گئے ہون۔

مین تجویز کرتا ہون کہ اب یہ موقع نہین ہے کہ جبکہ بحث فرض مذہبی پسر کی پیش کیجاوے رسپانڈنٹان اسمقدمہ مین صریح طور پر نسبت اس امر کے اعتراض نہین کرتے ہین کہ اس قسم کا فرض مذہبی اونکے ذمہ ہے وے اس سے زیادہ اور کوئی استقرار نہین چاہتے کہ ڈگری نیلام جو نالش نیلام حسب ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء مین حاصل کی گئی جسمین وے فریق نہ تھے اونکی حقوق واقع جایداد مرہونہ اونکے پدر پر موثر نہین ہے وے اس نالش مین یہ نہین کہتے کہ وے ذمہ دار اداے قرضہ کے نہین ہین اگر وہ قرضہ قایم اور اونکے مقابلہ مین قابل نفاذ بوجہ فرض مذہبی کے ہو لیکن وے یہ کہتے ہین کہ جس کارروائی ضابطہ سے اوس ذمہ داری کا نفاذ اونپر کرایا جاتا ہے یعنی بذریعہ اجراے ڈگری نیلام کے کہ جس مین وے فریق ہونے چاہئین تھے لیکن فریق نہین بناے گئے تھے اوسکی اجازت ایکٹ انتقال جایداد مین نہین ہے میری راے مین یہ حجت منظور ہونی چاہیئے کیونکہ مین تجویز کرتا ہون کہ اسمقدمہ مین وہ ذمہ داری جو اوس فرض مذہبی سے پیدا ہوتی ہے جو رسپانڈنٹان پر ہے باجراے ڈگری نیلام حسب ایکٹ انتقال جایداد جو محض بمقابلہ اونکے پدر کے حاصل کی گئی تھی قایم نہین کیجا سکتی حال مین یہ صورت ایک مرتہن ماقبل کے جسنے نالش نیلام بلاشریک کرنے مرتہن مابعد کے جسکے حق کی اوسکو

اطلاع نہی دایر کی تہی (مقدمہ جانکی پرشاد بنام کشن دت (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۹۷۴) اسی قسم کا قاعدہ قرار پایا تھا اور مقدمہ ماتا دین کسودہن بنام کاظم حسین (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۴۳۲) مین مقصد دفعہ ۸۵ - ایکٹ انتقال جایداد کا بیان کیا گیا ہے کہ فریقین اپنے حقوق کی حفاظت کر سکین اور نزاعات کا انسداد ہو۔

مقدمہ ہذا ایک عمدہ مثال اوس خرابی کی ہے کہ جسکا انسداد دفعہ ۸۵ - مین مقصود ہے کیونکہ اگر مرتہن اپیلانٹ بھوانی پرشاد ہدایات مندرجہ دفعہ مذکور کی تعمیل لپسران بیجی کو فریق مقدمہ بناکر کرتا تو یہہ نالش غیر ضروری اور ناممکن ہوجاتی مقدمہ ہذا کی وجہ صرف یہہ ہے کہ اپیلانٹ نے صاف احکام قانون کی خلاف ورزی کی اور کوئی قصور رسپانڈنٹان کا باعث اسمقدمہ کا نہین ہے مین امکاناً یہہ قیاس نہین کر سکتا کہ جب ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء وضع کیا گیا تھا اوسوقت واضعان قانون نے ایسے مشہور اور ایسے عام حق کو جیسا کہ قبضہ مشترکہ اراضی ہندو خاندان غیر منقسمہ مشترکہ کا ہے نظرانداز کیا ہو پس جبکہ دفعہ ۸۵ - ایکٹ مذکور کی رو سے اوس مدعی پر جو حسب باب چہارم ایکٹ مذکور نالش دایر کرے یہہ فرض ہے کہ جملہ اون اشخاص کو فریق مقدمہ بناے جو جایداد مرہونہ مین حق رکہتے ہون اور جنکے حق کی اوسکو اطلاع ہو تو مین بلا اسکے کہ اوس امر ناممکن کو فرض کرون جسکا ذکر مین نے بیشتر کیا ہے مین کوئی طریقہ یہہ نتیجہ نکالنے کا نہین دیکہتا ہون کہ واضعان قانون کا یہہ منشا تہا کہ فرض مذکور سے ایسے مدعیکو بری کرین کہ جو نالش نیلام جایداد مشترکہ ازان ہندو خاندان غیر منقسمہ کی دایر کرے عبارت دفعہ ۸۵ کی نہایت تاکیدی ہے اوسمین کوئی اشارہ اسکا نہین ہے کہ دفعہ مذکور جملہ نالشات حسب باب چہارم ایکٹ انتقال جایداد سے متعلق نہ کیجاوے اور جب یہہ صورت ہے تو میری یہہ راے ہے کہ جو ذمہ داری دفعہ مذکور کی رو سے قایم کی گئی تہی وہ مثل دیگر فرایض لازمی کے جو از روے قانون قایم کئے گئے ہین عدالت انصاف کے ذریعہ سے نافذ ہونی چاہئے۔

بوجوہ مندرجہ بالا مین اوس سوال کا جواب اثبات مین دونگا جسکی نسبت اجلاس کامل سے استصواب کیا گیا ہے۔

ناکس صاحب جسٹس - جو کچہہ کہ ذی علم چیف جسٹس صاحب نے ابہی فرمایا ہے مجہکو اوس سے اتفاق ہے ذاتی طور پر مجہکو کبہی کوئی شبہہ نہ تہا کہ جو سوال استصواب مین بیان کیا گیا ہے اوسکا فیصلہ محض بحق رسپانڈنٹان ہو سکتا ہے اس امر کی نسبت کوئی گنجایش نزاع کی

نہین معلوم ہوتی احکام تاکیدی دفعہ ۸۵ - ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء اور اوس تعبیر سے جو دفعہ مذکور کی عدالت ہذا نے بمقدمہ ماتا دین کسودہن بنام کاظم حسین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۴۳۲) کی اور فیصلہ مابعد صدرہ مقدمہ بدری پرشاد بنام مدن لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۷۵) سے میری دانست مین یہ نتیجہ لابدی نکلتا ہے کہ جو ڈگری بھوانی پرشاد نے حاصل کی ایسی تھی کہ جسکے ذریعہ سے صرف حقوق پدر کے منتقل ہوئے تاہم چونکہ ایک اعلی وکیل عدالت ہذا نے باستدلال یہ بیان کیا کہ یہ امر طے نہین ہو چکا ہے اور یہ بحث اس قسم کی ہے کہ بہ نظر فایدہ عام اسطور پر طے کردینی چاہیے کہ کسی قسم کا شبہہ امکانًا باقی نرہے لہذا مین استصواب کرنیپر رضامند ہوا علاوہ برین اسغرض سے کہ جو کچھ ایک ادر تجویز عدالت مین بمقدمہ ہذا کیا گیا ہے اوس سے کوئی غلط فہمی پیدا ہو میری دانست مین یہ کہنا مناسب ہوگا کہ وہ ڈگریات جنکا حوالہ جو ڈیشل کمیٹی عالیمقام پریوی کونسل نے دیا ہے ایسی ڈگریات تہین کہ جو قبل نفاذ ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ء صادر ہوئی تہین۔

میرا جواب استصواب کا اثبات مین ہے۔

بلیر صاحب جسٹس - مین بہی بلا لیس و پیش جواب اس استصواب کا اثبات مین دیتا ہون بہ وجوہ جو اون کا فی اور میری دانست مین قطعی وجوہ سے دیتا ہون جو چیف جسٹس صاحب اور میرے ہمجلیس برکٹ صاحب نے بیان کئے ہین مجکو کوئی شبہہ کسی قسم کا نہین ہے کہ عبارت دفعہ ۸۵ - ایکٹ انتقال جایداد کی قطعی طور پر تاکیدی ہے مجکو نہ دفعہ مذکور مین اور نہ اوس باب مین کہ جسمین وہ واقع ہے کوئی اشارہ محدود یا مستثنی ہونے کا نہین ملتا اور مجکو یہ امر بالکل خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ملک مین جسمین ہندو آباد ہین جنکی تعداد کثیر جایداد بموجب طریقہ خاندان ہنود کے قابض ہے واضعان قانون کا یہ منشا ہوتا کہ وے اثر دفعہ ۸۵ سے مستثنی ہین بجز اسکے کہ ایسے الفاظ ہوتے کہ جنسے استثنا مذکور ظاہر ہوتا مگر ایسے الفاظ نہین ہین مجکو اپنے ہم جلیس برکٹ صاحب سے اتفاق ہے کہ یہ ایک اون مقدمات مین سے ہے کہ جنسے منشا دفعہ مذکور کا اور بہی زیادہ وضاحت سے ضرورت ظاہر ہوتی ہے مین بہی سوال مستفسرہ کا جواب اثبات مین دونگا۔

ایکمین صاحب جسٹس - مین بہی باوجود تعلیم چیف جسٹس صاحب اور اپنے ہمجلیس برکٹ صاحب سے اتفاق کرتا ہون اور اوس سوال کا جواب جسکی نسبت استصواب کیا گیا ہے اثبات مین دونگا

سہارنپور نگرانی فوجداری نمبر ۴۳۴ سنہ ۱۸۹۵ع منفصلہ ۸ اگست

صفحہ ۵ انگریزی

بمعاملہ درخواست مہال چند

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۹۵ و ۴۷۶ - اجازت ارجاع استغاثہ فوجداری - اختیارات عدالت سماعت کنندہ درخواست بغرض استرداد اجازت مذکورہ -

عدالت منظور کنندہ درخواست متعلقہ دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کو بغرض استرداد اوس اجازت کے جو سایل پر ارجاع استغاثہ فوجداری کے لئے عطا ہوئی ہو اختیار نہین ہے کہ جس حکم کے نامنظوری سے درخواست مذکور ہوئی ہے اوسکو حکم محکومہ دفعہ ۴۷۶ مجموعہ مذکورہ مین مبدل کر دے - مقدمہ بمعاملہ درخواست متہرا داس (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۸۰) پر حوالہ ہوا -

واقعات مستغاثہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

امیر الدین منجانب سایل بنرجی منجانب فریق ثانی

گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار

ناکس صاحب جسٹس - منجملہ اون بدبخت صورتون کے جنمین اکثر عدالتہاے اجازت کارروائی فوجداری کے بہ نسبت دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری بلا احتیاط واجب کے دیدیتی ہین یہہ ایک دوسری صورت ہے -

ظاہرا ایک شخص مسمی بدیادت نے منصف دیوبند کے حضور مین ایک درخواست اون سے بدین استدعا داخل کی کہ اجازت ارجاع استغاثہ فوجداری بنام مہال چند حسب دفعہ ۲۱۰ مجموعہ تعزیرات ہند کے اوسکو عطا کرین لیکن اونہون نے ایسا طریقہ چہوڑکر ایک دوسرے دفعہ کے تجویز کرنے مین مصروف ہوے کہ جو اوس مقدمہ سے متعلق ہو سکے جو اون کے روبرو پیش تہا - اونہون نے یہہ خیال کیا کہ مہال چند مجرم موجب دفعہ ۱۹۵ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہے - اگر اونہون نے یہہ تکلیف کرکے اونکو بلا اعتراض اس قسم کی کارروائی کرنا چاہیے گوارا کی ہوتی کہ اوس خاص بیان کو قلمبند کرلیتے جسکی نسبت وہ سمجہتے تہے کہ مہال چند کی علم و یقین مین جہوٹہا ہے تو اونکو معلوم ہو جاتا کہ ایسا کوئی جہوٹہا بیان بالوجود نہین ہے -

منصف نے یہہ خیال کیا کہ ایسا بیان درخواست اجراے ڈگری محکومہ دفعہ ۲۳

مجموعہ ضابطہ دیوانی مین دستیاب ہوتا ہے۔ وہ درخواست بحیثیت موجودہ بہت وسیع کی
اوس درخواست کو بہت باریک بینی سے ملاحظ کرکے مین اوسمین کوئی ایسا بیان نہین پاتا
ہون جو بعلم ویقین سائل کے جہوٹہا کہا جا سکے۔ ذیعلم گورنمنٹ پلیڈر سے یہہ ایما کیا ہے کہ
جہوٹہہ کل درخواست مین ہی یا اوس خانہ مین ہے جو بابت تصفیہ امر متنازعہ کے ہے۔ اوسکے
خانہ مین صرف ایک نقطہ درج ہے۔ مجہسے یہہ تعبیر کرنیکی درخواست ہے کہ اوسکی یہہ معنی ہین کہ
گویا کچہہ تصفیہ نہین ہوا ہے۔ مین یہانتک نہین جا سکتا ہون درخواست مذکور مین بطور
کلیہ کے اور اوسکے ہر حصہ مین کوئی بیان قطعاً جہوٹہہ شامل نہین ہی۔ یہہ ممکن ہی لیکن اسکے
بابت مین کوئی رائے کسی قسم کی ظاہر نہین کرتا ہون کیونکہ کسی امر سے یہہ رہبری نہین ہوتی
ہے کہ مبلغ ما حصہ ادا کیا گیا ہے لیکن اس واقعہ کا ذکر متروک کرنیسے بشرطیکہ یہہ واقعہ بمد درخواست
جسے کہ وہ بموجب دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے داخل کی گئی ہے جہوٹہی شہادت نہین ہو جاتی
مقدمہ سشن جج کے حضور مین گیا اور بموجب دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے
اون سے یہہ درخواست کی گئی تہی کہ جو اجازت منصف نے دی ہے وہ مسترد کردیجاوے۔

ذیعلم جج نے پہر انحراف جدید کیا اور ایک غیر معمولی حکم ظاہرا بموجب دفعہ ۴۷۶ مجموعہ
ضابطہ فوجداری بدین حکم صادر کیا کہ نہال چند مجسٹریٹ کے پاس اس نظر سے بہیجا جاوے کہ اوسپر مقدمہ
بموجب دفعہ ۱۹۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے قایم کیا جاوے۔ ذیعلم جج نے خیال کیا تہا کہ اونہون نے
ایک جہوٹہا بیان کسی شہادت مین جو نہال چند نے دی ہی پایا ہی اور اوس شہادت کو اونہون نے
اپنے حکم مین لکہا ہے۔

مقدمہ بمعاملہ متہراداس (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۸) مین یہہ بتلایا
گیا ہے کہ جج کو جسکے روبرو مقدمہ مقتضیہ صرف دفعہ ۱۹۵ پیش ہو اختیار صادر کرنے حکم بموجب دفعہ ۴۷۶
کے نہین ہے۔ مجہے اوس مقدمہ پر غور کرنیکی ضرورت نہین ہے کیونکہ مجہے یہہ کہنے مین کچہہ تامل نہین
کہ جب جج سے بموجب دفعہ ۱۹۵ کے استدعا منسوخ کرنے اوس اجازت کے کیجاوے جو دی گئی ہے تو اونکو
اوس حکم کو جو مقتضیہ دفعہ ۴۷۶ ہے مبدل کرنیکا اختیار نہین ہے۔ اونکا اختیار صرف اجازت عطا شدہ
کے بحال رکہنے یا مسترد کرنے پر محدود ہے۔ ذیعلم جج نے ایک حکم مزید بدین مضمون صادر کیا ہی کہ اگر یہہ
ثابت ہو کہ شہادت جو نہال چند نے دی ہی جہوٹہہ نہین ہے تو اوسپر مقدمہ فوجداری بموجب دفعہ ۱۶۵
کے جسکے ساتہہ دفعہ ۵۰۰ مجموعہ تعزیرات ہند پڑہنا چاہیے قایم ہونا چاہئے۔ ذیعلم جج کو اس قسم کے کسی حکم

کے صادر کرنیکا اختیار سماعت حاصل نہین ہے۔

دونون حکم بیجا ہین اور مین حکم دیتا ہون کہ وہ منسوخ کیجاوین اور کاغذات واپس ہون۔

صفحہ ۲۲۵ انگریزی

آگرہ نگرانی فوجداری نمبر ۳۹۳ سنہ ۱۸۹۵ء منفصلہ ۱۹ اگست

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام اودے رام

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۹۵ و ۴۷۷ - اجازت ارجاع استغاثہ فوجداری برطبق صدور تجویز ثبوت جرم کے اپیل کا اوس عدالت مین ہونا جسنے اجازت دی تھی - اختیار سماعت

عدالت سشن اپیل بناراضی تجویز ثبوت الجرم کے سماعت سے محض اسوجہ سے ممنوع نہین ہے کہ خود اوسی عدالت نے اجازت ارجاع استغاثہ فوجداری بنام اپیلانٹ بابت اوس جرم کے عطا کی تھی جس کے نسبت اوسپر تجویز ثبوت جرم صادر ہوئی ہے۔

اسمقدمہ مین سشن جج آگرہ نے اجازت ارجاع استغاثہ فوجداری بنام سایل بموجب دفعہ ۱۹۳ مجموعہ تعزیرات ہند بابت اوس شہادت کے جو اونکی روبرو دی گئی تھی عطا کی تھی سایل کی تجویز مجسٹریٹ درجہ اول نے کی تھی اور برطبق صدور تجویز ثبوت جرم حکم سزا اوقیا تحت چھہ مہینہ کا صادر کیا تھا - اوسنے سشن جج کے حضور مین اپیل کیا تھا جنہون نے اوس اپیل کو ڈسمس کیا تھا کہ جس کا ظاہرا محض یہہ عذر تھا کہ جو بیان جھوٹھہ تجویز ہوا ہی وہ مقدمہ مین کسی امر اہم کی نسبت نہین ہوا تھا وسپر سایل نے درخواست نگرانی ہائیکورٹ مین بناراضی حکم سشن جج حسب متذکرہ بالا کے کی تھی -

والکس منجانب سایل - گورنمنٹ پلیڈر (جنکے طرف کوئے پیروانہ تھی) منجانب سرکار

ناکس صاحب جسٹس - جس بنیاد پر مجھسے استدعا نگرانی حکم صدرہ سشن جج آگرہ کی کی گئی ہے وہ محض یہہ ہے کہ جج کو اختیار سماعت اپیل کا حاصل نہین تھا جبکہ جرم مظہرہ اونکی علم مین بحیثیت اوس جج کے ایک کارروائی عدالتی مین لایا گیا تھا اور اونہون نے اجازت ارجاع استغاثہ فوجداری بنام سایل بابت اوس جرم کے عطا کی تھی - اس حجت کی تائید مین مجکو حوالہ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام محمد و (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۴۵۳) کا دیا گیا تھا - اسمین شک نہین ہے کہ یہہ مقدمہ تائید اوس حجت کی کرتا ہے جو ذیعلم کونسل نے جو منجانب سایل کے حاضر ہوے ہین پیش کی ہے لیکن مجھے کوئی وجہ نہین نظر آتی ہے کہ کیونکر یہہ مقدمہ جو میرے روبرو پیش ہے حیطہ دفعہ ۴۷۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری سے باہر جا سکتا ہے - اوس دفعہ کے بموجب عدالت سشن جس نے اسمقدمہ مین اجازت دی ہے